اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ
تفسیر صغیر
قرآنِ مجید
کا اُردو بامحاورہ ترجمہ مع مختصر تفسیر
از
الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

إِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ

تفسیرِ صغیر

قرآنِ مجید

کا

اردو بامحاورہ ترجمہ مع مختصر تفسیر

از

الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ناشر

ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ

فہرست پارہ و سورتہائے قرآن مجید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

فہرست عنوانات انڈیکس تفسیر صغیر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مضامین قرآن کریم و تفسیر صغیر

اِس انڈیکس سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ دوست شروع سے لے کر آخر تک اس انڈیکس کو پڑھ جائیں اور اس کے مضامین کو اپنے ذہن میں مستحضر کر لیں، ورنہ انھیں پتہ نہیں لگے گا کہ قرآن کریم میں کون کون سے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ بعد میں اُنھیں جس مضمون کی ضرورت پیش آئے اُسے انڈیکس کی روشنی میں تلاش کر لیں۔

	صفحہ تفسیر صغیر	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
الف					
آخرت (مرنے کے بعد کی زندگی)					
مرنے کے بعد دوبارہ زندگی بخشنے کا وعدہ	۱۰	بقرہ	۲۹		کیف تکفرون..... ثم یمیتکم ثم یحییکم
	۷۰۴	نجم	۴۸		وانّ علیہ النشاۃ الاخرٰی۔
اُخروی زندگی کی ضرورت	۲۵۴	یونس	۵		انّہٗ یبدؤا الخلق ثم یعیدہٗ لیجزی
اُخروی زندگی ہی اصل زندگی ہے	۵۲۳	عنکبوت	۶۵		وانّ الدار الاٰخرۃ لھی الحیوان
	۶۲۲	مومن	۴۰		وانّ الاٰخرۃ ھی دار القرار۔
آخرت دنیا سے بہتر ہے۔	۱۲۱	نساء	۷۸		متاع الدنیا قلیل والاٰخرۃ خیر
	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۲		وللاٰخرۃ اکبر درجٰت
	۳۰۶	یوسف	۱۱۰		ولدار الاٰخرۃ خیر للذین اتقوا
آخرت میں مومنوں کے لیے مغفرت اور کافروں کے لیے عذاب	۷۲۶	حدید	۲۱		وفی الاٰخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ
اخروی زندگی سے فائدہ صرف مومن اُٹھائیں گے۔	۳۵۹	بنی اسرائیل	۷۳		ومن کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی
آخرت میں ہر عمل کی جزا ملے گی۔	۳۷۳	کہف	۵۰		ووجدوا ما عملوا حاضراً
	۳۹۵	طٰہٰ	۱۶		..... لتجزٰی کُلّ نفسٍ بما تسعٰی
مومنوں کو آخرت میں انعام ملیں گے۔	۹	بقرۃ	۲۶		وبشّر الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت.....
اخروی زندگی کے لیے کوشش قابل قدر چیز ہے۔	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۰		من اراد الاٰخرۃ..... کان سعیھم مشکوراً
مومنوں کے لیے آخرت میں خدا تعالیٰ کا دیدار	۷۸۲	قیامت	۲۴		الٰی ربّھا ناظرۃ
آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔	۶۱۰	زمر	۲۷		ولعذاب الاٰخرۃ اکبر
منکرین آخرت کو عذاب الیم	۳۵۰	بنی اسرائیل	۱۱		وانّ الذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ..... عذاباً الیماً
اخروی زندگی کے منکرین کے خیالات کی تردید	۱۶۷	انعام	۳۰		وقالوا ان ھی الّا..... وما نحن بمبعوثین
	۳۳۵	نحل	۳۹		..... لا یبعث اللّٰہ ..... بلٰی وعداً علیہ حقاً
	۳۵۵	بنی اسرائیل	۵۰تا۵۲		قالوا ءاذا کنّا عظاماً.....عسٰی ان یکون قریباً

	صفحہ	سورت	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۸۴	یٰس	۷۹-۸۰		قال من یحی العظام..... قل یحییھا الذی
	۸۰۴	عبس	۲۴	لہ	کلّا لمّا یقض ما امرہ
اخروی زندگی کا ثبوت	۸۰۳	عبس	۲۳	کہ	ثمّ اذا شاء انشرہ
آسمان					
آسمان خاص مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔	۳۳۱	نحل	۴		خلق السمٰوٰت والارض بالحق
آسمان خدا تعالیٰ کی خاص قدرت کے ماتحت بنایا گیا ہے	۶۹۵	ذاریات	۴۸	۲ہ	والسمآء بنینٰھا باَیْیدٍ
آسمان کی پیدائش کی ابتدائی حالت (گیسز کا مجموعہ)	۶۲۹	حٰم السجدۃ	۱۲		ثمّ استوٰی الی السمآء وھی دخان
مختلف کروں کی پیدائش	۴۱۲	انبیاء	۳۱	۱ہ	انّ السمٰوٰت والارض کانتا رتقاً.....
سات آسمان دو مختلف دوروں میں بنے۔	۶۲۹	حٰم السجدۃ	۱۳		فقضٰھنّ سبع سمٰوٰتٍ فی یومین
آسمان کی مشابہت چھت کے ساتھ	۸	بقرۃ	۲۳		والسّمآء بنآء
	۴۱۲	انبیاء	۳۳		وجعلنا السمآء سقفاً محفوظاً
تمام سیّارے آسمان میں گردش کر رہے ہیں۔	۵۸۰	یٰس	۴۱		وکلّ فی فلک یسبحون
آسمان میں ستاروں کے راستے	۶۹۲	ذاریات	۸	۳ہ	والسمآء ذات الحبك
آسمان بلا ستون تھمے ہوئے ہیں	۵۳۴	لقمان	۱۱		خلق السمٰوٰت بغیر عمدٍ
آسمان کے ساتھ بارش کا تعلق	۵۳۱	روم	۴۹		فتثیر سحاباً فیبسطہ فی السمآء
آسمان سے رزق کا تعلق	۲۵۹	یونس	۳۲		قل من یرزقکم من السمآء
آسمانوں کے قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہونے سے مراد	۶۱۴	زمر	۶۸	۱ہ	والسمٰوٰت مطویّٰت بیمینہٖ
آسمانوں کا کھلنا اور دروازے دروازے ہونا اور اس کی تشریح	۷۹۶	نبا	۲۰	لہ	وفتحت السمآء فکانت ابواباً
آسمان کی کھال اتارے جانے سے مراد	۸۰۶	تکویر	۱۲	۸ہ	واذا السمآء کشطت
آسمان میں شگاف ہونے سے مراد سلسلہ وحی و الہام کا شروع ہونا	۷۹۱	مرسلات	۱۰	۶ہ	واذا السمآء فرجت
آسمان کے پھٹنے سے مراد	۸۰۸	انفطار	۲	۲ہ و ۳ہ	اذا السمآء انفطرت
آسمانوں کے پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جانے سے مراد	۷۷۱	معارج	۹		یوم تکون السّمآء کالمھل
آسمانِ دنیا کو کواکب سے مزیّن کیا گیا ہے۔	۵۸۵	صافات	۷		انّا زیّنّا السّمآء الدنیا بزینۃ
	۶۲۹	حٰم السجدہ	۱۳		و زیّنّا السّمآء الدنیا بمصابیح
	۷۵۹	ملک	۶		ولقد زیّنّا السّمآء الدنیا بمصابیح
آسمان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت	۸۲۲	غاشیہ	۱۹	۳ہ	والی السمآء کیف رفعت
آسمان کے ٹکڑے گرانے سے مراد عذاب	۳۶۱	بنی اسرائیل	۹۳	۲ہ	او تُسقط السمآء کما زعمت
آسمان " " " بارش کا عذاب	۴۷۹	شعراء	۱۸۸	۳ہ	فاَسْقِطْ علینا کسفاً من السمآء

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۶۰	سبا	۱۰	۱ـہ	اونُسقِط علیھم کسفاً من السمآء
سماء کے لفظ سے مراد مذہب	۷۶۸	حاقہ	۱۷	۲ـہ	وانشقت السمآء فھی یومئذ واھیۃ
آگ: یہ لفظ قرآنی محاورہ میں جنگ کے معنی میں بولا جاتا ہے سا	۷	بقرہ	۱۸	۴ـہ	کمثل الذی استوقد ناراً
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین سے واپسی پر کشفاً آگ کا دیکھنا	۳۹۵	طٰہٰ	۱۱	۱ـہ و۲ـہ	اِذ راٰ ناراً
آگ کے شعلے اوپر سے گرائے جانے سے مراد کاسمک ریز	۴۱۳	رحمٰن	۳۶	۷ـہ	یُرسَلُ علیکما شواظ من نارٍ
گیلی لکڑی میں آگ کی تمثیل سے مراد	۷۲۱	واقعہ	۷۲ تا ۷۴	۱ـہ	......ءانتم انشاتُم شجرتھا
ابلیس: آدم کی اطاعت کرنے سے انکار	۱۲	بقرہ	۳۵		فسجدوا الّا ابلیس
	۱۸۹	اعراف	۱۲		فسجدوا الا ابلیس
	۳۲۵	حجر	۳۱/۳۲		فسجد الملائکۃ ...... اِلّا ابلیس
	۳۵۷	بنی اسرائیل	۶۲		فسجدوا الّا ابلیس
	۳۷۳	کہف	۵۱		فسجدوا الّا ابلیس
	۴۰۶	طٰہٰ	۱۱۷		فسجدوا الّا ابلیس ابیٰ
ابلیس کے اطاعت سے انکار کی وجہ (تکبّر)	۱۲	بقرہ	۳۵		ابیٰ واستکبر
	۶۰۴	ص	۷۵		استکبر وکان من الکافرین
ابلیس مالدار لوگوں میں سے تھا۔	۳۷۳	کہف	۵۱	۱ـہ	کان من الجنّ
ابو لہب: ابولہب سے مراد دشمنِ اسلام (امریکہ اور روس کی طاقتوں کی طرف اشارہ)	۸۴۹	لہب	۲	۲ـہ	تبّت یدا ابی لھب وتبّ
ابولہب کے دو ہاتھوں سے مراد (روس اور امریکہ کے حلیف)	۸۴۹	"		"	
ابولہب کی بیوی سے مراد (روس اور امریکہ کی ملکی رعیّت)	۸۴۹	لہب	۵	۶ـہ	وامرأتہ حمّالۃ الحطب
دشمنانِ اسلام کی تباہی کی پیشگوئی۔	۸۴۹	"		۲ـہ	
ابولہب کی بیوی کی گردن میں رسّا باندھے جانے سے مراد	۸۴۹	لہب	۶	۷ـہ	فی جیدھا حبل من مسدٍ
اِثم۔ اِثم کے معنے نقصان اور گناہ کی سزا اور نیکیوں سے محرومی۔	۴۹	بقرہ	۲۲۰	۱ـہ	قل فیھما اثم کبیر
خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر گناہ سے بچنا ناممکن ہے۔	۲۹۴	یوسف	۳۴	۱ـہ	والّا تصرف عنّی ....
اِحیائے مَوتیٰ					
حقیقی مُردے کبھی زندہ نہیں ہوتے۔	۴۱۹	انبیاء	۹۶		حرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا ....
	۵۷۹	یٰس	۳۲		اَنّھم الیھم لایرجعون
	۶۱۲	زمر	۴۳		فیمسك التی قضیٰ علیھا الموت
انبیاء رُوحانی مردے زندہ کرتے ہیں نہ کہ قبروں میں دفن شدہ مُردوں کو	۲۲۲	انفال	۲۵	۱ـہ	... اذا دعاکم لما یحییکم
	۱۶۸ و ۱۶۹	انعام	۳۷	۵ـہ	والموتیٰ یبعثھم اللہ ثم الیہ یرجعون
مسیح کے مردوں کو زندہ کرنے سے مراد	۱۶۱	مائدہ	۱۱۱	۲ـہ	اذ تخرج الموتیٰ باذنی

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اخلاق ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہترین اخلاق کے حامل تھے۔	۷۶۲	قلم	۵	۵	وانّك لَعَلٰی خلقٍ عظیم ۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے نمونہ تھے۔	۵۴۷	احزاب	۲۲		لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ
وہ اخلاق جن سے مومنوں کو متصف ہونا چاہیئے:۔					
اصلاح بین النّاس	۱۲۸	النساء	۱۱۵		اصلاح بین الناس
امر بالمعروف ونہی عن المنکر	۹۴	آل عمران	۱۱۱		تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر
	۱۹و۲۰	بقرہ	۸۴		وقولوا للنّاس حُسناً
رشتہ داروں سے حسن سلوک	۳۷	بقرہ	۱۷۸		واٰتی المالَ علٰی حبّہٖ ذوی القربٰی
	۵۲۹	روم	۳۹		فاٰتِ ذاالقربٰی حقّہٗ
غرباء کی دیکھ بھال	۶۹۳	ذاریات	۲۰		وفی اموالھم حق للسائل والمحروم
بھوکوں کو کھانا کھلانا	۸۲۷	بلد	۱۵		او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ
	۷۸۹	دہر	۹		ویطعمون الطعام علی حبّہٖ ....
امانت	۷۷۲	معارج	۳۳		لِاَمٰنٰتِھِم وعھدھم راعون
	۴۳۴	مؤمنون	۹		لِاَمٰنٰتِھِم وعھدھم راعون
	۷۶	بقرہ	۲۸۴		فلیؤدِّ الّذی اؤتمن امانتہٗ
	۱۱۸	نساء	۵۹		ان تؤدّوا الامٰنٰت الٰی اھلھا
ایثار	۷۳۵	حشر	۱۰		ویؤثرون علٰی انفسھم
تواضع	۴۶۵	فرقان	۶۴		.... یمشون علی الارض ھوناً
	۵۳۵	لقمان	۱۹		ولا تصعّر خدّك للناس
توکّل	۳۱۷	ابراہیم	۱۳		وعلی اللّٰہ فلیتوکّل المتوکّلون
	۷۵۲	طلاق	۴		ومن یتوکّل علی اللّٰہ فھو حسبہ
	۴۶۴	فرقان	۵۹		وتوکّل علی الحی الذی لایموت
حسن ظن	۶۸۵	حجرات	۱۳		اجتنبوا کثیراً من الظّن
صداقت	۴۶۶	فرقان	۷۳		لا یشھدون الزّور
شکر	۵۳۴	لقمان	۱۳		اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ
عفو	۹۷	آل عمران	۱۳۵		والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس
	۴۴۸	نور	۲۳		ولیعفوا ولیصفحوا ......
صبر	۱۳	بقرہ	۴۶		واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ
	۳۳	بقرہ	۱۵۴		یاایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر
	۳۳	بقرہ	۱۵۶		وبشّر الصابرین

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۳۱۰	رعد	۲۳		والذین صبروا ابتغاء وجہ ربّھم.......
عدل و احسان	۶۸۴	حجرات	۱۰	۳و۴ ـہ	اقسطوا انّ اللہ یحب المقسطین
	۳۴۳	نحل	۹۱		انّ اللہ یامر بالعدل......
	۴۲	بقرہ	۱۹۶		واحسنوا انّ اللہ یحبّ المحسنین
	۱۸۵	انعام	۱۵۳		فاعدلوا ولوکان ذاقربیٰ
ایفاءعہد	۳۵۳	بنی اسرائیل	۳۵		انّ العھد کان مسئولًا
	۳۷	بقرہ	۱۷۸		والموفون بعھدھم اذا عاھدوا
	۴۳۴	مؤمنون	۹		لِاَمٰنٰتِھم وعھدھم رٰعون
مہمان نوازی	۳۷	بقرہ	۱۷۸		واٰتی المال علیٰ حبّہٖ....... وابن السّبیل
	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۷		واٰت ذاالقربیٰ حقّہ....... وابن السّبیل
پاکدامنی	۴۳۴	مؤمنون	۶تا۸		والذین ھم لفروجھم حافظون.......
	۴۴۹	نور	۳۱		......ویحفظوا فروجھم ذٰلک ازکیٰ لھم
	۷۷۲	معارج	۳۰		والذین ھم لفروجھم حافظون
	۴۵۰	نور	۳۴		ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحًا
	۴۵۵	نور	۶۱		وان یستعففن خیرٌ لّھنّ
غضِّ بصر	۴۴۹	نور	۳۱		قل للمؤمنین یغضّوا من ابصارھم
تعاون باہمی	۱۴۰	مائدہ	۳		تعاونوا علی البرّ والتقویٰ.........الخ
نیکیوں میں مسابقت	۳۲	بقرہ	۱۴۹		فاستبقوا الخیرات
صلہ رحمی	۳۱۰	رعد	۲۲		والذین یصلون ما امر اللہ بہ........
والدین سے حسنِ سلوک	۱۱۴	نساء	۳۷		وبالوالدین احسانًا
ہمسایہ سے حسنِ سلوک	۱۱۴	نساء	۳۷		والجارذی القربیٰ والجار الجنب
ماتحتوں سے حسنِ سلوک	۱۱۴	نساء	۳۷		وما ملکت اَیْمَانُکم
بشاشت	۱۹	بقرہ	۸۴		وقولوا للنّاس حسنًا
صفائی	۷۸۲	مدّثّر	۵		وثیابک فطھّر
	۴۲۶	حج	۳۰		ثُمّ لْیقضوا تَفَثَھُم
	۵۲	بقرہ	۲۲۳	ـہ	.......ویحبّ المتطھّرین
غصّہ پر قابو رکھنا	۹۷	اٰل عمران	۱۳۵		والکاظمین الغیظ
اخلاق سیّئہ:-					
بخل	۱۱۴	نساء	۳۸		الذین یبخلون......
	۷۲۷	حدید	۲۵		الذین یبخلون......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۷۳۶	حشر	۱۰		ومن یوق شحّ نفسہ ....
	۷۵۱	تغابن	۱۷		ومن یوق شحّ نفسہ ....
	۶۷۶	محمد	۳۹	۱ہ	ومن یبخل فانّما یبخل عن نفسہ
بدگمانی	۶۸۵	حجرات	۱۳		انّ بعض الظنّ اثم
عیب لگانا	۶۸۴	حجرات	۱۲		ولا تلمزوا انفسکم
لوگوں کے برے نام رکھنا	۶۸۴و۶۸۵	حجرات	۱۲		ولا تنابزوا بالالقاب
تحقیر و تمسخر	〃	حجرات	۱۲		لا یسخر قومٌ من قوم
حسد	۸۵۱	فلق	۶		ومن شرّ حاسدٍ اذا حسد
فضول خرچی	۱۹۳	اعراف	۳۲		ولا تسرفوا........
	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۷و۲۸		..... ولا تبذّر تبذیرا۔ان المبذّرین.......
لغو باتیں	۷۸۵	مدثر	۴۶		وکنّا نخوض مع الخائضین۔
	۴۳۴	مومنون	۴		والّذین ھم عن اللغو معرضون
بغیر علم کے کسی بات کا کرنا	۳۵۳	بنی اسرائیل	۳۷		ولا تقف مالیس لك به علمٌ
غیبت	۶۸۵	حجرات	۱۳		ولا یغتب بعضکم بعضًا
جھوٹ	۴۲۶	حج	۳۱		واجتنبوا قول الزور
	۴۶۶	فرقان	۷۳		لا یشھدون الزور
خیانت	۱۲۷	نساء	۱۰۸		انّ اللہ لا یحبّ من کان خوّانًا اثیمًا
(آنکھوں کی خیانت)	۶۱۹	مؤمن	۲۰	۲ہ	یعلم خائنۃ الاعین.........
چوری	۱۴۸	مائدہ	۳۹		والسارق والسارقۃ فاقطعوا.......
مایوسی	۶۱۳	زمر	۵۴		لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
زنا	۳۵۳	بنی اسرائیل	۳۳		لا تقربوا الزنٰی
	۴۶۶	فرقان	۶۹		ولا یزنون
مداہنت	۷۶۳	قلم	۱۰		ودّوا لو تدھن فیدھنون
ارتداد۔ ارتداد اختیار کرنے والا اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔	۹۸	آل عمران	۱۴۵		ومن ینقلب علیٰ عقبیہ
مرتد کے بدلے قوم کے دئے جانے کا وعدہ	۱۵۱	مائدہ	۵۵		فسوف یاتی اللہ بقوم
مرتد کی سزا قتل نہیں۔	۹۱	آل عمران	۹۰		الّا الذین تابوا من بعد ذالك
	۳۴۵	نحل	۱۰۷		من شرح بالکفر صدرًا فعلیھم......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۱۳۷	نساء	۱۳۸		انّ الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا
	۴۹	بقرہ	۲۱۸		ومن یرتدد منکم عن دینہ فیمت
	۱۵۱	مائدہ	۵۵		من یرتدّ منکم عن دینہ
ارض مقدس یعنی فلسطین	۱۴۵	مائدہ	۲۲		یا قوم ادخلوا الارض المقدسۃ
بنی اسرائیل کا فساد اور ارض مقدس سے نکالا جانا۔	۳۴۹	بنی اسرائیل	۵ و ۶		وقضینا الی بنی اسرائیل
آخری زمانہ میں یہودیوں کا ارض مقدس میں جمع ہونا۔	۳۶۳	〃	۱۰۵	ھ۳	فاذا جاء وعد الاٰخرۃ
ارض مقدس آخر کار مسلمانوں کے قبضہ میں آئیگی۔	۴۲۰ / ۴۲۱	انبیاء	۱۰۶ تا ۱۱۳	ھ۱ تا ۴	ان الارض یرثھا عبادی الصالحون
ازواج مطہرات ۔ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی مائیں ہیں۔	۵۴۴ / ۵۴۵	احزاب	۷		وازواجہٗ امّھاتھم
ازواج مطہرات سے نکاح کرنا ناجائز ہے	۵۵۵	〃	۵۴		ولا ان تنکحوا ازواجہ ......
ازواج مطہرات کا بلند مقام	۵۴۹	〃	۳۱ تا ۳۴		لستنّ کاحدٍ من النسآء ......
ازواج مطہرات کو دنیا اور دین کے اختیار کرنے میں اختیار	۵۵۳ / ۵۵۴	〃	۵۲	ھ۲	ترجی من تشاء منھن
اور ان کا دین کو اختیار کرنا۔	۵۴۸	〃	۲۹		ان کنتنّ تردن الحیوٰۃ الدنیا ....
آنحضرتؐ کا اپنی ایک بیوی کو راز بتانا اور اس کا افشا کر دینا	۷۵۵	تحریم	۴		واذ اسرّ النبیّ ....
بیویوں کی خاطر شہد کا ترک	۷۵۵	〃	۲	ھ۱	لِمَ تحرّم ما احلّ اللہ لک
حضرت عائشہ رضؓ پر منافقوں کا الزام	۴۴۶	نور	۱۲		اِنّ الذین جاءو بالافک
حضرت عائشہ رضؓ کی برّیت	۴۴۷	نور	۱۷		سبحانک ھٰذا بھتان عظیم
حضرت زینبؓ رضؓ کے نکاح کا الہاماً حکم	۵۵۰	احزاب	۳۸	ھ۲	زوّجنٰکھا
حضرت زینبؓ رضؓ کو نکاح میں لانے کے متعلق مفسرین کے خیالات کی تردید	〃	〃		ھ۱	
استعاذہ ۔ قرآن کریم پڑھنے سے پہلے اعوذ پڑھنے کا حکم	۳۴۴	نحل	۹۹		فاذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ
استغفار ۔ استغفار اور اس کے فوائد	۷۷۴ و ۷۷۵	نوح	۱۱ تا ۱۳		استغفروا ربّکم ..... یرسل السمآء علیکم مّدرارًا
	۲۷۸	ہود	۵۳		ویاقوم استغفروا ربّکم
استغفار خدا تعالیٰ کی رحمت کے جذب کرنے کا ذریعہ ہے	۱۱۹	نساء	۶۵		فاستغفروا .... لوجدوا اللہ توّابًا رّحیمًا
استغفار عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ ہے	۲۲۳	انفال	۳۴		وما کان اللہ معذّبھم وھم یستغفرون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار سے مراد	۸۴۹	نصر	۴		واستغفرہ انّہ کان توّابا
	۷۷۷	فتح	۳	ھ۱	لیغفر لک اللہ ما تقدّم من ذنبک
اسراء: آنحضرتؐ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف کشفاً جانا	۳۴۹	بنی اسرائیل	۲		سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلًا
اسراء ایک لطیف رؤیا تھا۔	۳۵۷	〃	۶۱		وما جعلنا الرءیا التی ......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اسلام: مذہب اسلام کا نام اسلام رکھے جانے میں یہ اشارہ کہ اسکے ماننے والے کو بکلی خدا کیلئے ہو جانا چاہیئے	۲۵	بقرہ	۱۱۳		بلیٰ من اسلم وجهه لله وهو محسن
مسلمان کا ہر قول و فعل خدا کے لیے وقف ہو جانا چاہیئے	۱۸۷	انعام	۱۶۳		قل انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله.....
اسلام خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔	۱۸۶	〃	۱۵۴		وانّ هٰذا صراطی مستقیمًا فاتّبعوه
مذہب اسلام کا نام اللہ تعالیٰ نے خود رکھا ہے۔	۴۳۳	حج	۷۹		هو سمّٰكم المسلمين
اسلام یقینِ محکم کا نام ہے نہ کہ زبانی اطاعت کا۔	۶۸۵	حجرات	۱۵		قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا........
اسلام کامل مذہب ہے۔	۱۴۱	مائدہ	۴		الیوم اکملت لکم دینکم........
صرف اسلام ہی قابل قبول مذہب ہے۔	۹۱	اٰل عمران	۸۶		ومن یّبتغ غیر الاسلام دینًا......
سچا مذہب صرف اسلام ہے۔	۸۱	اٰل عمران	۲۰		انّ الدین عند الله الاسلام
اسلام میں جبر نہیں۔	۵۰۶	قصص	۵۷	۲ہ	انك لا تهدی من احببت.......
	۴۶۴	فرقان	۵۸	۳ہ	الّا من شاء ان یّتخذ الی ربه سبیلًا
	۶۷	بقرہ	۲۵۷		لا اکراه فی الدین
	۳۷۰	کہف	۳۰		فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر
اسلام میں داخل ہونے والا کسی پر احسان نہیں کرتا بلکہ اپنے نفس پر احسان کرتا ہے	۶۸۶	حجرات	۱۸		قل لا تمنّوا علیّ اسلامکم بل الله یمنّ علیکم ان هدٰکم للایمان
ہدایت صرف اسلام میں منحصر ہے۔	۸۱	اٰل عمران	۲۱		فان اسلموا فقد اهتدوا
	۷۷۸	جنّ	۱۵		فمن اسلم فاولٰٓئك تحرّوا رشدًا
دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں۔	۱۲۹	نساء	۱۲۶		ومن احسن دینًا مّمّن اسلم وجهه لله
دین اسلام میں اللہ نے آسانی رکھی ہے سختی نہیں رکھی	۴۳۳	حج	۷۹		وما جعل علیکم فی الدین من حرج
	۱۴۲	مائدہ	۷		ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج
	۴۰	بقرہ	۱۸۶		یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
دین اسلام حفاظت کا بڑا مضبوط ذریعہ ہے۔	۵۳۶	لقمان	۲۳		ومن یسلم...... فقد استمسك......
اسلام پر عمل کرنے سے انسان منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاتا ہے	۴	فاتحہ	۶	۲ہ	صراط الذین انعمت علیهم
	۱۱۹، ۱۲۰	نساء	۷۰		فاولٰٓئك مع الذین انعم الله علیهم
اسلام کی مثال شجرۂ طیبہ سے	۳۱۸	ابراہیم	۲۵		مثلًا کلمةً طیّبةً کشجرةٍ طیّبةٍ
	۳۱۹	〃		۱ہ	
اسلام رنگ اور قوم کی تفریقات کو مٹاتا ہے۔	۶۸۵	حجرات	۱۴	۲ہ	ان اکرمکم عند الله اتقٰکم
اسلام کا دشمن سے انصاف کرنے کا حکم	۱۴۲	مائدہ	۹		ولا یجرمنّکم شنٰان قوم علیٰ الّا تعدلوا
اسلام میں کفار سے احسان	۷۴۰	ممتحنہ	۹		ان تبرّوهم وتقسطوا الیهم
اسلام میں کل مخلوق سے حسن سلوک۔	۱۱۴	نساء	۳۷		وبالوالدین احسانًا..... وما ملکت ایمانکم

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اسلام میں پوری طرح داخل ہونے اور اس پر قائم رہنے کا حکم	۴۵	بقرہ	۲۰۹		یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السّلم کآفّۃ
دین اسلام نوح ابراہیم موسیٰ عیسیٰ کا مذہب چلا آرہا ہے	۶۳۸	شوریٰ	۱۴		شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحًا
اسلام پر قائم رہنے کی ہدایت۔	۲۸۶	ہود	۱۱۳		فاستقم کما امرت
	۴۵	بقرہ	۲۱۰		فان زللتم من بعد ما جاءتکم البیّنٰت
اسلام پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔	۲۲۸	انفال	۶۰		انّھم لا یعجزون
	۳۶۰	بنی اسرائیل	۸۲		جاء الحق وزھق الباطل
	۴۱۴	انبیاء	۴۵	لہ	افھم الغالبون
غلبۂ اسلام کی پیشگوئی	۳۱۳	رعد	۴۲	لہ	انّا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا
	۵۳۰	روم	۴۴	۴ہ	یومئذ یصّدّعون
اسلام کے ابتدائی تین صد سالہ غلبہ کے بعد ہزار سال ضعف کے آنے کی پیشگوئی	۵۳۹ / ۵۴۰	سجدہ	۶ و ۷	لہ و ۲ہ	... ثمّ یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہٗ الف سنۃ ...
اسلام کا ضعف کا زمانہ عارضی ہوگا۔	۸۱۴	انشقاق	۱۷	۶ہ	فلا اقسم بالشفق
اسلام کی ضعف کے بعد دوبارہ ترقی کی پیشگوئی	۸۳۷	قدر	۴ تا ۶	لہ و ۲ہ	لیلۃ القدر خیر من الف شھر.....
	۸۱۴	انشقاق	۱۹	۷ہ	.... والقمر اذا اتّسق
	۸۲۸	شمس	۳	۲ہ	والقمر اذا تلٰھا
	۳۷۱	کہف	۴۱	۲ہ	فعسٰی ربّی ان یؤتین خیرا من جنّتک
	۵۶۵	سبا	۳۱	لہ	قل لکم میعاد یومٍ
اسلام عالمگیر مذہب ہے۔	۵۶۴	سبا	۲۹	۲ہ	وما ارسلنٰک الّا کآفّۃ للناس .....
	۹۲	اٰل عمران	۹۷	۳ہ	انّ اوّل بیتٍ وضع للنّاس ......
	۴۵۰	نور	۳۶	۷ہ	لا شرقیّۃٍ ولا غربیّۃٍ
اسلامی احکام کو ہر مسلمان کو آگے پہنچانا چاہیئے	۸۵۰	اخلاص	۲	لہ	لفظ "قل"
اسلام کا لاٹری بیمہ وغیرہ سے منع کرنا اور اس کی حکمت	۳۷۶	کہف	۷۵	لہ	حتّٰی اذا لقیا غلامًا فقتلہٗ
یہودی تعلیم کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کی برتری	۴۵۵	نور	۶۲	لہ	لیس علی الاعمٰی حرج ولا علی الاعرج حرج
	۶۶۱	جاثیہ	۱۹	۲ہ	ثم جعلنٰک علٰی شریعۃ من الامر
اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کی سچائی کا ثبوت	۵۶۷	سبا	۵۰	۲ہ	قل جاء الحق وما یبدئ الباطل
اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم	۹۷	اٰل عمران	۱۳۳		اطیعوا اللہ والرسول
اطاعت اللہ اور اطاعت رسول سے نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے درجات کا ملنا۔	۱۱۹ و ۱۲۰	نساء	۷۰	۴ہ	ومن یطع اللہ والرسول الخ
اللہ تعالیٰ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے کا اجر	۱۰۳	اٰل عمران	۱۷۳		الذین استجابوا للہ والرسول .... الخ

	صفحہ	سورت	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اللہ تعالیٰ اور رسول کے فرمانبردار اپنے مقصد کو پالیں گے	۴۵۳	نور	۵۳		ومن یطع اللہ ورسولہٗ ...... الخ
رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ۔	۱۲۲	نساء	۸۱		من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
اولوالامر کی اطاعت کا حکم	۱۱۸	نساء	۶۰		واولی الامر منکم
رسول اسی غرض سے بھیجے جاتے ہیں کہ لوگ انکی اطاعت کریں	۱۱۹	〃	۶۵		وما ارسلنا من رسول
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالوں کو اتباع رسول کا حکم	۸۳	آل عمران	۳۲		قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی .....
کوئی سچا مسلمان مرد یا عورت اللہ اور رسول کے حکم کو ردّ نہیں کر سکتا ۔	۵۴۹	احزاب	۳۷		اذا قضی اللہ ورسولہ امراً
اعراب ۔ اعراب سے مراد جنگلوں میں رہنے والے عرب	۶۸۵	حجرات	۱۵	۳	قالت الاعراب اٰمنّا
اعراف ۔ اصحاب اعراف سے مراد کامل مومن ہیں	۱۹۶	اعراف	۴۷	۱	وعلی الاعراف رجال
اقوام ۔ گذشتہ اقوام کی دنیاوی ترقی	۶۱۹	مومن	۲۲	۳	کانوا ھم اشد منھم قوۃ واٰثاراً
قوموں کا عروج و تنزل	۷۲۱	واقعہ	۷۴	۱	نحن جعلنٰھا تذکرۃً ......
عَاد	۱۹۹	اعراف	۶۶		والیٰ عادٍ اخاھم ھوداً
	۲۷۸	ہود	۵۱		〃 〃 〃 〃
عاد کی قوم پر عذاب آنے سے انکا مقام ریت کے ٹیلے بن گیا	۶۶۸	احقاف	۲۲	۲	انذر قومہٗ بالاحقاف
عاد پر تیز آندھی کا عذاب آیا	۶۶۹	〃	۲۵و۲۶		ریح فیھا عذاب الیم تدمّر
ثَمُود	۲۰۰	اعراف	۷۴		والیٰ ثمود اخاھم صالحاً
	۲۷۹	ہود	۶۲		〃 〃 〃 〃
ثمود قوم کے لیے اونٹنی کا نشان	۲۸۰	〃	۶۵	۱	ھٰذہٖ ناقۃ اللہ لکم اٰیۃً
ثمود کا اونٹنی کو نقصان پہنچانا اور ان کے لیے تین دن کے اندر اندر عذاب آنے کی پیشگوئی	۲۸۰	ہود	۶۶		.... تمتّعوا فی دارکم ثلٰثۃ ایّام
ثمود پر زلزلہ کا عذاب	۲۰۱	اعراف	۷۹		فاخذتھم الرجفۃ
ثمود قوم کا عذاب کے وقت گھٹنوں کے بل گرنا ۔	۲۰۱	〃	۷۹	۲	فاصبحوا فی دارھم جٰثمین
اصحاب الایکہ	۳۲۸	حجر	۷۹		وان کان اصحٰب الایکۃ لظٰلمین
	۴۷۸	شعراء	۱۷۷		کذّب اصحٰب لئیکۃ المرسلین
	۶۸۸	قٓ	۱۵	۲	واصحٰب الایکۃ
اصحاب الایکہ حضرت شعیبؑ کی قوم کا نام ہے	۳۲۸	حجر	۷۹	۶	ان کان اصحٰب الایکۃ لظٰلمین
اصحاب الایکہ اور ان کا مقام	۳۲۸	〃	۷۹	۶	
	۶۸۸	قٓ	۱۵	۲	واصحٰب الایکۃ
قوم تُبّع یمن کے لوگ	۶۸۸	قٓ	۱۵		وقوم تُبّع
قوم تبّع اور اس کی ہلاکت کا ذکر	۶۵۸	دخان	۳۸		قوم تُبّع ...... اھلکنٰھم

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۸۱	آل عمران	۱۹		أنّه لا الٰه الّا هو
سب برکت دنیا میں خدا تعالیٰ کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے	۴۵۰	نور	۳۶	۵	الله نور السمٰوٰت والارض
اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں۔	۶۳۷	شوریٰ	۱۲		لیس کمثله شیٔ
اللہ تعالیٰ تمام اشیا کی علت العلل ہے۔	۷۲۳	حدید	۴		هو الاوّل والاٰخر
اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز جوڑے کی محتاج ہے۔	۶۹۵	ذاریات	۵۰		ومن کل شیءٍ خلقنا زوجین
اللہ تعالیٰ کو انسان کی ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں	۱۷۸	انعام	۱۰۴		لا تدرکه الابصار ......
اللہ تعالیٰ اپنی رؤیت کا خود سامان پیدا کرتا ہے۔	۱۷۸	״	۱۰۴	۱	وهو یدرک الابصار
اللہ تعالیٰ اپنے تک پہنچنے کا رستہ اپنے بندوں کو خود دکھاتا ہے۔	۵۲۴	عنکبوت	۷۰		والذین جاهدوا فینا لنهدینّهم سبلنا
اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے جدوجہد کی ضرورت	۸۱۳	انشقاق	۷	۶	... انّک کادح الیٰ ربّک کدحًا فملٰقیه
تمام موجودات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہیں۔	۸۵۰	اخلاص	۳	۳	اللّٰه الصمد
اللہ تعالیٰ تمام موجودات کا تفصیلی علم رکھتا ہے	۶۷	بقرہ	۲۵۶	۲	وسع کرسیّه السمٰوٰت والارض
	۲۶۳	یونس	۶۲		وما یعزب عن ربّک من مثقال ذرّة
اللہ تعالیٰ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے	۶۸۸	قٓ	۱۷		ونحن اقرب الیه من حبل الورید
علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔	۴۹۳	نمل	۶۶		لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب
اللہ کا علم ازلی اور علم وقوعہ	۸۲	آل عمران	۳۰	۱	قل ان تخفوا...... یعلمه الله
اللہ تعالیٰ اپنے منشا کو پورا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے	۸	بقرہ	۲۱	۳	علیٰ کلّ شیء قدیر
اللہ تعالیٰ دنیا کی ہدایت کے لیے رسول بھیجتا رہتا ہے۔	۴۳۲	حج	۷۶		الله یصطفی من الملٰئکة رسلاً ومن الناس
اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو ہمیشہ غلبہ دیتا ہے۔	۷۳۲	مجادلہ	۲۲		کتب الله لاغلبنّ انا ورسلی
اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں پر ملائکہ نازل کرتا ہے	۶۳۲	حٰم السجدہ	۳۱		تتنزل علیهم الملائکة
اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔	۱۸۷	انعام	۱۶۴		لا شریک له
	۳	فاتحہ	۵		ایّاک نعبد وایّاک نستعین
	۴۵۷	فرقان	۳		ولم یکن له شریک فی الملک
اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر نہیں	۸۵۰	اخلاص	۵	۵	ولم یکن له کفوًا احد
اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔	۱۱	بقرہ	۳۳		قالوا سبحانک
اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔	۲۶	״	۱۱۷	۱	وقالوا اتخذ الله ولدًا سبحانه
	۱۳۸	نساء	۱۷۲		سبحٰنه ان یکون له ولد
	۱۷۷	انعام	۱۰۱		وخرقوا له بنین وبنات...... سبحٰنه
اللہ تعالیٰ نے اولاد اور بیوی اختیار نہیں کی۔	۷۷۷	جن	۴		ما اتّخذ صاحبة ولا ولدا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
خدا تعالیٰ کے ہر شے پر قادر ہونے سے مراد۔	۸	بقرہ	۲۱	۳ھ	علےٰ کل شیء قدیر
اللہ تعالیٰ اپنی بات کو پورا کرنے پر کامل اقتدار رکھتا ہے	۲۹۲	یوسف	۲۲		واللہ غالب علیٰ امرہٖ
اللہ تعالیٰ کسی کے اخلاص اور نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا۔	۵۳۵	لقمان	۱۷		ان تک مثقال حبّۃ من خردل
اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کئی گنا اجر پاتے ہیں	۷۱	بقرہ	۲۶۲		..... کمثل حبّۃ انبتت ....
اللہ تعالیٰ کی مدد اپنے مومن بندوں کے ساتھ رہتی ہے۔	۵۳۱	روم	۴۸		کان حقاً علینا نصر المؤمنین
اللہ تعالیٰ کا عرش پر قرار فرما ہونا اور اس سے مراد۔	۲۷۱	ہود	۸	۴ھ	کان عرشہ علی الماء
	۸۱۷	بروج	۱۶	۱ھ	ذوالعرش المجید
اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والا ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔	۲۵۶	یونس	۱۸		فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا
اللہ تعالیٰ کے متعلق لفظ استہزا کا استعمال اور اس کا مطلب	۷	بقرہ	۱۶	۲ھ	اللہ یستھزئ بھم
ہستیٔ باری تعالیٰ کے دلائل ہستیٔ باری تعالیٰ کا عقیدہ فطرتی ہے۔	۲۱۵	اعراف	۱۷۳ و ۱۷۴		واذ اخذ ربّک من بنی آدم
خلق کائنات اور نظام عالم	۳۱۶	ابراہیم	۱۱		أفی اللہ شک فاطر السمٰوٰت والارض
	۳۴	بقرہ	۱۶۵		انّ فی خلق السمٰوٰت والارض
	۷۵۹	ملک	۲		تبارک الّذی بیدہ الملک
	۳۱۹ و ۳۲۰	ابراہیم	۳۳ و ۳۴		اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض
	۶۶۰	جاثیہ	۵ و ۶		وفی خلقکم وما یبثّ من دآبّۃ
	۵۲۳	عنکبوت	۶۲		ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت
	۶۸۷	قٓ	۷ تا ۱۰		افلم ینظروا الی السمآء فوقھم
استجابتِ دعا۔ حاجت براری۔ کلام کرنا	۴۰	بقرہ	۱۸۷		اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
غلبۂ رسل	۷۳۲	مجادلہ	۲۲		کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی
	۶۲۳	مومن	۵۲		انّا لننصر رُسلنا
اللہ تعالیٰ کی لقاء کا مطلب	۵۱۶	عنکبوت	۲۴	۲ھ	والذین کفروا بآیٰت اللہ ولقآئہٖ
اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کی عجیب وغریب دلیل۔	۵۲۳	″	۶۱	۲ھ	اللہ یرزقھا وایّاکم
اللہ تعالیٰ جبر نہیں کرتا	۵۹۰	صافات	۹۷	۳ھ	واللہ خلقکم وما تعملون
اطمینان کامل اللہ تعالیٰ کے وصال سے ہوتا ہے۔	۸۲۵	فجر	۲۸ تا ۳۰	۵ھ	یا ایّتھا النفس المطمئنّۃ ......
اللہ تعالیٰ کی صفات: اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفات ہیں	۲۱۶	اعراف	۱۸۱		وللہ الاسمآء الحسنیٰ
	۷۳۸	حشر	۲۵		لہ الاسمآء الحسنیٰ
اللہ تعالیٰ کی صفات اپنی عقل سے تجویز نہیں کرنی چاہئیں	۲۱۶	اعراف	۱۸۱		وذروا الذین یلحدون فی اسمآئہٖ

اسمائے حُسنیٰ (یعنی صفاتِ الٰہیہ):-

اسماء	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر
۱- اَلرَّبّ	۱	فاتحہ	۲
۲- الرحمٰن	۲	″	۳
۳- الرحیم	۲	″	۳
۴- مالک یوم الدین	۲	″	۴
۵- الملک	۷۳۸	حشر	۲۴
۶- عالم الغیب والشهادة	۷۳۸	″	۲۳
۷- القدّوس	۷۳۸	″	۲۴
۸- السّلام	″	″	″
۹- المؤمن	″	″	″
۱۰- اَلْمُهَیْمِنُ	″	″	″
۱۱- العزیز	″	″	″
۱۲- الجبار	″	″	″
جبّار کے معنے مصلح کے	۴۷۵	شعراء	۱۳۱ ؎۱
۱۳- المتکبّر	۷۳۸	حشر	۲۴
۱۴- الخالق	″	″	۲۵
۱۵- البارئ	″	″	″
۱۶- المصوّر	″	″	″
۱۷- الحکیم	″	″	″
۱۸- الغفار	۶۰۳	ص	۶۷
۱۹- القهّار	۶۰۳	″	۶۶
۲۰- الوهّاب	۸۰	آل عمران	۹
۲۱- الرزّاق	۶۹۶	ذاریات	۵۹
۲۲- الفتّاح	۵۶۴	سبا	۲۷
۲۳ العلیم	″	″	″
۲۴- السمیع	۶۱۹	مومن	۲۱
۲۵ البصیر	۶۱۹	″	″
۲۶ اللطیف	۷۶۰	ملک	۱۵
۲۷ الخبیر	۷۶۰	″	۱۵

اسماء	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر
۲۸- العظیم	۶۳۶	شوریٰ	۵
عظیم ہونے کا مطلب	۶۳۶	″	۵ ؎۲
۲۹- الغفور	۲۶۹	یونس	۱۰۸
۳۰- العلیّ	۶۷	بقرہ	۲۵۶
۳۱- الکبیر	۳۰۸	رعد	۱۰
۳۲- المتعال	″	″	″
۳۳- القویّ	۶۲۰	مومن	۲۳
۳۴- المتین	۶۹۶	ذاریات	۵۹
۳۵- العفوّ	۷۲۹	مجادلہ	۳
۳۶- القدیر	۳۳۹	نحل	۷۱
۳۷- الودود	۸۱۶	بروج	۱۵
۳۸- الهادی	۴۳۰	حج	۵۵
۳۹- الرّءوف	۸۳	آل عمران	۳۱
۴۰- البرّ	۶۹۹	طور	۲۹
۴۱- الحلیم	۵۳	بقرہ	۲۲۶
۴۲- التوّاب	۸۴۹	نصر	۴
التوّاب میں توبہ قبول کرنے کے علاوہ بار بار رحمت کرنے کے معنے	″	″	″ ؎۳
۴۳- الوکیل	۳۴۹	بنی اسرائیل	۳
۴۴- شدید العقاب (اور اس سے مراد)	۶۱۷	مومن	۴ ؎۴
۴۵- واسع المغفرة	۷۰۳	نجم	۳۳
۴۶- الحمید	۶۴۱	شوریٰ	۲۹
۴۷- المجید	۸۱۷	بروج	۱۶
۴۸- قابل التوب	۶۱۷	مومن	۴
۴۹- ذی الطول	۶۱۷	″	″
۵۰- الولیّ	۶۴۱	شوریٰ	۲۹
۵۱- ذوانتقام	۷۹	آل عمران	۵
۵۲- الغنیّ	۷۲	بقرہ	۲۶۸
۵۳- سریع الحساب	۳۱۳-۳۱۴	رعد	۴۲
۵۴- الحیّ	۶۶	بقرہ	۲۵۶

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۲۸	روم	۳۱		فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا
انسان کے اندر بے انتہا روحانی اور علمی ترقی کا مادہ ہے۔	۸۱۹	اعلیٰ	۳	۳ه	الذی خلق فسوّٰی
انسان موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا گیا ہے۔	۸۳۴	تین	۵		لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم
انسان کی فطرت میں الہام الٰہی پانے کی خاصیت۔	۳۲۵	حجر	۲۹	۲ه	انی خالق بشراً من صلصال الخ
انسان کو خدا نے نیک و بد دونوں راستے دکھا دیئے ہیں۔	۸۲۹	شمس	۹		فالھمھا فجورھا وتقوٰىھا
	۷۸۸	دہر	۴		اِنّا ھدینٰہ السبیل اِمّا شاکراً وّ اِمّا کفوراً
	۸۲۷	بلد	۱۱	۲ه	وھدینٰہ النّجدین
انسان اپنے اعمال میں مجبور نہیں۔	۶۳۳	حٰمٓ السجدہ	۴۱	۲ه	اعملوا ما شئتم
خدا نیکوں کو نیکی کی توفیق دیتا ہے اور بدوں کو بدی کی۔	۸۳۰	لیل	۶ تا ۱۱		فامّا من اعطٰی واتّقٰی الخ
انسان صداقت سے خود دُور ہوتا ہے۔	۸۲۰	اعلیٰ	۸	۱ه	
انسان کا دل خدا کے اختیار میں ہے۔	۲۲۲	انفال	۲۵		اَنّ اللہ یحول بین المرء وقلبہ
خدا کسی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔	۴۳۹	مؤمنون	۶۳		ولا نکلّف نفساً الّا وسعھا
	۷۵۳	طلاق	۸		لا یکلّف اللہ نفساً الّا ما اٰتٰـھا
	۵۷	بقرہ	۲۳۴		لا تکلّف نفسٌ الّا وسعھا
	۷۷	〃	۲۸۷		لا یکلّف اللہ نفساً الا وسعھا
انسان کی طبیعت میں جلد بازی کا مادہ رکھا گیا ہے۔	۴۱۳	انبیاء	۳۸	۲ه	خُلِقَ الانسانُ من عجل
انسان کمزور واقع ہُوا ہے۔	۱۱۳	نساء	۲۹		وخلق الانسان ضعیفاً
انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم	۵۱۴	عنکبوت	۹		ووصّینا الانسان بوالدیہ حسناً
	۶۶۷	احقاف	۱۶		ووصینا الانسان بوالدیہ احساناً
	۵۳۴	لقمان	۱۵		ووصینا الانسان بوالدیہ
انسان کی ابتدائی حالت جبکہ وہ قابل ذکر نہ تھا۔	۷۸۸	دہر	۲		لم یکن شیئاً مذکوراً
انسان کا مٹی سے پیدا ہونا اور اس کا مطلب۔	۱۸۹	اعراف	۱۳	۳ه	وخلقتہٗ من طین
	۳۷۱	کہف	۳۸		خلقك من تراب
	۸۷	آل عمران	۶۰	۳ه	خلقہٗ من تراب
انسان کی پیدائش کے چھ مرتبے	۴۳۴/۴۳۵	مؤمنون	۱۳ تا ۱۵		لقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین
	۴۲۲/۴۲۳	حج	۶		فانّا خلقنٰکم من تراب
انسان کی پیدائش تین ظلمتوں میں	۶۰۷و۶۰۶	زمر	۷	۱ه	فی ظُلمٰتٍ ثلٰثٍ
انسان کی ناشکری	۲۵۵	یونس	۱۳		مرّ کان لم یدعنا الیٰ ضرٍ
	۲۷۱	ہود	۱۰ و ۱۱		انہ لیئوس کفور
انسان کی ناصبری	۷۷۱	معارج	۲۰ و ۲۱		انّ الانسان خُلِقَ ھلوعاً

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
انسان کا جھگڑالو ہونا	۳۷۳	کہف	۵۵		وکان الانسان اکثر شیء جدلا
انسان کا مصیبت کے وقت نا امید ہونا	۵۲۹	روم	۳۶		اذا تصبهم سیئة ...... اذا هم یقنطون
	۶۳۵	حٰم السجدہ	۵۰		وان مسه الشر فیئوس
انسان کی محبت مال سے	۸۲۴	فجر	۲۱		وتحبون المال حبا جما
	۳۶۲	بنی اسرائیل	۱۰۱		وکان الانسان قتورا
انسان مالدار ہو کر سرکشی کرتا ہے۔	۸۳۵	علق	۷ و ۸		انّ الانسان لیطغیٰ ان ......
انسان ایمان کے بغیر گھاٹے میں ہے	۸۴۳	عصر	۳ و ۴	۲ـہ	ان الانسان لفی خسر
انسان کی فضیلت دوسری مخلوق پر	۳۵۸	بنی اسرائیل	۷۱		ولقد کرّمنا بنی آدم
انسان کی پیدائش پر فرشتوں کو اسکی فرمانبرداری کا حکم	۱۸۹	اعراف	۱۲		خلقنٰکم ...... ثم قلنا للملٰئکة
قرآن مجید میں الانسان کے لفظ کا استعمال کافر انسان کے لیے	۸۴۳	عصر	۳	۲ـے	ان الانسان لفی خسر
انسان کے لیے لفظ محسن کا استعمال اور اس کے معنے	۵۳۳	لقمان	۴	۲ـہ	هدی ورحمة للمحسنین
انفاق فی سبیل اللہ					
اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم	۴۲	بقرہ	۱۹۶		وانفقوا فی سبیل اللہ
	۷۲۳	حدید	۸		وانفقوا مما جعلکم مستخلفین
	۷۲۴	″	۱۱		ومالکم الّا تنفقوا فی سبیل اللہ
	۷۵۱	تغابن	۱۷		انفقوا خیرا لانفسکم
انفاق فی سبیل اللہ سے رکنا ہلاکت ہے۔	۴۲	بقرہ	۱۹۶		ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة
	۶۷۶	محمد	۳۹	۱ـہ	ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه
اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرنا چاہیئے۔	۷۲	بقرہ	۲۶۸		انفقوا من طیبٰت ما کسبتم
	۹۲	آل عمران	۹۳		لن تنالوا البرّ
انفاق فی سبیل اللہ کا فائدہ خرچ کرنے والے کو یا اس کی قوم کو ہوتا ہے	۷۵۱	تغابن	۱۷		وانفقوا خیرا لانفسکم
فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور بعد میں خرچ کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے	۷۲۴	حدید	۱۱		لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح
انفاق فی سبیل اللہ کے بعد احسان نہیں جتانا چاہیئے	۷۱	بقرہ	۲۶۳		ثم لا یتبعون ما انفقوا منّا
	۷۱	″	۲۶۵		لا تبطلوا صدقٰتکم بالمنّ
اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے	۷۱	″	۲۶۲		کمثل حبّة انبتت سبع سنابل
	۶۲	″	۲۴۶		فیضعفه له اضعافا کثیرة
اللہ تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرنے سے انسان ذاتی اور قومی تباہی سے بچتا ہے	۴۲	بقرہ	۱۹۶		ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة

	صفحہ	سورة	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۳۳۵	نحل	۳۷		ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولاً
بعض انبیاء کی بعض پر فضیلت	۶۶	بقرہ	۲۵۴		ورفع بعضھم درجٰت
	۳۵۶	بنی اسرائیل	۵۶		ولقد فضّلنا بعض النّبیّٖن علےٰ بعض
نبوت کی دو اقسام تشریعی وغیر تشریعی	۱۴۹	مائدہ	۴۵		انّا انزلنا التوراۃ ...... یحکم بھا النّبیّوٗن
	۵۷۷	یٰس	۱۵	۴	فعززنا بثالث
	۶۶	بقرہ	۲۵۴	۱	تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض
بعض انبیاء کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور بعض کا نہیں	۱۳۷	نساء	۱۶۵		.... ورسلاً لم نقصصھم علیک
	۶۲۶	مومن	۷۹		منھم من قصصنا علیک
ہر نبی پر ایک ہی قسم کے اعتراضات	۶۹۵	ذاریات	۵۴-۵۳	۴ و ۵	کذٰلک ما اتی الذین من قبلھم من رسول
	۶۳۴	حٰم السجدہ	۴۴		ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک
ہر رسول کی مخالفت ہوتی ہے	۱۷۹	انعام	۱۱۳		وکذٰلک جعلنا لکلّ نبی عدواً
	۴۶۰	فرقان	۳۲		وکذٰلک جعلنا لکلّ نبی عدواً
مخالفوں کا انبیاء سے استہزاء	۴۱۳	انبیاء	۴۲		ولقد استھزئ برسل من قبلک
	۵۷۹	یٰس	۳۱		ما یاتیھم من رسول الّا کانوا بہ یستھزءون
	۵۷۶	”	۸	۲	لقد حق القول ...... فھم لا یؤمنون
	۶۴۵	زخرف	۸		وما یاتیھم من نبیٍ الّا کانوا بہ یستھزءون
	۲۴	بقرہ	۱۰۵	۱	لا تقولوا راعنا
نبیوں کے مقاصد میں شیطان کا روڑے اٹکانا اور شیطان کا ناکام رہنا	۴۲۹	حج	۵۳	۱ و ۲	القی الشیطٰن فی امنیتہٖ
نبیوں پر رشوت لیکر ایجنٹ ہونے کا الزام	۴۷۷	شعراء	۱۵۴	۱	قالوا انما انت من المسحرین
ہر رسول کو مجنون اور جادوگر کہا گیا	۶۹۵	ذاریات	۵۳		...... الّا قالوا ساحر او مجنون
ساحر کہے جانے کا مطلب (دلوں کو موہ لینے والا)	۵۶۷	سبا	۴۴	۱	ان ھٰذا الّا سحر مبین
ہر نبی کی تکذیب ہوتی ہے	۴۳۸	مومنون	۴۵		کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ
رسولوں کو خدا کی مدد دنیا اور آخرت میں حاصل ہوتی ہے	۶۲۳	مومن	۵۲		انا لننصر رسلنا ......
	۵۹۵	صافات	۱۷۳-۱۷۲		انّھم لھم المنصورون
رسول آدمی ہی ہوتے ہیں۔	۳۶۱	بنی اسرائیل	۹۴		ھل کنتُ الّا بشرا رسولاً
	۳۱۷	ابراہیم	۱۲		ان نحن الّا بشر مثلکم
	۳۸۲	کہف	۱۱۱		قل انّما انا بشر مثلکم
رسولوں کی بیویاں اور اولاد ہوتی ہے۔	۳۱۳	رعد	۳۹		وجعلنا لھم ازواجًا وذریّۃ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
رسول کھانا کھاتے ہیں۔	۴۵۹	فرقان	۲۱		لیاکلون الطعام
	۴۵۸	"	۸		مالِ ھذا الرسول یاکل الطعام
	۴۱۰	انبیاء	۹		وماجعلنٰھم جسدا لایاکلون الطعام
رسول خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے	۵۵۰	احزاب	۴۰		ولایخشون احدًا الا اللّٰہ
رسول کو اس کی قوم کی زبان میں وحی کی جاتی ہے۔	۳۱۵	ابراہیم	۵		وما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومہٖ
رسولوں کے ذمہ صرف خدا کا پیغام پہنچا دینا ہوتا ہے۔	۱۵۸	مائدہ	۱۰۰		ماعلی الرسول الّا البلاغ
رسولوں کا کام ڈرانا اور خوشخبری سنانا ہوتا ہے۔	۱۷۰	انعام	۴۹		..... مبشرین ومنذرین
نبی کسی قسم کا اجر لوگوں سے نہیں مانگتا۔	۲۷۸	ہود	۵۲		ان اجری الّا علی الذی فطرنی
	۲۷۴	"	۳۰		لا اسئلکم علیہ مالًا
نبی کی فطرت میں لوگوں کی خدمت کا مادہ اور	۴۶۷	شعراء	۴	۲ھ	لعلک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین
ان کے ہدایت پا جانے کی خواہش	۳۶۵	کہف	۷		فلعلک باخع نفسک ...... ان لم یؤمنوا
نبی اور اس کے متبع ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔	۴۳۲	مجادلہ	۲۲		کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی
	۶۲۳	مؤمن	۵۲		انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا
قتلِ انبیاء	۱۶	بقرہ	۶۲		ویقتلون النّبیّٖن بغیر الحق
نبی کے قتل سے مراد اس کے قتل کرنے کی کوشش	۹۴	اٰل عمران	۱۱۳	۲ھ	ویقتلون الانبیاء بغیر حق
	۱۳۵	نساء	۱۵۶	۱ھ	وقتلھم الانبیاء بغیر حق
نبی کی بعثت کا قانون	۱۸۰	انعام	۱۲۵	۳ھ	اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
انبیاء و رسل کے ذکر کی ترتیب میں حکمت	۱۷۵	"	۸۶	۲ھ	وزکریا ویحیٰی وعیسٰی والیاس
نبیوں اور مومنوں پر مصائب آنے میں حکمت	۴۷	بقرہ	۲۱۵	۲ھ	ام حسبتم ان تدخلوا الجنّۃ
آدمؑ۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے	۱۰	"	۳۱		اِنّی جاعل فی الارض خلیفۃ
حضرت آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر فرشتوں کے سوالات	"	"	"	۴ھ	قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا
حضرت آدمؑ کو اسماء سکھائے جانے کا مطلب	۱۱	"	۳۲	۱ھ	وعلّم اٰدم الاسماء کلھا
فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم اور اس کا مطلب	۱۲	"	۳۵	۱ھ	واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم
	۱۸۹	اعراف	۱۲		ثمّ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم
	۳۵۷	بنی اسرائیل	۶۲		واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم
	۴۰۶	طٰہٰ	۱۱۷		واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم
	۳۲۵	حجر	۳۰	۳ھ	...... فقعوا لہ ساجدین
حضرت آدمؑ کو شجرہ سے دور رہنے کا حکم	۱۲	بقرہ	۳۶		ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ
	۱۹۰	اعراف	۲۰		ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ
شجرۂ ممنوعہ سے مراد وہ امور ہیں جن سے آدمؑ کو روکا گیا تھا	۱۹۰	"		۳ھ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت آدمؑ کے جنت کے پتوں سے ڈھانپنے سے مراد	۱۹۱	اعراف	۲۳	۱ه	وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنّۃ
حضرت آدمؑ شجرہ کے قریب جانے سے گناہ کے مرتکب نہیں ہوئے	۴۰۶	طٰہٰ	۱۱۶		فنسی ولم نجد لہ عزماً
حضرت آدمؑ کو خدا تعالیٰ کے دو ہاتھوں سے پیدا کرنے کا مطلب	۶۰۴	صٓ	۷۶	۱ه	خلقت بیدی
حضرت آدمؑ کو تمدن کے قیام کے لیے سب سے پہلی تعلیم	۴۰۶	طٰہٰ	۱۱۹ و ۱۲۰		انّ لک الا تجوع فیھا ولا تعریٰ
حضرت آدمؑ کو ہجرت کا حکم	۱۲	بقرہ	۳۷		وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدوّ
	۱۲	″	۳۹		اھبطوا منھا جمیعًا
حضرت آدمؑ کی جنت	۱۲	بقرہ	۳۶		اسکن انت وزوجک الجنّۃ
آدمؑ کے تراب سے پیدا کیے جانے کا مطلب	۸۷	آل عمران	۶۰	۳ه و ۴ه	خلقہٗ من تراب
آدمؑ سے مراد بنو آدم	″	″		۴ه	
آدمؑ کے دو بیٹوں کی تمثیل اور اس تمثیل سے مراد بنو اسرائیل و بنو اسماعیل	۱۴۶	مائدہ	۲۸	۱ه	واتل علیھم نبأ ابنَی اٰدم
نوحؑ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں	۲۷۷	ہود	۵۰	۲ه	تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک
اللہ تعالیٰ کا نوحؑ کو رسالت کے لیے چننا اور آپ کی فضیلت	۸۳	آل عمران	۳۴	۱ه	ان اللہ اصطفیٰ اٰدم ونوحًا
حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کو تبلیغ	۱۹۸	اعراف	۶۰		لقد ارسلنا نوحًا الیٰ قومہٖ
	۲۶۴	یونس	۷۲		واتل علیھم نبا نوح
	۲۷۴	ہود	۲۶ و ۲۷		ولقد ارسلنا نوحًا الیٰ قومہٖ
	۷۷۴	نوح	۳ تا ۲۱		قال یٰقوم انی لکم نذیر مبین ...... الخ
حضرت نوحؑ کی قوم کا انکار	۱۹۹	اعراف	۶۵		فکذّبوہ
	۲۶۴	یونس	۷۴		فکذّبوہ فنجینٰہ
	۲۷۴	ہود	۲۸		فقال الملا الذین کفروا من قومہ
	۷۰۷	قمر	۱۰		کذبت قبلھم قوم نوح
	۴۳۶	مومنون	۲۵		فقال الملؤا الذین کفروا ....
نوحؑ کی قوم کا عذاب کے لیے مطالبہ	۲۷۵	ہود	۳۳		... فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصّٰدقین۔
نوحؑ نے دعا کرتے وقت بھی عذاب کے نزول کے لیے دعا نہیں کی بلکہ ہدایت کے لیے دعا کی۔	۷۷۶	نوح	۲۷	۱ه	قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارًا
نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم اور کفار کا تمسخر	۲۷۵ و ۲۷۶	ہود	۳۸ و ۳۹		واصنع الفلک باعیننا ..... سخروا منہ
قوم نوحؑ پر طوفان کا آنا اور نوحؑ کو کشتی میں سوار ہونے اور ضروری جانوروں کو رکھنے کا حکم	۲۷۶	″	۴۱		وفار التنور قلنا احمل فیھا
	″	″	۴۲		وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرٖھا .....

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۴۳۶	مومنون	۲۸	لہ	فاسلك فيها من كل زوجين
نوحؑ کے بیٹے کا کشتی پر سوار ہونے سے انکار اور اس کی غرقابی	۲۷۶	ہود	۴۴		قال ساوی الی جبل... فكان من المغرقين
حضرت نوحؑ کی کشتی کو بھرا ہوا کہنے سے مراد	۴۷۵	شعراء	۱۲۰	ٹہ	فی الفلك المشحون
حضرت نوحؑ کا اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کے متعلق خطاب اور اس کا جواب	۲۷۷	ہود	۴۶و۴۷		فقال رب ان ابنی من اهلی......... ..... قال یا نوح انه لیس من اهلك
حضرت نوحؑ کا بیٹا بدعمل تھا	//	//	۴۷		انه عمل غير صالح
حضرت نوحؑ کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹکنا۔	//	//	۴۵	لہ	واستوت علی الجودی
جودی اور اراراط ہم معنی لفظ ہیں۔	۸۳۳	تین	۲	کہ	
حضرت نوحؑ کی کشتی کے ٹھہرنے کے مقام کا نام جودی رکھے جانے میں حکمت	//	//		کہ	
طوفانِ نوحؑ کا ذکر سب اقوام میں	۷۰۷	قمر	۱۶	لہ	ولقد ترکنٰها آية
حضرت نوحؑ کی عمر ۹۵۰ سال	۵۱۵	عنکبوت	۱۵		فلبث فيهم الف سنة الا خمسين عامًا
حضرت نوحؑ کی ۹۵۰ سال عمر سے ان کی نبوت کا زمانہ مراد ہے	//	//		لہ	
حضرت نوحؑ کی اولاد میں نبوت	۷۲۷	حدید	۲۷		وجعلنا فی ذریتهما النبوة
حضرت نوحؑ کا انکار سب رسولوں کا انکار ہے۔	۴۷۴	شعراء	۱۰۶و۱۰۷	لہ	كذبت قوم نوح المرسلين
ابراہیمؑ حضرت ابراہیمؑ کے صحیح حالات قرآن کریم میں	۳۸۷	مریم	۴۲		واذکر فی الکتٰب ابراهيم
	۳۸۸	//		لہ	
حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کے متبعین میں سے تھے۔	۵۸۹	صافات	۸۴		وان من شيعته لابراهيم
	۵۱۵	عنکبوت		لہ	
حضرت ابراہیمؑ کی اپنے باپ آزر کو تبلیغ	۱۷۳	انعام	۷۵		واذ قال ابراهيم لابيه آزر
حضرت ابراہیمؑ کی قوم ستارہ پرست اور بت پرست تھی	۵۹۰	صٰفّت		ٹہ	
	۱۷۳	انعام	۷۵		اتتخذ اصنامًا آلهة
	۴۱۵	انبیاء	۵۳		ما هٰذه التماثيل
	۴۷۲	شعراء	۷۲		قالوا نعبد اصنامًا
حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم سے ستاروں کے معبود نہ ہو سکنے کے متعلق مناظرہ	۱۷۴	انعام	۷۷		رأ کوکبًا قال هٰذا ربی
	۵۹۰	صافات	۸۹ تا ۹۱	ٹہ	فنظر نظرة فی النجوم الخ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے ستاروں کے بے اثر ہونے کے متعلق عجیب وغریب دلیل	//	//	۹۰	لہ	فقال انی سقيم

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے سورج و چاند وغیرہ کے معبود نہ ہوسکنے کے دلائل۔	۱۷۴	انعام	۷۷		فلمّا جنّ علیہ الّیل رأ کوکباً
حضرت ابراہیمؑ کا اپنی قوم کے بتوں کو توڑنا اور ان کی کمزوریوں کو بیان کرنا	۴۱۵	انبیاء	۵۸تا۶۱	۱	وتاللہ لاکیدن اصنامکم
	۵۹۰	صافات	۹۴		فراغ علیھم ضرباً بالیمین
حضرت ابراہیمؑ کی قوم کا آپ کو آگ میں ڈالنا	۴۱۶	انبیاء	۶۹		قالوا حرقوہ وانصروا آلھتکم
	۵۹۰	صافات	۹۹		فارادوا بہ کیداً
حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت	״	״	۱۰۰		انی ذاھبٌ الی ربّی سیھدین
	۴۱۶	انبیاء	۷۲		ونجینٰہ ولوطاً الی الارض التی ......
	۵۱۷	عنکبوت	۲۷	۱	انی مھاجر الیٰ ربّی
حضرت ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کی دعا کرنا	۷۴۰	ممتحنہ	۵	۱	لأستغفرنّ لك
	۲۵۱	توبہ	۱۱۴		وماکان استغفار ابراھیم لابیہ .....
	۳۸۸	مریم	۴۸		سأستغفر لك ربّی
حضرت ابراہیمؑ کے امتحان اور ان میں کامیاب ہونے پر انعام	۲۷	بقرہ	۱۲۵		واذا ابتلیٰ ابراھیم ربّہ بکلمات......
حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی بشارت	۵۹۰	صافات	۱۰۲		.. فبشرنٰہ بغلام حلیم
حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحٰقؑ کی بشارت	۲۸۱	ہود	۷۲		فبشرنٰھا باسحٰق
	۵۹۲	صافات	۱۱۳		وبشرنٰہ باسحٰق نبیاً من الصّالحین
حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ کی بشارت	۲۸۱	ہود	۷۲		ومن وراء اسحٰق یعقوب
حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے متعلق رؤیا اور اس کی تعبیر	۵۹۱	صافات	۱۰۳	۱ و ۲	یابنیّ انّی اریٰ فی المنام..... الخ
ذبح سے مراد	״	״		۲	
حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسمٰعیلؑ کو وادئ غیر ذی زرع میں چھوڑنا	۳۲۰	ابراہیم	۳۸		ربنا انّی اسکنت من ذریتی بواد......
حضرت ابراہیمؑ کی خانہ کعبہ کی تعمیر	۲۸	بقرہ	۱۲۸		واذ یرفع ابراھیم القواعد الخ
حضرت ابراہیمؑ کا حج کے لیے اعلان	۴۲۶	حج	۲۸		واذن فی الناس بالحج الخ
حضرت ابراہیمؑ کی آنحضرتؐ کی بعثت کے لیے دعا	۲۸	بقرہ	۱۳۰	۳	ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم
حضرت ابراہیمؑ کے پاس رسولوں کا لوطؑ کی قوم کے لیے عذاب کی خبر لانا	۲۸۰	ہود	۷۱		انّا ارسلنا الیٰ قوم لوط
	۶۹۴	ذاریات	۳۳		انا ارسلنا الیٰ قوم مجرمین
حضرت ابراہیمؑ کا رسولوں کے سامنے بچھڑے کا گوشت پیش کرنا اور ان کا کھانے سے انکار	۲۸۰	ہود	۷۰-۷۱		فما لبث ان جاء بعجل حنیذ......
حضرت ابراہیمؑ کا قوم لوطؑ کے بارے میں خدا تعالیٰ سے جھگڑنا	۲۸۱	״	۷۵		یجادلنا فی قوم لوط

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت ابراہیمؑ کا بادشاہ وقت سے مناظرہ	۶۸	بقرہ	۲۵۹	۳ و ۴	الم تر الی الذی حآج ابراھیم......
حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالیٰ سے اپنی قوم کے احیاء کے متعلق سوال	۷۰	بقرہ	۲۶۱		ربّ ارنی کیف تحی الموتٰی
حضرت ابراہیمؑ کو چار پرندے سدھانے کا حکم اور اس سے مراد	۷۰	بقرہ	۲۶۱	۲	فصرھن الیك
حضرت ابراہیمؑ کو ان کی قوم کو چار دفعہ ترقی دیئے جانے کا وعدہ	۷۰ و ۷۱	بقرہ	۲۶۱	۱	فخذ اربعۃ من الطیر الخ
حضرت ابراہیمؑ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ بہت سچ بولنے والے تھے	۳۸۷	مریم	۴۲		انّه کان صدیقاً نبیاً
حضرت ابراہیمؑ کے آخرت میں نیک بندوں میں شامل ہونے سے مراد بروز ابراہیم کے متعلق ایک پیشگوئی	۵۱۷	عنکبوت	۲۸	۲	وانّه فی الاٰخرۃ لمن الصّٰلحین
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعد میں آنے والے لوگوں میں قائم رہنے والی تعریف کے لیے دعا	۴۷۳	شعراء	۸۵		واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین
حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے اولی الایدی والابصار ہونے کا مطلب	۶۰۲	ص	۴۶	۱	
لوط علیہ السلام حضرت لوطؑ رسولوں میں سے تھے	۵۹۳	صافات	۱۳۴		وانّ لوطاً لمن المرسلین
حضرت لوطؑ کا ذکر ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ	۱۷۵	انعام	۸۵ تا ۸۷	۳	
حضرت لوطؑ کے پاس حکومت نہیں تھی۔	۴۱۷	انبیاء	۷۵	۱	
حضرت لوطؑ کا حضرت ابراہیمؑ پر ایمان اور حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ہجرت	۵۱۷	عنکبوت	۲۷	۱	فاٰمن له لوط وقال انّی مھاجر
	۴۱۶	انبیاء	۷۲		ونجیّنٰه ولوطاً الی الارض التی
	۵۱۷	عنکبوت		۴	
حضرت لوطؑ کا عراق سے ہجرت کر کے فلسطین آنا	۲۸۱	ہود		۳	
حضرت لوطؑ کی قوم کی خرابیاں	۵۱۷	عنکبوت	۳۰	۳	ائنّکم لتاتون الرجال
	۴۷۸	شعراء	۱۶۶		اتاتون الذکران
حضرت لوطؑ کا اپنی قوم کو بدیوں سے روکنا	//	//	۱۶۶		اتاتون الذکران
	۴۹۱	نمل	۵۵ و ۵۶		اذ قال لقومه
حضرت لوطؑ کی قوم کا حضرت لوطؑ کے پاس لوگوں کو آنے سے روکنا	۳۲۸	حجر	۷۱		اولم ننھك عن العٰلمین
حضرت لوطؑ کی قوم کا انکار اور ملک بدر کرنے کی دھمکی	۴۷۸	شعراء	۱۶۸		لان لم تنته .... من المخرجین

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۴۹۱	نمل	۵۷		اخرجوا آل لوط
حضرت لوطؑ کی قوم کا عذاب کا مطالبہ	۵۱۷	عنکبوت	۳۰		ائتنا بعذاب اللہ
حضرت لوطؑ کی دعا	//	//	۳۱		رب انصرنی علی القوم المفسدین
حضرت لوطؑ کی قوم کی بربادی کی خبر اور حضرت لوطؑ کے خاندان کو سوائے آپکی بیوی کے بچائے جانے کی خبر	۳۲۷	حجر	۵۹		انا ارسلنا الی قوم مجرمین
	//	//	۶۱		الا امراتہ قدرنا انہا----
	۵۱۸	عنکبوت	۳۴		انا منجوک واھلک
	۵۹۳	صافات	۱۳۵/۱۳۶		اذ نجینٰہ واھلہٗ
	۴۹۱	نمل	۵۸		قدرنٰھا من الغبرین۔
عذاب کی خبر لانے والے رسول انسان تھے۔	۵۱۷	عنکبوت	۳۲	۴ہ	ولما جاءت رسلنا
	۲۸۲	ہود	۸۲	۳ہ	قالوا یلوط انا رسل ربک
عذاب کی خبر لانیوالوں کا حضرت ابراہیمؑ کے پاس آنا اور حضرت ابراہیمؑ کا قوم لوط کے بچاؤ کیلئے خدا سے جھگڑا کرنا	۵۱۸	عنکبوت	۳۳		قال ان فیہا لوطا الخ
رسولوں کے آنے پر حضرت لوطؑ کے دل کی تنگی اور اس کی وجہ	//	//	۳۴	لہ	سیء بھم وضاق بھم ذرعا
رسولوں کے آنے پر قوم لوط کا لوطؑ کے پاس آنا	۲۸۱	ہود	۷۹		وجاءہٗ قومہ یھرعون الیہ
	۳۲۸	حجر	۶۸	لہ	وجاء اھل المدینۃ یستبشرون
حضرت لوطؑ کا یہ تسلی دلانا کہ میری دو بیٹیاں جب شہر میں بیاہی ہوئی ہیں تو مہمان کوئی غداری نہیں کر سکتے	۲۸۱	ہود	۷۹	۲ہ	ھؤلاء بناتی ھن اطھر لکم
حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کے متعلق مفسرین کے غلط خیالات کی تردید	۲۸۱/۲۸۲	ہود		۴ہ	
حضرت لوطؑ کو عذاب سے بچانے اور پناہ دینے کے لیے اللہ تعالیٰ کا بعض انسانوں کو بھیجنا	۳۲۷	حجر	۶۲-۶۳	لہ	
	۵۱۷	عنکبوت	۳۲	۴ہ	ولما جاءت رسلنا........
حضرت لوطؑ کو راتوں رات بستی سے نکلنے کا حکم	۲۸۲	ہود	۸۲		فاسر باھلک بقطع من الیل
	۳۲۷	حجر	۶۶		// // // // //
حضرت لوطؑ کو حکم کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں اور اسکی حکمت	۳۲۷	حجر	۶۶	۲ہ	ولا یلتفت منکم احد
حضرت لوطؑ کی قوم پر پتھروں کی بارش کا عذاب	۲۸۲	ہود	۸۳و۸۴		وامطرنا علیھا حجارۃ من سجیل
	۳۲۸	حجر	۷۵		امطرنا علیھم حجارۃ من سجیل
	۴۷۸	شعراء	۱۷۴		وامطرنا علیھم مطرا
	۴۹۱	نمل	۵۹		وامطرنا علیھم مطرا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۷۰۹	قمر	۳۵		انا ارسلنا علیھم حاصبًا
	۵۱۹	عنکبوت	۳۵		رجزا من السمآء
	۲۰۱	اعراف	۸۵	۴ہ	وامطرنا علیھم مطرا
حضرت لوطؑ کا انکار سب نبیوں کا انکار قرار دیا جانا اور اس کی وجہ	۷۰۸	قمر	۳۴	۲ہ	کذبت قوم لوط بالنذر
کفار کی نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں سے مشابہت	۷۵۷	تحریم	۱۱		ضرب اللہ مثلا للذین کفروا........
اسمٰعیل علیہ السّلام					
قرآن کریم حضرت اسمٰعیلؑ کے صحیح حالات بیان کرتا ہے	۳۸۹	مریم	۵۵		واذکر فی الکتاب اسمٰعیل ....
حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے تھے۔	۵۹۱	صافات	۱۰۸	۴ہ	وفدیناہ بذبح عظیم
حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا خواب	۵۹۱	″	۱۰۳		انّی اریٰ فی المنام انّی اذبحك
ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحاقؑ	″	″		۴ہ	
حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبح ہونے سے مراد ان کا مکّہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑے جانا	″	″		۱و۲ہ	
	۳۲۰	ابراہیم	۳۸		ربنا انی اسکنت من ذرّیتی
حضرت اسمٰعیلؑ رسول اور نبی تھے	۳۸۹	مریم	۵۵		وکان رسولاً نبیًا
حضرت اسمٰعیلؑ صادق الوعد تھے	″	″	″		انّہ کان صادق الوعد
حضرت اسمٰعیلؑ کا اپنے اہل کو نماز و زکوٰۃ کی تاکید کرنا۔	″	″	۵۶		وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ
اسحاقؑ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحٰقؑ کی بشارت	۲۸۱	ہود	۷۲		فبشرنٰھا باسحٰق
	۶۹۳	ذاریات	۲۹		وبشّروہ بغلام علیم
	۵۹۲	صافات	۱۱۳		وبشرنٰہ باسحٰق
بشارت کے وقت حضرت اسحٰقؑ کی والدہ کا ضحک	۲۸۱	ہود	۷۲	۱ہ	فضحکت
بشارت کے وقت حضرت اسحٰقؑ کی والدہ کے چہرہ پر شرم کے آثار	۶۹۳	ذاریات	۳۰	۳ہ	فصکت وجھھا
ضحک سے مراد گھبراہٹ	۲۸۱	ہود		۱ہ	
حضرت اسحٰقؑ کو برکت دیا جانا	۵۹۲	صافات	۱۱۴		وبارکنا علیہ وعلیٰ اسحٰق
حضرت ابراہیمؑ ۔ اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے اولی الایدیؔ والابصار ہونے کا مطلب	۶۰۲	ص	۴۶	۱ہ	اولی الایدی والابصار
حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا اپنے زمانہ میں امام بننا اور انکی طرف نمازوں اور زکوٰۃ کی ترغیب کی وحی	۴۱۶	انبیاء	۷۴		وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
یعقوبؑ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت یعقوبؑ کی بشارت	۲۸۱	ہود	۷۲		ومن وراء اسحٰق یعقوب
حضرت یعقوبؑ کا نام اسرائیل	۹۲	آل عمران	۹۴	۱ہ	..... الا ما حرّم اسراءیل علی نفسہ
حضرت یعقوبؑ نے بعض چیزوں کو اپنی بیماری کی وجہ سے اپنے نفس پر حرام کرلیا۔	//	//	۹۴	۲ہ	الا ما حرّم اسراءیل علی نفسہ
حضرت یعقوبؑ کی اپنے بیٹوں کو توحید پر قائم رہنے کی وصیت اور ہر وقت خدا تعالیٰ کا فرمانبردار رہنے کی ہدایت	۲۹	بقرہ	۱۳۳،۱۳۴	۱ہ	وصّٰی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب .....الخ
حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے اولی الایدی والابصار ہونے کا مطلب	۶۰۲	ص	۴۶	۱ہ	اولی الایدی والابصار
یوسفؑ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیشگوئی	۳۰۵	یوسف	۱۰۳	۲ہ	ذٰلک من انباء الغیب نوحیہ الیک
حضرت یوسفؑ کا بچپن میں تعلق باللہ اور آپکو سچی خوابوں کا آنا	۲۸۹	یوسف	۵		انی رایت احد عشر کوکباً
بھائیوں کے پاس خواب بیان کرنے سے حضرت یعقوبؑ کا آپ کو منع کرنا	۲۸۹	//	۶		قال یٰبنیّ لاتقصص رءیاک الخ
حضرت یوسفؑ کے حضرت یعقوبؑ کو محبوب ہونے پر بھائیوں کا حسد	۲۹۰	//	۹		لیوسف واخوہ احبّ الیٰ ابینا
آپ کے بھائیوں کا آپ کو قتل کی تدبیر کرنا	۲۹۰	//	۱۰		اقتلوا یوسف اواطرحوہ ارضاً
حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کا آپ کو جنگل میں لے جانا اور باؤلی میں پھینکنا	۲۹۰	//	۱۶		ذھبوابہ واجمعوا ان یجعلوہ فی غیٰبٰت الجبّ
حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ کا الہام کہ آپ کو آپ کے بھائی ہلاک نہیں کرسکیں گے	۲۹۰	//	//		واوحینا الیہ لتنبّئنّھم بامرھم ھذا
حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی اپنے باپ کے پاس غلط رپورٹ کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔	۲۹۱	//	۱۸		...... فاکلہ الذئب
حضرت یوسفؑ کو اسماعیلی قافلہ کا باؤلی سے نکالنا اور بھائیوں کا آپ کو غلام قرار دیکر بیچنا	۲۹۱	//	۲۰		وجاءت سیارۃ فارسلوا........
	//	//	۲۱		وشروہ بثمن بخس ....
حضرت یوسفؑ کو مصر میں عزیز مصر کا خریدنا	۲۹۱	//	۲۲		وقال الذی اشترٰہ من مصر
عزیز مصر کی بیوی کا حضرت یوسفؑ کو پھسلانے کی کوشش کرنا اور آپ کا اس سے اجتناب	۲۹۲	//	۲۵		ولقد ھمّت بہ وھمّ بہا
عزیز مصر کی بیوی کا شہر کی عورتوں کی دعوت کرنا اور عورتوں کا یوسفؑ کے متعلق اقرار کہ آپ فرشتہ ہیں	۲۹۳	//	۳۲		ارسلت الیھن........ ......ان ھٰذا الا ملک کریم
حضرت یوسفؑ کا قید کیا جانا	۲۹۴	//	۳۶		لیسجننّہ حتّٰی حین

	صفحہ	سورت	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت ہودؑ کی قوم بُت پرست تھی	۲۷۸	ہُود	۵۴		وما نحن بتارکی اٰلھتنا
ہودؑ کی قوم کا انکار اور عذاب کا مطالبہ	۱۹۹	اعراف	۶۷تا۷۱		قال الملا .... فاتنا بما تعدنا
	۲۷۸	ہود	۵۴		وما نحن لك بمؤمنين ○
حضرت ہود علیہ السلام کی اتمام حجت	〃	ہود	۵۸		فقد ابلغتکم ما ارسلت به الیکم
حضرت ہودؑ اور آپ کے ساتھیوں کی عذاب سے نجات	۲۰۰	اعراف	۷۳		فانجینٰه والذین معه برحمة منا
	۲۷۹	ہود	۵۹		نجینا ھودا والذین اٰمنوا معه
حضرت ہودؑ کی قوم بڑے بڑے محل اور قلعے بناتی تھی۔	۴۷۵	شعراء	۱۳۰		وتتخذون مصانع ......
حضرت ہودؑ کا انکار سب رسولوں کا انکار ہے۔	〃	〃	۱۲۴	۳ہ	کذبت عاد المرسلین
حضرت صالح علیہ السلام					
حضرت صالحؑ قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے	۴۹۰	نمل	۴۶		ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صالحاً
	۲۰۰	اعراف	۷۴		والی ثمود اخاھم صالحاً
حضرت صالحؑ کی قوم کا نام اصحاب الحجر	۳۲۹	حجر	۸۱	۱ہ	ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین
حضرت صالحؑ کی اپنی قوم کو استغفار کرنے کی نصیحت	۲۷۹	ہود	۶۲		فاستغفروه ثم توبوا الیه .....
حضرت صالحؑ کے شہر میں نو آدمی فساد کرنے والے تھے	۴۹۰	نمل	۴۹	۳ہ	وکان فی المدینة تسعة رھط
حضرت صالحؑ پر رات کو حملہ کرنے کی تجویز	۴۹۰	〃	۵۰	۱ہ	لنبیتنّهٗ واھلهٗ .... الخ
حضرت صالحؑ کی قوم کے لیے اونٹنی کا نشان	۲۰۰	اعراف	۷۴		ھٰذه ناقة الله لکم اٰیة
	۲۸۰	ہود	۶۵	۱ہ	〃 〃 〃 〃 〃
	۴۷۷	شعراء	۱۵۶		قال ھٰذه ناقةٌ لھا شرب
حضرت صالحؑ کی قوم کا اونٹنی کی کونچیں کاٹنا۔	۲۰۱	اعراف	۷۸	۱ہ	فعقروا الناقة
	۴۷۷	شعراء	۱۵۸		فعقروھا
اونٹنی کی کونچیں کاٹنے پر عذاب کا نزول اور اس کی وجہ	۲۰۱	اعراف	۷۸ و۷۹	۱ہ	.....وعتوا عن امر ربھم .....
حضرت صالحؑ کی قوم پر زلزلہ کا عذاب	〃	اعراف	۷۹		فاخذتھم الرجفة
	۲۸۰	ہود	۶۸		واخذ الذین ظلموا الصیحة
عذاب کے نزول کے وقت قوم کا توبہ کیلئے گھٹنوں کے بل گرنا۔	۲۰۱	اعراف	۷۹	۲ہ	فاصبحوا فی دارھم جٰثمین
حضرت صالحؑ پر لوگوں سے رشوت لیکر انکی ایجنٹی کرنے کا الزام	۴۷۷	شعراء	۱۵۴	۱ہ	قالوا انما انت من المسحرین
حضرت صالحؑ کا انکار سب نبیوں کا انکار ہے	۷۰۸	قمر	۲۴	۱ہ	کذبت ثمود بالنُّذُرِ
شعیب علیہ السلام					
حضرت شعیبؑ قوم مدین کی طرف بھیجے گئے تھے۔	۲۰۲	اعراف	۸۶		والی مدین اخاھم شعیباً
	۲۸۳	ہود	۸۵		والی مدین اخاھم شعیباً
مدین قوم کا مقام	۲۰۲	اعراف	۸۶	۱ہ	والی مدین ....

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۲۸۴	ہود	۹۰	۱ھ	
	۵۰۰	قصص	۲۳	۳ھ	
شعیبؑ کی اپنی قوم کو ماپ اور تول کو پورا دینے کی تاکید	۲۰۲	اعراف	۸۶		فاوفوا الکیل والمیزان
	۲۸۳	ہود	۸۶		ویٰقوم اوفوا المکیال والمیزان
شعیبؑ کی قوم کی آپ کو ملک سے نکال دینے کی دھمکی	۲۰۳	اعراف	۸۹	۱ھ	لنخرجنّک یا شعیب ......
شعیبؑ کی قوم کی زلزلے سے تباہی۔	"	"	۹۲		فاخذتھم الرجفۃ ....
	۲۸۴	ہود	۹۵		واخذت الذین ظلموا الصّیحۃ
موسیٰ علیہ السلام					
موسیٰ علیہ السلام کے صحیح حالات قرآن کریم بیان کرتا ہے	۳۸۸	مریم	۵۲	۱ھ	واذکر فی الکتاب موسیٰ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے سیکھ کر یہ حالات بیان نہیں کئے	۳۹۷	طٰہٰ	۳۹	۱ھ	
حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کی غرض بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم اور غلامی سے نجات دلانا اور ان کو ترقی دینا	۴۹۷	قصص	۶		ونرید ان نمنّ علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ......
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ۔ اور آپ کی ماں کا تابوت میں ڈال کر دریا میں ڈالنا	"	"	۸		فاذا خفتِ علیہ فالقیہ فی الیمّ.....
	۳۹۷	طٰہٰ	۴۰		اَنِ اقذفیہ فی التابوت .... الخ
فرعون کی لڑکی کا تابوت کو دریا میں سے نکلوانا	۴۹۸	قصص	۹ و ۱۰	۳ھ	فالتقطہٗ اٰل فرعون .... الخ
حضرت موسیٰؑ کا دودھ پلانیوالیوں کا دودھ پینے سے انکار اور ان کی اپنی ماں کی طرف واپسی کے متعلق الٰہی تدبیر	"	"	۱۳	۵ھ	وحرمنا علیہ المراضع.....
	۳۹۷	طٰہٰ	۴۱		..... فرجعنٰک الیٰ اُمّکَ .....
حضرت موسیٰؑ کا سن بلوغ اور حکم وعلم کا دیا جانا	۴۹۹	قصص	۱۵	۱ھ	ولمّا بلغ اشدّہ
	۳۹۷	طٰہٰ	۴۱		.... ثم جئت علیٰ قدرٍ یٰموسیٰ
حضرت موسیٰؑ کا قبطی کو مکا مارنا اور اس کا مر جانا	۴۹۹	قصص	۱۶		فوکزہٗ موسیٰ فقضیٰ علیہ
	۳۹۷	طٰہٰ	۴۱		وقتلت نفسًا فنجیٰنٰک من الغم
قتل کو عمل شیطان سے تعبیر کیے جانے سے مراد	۴۹۹	قصص	۱۶	۴ھ	قال ھٰذا من عمل الشیطان
فرعونیوں کا حضرت موسیٰؑ کے قتل کرنیکا مشورہ اور آپ کو اس کی اطلاع	۵۰۰	"	۲۱	۲ھ	ان الملا یاتمرون بک .....
حضرت موسیٰؑ کی مدین کی طرف ہجرت	"	"	۲۳	۳ھ	ولما توجہ تلقاء مدین
مدین کے کنوئیں پر حضرت موسیٰؑ کا دو عورتوں کے جانوروں کو پانی پلانا	"	"	۲۴ و ۲۵		ووجد من دونھم امرأتین ....
آپ کا نکاح اور آٹھ سال تک مدین میں رہ کر خدمت کی شرط	۵۰۱	"	۲۸		انی ارید ان انکحک احدی ابنتی .... ثمٰنی حجج

	صفحہ	سورت	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت موسیٰؑ کی مع اہل وعیال مدین سے واپسی طُور کے پاس آپ کا کشفاً آگ کو دیکھنا	۵۰۱	قصص	۳۰		..... وسار باھلہ
	۵۰۲	″	۳۰	۱	اٰنس من جانب الطور ناراً
	۳۹۵	طٰہٰ	۱۱	۱ اور ۲	اذراٰ ناراً......
	۴۸۳	نمل	۸	۲ و ۳	انّی اٰنستُ ناراً
	۴۸۴	″	۹ و ۱۰	۱ و ۲	نودی ان بورك من فی النار...... الخ
عصا کا سانپ بننا اور موسیٰؑ کا ڈرنا	″	″	۱۱		.... کانّھا جآنّ ولّٰی مدبراً.....
	۳۹۶	طٰہٰ	۲۱ و ۲۲	۱	فاذا ھی حیّۃ تسعٰی
	۵۰۲	قصص	۳۲		فلما راٰھا تھتزّ کانّھا جآنّ ولّٰی......
	۲۰۵	اعراف	۱۰۸		فاذا ھی ثعبان مبین
سانپ کے متعلق قرآن کریم میں مختلف ناموں کا استعمال اور اس کی حکمت	۴۸۴	نمل		۳	
ہاتھ کی سفیدی کا نشان	۵۰۲	قصص	۳۳		اسلك یدك فی جیبك تخرج بیضاء
	۲۰۵	اعراف	۱۰۹		.... فاذا ھی بیضاء للنّٰظرین
ہاتھ کی سفیدی سے مراد	۴۸۵	نمل	۱۳	۲	واَدخل یدك فی جیبك
ہاتھ کوڑھ کی وجہ سے سفید نہیں ہوا بائبل کے مقابلہ میں قرآن کریم کا بیان	۳۹۶	طٰہٰ	۲۳	۲	تخرج بیضاء من غیر سوءٍ
موسیٰؑ کے فرعون کے لیے نو معجزات	۴۸۵	نمل	۱۳	۲	فی تسع اٰیات
	۲۰۷	اعراف	۱۳۴	۲	فارسلنا علیھم الطوفان الخ
	۳۶۲	بنی اسرائیل	۱۰۲		ولقد اٰتینا موسٰی تسع اٰیاتٍ......
ہارونؑ کی نبوت کے لیے دُعا	۳۹۶	طٰہٰ	۳۰		واجعل لی وزیراً من اھلی
	۴۶۸	شعراء	۱۴		فارسل الٰی ھارون
	۵۰۲	قصص	۳۵		فارسلہ معی ردأً
حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں کو فرعون کی طرف جانے کا حکم	۴۶۸	شعراء	۱۶		فاذھبا باٰیٰتنا
	۳۹۸	طٰہٰ	۴۴		اذھبا الٰی فرعون
حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی فرعون کو تبلیغ	۲۰۵	اعراف	۱۰۵ و ۱۰۶		وقال موسٰی یافرعون انّی رسول
	۲۶۵	یونس	۷۶		ثمّ بعثنا من بعدھم موسٰی وھارون......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۳۶۳	بنی اسرائیل	۱۰۳		لقد علمت ما انزل ھٰؤلاء
حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے ساتھ مناظرہ	۳۹۸	طٰہٰ	۵۰ تا ۵۳		قال فمن ربکما یا موسیٰ
	۴۶۸/۴۶۹	شعراء	۱۹ تا ۳۲		قال الم نربّک فینا ولیدا
حضرت موسیٰؑ سے فرعون کا نشان طلب کرنا	۲۰۵	اعراف	۱۰۶		فأت بھا ان کنت من الصادقین
	۴۶۹	شعراء	۳۲		فأت بہٖ ان کنت من الصّٰدقین
حضرت موسیٰؑ کا نشانات دکھانا	۲۰۵	اعراف	۱۰۸ و ۱۰۹		فالقٰی عصاہ فاذا ھی ثعبان
	۸۰۰	نازعات	۲۱		فارٰیہ الاٰیۃ الکبریٰ
فرعون کا موسیٰؑ کے مقابلہ کے لیے جادوگروں کو بلانا	۲۰۵	اعراف	۱۱۲ تا ۱۱۳		وارسل فی المدائن حاشرین
	۳۹۹	طٰہٰ	۵۹		فلنأتینّک بسحر مثلہٖ
	۴۷۰	شعراء	۳۷ تا ۴۱		وابعث فی المدائن حاشرین
جادوگروں کے سانپ وغیرہ بنانے کی حقیقت	۲۰۶	اعراف	۱۱۸	لہ	فاذا ھی تلقف ما یافکون
جادوگروں کا ایمان لانا۔	۴۰۰	طٰہٰ	۷۱		اٰمنّا برب ھارون وموسیٰ
	۴۷۱	شعراء	۴۸		اٰمنّا بربّ العٰلمین
	۲۰۶	اعراف	۱۲۲		〃 〃 〃
فرعون کا حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے کا ارادہ اور حضرت موسیٰؑ کو اس کی اطلاع	۶۲۰	مومن	۲۷		قال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ
	〃	〃	۲۸		وقال موسیٰ انی عذتُ بربّی
آلِ فرعون پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب	۲۰۷	اعراف	۱۳۱		اخذنا آل فرعون بالسّنین
	〃	〃	۱۳۴	ٹہ	فارسلنا علیھم الطوفان والجراد
فرعونیوں کی حضرت موسیٰؑ سے عذاب دُور کیے جانے کے لیے درخواست دعا اور اس کی قبولیت	۲۰۷/۲۰۸	〃	۱۳۵/۱۳۶		ادع لنا ربّک بما عھد
	۶۴۹	زخرف	۵۰		〃 〃 〃 〃
حضرت موسیٰؑ پر فرعون کے ڈر سے صرف چند نوجوان ایمان لائے	۲۶۶	یونس	۸۴		فما اٰمن لموسیٰ الّا ذرّیّۃ
حضرت موسیٰؑ کا اپنی قوم کو آمنے سامنے گھر بنانے کا حکم	〃	〃	۸۸		واجعلوا بیوتکم قبلۃ
حضرت موسیٰؑ کی فرعون اور اس کی قوم کے لیے بددعا	〃	〃	۸۹		ربنا اطمس علیٰ اموالھم
حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کو مصر سے نکال کر لے جانے کا حکم	۴۷۱	شعراء	۵۳		اسر بعبادی انّکم متبعون
اور فرعون کا تعاقب اور اس کی غرقابی	۶۵۷	دخان	۲۴ و ۲۵	لہ	فاسر بعبادی لیلًا ......
حضرت موسیٰؑ کا مع بنی اسرائیل سمندر سے سلامت گذر جانا	۲۶۶	یونس	۹۱		وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر
حضرت موسیٰؑ سمندر کے حصّہ سے گذرے تھے نہ کہ کسی دریا سے	۵۰۳	قصص	۴۱	ٹہ	فنبذنٰھم فی الیمّ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت موسیٰؑ کے سمندر سے پار ہوتے وقت جوار بھاٹے کا وقت تھا	۱۴	بقرہ	۵۱	۱	
فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان کا اظہار	۲۶۷	یونس	۹۱		قال اٰمنت ......
فرعون کی لاش کو محفوظ رکھے جانے کی پیشگوئی	″	یونس	۹۲		فالیوم ننجّیک ببدنک
آلِ فرعون پر دُنیا اور آخرت میں لعنت	۲۸۵	ہود	۱۰۰	۲	واتبعوا فی ھٰذہٖ لعنۃ
	۵۰۴	قصص	۴۲		واتبعنٰھم فی ھٰذہ الدنیا لعنۃ
بنی اسرائیل کا سمندر سے پار ہونے کے بعد موسیٰؑ سے بُتوں کی پرستش کی خواہش کرنا	۲۰۸	اعراف	۱۳۹		قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا
صحرا میں بنی اسرائیل کے لیے بادلوں کا سایہ	۱۵	بقرہ	۵۸		وظلّلنا علیکم الغمام
	۲۱۲	اعراف	۱۶۱		ظلّلنا علیھم الغمام
بنی اسرائیل پر من وسلویٰ کا نزول اور اس سے مراد	۱۵	بقرہ	۵۸	۲	انزلنا علیکم المنّ والسلوٰی
بنی اسرائیل کا من وسلویٰ پر بے صبری کا اظہار	۱۶	بقرہ	۶۲		لن نصبر علےٰ طعام واحد
پانی نہ ملنے پر قوم کا موسیٰؑ سے پانی کے لیے مطالبہ اور موسیٰؑ کا پتھر کو توڑ کر پانی نکالنا	۱۵	″	۶۱		واذ استسقیٰ
	۲۱۲	اعراف	۱۶۱		اذ استسقٰہ قومہ
حضرت موسیٰؑ کا چالیس دن کے لیے طور پر بُلائے جانا	۱۴	بقرہ	۵۲		واذ وٰعدنا موسیٰ
	۲۰۸	اعراف	۱۴۳		ووٰعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ
طور پر بنی اسرائیل سے بالمقابل وعدہ اور یہودیوں اور عیسائیوں کا ان وعدوں کو توڑنا	۴۰۱	طٰہٰ	۸۱	۱	ووٰعدنٰکم جانب الطور الایمن
حضرت موسیٰؑ کا خدا تعالیٰ سے تجلّی کا مطالبہ اور پہاڑ پر زلزلہ اور موسیٰؑ کی بے ہوشی	۲۰۹	اعراف	۱۴۴		ربّ ارنی انظر الیک
حضرت موسیٰؑ کی خدا تعالیٰ سے ہمکلامی اور تورات کا ملنا	″	″	۱۴۵		انی اصطفیتک علی الناس .....
حضرت موسیٰؑ کے طور پر جانے کے بعد قوم میں شرک اور سامری کا بچھڑا بنانا	۲۱۰	″	۱۴۹	۱	واتخذ قوم موسیٰ من بعدہٖ .....
	۴۰۲	طٰہٰ	۸۶		واضلّھم السامری
حضرت موسیٰؑ کا خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر واپس آنا اور سامری کو مقاطعہ کی سزا دینا	۲۱۰	اعراف	۱۵۱		غضبان اسِفا
	۴۰۴	طٰہٰ	۹۸		فاذھب فانّ لک فی الحیٰوۃ
بچھڑے کو جلانا	۴۰۴	″	۹۸		لنحرّقنّہٗ
سونے کے بچھڑے کو جلانے پر عیسائیوں کا اعتراض اور اس کا جواب	″	″		۱	
بنی اسرائیل کا خدا تعالیٰ کو دیکھنے پر اصرار	۱۵	بقرہ	۵۶		لن نؤمن لک حتّٰی نری اللّٰہ
حضرت موسیٰؑ کا اپنی قوم کے سرداروں کو طور کے دامن میں لانا اور پہاڑ پر زلزلہ	۲۱۱	اعراف	۱۵۶	۱	واختار موسیٰ قومہ
	۲۱۴	اعراف	۱۷۲	۳	واذ نتقنا الجبل
	۲۱	بقرہ	۹۴		ورفعنا فوقکم الطور

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت موسیٰؑ کا بنی اسرائیل کو ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم اور ان کا انکار اور اس کی سزا	۱۴۵/۱۴۶	مائدہ	۲۲تا۲۷		یٰقوم ادخلوا الارض المقدسۃ.....
حضرت موسیٰؑ کا بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم	۱۷	بقرہ	۶۸	۲ہ	ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ
حضرت موسیٰؑ کا معراج اور آنحضرتؐ سے ملاقات	۳۷۴/۳۷۹	کہف	۶۱تا۸۳	۴ہ	واذ قال موسیٰ لفتٰہ
حضرت موسیٰؑ پر جھوٹا الزام اور اس سے براءت	۵۵۷	احزاب	۷۰		لاتکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ
بنی اسرائیل کو آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے بقیہ کے ملنے کا مطلب (اخلاق فاضلہ کا ملنا)	۶۳	بقرہ	۲۴۹	۵ہ	وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھارون ...
ہارون علیہ السلام (نیز دیکھو موسیٰ)					
حضرت ہارونؑ کا قوم کو شرک سے روکنا	۴۰۳	طٰہٰ	۹۱		ولقد قال لھم ھارون
حضرت ہارونؑ کی نبوت	۳۸۹	مریم	۵۴	۴ہ	ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ
قوم میں شرک پھیلنے پر موسیٰؑ کا آپ پر ناراض ہونا	۲۱۰	اعراف	۱۵۱	۴ہ	واخذ براس اخیہ
	۴۰۳	طٰہٰ	۹۳		قال یاھارون مامنعک
حضرت ہارونؑ کے لیے حضرت موسیٰؑ کی دعائے مغفرت	۲۱۰	اعراف	۱۵۲		رب اغفرلی ولاخی
خدا تعالیٰ کے ہارونؑ اور موسیٰؑ پر احسانات	۵۹۲	صافات	۱۱۵		ولقد مننّا علٰی موسیٰ وھارون
داؤد علیہ السلام					
حضرت داؤدؑ کا فلسطینیوں کے ساتھ مقابلہ	۶۵	بقرہ	۲۵۲	۱ہ	وقتل داؤد جالوت
حضرت داؤدؑ کا اپنے دشمنوں کو شکست دے کر حکومت کا قائم کرنا	//	بقرہ	۲۵۲		واٰتٰہ اللہ الملک.....
حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے مضبوط حکومت دی تھی	۵۹۸	ص	۲۱		وشددنا ملکہ
حضرت داؤدؑ کا خلیفہ بنایا جانا	۵۹۹	ص	۲۷		یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ
حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے بہت علم دیا تھا	۴۸۶	نمل	۱۶		ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علماً
حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی تھی	۵۶۰	سبا	۱۱		ولقد اٰتینا داؤد منّا فضلا
لباس جنگ بنانے میں حضرت داؤدؑ کو کمال بخشا جانا	۴۱۷	انبیاء	۸۱		وعلمنٰہ صنعۃ لبوس
لوہے کے کارخانے اور زرہیں بنانا	۵۶۱	سبا	۱۱/۱۲		والنّا لہ الحدید
پہاڑوں اور پرندوں کا مسخر کیے جانا	۵۶۰/۵۶۱	سبا	۱۱		یاجبال اوّبی معہ والطیر۔
	۴۱۷	انبیاء	۸۰		وسخرنا مع داؤد الجبال
	۵۹۸	ص	۱۹، ۲۰	۱ہ	انا سخرنا الجبال۔۔۔۔ والطّیر
پہاڑوں سے مراد پہاڑوں کے رہنے والے اور طیر سے مراد بلند پرواز لوگ	۵۶۰/۵۶۱	سبا		۲ہ ۱ہ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
پہاڑوں کے تسبیح کرنے سے مراد	۵۶۰	سبا	۱۱	۲ھ	یاجبال اوّبی معه
حضرت داؤدؑ پر حملہ کرنے کے لیے بعض دشمنوں کا دیوار پھاند کر آنا اور ان کا ناکام رہنا	۵۹۸	ص	۲۲		اذ تسوّروا المحراب
دُنبیوں کی تمثیل اور اس کا صحیح مطلب	”	ص	۲۴	۲ھ	ان هٰذا اخی له تسع وتسعون
حضرت داؤدؑ کا استغفار	۵۹۹	ص	۲۵		فاستغفر ربّه
استغفار کسی گناہ کی وجہ سے نہیں تھا	”	ص		۳و۴ھ	
حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کا بکریوں کے کھیتی کو چَر جانے کے متعلق فیصلہ	۴۱۷	انبیاء	۷۹		اذ یحکمٰن فی الحرث
کھیتی اور بکریوں سے مراد	”	انبیاء		۲ھ	
داؤدؑ کی کتاب زبور شرعی کتاب نہیں	۳۵۶	بنی اسرائیل	۵۶	۱ھ	و اٰتینا داؤد زبورا
سلیمان علیہ السلام					
حضرت داؤدؑ کے جانشین سلیمانؑ	۴۸۶	نمل	۱۷		وورث سلیمان داؤد
آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص علم کا عطا ہونا	۴۱۷	انبیاء	۸۰		وکلاً اٰتینا حکماً وعلماً
	۴۸۶	نمل	۱۶		ولقد اٰتینا داؤد وسلیمان علماً
خدا تعالیٰ کی طرف سے جملہ ضروری اسباب کا مہیّا ہونا	”	”	۱۷		واوتینا من کلّ شیء
آپ کے متعلق باغیوں کا پروپیگنڈا اور اس کی تردید	۲۳	بقرہ	۱۰۳		واتّبعوا ما تتلوا الشیٰطین
آپ کے لیے ہَوا کا مسخر کیا جانا	۴۱۷	انبیاء	۸۲		ولسلیمان الریح
	۵۶۱	سبا	۱۳		” ”
	۶۰۰	ص	۳۷		فسخّرنا له الریح
ہوا کے مسخر کیے جانے کا مطلب کہ تجارت عمدگی سے ہوتی تھی	۵۶۱	سبا		۲ھ	
حضرت سلیمانؑ کے جہاز شام کے اوپر کے علاقے سے سامان لاتے تھے	۴۱۷	انبیاء		۳ھ	
آپ کے لیے شیاطین یعنی بڑے بڑے متمرد لوگوں کا مطیع ہونا اور بحرین اور مسقط سے موتی نکالنا	۴۱۸	”	۸۳	۱ھ	
آپ کے لیے سرکش قوموں کے افراد کا عمارات اور بڑی بڑی دیگیں بنانا	۵۶۱	سبا	۱۴	۶ھ	من محاریب ...... وقدور
آپ کے لیے جنوں کا مطیع ہونا اور اس سے مراد پہاڑی لوگوں اور سرکش سرداروں کی اطاعت	۴۸۹	نمل	۴۰	۲ھ	قال عفریت من الجنّ
	۶۰۰	ص	۳۷و۳۸		فسخّرنا له الریح ...... والشیٰطین

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
بخت نصر کا یروشلم کو تباہ کرنا اور حضرت حزقیلؑ کو کشفاً سو سال کے بعد شہر کی آبادی کا نظارہ دکھایا جانا۔	۶۹	بقرہ	۲۶۰	۳ تا ۵	اَوْ كَالَّذِی مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ
الیسع علیہ السلام					
الیسعؑ سے مراد یسعیاہ نبی	۶۰۲	ص	۴۹		اسمٰعیل والیسع وذاالکفل
اسماعیلؑ، یونسؑ، لوطؑ، عیسیٰؑ، الیاسؑ، یحییٰؑ کے ساتھ الیسعؑ کا ذکر کرنے میں حکمت	۱۷۵	انعام	۸۶	۲	
ادریس علیہ السلام (حنوک)					
ادریسؑ سے مراد حنوک					دیکھو تفسیر کبیر جلد چہارم سورۃ مریم
ادریسؑ، ذوالکفلؑ، اسماعیلؑ کا اکٹھا ذکر اور اس کی حکمت	۴۱۸	انبیاء	۸۶	۲	
ادریسؑ صابر نبی تھے۔	״	״	۸۶		کلٌّ من الصابرین
ادریسؑ صدیق نبی تھے	۳۸۹	مریم	۵۷		انہ کان صدیقاً نبیاً
آپ کا بلند مقام	״	״	״		ورفعنٰہ مکاناً علیاً
ادریسؑ زندہ آسمان پر نہیں گئے	۱۹۲	اعراف	۲۶	۱	
ایوب علیہ السلام					
حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر	۱۳۷	نساء	۱۶۴		وعیسٰی وایوب ویونس
	۱۷۵	انعام	۸۵		سلیمان وایوب ویوسف
	۴۱۸	انبیاء	۸۴و۸۵		وایوب اذ نادٰی ربہٗ
	۶۰۱	ص	۴۲		واذکر عبدنا ایوب
حضرت ایوبؑ پہاڑی مقام کے رہنے والے تھے۔	״	״	۴۵	۴	
حضرت ایوبؑ کو دشمنوں کا ایذا پہنچانا	״	״	۴۲		انی مسنی الشیطٰن بنصبٍ وعذاب
حضرت ایوبؑ کو ہجرت کا حکم	״	״	۴۳		ارکض برجلك
حضرت ایوبؑ کو ہجرت کے بعد انکے اہل وعیال کا ملنا	״	ص	۴۴		ووھبنا لہ اھلہ
	۴۱۸	انبیاء	۸۵		وآتینٰہ اھلہ
زکریا علیہ السلام					
زکریا علیہ السلام کا خدا سے نیک اولاد مانگنا۔	۸۴	آل عمران	۳۹		ربّ ھب لی من لدنك ذریۃ
	۳۸۳	مریم	۶و۷		فھب لی من لدنك ولیاً
	۴۱۸	انبیاء	۹۰		ربّ لا تذرنی فرداً
حضرت زکریاؑ کی دعا کی قبولیت اور فرشتوں کا زکریاؑ کو یحییٰؑ کے پیدا ہونے کی بشارت دینا۔	۸۴	آل عمران	۴۰		ان اللہ یبشرك بیحیٰی
	۳۸۳	مریم	۸		یا زکریا انا نبشرك لغلام

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت زکریا کا یحییٰ ؑ کی پیدائش کے متعلق خبر پر استعجاب	۸۴	اٰل عمران	۴۱		رب انّٰی یکون لی غلام
	۳۸۳	مریم	۹		" " " " " "
حضرت زکریا کا نشان مانگنا اور آپ کو تین دن تک خاموشی کا روزہ رکھنے کی ہدایت	۸۵	اٰل عمران	۴۲		اٰیتك الّا تكلم النّاس
	۳۸۴	مریم	۱۱		اٰیتك الّا تكلم النّاس
اللہ تعالیٰ کا زکریا کی بیوی کے نقص کو دور کردینا اور آپ کو بیٹا عطا کرنا	۴۱۹	انبیاء	۹۱		و وھبنا لهٗ یحییٰ واصلحنا له زوجه
زکریا علیہ السلام کا ذکر مریم اور ابن مریم کے ساتھ	۴۱۸	"	۹۰	۴ہ	
یحییٰ علیہ السلام					
حضرت یحییٰ ؑ کی پیدائش کی بشارت حضرت زکریا کو	۸۴	اٰل عمران	۴۰		ان الله یبشرك بیحییٰ
	۳۸۳	مریم	۸		انّا نبشرك لغلام
یحییٰ ؑ کے سوا اور کسی کا نام اللہ تعالیٰ نے یحییٰ نہیں رکھا۔	"	"	۸		لم نجعل له من قبل سمیًّا
آپ کو بچپن میں ہی علم تورات اور قوتِ فیصلہ عطا کی گئی تھی	۳۸۴	"	۱۳		اٰتیناه الحكم صبیًّا
حضرت یحییٰ ؑ کا تقویٰ و طہارت	"	"	۱۴		حنانا من لّدنّا وزكوٰة ....
حضرت یحییٰ ؑ کا والدین سے حسن سلوک	"	"	۱۵		و برًّا بوالدیه
حضرت یحییٰ ؑ کا بعض پہلی پیشگوئیوں کو پورا کرنا	۸۴	اٰل عمران	۴۰		مصدقًا بكلمة من الله
آپ کی ولادت موت اور دوبارہ بعثت پر سلامتی کا نزول	۳۸۴	مریم	۱۶	۱ہ	وسلام علیه یوم ولد ....
یحییٰ ؑ کی فضیلت مسیح پر۔	"	"		۱ہ	
عیسیٰ علیہ السلام					
حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش کی خوشخبری	۸۵	اٰل عمران	۴۶		انّ الله یبشرك بكلمة
	۳۸۴	مریم	۲۰	۱ہ	لاھب لكِ غلامًا زكیًّا
حضرت مریم کا استعجاب	۸۵	اٰل عمران	۴۸		قالت ربّ انّٰی یكون لی ولد
	۳۸۵	مریم	۲۱		قالت انّٰی یكون لی غلام
حضرت مریم کو حمل اور آپ کا کسی دُور جگہ پر چلے جانا۔	"	"	۲۳		فحملته فانتبذت به مكانًا قصیًّا
حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش بے سروسامانی کی حالت میں۔	"	"	۲۴		فاجاءها المخاض الیٰ جذع النخلة
حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش کا مقام بیت اللحم کے پاس کی پہاڑی پر، جہاں چشمے بھی تھے۔	"	"	۲۵	۳ہ	قد جعل ربّك تحتك سریًّا
حضرت مسیح کی پیدائش کے بعد حضرت مریم کو چُپ کا روزہ رکھنے کا حکم اور اس کی حکمت	۳۸۶	"	۲۷	۱ہ	فقولی انّی نذرت للرّحمٰن صومًا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایسے موسم میں ہوئی جبکہ کھجوریں پکتی ہیں۔	۳۸۵	مریم	۲۶		تُسٰقِط علیك رطبًا جنیًا
حضرت عیسٰی کا چھوٹی عمر میں لوگوں سے دانائی کی باتیں کرنا۔	۸۵	اٰل عمران	۴۷		ویکلّم النّاس فی المھد
حضرت مسیحؑ کو انکی ماں کا سوار کرا کر اپنی قوم کے پاس لے جانا	۳۸۶	مریم	۲۸	۲ھ	فاتت بہ قومھا تحملہٗ
حضرت مسیحؑ کا بنی اسرائیل کی طرف رسول ہونا۔	۸۵	اٰل عمران	۵۰		و رسولا الیٰ بنی اسراءیل
حضرت عیسیٰؑ کے معجزات :-					
خلقِ طیر اور اس سے مراد	۸۵ و ۸۶	”	۵۰	۱ھ	انی اخلق لکم من الطّین
	۱۶۰	مائدہ	۱۱۱	۱ھ و ۲ھ	واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطّیر
مبروص اور اندھے کو اچھا کرنے سے مراد	۸۶	اٰل عمران	۵۰	۲ھ	وابرئ الاکمہ والابرص
	۱۶۱	مائدہ	۱۱۱	۱ھ	وتبرئ الاکمہ والابرص
مُردوں کو زندہ کرنے سے مراد روحانی مردے زندہ کرنے تھے نہ کہ حقیقی۔	”	”	۱۱۱	۲ھ	وَاِذْ تخرج الموتیٰ
حضرت عیسیٰؑ کو تورات کا علم خاص طور پر دیا گیا تھا	۱۶۰	”	۱۱۱		واذ علّمتك الکتاب والحکمۃ......
	۸۵	اٰل عمران	۴۹		ویعلّمہ الکتاب والحکمۃ......
یہودیوں کا انکار اور حواریوں کا ایمان لانا۔	۸۶	”	۵۳		فلمّا احسّ عیسیٰ منھم الکفر
حواریوں کی طرف ایمان لانے کی وحی	۱۶۱	مائدہ	۱۱۲		واذ اوحیتُ اِلی الحواریّٖن ان اٰمنوا
حضرت عیسیٰؑ کو کھلے کھلے دلائل دیئے گئے اور آپ کی روح القدس کے ذریعہ مدد کی گئی	۶۶	بقرہ	۲۵۴		واٰتینا عیسَی ابْن مریم البیّنٰتِ وایّدنٰہُ بروح القدس
	۱۶۱	مائدہ	۱۱۱		.... اذجئتَھم بالبیّنٰت.....
یہودیوں کی مسیحؑ کو صلیب پر لٹکانے کی تدبیر اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ یہودی آپکو صلیب پر مارنے میں کامیاب نہیں ہو سکینگے	۸۶ / ۸۷	اٰل عمران	۵۵ / ۵۶		ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین - اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ انّی متوفیك ورافعك اِلیّ......
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر لٹکائے جانا	۱۳۵	نساء	۱۵۸		وقولھم انّا قتلنا المسیح ...... الخ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں بلکہ بیہوش ہو گئے تھے اور صلیب سے زندہ اتار لیے گئے	”	”	۱۵۸	۳ھ و ۴ھ	وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبّہ لھم..... الخ
	۱۸	بقرہ	۷۳	۱ھ	واذ قتلتم نفساً
یہودیوں کا مسیحؑ کو مارنے میں ناکام رہنا	۱۶۱	مائدہ	۱۱۱	۳ھ	واذ کففت بنی اسراءیل عنك
مسیحؑ کا صلیب سے زندہ اُتر کر کشمیر کی طرف آنا	۴۳۸	مومنون	۵۱	۲ھ	واٰوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار...
حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبعی موت سے فوت ہوئے۔	۱۶۳	مائدہ	۱۱۸		فلمّا توفیتنی ..... الخ
حضرت عیسیٰؑ کا اپنی قوم کے لیے مائدہ کی دعا کرنا۔	۱۶۲	”	۱۱۵		.... انزل علینا مائدۃ من السمآء
اس دعا کے نتیجہ میں مسیحی قوم کو حکومت کا ملنا۔	”	”		۱ھ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت عیسیٰؑ کا کلمۃ اللہ ہونا یعنی خدا کی بشارت سے پیدا ہونا	۱۳۸	نساء	۱۷۲	۲؎	انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ الخ
	۸۵	اٰل عمران	۴۶		ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ
کلمۃ بمعنے آیت	۵۳۷	لقمان	۲۸	۱؎	ما نفدت کلمٰت اللہ
حضرت عیسیٰؑ کا صاحب منزلت ہونا	۸۵	اٰل عمران	۴۶		وجیھًا فی الدنیا والاٰخرۃ
آپ کا تورات کی پیشگوئیوں کا مصدق ہونا	۸۶	″	۵۱		ومصدقا لما بین یدیّ من التورٰىۃ
	۱۵۰	مائدہ	۴۷		مصدقا لما بین یدیہ من التورٰىۃ
	۷۴۳	صف	۷	۱؎	مصدقا لما بین یدیّ من التورٰىۃ
حضرت عیسیٰؑ خدا کے بندے اور اس کے نبی تھے۔	۳۸۶	مریم	۳۱		قال انی عبد اللہ ...... الخ
حضرت عیسیٰؑ محض ایک رسول تھے۔	۱۵۴	مائدہ	۷۶		ما المسیح ابن مریم الا رسول
حضرت عیسیٰؑ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم اور اپنی والدہ سے نیک سلوک کرنے کا حکم	۳۸۶	مریم	۳۳-۳۲		واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ .... وبرًّا بوالدتی
حضرت عیسیٰؑ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے۔	۳۸۷	″	۳۷		وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ
	۸۶	اٰل عمران	۵۲		ان ″ ″ ″ ″ ″
	۱۶۳	مائدہ	۱۱۸		ان اعبدوا اللہ ربی وربکم
	۶۵۱	زخرف	۶۵		ان اللہ ھو ربی وربکم فاعبدوہ
حضرت عیسیٰؑ کو خدا کہنے والے کافر ہیں۔	۱۵۴	مائدہ	۷۳		لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح الخ
	۱۴۴	″	۱۸		″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے خدا نہ ہونے کی دلیل	۱۵۵	″	۷۶	۲؎	کانا یاکلان الطعام
حضرت عیسیٰؑ کی مٹی سے پیدائش	۸۷	اٰل عمران	۶۰		خلقہ من تراب
یہودی اور مسیحی اپنی موت سے پہلے مسیح کے صلیب پر مرنے کو مانتے رہیں گے	۱۳۶	نساء	۱۶۰	۳؎	وان من...... لیؤمنن بہ قبل موتہ
حضرت عیسیٰؑ کے ابن اللہ ہونے کی تردید	۲۳۷	توبہ	۳۰		ذٰلک قولھم بافواھھم
حضرت عیسیٰؑ کی بن باپ پیدائش کی دلیل	۸۵	اٰل عمران	۴۸		ولم یمسسنی بشر........
	۳۸۵	مریم	۲۱ و ۲۲	۲؎	ولم یمسسنی بشر........
وفات مسیح کے متعلق آیاتِ قرآنیہ سے ثبوت	۱۶۳	مائدہ	۱۱۸		فلما توفیتنی کنت انت الرقیب......
	۸۷	اٰل عمران	۵۶		یا عیسیٰ انی متوفیک
	۱۵۵	مائدہ	۷۶	۱؎	ما المسیح ابن مریم.....
	۹۸	اٰل عمران	۱۴۵		وما محمد الا رسول
	۳۶۱	بنی اسرائیل	۹۴	۴؎	قل سبحان ربی ھل کنت.......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۱۹۲	اعراف	۲۶	۱ه	فیہا تحیون وفیہا تموتون
	۴۱۳	انبیاء	۳۵	۱ه	وماجعلنا لبشر من قبلك الخلد
حضرت مسیحؑ کے کلالہ ہونے کا ذکر	۱۳۹	نساء		۱ه	
لقمان علیہ السلام					
حضرت لقمانؑ کو خدا کی طرف سے حکمت کا عطا ہونا اور ان کی اپنے بیٹے کو نصائح	۵۳۴/۵۳۵	لقمان	۱۳ تا ۲۰		ولقد اتینا لقمان الحکمة ......
عُزیر علیہ السلام					
یہودیوں کا عُزیرؑ کو ابن اللہ قرار دینا اور اس کی تردید	۲۳۷	توبہ	۳۰		وقالت الیهود عزیر ن ابن الله
ذوالقرنین علیہ السلام					
ذوالقرنینؑ کا ذکر	۳۷۹	کہف	۸۴		ویسئلونك عن ذی القرنین
ذوالقرنینؑ سے مراد خورس (میدیا اور فارس کا بادشاہ)	″	″		۲ه	
ذوالقرنینؑ کا مطلع الشمس اور مغرب الشمس میں پہنچنا	۳۷۹/۳۸۰	″	۸۶/۹۱		حتّٰی اذا بلغ مغرب الشمس حتّٰی اذا بلغ مطلع الشمس
مغرب الشمس سے مراد بحیرۂ اسود کا علاقہ	۳۷۹	″		۳ه	
مطلع الشمس سے مراد بلوچستان اور افغانستان کا علاقہ	۳۸۰	″	۹۱	۱ه	حتّٰی اذا بلغ مطلع الشمس
ذوالقرنینؑ کا دیوار بنانا۔	۳۸۰	″	۹۷	۳،۴،۵ه	
مریم ام عیسٰی علیہ السلام					
قرآن کریم کا حضرت مریم کے صحیح حالات کو بیان کرنا۔	۸۵	آل عمران	۴۵	۲ه	ذٰلك من انباء الغیب
	۳۸۴	مریم	۱۷		واذکر فی الکتٰب مریم
	۳۸۸	″		۱ه	
حضرت مریم کا خاندان اور آپ کی پیدائش	۸۳	آل عمران	۳۶		اذ قالت امرات عمران
حضرت مریم کا حضرت زکریاؑ کی تربیت میں آنا	۸۴	″	۳۸		وکفلها زکریّا
حضرت مریم کا بیت المقدس میں رہنا اور غیبی رزق	″	″	۳۸		وجد عندها رزقاً
حضرت مریم کی عصمت وعفت اور آپ کا بلند مقام	۴۱۹	انبیاء	۹۲		والّتی احصنت فرجها
	۷۵۷/۷۵۸	تحریم	۱۳		التی احصنت فرجها
حضرت مریم صدیقہ تھیں	۱۵۵	مائدہ	۷۶		وامّه صدّیقة
حضرت مریم کے ساتھ مومنوں کی مشابہت	۷۵۸	تحریم	۱۲ و ۱۳		ومریم ابنت عمران التی احصنت ...... الخ
حضرت مریم کو ہارون کی بہن قرار دینے کا مطلب	۳۸۶	مریم	۲۹	۳ه	یا اخت هارون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم					
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک قرآن کریم میں	۶۷۱	محمد	۳		وامنوا بما نُزّل علی محمّد
	۶۸۲	فتح	۳۰		محمد رسول الله

	صفحہ	سورة	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۵۰	احزاب	۴۱		ما کان محمد ابا احدٍ ....
	۹۸	آل عمران	۱۴۵		وما محمد الّا رسول
آپ پر قرآن کریم نازل کیے جانے کا ذکر	۶۷۱	محمّد	۳		وآمنوا بما نزّل علی محمد
	۴۸۰	شعراء	۱۹۴و۱۹۵		نزل به الروح الامین علیٰ قلبك
	۳۳۶	نحل	۴۵		وانزلنا الیك الذکر
	۳۲۹	حجر	۸۸		ولقد آتینٰك سبعًا من المثانی الخ
آپ کو یہ ارشاد الٰہی کہ آپ نزول قرآن کے لیے جلدی نہ کریں	۷۸۷	قیامت	۱۷	۱ہ	لا تُحرك به لسانك لتعجل به
آپ سب نبیوں کے جامع ہیں۔	۷۷۹	جنّ	۲۹	۴ہ	قد ابلغوا رسٰلٰت ربهم
آپ کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ مشابہت	۷۸۱	مزمل	۱۶		انّا ارسلنا الیکم رسولاً..... کما ارسلنا الیٰ ......
تورات اور انجیل میں آپ کے متعلق پیشگوئیاں	۲۱۱	اعراف	۱۵۸		یجدونه مکتوبًا عندھم فی التورٰة ....
	۶۶۶	احقاف	۱۱	۱ہ	وشھد شاھد من بنی اسرائیل
	″	″	۱۳	۳ہ	
آپ پر اسی طرح سے وحی ہوئی جس طرح دوسرے انبیاء پر	۱۳۷	نساء	۱۶۴		انا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوح
	۶۳۶	شوریٰ	۴		کذٰلك یوحی الیك
آپ کی وحی کی برتری دوسرے انبیاء کی وحی پر	۵۶۹	فاطر	۲	۲ہ	جاعل الملٰئکة رسلاً اولی اجنحة
آپ پہلے رسول نہیں	۶۶۶	احقاف	۱۰		ماکنت بدعًا من الرسل
آپ کا بلند مقام یعنی قرب خداوندی	۷۰۱	نجم	۹	۳ہ و ۴ہ	ثم دنا فتدلّٰی
	۵۷۱	فاطر	۱۵	۱ہ	
آپ کا افضل الرسل ہونا	۵۵۰/۵۵۱	احزاب	۴۱	۱ہ	ولٰکن رسول الله وخاتم النّبیّن
آپ کا سیّد یعنی سردار ہونا۔	۵۷۶	یٰسٓ	۲	۱ہ	یٰسٓ
آپ کی بیعت خدا تعالیٰ کی بیعت ہے۔	۶۷۸	فتح	۱۱		انّ الّذین یبایعونك انّما یبایعون الله
آپ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔	۱۲۲	نساء	۸۱		من یطع الرسول فقد اطاع الله
آپ مقام محمود پر فائز کیے گئے ہیں۔	۳۶۰	بنی اسرائیل	۸۰		عسٰی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا
آپ اللہ کے رسول ہیں۔	۵۷۶	یٰسٓ	۴		انّك لمن المرسلین
آپ کی بعثت تمام دنیا کے لیے۔	۲۱۲	اعراف	۱۵۹		یٰایّھا النّاس انّی رسول الله الیکم جمیعًا
	۵۶۴	سبا	۲۹	۲ہ	وما ارسلنٰك الّا کافّة للنّاس
	۱۲۱	نساء	۸۰		وارسلنٰك للنّاس رسولاً
آپ تمام جہانوں کیلیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔	۴۲۱	انبیاء	۱۰۸	۲ہ	وما ارسلنٰك الّا رحمة للعٰلمین
آپ تورات اور انجیل اور دیگر پہلی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ہیں	۲۳	بقرہ	۱۰۲		ولمّا جاءھم رسول من عند الله ......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت کرنے کا نبیوں سے عہد لیا جانا	۹۰	اٰل عمران	۸۲	۴ه	واذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیّٖن ..... لتؤمنُنَّ بہٖ ولتنصرنّہٗ
آپ کی حفاظت کا خدائی وعدہ	۱۵۳	مائدہ	۶۸		واللّٰہ یعصمك من النّاس
آپ کی حفاظت فرشتے کرتے ہیں۔	۳۰۸	رعد	۱۲		لہ معقّبٰتٌ من بین یدیہ الخ
	۷۵۵	تحریم	۵		فانّ اللّٰہ ھو مولٰہ وجبریل الخ
آپ کا مخلوق خدا کی خدمت کے لیے انتہائی تکلیف اٹھانا	۳۶۵	کہف	۷		فلعلّك باخع نفسك ..... ان لم یؤمنوا
	۴۶۷	شعراء	۴	۲ه	لعلّك باخع نفسك الخ
آپ کا قوم کی ہدایت کے لیے درد	۸۳۱	ضحٰی	۸	۶ه	ووجدك ضالًّا فھدٰی
	۵۷۰	فاطر	۹		فلا تذھب نفسك علیھم حسرٰت
آپ بلند اخلاق کے حامل تھے۔	۷۶۲	قلم	۵	۵ه	وانّك لعلٰی خلق عظیم
آپ کو دنیا کے لیے سراج منیر بنایا گیا ہے۔	۵۵۲	احزاب	۴۷		وسراجًا منیرًا
سراج منیر میں آپ کے اتباع کے ملہم من اللہ ہو کر امت کو ہدایت دینے کی پیشگوئی	؍؍	؍؍		۳ه	
آپ کی اطاعت سے خدا تعالیٰ کا قرب	۸۳	اٰل عمران	۳۲		فاتبعونی یحببکم اللّٰہ
آپ کی اطاعت سے نبوت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے	۱۱۹ و ۱۲۰	نساء	۷۰	۴ه	مع الذین انعم اللّٰہ علیھم.....
آپ کی امت سب امتوں سے بہتر ہے	۹۴	اٰل عمران	۱۱۱	۱ه	کنتم خیر امّة اخرجت للنّاس
	۳۱	بقرہ	۱۴۴		وکذٰلك جعلنٰکم امّةً وسطًا
آپ امی تھے اور لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔	۲۱۱	اعراف	۱۵۸		الذین یتّبعون الرسول النبی الامّی
	۲۱۲	؍؍	۱۵۹		فاٰمنوا...... النبی الامّی
	۵۲۱	عنکبوت	۴۹		ولا تخطّہٗ بیمینك......
	۶۴۴	شورٰی	۵۳		ماکنت تدری ما الکتٰب
آپ کا ایک لمبے عرصہ تک وحی کے بند ہونے کے بعد مبعوث ہونا	۱۴۴	مائدہ	۲۰		یبیّن لکم علٰی فترة من الرسل
آپ کی موجودگی عذاب الٰہی سے روک	۲۲۳	انفال	۳۴	۲ه	وما کان اللّٰہ لیعذّبھم وانت فیھم
آپ کا رات کو مسجد حرام سے مسجد اقصٰی کی طرف جانا (اسراء)	۳۴۹	بنی اسرائیل	۲		سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ
آپ کا دو دفعہ معراج	۷۰۱ / ۷۰۲	نجم	۹ تا ۱۴	۴ه	ثمّ دنا فتدلّٰی ..... ولقد راٰہ نزلةً اخرٰی
آپ پر خدا اور فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔	۵۵۶	احزاب	۵۷		ان اللّٰہ و ملٰئکتہ یصلّون علی النّبی
آپ کے فیصلہ کو پوری طرح ماننے کا حکم	۱۱۹	نساء	۶۶		حتّٰی یحکّموك فیما شجر بینھم
آپ کی کامیابی کی پیشگوئی	۷۷۹	جن	۲۵	۲ه	
آپ کے ذریعہ سے روحانی مردوں کا احیا	۲۲۲	انفال	۲۵	۱ه	استجیبوا للّٰہ وللرسول..... لما یحییکم
آپ کے چار کام	۲۸	بقرہ	۱۳۰		یتلوا علیھم اٰیٰتك ویعلّمھم الکتٰب

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۷۴۵	جمعہ	۳		یتلوا علیہم اٰیتہٖ ویزکیہم
آپ مومنوں کے باپ ہیں اور آپ کی ازواج مومنوں کی مائیں	۵۴۴ / ۵۴۵	احزاب	۶	۱ہ	النبی اولٰی بالمؤمنین ...... ازواجہ امّھتھم
آپ کو ایذا دینے والوں کو عذاب الیم ہوگا۔	۲۴۲	توبہ	۶۱	۳ہ	والذین یؤذون رسول اللہ ......
	۵۵۶	احزاب	۵۸		ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ
آپ کو مومنوں کے لیے شفقت و محبت کا حکم۔	۴۸۱	شعراء	۲۱۶		واخفض جناحك لمن اتبعك
آپ کی اپنے متبعین کے لیے نرمی اور شفقت	۱۰۱	اٰل عمران	۱۶۰		فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم
	۲۵۳	توبہ	۱۲۸		لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ
	۶۸۲	فتح	۳۰		رحماءُ بینھم
آپ کا خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا اور دشمنوں کا روکنا اور ایذا دینا۔	۸۳۵	علق	۱۰ و ۱۱	۳ہ	ارءیت الذی ینھٰی عبداً اذا صلّٰی
آپ کے قتل کے لیے کفار کا منصوبہ۔	۲۲۳	انفال	۳۱	۱ہ	لیثبتوك او یقتلوك او یخرجوك
آپ کی ہجرت	۶۷۲	محمد	۱۴		من قریتك التی اخرجتك
	۲۳۹	توبہ	۴۰		اذ اخرجه الذین کفروا ..... الخ
آپ کو مکہ واپس آنے کی خوشخبری	۵۱۱	قصص	۸۶	۱ہ و ۲ہ	انّ الذی فرض علیك القراٰن ..... الخ
آپ کا حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ غار میں پناہ گزین ہونا	۲۳۹	توبہ	۴۰		ثانی اثنین اذھما فی الغار....
آپ کو حکم کہ آپ قوم کا فیصلہ جلدی طلب نہ کریں	۷۶۶	قلم	۴۹	۱ہ	فاصبر لحکم ربك ..... الخ
جنگ بدر میں آپ کا کنکر پھینکنا اور ہوا کا چلنا اور آپ کے کنکر پھینکنے کو اللہ تعالیٰ کا اپنی طرف منسوب کرنا	۲۲۱	انفال	۱۸	۲ہ	ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی
آپ کو دنیادار بیوی کو علیحدہ کر دینے کا اختیار	۵۵۳	احزاب	۵۲	۴ہ	ترجی من تشاء منھنّ ..... الخ
آپ کے آداب:-					
۱۔ آپ کے بلانے کو عام لوگوں کے بلانے کی طرح مت سمجھو	۴۵۵	نور	۶۴		لاتجعلوا دعاء الرسول..... الخ
۲۔ آپ کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے کی مناہی	۶۸۳	حجرات	۲		لاتقدّموا بین یدی اللہ ورسولہ
۳۔ آپ کے سامنے اونچی آواز نہ کرو۔	″	″	۳		لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
۴۔ مومنوں کو حکم کہ آپ کا وقت ضائع نہ کریں۔	۵۵۴	احزاب	۵۴	۴-۵ہ	لاتدخلوا بیوت النبی الّا ان یؤذن
۵۔ رسول سے مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دینا۔	۷۳۱	مجادلہ	۱۳ و ۱۴	۳ہ	فقدّموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ
آپ پر منافقوں کا چندہ کے متعلق اعتراض	۲۴۱	توبہ	۵۸		ومنھم من یلمزك فی الصدقٰت
آپ کو اعتراضات سے تکلیف	۳۳۰	حجر	۹۸		ولقد نعلم انّك یضیق صدرك
منافقوں کے اعتراضات اور ایذا دہی کی پروا نہ کرنے کا حکم	۵۵۲	احزاب	۴۹		ولا تطع الکافرین ...... ودع اذٰھم
منافقوں کا یہ کہنا کہ آپ نرے کان ہیں سنتے ہیں۔	۲۴۲	توبہ	۶۱	۱ہ و ۲ہ	ویقولون ھو اُذُنٌ
آپ کو علم غیب نہیں۔	۱۷۰	انعام	۵۱		ولا اعلم الغیب

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۴۲۱	انبیاء	۱۱۰		وان ادری اقریب ام بعید
	۵۵۷	احزاب	۶۳		قل انما علمها عند اللّٰہ
آپ کا لوگوں سے کسی اجر کا طالب نہ ہونا	۱۷۵	انعام	۹۱		لا اسئلکم علیه اجرًا
	۳۰۵	یوسف	۱۰۵		وما تسئلهم علیه من اجر
	۴۴۰	مومنون	۷۳	لہ	ام تسئلهم خرجًا
آپ کی یہ خواہش کہ لوگ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔	۴۶۴	فرقان	۵۸		الّا من شاء ان یتخذ الی ربه سبیلاً
آپ کا اپنے متبعین سے یہ مطالبہ کہ وہ آپ سے اپنے رشتہ داروں جیسی محبّت کریں۔	۶۴۰	شوریٰ	۲۴	لہ	الّا المودة فی القربیٰ
آپ کو توحید پر قائم رہنے کا حکم	۱۷۱	انعام	۵۷		قل انی نهیت ان اعبد ...... الخ
آپ کو اپنے متبعین کو توحید پر قائم رکھنے کا حکم	۲۸۶	ہود	۱۱۳		فاستقم کما امرت
آپ کو موت تک عبادت کا حکم	۳۳۰	حجر	۱۰۰		واعبد ربك حتّٰی یاتیك الیقین
آپ کو تبلیغ وحی کا حکم	۱۵۳	مائدہ	۶۸		بلّغ ما انزل الیك
کفار کا آپ کو مجنون کہنا اور اس کی تردید	۷۶۶	قلم	۵۲-۵۳	۲ہ	یقولون انّه لمجنون
آپ پر کفار کے اعتراضات:۔					
آپ پر وہی اعتراض ہوئے جو پہلے نبیوں پر ہوئے۔	۶۳۴	حٰم السجدہ	۴۴		مایقال لك الّا ما قد قیل للرسل الخ
یہ اعتراض کہ آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں۔	۴۱۰	انبیاء	۹		وما جعلنٰهم جسدًا لا یاکلون الطعام
	۴۵۸	فرقان	۸		مال هٰذا الرسول یاکل الطعام
یہ اعتراض کہ خدا خود ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا	۲۶	بقرہ	۱۱۹		لولا یکلّمنا اللّٰه
یہ اعتراض کہ آپ کوئی نشانی کیوں نہیں لائے	”	”	”		او تاتینا اٰیة
	۱۶۹	انعام	۳۸		لولا نزل علیه اٰیة من ربه
	۲۱۸	اعراف	۲۰۴	۲ہ	واذا لم تاتهم باٰیة قالوا ...... الخ
یہ اعتراض کہ آپ پر فرشتے سب کے سامنے کیوں نہیں اُترتے	۱۶۵	انعام	۹		وقالوا لولا انزل علیه ملك
	۴۵۸	فرقان	۸		لولا انزل علیه ملك
	۳۲۳	حجر	۸		لوما تاتینا بالملائکة
یہ اعتراض کہ آپ پر آسمان سے لکھی ہوئی کتاب کیوں نہیں اُتری	۳۶۱	بنی اسرائیل	۹۳		حتّٰی تنزّل علینا کتابًا نقرؤه
یہ اعتراض کہ قرآن یہ یک دفعہ کیوں نہیں اُترا۔	۴۶۱	فرقان	۳۳	لہ	لولا نزّل علیه القراٰن جملة واحدة
یہ اعتراض کہ قرآن کسی بڑے امیر پر کیوں نہیں اُترا	۶۴۷	زخرف	۳۲	لہ	لولا نزّل هٰذا القراٰن علی رجل ...... عظیم
یہ اعتراض کہ قرآن آپ کو کوئی اور شخص سکھاتا ہے۔	۳۴۴	نحل	۱۰۴		یعلّمه بشر

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
یہ اعتراض کہ آپ کے پاس خزانہ، باغ اور شاہانہ شان و شوکت کیوں نہیں ہے	۲۷۲	ہود	۱۳		لولا انزل علیہ کنز۔۔۔۔
	۴۵۸	فرقان	۹		او تکون لہ جنّۃ
یہ اعتراض کہ آپ کو موسیٰ جیسے معجزات کیوں نہیں ملے	۵۰۵	قصص	۴۹		لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔
آپ سے بعض معجزات کے پیش کرنے کا مطالبہ	۳۶۱	بنی اسرائیل	۹۱ تا ۹۴		حتّٰی تفجر لنا من الارض ینبوعًا۔۔۔۔۔۔
کفار کے اعتراضات اور تکلیف دہی پر صبر کی تلقین	۱۶۸	انعام	۳۵		ولقد کذبت رسل من قبلک۔۔۔۔۔۔۔۔
	۳۳۰	حجر	۹۶ تا ۹۸		انا کفینٰک المستھزءین۔۔۔۔۔۔۔۔
	۴۹۳	نمل	۷۱		ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق۔۔۔۔۔۔
	۵۸۳	یٰس	۷۷		فلا یحزنک قولھم
آپ پر دوسروں سے مال لیکر ان کی ایجنٹی کرنے کا الزام	۴۵۸	فرقان	۹	لہ	ان تتبعون الّا رجلاً مسحوراً
محمد رسول اللہ کی ناکامی کے خواہش مند کی خواہش کبھی پوری نہ ہوگی۔	۴۲۴	حج	۱۶	لہ	فلیمدد بسبب الی السماء۔۔۔۔۔۔۔
آپ کے مخالفین کی شکست کی پیشگوئی	۸۴۲	قارعہ	۶	لہ	وتکون الجبال کالعھن المنفوش
آپ کی صداقت کے ثبوت میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی شہادت	۸۲۶	بلد	۴	کہ	و والد و ما ولد
آپ کے متعلق یہ اعلان کہ آپ نہ صرف شرک سے پاک تھے بلکہ آپکو شرک کے جڑ سے اکھیڑنے کا حکم تھا	۷۸۲	مدثر	۶	کہ	والرجز فاھجر
آپ کو یہ حکم کہ جس طرح سوار گھوڑے کے پاس کھڑا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی ساری دنیا کو اسلام سے روشناس کرانے کے لیے ہر وقت چوکس اور ہوشیار رہیں	؍؍	مدثر	۲	لہ	یٰایھا المدّثّر
آپ کی نصرت و فتح کا ظاہری نمونہ اشاعت مذہب بتایا گیا ہے	۸۴۸	نصر	۳	کہ	ورایت النّاس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً
آپ کے غفر ذنب سے مراد	۸۴۹	؍؍	۴	لہ	واستغفرہ
	۶۷۷	فتح	۳	لہ	لیغفر لک اللّٰہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آپکے استغفار اور حمد کا ظاہری نمونہ خدا کی رحمت بتایا گیا ہے	۸۴۹	نصر	۴	لہ	فسبّح بحمد ربک۔۔۔۔۔۔۔
آپ کامل انسان تھے۔	۳۹۴	طٰہٰ	۲	لہ	طٰہٰ
آپ کے غلاموں کو قیصر و کسریٰ کے خزانے و محلات دیئے جانے کی پیشگوئی	۴۵۸	فرقان	۱۱	کہ	ان شاء جعل لک خیراً من ذٰلک
آپ کے جوڑے نیک لوگ	۴۶۷	شعراء	۸ و ۹	سکہ	کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم
آپ کو حکم دینے سے مراد آپ کی امت کو حکم	۵۲۹	روم	۳۹	سکہ	فاٰت ذا القربیٰ حقہ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۷۵۲	طلاق	۲	۱ہ	یاایھا النبی اذا طلقتم النساء
	۲۶۷	یونس	۹۵	۴ہ	فان کنت فی شك
آپ کی صداقت کے لیے مختلف قسم کی شہادات	۷۶۲	قلم	۲تا۵	۳تا۵ہ	نٓ والقلم وما یسطرون
آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے ایک شاہد کے آنے کی پیشگوئی	۲۷۲	ہود	۱۸	۶ہ	ویتلوہ شاھد منه
اولاد					
اولاد خدا کے راستہ میں قربانیاں کرنے میں حائل نہ ہونی چاہیئے	۷۴۸	منافقون	۱۰		لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکر اللہ
قتل اولاد (یعنی اس کی تربیت وغیرہ نہ کرنے) سے منا ہی	۳۵۳	بنی اسرائیل	۳۲		ولاتقتلوا اولادکم خشیة املاق
	۱۸۵	انعام	۱۵۲		ولاتقتلوا اولادکم من املاق
نیک اولاد کی خواہش	۸۴	اٰل عمران	۳۹		ربّ ھب لی من لدنك ذریّة طیّبة
اولاد کے نیک ہونے کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیئے۔	۶۶۷	احقاف	۱۶		واصلح لی فی ذریّتی
	۴۶۶	فرقان	۷۵		ربنا ھب لنا من ازواجنا...... الخ
لڑکی کی پیدائش غمی کا موجب نہیں ہونی چاہیئے۔	۳۳۸	نحل	۵۹		واذا بُشّر احدھم بالانثٰی ....
اولاد کے نماز پڑھنے اور دینی امور کے متعلق نگرانی	۴۰۸	طٰہٰ	۱۳۳		وامر اھلك بالصلٰوۃ الخ
	۳۸۹	مریم	۵۶		وکان یامر اھله بالصلٰوۃ والزکٰوۃ
اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم	۶۶۷	احقاف	۱۶		ووصینا الانسان بوالدیه
بدسلوکی کرنے سے بچنے کی تاکید	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۴		فلاتقل لھما اف
اہل بیت					
حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کیلئے اہل بیت کے لفظ کا استعمال	۲۸۱	ہود	۷۴		رحمة اللہ وبرکاته علیکم اھل البیت
آنحضرتؐ کی ازواج مطہرات کیلئے اہل بیت کے لفظ کا استعمال	۵۴۹	احزاب	۳۴		یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
	۷۵۵	تحریم	۵	۳ہ	فقد صغت قلوبکما
آنحضرتؐ کے اہل بیت کی تطہیر	۵۴۹	احزاب	۳۴		ویطھرکم تطھیرا
اہل کتاب					
اہل کتاب کی اصلاح محمد رسول اللہؐ کے آنے کے بغیر نہیں ہوسکتی تھی۔	۸۳۷ / ۸۳۸	بیّنہ	۲تا۴	۴ہ	لم یکن الذین کفروا ....
اہل کتاب کیلئے کفر کے لفظ کا استعمال	۸۳۷	"	۲	۳ہ	لم یکن الذین کفروا .... الخ
اہل کتاب سے آنحضرتؐ کی تعاون کی اپیل اور اُن کا انکار	۳۷۷	کہف	۷۸	۲ہ	اذا اتیا اھل قریةٍ
قرآن کریم میں اہل کتاب سے مراد بعض جگہ عیسائی اور بعض جگہ صرف یہودی	۱۳۴	نساء	۱۵۴	۳ہ	
	۱۳۸	"	۱۷۲	۱ہ	یا اھل الکتاب لا.......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اہل کتاب کا اپنی موت سے پہلے پہلے یہ عقیدہ رکھنا کہ مسیح صلیب پر مرا ہے۔	۱۳۶	نساء	۱۶۰	۲ه	ان من اھل الکتاب الا لیؤمننّ به
ایلاء					
ایلاء اور اس کا مطلب	۵۴	بقرہ	۲۲۷	۱ه	للذین یؤلون من نسآءھم
۱- ایلاء میں چار مہینے تک مہلت	"	"	"		تربص اربعة اشھر
۲- پھر رجوع	"	"	"	۲ه	فان فاءُو
۳- یا طلاق	۵۴	"	۲۲۸		وان عزموا الطلاق
ایلاء کرکے رجوع نہ کرنیوالوں کے متعلق قضا کا فرض	۵۴	"		۳ه	
ایمان					
ایمان کا مفہوم (ایمان اور اسلام میں فرق)	۶۸۵	حجرات	۱۵		قالت الاعراب اٰمنّا..........
ایمان میں صرف اقرار معتبر نہیں	۵۱۳	عنکبوت	۳ و ۴		اَحسب النّاس ان یترکوا......
	۱۰۳	اٰل عمران	۱۸۰		ما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین......
اللہ اور رسول پر ایمان لانے کا حکم	"	"	"		فاٰمنوا باللّٰہ ورسلہ
	۱۳۷	نساء	۱۷۱		فاٰمنوا خیرا لکم
	۲۱۲	اعراف	۱۵۹		فاٰمنوا باللّٰہ ورسوله
	۷۲۳	حدید	۸		اٰمنوا باللّٰہ ورسوله
	۷۵۰	تغابن	۹		فاٰمنوا باللّٰہ ورسوله
سب پیغمبروں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم	۲۹	بقرہ	۱۳۷		اٰمنّا باللّٰہ ...... وما انزل الی ابراھیم.....
	۵۲۱	عنکبوت	۴۷		وقولوا اٰمنّا بالذی انزل ....
ایمان لانے اور جہاد کرنیکا اجر مغفرت اور دخول جنت	۷۴۴	صف	۱۲-۱۳		تؤمنون باللّٰہ ورسوله ......
	۷۵۰	تغابن	۱۰		یکفّر عنه سیاٰتہ......
آخرت پر ایمان رکھنے کا حکم	۵	بقرہ	۵		وبالاٰخرة ھم یوقنون
ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بجا لانے کی ہدایت	۳۷۹	کہف	۸۹		من اٰمن وعمل صالحًا
	۶۲۹	حٰم السجدہ	۹		الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت
	۸۳۴	تین	۷		الّا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت
	۹	بقرہ	۲۶		وبشّر الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت
اعمال صالحہ سے مراد	۵۱۳	عنکبوت	۸	۳ه	والذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت
ایمان سے محرومی انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے	۱۶۵	انعام	۱۳	۴ه	الذین خسروا انفسھم
ایمان کا نشانات کو دیکھ کر بڑھنا	۱۰۳	اٰل عمران	۱۷۴		فزادھم ایمانًا
	۵۴۷	احزاب	۲۳		وما زادھم الّا ایمانًا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۶۷۳	محمد	۱۸		زادھم ھدی
نزول عذاب کے وقت ایمان قابل قبول چیز نہیں ہوتا	۲۶۲	یونس	۵۲		اثمّ اذا ما وقع اٰمنتم بہ
	۶۲۷	مومن	۸۶		فلم یک ینفعھم ایمانھم ....
حقیقی ایمان لانے والوں کی صفات	۵	بقرہ	۴ تا ۶		یؤمنون بالغیب ..... ھم المفلحون
	۳۴	"	۱۶۶		والذین اٰمنوا اشد حبًّا للہ
	۷۷	"	۲۸۶		کلٌّ اٰمن باللہ ....
	۲۱۹	انفال	۳ و ۴		اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ....
	۲۳۰	"	۷۵		والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا .....
	۲۵۳	توبہ	۱۲۴		فامّا الذین اٰمنوا فزادتھم ایمانًا
	۴۵۳	نور	۵۲		اذا دعوا الی اللہ ورسولہ ...... سمعنا ......
	۴۵۵	"	۶۳		انما المؤمنون ..... لم یذھبوا حتّٰی یستاذنوہ
	۵۳۳	لقمان	۵		الذین یقیمون الصلٰوۃ ......
	۵۴۱	سجدہ	۱۶		اذا ذکّروا بھا خرّوا سجدًا
	۷۳۳	مجادلہ	۲۳		لا تجد قومًا یؤمنون باللہ .....
	۶۴۰	شوریٰ	۲۴	لہ	لا اسئلکم علیہ اجرًا الّا المودّۃ .....
مومن اپنے عقائد پر دلائل سے قائم ہوتے ہیں	۳۰۶	یوسف	۱۰۹	۲ لہ	ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من .....
ایمان کی علامت غیرت دین اور اس کا مظاہرہ	۷۴۸	منافقون	۹	لہ	
مومنوں کا دوست خدا ہوتا ہے۔	۶۸	بقرہ	۲۵۸		اللہ ولی الذین اٰمنوا ....
	۸۸	اٰل عمران	۶۹		واللہ ولیّ المؤمنین
	۶۷۲	محمد	۱۲		بانّ اللہ مولی الذین اٰمنوا ....
	۲۲۱	انفال	۲۰		وانّ اللہ مع المؤمنین
مومنوں کی مدد خدا پر واجب ہے	۵۳۱	روم	۴۸		وکان حقًّا علینا نصر المؤمنین
مومنوں کے بڑے بڑے درجات	۲۳۵	توبہ	۲۰		اعظم درجۃ عند اللہ ......
	۴۰۱	طٰہٰ	۷۶		فاولٰئک لھم الدرجٰت العلٰی
	۷۳۱	مجادلہ	۱۲		یرفع اللہ الذین اٰمنوا .... درجٰت
مومنوں پر خدا کا بہت بڑا فضل ہوتا ہے	۵۵۲	احزاب	۴۸		بانّ لھم من اللہ فضلًا کبیرًا
مومنوں کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے	۶۸	بقرہ	۲۵۸	۲ لہ	یخرجھم من الظلمٰت الی النور
مومن بے خوف و بے غم ہوتے ہیں۔	۱۷۰	انعام	۴۹		فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون
مومنوں کے بے خوف و غم ہونے کا مطلب	۱۵۴	مائدہ	۷۰	لہ	" " " "
مومنوں کے اعمال ضائع نہیں ہوتے	۴۱۹	انبیاء	۹۵		فلا کفران لسعیہ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۳۱	روم	۴۹	۱ہ	اللہ الذی یرسل الرٰیح فتثیر سحابًا۔۔۔۔۔
بادلوں سے بارش خدا کی ہستی اور وحدانیت کا ثبوت ہے	۳۴	بقرہ	۱۶۵		والسحاب المسخر۔۔۔۔۔ لاٰیٰت
بادلوں کے لیے السماء کے لفظ کا استعمال	۸۱۸	طارق	۱۲	۲ہ	والسّماء ذات الرجع
	۴۶۳	فرقان	۴۹	۲ہ	وانزلنا من السماء ماءً
	۶۹۷	طور	۱۰	۷ہ	یوم تمور السماء مورًا
	۸	بقرہ	۲۳	۴ہ	وانزل من السماء ماءً
ظاہری بادلوں سے روحانی بادلوں کی طرف اشارہ	۸۲۲	غاشیہ	۱۸	۱ہ	افلا ینظرون الی الابل۔۔۔۔۔
بارہ مہینے بارہ مہینے	۲۳۸	توبہ	۳۶		انّ عدّۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر
بہائیوں کا بارہ کی بجائے ۱۹ مہینے اختیار کرنا	〃	〃		۱ہ	
بت پرستی بت پرستی کے متعلق مشرکوں کی توجیہ	۶۰۶	زمر	۴	۱ہ	ما نعبدھم الّا لیقربونا الی اللہ
بت پرستی سے اجتناب کا حکم	۴۲۶	حج	۳۱		فاجتنبوا الرجس من الاوثان
بت پرستی کرنے والا آسمان سے گرتا ہے اور اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا	〃	〃	۳۲		کانّما خرّ من السماء۔۔۔۔۔
حضرت نوحؑ کی قوم کے بت ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔	۷۷۵	نوح	۲۴	۳ہ	وقالوا۔۔۔۔ لاتذرنّ ودًّا ولا سواعًا۔۔۔۔۔
حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کو توحید کی تبلیغ اور قوم کا بت پرستی پر اصرار	۷۷۴	〃	۸		وانّی کلّما دعوتھم
حضرت ہودؑ کی قوم بت پرست تھی۔	۲۷۸	ہود	۵۴		وما نحن بتارکی اٰلھتنا عن قولک
حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرست تھی	۴۷۲	شعراء	۷۲		قالوا نعبد اصنامًا
لات، عزّٰی اور منات کے معبود نہ ہو سکنے کی دلیل۔	۷۰۲ / ۷۰۳	نجم	۲۰ تا ۲۴		افرءیتم اللات والعزّٰی
بتوں کی بے بسی	۴۳۲	حج	۷۴		لن یخلقوا ذبابًا۔۔۔۔۔۔
معبودان باطلہ کے معبود نہ ہو سکنے کی زبردست دلیل	۴۱۱	انبیاء	۲۳	۱ہ	لوکان فیھما اٰلھۃ۔۔۔۔۔ لفسدتا
ہر نبی بت پرستی کو مٹانے کے لیے آتا رہا ہے۔	۳۳۵	نحل	۳۷		ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا۔۔۔۔۔
حضرت ابراہیمؑ کی بت پرستی سے بچنے کے لیے دُعا	۳۲۰	ابراہیم	۳۶		واجنبنی وبنیّ ان نعبد الاصنام
بحث بحث کے متعلق ہدایت کہ بہترین طریقہ سے ہو	۳۴۷	نحل	۱۲۶		وجادلھم بالّتی ھی احسن
اہل کتاب سے بحث کرتے وقت کن باتوں کو مد نظر رکھا جائے	۵۲۱	عنکبوت	۴۷		ولا تجادلوا اھل الکتاب الّا بالتی ھی احسن
بہترین طریقہ پر لوگوں کو جواب دیا جائے۔	۶۳۲	حٰم السجدہ	۳۵		ادفع بالّتی ھی احسن
بدی انسان فطرتًا نیک پیدا کیا گیا ہے اور اسکو بدی اور نیکی کے دونوں راستے بتا دئے گئے ہیں۔	۸۲۹	شمس	۸ و ۹	۱ہ	ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
فرعون اور آل فرعون کا عذاب کو دیکھ کر بنی اسرائیل کو چھوڑنے کیلئے تیار ہونا اور پھر عہد شکنی	۶۴۹	زخرف	۵۰-۵۱		انا لمھتدون......اذا ھم ینکثون
اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو الہام کہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکل جانا	۴۰۱	طٰہٰ	۷۸		ان اسر بعبادی
	۴۷۱	شعراء	۵۳		〃 〃 〃
	۶۵۷	دخان	۲۴		فاسر 〃
سمندر میں سے بنی اسرائیل کا پار گذرنا اور فرعون اور آل فرعون کا غرق ہونا	۱۴	بقرہ	۵۱	۱ہ	واغرقنا آل فرعون
	۲۰۸	اعراف	۱۳۷	۱ہ	فاغرقنٰھم فی الیمّ
	۳۶۳	بنی اسرائیل	۱۰۴		فاغرقنٰہ ومن معہ
بنی اسرائیل کی خروج مصر کے وقت تعداد اور بائیبل کی غلط بیانی	۶۱	بقرہ	۲۴۴	۵ہ	وھم الوف
سمندر سے پار ہو کر بنی اسرائیل کا بُت پرستی کی خواہش کرنا	۲۰۸	اعراف	۱۳۹	۴ہ	فاتوا علی قوم یعکفون......
بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰؑ سے پانی کا مطالبہ اور حضرت موسیٰؑ کا بذریعہ الہام اطلاع پاکر پتھر توڑنا اور پانی نکالنا	۱۵	بقرہ	۶۱		واذ استسقٰی موسیٰ لقومہ.......الخ
بنی اسرائیل پر منّ وسلوٰی کا نزول	〃	بقرہ	۵۸	۲ہ	وانزلنا علیکم المنّ والسلوٰی
حضرت موسیٰؑ کا پہاڑ پر جانا اور بنی اسرائیل کی بچھڑے کی پرستش	۱۴	〃	۵۲		ثم اتخذتم العجل
	۲۲	〃	۹۴	۱ہ	واشربوا فی قلوبھم العجل
حضرت موسیٰؑ کا شرک کرنیوالوں کو سزا دینا	۱۴	〃	۵۵		فاقتلوا انفسکم
قتل نفس سے مراد	〃	〃		۲ہ	
بنی اسرائیل کا بعض بستیوں میں اترنے کی خواہش کرنا	۱۵	〃	۵۹		واذ قلنا ادخلوا ھٰذہ القریۃ
بنی اسرائیل کا منّ وسلوٰی کی بجائے سبزیوں کی خواہش کرنا	۱۶	〃	۶۲		لن نصبر علی طعام
بنی اسرائیل کے سرداروں کا دامن طور میں جانا	〃	〃	۶۴	۲ہ	ورفعنا فوقکم الطور
	۲۱	〃	۹۴	۳ہ	〃 〃 〃
	۲۱۴	اعراف	۱۷۲	۳ہ	واذ نتقنا الجبل
زلزلہ کا آنا (زلزلہ طبعی طور پر آیا تھا)	۲۱۱	〃	۱۵۶	۱ہ	اخذتھم الرجفۃ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰؑ سے رؤیت باری کے لیے سوال	١٥	بقرہ	٥٦		حتّٰی نری اللّٰہ جھرۃً
حضرت موسیٰؑ کا بنی اسرائیل کو فلسطین میں داخل ہونے کا حکم دینا اور ان کا انکار اور اسکی سزا	١٤٥	مائدہ	٢٢		ادخلوا الارض المقدسة ......
بنی اسرائیل کا تکفیر بآیات اللّٰہ اور انبیاء کا قتل	١٦	بقرہ	٦٢		یکفرون بآیٰت اللّٰہ ویقتلون النبیّٖن
بنی اسرائیل کے قتل انبیاء کے فعل کی شناعت	٢١	//	٨٨	لہ	
قتل انبیاء سے مراد	١٣٥	نساء	١٥٦	لہ	وقتلھم الانبیاء
بنی اسرائیل کی طرف سے سبت کی بیحرمتی اور اسکی سزا	١٧	بقرہ	٦٦	لہ	ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم.......
بنی اسرائیل کے بندر بننے سے مراد	٢١٣	اعراف	١٦٧	سہ	کونوا قردۃ خاسئین
پرستش کیے جانے والے بیل کو ذبح کیے جانیکا حکم	١٧	بقرہ	٦٨	سہ	ان تذبحوا بقرۃ
بنی اسرائیل کے سرکردہ لوگوں کا مطالبہ جہاد	٦٢	بقرہ	٢٤٨	ٹہ	
اور نبی کا جدعون کو بادشاہ مقرر کرنا اور	//	بقرہ	٢٤٧	ٹہ	ابعث لنا ملکا نقاتل
نہر کے ذریعہ آزمائش	٦٤	بقرہ	٢٥٠	ٹہ	ان اللّٰہ مبتلیکم بنھرٍ
بنی اسرائیل میں داؤدؑ کے ذریعہ بادشاہت کا قیام	٦٥	بقرہ	٢٥٢		وآتٰہُ اللّٰہ الملک
بنی اسرائیل میں بارہ روحانی امام	١٤٣	مائدہ	١٣		ولبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً
وہ امام ملہم من اللّٰہ تھے۔	٥٤٢	سجدہ	٢٥	لہ	یھدون بامرنا
بنی اسرائیل میں نبوت اور بادشاہت	١٤٥	مائدہ	٢١		اذ جعل فیکم انبیاء ....
بنی اسرائیل پر مسیحؑ اور داؤدؑ کے ذریعہ لعنت	١٥٥	//	٧٩		لعن الذین کفروا من بنی اسراءیل
تحریف کتاب اللّٰہ	١٩	بقرہ	٨٠		فویل للذین ....
	١١٦	نساء	٤٧		یحرّفون الکلم
آنحضرتؐ کی بعثت کا انتظار	٢١	بقرہ	٩٠		وکانوا من قبل یستفتحون
قرآن کریم کے مفہوم کو بگاڑ کر پیش کرنا	١٤٨	مائدہ	٤٢	ٹہ	یحرفون الکلم
بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر کے حاکم نہیں ہوئے	٤٧١	شعراء	٦٠	لہ	واورثنٰھا بنی اسراءیل
بنی اسرائیل کا لمبی عمر پانا اور طبعی طور پر اُن میں ضعف	٥٨٣	یٰس	٦٩	لہ	ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق
بہائیت					
بہاء اللّٰہ کا دعویٰ ملہم من اللّٰہ ہونے کا نہ تھا بلکہ خدا ہونے کا تھا	٧٧٠	حاقہ	٤٥	لہ	ولو تقول علینا بعض الاقاویل
بہائیت کا غلط استدلال کہ اسلام ایک ہزار سال کے بعد منسوخ ہو جائے گا	٥٤٠	سجدہ		لہ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
عورتوں کو بعض قسم کی عورتوں سے پردہ کرنیکا حکم	۴۴۹	نور	۳۲	۲ه	او نسآئهن
پہاڑ					
پہاڑوں کی پیدائش زمین میں	۶۲۹	حٰم السجدۃ	۱۱		وجعل فیها رواسی
پہاڑوں کی پیدائش کی غرض (زلزلوں سے حفاظت)	۳۳۲	نحل	۱۶		ان تمید بکم
	۵۳۴	لقمان	۱۱		ان تمید بکم
قوم ثمود کا پہاڑوں کو کھود کر مکان بنانا	۲۰۰	اعراف	۷۵		وتنحتون الجبال بیوتًا
	۴۷۴	شعراء	۱۵۰		وتنحتون من الجبال بیوتًا
	۳۲۹	حجر	۸۳		وکانوا ینحتون من الجبال ....
طور پہاڑ اور اس کی قسم کا مطلب (یعنی موسیٰؑ کی کتاب جو طور پر نازل ہوئی آنحضرتؐ کی صداقت کی شاہد ہے)	۶۹۷	طور	۲	۱ه	والطور
طور سینا میں زیتون کے اُگنے کا ذکر	۴۳۵	مومنون	۲۱	۲ه	وشجرۃ تخرج من طور سیناء
سینا کا جمع کے صیغہ (سینین) سے ذکر	۸۳۴	تین	۳	۱ه	وطور سینین
جودی پہاڑ جہاں حضرت نوحؑ کی کشتی ٹکی تھی	۲۷۷	ہود	۴۵	۱ه	واستوت علی الجودی
جودی پہاڑ کا محل وقوع	//	//		۱ه	
جودی اور ارارط کا ہم معنی ہونا	۸۳۳	تین		۴ه	
داؤد کے ساتھ پہاڑوں کے تسبیح کرنیکا مطلب	۵۶۰	سبا	۱۱	۳ه	یٰجبال اوّبی معه
پہاڑوں سے مراد پہاڑوں کے رہنے والے	۵۹۸	ص	۱۹		انّا سخّرنا الجبال معه
	۴۱۷	انبیاء	۸۰		وسخّرنا مع داؤد الجبال
پہاڑوں سے مراد بڑے بڑے روحانی لوگ یا بڑے بڑے طاقتور لوگ	۶۹۷	طور	۱۱	۸ه	
	۷۹۲	مرسلات	۲۸	۵ه	وجعلنا فیها رواسی ......
	۴۰۵	طٰهٰ	۱۰۶	۳ه	ویسئلونك عن الجبال
	۸۲۴	فجر	۱۱	۱ه	وفرعون ذی الاوتاد
	۳۵۴	بنی اسرائیل	۳۸	۲ه	ولن تبلغ الجبال طولًا
	۸۴۲	قارعه	۶	۱ه	وتکون الجبال کالعهن المنفوش
صفا و مروہ اور عرفات کا ذکر	۳۳	بقرہ	۱۵۹	۱ه	ان الصفا والمروۃ من شعائر الله
	۴۴	//	۱۹۹		فاذا افضتم من عرفات
ایٹم بم سے پہاڑوں کی تباہی	۷۷۱	معارج	۱۰	۲ه	وتکون الجبال کالعهن ......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
پیشگوئیاں					
انبیاء کی صداقت ہمیشہ تبشیری اور انذاری پیشگوئیوں سے ثابت ہوتی ہے	٣٧٤	کہف	٥٧		ومانرسل المرسلین الا الخ
انذاری پیشگوئیوں کی اصل غرض (تخویف اور اصلاح)	٣٥٧	بنی اسرائیل	٦٠		ومانرسل بالاٰیٰت الا تخویفًا
انذاری پیشگوئیاں تھوڑے رجوع سے بھی ٹل جاتی ہیں	٢٦٨	یونس	٩٩		فلولا کانت قریۃ اٰمنت .....
	٦٤٩	زخرف	٥١		فلما کشفنا عنھم العذاب
حالات کے بدلنے سے تبشیری پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں التوا	١٤٦	مائدہ	٢٧		قال فانھا محرمۃ علیھم......
نبی کی سچائی کے لیے اس کی بعض پیشگوئیوں کا پورا ہونا کافی ہوتا ہے۔	٣١٣	رعد	٤١		ان ما نرینک بعض الذی نعدھم
	٦٢٠	مومن	٢٩		وان یک صادقًا یصبکم......
ہر پیشگوئی کے ظہور کے لیے ایک میعاد مقرر ہوتی ہے	٣١٣	رعد	٣٩		لکل اجل کتاب
مسلمانوں کی قیصر و کسریٰ سے جنگوں کی پیشگوئی	٢٢٨	انفال	٦١	لـه	واٰخرین من دونھم لا تعلمونھم..... الخ
اسلام کے غلبہ کی پیشگوئیاں		(دیکھو لفظ اسلام)			
قرآن کی پیشگوئیاں		(دیکھو لفظ قرآن)			
ت					
تابوت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا موسیٰؑ کو تابوت میں ڈال کر دریا میں پھینکنا	٣٩٧	طٰہٰ	٤٠		ان اقذفیہ فی التابوت ..... الخ
بنی اسرائیل کو تابوت کا ملنا	٦٣	بقرہ	٢٤٩		ان یاتیکم التابوت
تابوت کے معنے دل کے	//	//		٥ـه	
تجارت					
مال کا حصول تجارت کے ذریعہ پسندیدہ ہے۔	١١٣	نساء	٣٠		الا ان تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم
معمولی خرید و فروخت کے وقت رسید نہ لینے کی اجازت	٧٦	بقرہ	٢٨٣	لـه	الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ......
معمولی خرید و فروخت میں رسید لینا مستحسن ہے	//	//	//	٢ـه	فلیس علیکم جناح
بڑے سودوں میں رسید اور گواہ دونوں چیزوں کا رکھنا	//	بقرہ	٢٨٣	٣ـه	واشھدوا اذا تبایعتم
دین کو چھوڑ کر تجارت کی طرف رغبت ناپسندیدہ ہے	٧٤٦	جمعہ	١٢	لـه	واذا راوا تجارۃ اولھوًا
	٢٣٥ / ٢٣٦	توبہ	٢٤		ان کان..... تجارۃ تخشون کسادھا
مومن کو تجارت دین کی خدمت اور اللہ کی عبادت سے روک نہیں سکتی	٤٥١	نور	٣٨		رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
روحانی تجارت جو سراسر نفع مند ہے	۶۴۴	صف	۱۱،۱۲،۱۳		ھل ادلکم علیٰ تجارۃ .... الخ
	۵۷۳	فاطر	۳۰	لہ	..... یرجون تجارۃ لن تبور
منافقوں کی خسارے کی تجارت	۷	بقرہ	۱۷		فما ربحت تجارتہم
تعدد ازدواج					
تعدد ازدواج کی اجازت	۱۰۷	نساء	۴		مثنیٰ وثلٰث وربٰع
تعدد ازدواج کس صورت میں منع ہے۔	۱۳۰	〃	۱۳۰	کہ	
ترکہ					
مال کے متعلق مرنے والے کو وصیت کرنی چاہیے کہ احکام شریعت کے مطابق اس کے ترکہ کی تقسیم ہو	۳۷و۳۸	بقرہ	۱۸۱	لہ	کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیران الوصیۃ ....
مذہبی کاموں کیلیے مال کے متعلق ⅓ حصّہ تک کی وصیت	۳۸	〃		لہ	
احکام شریعت کے مطابق ترکہ کی تقسیم کی وصیت کو بدلنا گناہ ہے	۳۸	〃	۱۸۲	٢ہ	فمن بدّلہٗ بعد ماسمعہٗ ......
وصیت کرنیوالے کی غلطی کی اصلاح جائز ہے	۳۹	〃	۱۸۳	لہ	فاصلح بینھم ....
ترکہ کی تقسیم خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی ہے	۱۰۸	نساء	۸		نصیباً مفروضاً
ترکہ کی تقسیم کے وقت قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کو بھی کچھ دیئے جانے کا ارشاد	〃	〃	۹		واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ
ترکہ میں مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر	〃	〃	۱۲		للذکر مثل حظ الانثیین
صرف عورتیں وارث ہونیکی صورت میں ایک اور ایک سے زیادہ عورتوں کا ترکہ میں حصّہ	〃	〃	〃		فان کنّ نسآءً فوق اثنتین
مرنے والے کے والدین کا ترکہ میں حصّہ اولاد کی موجودگی میں اور اولاد کی غیرموجودگی میں	〃	〃	〃		ولابویہ لکل واحد منھما السدس.....
بیویوں کے ترکہ میں خاوندوں کا حصّہ	۱۰۹	〃	۱۳		ولکم نصف ماترک ازواجکم الخ
خاوندوں کے ترکہ میں بیویوں کا حصّہ	〃	〃	〃		ولھنّ الربع مماترکتم الخ
کلالہ کے ورثہ کی تقسیم	〃	〃	〃		وان کان رجل یورث کلالۃ الخ
	۱۳۹	نساء	۱۷۷		قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ
تسبیح					
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کررہی ہے	۳۵۴	بنی اسرائیل	۴۵		وان من شیء الا یسبح بحمدہ
	۴۵۱	نور	۴۲		الم تران اللہ یسبح لہ من فی السمٰوٰت
	۶۳۴	حشر	۲		سبح للہ ما فی السمٰوٰت ......
	۶۴۵	جمعہ	۲		یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا حکم	۵۵۱	احزاب	۴۳		وسبحوہ بکرۃ واصیلاً
	۶۲۳	مومن	۵۶		وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار
قبل طلوع الشمس اور قبل الغروب اور رات کو تسبیح کا حکم	۶۹۰	ق	۴۰-۴۱		قبل طلوع الشمس وقبل الغروب
رات کے خاتمہ پر تسبیح کا حکم	۷۰۰	طور	۵۰		ومن الیل فسبحہ وادبار النجوم
رات کا اکثر حصہ تسبیح کرنے کا حکم	۷۹۰	دہر	۲۷		وسبّحہ لیلاً طویلا
	۸۱۹	اعلیٰ	۲		سبح اسم ربّك الاعلیٰ
تسبیح اور تقدیس	۱۰	بقرہ	۳۱		نسبح بحمدك ونقدّس لك
فرشتوں کا تسبیح کرنا۔	۶۱۷	مومن	۸		یسبحون بحمد ربّھم
رعد یعنی بجلی کی تسبیح سے مراد	۳۰۹	رعد	۱۴	۴	ویسبح الرعد بحمدہ
پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح سے مراد	۵۹۸	ص	۱۹ و ۲۰	۱	اِنّا سخّرنا الجبال معہ یسبّحن
داؤدؑ کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کے تسبیح کرنے سے مراد	۴۱۷	انبیاء	۸۰		وسخّرنا مع داؤد الجبال
	۵۶۰	سبا	۱۱	۲	یٰجبال اوّبی معہ والطیر
	۵۶۱	//	۱۱	۱	
تقدیر					
تقدیر سے مراد	۷۲۶	حدید	۲۳	۳	اِلّا فی کتاب
	۱۹۴	اعراف	۳۵	۱	فاذا جاء اجلھم
تقدیر سے مراد خدا تعالیٰ کا قانون ہے جس کے مطابق ہر چیز اپنے خواص ظاہر کرتی ہے	۷۱۰	قمر	۵۰		انّا کلّ شیء خلقنٰہ بقدر
	۴۵۷	فرقان	۳		وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا
	۷۵۲	طلاق	۴		قد جعل اللّٰہ لکل شیئ قدراً
بھلائی اور بُرائی اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق حاصل ہوتی ہے۔	۱۲۱	نساء	۷۹		....قل کلّ من عند اللّٰہ
ہلاکت خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت آتی ہے مگر اس کا ذمہ وار انسان ہوتا ہے	//	نساء	۸۰		وما اصابك من سیئۃ فمن نفسك
انسان اپنے اعمال میں مجبور نہیں بلکہ آزاد ہے۔	۷۸۴	مدثر	۳۹		کل نفس بما کسبت رھینۃ
انبیاء کے لیے تقدیر خاص	۷۳۲	مجادلہ	۲۲		کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی
تقدیر عام جو ٹل سکتی ہے۔	۴۷۳	شعراء	۸۱		واذا مرضت فھو یشفین

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
تقدیر مبرم جو ٹلتی نہیں (موت)	۳۳۸	نحل	۶۲		فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃ
	۱۲۱	نساء	۷۹		اینما تکونوا یدرککم الموت
اللہ کے قانون سے مومن و کافر یکساں فائدہ اُٹھاتے ہیں	۳۵۲	بنی اسرائیل	۲۱		کُلاًّ نمدّ ھٰؤلاء وھٰؤلاء
تقویٰ					
تقویٰ اللہ اختیار کرنے کا حکم	۱۳	بقرہ	۴۲		وایای فاتقون
	۴۳	〃	۱۹۷		واتقوا اللہ واعلموا
	۴۵	〃	۲۰۴		〃 〃 〃
	۵۲	〃	۲۲۴		〃 〃 〃
	۵۷	〃	۲۳۲		〃 〃 〃
	۵۸	〃	۲۳۴		〃 〃 〃
	۳۳۱	نحل	۳		الّا انا فاتقون
	۴۳۹	مومنون	۵۳		انا ربکم فاتقون
	۴۷۶	شعراء	۱۳۲		فاتقوا اللہ
	۶۰۸	زمر	۱۷		یٰعباد فاتقون
اسلام میں سب سے معزز متقی ہوتا ہے	۶۸۵	حجرات	۱۴		ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم
اللہ متقیوں کا دوست ہوتا ہے۔	۶۶۱	جاثیہ	۲۰		واللہ ولیّ المتّقین
اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔	۲۳۳	توبہ	۷		ان اللہ یحبّ المتقین۔
اچھا انجام متقیوں کو حاصل ہوتا ہے	۲۰۷	اعراف	۱۲۹		والعاقبۃ للمتقین
	۲۷۸	ہود	۵۰		ان العاقبۃ للمتقین
تقویٰ تبھی کامل ہوتا ہے جب وقت کے نبی کی اطاعت کی جائے	۴۷۸	شعراء	۱۸۰	۲ــہ	فاتقوا اللہ واطیعون
تقویٰ کے فوائد۔					
۱۔ مقصود کا حصول	۱۵۸	مائدہ	۱۰۱		فاتقوا اللہ ...... لعلکم تفلحون
۲۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ترقیات کے دروازوں کا کھلنا	۱۸۶	انعام	۱۵۶		واتقوا لعلکم ترحمون
۳۔ حق و باطل کے امتیازی نشانات کا حصول	۲۲۳	انفال	۳۰		ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً
۴۔ تکالیف سے نجات کے ذرائع کا حصول	۷۵۲	طلاق	۳		ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً
۵۔ رزق کی غیبی مدد	〃	〃	۴		ویرزقہ من حیث لا یحتسب
۶۔ کاموں میں آسانی	۷۵۳	〃	۵		یجعل لہ من امرہٖ یسراً
۷۔ نجات اور جنت کا حصول	۳۲۶	حجر	۴۶		ان المتقین فی جنّٰتٍ وعیونٍ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
نجات اور جنّت کا حصول	۳۳۴	نحل	۳۱-۳۲		ولنعم دار المتقین جنّٰت عدنٍ
متقی کو اس دنیا میں بھی جنت ملتی ہے۔	۷۱۴	رحمٰن	۴۷		ولمن خاف مقام ربہٖ جنّٰتٰن
متقی کے قریب جنت کر دی جائے گی	۴۷۳	شعراء	۹۱		وازلفت الجنّة للمتقین
متقی امن کے مقام میں داخل ہونگے	۶۵۹	دخان	۵۲		ان المتقین فی مقامٍ امینٍ
تناسخ					
تناسخ کی تردید	۷۲۰	واقعہ	۶۲	۳ھ	وننشئکم فیما لا تعلمون
توبہ					
توبہ کرنے کا حکم	۲۷۰	ہود	۴		وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ
اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔	۶۱۳	زمر	۵۴		ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا
توبہ سزا کی معافی کا ذریعہ	۵۸۱	یٰس	۴۶	لـہ	
توبہ مکمل طور پر ہونی چاہیئے۔	۷۵۶	تحریم	۹		توبوا الی اللہ توبۃ نصوحًا
اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے	۲۴۹	توبہ	۱۰۴		یقبل التوبة عن عبادہٖ
	۶۴۱	شوریٰ	۲۶		" " " "
توبہ کرنے سے گناہ نیکیوں میں بدل جاتے ہیں۔	۴۶۶	فرقان	۷۱		.... یبدل اللہ سیّاٰتھم حسنٰتٍ
توبہ کے بعد اعمال صالحہ کرنے کی ہدایت	"	"	۷۲		ومن تاب وعمل صالحًا
توبہ کس کی قبول ہوتی ہے	۱۱۰	نساء	۱۸		..... للذین یعملون السوء بجھالةٍ
	۳۴۷	نحل	۱۲۰		.... للذین عملوا السوء بجھالة
موت کے وقت توبہ قبول نہیں ہوتی	۱۱۰	نساء	۱۹		ولیست التوبة للذین یعملون الخ
توبہ نہ کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔	۶۸۵	حجرات	۱۲		ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظّٰلمون
تورات					
تورات خدا تعالیٰ کی طرف سے اُتاری گئی تھی۔	۷۹	آل عمران	۴		وانزل التوراة
	۵۹۲	صافات	۱۱۸		اٰتینٰھما الکتٰب المستبین
	۴۳۸	مومنون	۵۰		ولقد اٰتینا موسی الکتٰب
تورات اپنے زمانہ میں نور اور ہدایت تھی۔	۱۴۹	مائدہ	۴۵		انا انزلنا التوراة فیھا ھدًی ونور
تورات میں اپنے وقت کے لیے ضروری تعلیم موجود تھی	۱۸۶	انعام	۱۵۵		وتفصیلا لکل شیءٍ
موسوی انبیاء تورات کے ذریعہ سے فیصلہ کرتے تھے۔	۱۴۹	مائدہ	۴۵		یحکم بھا النّبیّون الذین اسلموا.....
تورات میں آنحضرتؐ کے متعلق پیشگوئیاں	۲۱۱	اعراف	۱۵۸	۵ھ	یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التوراة
	۶۸۲	فتح	۳۰		ذٰلک مثلھم فی التوراة
تورات پر عمل نہ کرنے والے یہودیوں کی مثال گدھے کی	۷۴۵	جمعہ	۶		....کمثل الحمار یحمل اسفارا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
تورات کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر ایمان لے آئیں تو ان کو ہر طرح کا رزق دیئے جانے کا وعدہ	۱۵۳	مائدہ	۶۷		.... وما اُنزل الیھم من ربھم لاکلوا......
اہل تورات کو آنحضرتؐ پر ایمان لانے کی دعوت	۱۴۳	″	۱۶		قدجاءکم رسولنا یبیّن لکم......
	۱۴۴	″	۲۰		فقد جاءکم بشیرونذیر
موجودہ تورات میں مبالغہ اور واقعات کا غلط اندراج	۳۸۸	مریم	۵۲	۱	واذکر فی الکتاب
	۶۹۰	ق	۳۹	۲	
ج					
جالوت جالوت کا ذکر	۶۵	بقرہ	۲۵۰و۲۵۱		لاطاقۃ لنا الیوم بجالوت......
جالوت صفاتی نام ہے	″	″		۱	
جالوت سے مراد اسرائیلیوں پر حملہ کرنیوالے	″	″		۱	
جبر مذہب میں جبر نہیں	۶۷	″	۲۵۷		لا اکراہ فی الدین
	۳۷۰	کہف	۳۰		فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر
	۲۳۳	توبہ	۶		.... فاجرہ حتّٰی یسمع کلام اللّٰہ.....
	۴۶۴	فرقان	۵۸	۳	الّا من شاء ان یتخذ الٰی ربّہ سبیلا
جزا و سزا					
نیکی کا بدلہ دس گنے اور بدی کا بدلہ بدی کے برابر	۱۸۷	انعام	۱۶۱		من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا........
مومنوں کو رزق کریم اور کافروں کو سزائے جہنم	۴۲۹	حج	۵۱و۵۲		لھم مغفرۃ ورزق کریم ....
	۴۰۱	طٰہٰ	۷۵تا۷۷		من یات ربّہ مجرمًا فان لہ جھنم......
جزا سزا کے لیے قرآن کریم میں ڈول کے لفظ کا استعمال	۶۹۶	ذٰریٰت	۶۰	۱	فان للذین ظلموا ذنوبًا
اگلے جہان کی جزا سزا	۸۰۹	انفطار	۲۰	۴	
جزا سزا انسانی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔	۱۶۷	انعام	۲۶	۱	
جزیہ حملہ کرنیوالوں سے مقابلہ کرنے کے بعد اُن کی مغلوبیت پر اُن سے جزیہ لینے کا حکم	۲۳۶/۲۳۷	توبہ	۲۹	۳	حتّٰی یعطوا الجزیۃ عن ید.....
جسمانی امور سے روحانی امور پر استدلال					
ظاہری بادلوں سے روحانی بادلوں کی طرف اشارہ	۸۲۲	غاشیہ	۱۸	۱	الی الابل کیف خلقت
پہاڑوں سے مراد روحانی بڑے لوگ یا جسمانی لوگ	۷۹۲	مرسلات	۲۸	۵	وجعلنا فیھا رواسی شٰمخٰت
آسمان سے پانی اُترنے اور نباتات کے اُگنے سے خفی کے پھیلنے پر استدلال	۱۷۷	انعام	۱۰۰		وھوالذی انزل من السماء ماء......
لفظ بحر سے مذہب کی تمثیل	۴۶۳	فرقان	۵۴	۴	ھٰذا عذبٌ فراتٌ وھٰذا ملح اجاج
جنّ جنّوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے لیے پیدا کیا ہے	۶۹۶	ذٰریٰت	۵۷		وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
جنّوں سے مراد بڑے بڑے لوگ	۱۸۱	انعام	۱۲۹	۱ہ	
ابلیس جنّوں یعنی مالدار لوگوں میں سے تھا	۳۷۳	کہف	۵۱	۱ہ	کان من الجنّ
جنّ سے مراد امراء اور انس سے مراد عوام	۷۱۳	رحمٰن	۳۴	۴ہ	یا معشر الجنّ والانس
جنّ سے مراد غیر ملکوں کے لوگ و انس سے مراد عامۃ الناس	۸۵۲	ناس	۷	۴ہ	من الجنّۃ والنّاس
جنّوں سے مراد پہاڑی سرکش لوگ	۴۸۹	نمل	۴۰	۲ہ	قال عفریت من الجنّ
داؤدؑ کے تابع جنّ (پہاڑی لوگ)	،،	،،		۲ہ	
	۵۶۱	سبا	۱۳	۴ہ	ومن الجن من یعمل بین یدیہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والے جنّ نصیبین کے یہودی تھے۔	۶۶۹	احقاف	۳۰	۱ہ	واذ صرفنا الیک نفراً من الجنّ
قرآن کریم کو سننے والے جنّوں سے مراد مکّہ کے باہر کے یہودی	۷۷۶	جنّ	۲	۵ہ	اَنّہ استمع نفر من الجنّ
قرآن کریم کو سننے والے جنّوں کے یہودی ہونے کی دلیل	۷۷۷	،،	۸	۳ہ	
جنّوں کے آگ سے پیدا کیے جانے کا مطلب طبعی طور پر غصیلا ہونا	۳۲۵	حجر	۲۸	۱ہ	والجآنّ خلقنٰہ من قبل من نار السموم
جنگ دینی جنگیں صرف دفاعی ہونی چاہئیں	۴۲۸	حج	۴۰		اذن للذین یُقٰتَلون بانھم ظلموا
لڑائی صرف اسی سے جائز ہے جو پہلے حملہ کرتا ہے	۴۲	بقرہ	۱۹۱		وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقٰتِلونکم
اسلامی جنگوں کی غرض مذہبی آزادی کا قیام	،،	،،	۱۹۴		..... ویکون الدین للّٰہ
جنگ میں اعتداء جائز نہیں	۳۴۷	نحل	۱۲۷		فعاقبوا بمثل ماعوقبتم بہ
	۴۲	بقرہ	۱۹۱		ولا تعتدوا
دشمن اگر صلح کی طرف مائل ہو تو تم فوراً صلح کر لو۔	۲۲۸	انفال	۶۲		وان جنحوا للسلم فاجنح لھا
جنگی معاہدات کی پابندی ضروری ہے	۲۳۳	توبہ	۴		فاتمّوا الیھم عھدھم الی مدّتھم
جنگ میں انصاف کو کبھی ترک نہ کرو۔	۱۴۲	مائدہ	۹		لا یجرمنّکم شنآن قوم.....
ہر حالت میں جنگی تیاری رکھنے کی ہدایت	۲۲۸	انفال	۶۱		وَ اَعِدّوا لھم ما استطعتم ....
ملکی سرحدوں کی حفاظت کی ہدایت	۱۰۶	آل عمران	۲۰۱		....وصابروا ورابطوا
جنگ میں پوری جرأت اور دلیری سے دشمن کا مقابلہ کرو	۲۲۷	انفال	۵۸	۳ہ	..... فشرّد بھم مّن خلفھم
جنگ میں پیٹھ پھیرنے سے بچنے کی تاکید	۲۲۱	،،	۱۷		ومن یولّھم یومئذٍ دبرہٗ ....
جنگوں میں قتل ہونے والے کا بلند مقام	۳۳	بقرہ	۱۵۵		ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ .....
	۱۰۲	آل عمران	۱۷۰		ولا تحسبنّ الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ .....
جنگ میں دشمن سے ڈر کر صلح کرنے کی ممانعت	۶۷۵	محمّد	۳۶	۱ہ	فلا تھنوا و تدعوا الی السلم.....
جنگ میں قتل ہونے والا شہادت کا مقام پاتا ہے۔	۹۸	آل عمران	۱۴۱		ویتخذ منکم شھداء

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
جنگی قیدی حملہ ہونے پر جنگی قیدی بغیر خونریز جنگ کے بنانے ناجائز ہیں۔	۲۲۹	انفال	۶۸	۴؎	ماکان لنبیّ ان یکون لہ اسریٰ
جنگی قیدیوں کو یا تو احسان کرکے چھوڑ دیا جائے یا تاوان جنگ وصول کرکے۔	۶۷۱	محمد	۵		فاِمّا منّاً بعد و اِمّا فداءً
شادی کے قابل جنگی قیدیوں کی شادی کرنیکا حکم	۴۵۰	نور	۳۳		وانکحوا...... والصّٰلحین من عبادکم......
	”	نور		۲؎	
یکمشت تاوان جنگ ادا کرکے آزاد نہ ہوسکنے والے کو باقساط رقم ادا کرکے آزاد ہونیکا حق۔	”	نور	۳۴	۱؎	فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرًا
جنگوں کو روکنے کیلئے بین الاقوامی مجلس					
جنگوں کو روکنے کیلئے مشترکہ مساعی کی ہدایت	۶۸۴	حجرات	۱۰		وان طآئفتٰن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما...
یو۔ این۔ او کی ناکامی	”	”		۱؎ و ۲؎	
جنگ بدر	۹۶	اٰل عمران	۱۲۴		ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر
جنگ اُحد	۹۹/۱۰۰	”	۱۵۳/۱۵۴	۱؎	حتّٰی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر
جنگ احزاب	۵۴۵	احزاب	۱۰و۱۱	۲؎	اذ جاءتکم جنود......
جنگ حنین	۲۳۶	توبہ	۲۵		ویوم حنین......
خیبر اور اس کی فتح	۵۴۸	احزاب	۲۸	۱؎	وارضاً لم تطئوھا
جنگ تبوک	۶۷۸	فتح	۱۲	۳؎	
مسلمانوں کی قیصر و کسریٰ سے جنگیں اور اسکی پیشگوئی	۶۷۹	”	۱۷	۲؎	ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید
آخری زمانہ میں عالمگیر جنگوں کی پیشگوئی کی طرف اشارہ	۳۷۲	کہف	۴۸	۱؎	وحشرنٰھم فلم نغادر منھم احدا
جوّا جوئے کی ممانعت اور اس کی ممانعت میں حکمت	۴۹	بقرہ	۲۲۰	۲؎	یسئلونك عن الخمر والمیسر
	۱۵۷	مائدہ	۹۱		انما الخمر والمیسر ...... الخ
جودی جودی اور ارارات ہم معنی لفظ ہیں۔	۸۳۳	تین		۴؎	(نیز دیکھو لفظ نوحؑ)
جہاد جہاد کا حکم	۴۳۳	حج	۷۹		وجاھدوا فی اللّٰہ حق جہادہٖ
جہاد بالنفس	۵۲۴	عنکبوت	۷۰		والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم .....
جہاد کبیر (تبلیغ قرآن)	۴۶۳	فرقان	۵۳		وجاھدھم بہ جہادًا کبیرًا
جہاد بالمال (اللہ کے رستہ میں مال خرچ کرنا)	۲۳۰	انفال	۷۳		وجٰھدوا باموالھم
جہاد یعنی جنگِ دفاعی	۴۸	بقرہ	۲۱۷		کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم
	۷۴۳	صف	۵		ان اللّٰہ یحب الذین یقاتلون
جنّت	۴۵۹	فرقان	۱۶		قل اذٰلك خیر امرجنۃ الخلد

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
جنت کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کا فرمان	۹۷	آل عمران	۱۳۴		وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنّۃٍ
جنت میں سب خواہشیں پوری ہونگی	۶۳۲	حٰمٓ السجدہ	۳۲		ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم
دو جنتیں (جنت اخروی و جنت دنیوی)	۷۱۴	رحمٰن	۴۷		ولمن خاف مقام ربہ جنّتٰن
	۳۸۹	مریم	۶۲	۱	جنّٰت عدن التی وعد الرحمٰن ....
جنت ارضی (آدم کی جنّت)	۱۲	بقرہ	۳۶		یٰادم اسکن انت وزوجك الجنّۃ
جنت اخروی میں داخل ہونے والا اس سے نکالا نہیں جائیگا	۳۲۶	حجر	۴۹		وما ھم منھا بمخرجین
جنت اخروی کی نعمتیں اور اس کے سب حالات تمثیلی ہیں۔	۳۱۳	رعد	۳۶		مثل الجنۃ التی وعد المتقون
	۶۷۲	محمدؐ	۱۶		مثل الجنۃ التی وعد المتقون
جنت کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔	۵۴۱	سجدہ	۱۸		فلا تعلم نفس ما اخفی لھم
مومنوں کو جنت کی طرف دھکیل کر لائے جانے کا مطلب	۶۱۵	زمر	۷۴	۱	وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً
جنت میں مومنوں کے اعلیٰ مدارج	۸۱۱	مطففین	۱۹ تا ۲۱	۱ و ۲	ان کتاب الابرار لفی علّیین......
جنت کی صفات					
۱۔ جنت کی قیمت زمین و آسمان کے برابر	۷۲۶	حدید	۲۲		وجنّۃٍ عرضھا کعرض السمآء والارض
۲۔ جنت میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی	۳۲۶	حجر	۴۹		لا یمسّھم فیھا نصب .....
۳۔ جنت میں گرمی سردی کی تکلیف نہیں ہوگی	۷۸۹	دہر	۱۴		لا یرون فیھا شمساً ولا زمھریراً
۴۔ جنت میں لغو اور بیہودہ گفتگو نہیں ہوگی۔	۳۸۹	مریم	۶۳		لا یسمعون فیھا لغواً
۵۔ جنت میں موت نہیں۔	۶۵۹	دخان	۵۷	۱	لا یذوقون فیھا الموت
	۵۸۸	صافات	۵۹-۶۰	۲	افما نحن بمیّتین
۶۔ جنت میں خدا تعالیٰ کا دیدار	۷۸۷	قیامت	۲۳-۲۴		وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربّھا ناظرۃ
۷۔ جنت میں ذکر الٰہی	۵۸۲	یٰس	۵۶	۱	...فی شغل فاکھون.....
۸۔ جنت میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی	۲۴۴	توبہ	۷۲		ورضوان من اللہ اکبر
جنت کی نعمتیں					
۱۔ جنت میں رہنے کے مکانات	〃	توبہ	۷۲		ومساکن طیّبۃ فی جنّٰت عدن
۲۔ جنت میں بالاخانے	۴۶۶	فرقان	۷۶		اولٰئك یجزون الغرفۃ
۳۔ جنت میں تخت	۳۲۶	حجر	۴۸		......علیٰ سرر متقٰبلین
۴۔ جنت میں فرش	۷۱۴	رحمٰن	۵۵		متکئین علیٰ فُرُشٍ
۵۔ جنت میں قالین، گدّے اور تکیئے ہونگے۔	۸۲۲	غاشیہ	۱۶ و ۱۷		ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
۶۔ جنت میں نہریں شہد کی، دودھ کی اور پانی اور شراب کی	۶۷۲ / ۶۷۳	محمد	۱۶		فیھا انھار من ماءٍ غیر اٰسن وانھار من لبن لم یتغیر طعمه ....
جنت کی شراب سے مراد	۶۹۸	طور	۲۴	۲ـه	کاسًا لا لغو فیھا ولا تاثیم
جنت میں بہنے والی نہریں مومنوں کی ملکیت ہونگی	۹	بقرہ	۲۶	۲ـه	تجری من تحتھا الانھار
۷۔ جنت میں چشمے					
کافوری چشمہ اور اس سے مراد	۷۸۸	دہر	۶ و ۷	۱ـه	یشربون من کاس کان مزاجھا کافورًا.....
زنجبیل اور اس سے مراد	۷۸۹	//	۱۸	۳ـه و ۴ـه	......کاسًا کان مزاجھا زنجبیلًا
سلسبیل اور اس سے مراد	//	//	۱۹	۳ـه و ۴ـه	عینًا فیھا تسمّٰی سلسبیلًا۔
تسنیم اور اس سے مراد	۸۱۱	مطففین	۲۸	۳ـه	ومزاجه من تسنیم
۸۔ جنت کی شراب	//	//	۲۶و۲۷		یسقون من رحیق مختوم........
۹۔ جنت میں رزق	۳۸۹	مریم	۶۳		ولھم رزقھم فیھا بکرۃ وعشیا
۱۰۔ جنت میں اکل وشرب	۷۹۳	مرسلات	۴۴		کلوا واشربوا ھنیئًا بما کنتم تعملون
۱۱۔ جنت میں بیریاں اور کیلے	۷۱۸	واقعہ	۲۹ و ۳۰		فی سدر مخضود وطلح منضود
۱۲۔ جنت میں کھجوریں اور انار	۷۱۵	رحمٰن	۶۹		فیھما فاکھة ونخل ورمّان
۱۳۔ جنت میں انگور	۷۹۷	نبا	۳۳		حدائق واعنابًا
۱۴۔ جنت میں ہر قسم کا میوہ	۷۹۳	مرسلات	۴۳		وفواکه ممّا یشتھون
	۷۱۴	رحمٰن	۵۳	۲ـه	فیھما من کل فاکھة زوجٰن
جنت کے پھلوں سے مراد	۵۸۷	صافات	۴۳	۲ـه	فواکه.........
۱۵۔ جنت میں سایہ	۳۱۳	رعد	۳۶		اکلھا دائم وظلّھا
۱۶۔ جنت کے جھکے ہوئے پھل	۷۸۹	دہر	۱۵		وذُلّلت قطوفھا تذلیلا
۱۷۔ جنت میں پرندوں کا گوشت	۷۱۸	واقعہ	۲۲		ولحم طیر ممّا یشتھون
۱۸۔ جنت میں سبز ریشم کا لباس	۳۷۰	کہف	۳۲		ویلبسون ثیابًا خضرًا من سندس
۱۹۔ جنت میں چاندی سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار	//	//	۳۲		یحلّون فیھا من اساور من ذھب.....
کنگنوں اور ہاروں کی تمثیل کا مطلب	۵۷۳	فاطر	۳۴	۲ـه	یحلّون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤًا
۲۰۔ جنت میں چاندی سونے کے پیالے	۶۵۲	زخرف	۷۲		یطاف علیھم بصحاف من ذھب.......
۲۱۔ جنت میں چاندی کی صراحیاں اور گلاس	۷۸۹	دہر	۱۶	۱ـه ۲ـه	بآنیة من فضة واکواب..........
۲۲۔ جنت میں پاک جوڑے	۸۱	آل عمران	۱۶		وازواج مطھرۃ
۲۳۔ جنت میں بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حیادار عورتیں	۵۸۸	صافات	۴۹و۵۰	۱ـه	وعندھم قٰصرٰت الطرف عین
عورتیں ملنے سے مراد	۷۱۴	رحمٰن	۵۷	۳ـه	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
۲۴-جنت میں غلمان	۶۹۹	طور	۲۵		ویطوف علیہم غلمان
غلمان کے پردوں میں لپٹے ہوئے موتی ہونے سے مراد	؍؍	طور		۱ہ	
۲۵-جنتیوں کو فرشتوں کا سلام	۳۱۱	رعد	۲۴ و ۲۵		والملٰئکۃ یدخلون علیہم من کل باب
جنّت میں کون لوگ داخل ہونگے :-					
(۱) مومنین اور نیک عمل کرنے والے	۹	بقرہ	۲۶		وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت
(۲) متقی جو خدا سے ڈرتے تھے	۹۷	اٰل عمران	۱۳۴		اعدّت للمتقین
(۳) صابر	۳۱۰، ۳۱۱	رعد	۲۳		الذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم
(۴) جنت میں داخل ہونیوالوں کی دو قسمیں					
ا- السابقون السابقون	۷۱۷	واقعہ	۱۱		والسابقون السابقون
سابقون سے مراد	؍؍	؍؍	۱۴	۳ہ	
ب- اصحاب الیمین	۷۱۸	؍؍	۲۸		واصحاب الیمین
جنت متقیوں کے قریب کر دینے کا مطلب	۶۸۹	ق	۳۲	۶ہ	وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید
چ					
چاند — چاند اور اس کی منازل	۵۸۰	یٰس	۴۰		والقمر قدّرنٰہ منازل
چاند کا سورج سے نور حاصل کرنا	۷۷۵	نوح	۱۷	۲ہ	
	۴۶۵	فرقان	۶۲	۱ہ	
چاند کے پرانی شاخ سے مشابہ ہو کر لوٹ آنے کا مطلب	۵۸۰	یٰس	۴۰	۱ہ	حتّٰی عاد کالعرجون القدیم
لفظ قمر میں آنحضرتؐ کی امت میں آنے والے مجددین کی طرف اشارہ	۸۲۸	شمس	۳	۲ہ	والقمر اذا تلٰھا
انشقاق قمر اور اس سے عربوں کی حکومت کے پاش پاش ہونے کی تعبیر	۷۰۶	قمر	۲	۱ہ	اقتربت الساعۃ وانشق القمر
چاندوں سے لوگوں کی تقریبات اور اوقات حج معلوم ہونا	۴۱	بقرہ	۱۹۰		یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی.....
تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں صدی میں اسلام کی ترقی کی پیشگوئی	۸۱۴	انشقاق	۱۹	۷ہ	والقمر اذا اتسق
مہدی کے وقت میں چاند اور سورج کو اکٹھے گرہن لگنے کی پیشگوئی	۷۸۶	قیامت	۱۰	۱ہ	وجمع الشمس والقمر
	۸۵۱	فلق	۴	۱ہ	ومن شر غاسق اذا وقب
ح					
حدود — چوری کی سزا	۱۴۸	مائدہ	۳۹		والسارق والسارقۃ فاقطعوا........
توبہ سے سزا معاف	؍؍	؍؍	۴۰		فمن تاب من بعد ظلمہ..........

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرنیکا وعدہ	۶۲۴	مومن	۶۱		ادعونی استجب لکم
	۴۰	بقرہ	۱۸۶		اجیب دعوۃ الداع
دعا کو بہت اونچے الفاظ میں کرنے اور بالکل نیچی آواز میں کرنے کے متعلق امتناع	۳۶۷	بنی اسرائیل	۱۱۱	۳؎	ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت
دل: دل خدا تعالیٰ کے قبضے میں ہے	۲۲۲	انفال	۲۵		واعلموا ان اللہ یحول بین المرء
دل پر مہر لگنے سے مراد	۶۲۱	مومن	۳۶	۳؎	کذٰلک یطبع اللہ علیٰ .....
	۶۴۰	شوریٰ	۲۵	۳؎	فان یشا اللہ یختم
انسانی قلب پر مہر خراب اعمال کی وجہ سے لگتی ہے۔	۷۴۷	منافقون	۴	۱؎	فطبع علیٰ قلوبھم
	۵۳۲	روم	۶۰	۵؎	کذٰلک یطبع اللہ علیٰ قلوب
دلوں کے پردہ میں ہونے سے مراد	۶۲۸	حٰم السجدہ	۶	۳؎	ومن بیننا وبینک حجاب
دنیا: صرف دنیا طلبی کا نتیجہ آخرت سے محرومی	۴۴	بقرہ	۲۰۱		وماله فی الاٰخرۃ من خلاق
کافروں کو دنیا کی زندگی اچھی لگتی ہے	۴۶	〃	۲۱۳		زین للذین کفروا الحیٰوۃ الدنیا
دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں	۱۲۱	نساء	۷۸		متاع الدنیا قلیل والاٰخرۃ خیر......
	۸۰	اٰل عمران	۱۶		قل اؤنبئکم بخیر من ذٰلکم
	۲۳۸	توبہ	۳۸		فما متاع الحیٰوۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل
دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں قلیل ہونے کا مطلب	۴۴۴	مومنون	۱۱۵	۱؎	
عمرِ دنیا	۷۷۱	معارج	۵	۱؎	خمسین الف سنۃ
دوزخ: دوزخ بُری جگہ ہے	۳۱۰	رعد	۱۹		وماوٰھم جھنم وبئس المھاد
اخروی دوزخ کے علاوہ دنیوی دوزخ	۳۸۱	کہف	۱۰۱		وعرضنا جھنم یومئذٍ للکٰفرین....
	۳۹۰	مریم	۷۲	۲؎	وان منکم الا واردھا...
	۴۲۰	انبیاء	۹۹	۱؎	حصب جھنم
	۵۲۲	عنکبوت	۵۵	۱؎	یستعجلونک بالعذاب
آیت کلھم اٰتیہ یوم القیامۃ فردا میں دنیوی اور اخروی دونوں عذاب مراد ہوسکتے ہیں۔	۳۹۲	مریم	۹۶	۱؎	
دوزخ دائمی نہیں	۸۴۴	ہمزہ	۵	۱؎	لینبذن فی الحطمۃ
	۲۸۶	ہود	۱۰۸	۱؎	الا ماشاء ربک ... فعال لما یرید
	۱۰۹	نساء	۱۵	۲؎	
دوزخ کے کھانے اور ان کی صفات	۸۲۱	غاشیہ	۷	۴؎	لیس لھم طعام الا من ضریع....

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
اخروی دوزخ میں داخل ہونے والوں کو سخت ٹھنڈا پانی اور سخت گرم پانی پینے کیلئے دیئے جانے سے مراد	۷۹۶	نبا	۲۶و۲۷	۵ـہ	الاحمیمًا وغساقًا
دنیوی دوزخ میں پڑنے والوں کو گرم پانی دیئے جانے سے مراد	۷۱۴	رحمٰن	۴۵	۱ـہ	
دوزخیوں کا کھانا تھوہر اور اس سے مراد	۷۲۰	واقعہ	۵۳	۱ـہ	لاٰکلون من شجر من زقوم
دوزخ پر انیس فرشتوں کے ہونے کا مطلب	۷۸۴	مدثر	۳۱و۳۲		علیہا تسعۃ عشر
دوزخ کی چیخوں سے مراد اس کی شدت کی گرمی	۷۵۹	ملک	۸	۱ـہ	سمعوا لہا شہیقًا
	۴۵۸	فرقان	۱۳	۳ـہ	
دوزخ کے سات دروازے اور ہر دروازے میں سے کچھ کفار کا داخلہ	۳۲۶	حجر	۴۵	۲ـہ	لہا سبعۃ ابواب لکل باب .....
پتھروں کے دوزخ میں ڈالے جانے سے مراد پتھر کا کوئلہ یا بت	۸و۹	بقرہ	۲۵	۱ـہ	وقودہا الناس والحجارۃ
پتھر کے بتوں کے دوزخ میں ڈالے جانے میں حکمت	۹	”		۱ـہ	
	۷۵۶	تحریم	۷	۱ـہ	” ” ” ”
ہر شخص کے دوزخ میں داخل ہونے سے مراد	۳۹۰	مریم	۷۲	۳ـہ	وان منکم الا واردہا
نیک لوگ دوزخ کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے۔	۴۲۰	انبیاء	۱۰۳		لایسمعون حسیسہا
دوزخ میں جانے والوں کے لیے نہ موت اور نہ حیات ہونے کا مطلب	۸۲۰	اعلیٰ	۱۴	۶ـہ	ثم لایموت فیہا ولا یحییٰ
آخری زمانے میں جہنم کے بھڑکائے جانے سے مراد	۸۰۶	تکویر	۱۳	۹ـہ	واذا الجحیم سعّرت
ذ					
ذبیحہ اہل کتاب کا ذبیحہ کس صورت میں جائز ہے	۱۴۱	مائدہ	۶	۳ـہ	طعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم
شکاری جانور کا مارا ہوا بمنزلہ ذبح شدہ کے۔	”	”	۵	۲ـہ	تعلمونہن مما علمکم اللہ
ذبح لفظ ذبح قتل کے معنوں میں	۴۸۷	نمل	۲۲	۲ـہ	لاأذبحنّہ
ذکر اللہ ذکر اللہ سے اطمینان قلب	۳۱۱	رعد	۲۹		الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
ذکر الٰہی سے ایمان اور جرأت کی ترقی	۲۲۶	انفال	۴۶	۱ـہ	
ذکر الٰہی سے کامیابی اور مقصود کا ملنا	۷۴۶	جمعہ	۱۱		واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم.....
ر					
رسول (نیز دیکھو لفظ انبیاء)					
سب رسولوں کے مخالفین ایک ہی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں	۶۹۵	ذٰریات	۵۳	۴ـہ	ما اتی الذین من قبلہم من رسول.......
رسولوں میں امتیاز کرنا درست نہیں۔	۴۳۹	مومنون	۵۳	۱،۲ـہ	وانّ ہٰذہ امّتکم امّۃ واحدۃ

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
ایک رسول کا انکار سب رسولوں کا انکار ہوتا ہے۔	۴۷۵	شعراء	۱۲۴	۳ہ	کذّبت عادٌ المرسلین
رسولوں کے نگران ہونے سے مراد	۵۵۲	احزاب	۴۶	لہ	انّا ارسلنٰک شاھدًا
رُوح روح اور اس کی پیدائش	۳۶۰	بنی اسرائیل	۸۶		ویسئلونک عن الروح
روح سے مراد رحمت	۱۳۸	نساء	۱۷۲		و روح منہ
نفخ روح سے مراد الہام کرنا۔	۳۲۵	حجر	۳۰		ونفخت فیہ من روحی
	۶۰۴	ص	۷۳		〃 〃 〃 〃
	۵۴۰	سجدہ	۱۰	۳ہ	نفخ فیہ من روحہ
	۴۱۹	انبیاء	۹۲		نفخنا فیھا من روحنا
	۶۴۴	شوریٰ	۵۳		اوحینا الیک روحًا من امرنا
روح سے مراد جبریلؑ	۳۸۴	مریم	۱۸		فارسلنا الیھا روحنا
روح الامین (جبریلؑ)	۴۸۰	شعراء	۱۹۴		نزل بہ الروح الامین
رہبانیت رہبانیت کا طریق انجیل کے متبعین نے خود اختیار کیا خدا تعالیٰ نے فرض نہیں کیا	۷۲۷	حدید	۲۸		ورھبانیۃ ن ابتدعوھا
ز					
زمین زمین کی پیدائش چھ دوروں میں	۲۷۱	ہود	۸		خلق السمٰوٰت والارض فی ستّۃ ایّام
	۶۲۹	حٰمٓ السجدۃ	۱۰ و ۱۱		خلق الارض فی یومین ......
	۵۳۹	سجدہ	۵	لہ	فی ستّۃ ایّام
زمین کی پیدائش خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت	۶۲۹	حٰمٓ السجدۃ	۱۱ و ۱۰	لہ و ٹہ	قل ائنّکم لتکفرون
زمین آسمان کی پیدائش کے ساتھ ساتھ بن رہی تھی	۸۰۱	نازعات	۳۱	لہ	والارض بعد ذٰلک دحٰھا
زمین کی گردش کا ذکر	۴۹۵	نمل	۸۹	۳ہ	وھی تمرّ مرّ السحاب
زمین کے گول ہونے کا ثبوت	۷۱۲	رحمٰن	۱۸	لہ	رب المشرقین ورب المغربین
زمین کے ساتھ متعلقہ کروں تک پہنچنے کے متعلق پیشگوئی	۸۱۳	انشقاق	۴	لہ	واذا الارض مدّت
زمین میں غذائی ضروریات پورا کرنے کی صلاحیت	۶۲۹	حٰمٓ السجدہ	۱۱	لہ و ٹہ	قدّر فیھا اقواتھا
زمین کے متعلق زلزلۂ عظیمہ کی پیشگوئیاں	۸۳۹	زلزال	۲، ۳، ۴	۱، ۲، ۳ہ	اذا زلزلت الارض زلزالھا
الارض کے لفظ میں یہ اشارہ کہ کافروں کی زمین مسلمانوں کو ملے گی۔	۸۲۲	غاشیہ	۲۱	۴ہ	والی الارض کیف سطحت
زمین سے مراد اہل زمین	۸۱۳	انشقاق	۶	۴ہ	واذنت لربّھا وحقّت
زنا زانی کے زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرنیکا مطلب	۴۴۵	نور	۴	لہ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
شرک کی طرف بلائے جانے میں والدین کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔	۵۱۴	عنکبوت	۹	۱ہ	وان جاھداك لتشرك بي
مشرکوں کی شرک کے جواز میں غلط دلیل	۶۰۶	زمر	۴	۱ہ	لیقربونا الی اللّٰہ زلفیٰ
شرک فی الذات اور اس کی تردید	۲۹۵	یوسف	۴۱		الّا اسماءً سمّیتموھا
	۸۵۰	اخلاص	۲	۲ہ	قل ھو اللّٰہ احد
	〃	〃	۳	۳ہ	اللّٰہ الصمد
شرک فی الصفات اور اس کی تردید	〃	〃	۵	۵ہ	لم یکن لہ کفواً احد
مشرکوں کے لیے استغفار کی ممانعت	۲۵۱	توبہ	۱۱۳		ما کان للنّبی والذین اٰمنوا ....
شفاعت					
شفاعت اللّٰہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی	۶۷	بقرہ	۲۵۶		من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ
معبودان باطلہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے	۶۵۳	زخرف	۸۷		ولا یملک الذین یدعون من دونہ
شفیع صرف آنحضرتؐ ہیں نہ کہ مسیحؑ	〃	〃	۸۷	۳ہ	الّا من شھد بالحق
	۵۶۳	سبا	۲۴	۱ہ	الّا لمن اذن لہ
	۴۰۵	طٰہٰ	۱۱۰	۶ہ	الا من اذن لہ الرحمٰن
فرشتوں کی سفارش اللّٰہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ	۷۰۳	نجم	۲۷		کم من ملك فی السمٰوٰت
کافروں کی کوئی شفاعت نہیں	۱۷۰	انعام	۵۲		لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع
دنیا کی اچھی اور بُری سفارش	۱۲۲	نساء	۸۶		من یشفع شفاعۃً حسنۃً
شکار					
شکار کی اجازت اور محرم کے لیے شکار کی حرمت	۱۵۸	مائدہ	۹۷		اُحِلّ لکم صیدُ البحر ....
شکار کے متعلق ہدایات	۱۴۱	〃	۵	۲ہ	وما علمتم من الجوارح ......
شہب ثاقبہ استراق سمع کرنے والوں کے پیچھے شہب ثاقبہ کے آنے سے مراد	۳۲۴	حجر	۱۹	۱ہ	الا من استرق السمع
	۵۸۵	صافات	۱۱	۵ہ	الا من خطف الخطفۃ
	۷۷۷	جن	۱۰	۳ہ	یجد لہ شھاباً رصداً
شہادت تحریر کے متعلق دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی لکھوانے کے متعلق ہدایت	۷۵	بقرہ	۲۸۳	۳ہ	واستشھدوا شھیدین من رجالکم
بڑے بڑے سودے کرتے وقت رسید کے علاوہ گواہ رکھنے کا حکم	۷۶	〃	۲۸۳	۱ہ	واشھدوا اذا تبایعتم
سفر میں موت کے وقت وصیت اور گواہوں کا مقرر کرنا	۱۵۹ / ۱۶۰	مائدہ	۱۰۷ و ۱۰۹		شھادۃ بینکم

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
شیطان شیطان انسان کا دشمن ہے۔	۳۵۶	بنی اسرائیل	۵۴		ان الشیطٰن کان للانسان عدوًا مبینًا
	۵۷۰	فاطر	۷		ان الشیطٰن لکم عدو
	۴۶۰	فرقان	۳۰		وکان الشیطٰن للانسان خذولا
شیطان کا آدم کو پھسلانا	۱۲	بقرہ	۳۷		فازلهما الشیطان
	۱۹۰	اعراف	۲۱		فوسوس لهما الشیطٰن
شیطان کے آگ سے پیدا کیے جانے سے مراد اس کی فطرت کا ناری ہونا	۱۸۹	"	۱۳	۳ـہ	خلقتنی من نار
شیطان سے مراد شیطانی خصلت والا شخص	۶۴۸	زخرف	۳۷	۱ـہ	ومن یعش عن ذکر الرحمٰن ....
	۲۳	بقرہ	۱۰۳	۱ـہ	واتبعوا ما تتلوا الشیٰطین
	۶۰۱	ص	۴۲		انی مسّنی الشیطٰن
شیاطین کے لفظ کا اطلاق منافقین کے سرداروں پر۔	۶ و ۷	بقرہ	۱۵	۱ـہ	واذا خلوا الی شیٰطینهم
شیطان کے لفظ کا اطلاق انسانی کمزوریوں پر۔	۲۹۵	یوسف	۴۳	۱ـہ	فانسٰه الشیطٰن ذکر ربّه
شیطان سے مراد مرض جنون	۷۳	بقرہ	۲۷۶	۶ـہ	یتخبطه الشیطٰن من المس
شیطان کے قدموں سے مراد شیطان کے طریقے	۳۵	"	۱۶۹	۲ـہ	خطوٰت الشیطٰن
شیطان کا استراق سمع اور اس کو کوڑوں کا مارا جانا	۵۸۵	صافات	۹	۴ـہ	
شیعیت شیعیت کا ردّ	۷۹۸	نبا	۴۱	۲ـہ	
	۶۴۰	شوریٰ	۲۴	۱ـہ	
	۷۳۵	حشر	۸	۳ـہ	
	۷۵۵	تحریم	۵	۲ـہ	
ص					
صحابہؓ مہاجرین اور انصار اور ان کی قربانیاں	۲۵۱	توبہ	۱۱۷		لقد تاب اللّٰه علی النّبیّ والمهاجرین
صحابہؓ کی مثال پہاڑوں سے	۸۲۲	غاشیہ	۲۰	۳ـہ	والی الجبال کیف نصبت
انصار کی مہاجرین سے محبت اور ان کا ایثار	۷۳۵	حشر	۱۰		یحبّون من هاجر الیهم
صحابہؓ کی آپس میں محبت	۶۸۲	فتح	۳۰		رحماء بینهم
مہاجرین اور انصار سے خدا تعالیٰ کا راضی ہونا۔	۲۴۸	توبہ	۱۰۰		رضی اللّٰه عنهم ورضوا عنه
صحابہؓ کی بیعت رضوان کا ذکر	۶۸۰	فتح	۱۹	۱ـہ	لقد رضی اللّٰه عن المؤمنین
صحابہؓ کے نماز گذار ہونے کا ذکر	۴۸۱	شعراء	۲۲۰	۱ـہ	تقلّبك فی السّٰجدین
	۵۹۵	صافات	۱۶۶	۱ـہ	لنحن الصافون
باوجود غربت کے صحابہؓ کا دین کے لیے قربانی کا جذبہ	۲۴۷	توبہ	۹۲	۱ـہ	لا اجد ما احملکم علیه
صحابہؓ کی قربانیوں کو یاد رکھنے کی ہدایت	۳۶۹	کہف	۲۹	۲ـہ	ولا تعد عیناك عنهم

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
حضرت ابوبکرؓ جیسے جاں نثار کے ملنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	۳۶۰	بنی اسرائیل	۸۱	۳	واجعل لی من لدنک سلطاناً
صحابہؓ کے جہاد اور ان کے دنیا میں پھیل جانے کا ذکر	۷۹۱	مرسلات	۲ تا ۶	۱ تا ۴	والمرسلت عرفاً
	۵۸۵	صافات	۲ تا ۴	۱	والصّفّت صفّاً ....
	۸۰۳	عبس	۱۶ و ۱۷	۱ و ۲	بایدی سفرۃ کرام بررۃ
صحابہؓ کی صفات	۸۴۰	عادیات	۲ تا ۶	۱ تا ۵	والعدیت ضبحاً
	۷۹۹	نازعات	۲ تا ۶	۱ تا ۵	والنّزعت غرقاً ....
کافر رئیس کی موجودگی میں ابن ام مکتومؓ کا آنحضرتؐ کی مجلس میں آنا	۸۰۲	عبس	۲ تا ۳	۱	عبس وتولّٰی
صلح بزدل بنکر صلح کرنے سے ممانعت	۶۷۵	محمد	۳۶	۲	فلاتھنوا وتدعوا الی السلم
ط					
طاغوت طاغوت سے مراد حد سے بڑھنے والا شخص	۶۷	بقرہ	۲۵۷	۹	فمن یکفر بالطاغوت
طالوت طالوت سے مراد جدعون	۶۲/۶۳	"	۲۴۸	۶	ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکاً
طالوت کے ساتھیوں کی نہر کے ذریعہ آزمائش اور اس کی حکمت	۶۴	"	۲۵۰	۲	ان اللہ مبتلیکم بنہر
ظ					
ظہار ظہار اور اس سے مراد	۷۲۹	مجادلہ	۳	۱	الذین یظاھرون منکم
ظہار کرنے والے کی سزا	"	"	۴ و ۵		فتحریر رقبۃ
ع					
عبادات نماز کا حکم	۴۵۴	نور	۵۷		واقیموا الصلوٰۃ
نماز کا نقشہ (قیام، رکوع، سجود)	۴۲۶	حج	۲۷	۱	والقائمین والرکّع السجود
نماز بقید اوقات	۱۲۶	نساء	۱۰۴		ان الصلوٰۃ کانت ...... کتاباً موقوتاً
	۳۵۹	بنی اسرائیل	۷۹		اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس
نمازوں کی حفاظت کا حکم اور اس کا مطلب	۵۹	بقرہ	۲۳۹	۶	حافظوا علی الصلوات
سکر کی حالت میں نماز کے قریب جانے کی ممانعت	۱۱۵	نساء	۴۴		لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی
دشمن کے خوف کے وقت نماز کو ہلکا کرنے کی ہدایت	۱۲۵/۱۲۶	نساء	۱۰۲	۱	ان تقصروا من الصلوٰۃ
نماز جمعہ اور اس کی فرضیت	۷۴۶	جمعہ	۱۰		اذا نودی للصلوٰۃ....
نماز تہجد کا حکم اور اس کا فائدہ	۳۶۰	بنی اسرائیل	۸۰		ومن الیل فتھجد بہ........
	۷۸۰	مزمل	۳ تا ۹	۲ و ۳	قم الیل الاقلیلا
نماز گناہوں سے روکتی ہے۔	۵۲	عنکبوت	۴۶		ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء.......

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
نماز میں سستی اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔	۸۴۶	ماعون	۵تا۷		فویل للمصلّین ....
نماز سے پہلے وضو یا تیمم کرنے کا حکم	۱۴۲	مائدہ	۷		اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا
	۱۱۵	نساء	۴۴		..... فتیمّموا صعیدًا طیّبًا
	۱۴۲	مائدہ	۷		" " "
روزہ: روزہ اور اس کی فرضیت	۳۹	بقرہ	۱۸۴		کتب علیکم الصیام
سارا رمضان روزے رکھنے کی ہدایت	۴۰	"	۱۸۶		فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ
مریض اور مسافر کو دوسرے اوقات میں روزہ رکھنے کی رخصت	"	"	۱۸۶		ومن کان مریضًا او علیٰ سفر فعدّۃ من .....
فدیۂ رمضان	۳۹	"	۱۸۵	۲ہ	وعلی الّذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
حج: مقدور والوں کے لیے حج کی فرضیت	۹۲	آل عمران	۹۸		وللّٰہ علی النّاس حج البیت .....
حج کے مہینے مقرر ہیں	۴۳	بقرہ	۱۹۸		الحج اشھر معلوٰمت
حج کرنے والے کو کن باتوں کو مدّنظر رکھنا چاہیئے	"	"	"		فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج
حج اکبر سے مراد	۲۳۲	توبہ	۳	۱ہ	یوم الحجّ الاکبر
مناسکِ حج: صفا مروہ کا طواف	۳۳و۳۴	بقرہ	۱۵۹		ان یّطوّف بھما
عرفات سے لوٹنا	۴۴	"	۱۹۹		فاذا افضتم من عرفات
حج سے روکے جانے والے کیلئے قربانی کے متعلق ہدایت	۴۲	"	۱۹۶		فان اُحصرتم فما استیسر من الھدی
بیماری کی وجہ سے سر منڈوانے کی صورت میں فدیہ	۴۳	"	"		ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک
عمرہ	۴۲	"	"		واتمّوا الحج والعمرۃ للّٰہ
زکوٰۃ: زکوٰۃ اور اس کا حکم	۴۵۴	نور	۵۷		واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ
زکوٰۃ کی حکمت	۲۴۹	توبہ	۱۰۳	۳۲ہ	خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم.....
زکوٰۃ کے مصارف	۷۳	بقرہ	۲۷۴	۴ہ	للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللّٰہ
	۲۴۱	توبہ	۶۰		انّما الصّدقٰت للفقراء ....
مؤلفۃ القلوب سے مراد	"	"	"	۱ہ	والمؤلفۃ قلوبھم
عبودیت: عبودیت مسیح	۱۳۸	نساء	۱۷۳		لن یستنکف المسیح ان یکون عبدًا للّٰہ
عذاب: عذاب کے متعلق قیود	۴۳۱	حج	۶۶	۱ہ	ویمسک السمآء ان تقع
عذاب حجت تمام ہونے کے بعد آتا ہے	۶۳۹	شوریٰ	۲۲	۳ہ ۴ہ	
	۱۸۱/۱۸۲	انعام	۱۳۲	۱ہ و ۲ہ	لم یکن ربّک مھلک القریٰ
عذاب استغفار سے ٹل جاتا ہے	۲۲۳	انفال	۳۴		وما کان اللّٰہ معذّبھم وھم یستغفرون
نبی کا وجود مانع عذاب	"	"	"	۳ہ	وما کان اللّٰہ لیعذّبھم وانت فیھم
آخری زمانہ میں عذاب آنے کی پیشگوئیاں	۳۵۶	بنی اسرائیل	۵۹	۳ہ	وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
عورت کو طلاق دیتے وقت دیا ہوا مال لینے کی ممانعت	۱۱۱	نساء	۲۱		فلا تاخذوا منه شيئًا
نیکی میں مشہور عورتوں پر بدی کا الزام لگانے سے بچنے کی ہدایت	۴۴۸	نور	۲۷	۱	
طلاق: رجعی طلاق دو مرتبہ ہے	۵۵	بقرہ	۲۳۰		الطلاق مرّتٰن
طلاق کے دینے کی صحیح صورت	۷۵۲	طلاق	۲	۲	
	۵۵	بقرہ	۲۳۰	۴	
غیر مدخولہ عورت کی طلاق	۵۹	〃	۲۳۸		من قبل ان تمسّوھن
طلاق کے بعد عدت	۵۵	〃	۲۲۹		والمطلقٰت یتربصن بانفسھن الخ
جن عورتوں کو حیض نہیں آتا ان کی عدت	۷۵۲/۷۵۳	طلاق	۵	۱	والّٰئی یئسن من المحیض
قروء سے مراد	۵۵	بقرہ	۲۲۹	۱	ثلاثة قروء
متوفی عنہا زوجہا کی عدت	۵۸	〃	۲۳۵		والذین یتوفون منکم
خلع: خلع اور اس کی شرائط	۵۵-۵۶	〃	۲۳۰	۱،۲	فان خفتم الا یقیما حدود الله
رضاع: رضاع کی مدت دو برس	۵۷	〃	۲۳۴		یرضعن اولادھن حولین کاملین
رضاع کی مدّت کم کی جا سکتی ہے	۵۳۴/۵۳۵	لقمان	۱۵	۱	
مطلقہ عورت سے دودھ پلوانے کے متعلق ہدایات	۵۷/۵۸	بقرہ	۲۳۴	۱،۲ ۱تا۷	
دودھ چھڑوانے کے متعلق باہمی رضامندی	۵۸	〃	۲۳۴	۱	فان ارادا فصالًا عن تراض
عیسائیت: ابنیت مسیح کا عقیدہ غلط ہے	۲۳۷	توبہ	۳۰		وقالت النصارى المسيح ابن الله
تثلیث کا عقیدہ غلط ہے۔	۱۵۴	مائدہ	۷۴		لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلٰثة
عیسائیوں کا کفارہ کے متعلق غلط عقیدہ	۱۸۷	انعام	۱۶۵	۱	ولا تزر وازرة وزر اخرٰی
	۷۰۴	نجم	۳۹	۱	الّا 〃 〃 〃 〃
آخری زمانہ میں عیسائیت کے اسلام کی مخالفت میں کھڑا ہونے کی پیشگوئی	۸۵۲	الناس	۳	۱	ملك الناس
عیسائیت کے ترقی کرنے کی پیشگوئی۔	۳۶۷	کہف	۱۹	۲	ونقلّبھم ذات الیمین وذات الشمال
عیسائیوں کی پہلی ترقی کے بعد پھر ضعف اور پھر ترقی	۳۷۰	〃	۳۳	۲	جعلنا لاحدھما جنّتین
عیسائیوں کا مسلمانوں کو طعنہ کہ مسلمان کمزور ہیں۔	〃	〃	۳۵	۵	فقال لصاحبه وھو یحاوره
عیسائیوں کی آخری ترقی کے بعد تنزل کی پیشگوئی	۳۷۱	〃	۴۱	۲	فعسٰی ربّی ان یؤتین خیرًا من جنّتك
عیسائیوں میں کلام الٰہی کے نزول کا انقطاع	〃	〃	۴۲	۳	او یصبح ماؤھا غورًا
عیسائیوں کی نعمتوں کو چھین کر مسلمانوں کو دیئے جانے کی پیشگوئی۔	۳۹۱	مریم	۸۱	۳	ونرثه ما یقول
مسیح کی محبت کی تعلیم اسلامی محبت کی تعلیم کے مقابلے میں	۳۹۳	〃	۹۷	۱	سیجعل لھم الرحمٰن ودًّا
عیسائی قوموں کی ترقی کا زمانہ دس صدیاں	۴۰۴	طٰهٰ	۱۰۳/۱۰۴	۲	ان لبثتم الا عشرًا
عیسائیوں کے تنزل کے بعد اسلام کی ترقی کے رستہ کا کھل جانا	۴۰۵	〃	۱۰۹	۴	یومئذ یتبعون الداعی
روس اور امریکہ کی تباہی کا ذکر	۷۱۳	رحمٰن	۳۲	۱ ۲	سنفرغ لکم ایّه الثقلٰن

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
	۵۹۷	ص	۱۲	۲ہ	جند ماھنالك مھزوم من الاحزاب
	۷۰۹	قمر	۴۶	۲ہ	سیھزم الجمع ویولّون الدبر
عرب کے اسلام لانے کی پیشگوئی	۳۵۵	بنی اسرائیل	۵۳	۳ہ	یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ
	۷۱۷	واقعہ	۴	۲ہ	خافضۃ رافعۃ
رومیوں کے کسریٰ پر غالب آنے اور پھر مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہونے کی پیشگوئی	۵۲۵	روم	۳ - ۴	۲ہ	غلبت الروم
فلسطین پر یہود کے قابض ہونے کی پیشگوئی	۳۶۳	بنی اسرائیل	۱۰۵	۱ہ و ۳ہ	فاذا جاء وعد الاٰخرۃ جئنا بکم
فلسطین پر دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ کی پیشگوئی	۴۲۱	انبیاء	۱۰۷	۱ہ	ان فی ھٰذا البلاغًا لقوم عابدین
یاجوج و ماجوج کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی اور مردہ قوموں کی ترقی	۴۱۹	انبیاء	۹۷	۳ہ	حتّٰی اذا فتحت یاجوج و ماجوج
جنگ بدر اور اس میں فتح کی پیشگوئی	۵۲۵	روم	۵ و ۶	۲ہ	ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللّٰہ
بدر اور اس کے بعد کی جنگیں اور ان میں کفار کی شکست کی پیشگوئی	۸۰۰	نازعات	۱۴ و ۱۵	۳ہ ۴ہ	فانّما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ
نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی	۷۱۲	رحمٰن	۲۰ - ۲۱	۲ہ	مرج البحرین یلتقیٰن
	۸۰۸	انفطار	۴	۵ہ	واذا البحار فجرت
دُخانی جہازوں کی پیشگوئی	۷۱۲	رحمٰن	۲۵	۳ہ	ولہ الجوار المنشئٰت فی البحر....
ریل اور موٹر اور ہوائی جہازوں کی پیشگوئی	۸۰۶	تکویر	۵	۱ہ	واذا العشار عطلت
	۳۳۱/۳۳۲	نحل	۹	۱ہ	ویخلق مالا تعلمون
	۵۸۰	یٰس	۴۳	۴ہ	وخلقنا لھم من مثلہ مایرکبون
ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی پیشگوئی	۷۷۱	معارج	۹، ۱۰	۲ہ	یوم تکون السمآء کالمھل
	۶۵۶	دخان	۱۱	۱ہ	یوم تاتی السمآء بدخان مبین
کاسمک ریز اور بموں کی پیشگوئی	۷۱۳	رحمٰن	۳۶	۷ہ ۸ہ	یرسل علیکما شواظ من نار....
بادشاہتوں کی تباہی اور جمہوریتوں کے قیام کی پیشگوئی	۷۹۱	مرسلات	۱۱	۷ہ	واذا الجبال نسفت
چڑیا گھروں کی پیشگوئی	۸۰۶	تکویر	۶	۲ہ	واذا الوحوش حشرت
وحشی قوموں کے متمدن بن جانے یا انکے ملکوں سے نکالے جانے کی پیشگوئی	//	//		۲ہ	
سفر آسان ہونے کی پیشگوئی	//	//	۸	۵ہ	واذا النفوس زوّجت
لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کے امتناعی قانون بن جانے کی پیشگوئی	//	//	۹	۶ہ	واذا الموءٗدۃ سئلت
پریس اور کتابوں کی بکثرت اشاعت کی پیشگوئی	//	//	۱۱	۷ہ	واذا الصحف نشرت
علم ہیئت کی ترقی کی پیشگوئی	//	//	۱۲	۸ہ	واذا السمآء کشطت
علم طبقات الارض کی ترقی کی پیشگوئی	۸۱۳	انشقاق	۵	۲ہ ۳ہ	والقت مافیھا وتخلّت

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
چاند اور مریخ کے زمین کے ساتھ وابستہ ہونے کی پیشگوئی	۸۱۳	انشقاق	۴	۱ہ	واذا الارض مُدّت
قبروں کے اکھیڑے جانے کی پیشگوئی	۸۰۸	انفطار	۵	۶ہ	واذا القبور بعثرت
گناہوں کے کثرت سے ہونے کی پیشگوئی	۸۰۶	تکویر	۱۳	۹ہ	واذا الجحیم سُعّرت
دہریت کی ترقی کی پیشگوئی	۸۰۹	انفطار	۷	۳ہ	ماغرک بربک الکریم
	۸۵۲	الناس	۵، ۶	۳ہ	من شر الوسواس الخناس
تباہی کے بعد مسلمانوں کی ترقی کی پیشگوئی	۸۰۷	تکویر	۱۹	۲ہ	والصبح اذا تنفس
امت محمدیہ میں الہام الٰہی پاکر کھڑے ہونیوالے کے متعلق پیشگوئی	۷۹۱	مرسلات	۱۲	۵ہ	واذا الرسل اقتت
	۸۱۵	بروج	۴	۳ہ	وشاھدٍ ومشھود
	۸۴۷	کوثر	۲	۲ہ	انّا اعطینٰک الکوثر
	۷۴۳	صف	۷	۱ہ	مبشّرًا برسول یاتی من بعدی......
قرآن مجید کی خدمت کرنیوالے کامل اشخاص پیدا ہونیکی پیشگوئی	۸۱۹	اعلیٰ	۷	۳ہ	سنقرئک فلاتنسٰی
	۷۴۵	جمعہ	۴	۱ہ	واٰخرین منھم لمّا یلحقوابھم
الہام الٰہی کا سلسلہ ازسرنو شروع ہونے کی پیشگوئی	۷۹۱	مرسلات	۱۰	۶ہ	اذا السمآء فرجت
علماء کے علم دین سے بے بہرہ ہوجانے کی پیشگوئی	۷۹۱	″	۹	۵ہ	اذا النجوم طمست
تیرھویں سے سولھویں صدی تک اسلام کی ترقی کی پیشگوئی	۸۱۴	انشقاق	۱۹	۷ہ	والقمر اذا اتسق
اسلام کے ہزار سالہ ضعف کے بعد دوبارہ ترقی کی پیشگوئی	۵۳۹/۵۴۰	سجدہ	۶، ۷	۱ہ، ۲ہ	یدبّر الامر من السمآء
زمین پر زلزلۂ عظیمہ آنے کی پیشگوئی	۸۲۹	زلزال	۲	۱ہ	اذا زلزلت الارض زلزالھا
مخفی علوم کے ظہور کی پیشگوئی	″	″	۳	۲ہ	واخرجت الارض اثقالھا
موعود شخص کے ایمان کو ثریا سے واپس لانے کی پیشگوئی	۷۰۱	نجم	۲	۱ہ	والنجم اذا ھوٰی
آنحضرتؐ کے دشمنوں کے ابتر رہنے کی پیشگوئی	۸۴۷	کوثر	۴	۳ہ	انّ شانئک ھوالابتر
امریکہ اور روس کی تباہی کی پیشگوئی	۷۱۳	رحمٰن	۳۲	۱ہ ۲ہ	سنفرغ لکم ایھا الثقلٰن
	۸۴۹	لھب	۲	۲ہ	تبت یدا ابی لھب وتب
مقطعات قرآن: الٓمّٓ اور اس کا مطلب	۵	بقرہ	۲	۱ہ	
الٓرٰ اور اس کا مطلب	۳۱۵	ابراہیم	۲	۱ہ	
الٓمّٓرٰ ″ ″ ″ ″	۳۰۷	رعد	۲	۱ہ	
کھٰیٰعٓصٓ میں عیسائیت کی تردید	۳۸۳	مریم	۲	۱ہ	
طٰسٓمّٓ اور اس کا مطلب	۴۶۷	شعراء	۲	۱ہ	
یٰسٓ ″ ″ ″ ″	۵۷۶	یٰس	۲	۱ہ	
صٓ ″ ″ ″ ″	۵۹۶	ص	۲	۱ہ	
حٰمٓ ″ ″ ″ ″	۶۱۷	مومن	۲	۱ہ	

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
کافروں کی گردنوں میں طوق پڑے ہونے سے مراد	۵۷۶ ۵۷۷	یٰس	۹ و ۱۰	سه له	انا جعلنا فی اعناقھم اغلٰلاً
کفار مکہ کی رسومات	۱۵۹	مائدہ	۱۰۴	ٹه تا شه	ماجعل اللہ من بحیرۃ
کفار کا مذہب کے اوڑھنے اوڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرنا	۵۸۶	صافات	۲۹	ٹه	انکم کنتم تاتوننا عن الیمین
کفار کے انجام کی تمثیل	۷۶۴	قلم	۱۸ تا ۲۱	ٹه	انا بلونٰھم کما.....
کفار کے لیے اگلے جہان میں سخت عذاب ہوگا۔	۸۱۰	مطففین	۸	ٹه	ان کتاب الفجار لفی سجین
کعبہ (دیکھو لفظ بیت الحرام)					
کوثر آنحضرتؐ کو کوثر کا دیا جانا اور اس سے مراد	۸۴۷	کوثر	۲	ٹه	انا اعطینٰک الکوثر
لفظ کوثر میں مسیح کے آنے کی پیشگوئی	″	″		ٹه	
ل					
لوح محفوظ قرآن کریم کے لوح محفوظ میں ہونے سے مراد اس کا قیامت تک قائم رہنا	۸۱۷	بروج	۲۳	سه	فی لوح محفوظ
لیلۃ القدر لیلۃ القدر سے مراد نبی کا زمانہ	۸۳۶	قدر	۲	عه	انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر
	۶۵۵	دخان	۴ و ۵	له ٹه	انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ
لیلۃ القدر کے ہزار مہینوں سے بہتر ہونے سے مراد	۸۳۷	قدر	۴	له	خیر من الف شھر
لیلۃ القدر میں فرشتوں کے نزول سے مراد	″	″	۵ و ۶	ٹه	تنزل الملٰئکۃ.......
م					
مائدہ حضرت مسیحؑ کی اپنی قوم کے لیے مائدہ کی دعا	۱۶۲	مائدہ	۱۱۵	له	اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃ
مائدہ سے مراد دنیوی نعمتیں اور حکومت	″	″		له	
مائدہ کی دعا حواریین کیلئے نہیں بلکہ مسیحی قوم کے ابتدائی اور آخری دور کیلئے ہے	″	″	۱۱۶	له	قال اللہ انی منزلھا.....
مباہلہ یہودیوں کو دعوت مباہلہ	۷۴۵	جمعہ	۷		فتمنوا الموت
عیسائیوں کو دعوت مباہلہ	۸۷	آل عمران	۶۲		ثم نبتھل
مجدد مجددین سے خالی زمانہ لیل سے مشابہ	۸۲۹	لیل	۲	ٹه	واللیل اذا یغشٰی
مجددین کا زمانہ دن کے مشابہ	۸۳۰	″	۳	له	والنھار اذا تجلّٰی
امت محمدیہ میں مجددین کے آنے کی پیشگوئی	۸۲۸	شمس	۳	ٹه	والقمر اذا تلٰھا
مجمع البحرین مجمع البحرین سے مراد موسوی زمانے کا اختتام اور محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ کی ابتدا	۳۷۴ ۳۷۵	کہف	۶۱	له	حتّٰی ابلغ مجمع البحرین
مسیح ومہدی امت محمدیہ میں مثیل مسیح کے آنے کی پیشگوئی	۶۵۰	زخرف	۵۸	له	لما ضرب ابن مریم مثلا
مثیل مسیح کو ماننے کی ہدایت	۷۴۴	صف	۸	له	
	۶۵۱	زخرف	۶۴	که ٹه	ولما جاء عیسٰی بالبیّنات
لفظ کوثر میں مثیل مسیح کی ایک صفت کا بیان	۸۴۷	کوثر	۲	ٹه	انا اعطینٰک الکوثر

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
موت دنیا میں کسی کو ہمیشگی نہیں	۴۱۳	انبیاء	۳۶،۳۵		ماجعلنا لبشر من قبلك الخلد
موت کے بعد انسان اس دنیا میں نہیں آسکتا	۴۴۲/۴۴۳	مومنون	۱۰۰/۱۰۱	لہ	اذا جاء احدهم الموت ..... ومن ورائهم برزخ
انسان کی دو موتوں اور دو زندگیوں سے مراد	۶۱۸	مومن	۱۲	لہ ٢ہ	امتنا اثنتين..
موت سے مراد بدحال زندگی	۱۵	بقرہ	۵۷	لہ	ثم بعثنكم من بعد موتكم
موت و حیات سے مراد قوموں کی ترقی و تنزل	۵۱۵	عنکبوت	۲۱	٣ہ	
ن					
نجات اسلام پر چلنے والوں کیلئے نجات کا وعدہ	۵	بقرہ	۶		واولئك هم المفلحون
نجات کی علامات:-	۳۹۱	مریم	۷۳		ثم ننجي الذين اتقوا
۱۔ نجات یافتہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے	۸۲۵	فجر	۳۰۔۳۱	٦ہ	فادخلي في عبادي وادخلي جنتي
	۱۸۷	انعام	۱۶۳		قل ان صلاتي ونسكي ومحياي
۲۔ نجات یافتہ خدا تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے	۸۳	آل عمران	۳۲		يحببكم الله
۳۔ دنیوی تکالیف سے نجات بذریعہ دعا	۴۰	بقرہ	۱۸۷		اذا سالك عبادي عني.....
۴۔ بداعمالیوں سے نجات	۲۲۳	انفال	۳۰		ويكفر عنكم سيأتكم
۵۔ میلان گناہ سے نجات	۷۷۱	محمد	۳		كفر عنهم سيأتهم واصلح بالهم
۶۔ گناہ کے طبعی نتیجہ سے نجات	۹۱	آل عمران	۹۰		الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا
۷۔ گناہ کے شرعی اثر سے نجات	۶۱۳	زمر	۵۴		ان الله يغفر الذنوب جميعا
	۹۷	آل عمران	۱۳۶		فاستغفروا لذنوبهم
نجات دائمی ہے	۸۳۴	تین	۷		فلهم اجر غير ممنون
نجات یافتہ پر الہام الٰہی نازل ہوتا ہے	۶۳۲	حم السجدہ	۳۱		تتنزل عليهم الملئكة
نفخ فی الصور بگل میں پھونکے جانے سے مراد	۷۸۳	مدثر	۹ تا ۱۱	لہ	فاذا نقر في الناقور
نیکی کامل نیک شخص کون ہے۔	۳۷	بقرہ	۱۷۸	لہ	ولكن البر من آمن بالله
و					
والدین والدین کے ساتھ احسان کا حکم	۵۱۴	عنکبوت	۹		ووصينا الانسان بوالديه
	۶۶۷	احقاف	۱۶		ووصينا الانسان بوالديه احسانا
	۵۳۴	لقمان	۱۵		ووصينا الانسان بوالديه
والدین کی کسی بات پر ناپسندیدگی کے اظہار سے ممانعت	۳۵۷	بنی اسرائیل	۲۴		فلا تقل لهما اف
والدین کے لیے دعا کرنے کا حکم	″	″	۲۵		وقل رب ارحمهما
شرکیہ امور کے سوا باقی امور میں والدین کی اطاعت کا حکم	۵۱۴	عنکبوت	۹		وان جاهداك لتشرك ...... فلا تطعهما
وحی والہام وحی والہام کی تین قسمیں:-					
۱۔ بغیر واسطہ کے کلام کا نزول	۶۴۴	شوریٰ	۵۲	لہ	ما كان لبشر
۲۔ فرشتہ کے ذریعہ سے کلام	″	″	″	لہ	او يرسل رسولا

	صفحہ	سورۃ	آیت نمبر	حاشیہ نمبر	آیت
۳- تعبیر طلب الفاظ کے ساتھ	۶۴۴	شوریٰ	۵۲	لہ	اَوْ من وّرائی حجاب
وحی الٰہی کے بغیر کوئی زندگی نہیں	۴۱۲	انبیاء	۳۱	لہ	کانتا رتقاً......
وسیلہ ابتغوا الیہ الوسیلۃ سے مراد قرب الٰہی کی راہوں کا اختیار کرنا	۱۴۷	مائدہ	۳۶		وابتغوا الیہ الوسیلہ
ہ					
ہاروت وماروت ہاروت وماروت	۲۳	بقرہ	۱۰۳	۲ہ	ببابل ھاروت وماروت
ہامان ہامان فرعون کا کمانڈر انچیف	۴۹۸	قصص	۹	۲ہ	ان فرعون وھامان وجنودھما
ہجرت ہجرت کرنے والوں کے لئے فراخی اور حفاظت کے سامان دیئے جانیکا وعدہ	۱۲۵	نساء	۱۰۱	۳ہ	ومن یھاجر.... یجد فی الارض مرٰغماً کثیرا
ی					
یاجوج وماجوج					
یاجوج سے مراد روس اور ماجوج سے مراد انگلستان	۳۸۱	کہف	۱۰۰	لہ	بعضھم یومئذٍ یموج فی بعض
آخری زمانہ میں یاجوج وماجوج کی آپس کی جنگیں	″	″		لہ	
یتیم یتیم کو پالنے اور اُبھارنے کی ہدایت	۸۳۲	ضحیٰ	۱۰	لہ	فامّا الیتیم فلاتقھر
یتامیٰ کی دیکھ بھال کرنے کے نتیجہ میں روحانی درجات کا ملنا	۸۲۷	بلد	۱۶و۱۷	۴ہ ۵ہ	یتیماً ذامقربۃ
یتیم عورتوں سے بے انصافی کے خیال سے شادی نہ کرنا	۱۰۷	نساء	۴	۲ہ ۳ہ	وان خفتم الاتقسطوا فی الیتٰمیٰ
یہود مغضوب علیہم سے مراد یہود و نصاریٰ	۴	فاتحہ	۷	۳ہ	غیرالمغضوب علیھم ولا الضآلین
یہود کو دین کے متعلق ناجائز غلو سے کام لینے سے رُکنے کی ہدایت	۱۵۵	مائدہ	۷۸	۴ہ	لاتغلوا فی دینکم
یہودیوں کا مسلمانوں کو حقیر سمجھنا اور اس کا جواب	۱۵۲	″	۶۰،۶۱	لہ	ھل تنقمون منا
یہودیوں کے بندر بننے سے مراد	۲۱۳	اعراف	۱۶۷	۳ہ	
مسلمانوں کی مثال ہابیل کی اور یہودیوں کی قابیل کی	۱۴۶	مائدہ	۲۸	لہ	واتل علیھم نبا ابنی اٰدم
جنگ احزاب کے موقعہ پر یہود کی مسلمانوں سے غداری اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت	۵۴۸	احزاب	۲۸	لہ	واورثکم ارضھم
بنو نضیر سے جنگ اور ان کا مدینہ سے اخراج	۷۳۴ ۷۳۵	حشر	۳تا ۷	لہ تا ۴ہ ولہ	
شجرۂ ملعونہ سے مراد یہود	۳۵۷	بنی اسرائیل	۶۱	لہ و ۲ہ	
یہودیوں پر مسیح کے انکار کی وجہ سے دین کے دروازہ کی بندش	۱۳۶	نساء	۱۶۱	۳ہ	

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ فاتحہ[1]۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت[2] اس کی سات آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱ — (میں) اللہ کا نام لے کر[3] جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ — ہر (قسم کی) تعریف کا اللہ (ہی) مستحق ہے[4] (جو) تمام جہانوں کا رب (ہے)[5]

[1] دنیا میں تمام کاموں کے بابرکت ہونے کے لیے الگ دعا کی جاتی ہے۔ قرآن کریم ایسی مکمل کتاب ہے کہ اس کی دعا بھی اس کے اندر شامل ہے جب انسان قرآن کریم پڑھتا ہے تو ہر سورۃ سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتا ہے اور سارے قرآن سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ اور سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔ گویا قرآن کریم کی تلاوت کی تکمیل کے لیے کسی بیرونی مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی دعا بھی اس میں شامل ہے۔ ہاں قرآن کریم کی تلاوت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن اوّل تو اَعُوْذُ خود قرآن کریم کا حصّہ ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ہی آتا ہے کہ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (نحل آیت ۹۹) اس لیے وہ کوئی بیرونی چیز نہیں۔ دوسرے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ارادہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ارادے ہمیشہ کام سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں، جب بھی قرآن کریم پڑھا جائے خواہ سارا یا اس کا کوئی ٹکڑا، اس سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھا جائے۔ جب سورۃ شروع کی جائے تو انسان پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے پھر بِسْمِ اللّٰهِ جو سورۃ کا حصّہ ہے وہ پڑھے اور پھر باقی سورۃ پڑھے۔ جب قرآن کریم کی تلاوت کے درمیان کوئی سورۃ آجائے تو صرف بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے اَعُوْذُ نہ پڑھے جب انسان کسی سورۃ کا کوئی درمیانی حصّہ پڑھے تو پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھے، کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ کے شروع میں آتی ہے - درمیان میں پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں۔

[2] ہم نے بِسْمِ اللّٰهِ کو سورتوں کا حصّہ قرار دیا ہے کیونکہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایسا ہی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۲ - ۱۳

[3] باء کے معنے معیّت اور استعانت کے ہیں اور اس کا لفظی ترجمہ "سے" اور "ساتھ" ہے مگر چونکہ ان الفاظ سے معنے واضح نہیں ہوتے اس لیے "لے کر" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو دونوں معنوں پر مشتمل ہے۔

[4] آیت اوّل اور آیت دوم میں صفت کے ترجمہ میں فرق ہے۔ پہلی آیت میں "جو" اور "ہے" کو ظاہر کیا گیا ہے لیکن دوسری آیت میں دونوں الفاظ کو خطوط وحدانی میں رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ ترجمہ کی دقّت ہے۔ دوسری آیت میں چونکہ فقرہ مکمل تھا وہاں "جو" اور "ہے" کے ظاہر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی پہلی آیت میں "جو" اور "ہے" کے الفاظ کے اظہار کے بغیر فقرہ نامکمل رہتا تھا اس لیے وہاں مقدّر کو ظاہر کرنا پڑا۔ آئندہ بھی جہاں جہاں یہ فرق ہوگا ترجمہ میں فرق پڑ جائے گا۔

[5] سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ الف۔ لام ایک تو استغراقی ہوتا ہے یعنی جس چیز کا ذکر ہو اس کے تمام افراد پر دلالت کرنے کے لیے آتا ہے۔ دوسرے اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ چیز اپنی ذات میں کامل ہے۔ درحقیقت یہ بھی استغراقی ہی ہے۔ کیونکہ ایک معنے عدد کے لحاظ سے استغراق پر دلالت کرتے ہیں اور ایک معنے کمال کے لحاظ سے استغراق پر دلالت کرتے ہیں یعنی تمام مدارج اس میں آگئے۔ اس کے علاوہ الف۔ لام کسی ذہنی یا کسی مذکورہ چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آتا ہے جسے عربی میں معہود ذہنی یا معہود ذکری کہتے ہیں یعنی جس چیز پر الف۔ لام آتا ہے وہ کسی ایسی

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ بے حد کرم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا۔

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ (اور) جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔[۱]

چیز پر دلالت کرتی ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے یا جس کا خیال ذہن میں موجود ہے۔ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ایک معنے تو یہ ہوئے کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یہ کہ حَمْد اپنے سارے کمال کے ساتھ صرف اللہ کے لیے ہے یعنی ہر نیک صفت اپنے تمام کمالات کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی میں پائی جاتی ہے کسی غیر میں نہیں، یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور وجود ہے جس میں ساری صفاتِ حَسَنہ پائی جاتی ہوں اور نہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اور وجود ہے جس میں کوئی صفتِ حَسَنہ اپنے تمام کمالات کے ساتھ پائی جاتی ہو۔ بیشک ہم انسانوں کے لیے یہ لفظ بول دیتے ہیں کہ کامل طور پر اس میں بہادری یا سخاوت یا حُسن پایا جاتا ہے مگر درحقیقت اس کے صرف یہ معنے ہوتے ہیں کہ جس حد تک انسان میں وہ صفت پائی جا سکتی ہے وہ صفت کامل طور پر اس میں پائی جاتی ہے۔ یہ معنے نہیں ہوتے کہ وہ صفت اپنے حقیقی کمال کے ساتھ اُس میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اسی صفت کو جب ہم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں تو کمال کے معنے غیر اضافی ہوتے ہیں، یعنی کسی چیز کی نسبت سے کمال نہیں کہتے بلکہ اس صفت کے ممکن کمال کے معنے کیے جاتے ہیں جس سے زیادہ کمال کسی صورت یا کسی اضافت سے بھی ممکن نہ ہو۔

حَمْد چونکہ مصدر ہے اور مصدر مجہول کے معنے بھی دیتا ہے۔ اس لیے اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ صحیح تعریف خواہ کسی چیز کی ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کے دماغ اور دل کی حالت کو نہ جاننے کی وجہ سے اس کی تعریف میں غلطی کر سکتا ہے اور چیزوں کی کُنہ سے پوری طرح واقف نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف میں بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ایک طبیب ایک دوائی کا اثر بتاتا ہے لیکن وہ اثر صرف اصول تک محدود ہوتا ہے۔ ہر چیز دوسری چیزوں سے مل کر اپنی تاثیر کو بدل دیتی ہے۔ عالم الغیب ہستی ہی بتا سکتی ہے کہ وہ چیز کتنی چیزوں کے ساتھ مل سکتی ہے اور کتنی شکلیں بدل سکتی ہے۔ تیسرے معنوں کے لحاظ سے یعنی معہود ذہنی کے لحاظ سے اس کے معنے یہ ہوں گے کہ بنی نوع انسان اپنی آسمانی کتابوں کے ذریعہ سے جس قسم کی کامل تعریف کا ذکر کرتے ہیں اور کامل وجود کا اندازہ لگاتے ہیں وہ کامل وجود صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ چوتھے معنوں کے لحاظ سے یہ معنے ہوں گے کہ انسان اپنے ذہن میں ایک کامل وجود کا جو نقشہ کھینچتا ہے وہ اس کو اور کہیں نہیں مل سکتا سوائے خدا کی ذات کے بشرطیکہ وہ نقشہ صحیح ہو کیونکہ حَمْد کا لفظ صحیح تعریف کے معنوں میں آتا ہے خیالی تعریف کے لیے حَمْد کا لفظ نہیں بولا جاتا۔

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں مختلف عالموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ عالَمِ موجودات میں مختلف عالَم نظر آتے ہیں جن میں سے بعض بعض سے متضاد ہیں، مگر باوجود اس تضاد کے پھر ان کے پیچھے ایک ہی کُلیہ کام کرتا نظر آتا ہے اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نیچر کا ایک ہی سرچشمہ ہے جس سے وہ مدد حاصل کر رہے ہیں اور اس کے پیچھے ایک ہی وجود کارفرما ہے۔ پس جب نیچر کے تمام قوانین میں ایک ہی رُوح کارفرما ہے، تو پھر تعریف جو نیچر کے حُسن کا اقرار کرنے کا نام ہے وہ بھی اسی کارفرما قدرت کا مال اور حق سمجھی جائے گی۔

[۱] مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ ان معنوں کے رُو سے اس آیت کی یہ تشریح ہوگی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ یعنی اُس دن جزا سزا میں کسی اور کا دخل نہ ہوگا بلکہ جزا سزا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اِس طرح اِس دنیا اور اگلے جہان کے نتائج میں فرق بتایا ہے کہ اِس دنیا میں تو اچھے بُرے افعال کی جزا سزا انسانوں کے ذریعہ سے بھی ملتی ہے اور اس میں لوگوں سے غلطی بھی ہو جاتی ہے، مگر قیامت کے دن صرف اللہ تعالیٰ ہی جزا سزا دے گا اور یہ ناممکن ہوگا کہ کسی پر ظلم ہو اور اسے بے گناہ سزا مل جائے یا جُرم سے زیادہ سزا مل جائے۔ نیز مجرم کے لیے بھی ناممکن ہوگا کہ جھُوٹ فریب سے کام لے کر سزا سے محفوظ ہو جائے۔

نیز اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے وقت صرف بطور مَلِك نہیں کام کرے گا بلکہ بطور مَالِك کام کرے گا مَلِك یعنی بادشاہ جب فیصلہ کرتا ہے تو اس کا کام صرف یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ انصاف کیا ہے، کیونکہ جن اُمور کا فیصلہ وہ کرتا ہے، وہ

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۵﴾ (اے خدا!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔[لہ]

مدّعی اور مدّعا علیہ کے حقوق کے ساتھ متعلّق ہوتے ہیں، اس لیے اُسے یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ کسی کو معاف کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ بادشاہ ہی نہیں بلکہ مالک بھی ہے اِس لیے اُسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حق میں سے جس قدر چاہے معاف کر دے۔ اس مضمون سے ایک طرف تو اُمّید کا ایک اہم پہلو پیدا کر دیا گیا ہے اور مایوسی سے انسان کو بچا لیا گیا ہے، دوسری طرف انسان کو ہوشیار بھی کر دیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے رحم سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا خیال دل میں نہ لانا۔ کیونکہ مالک ہونے کے لحاظ سے جہاں وہ رحم کر سکتا ہے وہاں اپنی خلق کو گندہ دیکھنا بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ گویا امید اور خوف کے خیالات یکساں پیدا کر کے انسان کو چُستی اور ہمّت پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۴۔۲۵)

مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ کے ایک معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ مذہب کے دن کا مالک ہے۔ یعنی جب کبھی بھی کوئی سچّا دین دنیا میں ظاہر ہوتا ہے، تو اس وقت خدا تعالےٰ کی قدرتیں بھی ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور جب سچّا دین دنیا سے اُٹھ جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس دُنیا کا مالک اور خالق کوئی نہیں۔ نہ اس کی قدرت نمائی ہوتی ہے نہ اس کی حکومت کا اظہار ہوتا ہے نہ اس کی طاقت کا کوئی مظاہرہ ہوتا ہے۔ لیکن جونہی کوئی سچّا دین دنیا میں آتا ہے فوراً خدا تعالیٰ کی تقدیریں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کے نشانات ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اس کے معجزات ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اس کی طرف سے تائیداتِ سماوی کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور فرشتے دنیا پر نازل ہونے لگتے ہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کی ملکیّت اس دنیا پر خدا تعالیٰ کے ماموروں اور مُرسلوں کے زمانوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ نے جو یہ کہا کہ "اے خدا! جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو" تو اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ جس طرح پہلے انبیاء کے زمانہ میں تُو نے قدرت نمائیاں کی ہیں اسی طرح میرے زمانہ میں بھی قدرت نمائیاں کر۔ ورنہ قانونِ قدرت کے لحاظ سے تو خدا تعالیٰ کی حکومت ہمیشہ ہی آسمان پر بھی ہے، زمین پر بھی ہے اور ذرّہ ذرّہ پر بھی ہے۔ مگر وہ قدرت نمائی ایسے رنگ میں ظاہر ہوتی رہتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے جیسے اتّفاقِ حسنہ یا اتّفاقِ سیّئہ سے کوئی بات ہو رہی ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کسی ارادہ اور سکیم سے کوئی کام کیا جا رہا ہے۔ مگر جب خدا تعالےٰ کے مامُور اور مُرسل دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں تو اس وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سکیم اور کوئی پلین (PLAN) بنا کر اس کے مطابق خدا تعالیٰ اس دنیا کو چلانا چاہتا ہے اور قدرتِ خاص کے مظاہر متواتر ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

[لہ] اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ جب خدا تعالےٰ کی قدرتِ خاص کے مظاہر دنیا میں ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ انسان کے قریب ہو جاتا ہے اور سعید طبع لوگوں کو خدا تعالےٰ نظر آنے لگ جاتا ہے اور ایک نیا ایمان اُن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ پس غائب خدا ان کو حاضر نظر آنے لگتا ہے اور وہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہہ اُٹھتے ہیں اور رُؤیت درحقیقت انبیاء کے زمانہ میں اور انبیاء کے قریب زمانہ میں حاصل ہوتی ہے یعنی جبکہ کثرت سے لوگ اس قسم کی معجزانہ رُؤیت کا مقام حاصل کرتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ انبیاء سے بعید زمانہ میں بھی جا کر کچھ کچھ لوگ اِس قسم کے رہتے ہیں سوائے اس قلیل عرصہ کے جو کسی آنے والے موعود سے پہلے کا ہوتا ہے جبکہ دنیا سعیدوں سے قریباً خالی ہو جاتی ہے مگر یہ لوگ جو زمانۂ نبوّت سے بُعد پر پیدا ہوتے ہیں اس مقام کے حاصل کرنے والے لوگ اُن میں اتنے تھوڑے ہوتے ہیں کہ خدا سے ان کا تعلق انفرادی تعلق کہلا سکتا ہے اجتماعی تعلق نہیں کہلا سکتا۔ اور اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں نَعۡبُدُ کا نُون اور نَسۡتَعِیۡنُ کا نُون بتاتا ہے کہ یہاں اُس جماعت کا ذکر ہے جو کہ اجتماعی حیثیت رکھتی ہے جن میں کثرت سے خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے والے اور اُس کے نشانات کو دیکھنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ پر اسی مضمون کی طرف یُوں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ قَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ۔ (سورۃ واقعہ آیت ۱۴۔۱۵) مفسرین نے غلطی سے اس کے یہ معنے کر لیے ہیں کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں زیادہ اور بعد میں کم۔ حالانکہ یہ قاعدہ کُلّیہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کے زمانہ اور اس کے قریب کے زمانہ میں یہ مقامِ شُہُود حاصل کرنے والے کثرت سے ہوتے ہیں اور جب زمانہ نبی سے دور ہو جاتا ہے تو یہ لوگ تھوڑے رہ جاتے ہیں اور ان کی حیثیت انفرادی رہ جاتی ہے جماعتی نہیں رہتی۔

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ	ہمیں سیدھے راستے پر چلا[1]۔
صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۧ	اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام کیا ہے[2] جن پر نہ تو (بعد میں تیرا) غضب نازل ہُوا (ہے) اور نہ وہ (بعد میں) گمراہ (ہو گئے) ہیں[3]۔ ع

[1] اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ میں بتایا گیا ہے کہ رؤیت کے بعد انسان کے اندر وصال کی شدید خواہش پیدا ہوتی ہے۔ رؤیت کشفِ حجاب کی متقاضی ہوتی ہے اور وصال قُربِ مقامی کا متقاضی ہے۔ پس اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے ساتھ ہی لازماً انسان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے قریب چلا جاؤں۔ پس اِس آیت میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جب مومن اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے مقام پر پہنچتا ہے تو بے اختیار ہو کر کہتا ہے کہ مجھے اپنے پاس آنے کا قریب ترین راستہ بتا۔

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔ یعنی سیدھا راستہ چھوٹے سے چھوٹا راستہ ہوتا ہے۔ چونکہ چھوٹا راستہ خدا کی طرف جانے کا بھی ہو سکتا ہے اور جہنم اور آگ اور شیطان کی طرف جانے کا بھی ہو سکتا ہے اس لیے اس کی تشریح اگلی آیت میں کی ہے کہ

[2] صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ۔ منعم علیہ گروہ کا رستہ مجھے دکھا یعنی رستہ چھوٹا بھی ہو اور تجھ تک پہنچنے کا رستہ ہو اور تجھ سے دُور لے جانے والا رستہ نہ ہو۔

[3] غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۔ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ کا بدل ہے۔ پس اس کے معنے یہ ہُوئے کہ اُن منعم علیہم لوگوں کا رستہ بتا جو مغضوب نہیں ہو گئے اور جو ضَالّ نہیں بن گئے، منعم علیہم تو مغضوب اور ضَالّ ہُوا ہی نہیں کرتے پھر اس دعا کے معنے کیا ہوئے؟ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ پچھلی آیات کے ترجمہ سے ظاہر ہے یہ دعا اجتماعی اور قومی دُعا ہے اور ہر قوم ایک زمانہ تک منعم علیہ ہونے کے بعد مغضوب علیہم یا ضالّ یا دونوں بن جاتی ہے پس اس دعا کا یہی مطلب ہے کہ ہماری ابتدا بھی منعم علیہ کی ہو اور ہماری انتہا بھی منعم علیہ کی ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری قوم آہستہ آہستہ منعم علیہم سے بدل کر مغضوب ہو جائے یا ضالّ ہو جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرد مغضوب اور ضالّ نہ بنے بلکہ یہ مراد ہے کہ قوم مغضوب اور ضالّ نہ بنے جس کی طرف اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں جمع کا صیغہ استعمال کر کے اشارہ کیا گیا ہے۔ پس غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ کی آیت بتاتی ہے کہ یہ آئندہ زمانہ کے متعلق دعا ہے نہ کہ صحابہؓ کے زمانہ کے متعلق اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے یہی معنے کیے ہیں کیونکہ جب آپ سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! مغضوب علیہم اور ضآلّین کون ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! جس طرح جوتی جوتی سے ملتی ہے اسی طرح میری قوم کے لوگ ایک دن ان پہلی قوموں کے نقشِ قدم پر چلیں گے (ترمذی) پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کے متعلق نہیں بلکہ اس میں آئندہ زمانہ کے مسلمانوں کے انحطاط کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن جہاں اس پیشگوئی نے خطرہ کا ایک پہلو پیش کیا ہے وہاں ایک اُمید کی کرن بھی اس نے پھینکی ہے۔ کیونکہ دعا ایسے ہی امر کے متعلق کی جاتی ہے جو ممکن ہو، غیر ممکن کے لیے دعا نہیں کی جاتی خصوصاً قرآنی دعا تو غیر ممکن کے لیے ہوتی ہی نہیں۔ پس اس دعا نے ایک اُمید کا پہلو ہمارے لیے قائم رکھا ہے کہ اگر کسی زمانہ کے مسلمان ایسی حالت میں جبکہ وہ منعم علیہم ہوں، یہ کوشش کریں کہ وہ مغضوب علیہم اور ضآلّین نہ بن جائیں تو ان کی کوششوں کے کامیاب ہونے کا امکان ضرور موجود ہے اور کسی چیز کے دروازہ کے کھلا رہنے سے بھی بہت بڑی اُمّید پیدا ہوتی ہے اور حوصلہ بڑھتا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَتَانِ سَبْعٌ وَّ ثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّ اَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا

سُورۃ بقرہ - یہ سُورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دو سو ستاسی آیات ہیں اور چالیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ۝۲
میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳
یہی کامل کتاب ہے اس (امر) میں کوئی شک نہیں، متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۴
جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو (کچھ) ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۵
اور جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی (موعود باتوں) پر (بھی) یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۶
یہ لوگ (یقیناً) اُس ہدایت پر (قائم) ہیں جو اُن کے رب کی طرف سے (آئی) ہے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

۱؎ الٓمّٓ اور اسی قسم کے اور حروف جو مختلف سُورتوں کے شروع میں آئے ہیں مُقطّعات کہلاتے ہیں۔ یہ حرف الگ الگ بولے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر حرف ایک لفظ کا قائم مقام ہوتا ہے۔ مثلاً الٓمّٓ میں اَلف اَنَا کا قائم مقام ہے اور لَام اَللّٰہُ کا قائم مقام ہے اور مِیم اَعْلَمُ کا۔ گویا الٓمّٓ کے تینوں حروف مل کر اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ کے معنے دیتے ہیں۔ یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ ان حروف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اُن صفات کی طرف اختصاراً اشارہ ہوتا ہے جو اُس سورۃ میں بیان ہوتی ہیں جس کے ابتدا میں یہ حروف لائے جاتے ہیں۔ بعض اوقات بیان شدہ صفت کا پہلا حرف لے لیا جاتا ہے اور بعض اوقات کوئی اور اہم حرف۔ بعض سورتیں ایسی بھی ہیں جن سے پہلے کوئی مُقطّعہ نہیں رکھا گیا، ایسی سورتیں اپنے سے پہلی سورۃ کے تابع ہوتی ہیں، جن میں کوئی مُقطّعہ ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے اِن حروف سے علمِ ابجد کے مطابق اعداد نکالے ہیں اور ان سے بعض واقعات کی طرف اشارہ مراد لیا ہے جو ان سورتوں میں بیان ہوئے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد اوّل)

۲؎ ذٰلِكَ کے معنے "وہ" کے ہوتے ہیں، لیکن کبھی یہ لفظ اُس چیز کے لیے بھی جو قریب ہو اور شان اور درجہ میں بہت افضل ہو استعمال ہوتا ہے اور اس جگہ اس کے یہی معنے ہیں۔ چونکہ اُردو میں ان معنوں کو پوری طرح ادا کرنے والا کوئی لفظ نہیں، اس لیے "یہی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ دُوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ذٰلِكَ کا اشارہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی مُشارٌ الیہ کتاب کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس ہدایت یا کتاب کے مانگنے کی سورۃ فاتحہ کے آخر میں دُعا کی گئی ہے وہی یہ کامل کتاب ہے۔ اِس صورت میں ذٰلِكَ کے معنے درجہ کی بلندی کے کرنے کی ضرورت نہیں سورۃ فاتحہ چونکہ دوسری سورۃ ہے اس لیے ذٰلِكَ بعید کے اشارہ کے لیے قائم رہے گا جیساکہ اس کے اصل معنے ہیں۔

۳؎ آیت میں وَاؤ ہے جس کے معنے "اور" کے ہیں۔ ہم نے "اور" کی بجائے "یا" استعمال کیا ہے تاکہ مفہوم آسانی سے سمجھ آسکے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾

ایسے لوگ جنھوں نے کُفر کیا ہے (اور) تیرا اُن کو ڈرانا یا نہ ڈرانا اُن کے لیے یکساں (اثر پیدا کرتا) ہے (جب تک وہ اس حالت کو نہ بدلیں) ایمان نہیں لائیں گے۔

خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٨﴾ ع

اللہ نے اُن کے دِلوں پر اور اُن کے کانوں پر مُہر کردی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہُوا) ہے اور اُن کے لیے ایک بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٩﴾

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آنے والے دِن پر ایمان رکھتے ہیں، حالانکہ وہ ہرگز ایمان نہیں رکھتے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠﴾

وہ اللہ کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں دھوکا دینا چاہتے ہیں، مگر[1] (واقعہ میں) وہ اپنے سوا کسی کو دھوکا نہیں دیتے [2] اور وہ سمجھتے نہیں۔

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١١﴾

اُن کے دِلوں میں ایک بیماری تھی پھر اللہ نے اُن کی بیماری کو اور بھی بڑھا دیا[3] اور انھیں ایک دردناک عذاب پہنچ رہا ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١٢﴾

اور جب اُن سے کہا جائے کہ (زمین) میں فساد نہ کرو، تو کہتے ہیں، ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشْعُرُونَ ﴿١٣﴾

(کان کھول کر) سنو[4] یہی لوگ بلاشبہ فساد کرنے والے ہیں مگر[5] وہ (اس حقیقت کو) سمجھتے نہیں۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾

اور جب انھیں کہا جائے کہ (اسی طرح) ایمان لاؤ، جس طرح (دوسرے) لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم (اس طرح) ایمان لائیں جس طرح بیوقوف (لوگ) ایمان لائے ہیں یاد رکھو (یہ جھوٹ بول رہے ہیں) وہ خود ہی بیوقوف ہیں مگر (اس بات کو) جانتے نہیں۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا

اور جب وہ اُن لوگوں سے ملیں جو ایمان لائے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو (اس رسول کو)

---

[1] "مگر" کا لفظ اِس جگہ واؤ کا ترجمہ ہے۔ اِس جگہ "اور" کا لفظ صحیح مفہوم ظاہر نہیں کرتا۔ نورُاللغات جو اُردو کی لُغت کی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ "مگر" کے معنے "بایں ہمہ" کے ہوتے ہیں اور یہی معنے اِس جگہ واؤ کے ہیں۔ پس ہم نے اس کا ترجمہ لُغتِ اُردو کے مطابق "مگر" کیا ہے۔

[2] یہ لکیر —— اس امر کی علامت ہے کہ اگلا حصّہ گو آیت کے ساتھ شامل ہے مگر مفہوم میں وہ الگ جملہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

[3] "اللہ نے ان کی بیماری کو اور بھی بڑھا دیا" کے فقرہ سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن منافقوں کو اُن کی بے ایمانی میں بڑھا دیا، بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار ایسے نشانات دکھائے جن کے نتیجہ میں وہ مسلمانوں سے اور بھی ڈرنے لگے اور منافقت کرنے لگے۔

[4] اَلَا کے معنے چوکس اور ہوشیار کرنے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دھمکی دینے کے۔ پس "خبردار" کی بجائے "کان کھول کر سُنو" کے الفاظ رکھے گئے ہیں جو ہوشیار کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

[5] عربی زبان میں واؤ اور لٰکِنْ دو لفظ عطف کے ہیں اور ایک دُوسرے کی تاکید کرتا ہے۔ اُردو میں اس کی جگہ "ہاں مگر" یا "مگر" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

خَلَوْا إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۵﴾

مانتے ہیں اور جب وہ اپنے سرغنوں[1] سے علیحدگی میں ملیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم یقیناً تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (ان مومنوں سے) ہنسی کر رہے تھے۔

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۶﴾

اللہ انھیں (ان کی) ہنسی کی سزا دے گا[2] اور انھیں اپنی سرکشیوں میں بھٹکتے[3] ہوئے چھوڑ دے گا۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۷﴾

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو اختیار کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو انھیں دنیوی فائدہ پہنچا اور نہ انھوں نے ہدایت پائی۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

ان کی حالت اس شخص کی حالت کی طرح ہے جس نے آگ[4] جلائی پھر جب اس (آگ) نے اس کے ارد گرد کے (علاقہ) کو روشن کر دیا تو اللہ ان کی روشنی کو لے گیا اور اس نے انھیں (قسم قسم کے) اندھیروں[5] میں (اس حال میں) چھوڑ دیا کہ وہ (کوئی راہ نجات) نہیں دیکھتے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۹﴾

وہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں پس وہ لوٹیں گے نہیں۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ

یا (ان کا حال) اس بارش کی طرح ہے جو (گھٹا ٹوپ) بادل سے (برس رہی) ہو (ایسی بارش)

---

[1] شَیٰطِیْن شَیْطَانٌ کی جمع ہے اور شیطان کے معنے ہیں کُلُّ عَاتٍ مُّتَمَرِّدٍ یعنی ہر سرکش اور حد سے تجاوز کرنے والا، نیز اپنے مادے کے اعتبار سے اس کے معنے دُور ہونے والے کے بھی ہیں (اقرب) پس شیاطین سے مراد منافقوں کے وہ سردار اور لیڈر ہیں جو خود حق سے دُور ہو چکے ہیں اور دوسروں کو بہکا رہے ہیں۔

[2] اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ ان کے ساتھ ہنسی کریگا"۔ لیکن اس کی بجائے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ "اللہ انھیں ہنسی کی سزا دے گا" اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں جزائے جرم کے لیے بھی جرم کے لفظ استعمال کر لیے جاتے ہیں۔ اسی لیے امام راغبؒ نے اپنی کتاب مفردات میں اس آیت کے یہ معنے کیے ہیں کہ یُجَازِیْهِمْ جَزَاءَ الْهُزْءِ یعنی اللہ تعالیٰ منافقوں کو اُن کی ہنسی کی سزا دے گا۔

[3] یَمُدُّهُمْ مَدَّ سے ہے اور مَدَّ الْمَدْیُوْنَ کے معنے ہوتے ہیں۔ اَمْهَلَهٗ یعنی قرضدار کو مہلت دی اور اس سے قرضے کا مطالبہ کچھ عرصہ کے لیے ترک کر دیا۔ اس لیے ہم نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اُن کو بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیگا۔

[4] مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا عربی زبان میں نَار کا لفظ جنگ کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ منافقوں نے مسلمانوں کو ہرانے کے لیے کفار سے لڑوا دیا۔ مگر جب جنگ پھیل گئی تو نتیجہ اُلٹ نکلا مسلمان جیت گئے اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ ان کو اس الجھن سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا اور اندھوں کی طرح اِدھر اُدھر مارے پھرتے تھے۔

[5] اندھیروں کا لفظ اس امر کے اظہار کے لیے استعمال کیا گیا ہے کہ صرف ظاہری تاریکی ہی نہیں بلکہ اور کئی قسم کے خطرات بھی لاحق ہو گئے ہیں اُردو میں چونکہ اندھیرے کا لفظ اس موقعہ پر جمع کے صیغہ میں استعمال نہیں ہوتا اور اگر کر بھی لیں تو وہ معنی نہیں دیتا جو عربی سے ظاہر ہوتے ہیں اس لیے "قسم قسم کے" کے الفاظ خطوط وحدانی میں بڑھا دیئے گئے ہیں تا اصل مفہوم پڑھنے والے پر واضح ہو جائے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ ہمیشہ جمع کے طور پر استعمال ہوا ہے کیونکہ جب بھی استعمال ہوا ہے کسی اخلاقی یا روحانی امر کی تمثیل بیان کرنے کے لیے ہوا ہے اور گناہ اور بد اخلاقیاں اکیلی نہیں رہتیں بلکہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو اور ایک مصیبت دوسری مصیبت کو کھینچتی ہے۔

يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۰﴾

جس کے ساتھ (قسم قسم کے) اندھیرے اور گرج اور بجلی ہوتی ہے، وہ اپنی انگلیوں کو کڑک کی وجہ سے موت کے ڈر سے کانوں میں ڈال لیتے ہیں حالانکہ[۱] اللہ تمام کافروں کو تباہ کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۱﴾ ع ۲ ۲

قریب ہے کہ بجلی اُن کی بینائی کو اچک کر لے جائے جب بھی وہ ان پر چمکتی ہے تو وہ اس (کی روشنی) میں چلنے لگتے ہیں اور جب اُن پر اندھیرا کر دیتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً اُن کی شنوائی اور ان کی بینائی کو ضائع کر دیتا[۲] اللہ ہر (اس) امر پر جس کا وہ ارادہ کرے یقیناً پوری طرح قادر[۳] ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ﴿۲۲﴾

اے لوگو! اپنے (اُس) رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں (بھی) اور اُنھیں (بھی) جو تم سے پہلے گذرے ہیں پیدا کیا ہے تاکہ تم (ہر قسم کی آفات سے) بچو۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳﴾

(وہی ہے) جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت کے طور پر بنایا ہے، اور بادلوں[۴] سے پانی اتارا ہے، پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے میووں کی قسم کا رزق تمھارے لیے نکالا ہے۔ پس تم سمجھتے بوجھتے ہوئے اللہ کے ہمسر نہ بناؤ۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

اور اگر اس (کلام) کے سبب سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تم کسی (قسم کے) شک میں (مبتلا ہو گئے) ہو تو اگر تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ اور اپنے غیر اللہ مددگاروں کو (بھی اپنی مدد کے لیے) بلا لو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا

اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم ہرگز (ایسا) نہ کر سکو گے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن

---

[۱] واؤ اس جگہ حالیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کفار خدا تعالیٰ کی گرفت تلے آ گئے ہیں اور تباہ ہونے والے ہیں تو پھر اُن سے ڈرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ چونکہ واؤ حالیہ ہے اس لیے اس کا ترجمہ ”حالانکہ“ کیا گیا ہے۔

[۲] ”ضائع کر دیتا“ لَذَهَبَ کے معنے ہیں۔ کیونکہ عربی میں ذَهَبَ بِهٖ کے ایک معنے اَزَالَهٗ کے بھی ہوتے ہیں، یعنی ضائع کر دیا، دُور کر دیا۔ (اقرب)

[۳] عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ شَيْءٌ کا ترجمہ ”امر“ اور ”بات“ وغیرہ سے کیا جاتا ہے۔ مگر شَيْءٌ اسم ہونے کے علاوہ مصدر بھی ہے اور مصدر بمعنے اسم فاعل اور اسم مفعول ہو سکتا ہے۔ اس آیت میں شَيْءٌ بمعنے اسم مفعول استعمال ہوا ہے یعنی چاہی ہوئی چیز۔ اور آیت کے صحیح معنے یہ ہیں کہ اللہ ہر اس امر پر جس کا وہ ارادہ کرے یقیناً پوری طرح قادر ہے۔ ان معنوں کو واضح کرنے کے لیے خطوط وحدانی میں بعض الفاظ بڑھا دیے گئے ہیں۔ جب تک ان معنوں کو مدنظر نہ رکھا جائے ناواقفوں کو دھوکا لگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا خدا چوری پر قادر ہے یا مرنے پر قادر ہے؟ قَدِيْرٌ مبالغہ کا صیغہ ہے اور کثرت اور عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ عام طور پر ”بڑا قادر“ اور ”بہت قادر“ اس کا ترجمہ ہوتا ہے۔ لیکن اُردو میں جب مفعول مذکور ہو تو بڑا یا بہت کے الفاظ استعمال نہیں ہو سکتے بلکہ یہ مفہوم ”پورا پورا“ یا ”پوری طرح“ کی قسم کے الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے ”پوری طرح“ کے الفاظ استعمال کر کے اس مفہوم کو ادا کیا ہے۔

[۴] اَلسَّمَآءُ کے معنے عربی زبان میں اَلسَّحَابُ کے بھی ہوتے ہیں۔ یعنی بادل (اقرب) اسی لیے ہم نے وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کے معنے یہ کیے ہیں: ”اور بادلوں سے پانی اُتارا ہے“۔

النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝۲۵

آدمی اور پتھر ہیں[1] — وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶

اور تُو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں خوشخبری دے کہ اُن کے لیے (ایسے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں[2] بہتی ہیں۔ جب بھی اُن (باغوں) کے پھل ہیں سے کچھ رزق انھیں دیا جائے گا، وہ کہیں گے یہ تو وہی (رزق) ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا اور اُن کے پاس وہ (رزق) ملتا جلتا لایا جائے گا اور اُن کے لیے ان (باغوں) میں پاک جوڑے[3] ہوں گے اور وہ اُن (باغوں) کے اندر ہمیشہ بسیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۷

اللہ ہرگز نہیں رُکتا کسی بات کے بیان کرنے سے خواہ وہ مچھر کے برابر ہو یا اس سے بھی بڑھ کر[4] پھر جو لوگ ایمان رکھتے ہیں وہ (تو) جان لیتے ہیں کہ وہ اُن کے ربّ کی طرف سے بالکل حق (بات) ہے اور جو لوگ کافر ہوئے وہ کہتے ہیں کہ (آخر) اللہ کا اس بات کے بیان کرنے سے منشا کیا ہے؟ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ بہت سے لوگوں (کو اس (قرآن) کے ذریعہ سے گمراہ قرار دیتا ہے[5] اور بہت سے لوگوں) کو اس (قرآن) کے ذریعہ سے ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے اُن نافرمانوں[6] کے سوا کسی کو گمراہ قرار نہیں دیتا۔

---

[1] یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پتھر تو بے جان چیز ہیں پھر انھیں آگ میں کیوں ڈالا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حِجَارَةٌ سے مراد وہ بت ہیں جن کو کفار خدائی صفات دیتے تھے۔ بیشک بے جان ہونے کی وجہ سے پتھروں کو تو کوئی سزا نہیں ملے گی، مگر اپنے معبودوں کو جہنم میں پڑا دیکھ کر ان لوگوں کو سزا ملے گی جو ان پر ایمان لاتے تھے۔ اور اگر حِجَارَةٌ سے عام پتھر مراد لیے جائیں تو اس سے پتھر کا کوئلہ مراد لیا جائے گا، جس سے آگ زیادہ تیز ہوتی ہے۔

[2] تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ سے مراد یہ ہے کہ وہ نہریں ان باغوں سے تعلق رکھتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس شخص کا باغ ہوگا اس میں بہنے والی نہر بھی اسی کی ملکیت ہوگی۔ پس تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ کے الفاظ رکھ کر یہ بتانا مقصود ہے کہ جنّت میں بہنے والی نہریں مومنوں کی ملکیت ہوں گی۔

[3] اَزْوَاجٌ: جوڑے یعنی ایسے وجود جن کے ساتھ مل کر ان کی تمام ترقیات اور تمام آرام مکمّل ہوں گے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ذاتِ باری کے ہر چیز ایک جوڑے کی محتاج ہے۔ اس قاعدہ کے تحت جنّتی بھی جوڑے کے محتاج ہوں گے خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ جوڑے کس قسم کے ہوں گے۔ یہ تفصیل اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے انسان اُس کو تفصیلاً اُسی وقت معلوم کرے گا جب وہ جنت میں جائے گا۔

[4] عربی زبان میں فَوْقٌ دونوں معنے رکھتا ہے۔ اگر بڑائی کا مقابلہ ہو تو اس کے معنے زیادہ بڑی کے ہو سکتے ہیں اور اگر چھوٹے ہونے کا ذکر ہو تو زیادہ چھوٹے کے معنے دے سکتا ہے۔ پس اس آیت کے دونوں ہی معنے کیے جا سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ مچھر سے بڑی بات، یا یہ کہ اس سے بھی چھوٹی بات (مفرداتِ راغب)

[5] يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا کے معنے کیے گئے ہیں "وہ گمراہ قرار دیتا ہے"۔ یہ عربی لغت کے مطابق ہے۔ چنانچہ مفردات میں اَلْاِضْلَالُ کے معنے کرتے ہوئے لکھا ہے اَنْ تَحْكُمَ بِضَلَالِهٖ کہ تو اس کے گمراہ ہونے کا فیصلہ کر دے۔ پس يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا کے معنے ہوں گے يَحْكُمُ اللّٰهُ بِالضَّلَالِ عَلَيْهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے گمراہ ہونے کا فیصلہ کرتا ہے۔

[6] فَسَقَ کے معنے ہوتے ہیں تَرَكَ اَمْرَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کو ردّ کر دیا (اقرب)۔ پس فاسق کے معنے ہوں گے نافرمان۔ اللہ کے حکم کو ردّ کرنے والا۔

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۸﴾

جو اللہ کے عہد کو اس کے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اس چیز کو جسے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۹﴾

(اے لوگو!) تم کس طرح اللہ (کی باتوں) کا انکار کرتے ہو؟ حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر اس نے تمھیں جان دار بنایا، پھر (ایک دن آئے گا کہ) وہ تمھیں مارے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا جس کے بعد تمھیں اس کی طرف لوٹایا جائے گا۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۰﴾ ع

وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے اُن تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں تمھارے (فائدہ کے) لیے پیدا کیا۔ پھر وہ آسمانوں[1] کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں مکمل[2] بنا دیا سات آسمان، اور وہ ہر ایک بات[3] (کی حقیقت) کو خوب جانتا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور (اے انسان! تو اس وقت کو یاد کر) جب تیرے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (اس پر) انھوں نے کہا کہ کیا تو اس میں (ایسے شخص بھی) پیدا کرے گا جو اس میں[4] فساد کریں گے اور خون بہائیں گے اور ہم (تو وہ ہیں جو) تیری حمد کے ساتھ (ساتھ) تیری تسبیح (بھی) کرتے ہیں اور تجھ میں سب بڑائیوں کے پائے جانے کا اقرار کرتے ہیں (اس پر اللہ نے) فرمایا میں یقیناً وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

---

[1] اَلسَّمَآءُ اسم جنس ہے ایک کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور زیادہ کے لیے بھی، چونکہ اس کے بعد اس کی طرف جمع کی ضمیر استعمال کی گئی ہے معلوم ہوا کہ یہاں اَلسَّمَآءُ سے جمع مراد ہے۔

[2] سَوّٰی کے معنے کسی چیز کو اس طرح بنانے کے ہوتے ہیں کہ اس میں سب ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ کہتے ہیں سَوّٰہُ اور اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ صَنَعَہٗ مُسْتَوِیًا یعنی اس کو ایسا بنایا کہ اس کی ضرورتوں کا لحاظ کر لیا گیا (اقرب)

[3] شَیْءٌ کا ترجمہ اس جگہ بجائے چیز کے بات کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُردو میں چیز کا لفظ اس موقعہ پر پورا مفہوم ادا نہیں کرتا، لیکن بات کا لفظ اس مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ بات کے معنے اس جگہ قول کے نہیں بلکہ امر اور حقیقت کے ہیں۔

[4] یہ جو ملائکہ نے کہا کہ تو ایسا آدمی زمین میں پیدا کرے گا جو فساد کرے گا اور لوگوں کے خون بہائے گا۔ یہ آدم پر اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے نہیں، نہ خدا تعالیٰ پر اعتراض کے لیے ہے۔ بلکہ خلیفہ کے لفظ سے اُنھوں نے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے معنے ہوتے ہیں جو حاکم کا قائم مقام ہو۔ پس جب اللہ تعالےٰ نے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ خلیفہ کی ضرورت تو تب ہوتی اگر زمین میں ایسے آدمی پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا جو آپس میں لڑ بھڑ سکتے ہوں اور خون بہا سکتے ہوں۔ پس فرشتوں کا یہ فقرہ کہ اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا نہ خدا تعالےٰ پر اعتراض ہے نہ آدم کی کمزوری ثابت کرنے کے لیے ہے۔ بلکہ بنی نوع انسان میں سے بعض لوگوں کی کمزوری پر دلالت کرنے کے لیے ہے، جن پر آدم نے حکومت کرنی تھی۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۲

اور (اللہ نے) آدم کو سب[1] نام سکھائے پھر جن کے وہ نام تھے اُن کو ملائکہ کے سامنے پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم درست بات کہہ[2] رہے ہو تو تم مجھے ان کے نام بتاؤ[3]۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۳

انھوں نے کہا تو بے عیب ہے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے اُس کے سوا ہمیں کسی قسم کا علم نہیں ہے یقیناً تو ہی کامل علم والا اور ہر قول و فعل میں حکمت کو مدِّنظر رکھنے والا ہے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۴

(اس پر اللہ نے) فرمایا۔ اے آدم! اِن (فرشتوں) کو ان کے نام بتا۔ پھر جب اُس (یعنی آدم) نے اُن کو اُن کے نام بتائے[4] (تو) فرمایا، کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ میں یقیناً آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور میں اُسے بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور اُسے بھی جو تم چھپاتے ہو۔

---

[1] عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ: اسم کے معنے اسمِ ذات یعنی نام کے بھی ہوتے ہیں اور صفت کے بھی۔ اس آیت میں اسماء سے مراد صفاتِ الٰہیہ ہیں، جن کا صحیح علم خدا تعالیٰ کے سکھانے سے ہی آ سکتا ہے۔ آدمؑ چونکہ مذہب کے قیام اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مخلوق کے وصال کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے اس لیے ضروری تھا کہ اُنھیں اسماء الٰہیہ سکھائے جاتے تاکہ ان کی اُمّت اُن ناموں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو شناخت کرتی اور اس سے تعلق پیدا کرتی۔ اگر یہ نام نہ سکھائے جاتے تو ان کی اُمّت کے مُلحد اور بے دین ہونے کا خطرہ تھا۔ اس کے ایک اور معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ چونکہ انسانوں کے متمدن ہونے کی صورت میں ان کے لیے ایک زبان کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو زبان کے اصول سکھائے جن کے مطابق انھوں نے زبان کا علم جاری کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ زبان عربی تھی کیونکہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آدمؑ کو جس زبان کا علم دیا گیا تھا اس کی بناء مُسمّیات اور اسماء کے اتحاد پر تھی یعنی ہر چیز کا نام اس کی خصوصیت کی بنا پر رکھا گیا تھا نہ کہ بے تعلق۔ اور یہ خصوصیت صرف عربی زبان میں ہے کہ اس کے تمام اسماء مُسمّیات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

[2] اگر تم درست بات کہہ رہے ہو: یہ ترجمہ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کا ہے۔ عربی زبان میں کہتے ہیں صَدَقَنِيْ فُلَانٌ اَيْ قَالَ لِيَ الصِّدْقَ یعنی اس نے جو بات کہی درست تھی (تاج)۔ اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال کیا اور آپ کے جواب پر اس نے کہا صَدَقْتَ یعنی آپ نے درست کہا ہے اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ آپ نے سچ بولا ہے۔

[3] اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ: چونکہ ملائکہ کو آدم کے خلیفہ بنائے جانے پر اس لیے تعجب تھا کہ اس کے سبب سے خون ریزی اور فساد ہوگا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آئندہ پیدا ہونے والے کاملین کشفی طور پر دکھائے خواہ وہ تقویٰ کے لحاظ سے کامل بننے والے تھے یا کفر کے لحاظ سے۔ اور پوچھا کہ اگر تمھاری بات درست ہے تو پھر ان کے نام بتاؤ، یعنی اللہ تعالیٰ کے رحم یا غضب کی صفات جس طرح ان لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہونے والی ہیں کیا تم ان کی تفصیل دہرا کر بتا سکتے ہو۔ دوسرے معنے اس آیت کے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آدمؑ کی اولاد میں جو لوگ نیکی میں کامل ہونے والے تھے ان کے وجودوں کو اُن کے سامنے کرکے پوچھا کہ کیا تم ان کی صفات اور خواص ظاہر کر سکتے ہو؟ اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ آدمؑ کے ذریعہ جو لوگ پیدا ہوں گے وہ سفکِ دم کرنے والے یا فساد کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ ان نیک طبع اور شریف لوگوں سے اُن کے دشمن جھگڑا کرکے خود لڑائی کی طرح ڈالیں گے پس سفکِ دم کے دشمن مجرم ہونگے نہ کہ آدمؑ یا اس کے کامل متبع۔

[4] یعنی جب آدمؑ نے جو چیزیں اس کے سامنے پیش کی گئی تھیں اُن کی صفات گنا دیں، تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ کیا میں نے تمھیں پہلے نہیں کہا تھا کہ میں اُن باتوں کو بھی جانتا ہوں جو تمھارے دل میں ہیں اور ان باتوں کو بھی جانتا ہوں جن کو تم ظاہر کرتے ہو۔ تم یہ سمجھتے تھے کہ آدم مخلوقات پر کس طرح حکومت کر سکے گا جبکہ اس کو مخلوق کی خاصیّات کا علم نہیں۔ لیکن اب تمھیں پتہ لگ گیا ہے کہ میں نے اس کے اندر خاصیاتِ عالم کے جاننے کا مادہ رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے چیزوں کی خاصیّات بیان کر دی ہیں جن سے ثابت ہو گیا ہے کہ میرا علم صحیح تھا اور تمھارا غلط تھا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۵﴾

اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو[1] اس پر انھوں نے تو فرمانبرداری کی مگر ابلیس (نے نہ کی اس)[2] نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ (پہلے سے ہی) کافروں میں سے تھا

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ٭ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور ہم نے (آدم سے) کہا (کہ) اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ، مگر اس (یعنی فلاں) درخت کے قریب نہ جانا۔ ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ٭ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۷﴾

اور (اس کے بعد یوں ہوا کہ) شیطان نے اس (درخت) کے ذریعہ سے ان (دونوں) کو (ان کے مقام سے) ہٹا دیا اور (اس طرح) اس نے انھیں اس (حالت) سے جس میں وہ تھے نکال دیا اور ہم نے (انھیں) کہا (کہ یہاں سے) نکل جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں اور (یاد رکھو کہ تمھارے لیے) ایک (مقررہ) وقت تک اسی زمین میں جائے رہائش اور سامانِ معیشت (مقدر) ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۸﴾

اس کے بعد آدم نے اپنے رب سے کچھ (دعائیہ) کلمات سیکھے (اور ان کے مطابق دعا کی) تو وہ[3] اس کی طرف (پھر فضل کے ساتھ) متوجہ ہوا یقیناً وہی (بندوں کی مصیبت کے وقت) بہت ہی توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۹﴾

(تب) ہم نے کہا (جاؤ) سب کے سب اس میں سے نکل جاؤ (اور یاد رکھو کہ) اگر[4] پھر کبھی تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انھیں نہ کوئی (آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (سابق کوتاہی پر) غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع

اور جو (لوگ) کفر کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ (ضرور) دوزخ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔ ع ۴

---

[1] عربی زبان میں سَجَدَ کے معنے ظاہری سجدہ کرنے کے علاوہ فرمانبرداری کے بھی ہوتے ہیں (اقرب) اور فرشتوں کے آدم کے سامنے سجدہ کرنے کے یہی معنے تھے کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ آدمؑ کی فرمانبرداری کرو۔ نیز اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ میں لام کے معنے تعلیل کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ آدمؑ کی پیدائش کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو سجدہ کرو۔ یہ مراد نہیں کہ آدمؑ کو سجدہ کرو۔ یعنی خدا تعالےٰ نے ایک کامل وجود پیدا کیا ہے اس کی پیدائش پر خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار کے لیے اس کے سامنے سجدہ کرو۔

[2] یہ استثناء منقطع ہے یعنی جس کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ پہلے گروہ میں شامل نہیں بلکہ اس سے الگ ہے۔ اُردو میں اس کے لیے کوئی خاص لفظ یا طریق اظہار مقرر نہیں۔ اس لیے قریب ترین محاورہ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] یعنی اللہ تعالیٰ۔

[4] آیت میں فَاِمَّا کا لفظ ہے اور فَاء کے معنی پھر کے ہیں۔ عربی میں فَاء کو ہمیشہ پہلے رکھتے ہیں، مگر اُردو میں اسے پیچھے رکھتے ہیں۔ اس لیے ہم نے ترجمہ میں اگر کے بعد پھر کا لفظ رکھا ہے۔

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۱﴾

اے بنی اسرائیل! میرے اس احسان کو یاد کرو جو میں تم پر کر چکا ہوں اور (تم نے میرے ساتھ جو عہد کیا تھا اس کو) پورا کرو تب میں بھی جو عہد تمہارے ساتھ کیا تھا میں اس کو پورا کروں گا اور مجھ (ہی) سے (ڈرو) پھر (میں کہتا ہوں کہ مجھ ہی) سے ڈرو[1]

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۪ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۲﴾

اور اس (کلام) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اب) اتارا ہے اور جو اس (کلام) کو جو تمہارے پاس ہے سچا کرنے والا ہے اور تم اس کے (سب سے) پہلے کافر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑی قیمت[2] مت لو اور مجھ (ہی) سے (ڈرو) پھر (میں کہتا ہوں کہ مجھ ہی) سے ڈرو۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور جانتے بوجھتے ہوئے حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور نہ حق کو جانتے بوجھتے ہوئے چھپاؤ۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دو، اور خدا کی خالص پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر خدا کی خالص پرستش کرو۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۵﴾

کیا تم (دوسرے) لوگوں کو (تو) نیکی کرنے کے لیے کہتے ہو اور اپنے آپ کو فراموش کر دیتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب (یعنی تورات) پڑھتے ہو — پھر (بھی) کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور صبر اور دعا کے ذریعہ سے (اللہ سے) مدد مانگو اور بیشک فروتنی اختیار کرنے والوں کے سوا (دوسروں کے لیے) یہ (امر) مشکل ہے۔

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۷﴾

(وہ فروتن) جو اس بات پر یقین[3] رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس بات پر بھی کہ وہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ع ۵

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۸﴾

اے بنی اسرائیل! میرے اس احسان کو جو میں تم پر کر چکا ہوں یاد کرو۔ اور (اس احسان کو بھی) کہ میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا

اور اس دن سے ڈرو کہ (جس دن) کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا قائم مقام

---

[1] وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ عربی قاعدہ کے مطابق اصل میں اِرْھَبُوْا اِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ کا فقرہ ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے یہ کیا ہے کہ "مجھ ہی سے ڈرو پھر میں کہتا ہوں کہ مجھ ہی سے ڈرو" (اِمْلَاءُ مَا مَنَّ بِہِ الرَّحْمٰن مصری صفحہ ۱۹)

[2] وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا سے یہ مراد نہیں کہ تھوڑے پیسے نہ لو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ میری باتیں جو دین ہیں، ان کے بدلے میں دنیا نہ لو، کیونکہ دنیا دین کے مقابلہ میں بالکل حقیر چیز ہے۔

[3] ظَنّ کے معنے عربی زبان میں یقین کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ مفردات راغب (لغت کی مشہور کتاب) میں لکھا ہے کہ آیت یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ میں یہی معنے مراد ہیں۔ ہم نے بھی ترجمہ میں انہی معنوں کو مدِنظر رکھا ہے۔

يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۹﴾

نہ بن سکے گا اور نہ اس کی طرف سے کوئی سفارش منظور کی جائے گی اور نہ اس سے (کسی قسم کا) معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۵۰﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کی قوم سے اس حالت میں نجات دی کہ وہ تمھیں بدترین عذاب دے رہی تھی تمھارے لڑکوں کو قتل کر دیتی تھی اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتی تھی اور تمھارے ربّ کی طرف سے اس (بات) میں تمھارے لیے (ایک بڑی آزمائش تھی۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تمھارے لیے سمندر کو پھاڑا[1] پھر ہم نے تمھیں نجات دی اور تمھاری نظروں کے سامنے فرعون کی قوم کو غرق کر دیا۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے اس کے (چلے جانے کے) بعد ظالم بن کر بچھڑے کو (معبود) بنا لیا۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

پھر ہم نے اس کے بعد (بھی) تمھیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) اور فرقان (یعنی معجزات) دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۵﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم (کے لوگو!) تم نے بچھڑے کو (معبود) بنا کر یقیناً اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اس لیے تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکو اور ہر شخص اپنے آپ کو قتل کرے[2] یہ بات تمھارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمھارے حق میں بہت اچھی ہے (جب تم نے ایسا کر لیا) تب اس نے تمھاری طرف فضل کے ساتھ پھر توجہ کی وہ یقیناً (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

---

[1] اس وقت جوار بھاٹا کے اصول کے مطابق سمندر پیچھے ہٹ گیا اور قوم موسیٰ سمندر سے نکل گئی مگر فرعون کے لشکر کے آنے پر پانی کے لوٹنے کا وقت آ گیا اور وہ ڈوب گیا۔ چونکہ جوار بھاٹا خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول کے مطابق آتا ہے، خدا تعالیٰ ہی موسیٰ اور فرعون کو اس وقت سمندر پر لے گیا تھا۔ جب جوار بھاٹے کا اثر خدا تعالیٰ کے منشا کے مطابق موسیٰ اور فرعون پر پڑ سکتا تھا۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے سمندر کو پھاڑ کر تم کو نجات دی۔

[2] فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ: بائیبل سے پتہ لگتا ہے کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر بھائی اپنے بھائی کو، ہر دوست اپنے دوست کو اور ہر پڑوسی اپنے پڑوسی کو قتل کرے۔ چنانچہ بائیبل کے بیان کے مطابق اس دن تین ہزار آدمی مارے گئے (خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷۔۲۸) لیکن چونکہ تورات کی یہی تعلیم ہے کہ کسی شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے کوئی اور آدمی قتل کیا ہو قتل کرنا ناجائز ہے اس لیے یہ معنے درست نہیں ہو سکتے اس کے مقابلہ میں بعض مفسرین نے اس کے معنے لفظی لیے ہیں اور کہا ہے کہ ہر شخص خودکشی کرے۔ لیکن خودکشی بھی جائز نہیں اس لیے یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ ہم اس سارے واقعہ کو ایک استعارہ قرار دیں اور معنے یہ کریں کہ اپنے نفس کی گندی خواہشات کو زہد و تقویٰ کے ساتھ مارو۔ لہٰذا ہمارے بیان کردہ معنے ہی درست ہیں۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ کو آمنے سامنے نہ دیکھ لیں، اس پر تمھیں ایک مہلک عذاب نے پکڑ لیا اور تم (اپنی آنکھوں سے اپنے فعل کا انجام) دیکھ رہے تھے۔

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۷﴾

پھر ہم نے تمھاری ہلاکت کے بعد تمھیں اس لیے اُٹھایا[1] کہ تم شکر گذار بنو۔

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمھارے لیے من[2] اور سلوےٰ اُتارے ـــــ (اور کہا کہ) ان پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ ـــــ اور انھوں نے نافرمانی کرکے ہمارا نقصان نہیں کیا بلکہ وہ اپنا ہی نقصان کر رہے تھے۔

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۹﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے کہا تھا کہ اس بستی[3] میں داخل ہو جاؤ اور اس میں سے جہاں چاہو بافراغت کھاؤ اور (اس کے دروازے میں پوری فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل ہو اور کہتے جاؤ کہ ہم[4] (بوجھ ہلکا کرنے کی) التجا کرتے ہیں، تب ہم تمھاری خطاؤں کو بالکل معاف کر دیں گے اور ہم محسنوں کو ضرور بڑھائیں گے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

پھر اُن کی شرارت دیکھو کہ ظالموں نے اُس بات کے خلاف جو انھیں کہی گئی تھی ایک اور بات بدل[5] (کر کہنی شروع کر) دی جس پر ہم نے ان لوگوں پر جنھوں نے ظلم کیا تھا ان کے نافرمان ہونے کے سبب سے آسمان سے ایک عذاب نازل کیا۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تو ہم نے (اُسے) کہا کہ اپنا

---

[1] ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ۔ یعنی ہم نے تمھارے ایمانوں کو زیادہ کرکے اور تمھاری نسلوں کو بڑھا کر پھر تمھیں مضبوط کر دیا۔

[2] مَنّ کے معنے عربی زبان میں احسان کے ہوتے ہیں۔ پس جو چیز بفضلِ الٰہی مل جائے اس کو مَنّ کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے اَلْکَمْأَۃُ مِنَ الْمَنِّ یعنی کھمب بھی مَنّ میں سے ہے۔ اسی طرح ترنجبین کو بھی مَنّ کہتے ہیں۔ اور سَلْوٰی کے معنے عربی زبان میں بٹیر کی قسم کے پرندوں کے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمھارے لیے کثرت سے ترنجبین اور کھمبیں اس علاقہ میں پیدا کر دیں اور بٹیر کی قسم کے جانور بھیج دیئے۔

[3] بنی اسرائیل جس وقت دشتِ سینا میں سے گذر کر کنعان کی طرف جا رہے تھے، تو رستے میں بعض جگہ وہ ایسے قبائل کے پاس سے گذرے تھے، جنھوں نے جنگل میں بعض قصبات اور شہر بنائے ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل کی افسردگی دور کرنے کے لیے اُن شہروں میں تھوڑا سا وقت گذارنے کی اُن کو اجازت مل جاتی تھی۔ ایسے ہی شہروں میں سے کسی ایک قصبہ یا شہر کا یہاں ذکر ہے۔

[4] حِطَّۃٌ حَطَّ کا مصدر ہے اور اس کے معنے گرانے کے ہیں۔ اس لیے ہم نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ ہم بوجھ ہلکا کرنے کی التجا کرتے ہیں۔ یعنی گناہوں کا بوجھ۔

[5] مفسرین کہتے ہیں کہ اُنھوں نے حِنْطَۃٌ یعنی گندم کا لفظ کہنا شروع کر دیا تھا۔ مگر ایسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ شریر آدمی ہنسی کے طور پر کئی رنگ میں لفظ بدل دیتا ہے۔

الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۶۱

سونٹا فلاں[1] پتھر پر مار۔ اس پر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے (اور) ہر ایک گروہ نے اپنے گھاٹ کو پہچان لیا، (تب انھیں کہا گیا کہ) اللہ کے رزق میں سے کھاؤ اور پیو اور مفسد بن کر زمین میں خرابی نہ پیدا کرو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰي طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ ھُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ ھُوَ خَيْرٌ ۭ اِھْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۶۲ ع

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ! ہم ایک ہی کھانے پر صبر نہیں کر سکیں گے اس لیے تو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر کہ وہ ہمارے لیے بعض ایسی چیزیں جنھیں زمین اُگاتی ہے پیدا کرے ——— یعنی اس کی سبزیاں، ککڑیاں، گیہوں، مسور اور پیاز ——— (اس پر اللہ نے) کہا کیا تم اس چیز کی بجائے جو اعلیٰ ہے اس چیز کو لینا چاہتے ہو جو ادنیٰ ہے کسی شہر میں چلے جاؤ (وہاں) جو کچھ تم نے مانگا ہے تمھیں ضرور مل جائے گا (تب) انھیں ہمیشہ کے لیے ذلیل اور بے بس کر دیا گیا اور وہ اللہ کے غضب کا مورد بن گئے یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرنا چاہتے تھے (اور) یہ (گناہ) اُن کے نافرمانی کرنے اور حد سے بڑھے ہوئے ہونے کے سبب سے اُن میں پیدا ہو گیا تھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـــِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ڮ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۳

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں نیز نصاریٰ اور صابی (ان میں سے) جو (فریق) بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر (کامل) ایمان لایا ہے اور اس نے نیک عمل کیے ہیں یقیناً اُن کے لیے ان کے رب کے پاس (ان کا مناسب) اجر ہے اور انھیں نہ تو مستقبل کے متعلق (کسی قسم کا) خوف ہوگا اور نہ (ماضی پر) وہ غمگین ہوں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۶۴

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور طور کو تمھارے اوپر بلند[2] کیا تھا اور کہا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور جو کچھ اس میں ہے اُسے یاد[3] رکھو تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵

پھر اس (واضح ہدایت کے مل جانے) کے بعد (بھی) تم نے پیٹھ پھیر لی اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاتے۔

---

[1] اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ۔ اس جگہ اَلْحَجَر ہے اور اَلْ کے معنے خاص چیز کے ہوتے ہیں۔ پس آیت کا صحیح ترجمہ یہ نہیں کہ "پتھر پر مار" بلکہ یہ ہے کہ "فلاں پتھر پر مار"۔

[2] وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ: یعنی تم کو پہاڑ کے دامن میں کھڑا کیا تھا۔ (خروج باب ۱۹ آیت ۱۷)

[3] ذَكَرَہٗ کے معنے ہیں حَفِظَهٗ فِيْ ذِهْنِهٖ (اقرب) یعنی کسی بات کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ پس وَاذْكُرُوْا کے معنے ہوں گے اسے محفوظ کر لو اور یاد رکھو۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿٦٦﴾

اور تم اُن لوگوں (کے انجام) کو جنھوں نے[1] تم میں سے (ہوتے ہوئے) سبت کے معاملہ میں زیادتی کی تھی یقیناً جان چکے ہو۔ اس پر ہم نے انھیں کہا تھا کہ (جاؤ) ذلیل بندر بن جاؤ۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾

پس ہم نے اس (واقعہ) کو اُن (لوگوں) کے لیے بھی جو (اس وقت) موجود تھے اور اس (قوم) کے بعد آنے والے لوگوں کے لیے بھی (موجب) عبرت اور متقیوں کے لیے (موجب) نصیحت بنا دیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٨﴾

اور اس وقت کو بھی یاد کرو کہ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمھیں گائے[2] کے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انھوں نے کہا کیا تو ہمیں تمسخر کا نشانہ بناتا ہے؟ (موسیٰ نے) کہا (میں اس بات سے) اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ (ایسا فعل کرکے) جاہلوں میں شامل ہو جاؤں۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٩﴾

انھوں نے کہا، ہماری خاطر اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ وہ (گائے) کیسی ہے؟ اس نے (یعنی موسیٰ نے) کہا کہ وہ فرماتا ہے وہ ایسی گائے ہے کہ نہ تو بڑھیا ہے اور نہ بچھیا بلکہ اس کے درمیان[3] پوری جوان ہے اس لیے جو حکم تمھیں دیا جاتا ہے اسے بجا لاؤ۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٧٠﴾

انھوں نے کہا، ہماری خاطر اپنے رب سے (پھر) دعا کیجیے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ اس کا رنگ کیا ہے؟ (موسیٰ نے) کہا، وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک زرد رنگ کی گائے ہے، اس کا رنگ بہت شوخ ہے (اور) وہ دیکھنے والوں کو بہت پسند آتی ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧١﴾

انھوں نے کہا، ہماری خاطر اپنے رب سے (پھر) دعا کیجیے کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے کہ وہ (گائے) کیسی ہے؟ ہمیں تو اس قسم کی (سب) گائیں ایک ہی جیسی نظر آتی ہیں اور (یقین رکھیے کہ) اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور ہدایت کو قبول کر لیں گے۔

قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ ع ٨

(موسیٰ نے) کہا، وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہے جو نہ تو جُوئے کے نیچے لائی گئی ہے کہ ہل چلاتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہے، بالکل تندرست ہے، اس میں کوئی غیر رنگ نہیں (پایا جاتا) انھوں نے کہا اب تو نے ہم پر حقیقت کھول دی ہے، چنانچہ انھوں نے اس (گائے) کو ذبح کر دیا، گو وہ ایسا کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

---

[1] یعنی اہل کتاب۔

[2] اس جگہ بَقَرَۃٌ کا لفظ ہے اور یہ لفظ مونث و مذکر دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اَلْبَقَرُ کا لفظ اسم جنس کے لیے آتا ہے اور اس کے ساتھ ۃ وحدت کو بیان کرنے کے لیے لائی گئی ہے یعنی جنس بقر میں سے ایک۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اَلْبَقَرَۃُ کا لفظ گائے بیل دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اُردو میں چونکہ ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو پورا مفہوم ادا کر دے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ "گائے" لکھا ہے۔ یوں تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلی مصریوں سے متاثر تھے اور وہ بیل کی پوجا کرتے تھے۔

[3] یعنی بیان شدہ حد بندی۔

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَ اللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۷۳﴾

اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تم نے ایک شخص کو قتل[1] (کرنے کا دعوےٰ) کیا، پھر تم نے اس کے بارے میں اختلاف کیا، حالانکہ جو (کچھ) تم چھپاتے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۴﴾

اِس پر ہم نے کہا کہ اس (واقعہ) کو اس (نفس) کے ساتھ پیش آنے والے بعض اور واقعات سے ملا کر دیکھو (پھر تمھیں حقیقت معلوم ہو جائے گی) اللہ اسی طرح مُردوں کو زندہ کرتا ہے[2] اور تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۵﴾

اِس کے بعد پھر تمھارے دل سخت ہو گئے، چنانچہ وہ پتھروں کی طرح بلکہ اُن سے بھی زیادہ سخت ہیں اور پتھروں میں سے تو یقیناً بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں سے دریا بہتے ہیں اور اُن میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں تو اُن میں سے پانی نکلنے لگتا ہے اور اِن (دلوں) میں سے[3] (بھی) بعض ایسے ہیں کہ اللہ کے ڈر سے (معافی مانگتے ہوئے) گر جاتے ہیں اور جو (کچھ) تم کر رہے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۶﴾

(اے مسلمانو!) کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ وہ (یہودی) تمھاری بات مان لیں گے حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے کلام کو سنتے ہیں، پھر اُسے سمجھ لینے کے بعد اس (کے مطلب) کو بگاڑ دیتے ہیں اور وہ (اس عمل کے بدنتائج کو خوب) جانتے ہیں۔

---

[1] وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا سے حضرت مسیحؑ کی صلیب کا واقعہ مراد ہے جس کے متعلق عیسائیوں نے تو یہ کہہ دیا کہ مسیحؑ اپنی مرضی سے صلیب پر چڑھ گیا کیونکہ وہ دنیا کا کفارہ بننا چاہتا تھا، اور یہودیوں نے کہا کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ دونوں جھوٹے ہیں۔ درحقیقت مسیحؑ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے تھے اور اگر ایسے ہی حالات میں صلیب سے اترنے والوں کے حالات کو دیکھو تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ تاریخ کے مطابق بھی اور طب کے مطابق بھی وہ لوگ زندہ ہی ہوتے ہیں پس مسیحؑ بھی صلیب سے زندہ ہی اُترے تھے۔ اور اگر قرآن مجید نے ان کی نسبت کہا کہ تم نے ایک جان کو قتل کیا تو اس سے مراد یہ ہے کہ تم نے دعویٰ کیا کہ ہم نے قتل کر دیا ہے جیسے یہود کا یہ قول بیان ہوا ہے اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور جیسے عیسائی کہتے ہیں کہ وہ ہمارا کفارہ ہونے کے لیے مر گیا۔

[2] یعنی ایسی تدبیریں بتاتا ہے جس سے وہ لوگ جو تمھارے خیال میں مُردہ تھے درحقیقت زندہ ثابت ہو جاتے ہیں۔

[3] اس آیت کے دونوں طرح معنے کیے جا سکتے ہیں۔ ایک تو اِس طرح کہ ھَا کی ضمیر پتھروں کی طرف پھیری جائے، اور معنے یہ کیے جائیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرانے والی چیزوں کے سبب سے (جیسے آندھیاں۔ سیلاب اور زلزلے ہیں) بعض پتھر گر جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے خَشْيَةٌ اِخْشَاءٌ کے معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ دوسرے معنے یوں کیے جا سکتے ہیں کہ ھَا کی ضمیر قلوب کی طرف پھیری جائے اور معنے یوں ہوں کہ دِلوں میں سے بعض یقیناً ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے معافی مانگتے ہوئے گر جاتے ہیں۔ قُلُوْب کا لفظ پہلے آ چکا ہے اور اس کی طرف ضمیر عربی قاعدہ کی رُو سے جا سکتی ہے (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد اوّل)

وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۷

اور جب یہ لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب ایک دوسرے سے علیحدگی میں ملتے ہیں تو (ایک دوسرے کو الزام دیتے ہوئے) کہتے ہیں کیا تم انھیں وہ باتیں جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں بتاتے ہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اِن (معلومات) کے ذریعے سے اللہ کے سامنے تم پر حجت[1] قائم کریں گے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۸

کیا یہ (اس بات) کو نہیں جانتے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اللہ اسے جانتا ہے۔

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۷۹

اور اُن میں سے بعض اَن پڑھ ہیں جو چند جھوٹی باتوں کے سوا اپنی کتاب کا کچھ بھی علم نہیں رکھتے اور وہ صرف تُک بندیاں کرتے رہتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝۸۰

پس جو لوگ اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر اس کے ذریعے سے (کچھ) تھوڑی سی قیمت حاصل کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ یہ (کتاب) اللہ کی طرف سے ہے ان کے لیے (ایک سخت) عذاب (مقدر) ہے۔ پھر (ہم کہتے ہیں) اُن کے لیے اُن کے ہاتھوں کے لکھے کے سبب سے (ایک سخت) عذاب (مقدر) ہے اور اس کے سبب سے (بھی) عذاب (مقدر) ہے جو وہ کماتے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۱

اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں چند گنتی کے دنوں کے سوا دوزخ کی آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔ تو اُن سے کہہ کیا تم نے اللہ کی بارگاہ سے کوئی عہد لیا (ہُوا) ہے؟ (اگر ایسا ہے) تب تو وہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا، یا تم اللہ کے متعلق ایسی بات کہتے ہو جس کا تمھیں (کوئی) علم نہیں ہے۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗــــــَٔــتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۲

کیوں نہیں، جو لوگ بھی کسی قسم کی بدی کمائیں گے اور اُن کا گناہ انھیں (چاروں طرف سے) گھیرے گا وہ دوزخ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں (پڑے) رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۸۳

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں وہ جنت (میں جانے) والے ہیں۔ وہ اس میں (ہمیشہ) بسیں گے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے احسان (کا معاملہ) کرو گے اور (اسی طرح) قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھی، اور یہ (عہد بھی لیا تھا) کہ لوگوں کے ساتھ ملاطفت کے ساتھ کلام کیا کرو۔ اور نماز کو قائم رکھا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ مگر (اس کے بعد) تم میں سے چند ایک کے

---

[1] لِيُحَاجُّوْكُمْ بِهٖ میں لام، لامِ عاقبت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی بات کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ تم پر حجت قائم کریں گے۔

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۴﴾

سوا (باقی) (سَب[1] کے سب) اعراض کرتے ہوئے پھر گئے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا کہ تم (آپس میں) اپنے خون[2] نہ بہاؤ گے اور اپنے آپ کو (یعنی اپنی قوم کے لوگوں کو) اپنے گھروں سے نہ نکالو گے اور تم نے (اس کا) اقرار کر لیا تھا اور تم (اس عہد کے متعلق ہمیشہ) گواہی دیتے[3] رہتے ہو۔

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۶﴾

پھر تم لوگ ہی ہو کہ (اس عہد کے باوجود) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو اور اپنے میں سے ایک جماعت کو گناہ اور ظلم کے ساتھ (اُن کے دشمنوں کی) مدد کرتے ہوئے اُن کے گھروں سے نکالتے ہو اور اگر وہ تمہارے پاس قیدی ہو کر (مدد مانگنے کے لیے) آئیں تو تم فدیہ دیکر اُنھیں چھڑا لیتے ہو گو حقیقتاً اُن کا (گھروں سے نکالنا بھی) تم پر حرام کیا گیا تھا۔ تو کیا تم کتاب کے ایک حصّہ پر تو ایمان لاتے ہو اور ایک حصّہ کا انکار کرتے ہو پس تم میں سے جو ایسا کرتے ہیں اُن کی سزا اس (جہان کی) زندگی (ہی) میں رسوائی (اُٹھانے) کے سوا اور کیا ہے (جو انھیں ملے گی) اور وہ قیامت کے دن اس سے بھی سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ ع

اور یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس (جہان کی) زندگی کو بعد میں آنے والی (زندگی) پر مقدم کر لیا ہے اس لیے نہ تو اُن سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُن کی (کسی اور رنگ میں) مدد کی جائے گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

اور ہم نے (یقیناً) موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کے بعد ہم نے (اُن)[4] رسولوں کو (جنھیں تم جانتے ہو اس کے) پیچھے بھیجا[5] اور عیسیٰ ابن مریم کو (بھی) ہم نے کھلے کھلے نشانات دیئے اور روح القدس

---

۱ عربی الفاظ میں ضمیر خطاب ہے۔ لیکن چونکہ استثناء میں بھی "تم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اُردو میں دوسری دفعہ تم کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا اس لیے "سب" کے لفظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ تحت اللفظ ترجمہ اس طرح ہے: "تم میں سے چند ایک کے سوا (باقی) تم (سب) اعراض کرتے ہوئے پھر گئے"۔

۲ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ یعنی بعض یہودی قبیلے دوسرے یہودی قبیلوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ عہد کی تفصیل کے لیے دیکھو خروج باب ۲۰-۲۱

۳ خروج باب ۲۴ آیت ۳۔

۴ اس جگہ الرُّسُل کا لفظ ہے اور الؔ سے اُس چیز کی طرف اشارہ ہے جو مخاطبین کے ذہن میں تھی۔ پس اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ وہ رسول جو تمھارے ذہن میں ہیں اور جن کو تم جانتے ہو۔ اس مفہوم کو واضح کرنے کے لیے خطوط وحدانی میں "ان" کا لفظ بڑھا دیا گیا ہے۔

۵ "پیچھے بھیجا" سے صرف بعد میں آنا مراد نہیں کیونکہ وہ تو مِنْ بَعْدِهٖ کے الفاظ میں بیان ہو چکا ہے۔ پس اس سے مراد نقش قدم پر چلنا اور اس کے دین کی خدمت کرنا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿۸۸﴾

کے ذریعہ اُسے طاقت بخشی (لیکن تم نے سب کا مقابلہ کیا) تو پھر (تم ہی بتاؤ کہ) کیا (یہ بات) ناپسندیدہ نہیں کہ) جب بھی تمھارے پاس کوئی رسول اس (تعلیم) کو لے کر آیا جسے تمھارے نفس پسند نہیں کرتے تھے تو تم نے تکبّر (کا مظاہرہ) کیا چنانچہ بعض کو تم نے جھٹلا دیا اور بعض کو قتل کر دیا[1]۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿۸۹﴾

اور (ہمیں معلوم ہے کہ) انھوں نے (یہ بھی) کہا ہے (کہ) ہمارے دل تو پردوں میں ہیں (مگر یہ بات) نہیں بلکہ اللہ نے اُن کے کفر کے سبب سے اُن پر لعنت کی ہے پس وہ بہت ہی کم ایمان لاتے ہیں۔

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۹۰﴾

اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اس (کتاب کی پیشگوئیوں) کو جو اُن کے پاس ہے سچّا کرنے والی ہے تو باوجود اس کے کہ پہلے یہ (لوگ اللہ سے) کافروں پر فتح (پانے کی دُعا) مانگا کرتے تھے۔ جب[2] اُن کے پاس وہ چیز آگئی جس کو اُنھوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا۔ پس ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۹۱﴾

وہ امر بہت ہی بُرا ہے جس کے بدلہ میں انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ رکھا ہے (اور وہ) اُن کا اللہ کے اُتارے ہوئے کلام سے اس بات پر بگڑ کر انکار کرنا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (کیوں) اپنا فضل نازل کر دیتا ہے — پس یہ لوگ غضب کے بعد غضب کا مورد ہو گئے ہیں — اور ایسے (ہی) کافروں کے لیے رُسوا کرنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۹۲﴾

اور جب اُن سے کہا جائے کہ جو کچھ اللہ نے اُتارا ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم (تو) اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اُتارا گیا ہے اور (یہ کہتے ہوئے) اس کے بعد آنے والے (کلام) کا وہ انکار کر دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس (کلام) کو جو اُن کے پاس ہے سچّا کر کے کامل طور پر سچّا (ثابت) ہو چکا ہے تو (اُن سے) کہہ کہ اگر تم (واقعی) مومن ہو تو پھر تم کیوں اس سے پہلے اللہ کے نبیوں کے قتل کے درپے رہے ہو۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۹۳﴾

اور موسیٰ تمھارے پاس یقیناً کھلے کھلے نشان لے کر آیا تھا پھر (بھی) تم نے اس کے (پہاڑ پر جانے کے) بعد ظلم کرتے ہوئے (خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر) بچھڑے کو (معبود) بنا لیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ

اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور طور کو تمھارے اوپر[3] بلند کیا تھا

---

[1] تَقْتُلُوْنَ حالِ ماضیہ ہے یعنی حال کا صیغہ فعل ماضی کی شناعت کے اظہار کے لیے لایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ یہ ایسا بُرا فعل تھا کہ اب بھی خیال کرتے ہوئے آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

[2] یہاں فَاء کا ترجمہ چھوڑ اگیا ہے کیونکہ اُردو میں ایسے موقع پر کوئی لفظ استعمال نہیں ہوتا۔

[3] وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ: یعنی تم کو اس کے دامن میں کھڑا کیا تھا۔

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ٭ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۴﴾

(یہ کہتے ہوئے کہ) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اُسے مضبوطی سے پکڑو اور اس (یعنی اللہ) کی اطاعت کرو۔ اس پر (تم میں سے جو لوگ اس وقت ہمارے مخاطب تھے) انھوں نے کہا تھا کہ (بہت اچھا) ہم نے سُن لیا اور (ہم یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ) ہم نے (اس حکم کے) نہ ماننے کا فیصلہ کر لیا ہے اور ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں میں بچھڑا (یعنی اس کی محبّت کا جذبہ) گھر کر گیا۔ تو (ان سے) کہہ کہ اگر تم (جیسا کہ دعوی کرتے ہو) مومن ہو تو وہ کام جس کا تمھیں تمھارا ایمان حکم دیتا ہے بہت بُرا ہے۔[1]

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۵﴾

تو (ان سے) کہہ کہ اگر اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر (باقی) لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمھارے ہی لیے ہے تو اگر تم (اس دعوی میں) سچے ہو تو موت[2] کی خواہش کرو۔

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۶﴾

اور (اے مسلمانو! یاد رکھو کہ) جو کچھ ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے سبب سے وہ کبھی بھی اس (قسم کی موت) کی تمنّا نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور تو یقیناً انھیں (بھی) اور بعض اُن لوگوں کو (بھی) جو مشرک ہیں سب لوگوں سے زیادہ زندگی کا حریص پائے گا۔ ان میں سے (ہر) ایک (یہی) چاہتا ہے کہ اسے ہزار سال کی عمر مل جائے حالانکہ یہ (امر یعنی) اس کا لمبی عمر[3] پانا اس کو عذاب سے نہیں بچا سکتا اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۸﴾

تو (ان سے) کہہ دے کہ جو شخص اس وجہ سے جبرائیل کا دشمن ہو کہ اس نے تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اِس (کتاب) کو اُتارا ہے جو اس (کلام) کو جو اس سے پہلے موجود ہے سچّا کرنے والی ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

---

[1] عربی کا محاورہ ہے اُشْرِبَ فُلَانٌ حُبَّ فُلَانٍ اور معنے یہ ہوتے ہیں خَالَطَهٗ حُبُّهٗ قَلْبَهٗ (اقرب) یعنی فلاں کی محبّت اس کے دل میں رچ گئی۔ پس اُشْرِبَ مجہول کے صیغہ میں محبّت کے رچ جانے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ بحر محیط میں لکھا ہے وَقَالُوْا اُشْرِبْتُ الْبَيَاضَ الْحُمْرَةَ اَىْ خَلَطْتُهَا بِالْحُمْرَةِ یعنی عرب بعض دفعہ کہتے ہیں کہ میں نے سفیدی کو سُرخی پلائی اور مراد ہوتی ہے کہ سفید رنگ میں سُرخ رنگ ملا دیا۔ ایک شاعر کہتا ہے: اِذَا مَا الْقَلْبُ اُشْرِبَ حُبَّ شَيْءٍ۔ فَلَا تَاْمَلْ لَهٗ عَنْهُ انْصِرَافًا۔ یعنی جب دل میں کسی کی محبت رچ جائے تو پھر اس سے یہ امید نہ رکھ کہ وہ اپنے معشوق کو چھوڑ دے گا۔ غرض اُشْرِبَ مجہول کے صیغہ میں رچ جانے، سرایت کر جانے اور گھر کر جانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس جگہ وہی معنے مناسب ہیں۔

[2] یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرو۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران آیت ۶۲ میں ہے۔

[3] قرآن کریم میں هُوَ کا لفظ ہے جس کے معنے "وہ" کے ہیں مگر چونکہ اس سے پہلے لَوْ يُعَمَّرُ کے الفاظ گزر چکے ہیں جن کی قائمقام ضمیر ہے۔ اس لیے ان معنوں کو ترجمہ میں کھول دیا گیا ہے۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۹﴾

(تو اُسے یاد رہے کہ) جو شخص (بھی) اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو (ایسے) کافروں کا اللہ بھی یقیناً دشمن ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ہم نے تجھ پر یقیناً کھُلے کھُلے نشان نازل کیے ہیں اور نافرمانوں کے سوا اُن کا کوئی انکار نہیں کرتا۔

اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اور کیا (یہ بُری بات نہیں کہ) جب بھی اُن لوگوں نے کوئی عہد کیا تو اُن میں سے ایک فریق نے اسے پھینک دیا (یہی نہیں) بلکہ اُن میں سے اکثر (تو) ایمان کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے ایک ایسا رسول آیا جو اس (کتاب) کو جو اُن کے پاس ہے سچا کرنے والا ہے تو اُن لوگوں میں سے جنہیں (وہ) کتاب دی گئی تھی ایک فریق نے اللہ کی (تازہ) کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا گویا کہ وہ اُسے جانتے ہی نہیں۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

نیز وہ (یہودی) اُس (طریقِ عمل) کے پیچھے پڑ گئے جس کے پیچھے سلیمان کی حکومت کے زمانہ میں (اس کی حکومت کے) باغی[1] پڑے رہتے تھے۔ اور سلیمان کافر نہ تھا بلکہ (اس کے) باغی کافر تھے۔ وہ لوگوں کو دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے اور (بزعم خود) اس بات کی (بھی) نقل کرتے ہیں جو بابل میں دو فرشتوں[2] ہاروت و ماروت پر اُتاری گئی تھی حالانکہ وہ دونوں (تو) جب تک یہ نہ کہہ لیتے تھے کہ ہم (خدا تعالیٰ کی طرف سے) آزمائش کے طور پر (مقرر ہوئے) ہیں اس لیے (اے مخاطب! ہمارے احکام کا) انکار نہ کرنا، کسی کو (کچھ) نہیں سکھاتے تھے جس پر وہ (لوگ) اُن (دونوں) سے وہ بات سیکھتے تھے جس کے ذریعہ سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ[3] کردیتے تھے اور وہ اللہ کے حکم کے سوا کسی کو بھی اس (بات) کے ذریعہ سے ضرر نہیں پہنچاتے تھے اور (اس کے بالمقابل) یہ (یعنی رسول اللہ

---

[1] شَیٰطِین کے معنے ہیں کُلُّ عَاتٍ مُتَمَرِّدٍ: ہر سرکش اور حد سے بڑھنے والا (اقرب) مفردات راغب میں بھی وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ میں شیاطین سے سرکش انسان مراد لیے گئے ہیں۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں "باغی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

[2] دو فرشتوں یعنی دو فرشتہ خصلت آدمیوں پر (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر سورۃ البقرۃ)

[3] یُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ: یعنی وہ خاص دینی تعلیم اُن کو دیتے تھے جس کی وجہ سے جو عورت ایمان لے آتی تھی، وہ ایمان نہ لانے والے مرد کی پروا نہیں کرتی تھی اور جو مرد ایمان لے آتا تھا وہ ایمان نہ لانے والی عورت کی پروا نہیں کرتا تھا، بلکہ اگر میاں بیوی میں سے بیوی ایمان لے آتی تو وہ اس تعلیم کو جو اُسے سکھائی جاتی تھی مقدم رکھ کر اپنے خاوند سے اپنی جماعت کی باتیں چھپانے لگ جاتی اور اگر مرد ایمان لے آتا تو وہ اپنی بیوی سے باتیں چھپانے لگ جاتا اور دونوں ایک دوسرے کو اپنا رازدار نہیں بناتے تھے۔ صرف خدا کے رسول یا اس کے نائبوں کو رازدار بناتے تھے۔

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن) تو وہ بات سیکھ رہے ہیں جو انھیں ضرر دے گی اور نفع نہیں دے گی اور یہ لوگ یقیناً جان چکے ہیں کہ جو اس (طریق) کو اختیار کرلے آخرت میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں اور وہ چیز جس کے بدلہ میں انھوں نے اپنے آپ کو بیچ رکھا ہے بہت ہی بری ہے۔ کاش کہ یہ جانتے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۲/۱۲

اور اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو (انھیں معلوم ہوجاتا کہ) اللہ کی طرف سے ملنے والا بدلہ (ہی) بہترین (بدلہ) ہے۔ کاش کہ یہ جانتے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

اے ایمان دارو! (رسول کو مخاطب کرکے) رَاعِنَا[1] مت کہا کرو اور اُنْظُرْنَا کہا کرو اور (توجہ سے اس کی بات) سنا کرو اور (یاد رکھو کہ منکروں کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۶﴾

اہل کتاب میں سے اور نیز مشرکوں میں سے جن لوگوں نے (ہمارے رسول کا) انکار کیا ہے وہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کسی قسم کی خیر (اور برکت) اتاری جائے اور (بھول جاتے ہیں کہ) اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے خاص کرلیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۷﴾

جس کسی پیغام کو بھی ہم منسوخ[2] کردیں یا بھلوا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسا (پیغام ہم دوبارہ دنیا میں) لے آتے ہیں کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ ہر ایک امر پر (جس کا وہ ارادہ کرے) پورا پورا قادر ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۸﴾

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ کے سوا تمھارا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔

---

[1] عربی میں کسی کو متوجہ کرنا ہو تو رَاعِنَا کہتے ہیں مگر یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ دونوں گروہ برابر درجہ کے ہوں۔ کیونکہ رَاعِنَا کے معنے ہیں کہ تو ہمارا خیال رکھ، ہم تیرا خیال رکھیں گے۔ لیکن جب مخاطب درجہ میں بڑا ہو تو اس وقت رَاعِنَا نہیں کہتے بلکہ اُنْظُرْنَا کہتے ہیں۔ یعنی اے حضور! ہمارا بھی خیال رکھیے اور ایسی طرز پر بات کیجیے کہ ہم بھی سمجھ سکیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہی کہا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رَاعِنَا نہ کہا کرو اس سے تمھارے دلوں میں بے ایمانی پیدا ہوگی۔ کیونکہ اس لفظ کے اصل معنے یہ ہیں کہ ہم تم برابر ہیں۔ تم اُنْظُرْنَا کہا کرو تا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ملحوظ رہے، بلکہ تمھیں چاہیئے کہ اس کی باتیں پہلے ہی توجہ سے سنا کرو تاکہ نہ رَاعِنَا کہنا پڑے، نہ اُنْظُرْنَا کہنا پڑے۔

[2] اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم قرآن شریف کی کسی آیت کو منسوخ کردیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ہم کسی نشان کو ٹلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر نشان لے آتے ہیں یا کم سے کم ویسا ہی نشان اور ظاہر کرتے ہیں تاکہ دنیا کے لیے ہدایت کا موجب بنے۔

مفسرین نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ جب قرآن کی کوئی آیت منسوخ کی جائے تو ویسی ہی آیت اور آجاتی ہے۔ لیکن اگر کتاب ہی کی آیت مراد لینی ہو تو اس آیت کے یہ معنے لینے چاہئیں کہ اگر ہم تورات اور انجیل میں سے کسی حصہ کو منسوخ کریں، تو قرآن کریم میں یا تو ویسی ہی تعلیم نازل کردیں گے یا اس سے بہتر نازل کردیں گے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ نہ قیامت تک منسوخ ہوگی۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْـَٔلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسٰى مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۹﴾

کیا تم اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرنا چاہتے ہو جس طرح (اس سے) پہلے موسیٰ سے سوال کیے گئے تھے اور (بھول جاتے ہو کہ) جو شخص کُفر کو ایمان سے بدل لے تو سمجھو[1] کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

اہلِ کتاب میں سے بہت سے لوگ بعد اس کے کہ حق اُن پر خوب کھُل چکا ہے اس حسد کی وجہ سے جو اُن کی اپنی ہی جانوں سے پیدا ہوا ہے چاہتے ہیں کہ تمھارے ایمان لے آنے کے بعد تمھیں پھر کافر بنا دیں۔ پس تم اس وقت تک کہ اللہ اپنے حکم کو نازل فرمائے انھیں معاف کرو اور اُن سے درگذر کرو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

اور نماز کو (مطابق شرائط) قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو، اور (یاد رکھو کہ) جو نیکی بھی تم اپنی ذات کے لیے آگے بھیجو گے تم اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ اللہ تمھارے اعمال کو یقیناً دیکھ رہا ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور وہ (یعنی یہودی اور مسیحی بھی) کہتے ہیں کہ جنت میں سوائے اُن لوگوں کے جو یہودی ہوں یا مسیحی[2] ہوں ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا، یہ محض اُن کی آرزوئیں ہیں، تو (انھیں) کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

بَلٰي ۤ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ ع

(اور بتاؤ کہ دوسرے لوگ) کیوں نہیں (داخل ہوں گے) جو بھی اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے اور وہ نیک کام کرنے (والا بھی) ہو تو اُس کے رب کے ہاں اس کے لیے بدلہ (مقرر) ہے اور (ان لوگوں) کو نہ (آئندہ کے متعلق) کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ (کسی سابق نقصان پر) غمگین ہوں گے۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰي شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰي شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور یہودی کہتے ہیں کہ مسیحی کسی (سچی) بات پر قائم نہیں ہیں اور مسیحی کہتے ہیں کہ یہود کسی (سچی) بات پر قائم نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں (ایک ہی) کتاب (یعنی تورات) پڑھتے ہیں اسی طرح وہ (دوسرے) لوگ جو علم نہیں رکھتے انھی کی سی بات کہا کرتے تھے۔ سو جس (بات) میں یہ اختلاف کرتے ہیں اس کے متعلق اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

---

[1] اس جگہ "سمجھو کہ" کے الفاظ فَقَدْ کا ترجمہ ہے۔ فاء اپنے بعد ایک محذوف پر دلالت کرتا ہے جو ظاہر کیا گیا ہے۔

[2] اس کلام کے یہ معنے ہیں کہ یہودی کہتے ہیں کہ صرف یہودی، اور مسیحی کہتے ہیں کہ صرف مسیحی جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ مراد نہیں کہ یہودی یہ سمجھتے ہیں کہ یہودی اور مسیحی ہی جنتی ہیں اور مسیحی سمجھتے ہیں کہ مسیحی اور یہودی ہی جنتی ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

اور اس (شخص) سے بڑھ کر کون ظالم (ہو سکتا) ہے جس نے اللہ کی مساجد (لوگوں کو) روکا کہ اُن میں اس کا نام لیا جائے اور اُن کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان (لوگوں) کے لیے مناسب نہ تھا کہ اُن (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر (خدا سے) ڈرتے ہوئے۔ اُن کے لیے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور آخرت میں (بھی) اُن کے لیے بڑا عذاب (مقدّر) ہے

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۶﴾

اور مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں اس لیے جدھر بھی تم رُخ کرو گے اُدھر ہی اللہ کی توجہ ہو گی۔ اللہ یقیناً وسعت دینے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے (اپنے لیے) ایک بیٹا[1] بنا لیا ہے (ان کی بات درست نہیں) وہ (تو ہر کمزوری سے) پاک[2] ہے بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے سب اس کے فرمانبردار ہیں۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۸﴾

وہ آسمانوں اور زمین کو (بغیر کسی سابق نمونہ کے) پیدا کرنے والا ہے اور جب وہ کسی امر کے (عالمِ وجود میں لانے) کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو ہو جا۔ سو وہ ہو جاتا ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۹﴾

اور وہ لوگ جو (خدا کی حکمتوں کا) علم نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اللہ کیوں ہم سے (براہِ راست) بات نہیں کرتا یا کیوں (ہمارے پاس) کوئی نشان نہیں آتا؟ اسی طرح ـــــ (بالکل) انہی کی سی بات ـــــ (وہ بھی) کہا کرتے تھے جو ان سے پہلے (زمانہ کے لوگ) تھے۔ اُن سب کے دل ہم رنگ ہو گئے ہیں ہم تو ایسے لوگوں[3] کے لیے جو یقین لاتے ہیں ہر طرح کے نشانات کھول کر بیان کر چکے ہیں (مگر یہ لوگ مانتے نہیں)

---

[1] وَلَدٌ کے معنے بیٹے کے بھی ہیں اور بیٹی کے بھی ہیں اور ایک کے لیے بھی اور دو کے لیے بھی اور زیادہ کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے عقیدہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اس جگہ ایک بیٹے کے معنے کیے گئے ہیں۔ ورنہ آیت کے یہ معنے ہیں کہ نہ اس کا بیٹا ہے نہ بیٹی۔ نہ ایک بیٹا بیٹی، نہ بہت سے بیٹے بیٹیاں۔

[2] سُبْحٰنَ اسم مصدر ہے اور ترکیب میں مفعولِ مطلق کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس لیے موقعہ کے لحاظ سے اس کا فعل محذوف قرار دیا جائے گا۔ کسی جگہ "میں اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں" کے الفاظ محذوف ہوں گے اور کسی جگہ "اس کی پاکیزگی بیان کرو" اور کسی جگہ "اس کی پاکیزگی بیان کی جاتی ہے" کے الفاظ۔ اس جگہ آخری معنوں کو مدِّنظر رکھ کر "پاک ہے" ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] قَوْمٌ کے معنے عربی زبان میں صرف ایک نسل کے انسانوں کے نہیں ہوتے بلکہ اعوان اور انصار کی جماعت کے بھی ہوتے ہیں۔ خواہ دنیوی وجوہ سے تعلق رکھتے ہوں یا دینی یا علمی یا کسی اور وجہ سے۔ تاج العروس میں لکھا ہے:۔ اَلْقَوْمُ: اَلْجَمَاعَةُ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ لِاَنَّ قَوْمَ كُلِّ رَجُلٍ شِيْعَتُهٗ وَعَشِيْرَتُهٗ۔ یعنی قوم کے معنے مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت کے ہوتے ہیں کیونکہ قوم انسان کے رشتہ داروں یا اس کے مددگاروں اور ہم خیال لوگوں کی جماعت کا نام ہے۔ پس قوم کا ترجمہ اس جگہ "ایسے لوگوں" کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو سیاسی، علمی، نسلی، دینی سب قسم کے لوگوں کی جماعت پر حاوی ہو سکے۔ قَوْم کا لفظ اُردو میں نسلی معنوں میں محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۲۰﴾

ہم نے تجھے یقیناً خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر حق (اور راستی) کے ساتھ بھیجا ہے اور دوزخیوں کے متعلق تجھ سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۱﴾

اور (یاد رکھ کہ) جب تک تُو اُن کے دین کی پیروی نہ کرے یہودی تجھ سے ہرگز خوش نہ ہوں گے اور نہ ہی مسیحی (خوش ہوں گے) تُو (اُن سے) کہہ دے کہ اللہ کی ہدایت ہی یقیناً اصل ہدایت ہے اور اگر (اے مخاطب!) تُو اس علم کے بعد (بھی) جو تیرے پاس آ چکا ہے اُن کی خواہشات کی پیروی کرے گا تو اللہ (کی طرف) سے نہ کوئی تیرا دوست ہوگا اور نہ مددگار۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(وہ لوگ) جنھیں ہم نے کتاب دی ہے[1] وہ اس کی (اسی طرح) پیروی کرتے ہیں جس طرح اس کی پیروی کرنی چاہیے۔ وہ لوگ اس پر (پختہ) ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس کا انکار کریں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

اے بنی اسرائیل! میرے اُس احسان کو جو میں تم پر کر چکا ہوں یاد کرو اور (اس بات کو بھی) کہ میں نے تمھیں تمام جہانوں پر فضیلت[2] دی۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور اس دن سے ڈرو کہ جب کوئی شخص قطعاً کسی دوسرے شخص کا قائم مقام نہ ہو سکے گا اور نہ اس سے کسی قسم کا معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ کوئی سفارش اسے فائدہ دے گی اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض باتوں کے ذریعے سے آزمایا اور اس نے اُن کو پورا کر دکھایا (اس پر اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں سے بھی (امام بنائیو) (اللہ نے) فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا[3]۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (یعنی کعبہ) کو لوگوں کے لیے بار بار جمع ہونے کی جگہ[4] اور

---

[1] اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ میں اَلْكِتٰب سے مراد قرآن کریم ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کو ملزم قرار دیا ہے کہ تم نے تو تورات کو پس پشت پھینک رکھا تھا۔ مگر اب یہ لوگ جن کو ہم نے قرآن کریم دیا ہے اس پر پوری طرح عمل کرتے ہیں اور اس پر ان کا رسمی ایمان نہیں۔ بلکہ پختہ ایمان ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر سورۃ البقرہ)

[2] اَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلْعٰلَمِيْن سے مراد اُس زمانہ کے لوگ ہیں نہ کہ اگلے پچھلے سب (مفردات راغب)

[3] لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ: یعنی اولادِ ابراہیمؑ میں سے جو ظالم ہو جائیں گے اُن کو امام نہیں بنایا جائے گا۔

[4] اَلْمَثَابَةُ: اَلْمَوْضِعُ الَّذِىْ يُثَابُ اِلَيْهِ اَىْ يُرْجَعُ اِلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى (تاج العروس) یعنی مَثَابَة وہ جگہ ہوتی ہے جس کی طرف لوگ بار بار آئیں۔

مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ[1] وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّاۤئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۶﴾

امن (کا مقام) بنایا تھا اور (حکم دیا تھا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو تاکیدی حکم[1] دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک (اور صاف) رکھو۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۷﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب اس (جگہ) کو ایک پُر امن شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو بھی اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان لائیں اُنھیں (ہر قسم کے) پھل عطا فرما (اس پر اللہ نے) فرمایا اور جو شخص کُفر کرے اُسے (بھی) میں تھوڑی مدّت تک فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر اُسے مجبور کر کے دوزخ کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا۔ اور (یہ) بہت بُرا انجام ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اُٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسمٰعیل بھی (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے ربّ ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما۔ تو ہی (ہے جو) بہت سُننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۹﴾

اے ہمارے ربّ! اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار (بندہ) بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسب حال[2]) عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما یقیناً تُو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۳۰﴾

اور اے ہمارے ربّ! (ہماری یہ بھی التجا[3] ہے کہ تو) انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو اُنھیں تیری آیات پڑھ کر سُنائے اور اُنھیں کتاب اور حکمت سکھائے اور اُنھیں پاک کرے۔ یقیناً تو ہی غالب (اور) حکمتوں والا ہے۔

ع ۱۵ ۸ ۱۵

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ[4] وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

اور اس شخص کے سوا جس نے اپنے آپ کو ہلاک کر دیا[4] ہو ابراہیم کے دین سے کون اعراض کر سکتا ہے اور ہم نے یقیناً اسے (اس) دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا اور وہ آخرت میں بھی یقیناً نیک لوگوں میں (شمار) ہوگا۔

---

[1] اس جگہ عَہِدْنَا کے الفاظ ہیں اور عَہِدَ اِلَیْہِ کے معنے عربی میں اَوْصَاہُ کے ہیں یعنی تاکیدی حکم دیا۔

[2] عربی میں مَنَاسِکَنَا کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں "ہماری عبادات" لیکن ہماری سے مراد چونکہ یہ ہے کہ جو ہمارے لیے مناسب ہو، اس لیے "مناسب حال" کے الفاظ خطوط وحدانی میں رکھے گئے ہیں۔

[3] یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے لیے دعا ہے۔

[4] سَفِہَ نَفْسَہٗ کے معنے ہیں اَہْلَکَ نَفْسَہٗ وَاَوْبَقَہَا (لسان العرب) یعنی اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

جب اُس کے ربّ نے اسے کہا کہ (ہماری) فرمانبرداری اختیار کر (اس نے (جواب میں) کہا کہ میں (تو پہلے ہی سے) تمام جہانوں کے ربّ کی فرمانبرداری اختیار کر چکا ہوں۔

وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۭ﴿۱۳۲﴾

اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب نے بھی (اپنے بیٹوں کو) اس بات کی تاکید کی (اور کہا کہ) اے میرے بیٹو! اللہ نے یقیناً اس دین کو تمھارے لیے چن لیا ہے پس ہرگز نہ مرنا[1] مگر اس حالت میں کہ تم (اللہ کے) پورے فرمانبردار ہو۔

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ إِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ اٰبَآئِكَ إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوب پر موت (کی گھڑی) آئی (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انھوں نے (جواباً) کہا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے جو کچھ اس نے کمایا (اس کا نفع نقصان) اس کے لیے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا (اس کا نفع نقصان) تمھارے لیے ہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے متعلق تم سے (کچھ) نہیں پوچھا جائے گا۔

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا أَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

اور (کیا تم نے سنا کہ) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہودی یا مسیحی ہو جاؤ (اس طرح) تم ہدایت پا جاؤ گے تو (ان سے) کہہ دے (کہ یوں) نہیں بلکہ ابراہیم کے دین کو جو (خدا ہی کی طرف) جھکنے والا تھا (اختیار کرو) اور (یاد رکھو کہ) وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنْزِلَ إِلٰٓى إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

تم کہو کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور (اس کی) اولاد پر اتارا گیا تھا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا تھا اور (اسی طرح) جو کچھ (باقی) انبیا کو اُن کے ربّ کی طرف سے دیا گیا تھا (اس تمام وحی) پر ایمان رکھتے ہیں ہم ان میں سے ایک (نبی) اور دوسرے (نبی) کے درمیان (کوئی) بھی فرق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۭ﴿۱۳۷﴾

پس اگر وہ لوگ (اسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح تم اس (تعلیم) پر ایمان لائے ہو تو (بس) وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر جائیں تو (سمجھو کہ) وہ صرف (اختلاف (کرنے) پر) تُلے ہوئے ہیں اس صورت میں اللہ تجھے ضرور ان (کے شر) سے بچائے گا وہ بہت ہی سننے والا (اور) بہت ہی جاننے والا ہے۔

---

[1] موت انسان کے اختیار میں نہیں۔ پس لَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت فرمانبردار رہنا، تاکہ موت بے وقت نہ آئے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

(اے مسلمانو! ان سے کہو کہ ہم تو) اللہ کا دینؐ (اختیار کریں گے) اور دین (سکھانے کے معاملہ) میں اللہ سے کون بہتر ہو سکتا ہے اور ہم اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۴۰﴾

تُو (اُن سے) کہہ کیا تم ہم سے اللہ کے متعلق جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا (بھی) رَبّ ہے اور تمہارا (بھی) ربّ ہے اور ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے! اور ہم تو اُس سے اخلاص (کا تعلق) رکھتے ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

(اے اہل کتاب!) کیا تم (یہ) کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور (اُس کی) اولاد یہودی (یا) مسیحی تھے۔ تُو (اُن سے) کہہ کہ کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہؐ اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اُس شہادت کو جو اُس کے پاس اللہ کی طرف سے ہو چھپائے اور اللہ اُس سے ہرگز نا واقف نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ ع ۱۶

یہ وہ جماعت ہے جو (اپنا زمانہ پورا کر کے) فوت ہو چکی ہے۔ جو کچھ اُس نے کمایا (اُس کا نفع نقصان) اُس کے لیے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا (اُس کا نفع نقصان) تمہارے لیے ہے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اُس کے متعلق تم سے نہیں پوچھا جائے گا۔

ؐ صِبْغَۃ کے معنے ہیں: مِلّۃ - دِیْن - فِطْرَۃ۔

صِبْغَۃ اس جگہ مفعول بہٖ استعمال ہوا ہے۔ جو اِس لفظ کے آخر کی زبر سے (جو مفعول بہٖ کا نشان ہے) ظاہر ہے۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی کو کسی کام کی ترغیب دلانی ہو وہاں اُس فعل کو جس میں ترغیب کے معنے پائے جاتے ہیں حذف کر دیا جاتا ہے اور صرف مفعول بہٖ بیان کر دیا جاتا ہے۔ یہاں نَتَّبِعُ فعل محذوف ہے اور اصل فقرہ یُوں ہے:۔

نَتَّبِعُ صِبْغَۃَ اللّٰہِ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کا دین اختیار کریں گے۔

ؐ یعنی بائیبل میں تو یہ لکھا ہے کہ ابراہیمؑ - اسمٰعیلؑ - اسحٰقؑ اور یعقوبؑ یہ سب لوگ مسیحؑ اور موسٰیؑ سے پہلے گذرے ہیں، پھر یہ یہودی اور مسیحی کس طرح ہو سکتے ہیں۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

کم عقل لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے اس قبلہ سے جس پر یہ (پہلے) تھے کس چیز نے پھرا دیا ہے (جب وہ ایسا کہیں تو ان سے) کہنا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں[1]۔ وہ جسے چاہتا ہے ایک سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

اور (اے مسلمانو!) جس طرح ہم نے تمھیں سیدھی راہ دکھائی ہے اُسی طرح ہم نے تمھیں ایک اعلیٰ درجہ کی اُمت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو اور یہ رسول تم پر نگران ہو اور ہم نے اس قبلہ کو جس پر تُو اس سے پہلے قائم تھا صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ تا ہم اس شخص کو جو اس رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اس شخص کے مقابل پر جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے (ایک) ممتاز حیثیت میں (جان لیں اور یہ امر) اُن لوگوں کے سوا جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے (دوسروں کے لیے) ضرور مشکل ہے اور اللہ (ایسا) نہیں کہ تمھارے ایمانوں کو ضائع کرے۔ اللہ یقیناً سب انسانوں پر نہایت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

ہم تیری توجہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لیے ہم تجھے ضرور اُس قبلہ[2] کی طرف پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے سو اب (تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے۔ اور (اے مسلمانو!) تم (بھی) جہاں کہیں ہو اُس کی طرف اپنے مُنہ کیا کرو اور جن (لوگوں) کو کتاب (یعنی تورات) دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) تیرے ربّ کی طرف سے (بھیجی ہوئی ایک) صداقت ہے اور جو کچھ یہ (لوگ) کر رہے ہیں اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اگر تو اُن کے پاس ہر ایک (طرح کا) نشان (بھی) لے آئے (تو بھی) وہ تیرے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تو اُن کے قبلہ کی پیروی کر سکتا ہے اور نہ اُن میں سے کوئی (فریق) دوسرے (فریق) کے قبلہ کی پیروی[3] کرے گا اور (اے مخاطب!) اگر اس کے بعد بھی کہ تیرے پاس (الٰہی) علم آچکا ہے تو نے اُن کی خواہشات کی پیروی کی تو یقیناً اس صورت میں تو ظالموں میں (شمار) ہو گا۔

---

[1] تحویل قبلہ کا واقعہ مدینہ منوّرہ میں ہوا۔ مکّہ تک کوئی مشکل نہ تھی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ایسی جگہ پر کھڑے ہوتے تھے کہ سامنے کعبہ بھی رہتا تھا اور بیت المقدس بھی۔ یہودی اس پر خوش ہوتے تھے کہ ہمارے قبلہ کی طرف بھی رُخ ہے۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو چند ماہ بعد الہام ہُوا کہ کعبہ کی طرف مُنہ کرو، خواہ بیت المقدس کی طرف سے رُخ بدل جائے۔ سو آپ نے ایسا ہی کیا۔ اس پر بیوقوفوں نے اعتراض کیا جس کا جواب ان آیات میں دیا گیا ہے کہ کعبہ اپنی ذات میں کوئی چیز نہیں اصل چیز خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے لیے مشرق و مغرب برابر ہیں۔

[2] قِبْلَةً کا لفظی ترجمہ تو "ایسے قبلہ" ہے لیکن چونکہ اس سے قبلۂ معروفہ کی طرف اشارہ نہیں ہوتا اس لیے ہم نے ترجمہ میں "اس قبلہ" لکھا ہے۔

[3] عیسائی لوگ مشرق کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھا کرتے ہیں۔ چنانچہ نجران کے عیسائی جب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مذہبی گفتگو کرنے کے لیے آئے تو انھوں نے مشرق کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھی تھی۔ عام طور پر اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ مسیح کی خبر دینے والا ستارہ مشرق کی طرف سے طلوع ہوا تھا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (سچائی) کو (اسی طرح) پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ یقیناً حق کو جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

یہ (مذکورہ بالا) صداقت تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بن۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾

اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمحِ نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کر لیتا ہے سو تمھارا مطمحِ نظر یہ ہو کہ تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں کہیں (بھی) ہو گے اللہ تمھیں اکٹھا کر کے لے آئے گا اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾

اور تو جس جگہ سے بھی نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور یہ (حکم) یقیناً تیرے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) صداقت ہے اور جو کچھ (بھی) تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور تو جس جگہ سے بھی نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور تم (بھی) جہاں کہیں ہو اپنے منہ اس کی طرف کیا کرو۔ تا اُن لوگوں کے سوا جو اِن (مخالفوں) میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں (باقی) لوگوں کی طرف سے تم پر الزام نہ رہے سو تم ان (ظالموں)

یہودیوں میں سامری قبیلہ کے لوگ جیسا کہ نئے عہدنامہ کی کتاب یوحنا باب ۴ آیت ۲۰ سے معلوم ہوتا ہے۔ یروشلم کے ایک پہاڑ کی طرف منہ کر کے عبادت کیا کرتے تھے اور باقی یہودی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے پس ان سب میں اختلافِ قبلہ تھا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے کے قبلہ کی طرف منہ نہیں کرے گا۔

لہ وِجْهَةٌ کے معنے ہیں وہ مقصد جس کی طرف انسان توجہ رکھتا ہے (مفردات راغب)

لہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ: اِسْتَبَقَا الْبَابَ اَيْ اِلَيْهِ کے معنے ہیں اِبْتَدَرَا الْبَابَ: دروازہ تک پہنچنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی (اقرب الموارد) پس فَاسْتَبِقُوْا کے معنے ہوں گے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

۳ لہ خانہ کعبہ کی طرف نماز میں منہ کرنا تو کسی جگہ سے نکلنے سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ انسان خواہ کسی جگہ سے نکلے یا کسی جگہ داخل ہو رہا ہو بہر حال مسلمان کے لیے واجب ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے پس اس آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اس جگہ لڑائیوں کا ذکر ہے کیونکہ یہاں خروج کا لفظ ہے اور خروج کا لفظ لڑائی کی خاطر نکلنے کے معنے میں استعمال ہوتا ہے پس مراد یہ ہے کہ اے مسلمانو! اب تمھیں جنگ پر مجبور کیا جائیگا اور تم جہاں کہیں بھی ہو گے تم پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ تم اہلِ مکہ سے لڑو۔ ایسے موقعہ کے لیے حکم دیتا ہے کہ جب وہ مجبور کریں تو بیشک لڑائی کرو۔ لیکن لڑائی کا نقطۂ مرکزیہ بیت اللہ کو فتح کرنا ہو۔ غرض اس جگہ بیت اللہ کی فتح کا اشارہ ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے کا اشارہ نہیں۔

۴ لہ اس جگہ عام مسلمانوں کا ذکر ہے جو لڑائی کے دائرہ سے باہر تھے اور انھیں کہا گیا ہے کہ جو مسلمان جہاد میں پھنس گئے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ جہاں سے بھی لڑائی کے لیے نکلیں فتح بیت اللہ کو اپنا مطمحِ نظر بنائیں اور وہ مسلمان جو دائرۂ جنگ سے باہر ہیں ان کا کام یہ ہے کہ وہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں اور ہمیشہ اپنی توجہ اور دعائیں اس بارہ میں جاری رکھیں کہ خدا تعالیٰ بیت اللہ کو پھر ہمارے سپرد کر دے۔ ۵ لہ یعنی اگر تم مکہ فتح نہیں کرو گے تو دشمن کا تم پر الزام رہے گا۔ لیکن اگر

مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۱﴾

سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو — (یہ حکم میں نے اس لیے دیا ہے کہ تم لوگوں کا الزام نہ رہے) اور تا کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۲﴾

(اُسی طرح) جس طرح ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمھیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمھیں پاک کرتا ہے اور تمھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تمھیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۳﴾

پس (جب میں اس قدر فضل کرنے والا ہوں تو) تم مجھے یاد رکھو میں (بھی) تمھیں یاد کرتا رہوں گا اور میرے شکر گذار بنو اور میری ناشکری نہ کرو۔ ع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۴﴾

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور دُعا کے ذریعہ سے (اللہ کی) مدد مانگو۔ اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۵﴾

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اُن کے متعلق (یہ) مت کہو کہ وہ مُردہ ہیں (وہ مُردہ) نہیں بلکہ زندہ ہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۶﴾

اور ہم تمھیں کسی قدر خوف اور بھوک (سے) اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسول!) تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے۔

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۷﴾

جن پر جب (بھی) کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿۱۵۸﴾

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اُن کے ربّ کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت (بھی) اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ

صفا[۱] اور مروہ یقیناً اللہ کے نشانات میں سے ہیں سو جو شخص اس گھر (یعنی کعبہ) کا حج یا عمرہ کرے تو اُسے اُن کے درمیان[۲] تیز چلنے پر کوئی

مطلقاً لازم، عندالمتقدمین (margin note)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جنگوں کا رُخ فتح بیت اللہ کی طرف رکھیں گے اور دوسرے مسلمان بھی نمازوں اور دُعاؤں میں اس کا خیال رکھیں گے تو بیت اللہ فتح ہو جائے گا اور کفّار اور یہود کا مسلمانوں پر کوئی الزام نہیں رہے گا۔

[۱] صفا اور مروہ مکّہ میں دو پہاڑیاں ہیں۔

[۲] بِہِمَا کے معنے یہاں بَیْنَہُمَا کے ہیں، یعنی ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان اِدھر سے اُدھر اُن قواعد کے مطابق جو سُنّت سے ثابت ہیں دوڑے۔

بِهِمَا ۭ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

گناہ نہیں[1] اور جو شخص بھی اپنی خوشی سے کوئی نیک کام کرے (وہ سمجھ لے کہ) اللہ (نیک کاموں کا) قدر دان ہے اور (وہ) بہت جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

جو لوگ اس (کلام) کو جو ہم نے کھلے نشانوں اور ہدایت پر مشتمل نازل کیا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے اس کتاب میں کھول کر بیان کر دیا ہے چھپاتے ہیں ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور (دوسرے) لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰۗىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾

ہاں مگر جنھوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور (خدا کے احکام کو) کھول کر بیان کر دیا تو ایسے لوگوں پر میں فضل کے ساتھ توجہ کروں گا اور میں (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

جن لوگوں نے انکار کیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ایسے لوگوں پر یقیناً اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

وہ اس میں (پڑے) رہیں گے نہ (تو) ان (پر) سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ انھیں (سانس لینے کی) مہلت دی جائے گی۔

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع ۱۹

اور تمھارا معبود (اپنی ذات میں) واحد معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ مَّاۗءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات اور دن کے آگے پیچھے آنے اور اُن کشتیوں میں جو انسانوں کو نفع دینے والی چیزیں لیکر سمندر میں چلتی ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے بادل سے اُتارا، پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اُس کے مرنے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہر ایک قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کے ادھر اُدھر پھیلانے میں اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخّر ہیں (یقیناً) اس قوم کے لیے جو عقل سے کام لیتی ہے کئی (قسم کے) نشان ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ (میں) سے (اللہ کے) ہمسر بناتے ہیں وہ اُن سے اللہ کی محبت کی طرح محبت کرتے ہیں اور جو لوگ مومن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ (ہی) سے محبت کرتے ہیں اور جو لوگ (اس ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں) اگر وہ اس گھڑی کو جب وہ عذاب کو (سامنے) دیکھیں گے (کسی طرح اب) دیکھ لیتے (تو جان لیتے) کہ سب قوت اللہ ہی کو ہے اور یہ کہ اللہ سخت عذاب (دینے) والا ہے

[1] مدینہ کے لوگ اس جگہ پھرنے کو ناجائز سمجھتے تھے اس لیے کہا گیا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۷﴾

(اور کاش کہ وہ لوگ اس وقت کو دیکھ لیتے) جب وہ لوگ جن کی فرمانبرداری کی جاتی تھی ان لوگوں سے جو فرمانبردار تھے الگ ہو جائیں گے اور عذاب کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیں گے اور اُن (کے شرک کی وجہ سے نجات) کے سب ذریعے منقطع ہو جائیں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۸﴾ ع ۲ ۴

اور جو لوگ (ائمۃ الکفر کے) فرمانبردار تھے کہیں گے کہ کاش ہمیں ایک دفعہ (پھر دنیا میں) واپس جانا (نصیب) ہوتا تو ہم (بھی) ان (ائمۃ الکفر) سے الگ ہو جاتے جس طرح (آج) یہ ہم سے الگ ہو گئے اس طرح اللہ انھیں بتائے گا[۱] کہ اُن کے اعمال (کا نتیجہ) چند حسرتیں ہیں (جو اُن ہی) پر (وبال ہو کر پڑ) رہیں گی) اور وہ (دوزخ کی) آگ میں سے ہرگز نہیں نکل سکیں گے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۱۶۹﴾

اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے، اس میں سے جو کچھ حلال اور پاکیزہ ہے (اُسے) کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو[۲] وہ یقیناً تمھارا کھُلا (کھُلا) دشمن ہے۔

إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۷۰﴾

وہ تمھیں صرف بدی اور بے حیائی اور اس (بات) کی کہ تم اللہ کے متعلق جھوٹ باندھ[۳] کر وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے تلقین کرتا ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۷۱﴾

اور جب اُن سے کہا جائے کہ اس (کلام) کی جو اللہ نے اُتارا ہے پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ (نہیں) ہم تو اُسی (طریقہ) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ بھلا[۴] اگر ان کے باپ دادے کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ راہِ راست پر چلتے ہوں (تو پھر بھی وہ ایسا ہی کریں گے)۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ

اور ان لوگوں کا حال جنھوں نے کفر کیا ہے اس شخص کے حال کے مشابہ ہے جو اس چیز کو پکارتا[۵] ہے

---

[۱] اُرٰی بعض دفعہ اَعْلَمَ کے معنوں میں آتا ہے یعنی بتائے گا۔ خبر دے گا۔ واقف کرے گا اور اس کے تین مفعول ہوتے ہیں ترجمہ میں یہی معنے لیے گئے ہیں کیونکہ یہاں تین مفعول ہیں۔

[۲] لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ شیطان کے قدموں کی اِتّباع نہ کرو۔ لیکن چونکہ یہ عربی کا محاورہ ہے اس لیے اس کا ترجمہ بھی اُردو محاورہ میں کیا گیا ہے جو یہ ہے کہ شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ اقرب الموارد میں لکھا ہے خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ کے معنے ہیں طُرُقُہٗ وَسُبُلُہٗ شیطان کے طریقے اور اس کے راستے۔

[۳] قَالَ عَلَیْہِ کے معنے ہیں اِفْتَرٰی جان بوجھ کر کسی کے متعلّق جھوٹ بولا۔ (اقرب الموارد)

[۴] قرآنی الفاظ اَوَلَوْ ہیں۔ چونکہ عربی میں سوال کا لفظ بہر حال پہلے آتا ہے اور اُردو میں عطف کے بعد۔ اس کا ترجمہ یہ ہوگا "اور کیا اگر" مگر اُردو میں "اور کیا اگر" یہ تینوں لفظ جمع نہیں ہوتے بلکہ ایسے موقع پر "اور کیا" کی جگہ ایک لفظ "بھلا" کا بولا جاتا ہے۔ پس وہی لفظ اس جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

[۵] یَنْعِقُ کے معنے اصل میں جانور کو آواز دینے کے ہوتے ہیں۔ جانور آواز سُن کر مالک کی اتباع کرتا ہے مگر اس کے الفاظ کا مطلب نہیں سمجھتا۔ فرمایا یہی حال کفّار کا ہے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی اتباع بھیڑ چال کے طور پر کرتے ہیں اور یہ غور نہیں کرتے کہ کہنے والا کیا کہتا ہے، اور سُننے والا کیا سُنتا ہے۔ اس کے برخلاف اسلام کا داعی معقول بات کہتا ہے اور سمجھا کر کہتا ہے اور اس کے متبع اس پر سمجھ کر عمل کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ جانوروں کی طرح صرف

إِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۚ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۷۲﴾

جو سوائے پکار اور آواز کے کچھ نہیں سُنتی۔ (یہ لوگ) بہرے گونگے اور اندھے ہیں[۱] اس لیے سمجھتے نہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۷۳﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اُن پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ اور اگر تم (واقعہ میں) اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو اس کا شکر[۲] بھی ادا کرو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۷۴﴾

اُس نے تم پر صرف مُردار، خُون، سُور کے گوشت کو اور ان چیزوں کو جنھیں اللہ کے سوا کسی اور کے نام[۳] زد کر دیا گیا ہو حرام کیا ہے مگر[۴] جو شخص ان اشیاء کے استعمال پر مجبور ہو جائے اور وہ نہ تو قانون کا مقابلہ کرنے والا ہو اور نہ حد سے آگے نکلنے والا ہو اس پر کوئی گناہ نہیں اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۵﴾

جو لوگ اس تعلیم کو جو اللہ نے (الٰہی) کتاب (میں) سے نازل کی ہے چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت[۵] لیتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ ڈالتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ نہ اُن سے کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک قرار دے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۶﴾

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب اختیار کر لیا ہے پس آگ (کے عذاب) پر اُن کی برداشت تعجب انگیز ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍۢ بَعِيدٍ ﴿۱۷۷﴾ ع

یہ (عذاب) اس سبب سے ہوگا کہ اللہ نے اس کتاب کو (جو) (مشتمل) بر حق اتارا ہے اور جن لوگوں نے اس کتاب کے بارہ میں اختلاف کیا ہے وہ یقیناً پرلے درجہ کی عداوت میں (مبتلا[۶]) ہیں۔ ع ۲۱/۹/۵

آواز سُنتے اور مطلب، غرض اور حکمت سے بے خبر ہوتے ہیں۔

[۱] یعنی تعصّب نے سب حواس معطّل کر دیئے ہیں۔ اس لیے اپنے طریق کی شناعت کو محسوس نہیں کر سکتے۔

[۲] اصل عبارت میں عِبَادَة کے ساتھ ضمیر اور شُکر کے ساتھ اللّٰہ کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن ترجمہ میں عبادت کے ساتھ اللہ کا لفظ اور شکر کے ساتھ ضمیر استعمال کی گئی ہے کیونکہ اُردو ترتیب میں اس کے سوا چارہ نہ تھا۔

[۳] اُهِلَّ کے معنے بلند آواز سے کچھ کہنے کے ہوتے ہیں۔ محاورہ میں کسی جانور یا کسی اَور نعمت کے متعلق خدا تعالیٰ یا کسی دیوتا کے نام کے پکارنے کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ مثلاً کسی چیز کے متعلق کہہ دیا کہ یہ فلاں دیوتا کی ہے یا خدا تعالیٰ کی ہے یا ذبح کرتے وقت خدا تعالیٰ کا یا اور کسی دیوتا کا نام لے دیا۔ فرمایا ایسی اشیا کا استعمال حرام ہے خواہ خدا کے سوا کسی اور کی نیاز ہو، یا ذبح کے وقت کسی اور کا نام لیا گیا ہو دونوں میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔

[۴] فاء کا ترجمہ یہاں "مگر" کیا گیا ہے کیونکہ وہ بھی نتیجہ پر دلالت کرتا ہے جو فاء کا مفہوم ہے۔

[۵] تھوڑی سی قیمت کا یہ مطلب نہیں کہ زیادہ قیمت لینا جائز ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیوی قیمت کتنی بھی زیادہ ہو وہ اس جرم و نقصان کے بدلہ میں تھوڑی اور حقیر ہے۔

[۶] عربی عبارت کے مفہوم میں "مبتلا" شامل ہے لیکن آدابِ قرآنی کی وجہ سے "مبتلا" کو خطوط میں لکھا گیا ہے ورنہ فِی کے معنی عربی میں "مبتلا" اور پڑا ہوا

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾

وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ

تمھارا مشرق اور مغرب کی طرف مُنہ پھیرنا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے لیکن کامل نیک[1] وہ شخص ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، (الٰہی) کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا اور اس (اللہ) کی محبّت کی وجہ سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کو اور سوالیوں کو نیز غلاموں (کی آزادی) کے لیے (اپنا) مال دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ کو ادا کیا اور اپنے عہد کو جب بھی (کوئی) عہد کریں پُورا کرنے والے اور (خاصکر) تنگی اور بیماری میں اور جنگ کے وقت برداشت سے کام لینے والے (کامل نیک) ہیں یہی لوگ ہیں جو (اپنے قول کے) سچے نکلے اور یہی لوگ کامل متقی ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولوں کے بارہ میں برابر کا بدلہ لینا فرض کیا گیا ہے۔[2] اگر (قاتل) آزاد (مرد) ہو تو اُسی آزاد (قاتل) سے اور اگر (قاتل) غلام ہو تو اسی غلام (قاتل) سے اور اگر (قاتل) عورت ہو تو اسی عورت (قاتل) سے۔ مگر جس (قاتل) کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ تاوان معاف کر دیا جائے تو (مقتول کا وارث بقیہ تاوان کو صرف) مناسب طور پر وصول کر سکتا ہے اور (قاتل پر) عمدگی کے ساتھ (بقیہ تاوان اس کو) ادا کر دینا (واجب) ہے۔ یہ تمھارے ربّ کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے پھر جو شخص اس حکم کے بعد بھی زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

اور اے عقلمندو! تمھارے لیے (اس) بدلہ لینے میں زندگی[3] (کا سامان) ہے (اور یہ حکم اس لیے ہے) تاکہ تم بچ جاؤ۔

جب تم میں سے کسی پر موت کا وقت آجائے تو تم پر بشرطیکہ وہ (مرنے والا) بہت[4] سا مال

ہونے کے بھی ہوتے ہیں۔

[1] وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ میں بِرّ مصدر ہے اور عربی قاعدہ کے مطابق اس کے معنے بَآرّ یعنی نیک کے بھی ہو سکتے ہیں اس لیے ہم نے وہی ترجمہ کیا ہے۔

[2] اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر کوئی آزاد آدمی کسی کو قتل کر دے تو خواہ مقتول غلام مرد ہو یا غلام عورت۔ یا آزاد مرد ہو یا آزاد عورت، اُسی آزاد قاتل کو قتل کر کے بدلہ لیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی قاتل غلام ہو تو اسی قاتل غلام سے بدلہ لیا جائے گا اور اگر قاتل عورت ہو تو اسی قاتل عورت سے (خواہ وہ حُرّ ہو یا غلام) بدلہ لیا جائے گا۔

[3] یعنی قصاص کے حکم سے ناواجب قتل و خون کم ہو جائے گا اور لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

[4] خَیر کے معنے مطلق مال کے بھی ہوتے ہیں اور بہت سے مال کے بھی۔ اس جگہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالِ کثیر مراد ہے۔

خَیْرَاۨ ۖۚ الْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۸۱﴾

چھوڑے۔ والدین اور قریبی رشتہ داروں کو (امرِ) معروف کی وصیّت کر جانا فرض کیا گیا ہے۔ (یہ بات) متقیوں پر واجب ہے۔[۱]

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۸۲﴾

مگر جو شخص اس (وصیّت) کو اس کے سُننے کے بعد بدل دے تو اُس کا گناہ صرف اُنہی پر ہو گا جو اُسے بدل دیں۔[۲] اللہ یقیناً خوب سُننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

---

[۱] یہاں وَالِدَیْن اور اَقْرَبِیْن کو وصیّت کرنا کہا ہے حالانکہ اولاد قلبی تعلقات کے لحاظ سے نہایت اہم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال کی تقسیم کی وصیّت نہیں ورنہ اولاد کا ذکر ضرور ہوتا۔ بلکہ وصیّت سے مراد عام تاکید ہے کہ احکامِ الٰہیہ کے مطابق جائداد تقسیم کی جائے۔ اور اگر مال کا کوئی حصّہ صدقہ کرنا ہو تو اس کا اظہار کر دے۔ اِس آیت پر بہت بحث ہوئی ہے۔ اکثر مفسرین اسے منسوخ قرار دیتے ہیں کیونکہ اس میں وصیّت واجب لکھی ہے اور احکامِ وراثت کے نزول کے بعد رشتہ داروں کے نام وصیّت جائز نہیں۔ اور جنھوں نے جائز قرار دی ہے ان کے نزدیک بھی واجب نہیں، مگر یہ غلطی اس وجہ سے لگی ہے کہ وصیّت کے معنے مال کی تقسیم کی ہدایت سمجھے گئے ہیں حالانکہ یہ معنے نہیں۔ جیسا کہ اِس نوٹ کے شروع میں ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس آیت میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ بعض حالات میں (جن کا ذکر بعد میں آئے گا) یہ ضروری ہے کہ بہت سا مال رکھنے والا اپنے والدین اور رشتہ داروں کو امرِ معروف کی وصیّت کر جائے اور یہ حکم احکامِ وراثت سے کسی صورت میں بھی منسوخ نہیں ہوتا۔ وہ حالات جن میں ایسی وصیّت کی تاکید کی گئی ہے دو ہیں: ایک تو اِسی آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ بہت سا مال ہو۔ دوسرا سیاق سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اس آیت سے پہلے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور حِیْنَ الْبَاْسِ کی آیات ہیں جو یہ بتا رہی ہیں کہ یہاں جنگ کا ذکر شروع ہے اور اس آیت کے بعد بھی وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ کی آیت اور بعض دوسری آیات جنگ کے متعلق ہیں۔ پس اس جگہ حکم جنگ اور اُس کے مشابہ دوسرے حالات کے متعلق ہے اور چونکہ جنگ میں بالعموم نوجوان شامل ہوتے ہیں کہ جن کے ہاں یا اولاد ہوتی نہیں یا چھوٹی عمر کی ہوتی ہے۔ اس لیے والدین اور اقربین کے حق میں وصیّت کرنے کا حکم دیا اور اولاد کا ذکر چھوڑ دیا اور یہ فرمایا کہ جب انسان کسی ایسے خطرہ کے مقام کی طرف جائے اور اس کے پاس بہت سا مال بھی ہو تو اُسے اپنے رشتہ داروں کو وصیّت کر دینی چاہیئے کہ میرے بعد معروف کے مطابق میرا مال تقسیم ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ "مَعْرُوْف" کیا ہے، سو ایک تو احکامِ وراثت معروف ہیں اُن پر عمل کرنے کی وصیّت ہونی چاہیئے، دوسرے بعض حقوق ایسے ہیں جو احکامِ وراثت سے باہر ہیں اور جن کو قاعدہ میں تو نہیں بیان کیا گیا مگر یُوں مذہبی اور اخلاقی طور پر انھیں پسند کیا گیا ہے، اور ان کے لیے شریعت نے ⅓ تک وصیّت کر دینے کا دروازہ کھلا رکھا ہے سو اِس جگہ ان کے پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

اگر مسلمان اِس آیت کو سمجھتے اور جانتے کہ خطرہ کی حالت میں وصیّت ضروری ہے تو آج ہمارے ملک میں ورثہ کا مسئلہ وہ صورت اختیار نہ کرتا جو اُس نے آج اختیار کر لی ہے کیونکہ رسم کو قاعدہ قرار دے دینا بھی خطرہ کی حالت ہے اور اس صورت میں ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ وصیّت کرے کہ میرے مال کی تقسیم شریعت کے حکم کے مطابق ہو۔

[۲] فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قرآنی حکم کی طرف اشارہ ہے اور وہ حکم وراثت کا ہی ہے ورنہ اس کا کیا مطلب کہ بدلنے کا گناہ بدلنے والوں پر ہو گا۔ وصیّت کرنے والے پر نہ ہو گا۔ کیونکہ اگر اس وصیّت کی تفصیلات شرعی نہیں بلکہ وصیّت کرنے والے کی مرضی پر ہیں تو ان کے بیان نہ کرنے سے مرنے والے کو گناہ کیوں ہو۔ اس کے گنہگار ہونے کا سوال تبھی ہو سکتا ہے جبکہ کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو اور وہ اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس آیت میں احکام وراثت بھی شامل ہوں اور مطلب یہ ہو کہ مرنے والا یہ وصیّت کر جائے کہ احکامِ اسلام کے مطابق عمل کیا جائے اس صورت میں وہ گناہ سے بچ جائے گا اور حکم تبدیل کرنے والے وارث گنہگار ہوں گے۔ اگر آج بھی مسلمان اس پر عمل کرتے تو خواہ وہ عورتوں کو ورثہ دینے میں کامیاب نہ ہوتے مگر گناہ سے تو بچ جاتے۔

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۸۳ ع ۲۲

پھر جو شخص کسی وصیّت کرنے والے سے طرفداری یا گناہ (کے سرزد ہونے) کا خوف کرے اور اُن کے درمیان صلح[1] کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۴ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۸۵

اے لوگو جو ایمان لائے ہو (تم پر بھی) روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن۔ اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اُسے اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی ہوگی) اور اُن لوگوں پر جو اس[2] (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرط استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اُس کے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى

رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا ہے (وہ قرآن)

---

[1] یعنی وصیّت کرنے والے اور اُن رشتہ داروں کے درمیان جن کو نقصان پہنچانے یا نظرانداز کر دینے کا اس کا ارادہ ہو یا ان اشخاص میں جن کے حق میں وصیّت ہے، باہمی سمجھوتے سے ان کو راضی کر دے کہ باوجود وصیّت کے وہ ایک دوسرے کو اُس کا حق ادا کر دیں۔ بعض دفعہ شریعت پر عمل کرنے کے باوجود وصیت کرنے کی صورت میں بعض نقصانات کا احتمال موجود ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص $\frac{1}{3}$ کی وصیّت کر دے مگر باقی وارث اتنے ہوں کہ بقیہ مال میں سے اُن کو حصّہ بہت کم ملتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اصلاح کروا دی جائے تو گناہ نہیں یعنی وصیّت کرنے والے اور اس کے خاص محبوب یا خاص مبغوض میں صلح کرا دے۔

[2] وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ: مفسّرین اس جگہ یہ معنے کرتے ہیں کہ جو طاقت نہ رکھتے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان معنوں کو ہی اختیار فرمایا ہے۔
اصل بات یہ ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں جو ہٗ کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اس کے مرجع کے متعین نہ ہونے کی وجہ سے مشکل پیش آتی ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مشکل کو الفوز الکبیر میں اس طرح حل کیا ہے کہ يُطِيْقُوْنَهٗ میں ہٗ کی ضمیر فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ کی طرف گئی ہے۔ اس پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ یہ اضمار قبل الذکر ہے یعنی ضمیر پہلے آگئی ہے اور مرجع بعد میں ہے، حالانکہ مرجع پہلے ہونا چاہیے تھا۔ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ فدیہ کا مقام چونکہ نحواً مقدم ہے یعنی مبتدا ہے اس لیے اس کی ضمیر اس کے ذکر سے پہلے آسکتی ہے۔ دوسرا اعتراض یہ پڑتا تھا کہ فدیہ مؤنث ہے اور ضمیر مذکر۔ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ فدیہ، طعام مسکین کا قائمقام ہے اور وہ مذکر ہے اس لیے فدیہ کی طرف بھی مذکر کی ضمیر پھیر سکتی ہے اس حل کے پیش نظر اس آیت کا ترجمہ یہ ہوگا۔
کہ ان لوگوں پر جو فدیۂ رمضان کی طاقت رکھتے ہوں، ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان باوجود بعد میں روزہ رکھنے کے دینا واجب ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس آیت کے معنے یہ فرمائے ہیں کہ جو طاقت نہ رکھتے ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ باب افعال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سلب کے معنے دیتا ہے بشرطیکہ اس کا استعمال کرنے والا کوئی قادر الکلام ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ عام معنے اس فعل کے اس موقعہ پر نہیں لیے جا سکتے۔ اس حقیقت کے پیش نظر ہم کو ماننا پڑے گا کہ عرب کے محاورہ میں دوسرے معنے بھی استعمال ہوتے ہیں ورنہ اگر دوسرے معنے استعمال نہ ہوں تو ہمیں اس قادر الکلام کو غلط گو کہنا پڑتا۔ مگر یہ ناجائز بات ہے کہ ایک شخص جو عربی کی شُد بُد رکھتا ہے اس کے علم کی بنا پر ہم ایک قادر الکلام ہستی کو غلط گو قرار دیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ صرف و نحو خدا تعالیٰ پر حاوی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ صرف و نحو پر حاوی ہے کیونکہ زبانیں خدا تعالیٰ نے بنائی ہیں نہ کہ زبانوں نے خدا بنایا ہے پس ان سب امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے معنے یہ ہونگے کہ وہ لوگ جن کی طاقت کمزور ہو گئی ہے یعنی قریباً ضائع ہو گئی ہے وہ اگر روزہ نہ رکھیں تو چونکہ اُن کا روزہ نہ رکھنا محض اجتہادی امر ہوگا، مرض ظاہر کے نتیجہ میں نہیں ہوگا بلکہ کمزوری کے نتیجہ میں ہوگا۔ اور اجتہاد میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ان کو چاہیئے کہ اپنی اجتہادی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لیے اگر ان کو فدیہ دینے کی طاقت ہو تو بیماری کے بہانہ سے روزہ نہ چھوڑیں بلکہ سلب طاقت کی بنا پر روزہ چھوڑیں اور غلطی کے امکان کا کفارہ اس طرح ادا کریں کہ وہ ایک مسکین کا کھانا ان دنوں میں دے دیا کریں۔

لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۖ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

جو تمام انسانوں کے لیے ہدایت (بنا کر بھیجا گیا) ہے اور جو کھلے[1] دلائل اپنے اندر رکھتا ہے (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں اس لیے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے اور جو شخص مریض[2] ہو یا سفر میں[3] ہو تو اُس پر اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی واجب) ہو گی! اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا، اور (یہ حکم اُس نے اس لیے دیا ہے کہ تم تنگی میں نہ پڑو اور) تاکہ تم[4] تعداد کو پورا کر لو اور اس (بات) پر اللہ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اس کے) شکر گذار بنو۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۗ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور (اے رسول!) جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو (تو جواب دے کہ) میں (ان کے) پاس (ہی) ہوں جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اُس کی دُعا قبول کرتا ہوں سو چاہیئے کہ وہ (دعا کرنے والے بھی) میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا وہ ہدایت پائیں۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۗ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا

تمھیں روزہ رکھنے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس[5] جانے کی اجازت ہے وہ تمھارے لیے ایک (قسم کا) لباس[6] ہیں اور تم ان کے لیے ایک (قسم کا) لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے نفسوں کی حق تلفی کرتے تھے[7] اس لیے اُس نے تم پر فضل سے توجہ کی اور تمھاری (اس حالت کی)

---

[1] بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں فلاسفر اور ہیئت دان بھی دلیلیں دیتے ہیں مگر اُن کے نتیجہ میں یا تو وہ گمراہیوں کو سچا ثابت کرتے ہیں اور یا پھر دنیوی باتیں پیش کرتے ہیں، مگر قرآنِ کریم ایسی دلیلوں پر مشتمل ہے جو ہدایت کا رنگ رکھتی ہیں۔ بے مطلب اور بے غرض باتیں نہیں ہوتیں۔

[2] یعنی دائمی مریض نہ ہو۔ یا مثل دائمی مریض کے نہ ہو۔

[3] یعنی جب وہ تندرست ہو۔ یہ حکم بیمار کے لیے نہیں۔ سفر میں ہو اور دائمی مریض بھی نہ ہو تو اُس پر اَور دنوں میں تعداد پوری کرنی واجب ہے۔

[4] وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ کا عطف پہلے کسی جملہ سے نہیں ملتا اس لیے محققین نے اِس جگہ عربی قواعد کے مطابق واؤ کے بعد ایک جملہ محذوف قرار دیا ہے اس جملہ کا ترجمہ خطوط کے اندر کیا گیا ہے (دیکھو "املاء ما منّ بہ الرحمٰن")

[5] رَفَثَ کے معنے اصل میں جماع کے ذکر کے ہوتے ہیں۔ اس جگہ استعارۃً یہ لفظ جماع کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ مکّہ والے سمجھتے تھے کہ روزہ دار کو رات کے وقت بھی اپنی بیوی کے ساتھ تعلق پیدا کرنا جائز نہیں، اس کی تردید کی۔

[6] لباس سے یہ مراد ہے کہ خاوند کی وجہ سے لوگ عورت پر الزام لگانے سے ڈرتے ہیں اور عورت کی وجہ سے خاوند پر الزام لگانے سے ڈرتے ہیں پس وہ ایک دوسرے کا لباس ہیں یعنی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں۔

[7] مفسّرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض مسلمان باوجود یہ جاننے کے کہ روزہ کی رات میں عورت کے پاس جانا جائز نہیں ایسا کر لیتے تھے پس فرماتا ہے کہ ہم نے یہ حکم اس لیے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ تم گناہ میں نہ پڑو۔ لیکن تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ کے معنے اپنے نفسوں کی حق تلفی کرنے کے بھی ہوتے ہیں اور وہی معنے ہم نے اس جگہ کیے ہیں کیونکہ وہ صحابہؓ کی شان کے مطابق ہیں اور مطلب یہ ہے کہ گو یہ حکم شرعی نہیں تھا مگر پھر بھی تم اپنی جانوں کو تکلیف میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ اب ہم نے

عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

اصلاح کر دی۔[1] سو اب تم (بلا تامل) اُن کے پاس جاؤ اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لیے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو۔ اور کھاؤ اور پیو۔ یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد (صبح سے) رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔ اور جب تم مساجد میں معتکف ہو تو اُن کے (یعنی بیویوں کے) پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اس لیے تم ان کے قریب (بھی) مت جاؤ۔ اللہ اسی طرح لوگوں کے لیے اپنے احکامات بیان کرتا ہے تاکہ وہ (ہلاکتوں سے) بچیں۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ ع

اور تم اپنے[2] (بھائیوں کے) مال آپس میں (مل کر) جھوٹ (اور فریب) کے ذریعہ سے مت کھاؤ اور نہ اُن (اموال) کو (اس غرض سے) حکام کی طرف کھینچ لے جاؤ تا تم لوگوں کے مالوں کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہوئے ناجائز طور پر ہضم کر جاؤ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

تجھ سے چاندوں کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دے یہ لوگوں (کے عام کاموں) اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کا آلہ ہیں۔ اور اعلیٰ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں اُن کے پچھواڑے[3] سے داخل ہو بلکہ کامل نیک وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور (تم) گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہوا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

شرعی حکم بتا دیا ہے تا کہ تم خواہ مخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو۔

[1] عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ کے معنے ہیں اَصْلَحَکَ اللّٰہُ وَ اَعَزَّکَ یعنی اللہ تیرے کاموں کو درست کرے اور تجھے عزت دے (اقرب) ہم نے اسی محاورہ کے مطابق عَفَا عَنْکُمْ کے معنے یہ کیے ہیں۔ کہ اللہ نے تمھاری اس حالت کی اصلاح کر دی۔

[2] قرآن کریم اکثر قومی زندگی پر زور دینے کے لیے عام انسانوں یا اپنے اہل ملک یا اہل قوم کی اشیاء کو اپنی اشیاء کہہ کر پکارتا ہے تا اس طرف اشارہ کرے کہ جو اپنی قوم کے افراد کو نقصان پہنچاتا ہے وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہاں بھی اپنے مال سے مراد دوسرے بنی نوع انسان کے اموال ہیں لیکن مذکورہ بالا اصول کی طرف توجہ دلانے کے لیے اپنے مال کہہ کر انھیں پکارا ہے۔ اس سورت کے رکوع ۱۰ میں فرمایا۔ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ پھر آگے چل کر فرمایا ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اَنْفُسَکُمْ اور دِمَآءَکُمْ سے مراد اپنے بھائیوں کی جانیں اور اپنے بھائیوں کے خون ہیں۔

[3] عرب حاجی جب حج کو جاتے تو ضرورت پڑنے پر اگر واپس گھروں کو آتے تو دیوار پھاند کر گھر میں گھستے۔ اس آیت میں اس کا ردّ کیا کہ گھر میں دیواریں پھاند کر جانا نیکی نہیں۔ نیکی تو ایک روحانی امر ہے۔ پس ہر چیز کے حصول کے لیے صحیح طریق اختیار کیا کرو۔

وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

اور اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور (کسی پر) زیادتی نہ کرو (اور یاد رکھو کہ) اللہ زیادتی کرنے والوں سے ہرگز محبّت نہیں کرتا۔

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۲﴾

اور جہاں بھی اِن (ناحق لڑنے والوں) کو پاؤ انھیں قتل کرو اور تم (بھی) انھیں اُس جگہ سے نکال دو جہاں سے انھوں نے تمھیں نکالا تھا اور (یہ) فتنہ قتل سے (بھی) زیادہ سخت (نقصان دہ) ہے اور تم اُن سے مسجدِ حرام کے قُرب (وجوار) میں (اس وقت تک) جنگ نہ کرو جب تک وہ (خود) تم سے اس میں جنگ (کی ابتدا)[1] نہ کریں اور اگر وہ تم سے (وہاں بھی) جنگ کریں تو تم بھی انھیں قتل کرو، ان کافروں کی یہی[2] سزا ہے۔

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۳﴾

پھر اگر وہ باز آجائیں تو اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اور تم اُن سے اس وقت تک جنگ کرو کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ ہی کے لیے ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو (یاد رکھو کہ) ظالموں کے سوا کسی پر گرفت[3] (جائز) نہیں۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

حُرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے بدلہ میں ہے اور سب (ہی) عزّت والی چیزوں (کی ہتک) کا بدلہ لیا جاتا ہے۔ اس لیے جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اس سے (اس کی) زیادتی کا جس قدر کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہو بدلہ لے لو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔

معانقہ عند المتقدمین

وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ ۖ وَ اَحْسِنُوْا ۛ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

اور اللہ کے راستے میں (مال و جان) خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں (اپنے آپ کو) ہلاکت میں مت ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبّت کرتا ہے۔

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ

اور حج اور عمرہ کو اللہ (کی رضا) کے لیے پورا کرو۔ پھر اگر تم (کسی سبب سے حج اور عمرہ سے) روکے جاؤ تو جو قربانی میسّر آئے (ذبح کرو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر (نہ) پہنچ جائے اپنے سر نہ مونڈو[4]۔ اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اپنے سر کی بیماری

---

[1] عربی میں "نہ" کا لفظ نہیں لیکن یہ لفظ حَتّٰی کے اندر مخفی ہے۔ اگر اسے خطوط میں رکھا جائے تو معنے بالکل اُلٹ بن جاتے ہیں اس وجہ سے خطوط میں "نہ" کا لفظ نہیں رکھا گیا، بلکہ ظاہر کیا گیا ہے۔

[2] كَذٰلِكَ کا لفظی ترجمہ "اسی طرح" ہے لیکن اُردو میں "یہی" کے لفظ سے ہی مضمون ٹھیک ادا ہوتا ہے۔

[3] عُدْوَان کے لفظی معنے ظلم کے ہیں۔ لیکن لَاعُدْوَانَ کے معنے محاورہ میں الزام اور گرفت کے بھی ہیں۔ کہتے ہیں:- لَاعُدْوَانَ عَلَيَّ اَیْ لَاسَبِيْلَ عَلَيَّ مجھ پر کوئی الزام و گرفت نہیں (اقرب الموارد)

[4] حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اِس پر بحث کی گئی ہے کہ مَحِلَّهٗ سے کیا مراد ہے۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک تو وہ جگہ ہے جہاں پر حاجی کو

فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع ۲۴ ۸

کی وجہ) سے اسے تکلیف (پہنچ رہی) ہو (اور وہ سر منڈوا دے) اس پر (اس وجہ سے) (روزوں یا صدقہ یا قربانی کی قسم سے کچھ فدیہ[۲] (واجب) ہوگا۔ پھر جب تم امن میں آ جاؤ تو (اس وقت) جو شخص عمرہ کا فائدہ (ایسے) حج کے ساتھ[۳] (ملا کر) اُٹھائے تو جو قربانی بھی آسانی سے مل سکے (کر دے) اور جو (کسی قربانی کی بھی توفیق) نہ پائے (اس پر) تین دن کے روزے تو حج (کے دنوں) میں (واجب) ہوں گے اور سات (روزے) جب (اے مسلمانو!) تم (اپنے گھروں کو) واپس (لوٹ) آؤ۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ (حکم) اس شخص کے لیے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سمجھ لو کہ اللہ کی سزا یقیناً سخت (ہوتی) ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

حج (کے مہینے) (سب کے) جانے بوجھے ہوئے مہینے ہیں پس جو شخص ان میں حج (کا ارادہ) پختہ کر لے (اسے یاد رہے کہ) حج (کے ایام) میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا (جائز) ہوگا اور نیکی (کا) جو (کام) بھی تم کرو گے اللہ ضرور اس (کی قدر) کو پہچان لے گا۔ اور زادِ راہ (ساتھ) لو! اور (یاد رکھو کہ) بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اور اے عقل مندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔ تمہارے لیے (یہ) کوئی گناہ (کی بات) نہیں کہ (حج کے ایام میں) تم اپنے رب کے کسی فضل[۴]

روک دیا گیا ہو۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حرم ہے۔ میرے نزدیک اگر بیماری کے سبب سے حاجی روکا گیا ہو تو قربانی کے حرم پہنچنے تک سر نہ منڈوائے۔ اور اگر کوئی دشمن حج میں مانع ہو جائے تو جہاں روکا جائے وہیں قربانی کر کے حلق کر دے۔

[۱] مِنْ تعلیل کے لیے ہوتا ہے جیسے مِّمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا (نوح ع ۲) یہاں بھی یہی معنے ترجمہ کے لحاظ سے مناسب ہیں۔

[۲] قرآن کریم نے تینوں اقسام فدیہ کو غیر معیّن رکھا ہے مگر رسول کریمؐ کے ارشاد سے اس کی تعیین ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے کعب بن عجرہ کو حکم فرمایا کہ سر منڈوا دیں اور چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیں یا ایک بکرا قربانی کر دیں یا تین دن کے روزے رکھیں۔

[۳] اِلَى الْحَجِّ: اِلٰی کے معنے کبھی مَعَ یعنی ساتھ کے بھی ہوتے ہیں اس جگہ یہی معنے ہیں۔ اکثر کوفی اور بصریوں کی ایک جماعت آیت مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ میں بھی اِلٰی کے معنے مَعَ کے ہی کرتی ہے (مغنی اللبیب)

[۴] بعض لوگ کہتے ہیں کہ فضل سے مراد اس جگہ تجارت ہے اور میرے نزدیک بھی یہ درست ہے مگر فضل سے صرف تجارت مراد لینا ایک وسیع مضمون کو محدود کر دینا ہے۔ درحقیقت آج اسلام کو جس بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا میں چاروں طرف کفر غالب ہے اور مسلمان جمود اور بے حسی کا شکار ہیں۔ اُن کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اسلام کی اشاعت کے لیے اُس جنون سے کام لیں جس جنون سے قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے کام لیا تھا اور اسلام کو تھوڑے عرصہ میں ہی تمام معلومہ دنیا میں غالب کر دیا تھا۔ پس حج کے ذکر کے ساتھ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فرما کر میرے نزدیک اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اس عظیم الشان اجتماع سے بعض دوسرے فوائد بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کا وہ فضل تلاش کرو جس کے نتیجہ میں مسلمان قعرِ مذلّت سے نکل کر بامِ عروج پر پہنچ جائیں اور اسلام کی اشاعت کے لیے مختلف ممالک کے باثر اور ممتاز افراد کے ساتھ مل کر ایسی سکیمیں سوچو جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو جائے اور اسلام دنیا پر غالب آ جائے (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۴۴۷)

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝۱۹۹

کی جستجو کرلو۔ پھر جب تم عرفات سے لَوٹو تو مشعر الحرام[1] کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جس طرح اس نے تمھیں ہدایت دی ہے (اس کے مطابق) اسے یاد کرو۔ اور اس سے پہلے تم یقیناً گمراہوں میں سے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۰۰

اور[2] جہاں سے لوگ (واپس) لَوٹتے رہے ہیں وہیں سے[3] تم بھی (واپس) لَوٹو۔ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝۲۰۱

پھر جب تم اپنی عبادتیں پوری کرچکو تو گذشتہ زمانہ میں اپنے باپ دادوں کو یاد کرنے کی طرح اللہ کو یاد کرو۔ بلکہ اگر ہوسکے تو (اس سے بھی زیادہ (دلبستگی سے) یاد کرو۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو (یہی) کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اِس دنیا میں (آرام) دے اور ان کا آخرت میں کچھ بھی حصّہ نہیں ہوتا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۲۰۲

اور ان میں سے کچھ (ایسے بھی ہوتے) ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں (اس) دنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی[4] دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۲۰۳

یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اُن کی (نیک) کمائی کے سبب سے (ثواب کا) ایک بہت بڑا حصّہ (مقدّر) ہے اور اللہ (بہت) جلد حساب[5] چکا دیتا ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ

اور (ان) مقررہ دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔ پھر جو شخص جلدی کرے (اور) دو[6] دنوں میں

---

[1] المشعر الحرام۔ یہ حج کا ایک مقام ہے جو عرفات اور منیٰ کے درمیان واقع ہے۔ عرفات سے واپسی پر حاجی رات وہاں گذارتے ہیں۔

[2] لفظ "اور" یہاں پر ثُمَّ کا ترجمہ ہے جس کے معنے عموماً "پھر" کے ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی خالی عطف کے معنے بھی دیتا ہے۔ اس جگہ یہی معنے چسپاں ہوتے ہیں۔

[3] یعنی اِس حکم میں اسلام نے کفّار کے طریق سے الگ حکم نہیں دیا۔ بلکہ کفّار کے طریق کو ابراہیمی سُنّت قرار دیا ہے اور اس کو قائم رکھا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے تم بھی وہیں سے لَوٹا کرو جہاں سے کفّار زمانہ قدیم سے لَوٹتے چلے آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہُوا کہ قرآن سے باہر بھی بعض باتیں پوچھنی مسلمانوں کے لیے ضروری ہیں۔ تعجب ہے کہ اس آیت میں خدا تو مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ کافروں سے بھی بعض مسئلے پُوچھو مگر اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہ پوچھو۔

[4] اَلْحَسَنَةُ کے معنے ظفر یعنی کامیابی کے بھی ہوتے ہیں (تاج العروس) اسی طرح دل کو خوش کرنے والی نعمت کے بھی۔ (مفرداتِ راغب)

[5] حساب مصدر ہے اس کے معنے حساب لینے کے بھی ہیں اور حساب دینے کے بھی۔ اس جگہ اسی طرف اشارہ ہے کہ نیک لوگوں کو ان کے انعام ساتھ کے ساتھ بھی ملتے رہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ قیامت تک ان کی جزا روکی جائے جنّت میں بھی انھیں انعام ملے گا مگر اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ انھیں انعام دیگا گویا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کی دعا بھی قبول ہوگی اور فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کی دعا بھی قبول ہوگی۔

[6] مزدلفہ سے واپس لوٹنے کے بعد منیٰ میں تین دن رہنے کا حکم ہے مگر اجازت ہے کہ کوئی شخص دو دن کے بعد بھی لوٹ آئے۔ اس جگہ اسی کا ذکر ہے یہ ضروری نہیں کہ اگر تین دن رہے تو پھر چوتھا دن بھی اس کو رہنا پڑے گا، بلکہ مراد یہ ہے کہ صرف دو دن میں بھی واپس لوٹ سکتا ہے اور تیسرے دن میں بھی واپس لَوٹ سکتا ہے۔

يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

(ہی واپس چلا جائے) تو اُسے کوئی گناہ نہیں۔ اور جو پیچھے رہ جائے اُسے (بھی) کوئی گناہ نہیں (یہ وعدہ) اس شخص کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ (ایک دن) تم سب کو اکٹھا کر کے اس کے حضور لے جایا جائے گا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

اور بعض آدمی ایسے (بھی) ہوتے ہیں جن کی باتیں (اس) دنیا کی زندگی کے متعلق تجھے (بہت) پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں اور وہ (بات کرتے وقت) اللہ کو اُس (اخلاص) پر جو اُن کے دل میں ہے گواہ ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ (حقیقت میں) سب جھگڑالوؤں سے زیادہ جھگڑالو ہوتے ہیں

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾

اور جب حاکم ہو جاتے ہیں تو فساد (پیدا) کرنے اور کھیتی (باڑی) اور مخلوق کو ہلاک کرنے کی غرض سے (سارے) ملک میں دوڑتے پھرتے ہیں حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

اور جب اُنھیں کہا جائے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو (اپنی) عزت (کی پچ) انھیں گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے پس اس قسم کے لوگوں کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ یقیناً بہت بُرا ٹھکانا[1] ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

اور[2] بعض آدمی ایسے (بھی) ہوتے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کو (بیچ ہی) ڈالتے ہیں اور اللہ (اپنے ایسے مخلص) بندوں پر بڑی شفقت کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب فرمانبرداری (کے دائرہ) میں آ جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ یقیناً تمھارا کھلا (کھلا) دشمن ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمھارے پاس کھلے (کھلے) نشانات آئے ہیں ڈگمگا گئے تو جان لو کہ اللہ یقیناً غالب (اور) حکمت والا ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع

وہ (لوگ) اس کے سوا کس (بات) کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ ان کے پاس بادلوں کے سایوں میں آئے اور فرشتے (بھی آئیں) اور بات کا فیصلہ کر دیا جائے اور تمام امور اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔ ع ۲۵ ۹

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ

(ذرا) بنی اسرائیل سے پوچھو (تو) کہ ہم نے انھیں کتنے[3] کھلے کھلے نشان دیئے تھے

---

[1] الْمِهَادُ: اَلْمَكَانُ الْمُمَهَّدُ الْمُوَطَّأُ (مفردات راغب) یعنی وہ مکان جسے اچھی طرح تیار کیا گیا ہو۔

[2] قرآن کریم میں چونکہ مَنْ کا لفظ ہے جو مفرد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے اس لیے ہم نے ترجمہ میں جمع کو مدِّنظر رکھا ہے۔ خواہ ضمیر واحد کی ہو کیونکہ لفظ مَنْ کی طرف واحد کی ضمیر بھی پھر سکتی ہے۔

[3] کَمْ سے مراد تعداد کی کثرت ہے اور مراد یہ ہے کہ ان سے پوچھو تو انھیں خود اقرار کرنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کھلے کھلے نشانات ہمیں دیئے تھے۔

وَمَنۡ يُّبَدِّلۡ نِعۡمَةَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲۱۲﴾

اور جو شخص اللہ کی (کسی) نعمت کو بعد اس کے کہ وہ اُسے حاصل ہو جائے (اور وہ اس حقیقت کو سمجھ چکا ہو) بدل ڈالے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ (بھی) سخت سزا[1] دینے والا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا وَيَسۡخَرُوۡنَ مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۘ وَالَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۳﴾

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے انھیں دنیوی زندگی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور وہ اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے وہ ان (کفار) پر قیامت کے دن غالب ہوں گے اور اللہ جسے پسند کرتا ہے اُسے بے حساب دیتا ہے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ ۖ وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ فِيۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ؕ وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ مِنَ الۡحَـقِّ بِاِذۡنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۲۱۴﴾

سب لوگ ایک ہی (خیال[2] کے) تھے پھر اللہ نے انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا اور اُن کے ساتھ حق پر مشتمل کتاب نازل کی تاکہ وہ (یعنی اللہ) لوگوں کے درمیان اُن باتوں کے متعلق جن میں اُنھوں نے اختلاف پیدا کر لیا تھا فیصلہ کرے اور (ہوا یہ کہ) صرف اُنہی لوگوں نے جنھیں وہ کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ اُن کے پاس کھُلے (کھُلے) نشانات آ چکے تھے آپس کی سرکشی (اور فساد) کی وجہ سے اس (یعنی کتاب) کے بارہ میں اختلاف[3] کیا پس اللہ مومنوں کو اپنے حکم سے اس صداقت تک لے گیا جس کے بارہ میں دوسرے لوگوں نے اختلاف سے کام لیا تھا اور اللہ جسے پسند کرتا ہے سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے۔

---

[1] یہ مراد نہیں کہ وہ سزا دینے میں سخت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اس کی سزا انسان پر سخت ہی گذرتی ہے۔

[2] اُمَّةً وَّاحِدَةً کا لفظ قرآن کریم میں نو جگہ پر استعمال ہوا ہے، جن میں سے تین جگہ یعنی یونس ع ۲ اور انبیاء ع ۶ اور مومنون ع ۳ میں تو اتحادِ جنس اور اتحادِ قومی مراد لیا گیا ہے اور چھ جگہ یعنی مائدہ ع ۷، نحل ع ۱۳، شوریٰ ع ۱، زخرف ع ۳، ہود ع ۱۰ اور بقرۃ ع ۲۶ میں اتحادِ خیال مراد لیا گیا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آدمؑ کے وقت سے بنی نوعِ انسان ایک مذہب پر تھے، مگر جوں جوں نبی آئے اُن کی مخالفت کی وجہ سے لوگ مختلف الخیال ہو گئے حالانکہ نبی اتحادِ خیال پیدا کرنے آئے تھے۔

[3] اس میں عجیب مضمون بیان کیا ہے۔ نبی آتا ہے اختلاف مٹانے کے لیے۔ مگر لوگ اپنے اختلاف چھوڑ کر اُس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور وہی قوم سب سے زیادہ مخالفت کرتی ہے جو الہام کی اوّل مخاطب ہوتی ہے اور جن کی طرف نبی آتا ہے۔ دوسری قومیں تو اس کی تعلیم کو ایک علمی مضمون سمجھ کر اس سے دلچسپی بھی ظاہر کرتی ہیں، اس پر غور بھی کرتی ہیں۔ بعض حصوں میں اس کی تعریف بھی کرتی ہیں لیکن جن کی طرف وہ کتاب نازل ہوتی ہے یا جو اوّل مخاطب ہوتے ہیں وہ مخالفت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ انھیں اُس میں کوئی خوبی نظر ہی نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ جن کے فائدہ کے لیے وہ کتاب آتی ہے وہی سب سے زیادہ اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ اس جملہ میں یہ مضمون بیان کیا ہے کہ جب قوم کا اکثر حصہ شدید مخالف ہو جاتا ہے تو لازماً وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں لوگوں کی مخالفت کا نشانہ بن جاتے ہیں اور سخت ابتلا اُن پر ٹوٹ پڑتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن کو اُن سب انعامات کا وارث کر دیتا ہے جو کتاب الٰہی میں ساری قوم کے لیے مقدّر تھے۔ اسی مضمون کی تشریح ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے کہ ہر انسان کا ایک گھر دوزخ میں اور ایک گھر جنّت میں ہوتا ہے۔ جو دوسرے پر ظلم کرتا ہے اس کا گھر جنّت کا لے کر اللہ تعالیٰ مظلوم کو دے دیتا ہے اور مظلوم کا دوزخ کا گھر ظالم کو دے دیتا ہے۔ کفّار نے چونکہ بلا وجہ کتاب الٰہی کی مخالفت کی اور اس کے سبب سے مومنوں کو سخت دُکھ برداشت کرنے پڑے۔ خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ انعامات جو ساری قوم کے لیے مقدّر تھے مٹھی بھر مسلمانوں کو دے دیئے جائیں اور باقی قوم کو بوجہ ظالم ہونے کے اس سے محروم کر دیا جائے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۵﴾

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے[1] کہ ابھی تم پر اُن لوگوں کی سی تکلیف کی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گذرے ہیں تم جنّت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انھیں تنگی بھی پہنچی اور تکلیف بھی اور اُنھیں خوب خوف دلایا گیا تاکہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کہہ اُٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ یاد رکھو اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے[2]۔

يَسْــَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے (کہ) جو اچھا[3] مال بھی تم دو۔ وہ

---

[1] وَلَمَّا يَاْتِكُمْ جملہ حالیہ ہے اور حال کا ترجمہ اُردو میں قریب ترین "باوجود اس کے" یا "ہو کر" یا "بن کر" کے لفظ بڑھا کر ہی ہو سکتا ہے۔ اس جگہ "باوجود اس کے" کے الفاظ ہی زیادہ سجتے ہیں اور مطلب بالکل درست رہتا ہے۔

[2] اس جگہ خدا نے نبیوں اور مومنوں پر جو مصائب آتے ہیں ان کی حکمت بتائی ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم چاہتے تو انھیں کوئی بھی تکلیف نہ پہنچنے دیتے۔ مگر ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ مخالفوں کے عذاب اور تکلیفیں خدا کے نبیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو برابر پہنچتی رہیں اور اس میں ہماری غرض یہ تھی کہ ان کے دلوں میں دعاؤں کی تحریک زیادہ سے زیادہ پیدا ہوتی رہے اور وہ بار بار ہماری طرف جھکیں تا ایک طرف اُن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور دوسری طرف جب اللہ تعالیٰ کی نصرت معجزانہ طور پر آئے تو ان کے ایمان بڑھیں اور کفار میں سے جو غور کرنے والے ہوں اُنھیں ہدایت حاصل ہو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ جب یہ غرض پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا ہے کہ لو اب ہماری مدد آگئی۔ اِس آیت سے یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ مَیں نے پہلی آیت کے جو یہ معنے کیے تھے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ جب اکثر حصّہ قوم کا اختلاف کرتا ہے تو مومن سخت ابتلاؤں اور دُکھوں میں مُبتلا ہو جاتے ہیں، اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سارے قومی انعامات اُنھی کو سونپ دیتا ہے۔ وہ معنے سیاق قرآن کی رُو سے درست ہیں کیونکہ بعد کی آیت میں مومنوں کے ابتلا کا ہی ذکر کیا گیا ہے اگر پہلی آیت کا وہ مضمون نہ لیا جائے جو میں نے بتایا ہے تو یہ دوسری آیت بالکل بے جوڑ ہو جاتی ہے اور پہلی آیت سے اس کا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔

مَیں نے اِس آیت میں حَتّٰى کے معنے "تاکہ" کے کیے ہیں جس کے لیے عربی میں لفظ "کَیْ" کا ہے۔ یہ معنے کتب نحو اور قرآن کریم سے ثابت ہیں مغنی اللبیب میں لکھا ہے وَمُرَادِفَۃٌ کَیِ التَّعْلِیْلِیَّۃِ ۔ یعنی حَتّٰى کے معنے اُس کَیْ کے مترادف بھی ہوتے ہیں جو کسی کی وجہ بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی اس حَتّٰى سے پہلے جو بات ہوتی ہے وہ بعد میں آنے والی شئے کے لیے بطور سبب کے ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی حَتّٰى ان معنوں میں آیا ہے چنانچہ منافقوں کے متعلق آتا ہے هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا یعنی جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں اُن پر خرچ نہ کرو تاکہ وہ بھاگ جائیں (منافقون ع۱) نحوی اس کی یہ مثال بھی دیتے ہیں کہ اَسْلِمْ حَتّٰى تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ یعنی فرمانبرداری کر تاکہ جنت میں داخل ہو جائے۔

[3] معترض اعتراض کرتے ہیں کہ سوال کچھ ہے اور جواب کچھ ہے۔ پوچھا تو یہ گیا ہے کہ کیا خرچ کریں اور جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرو وہ فلاں فلاں کو دو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض قلّتِ تدبّر کی وجہ سے ہے۔ سوال کا جواب آیت میں موجود ہے۔ جب فرماتا ہے کہ جو کچھ بھی اچھے مال سے خرچ کرو تو اس میں سائل کا جواب مکمّل آگیا ہے۔ اوّل: یہ کہ کوئی حد بندی نہیں، جتنے کی توفیق ہو اُتنا خرچ کرو۔ دوم: یہ کہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ جو خرچ کرو وہ طیّب مال ہو۔ جو لوگ حرام کماتے ہیں اور اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے گویا اپنے گناہ کا کفارہ کر دیا وہ غلطی پر ہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے ہی مال کو قبول کرے گا جو اچھا اور طیّب ہو۔ سوم: یہ کہ صرف حلال نہیں دینا بلکہ طیّب دینا ہے یعنی جس مال کو قبول کرنا اس پر گراں نہ گذرے جس کو مال دیا جائے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ خیر کے معنے مال کے ہیں اچھے مال کے معنے کہاں سے نکالے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر کے اصل معنے بہترین شئے کے

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۶﴾

(تمھارے) ماں باپ قریبی رشتہ داروں یتیموں مسکینوں اور مسافر کا (پہلا) حق ہے۔ اور جو نیک کام بھی تم کرو اللہ اُسے یقیناً اچھی طرح جانتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ ع

جنگ کرنا تم پر فرض کیا جاتا ہے (اور اس حالت میں فرض کیا جاتا ہے) کہ وہ تمھیں ناپسند ہے اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی شے کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمھارے لیے (دوسری چیز کی نسبت) بُری[1] ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

ہیں اور مال کو اسی صورت میں خیر کہتے ہیں کہ وہ طیّب ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔ مفرداتِ راغب میں ہے وَقَالَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ لَا يُقَالُ لِلْمَالِ خَيْرٌ حَتّٰى يَكُوْنَ كَثِيْرًا وَّمِنْ مَّكَانٍ طَيِّبٍ۔ یعنی مال کو خیر اسی صورت میں کہیں گے کہ زیادہ ہو اور پاک ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو اور خود طیّب ہو۔ پس خیر کہنے سے یقیناً قرآن کریم نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ طیّب اموال میں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر کہا جائے کہ اگر کوئی شخص حرام کماتا ہو لیکن صدقہ طیّب مال سے دے تو کیا یہ اس حکم کے مطابق ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تھوڑی سی گندگی بھی بہت سی پاکیزہ شے کو گندہ کر دیتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص رشوت لیتا، چوری کرتا یا ظلم سے دُوسروں کا مال لیتا ہے تو خواہ اس قسم کا مال تھوڑا ہو اس کا سب مال گندہ ہو جائے گا اور وہ اس حکم کو پورا کرنے والا نہ ہوگا۔ غرض سوال کا مکمّل جواب اِس آیت میں آگیا ہے۔ ہاں اس سے زائد مضمون بھی بتا دیا گیا ہے کہ اگر خرچ کرو تو کہاں کہاں خرچ کرو۔ اور ادھر اشارہ کیا ہے کہ خرچ کرنا اتنا مشکل نہیں جتنا کہ صحیح جگہ خرچ کرنا مشکل ہے۔ پس جو خرچ کرو احتیاط سے خرچ کرو۔ اور مستحقین کو دو۔ یہ قرآنی کمال ہے کہ وہ مختصر الفاظ میں وسیع مضمون بیان کر دیتا ہے۔ یہاں دیکھو کتنے مختصر لفظوں میں سوال کا جواب بھی دے دیا۔ یہ بھی بتا دیا کہ مال حلال دو (طیّب میں حلال کا مفہوم بھی شامل ہے) اور یہ بھی کہ حلال مال طیّب بھی ہو۔ یہ نہیں کہ ٹوٹی ہوئی جوتی جو کسی کام کی نہیں دے دی۔ بے شک وہ اس کا مال ہے، بے شک اُس کا دینا اُسے حلال ہے مگر وہ طیّب نہیں۔ کیونکہ جسے دی گئی ہے اُس کے کام کی نہیں۔ یا مثلاً ایک بھوکا کھانا مانگنے آیا۔ گھر میں کھانا تیار ہے۔ مگر اُسے آٹا دے دیا۔ یہ مال بھی ہے، حلال بھی ہے مگر بھوکے کی ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔ طیّب یہ ہے کہ خود کم کھائے اُسے پکا ہوا کھانا دے جسے وہ فوراً کھا سکے۔ یہ سب کچھ بتا کر ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ فلاں فلاں جگہ مال خرچ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ سبحان اللہ! کیا معجزانہ ایجاز ہے۔ قرآن کریم میں ایسی مثالیں اور بھی ہیں کہ سوال کا جواب دے کر زائد مضمون بتا دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس قسم کا کلام فرماتے تھے۔ آپ سے کسی نے پوچھا "سمندر کے پانی کے بارہ میں کیا حکم ہے"؟ فرمایا: هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهٗ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهٗ۔ یعنی اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مُردہ حلال ہے۔ یعنی سمندری جانور کے لیے ذبح کرنے کی شرط نہیں۔ جیسے مچھلی۔ اب دیکھو یہاں سوال کا جواب بھی دیا ہے اور زائد مضمون بھی بتا دیا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ "کیا خرچ کریں" کے الفاظ سے صدقہ کے اقسام کا دریافت کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی ہمارا خرچ کرنا کس کس موقعہ اور کن کن لوگوں کے لیے ہو اور اس جگہ غالباً یہی مراد ہے کیونکہ کَيْفِيَّت کے متعلق سوال آگے آتا ہے۔ مَاذَا سے سوال کبھی اس چیز کے متعلق کیا جاتا ہے اور کبھی اس کی صفات کے متعلق۔ نحوی لکھتے ہیں کہ صفات کے متعلق صرف ذوی العقول کے بارہ میں سوال کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ حد بندی بلا وجہ معلوم ہوتی ہے۔ میرے نزدیک اس جگہ پوچھنے والا یہ نہیں پوچھتا کہ صدقہ کس چیز کا ہو بلکہ صدقہ کی صفات کیا ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ طیّب مال سے ہو اور جتنی توفیق ہو اُس قدر دیا جائے۔

[1] شَرٌّ کا لفظ مقابلہ میں بُرا ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن اُردو میں اس سے مفہوم ادا نہیں ہوتا۔ اِس لیے اس کے لیے "دوسری چیز" کے الفاظ بڑھائے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۸﴾

یہ (لوگ) تجھ سے حُرمت والے مہینہ کے بارہ میں لعینی اس میں جنگ کرنے کے متعلّق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے (کہ) اس میں جنگ کرنا بڑی (خرابی کی) بات ہے اور اللہ کے رستے سے روکنا اور اس کا (یعنی اللہ کا) اور عزّت والی مسجد کا انکار کرنا[1] اور اس کے باشندوں کو اس میں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑی بات ہے اور فتنہ (فساد) قتل سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور یہ لوگ — اگر ان کی طاقت ہو تو تم سے لڑتے ہی چلے جائیں تاکہ تمہیں تمہارے دین سے پھرا دیں اور تم میں سے جو (بھی) اپنے دین سے پھر جائے (اور) پھر کفر ہی کی حالت میں مر (بھی) جائے تو (وہ یاد رکھے کہ) ایسے لوگوں کے اعمال اس دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اکارت جائیں گے اور ایسے لوگ دوزخ (کی آگ میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں (دیر تک) رہیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۹﴾

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ہے ایسے لوگ یقیناً اللہ کی رحمت کے اُمید وار ہیں اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

وہ تجھ سے شراب اور جُوئے کے متعلق پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے (کہ) ان (کاموں) میں بڑا گناہ (اور نقصان)[2] ہے اور لوگوں کے لیے ان میں (کئی ایک) منفعتیں (بھی) ہیں اور ان کا گناہ (اور نقصان) ان کے نفع سے بہت بڑا ہے اور وہ (لوگ) تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ

گئے ہیں تاکہ مقابلہ پر دلالت کرے۔

[1] یعنی ان دونوں کی حرمت کو ضائع کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

[2] اِثْمٌ کے معنے گناہ کے ہیں اور کبھی گناہ کی سزا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا (فرقان ع ۶) یعنی اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا۔ ان معنوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے گناہ اور نقصان کے معنے کیے گئے ہیں۔ لیکن "اور نقصان" کے لفظوں کو خطوط وحدانی میں لکھ دیا گیا ہے۔

اسی طرح اِثْمٌ کے معنے نیکیوں سے روکنے کے ہیں (مفردات) پس اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ ان افعال کے نتیجہ میں نیکیوں سے محرومی ان کے منافع سے زیادہ ہے۔ یہ معنے گو ترجمہ کے لحاظ سے مشکل ہیں لیکن تفسیر کے لحاظ سے بہت اعلیٰ ہیں کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ شراب اور جُوئے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ یہ نیک کاموں سے روکتے ہیں شراب پینے والا نماز، عبادات وغیرہ سے اور روحانی امور میں باریک غور و فکر سے محروم رہتا ہے اور فضول باتوں کی طرف اس کی توجہ زیادہ ہو جاتی ہے۔ بجائے شجاعت کے اس میں تہوّر پیدا ہو جاتا ہے یعنی وہ بہادری نہیں رہتی جو عقل اور فہم سے متعلق ہے بلکہ انجام سے بے پرواہ ہو کر جان کو ضائع کر دینے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی حال جوئے کا ہے۔ اس کا عادی انسان لبا اوقات اپنے طیّب مال کو ضائع کر دیتا ہے اور نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے اور اگر جیتتا ہے تو اور ہزاروں گھروں کی بربادی کا موجب ہو کر روپیہ کماتا ہے۔ پھر جُوئے باز میں روپیہ کو لُٹانے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ شاید ہی کوئی جُوئے باز ایسا ہوگا جو روپیہ کو سنبھال کر رکھتا ہو۔ بالعموم جوئے باز بے پروائی سے اپنے مال کو لُٹاتے ہیں ایک طرف تو لوگوں کو برباد کرتے ہیں دوسری طرف اپنے مال سے فائدہ نہیں اُٹھاتے

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۰﴾

(یعنی سائل) کیا خرچ کریں؟ تو کہہ دے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچ سے کام لو۔

کیونکہ روپیہ کمانے میں انھیں کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی۔ جُوا عقل اور فکر کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔ جوئے باز عادتاً ایسی چیزوں کے تباہ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے جنھیں کوئی دوسرا عقل مند تباہ کرنے کے لیے تیار نہ ہوگا۔

لہ عَفْو کے تین معنے ہوتے ہیں:۔(۱) خِیَارُ الشَّیْءِ وَاَطْیَبُہٗ: یعنی سب سے اچھی اور پاکیزہ شے۔ (۲) مَایَفْضُلُ عَنِ النَّفَقَةِ وَلَا عُسْرَ عَلٰی صَاحِبِهٖ فِیْ اِعْطَائِهٖ: جو اپنے ضروری خرچ سے بچ جائے اور دینے والے کو اس کے دینے سے تکلیف نہ پہنچے۔ (۳) یُقَالُ اَعْطَیْتُہٗ عَفْوَ الْمَالِ اَیْ بِغَیْرِ مَسْأَلَةٍ: یعنی عفو کے معنے بغیر مانگے دینے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب) پہلے بھی ایسا ہی سوال گذر چکا ہے اور وہاں جواب دیا تھا کہ جو بھی حلال وطیب مال خرچ کرو مناسب ہے۔ وہاں اقسام صدقہ کے متعلق سوال تھا۔ یہاں کمیّت کے متعلق سوال ہے یعنی کتنا دے؟ سو اس کے جواب میں عفو کا لفظ استعمال کیا جو دو معنے رکھتا ہے اور دونوں ہی یہاں مراد ہیں جن کی ایمانی حالت ادنیٰ ہے ان کے لیے یہ معنے ہیں کہ اس قدر صدقہ کرو کہ بعد میں تمھارے ایمان میں تزلزل نہ آئے اور تم دکھ میں نہ پڑ جاؤ۔ دُکھ میں پڑنے کے اس جگہ یہ بھی معنے ہیں کہ بعد میں لوگوں سے مانگتا نہ پھرے یا یہ کہ دین اور ایمان کو صدمہ نہ پہنچے۔ بعض لوگ کمزور ایمان کے ہوتے ہیں اور جوش میں آکر بہت سا صدقہ کر دیتے ہیں لیکن چونکہ توکّل کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا جب تکلیف ہوتی ہے دوستوں سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں اور اگر ضرورت پوری نہ ہو تو شکوہ شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں ضرورت ہے تو ہماری امداد نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے کل کو اس طرح کرنا ہو اُسے چاہیئے کہ آج اتنی امداد کرے جو کل کو اس کے لیے ٹھوکر اور تکلیف کا موجب نہ بنے۔

دوسرا گروہ متوکّلین کا ہے۔ ان کے لیے یہ حکم ہے کہ اپنے مال کا بہترین حصّہ خدا کی راہ میں دو۔ ان لوگوں کا چونکہ ایمان مضبوط ہوتا ہے ان کا حکم دوسرے مومنوں سے الگ ہے۔ لیکن یہ قرآن کریم کا کمال ہے کہ دونوں قسم کے لوگوں کا حکم ایک ہی لفظ میں بیان کر دیا۔ حدیثوں سے ان دونوں قسم کے لوگوں کا وجود ثابت ہے۔ ایک جنگ کے لیے روپیہ کی ضرورت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چندہ کا اعلان کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سب مال آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور لوگوں سے بھی اس کا تذکرہ کیا۔ لیکن ایک اور شخص ایک موقعہ پر آپ کے پاس ایک سونے کا ٹکڑا لایا تو آپ نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اس کے بار بار کہنے پر آپ نے وہ سونے کا ٹکڑا اس کے ہاتھ سے لیکر پھینک دیا اور فرمایا: یَجِیْءُ اَحَدُکُمْ بِمَالِهٖ کُلِّهٖ یَتَصَدَّقُ بِهٖ وَیَجْلِسُ یَتَکَفَّفُ النَّاسَ اِنَّمَا الصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًی" (کشاف) یعنی تم میں سے بعض لوگ اپنا سارا مال صدقہ کر دیتے ہیں اور پھر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہیں۔ صدقہ تو فراخی کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ یہ دو مختلف سلوک دو مختلف قسم کے انسانوں کے متعلق ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ چونکہ اَور مقام کے آدمی تھے اُن سے آپ نے اور رنگ میں سلوک کیا۔ دوسرا شخص اور مقام کا تھا۔ اُس سے اور سلوک کیا۔ ایک کا سب مال قبول کیا اور خوش ہوئے اور دوسرے کو زیادہ صدقہ دینے سے منع کیا۔ اور فرق بھی بتا دیا کہ اس شخص سے خطرہ تھا کہ جب اُسے ضرورت ہوگی لوگوں سے سوال شروع کر دے گا اور ابوبکرؓ کے متعلق یقین تھا کہ خواہ کچھ ہو جائے وہ برداشت سے کام لیں گے اور صرف اللہ تعالیٰ پر توکّل کریں گے۔ اس آیت میں انہی دو قسم کے لوگوں کے متعلق احکام بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن صرف ایک لفظ کے ذریعہ سے جو قرآن کریم کی معجزانہ زبان پر شاہد ہے۔ اس کے علاوہ تیسرے معنے اس آیت کے یہ بھی ہیں کہ مومن کو ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جانا چاہیئے کہ ضرورت مند کو مانگنا نہ پڑے یہ خود ہی اپنے ہمسایوں کی ضرورتوں کا خیال رکھے اور بغیر مانگے اُن کی حاجتوں کو پُورا کرے "کیا خرچ کریں؟" کے جواب میں گویا یہ بتایا کہ مانگنے پر دیا تو کیا دیا۔ اصل خرچ وہی ہے کہ بے مانگے دو اور خوشی سے دو۔ جس طرح بچّہ دودھ مانگے نہ مانگے، ماں خود ہی اس کا خیال رکھتی ہے۔ مومن کو بھی دنیا کے لیے بمنزلہ ماں باپ کے ہونا چاہیئے۔

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۱﴾

اس دنیا کے بارے میں (بھی) اور آخرت کے بارے میں بھی۔ اور یہ (لوگ) تجھ سے یتامیٰ کے بارے میں (بھی) پوچھتے ہیں تو کہہ دے (کہ) ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو (اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ) وہ تمہارے بھائی ہی ہیں اور اللہ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے کے مقابلہ میں خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا۔ اللہ یقیناً غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۲﴾ ع ۲۷ ۱۱

اور تم مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں نکاح نہ کرو۔ اور ایک مومن لونڈی ایک مشرک عورت سے خواہ وہ تمہیں (کتنی ہی) پسند ہو یقیناً بہتر ہے[۲]۔ اور مشرکوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں (مسلمان عورتیں) مت بیاہو۔ اور ایک مومن غلام ایک مشرک (آزاد) سے (بھی) خواہ وہ تمہیں (کتنا ہی) پسند ہو یقیناً بہتر ہے[۳]۔ یہ لوگ (تو) آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم کے ذریعہ سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی (معرفت کی) علامات کھول (کھول) کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ

اور یہ (لوگ) تجھ سے حیض کے (ایام میں عورت کے پاس جانے کے) بارہ میں (بھی) سوال کرتے ہیں تُو کہہ دے (کہ) وہ ایک ضرر رساں (امر) ہے اس لیے تم عورتوں سے حیض (کے دنوں) میں علیحدہ رہو

---

[۱] یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ کے الفاظ ایسے ہیں کہ میرے نزدیک ان کا ایسا ترجمہ کرنا جو لفظی بھی ہو اور اُس کے اُردو میں کوئی معنے بھی ہو جاتے ہوں ناممکن ہے۔ بہرحال میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکا کیونکہ دونوں زبانوں کے محاورات کا فرق اس مشکل کو حل نہیں ہونے دیتا۔ مولوی نذیر احمد صاحب نے اس کا ترجمہ "بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے (الگ) پہچانتا ہے" کیا ہے۔ شاہ رفیع الدین صاحب نے اس کا ترجمہ "اور اللہ جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے" کیا ہے۔ لفظی لحاظ سے یہ ترجمے کتنی ہی محنت سے کیے گئے ہوں اس میں شک نہیں کہ اُردو میں اصل مفہوم ادا نہیں ہُوا۔ فلاں کو فلاں سے جاننا یا فلاں کو فلاں سے الگ پہچاننا یہ اُردو کا محاورہ نہیں بلکہ ان الفاظ سے آیت کا مفہوم بھی پڑھنے والے پر روشن نہیں ہو سکتا۔ میں نے اِس وجہ سے لفظی ترجمہ کو نظر انداز کر کے عربی عبارت کے اُردو میں جو معنے بنتے ہیں وہ لکھ دیئے ہیں اور ترجمہ یہ کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو اصلاح کرنے والے کے مقابلہ میں خوب جانتا ہے۔" جو معنے کہ مِنْ کے حرف سے نکلتے ہیں۔

میرے اس نوٹ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میں شاہ صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجموں کی تنقیص کر رہا ہوں۔ شاہ صاحب کو اس فن میں اوّلیت کا فخر حاصل ہے اور موجودہ زمانہ کے تمام تراجم اُن کے ترجمہ کی خوشہ چینی کر کے تیار ہوتے ہیں اور مولوی نذیر احمد صاحب پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہ کوشش کی ہے کہ عربی عبارت کا مفہوم اُردو میں صحیح ادا کریں جس سے ترجمہ پڑھنے والا صرف برکت حاصل نہ کرے بلکہ کچھ مطلب بھی سمجھ جائے۔ شاہ صاحب کے بعد مولوی صاحب کی محنت قابلِ قدر ہے۔ جہاں تک اُردو مفہوم کا سوال ہے موجودہ زمانے کے تراجم اسی طرح مولوی صاحب کے ترجمہ کے خوشہ چین ہیں جس طرح شاہ صاحب کے لفظی ترجمہ کے۔

[۲] کیونکہ وہ جسم اور رُوح دونوں کے آرام کا خیال رکھ سکتی ہے۔

[۳] کیونکہ غلام کی اسلام میں تحقیر جائز نہیں اور جب وہ مسلم بھی ہو تو مسلم عورت کے لیے جسمانی اور روحانی طور پر زیادہ مفید ہوگا۔

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

اور جب تک وہ پاک (صاف) نہ ہولیں اُن کے پاس نہ جاؤ۔ پھر جب وہ نہا کر پاک[1] ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تمھیں حکم دیا ہے اُن کے پاس آؤ۔ اللہ اُن سے جو اس کی طرف بار بار رجوع کرتے ہیں یقیناً محبت کرتا ہے اور (ظاہری و باطنی) صفائی رکھنے والوں سے (بھی یقیناً) محبت کرتا ہے۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۴﴾

تمھاری بیویاں تمھارے لیے (ایک قسم کی) کھیتی ہیں۔ اس لیے تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی کے پاس آؤ اور اپنے لیے (کچھ)[2] آگے بھیجو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ تم اس کے رُوبرُو ہونے والے ہو اور (تو) مومنوں کو (اس دن کے بارے میں) خوش خبری دے۔

وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

اور تم نیک سلوک کرنے، تقویٰ کرنے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے (کے معاملات) میں اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ[3] نہ بناؤ۔ اور اللہ خوب سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] یَطْهُرْنَ کے بعد تَطَهَّرْنَ کا لفظ لانے سے یہ مراد ہے کہ وہ نہا دھو کر صاف ہو جائیں (مفردات)

[2] قرآن کریم میں دو لفظ ہیں لِاَنْفُسِكُمْ یعنی انفس اور کُمْ۔ مترجم بالعموم انفس کا ترجمہ "جان" کر دیتے ہیں۔ لیکن اُردو میں جان کا استعمال اس موقعہ پر نہیں کیا جاتا۔ یہ تو کہتے ہیں کہ اپنی جان پر ظلم نہ کرو، اپنی جان کو کچھ آرام دو۔ لیکن یہ نہیں کہتے کہ اپنی جان کو بھی کچھ دو۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہتے کہ اپنی جانوں کے لیے کچھ آگے بھیجو۔ ہاں یہ کہیں گے کہ اپنے مستقبل کا بھی کچھ فکر کرو۔ اپنی آئندہ زندگی کے لیے بھی کچھ انتظام کرو۔ لیکن یہ محاورہ چونکہ مفہوم کو تو ادا کرتا ہے مگر لفظوں سے دُور چلا جاتا ہے۔ میں نے درمیانی راہ اختیار کر کے "اپنے لیے (کچھ) آگے بھیجو" ترجمہ کیا ہے۔ جو اچھی اُردو تو نہیں لیکن غلط بھی نہیں، اور مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ "اپنے لیے آگے بھیجو" کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ چونکہ وہ تمھاری ایک قسم کی کھیتیاں ہیں۔ اس لیے ان سے ایسی طرز پر سلوک کرو کہ جس کا کوئی نتیجہ پیدا ہو یعنی اولاد پیدا ہو۔ دوسرے یہ کہ کھیتی فائدہ اٹھانے کے لیے ہوتی ہے پس تم ان سے اس طریقہ سے تعلق پیدا کرو کہ جس کے نتیجہ میں خدا خوش ہو جائے اور تمھارے لیے انعامات کی ایک فصل تیار ہو جائے۔

[3] عُرْضَةً کے معنے محل کے ہیں۔ کہتے ہیں اَلْمَرْءَةُ عُرْضَةٌ لِّلزَّوَاجِ: عورت محلِ نکاح ہے۔ جَعَلَهٗ عُرْضَةً لِّلْبَلَاءِ فلاں شخص کو ابتلاؤں کا محل بنا دیا ہے۔ عُرْضَةٌ کے معنے نشانہ کے بھی ہوتے ہیں۔ یعنی جس چیز کو گاڑ کر اس پر کوئی چیز پھینکی جائے (اقرب) اسی طرح عُرْضَة وہ شے ہے جسے سامنے کر دیا جائے یعنی اسے ضرورت کے پورا کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ کہتے ہیں اَلْبَعِيْرُ عُرْضَةٌ لِّلسَّفَرِ (مفردات) یعنی سفر کی مصیبت پیش آئے تو اونٹ کو آگے کر دیا جاتا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ سے سفر کی تکلیف کو دور کر دیا جاتا ہے۔ پس عُرْضَة وہ ہے جو دو چیزوں کے درمیان روک بن جاتی ہے۔ عُرْضَة کُشتی کے داؤ پیچ کو بھی کہتے ہیں (اقرب)۔ اَيْمَان يَمِيْن کی جمع ہے جس کے معنے (۱) دائیں جہت یا دائیں حصّہ جسم کے ہیں۔ (۲) قسم (۳) برکت (۴) قوت۔ محاورہ میں اُس شے کو بھی کہتے ہیں جس کے بارہ میں قسم کھائی جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن سمُرہ رضؓ سے فرمایا اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ یعنی جب تو کسی چیز کے بارے میں (اس کے لیے لفظ یمین آپ نے استعمال فرمایا ہے) قسم کھائے اور اس کے بعد اس سے اچھا کام تجھے سُوجھ جائے تو وہ کام جو بہتر ہے اُسے اختیار کر اور اپنی قسم کا کفّارہ دے دے۔ (کشّاف)

اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا۔ علامہ زمخشری ؒ نے اسے اَيْمَان کا عطفِ بیان (کشّاف) اور علاّمہ ابوحیّان ؒ نے بدل قرار دیا ہے (بحر محیط) اور دونوں صورتوں میں معنے یہ بنتے ہیں کہ ان چیزوں کے لیے جن کے متعلق تم قسمیں کھاتے ہو یعنی نیکی کرنے، تقویٰ کرنے اور اصلاح بین النّاس کے لیے اللہ کو روک کا

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

اللہ تمہاری قسموں میں (سے) لغو[1] قسموں پر تم سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ ہاں جو (گناہ) تمہارے دلوں نے (بالارادہ) کمایا اُس پر تم سے مواخذہ کرے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بُردبار[2] ہے۔

موجب بناؤ۔ بعض نے مضاف محذوف نکالا ہے اور اصل عبارت یہ بنائی ہے کہ مَخَافَةَ اَنْ تَبَرُّوْا یعنی اس ڈر سے کہ نیکی، تقویٰ اور اصلاح بین النّاس کرنے پڑیں گے خدا کی قسم نہ کھالیا کرو۔ کوفیوں نے لِئَلَّا محذوف نکالا ہے اور معنے یہ کیے ہیں کہ خدا کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ تا کہ تمہیں کہیں نیکی، تقویٰ اور اصلاح بین النّاس نہ کرنا پڑے۔ ان کے نزدیک ایسی عبارتوں میں لَا کا لفظ محذوف کرنا جائز ہوتا ہے (املاء ابی البقاء) زجاج مشہور نحوی ادیب کا قول ہے کہ اَنْ تَبَرُّوْا کے بعد سے نیا جملہ شروع ہوتا ہے اور وہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے اور مکمل عبارت یوں ہے: تمہارا نیکی کرنا، تقویٰ کرنا اور اصلاح بین الناس کرنا زیادہ اچھا ہے (مغنی) بعض نے اَنْ تَبَرُّوْا سے پہلے فِیْ محذوف قرار دیا ہے (مغنی) اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ اللہ کو نیکی کرنے، تقویٰ کرنے اور اصلاح بین الناس کرنے کے معاملات میں روک نہ بناؤ۔ مثلاً یہ نہ کہو کہ ہم نے اللہ کی قسم کھا رکھی ہے کہ کسی کو قرض نہیں دینا ورنہ تم کو قرض دے دیتے۔ میرے نزدیک ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اَنْ سے پہلے لَا کو محذوف قرار دیا جائے جو عربی کا عام قاعدہ ہے اور معنی یہ ہوں کہ خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ تا کہ تم نیک ہو جاؤ اور متقی ہو جاؤ اور اصلاح بین النّاس کرنے والے ہو جاؤ۔ یعنی اگر اچھی باتیں نہ کرنے کی قسمیں کھاؤ گے تو ان خوبیوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ اس لیے نیکی، تقویٰ اور اصلاح کی خاطر اس فضول طریق سے بچے رہو۔ درحقیقت سب معنے ملتے جلتے ہیں۔ صرف عربی عبارت کی مشکل کو مختلف طریق سے حل کیا گیا ہے۔ جس بات پر سب متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ بنالو۔ یعنی اُٹھے اور قسم کھالی۔ یہ ادب کے خلاف ہے اور جو شخص اس عادت میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ بسا اوقات نیک کاموں کے بارہ میں بھی قسمیں کھا لیتا ہے کہ میں ایسا نہ کروں گا اور اس طرح یا بے ادبی کا یا نیکی سے محرومی کا شکار ہو جاتا ہے یا یہ کہ بعض اچھے کاموں کے متعلق قسمیں کھا کر خدا تعالیٰ کو ان کے لیے روک نہ بنالو۔ ان معنوں کی صورت میں داؤ پیچ والے معنے خوب چسپاں ہوتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ صدقہ و خیرات سے بچنے کے لیے چالیں چلتے ہیں اور داؤ کھیلتے ہیں اور بعض خدا کی قسم کو جان بچانے کا ذریعہ بناتے ہیں اور گویا دوسرے سے بچنے اور اُسے پچھاڑنے میں جو داؤ استعمال کرتے ہیں اُن میں سے ایک خدا کی قسم بھی ہوتی ہے۔ فرماتا ہے۔ اللہ کے نام کو ایسے ذلیل حیلوں کے طور پر استعمال نہ کیا کرو۔ میرے نزدیک سب سے اچھی تشریح علّامہ ابو حیّان رحؒ کی ہے اور مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنے احسان اور نیکی وغیرہ کے آگے روک بنا کر کھڑا نہ کر دیا کرو۔

[1] لغو قسم سے مراد وہ قسم ہے جو عادت کی وجہ سے کھائی جائے۔ جیسے بعض کو بلا سوچے وَاللّٰہ! بِاللّٰہ کہنے کی عادت ہوتی ہے۔ یا وہ قسم جس کے کھانے والا یقین رکھتا ہو کہ وہ درست ہے لیکن اس کا یقین غلط ہو یا شدید غصّہ میں قسم کھا لینا کہ جب ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں یا حرام نشے کے استعمال یا فرض و واجب عمل کے ترک کے متعلق کسی وقتی جوش کے ماتحت قسمیں کھا لینا یہ سب قسمیں لغو ہیں۔ اور ان کے توڑنے پر کوئی کفارہ نہیں بلکہ ان کے کھانے پر توبہ اور استغفار کا حکم ہے کیونکہ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (مومنون ع۱) کے خلاف ایسی قسمیں ہیں پس ان کے کھانے والا مخطی یا گنہگار ہے اُسے اپنے گناہ پر توبہ اور ندامت کا اظہار کرنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کے توڑنے کے لیے کسی کفّارہ کی ضرورت ہے۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے لَا يُؤَاخِذُكُمْ کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ یعنی اگر وقتی جوش کے ماتحت ایسی قسم کھائی جائے تو گناہ نہ ہوگا۔ اگر جان بوجھ کر ایسی قسم کوئی کھالے تو اُسے گناہ بھی ہوگا۔

[2] حَلِيْمٌ حِلْمٌ سے ہے اور اس کے معنے صبر کرنے والے کے بھی ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کے معنے بُردبار کے بھی ہیں۔ یعنی جس میں طیش نہ ہو یونہی جوش میں آ کر اندھا دھند کام نہ کرتا ہو۔ حِلْمٌ جہالت اور بیوقوفی کے مخالف معنے بھی دیتا ہے اور علم اور سمجھ کے بھی۔ نیز اس کے معنے عقل کے بھی ہیں (اقرب)

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

جو لوگ اپنی بیویوں کے متعلق قسم کھا کر اُن سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں اُن کے لیے (صرف) چار مہینے تک انتظار کرنا (جائز) ہے پھر اگر (اس عرصہ میں صلح کے خیال کی طرف) لوٹ آئیں تو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

اور اگر وہ طلاق کا فیصلہ کر لیں تو اللہ یقیناً بہت سُننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] اِیْلَاءٌ: اٰلٰی یُؤْلِیْ اِیْلَاءً: قسم کھانا۔ یہ اَلَا سے نکلا ہے جس کے معنے کسی کام میں کمی یا تاخیر کرنے کے ہیں اور اِیْلَاءٌ قرآن کریم کے محاورہ میں اُس قسم کو کہتے ہیں جو اس بات پر کھائی جائے کہ مرد اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہ رکھے گا (مفردات) چونکہ اس قسم میں عورت کے حق کا اتلاف ہے اس لیے اسے اِیْلَاءٌ کہا گیا۔

[2] فَاءَ یَفِیْءُ فَیْئًا: لوٹ آیا۔ فَاءَ اِلَی الْاَمْرِ: رَجَعَ اِلَیْهِ: اس بات کی طرف لوٹ آیا (اقرب) فَاءَ کا لفظ نیک امور کی طرف لوٹنے کے متعلق استعمال ہوتا ہے (مفردات) اصل میں اس کے معنے تعاون اور امداد باہمی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کے ہوتے ہیں اور سایہ کو بھی فَیْءٌ کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کے ساتھ اِدھر سے اُدھر ہوتا رہتا ہے۔ ان دونوں معنوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے فَاءَ بالعموم اچھے معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔

عرب میں یہ رواج تھا کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو طلاق تو نہ دیتے مگر قسم کھا لیتے کہ ہم اُن سے تعلق نہیں رکھیں گے۔ اس قسم کے ذریعہ سے وہ اپنے خیال میں بیوی کی طرف سے عائد شدہ ذمّہ داریوں سے آزاد ہو جاتے تھے کیونکہ اُن کے خیال میں قسم کی ذمہ داری خدا تعالیٰ کی طرف سے عائد ہوتی ہے اور بندوں کی ذمہ داری سے مقدم ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ کی قسم روک بن گئی تو اُن کے خیال کے مطابق عورت کے حقوق کا ادا نہ کرنا کوئی بڑا گناہ نہ رہا۔ یہ گندہ خیال اب بھی دنیا میں موجود ہے مسلمانوں میں سے بھی بہت سے لوگ ہیں جو یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ بیویوں سے تعلق نہیں رکھیں گے لیکن طلاق بھی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی ایسا کر بیٹھے تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ اسے چار مہینے تک کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس عرصہ میں وہ صلح کرلے تو کر لے ورنہ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے پھر قاضی طلاق کا فیصلہ کر دے گا۔ اس آیت میں عورت کو معلّقہ چھوڑنے کے خلاف فیصلہ فرمایا۔ مرد زیادہ سے زیادہ مدّت نکاح میں چار ماہ تک کے لیے عورت سے علیحدہ رہنے کا عہد کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہے علیحدہ ہو جائے۔ چار ماہ گذر جائیں تو مرد کو رجوع کرنا ہوگا یا طلاق دینی ہوگی کیونکہ جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے رجوع نہ کرنے کی صورت میں صرف طلاق کا راستہ کھلا بتایا ہے۔ فقہاء کا اس آیت کے احکام کی تفصیلات میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں اگر مدّت گذر جائے اور مرد رجوع نہ کرے نہ تو عملاً یعنی اس سے مباشرت کرکے، نہ زبانی اپنے عہد کو واپس لے کر، تو دونوں میں قاضی علیحدگی کروا دے گا۔ یہ امام مالک علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چار ماہ کے ختم ہونے سے پہلے رجوع ضروری ہے ورنہ چار ماہ گذرنے پر طلاق ہو جائے گی۔ افضل قول یہی ہے۔ لیکن محتاط امام مالکؒ کا فتویٰ ہے۔ امام شافعی رحؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک چار ماہ گذرنے پر اگر کوئی شخص رجوع نہ کرے نہ طلاق دے تو اسے قاضی مجبور کرے گا کہ رجوع کرے یا طلاق دے۔ یہ بھی قریباً امام مالکؒ کے قول سے ملتا ہے۔ اگر مرد دونوں باتوں میں سے کوئی بھی نہ کرے گا تو قاضی اس کی طرف سے طلاق دلا دے گا۔ امام نخعی رحؒ کا قول ہے کہ یہ رجوع پوشیدہ جائز نہیں، نہ اشارہ سے بلکہ قول سے اور گواہوں کی موجودگی اس کے لیے ضروری ہے۔ غرض یہ کہ قرآن کریم عورت کو کَالْمُعَلَّقَةِ چھوڑنے سے منع کرتا ہے اور جو چھوڑے اُسے مجبور کرتا ہے کہ یا صلح کرے یا اسے طلاق دے۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۹﴾

اور جن عورتوں کو طلاق مل جائے وہ تین (بار) حیض[1] (آنے) تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور اگر انھیں اللہ (پر) اور روزِ آخرت پر ایمان ہے، تو (انھیں معلوم رہے کہ) جو کچھ اللہ نے اُن کے رحموں میں پیدا کر رکھا ہے اُن کے لیے اس کا چھپانا جائز نہیں اور اگر اُن کے خاوند باہمی اصلاح کا ارادہ کرلیں تو وہ اس (مدّت) کے اندر (اندر) اُن کو (اپنی زوجیت میں) واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں اور جس طرح ان (عورتوں) پر کچھ ذمہ داریاں ہیں (ویسے ہی) مطابق[2] دستور انھیں بھی کچھ حقوق حاصل ہیں۔ ہاں[3] مگر مردوں کو اُن پر ایک طرح کی فوقیت حاصل ہے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

ع ۲۸/۱۲

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا

ایسی[4] طلاق (جس میں رجوع ہو سکے) دو دفعہ (ہو سکتی) ہے۔ پھر (یا تو) مناسب طور پر روک لینا ہوگا یا حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا ہوگا اور تمھارے لیے اس (مال) کا جو تم انھیں پہلے دے چکے ہو کوئی حصّہ بھی (واپس) لینا جائز نہیں سوائے اس (صورت) کے کہ ان (دونوں) کو اندیشہ ہو کہ وہ

---

[1] حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور ابن مسعودؓ اور امام ابو حنیفہؒ نے قُرُوْءٌ کے معنے حیض کے لیے ہیں اور زید بن ثابتؓ حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ اور مالکؒ اور شافعیؒ نے طُہر کے معنے کیے ہیں (محیط)

[2] بِالْمَعْرُوْفِ کا ترجمہ یہاں "مطابق دستور" کیا گیا ہے۔ بعض جگہ انھی الفاظ کا ترجمہ "مناسب حال" یا "مناسب طور پر" کیا گیا ہے۔ یہ فرق اُردو میں مضمون کی وضاحت کی خاطر ہے۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "مطابق دستور" میں دستور کا جو لفظ ہے اس کے اصل معنے تو قانون اور رواج کے ہیں لیکن اُردو میں کبھی یہ دستور کا لفظ COMMON SENSE یعنی عقلِ عامہ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ شرفا اور عقلا کا یہی طریق ہے۔ جس کے معنے دوسرے لفظوں میں یہ ہوتے ہیں کہ عقل کا تقاضا یہی ہے۔ اس جگہ بِالْمَعْرُوْفِ کے چونکہ یہی معنے ہیں اس لیے "مطابق دستور" کے الفاظ سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] اس جگہ واؤ ہے اور واؤ کے معنے عام طور پر "اور" کے ہوتے ہیں، لیکن اُردو قواعد کے مطابق "اور" کا لفظ اُسی وقت استعمال ہو سکتا تھا کہ اس جگہ مردوں کے حقوق کا ذکر ہوتا۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے اس موقعہ پر عورتوں کے حقوق کا ذکر ہے اس لیے "اور" سے واؤ کا ترجمہ کرنا بالکل مفہوم کو بدل دیتا ہے اور کلام کا زور عورتوں کے حقوق سے ہٹ کر مردوں کے حقوق کی طرف چلا جاتا ہے حالانکہ اندازِ کلام سے ظاہر ہے کہ عورتوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے کہ تمھارے حقوق کی حفاظت ہم نے کر دی ہے اور جس طرح مردوں کو تم پر بعض حق دئے ہیں تم کو بھی اُن پر بعض حق دئے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض حالات میں مردوں کو آخری فیصلہ کا اختیار دیا گیا ہے پس اس مضمون کو ادا کرنے کے لیے "ہاں مگر" کے الفاظ سے ہی واؤ کا ترجمہ کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] عام طور پر اس زمانہ کے علماء یہ سمجھتے ہیں کہ جس نے تین دفعہ طلاق کہہ دیا اُس کی طلاق بائن ہو جاتی ہے یعنی اس کی بیوی اس سے دوبارہ اس وقت تک شادی نہیں کر سکتی جب تک کسی اور سے نکاح نہ کرلے مگر یہ غلط ہے کیونکہ قرآن کریم میں صاف فرمایا گیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یعنی وہ طلاق جو بائن نہیں وہ دو دفعہ ہو سکتی ہے اس طور پر کہ پہلے مرد طلاق دے پھر یا تو طلاق واپس لے لے اور رجوع کرے یا عدّت گذرنے دے اور نکاح کرے۔ پھر ان کی صورت میں دوبارہ طلاق دے۔ پس ایسی طلاق کا دو دفعہ ہونا تو قطعی طور پر ثابت ہے پس ایک ہی دفعہ تین یا تین سے زیادہ بار طلاق کہہ دینے کو بائن قرار دینا قرآنِ کریم کے بالکل خلاف ہے۔

حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے سو اگر تمھیں[1] یہ اندیشہ ہو کہ وہ (دونوں) اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو وہ (عورت)[2] جو کچھ بطور فدیہ دے اس کے بارہ میں ان (دونوں میں سے کسی) کو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اس لیے تم ان سے باہر نہ نکلو اور جو لوگ اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں سے باہر نکل جائیں تو (سمجھ لو کہ) وہی لوگ (اصل) ظالم ہیں

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا
غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ
اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ
يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۱﴾

پھر اگر (اوپر کی بیان کردہ دو طلاقوں کے گذر جانے کے بعد بھی خاوند اُسے تیسری) طلاق دیدے تو وہ عورت اس کے لیے جائز نہ ہوگی جب تک کہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ جائے لیکن اگر وہ (بھی) اُسے طلاق دیدے تو ان دونوں کو بشرطیکہ انھیں یقین ہو کہ وہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدوں کو قائم رکھ سکیں گے آپس میں دوبارہ رجوع کر لینے پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں جنھیں وہ علم والے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی مقررہ مدت (کی آخری حد)[3] کو پہنچ جائیں تو یا تو اُنھیں مناسب طور پر روک لو[4] یا اُنھیں مناسب طور پر رخصت کر دو اور اُنھیں تکلیف دینے کے لیے (اس نیت سے) کہ (بعد میں پھر) اُن پر زیادتی کرو مت روکو۔ اور جو شخص ایسا کرے تو (سمجھو کہ) اس نے اپنی ہی جان پر ظلم کیا ہے اور تم اللہ کے احکام کو محلِ تمسخر نہ بناؤ اور تم پر

طلاق وہی بائن ہوتی ہے کہ تین بار مذکورہ بالا طریق کے مطابق طلاق دے اور تین عدتیں گذر جائیں۔ اس صورت میں نکاح جائز نہیں، جب تک کہ وہ عورت کسی اور سے دوبارہ نکاح نہ کرے اور اس سے بھی اس کو طلاق نہ مل جائے۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ طلاق مذاق ہو گئی ہے اور اسکا علاج حلالہ جیسی گندی رسم سے نکالا گیا ہے۔

[1] تمھیں یعنی ملتِ اسلامیہ یا اسلام پر ایمان رکھنے والی حکومت کو۔

[2] اِنْ خِفْتُمْ میں بتایا ہے کہ اگر محکمہ قضا اس بات کا فیصلہ کرے کہ عورت خاوند کے پاس رہنے کے لیے راضی نہیں اور اس کی ناراضامندی کی وجہ سے مرد بھی عدل نہ رکھ سکے گا، تو عورت اگر کچھ دینا چاہے تو مرد کو اجازت ہے کہ کچھ مال لیکر اسے طلاق دیدے۔ لیکن وہ صرف اتنا ہی مال لے سکتا ہے جتنا اس نے خود دیا ہو اور کچھ نہیں۔

[3] بَلَغَ الْاَجَلَ کے دو معنے ہیں۔ یہ بھی کہ مدت کے خاتمہ کے قریب پہنچ گیا اور یہ بھی کہ مدت پوری کر لی۔ اس جگہ پہلے معنے مراد ہیں۔ علامہ قرطبی ہسپانوی مفسر لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اول الذکر معنوں پر تمام علمائے امت کا اتفاق ہے۔ کسی نے اس کے خلاف نہیں کہا۔ عربی کا محاورہ ہے کہ جب مسافر شہر کے قریب پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ بَلَغْنَا الْبَلَدَ ہم شہر پہنچ گئے۔ اردو میں بھی یہ استعمال کثرت سے پایا جاتا ہے فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ میں اس بات پر زور دیا کہ عورتوں سے دو ہی قسم کا سلوک کرنے کا حکم ہے۔ یا تو اُنھیں مناسب رنگ میں اپنے پاس رکھ لو یا مناسب رنگ میں رخصت کر دو۔ یہ نہ ہو کہ تم اس نیت کے ساتھ رجوع کرو کہ بعد میں پھر اُسے دکھ دینے کا ایک موقع تمھارے ہاتھ آ جائے گا۔

[4] "اُن کو روک لو" سے مراد یہ ہے کہ رجوع کر لو اور طلاق واپس لے لو۔ مگر فرماتا ہے یہ رجوع معروف طریق پر ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ عورت کی بدنامی ہو اور یا پھر ان کو طلاق تو دے دو مگر طلاق دیتے وقت بھی یہ خیال رکھو کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک ہو۔ اُن کو ذلیل اور بدنام نہ کرو۔

وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۲﴾

جو اللہ کا انعام (ہُوا) ہے (اُس کو) یاد رکھو اور (اُسے بھی یاد رکھو) جو اُس نے تم پر اُتارا ہے یعنی کتاب اور حکمت (کو) کہ وہ اس کے ذریعہ سے تمہیں نصیحت کرتا ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ ہر ایک بات کو خوب جانتا ہے۔ ع ۲۹ ۱۳

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۳﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدّت[1] کو پُورا کر لیں تو تم انہیں جب کہ وہ نیک طریق پر باہم رضامند ہو جائیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نکاح کر لینے سے مت[2] روکو۔ یہ (وہ بات) ہے کہ جس کی تم میں سے ہر اس شخص کو جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لاتا ہے نصیحت کی جاتی ہے (اور سمجھ لو کہ) یہ بات تمہارے حق میں سب سے زیادہ برکت والی اور سب سے زیادہ پاکیزہ[3] ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ

اور مائیں اپنے بچوں کو پُورے[2] دو سال تک دُودھ پلائیں (یہ ہدایت) اُن کے لیے (ہے) جو دودھ پلانے (کے کام) کو (اس کی مقررہ مدّت تک) پُورا کرنا چاہیں۔ اور جس کا بچہ ہے اُس کے ذمہ حسبِ دستور[4] اُن (دُودھ پلانے والیوں) کا کھانا اور اُن کی پوشاک[5] ہے۔ کسی شخص[6] پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالی جاتی۔ کسی والدہ[7] کو اپنے بچّہ کے ذریعہ سے

---

[1] اس جگہ بَلَغْنَ کے معنے عدّت کو پُورا کر لینے کے ہیں نہ کہ مدّت کے خاتمہ کے قریب پہنچ جانے کے (دیکھو نوٹ آیت ۲۳۲)

[2] اس جگہ پر صیغہ حاضر کا استعمال ہُوا ہے مگر مراد یہ ہے کہ مرد و عورت کے رشتہ دار نہ روکیں۔ صرف زور دینے کے لیے غائب کو حاضر کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے اور تم کا لفظ استعمال کیا ہے۔

[3] اَزْكٰى: زَكَا سے نکلا ہے اور زَكَا کے معنے بڑھنے اور برکت والا ہونے کے ہوتے ہیں۔ (مفردات) پس اَزْكٰى کے معنے ہوئے زیادہ بڑھنے والی اور زیادہ برکت والی۔

[4] یہاں بِالْمَعْرُوْفِ سے مراد باپ کی مقدرت ہے کہ امیر اپنی طاقت کے مطابق دے اور غریب اپنی طاقت کے مطابق۔ اس جگہ عام دُودھ پلانے والیوں کا ذکر نہیں بلکہ ماؤں کا ہے اور یہ ذکر طلاق کے ضمن میں کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر دودھ پلانے والی عورت کو طلاق دی جائے تو بچّہ کی خاطر عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ بچّے کو دودھ مقررہ مدّت تک پلائے اور اس کے بدلہ میں خاوند پر فرض ہے کہ عام مزدور عورت کی طرح نہیں بلکہ اپنی توفیق کے مطابق اُسے خرچ دے۔ کیونکہ یہ عورت کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے والا ہوگا کہ ایک طرف تو اسے مجبور کیا جائے کہ وہ طلاق کے بعد بھی بچّہ کو دودھ پلاتی رہے اور دوسری طرف اُسے ایسی حالت میں رکھا جائے جو پہلی حالت سے ادنیٰ ہو اور اس کے لیے ذلّت کا موجب ہو۔

[5] کھانے اور کپڑے سے مراد تمام اخراجات ہیں نہ کہ صرف روٹی اور لباس اور یہ محاورہ ہے تمام ضرورتوں کو پُورا کرنے کے متعلق۔

[6] یعنی مرد سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اپنی طاقت سے زیادہ خرچ کرے یہ بھی نامناسب ہے اور عورت سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ایک نوکر کی طرح طلاق کے بعد ایک عرصہ گھر میں گذار دے یہ بھی نامناسب ہے۔

[7] یعنی بچّہ کو ایک دوسرے پر دباؤ ڈالنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ یہ حکم نہایت لطیف ہے بہت سے نادان اس حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو بچّے ہلاک ہو جاتے ہیں یا ان کی تربیت خراب ہو جاتی ہے اس قسم کا فعل درحقیقت قتلِ اولاد کے مشابہ ہے اور قرآن کریم نے اس سے روک کر آئندہ اولادوں پر احسانِ عظیم کیا ہے۔

لَهٗ بِوَلَدِهٖ ۗ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۵﴾

وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۶﴾

دُکھ نہ دیا جائے اور نہ باپ کو اُس کے بچّہ کی وجہ سے (دُکھ دیا جائے) اور وارث پر (بھی) ایسا ہی (کرنا لازم) ہے اور اگر وہ دونوں آپس کی رضامندی[1] اور باہمی مشورہ کے ساتھ دُودھ چھڑانا چاہیں تو (اس میں) اُن پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم اپنے بچّوں کو (کسی دوسری عورت سے) دُودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم وہ (معاوضہ) جو تم نے دینا کیا[2] ہے مناسب طور پر ادا کردو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے یقیناً دیکھتا ہے۔

اور تم میں سے جن (لوگوں) کی رُوح قبض کر لی جاتی ہے اور وہ (اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ جاتے ہیں (چاہیئے کہ) وہ (بیویاں) اپنے آپ کو چار مہینے (اور) دس (دن) تک روک رکھیں پھر جب وہ اپنا مقررہ وقت پورا کرلیں وہ اپنے متعلق مناسب طور پر جو کچھ (بھی) کریں اُس کا تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔

اور عورتوں سے نکاح کی درخواست کے متعلق جو بات تم اشارۃً (اُن سے) کہو یا اپنے دلوں میں رکھو اس پر تمھیں کوئی گناہ نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ تمھیں ضرور اُن کا خیال آئے گا لیکن تم ان سے خفیہ طور پر (کوئی) معاہدہ نہ کرلو۔ ہاں یہ (اجازت ہے) کہ تم ان سے کوئی مناسب بات کہہ[3] دو۔ اور جب تک (عدّت کا) حکم اپنی میعاد کو (نہ) پہنچ جائے (اس وقت تک) تم نکاح باندھنے کا پختہ ارادہ نہ کرو۔ اور جان لو کہ تمھارے دلوں میں جو کچھ (بھی) ہے اللہ اسے جانتا ہے پس تم اس (بات) سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بُردبار ہے۔ ع ۳۰/۱۴

[1] اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کے متعلق دُودھ پلانے یا چھڑانے کا فیصلہ قرآن کریم نے نہ مرد کے اختیار میں رکھا ہے نہ عورت کے اختیار میں۔ بلکہ دونوں کو مشترکہ اختیار دیا ہے شاید تمام شرائع کی تاریخ میں یہ منفرد مثال ہے کہ اس طرح اہلی معاملات میں میاں بیوی کو ایک مقام پر کھڑا کر کے برابر کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ دودھ پلانے کی مدّت جو قرآن کریم نے مقرر کی ہے اس سے زیادہ دیر تک دُودھ پلانے پر نہ خاوند مجبور کر سکتا ہے نہ عورت زور دے سکتی ہے۔ جب طلاق کے بعد بھی عورت کے جذبات کا اس قدر خیال رکھنے پر خاوند کو مجبور کیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ جو عورت نکاح میں ہے ان امور میں اس کے جذبات کا خیال رکھنا اسلام کے نزدیک کیا کچھ ضروری نہ ہوگا۔

[2] قرآنی الفاظ اٰتَیْتُمْ کے ہیں جن کے لفظی معنے ہیں دیدیا ہے، دے چکے ہو۔ لیکن اس طرح ترجمہ کیا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا کہ جب تم دیدو۔ جو کچھ تم دے چکے ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مُراد قرآن مجید کی نہیں ہو سکتی۔ پس ان الفاظ کا ترجمہ کرتے وقت ایک اور قاعدہ کو ملحوظ رکھنا ہوگا جو یہ ہے کہ کبھی ماضی کا صیغہ قطعی فیصلہ پر دلالت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں دوسرے کئی مقامات پر بھی یہ محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً آتا ہے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ (مائدہ ع ۲) یعنی جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو۔ حالانکہ وضو نماز کے لیے کھڑا ہونے سے پہلے ہوتا ہے نہ کہ بعد میں۔ پس یہاں یہی مراد ہے کہ نماز کا پختہ ارادہ کرنے پر وضو کرلیا کرو۔ اور یہی مُراد اُوپر کی آیت میں ہے اور کہا گیا ہے کہ جب تم رضاعت کا باہمی فیصلہ کرلیا کرو اور اس کا پختہ ارادہ رکھو تو چاہیئے کہ جو معاوضہ طے کرو اس کو وقت پر ادا کیا کرو۔

[3] یعنی بیوہ عورتوں کے متعلق اگر تمھارے دل میں نکاح کی خواہش ہو تو اسے عدّت گذر جانے تک ظاہر نہ کرو۔ ہاں کسی غیر واضح اشارہ سے اِدھر توجّہ دلا دی جائے تو حرج نہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۷﴾

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اس وقت بھی طلاق دیدو جبکہ تم نے اُن کو چھوا تک نہ ہو یا مہر[1] نہ مقرر کیا ہو۔[2] اور چاہیئے کہ اس صورت میں تم انھیں مناسب طور پر کچھ سامان دو[3] دو (یعنی) امیر (اور) دولت مند پر اُس کی طاقت کے مطابق (لازم ہے) اور نادار[4] پر اس کی طاقت کے مطابق (ہم نے ایسا کرنا) نیکو کاروں پر واجب (کر دیا) ہے۔

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۗ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۗ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۸﴾

اور اگر تم انھیں قبل اس کے کہ تم نے انھیں چھوا ہو لیکن مہر مقرر (کر دیا) ہو طلاق دے دو تو (اس صورت میں) جو مہر تم نے مقرر کیا ہو اُس کا آدھا (اُن کے سپرد کرنا) ہو گا سوائے اس صورت کے کہ وہ (عورتیں) معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں[5] نکاح (کا) باندھنا ہو اور تمھارا معاف کر دینا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور تم آپس میں (معاملہ کرتے وقت) احسان کو نہ چھوڑا کرو۔ (اور یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے یقیناً دیکھتا ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا

تم (تمام) نمازوں کا اور (خصوصاً) درمیانی نماز کا پورا خیال[6] رکھو۔

---

[1] بظاہر یہ ایک بیہودہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص چھونے سے پہلے طلاق دے گا وہ نکاح ہی کیوں کرے گا لیکن ایسی مجبوریاں پیش آ جاتی ہیں۔ مثلاً نکاح کے معاً بعد ایسے گواہ مل گئے جنھوں نے ایسی گواہیاں دیں جن سے نکاح کی حُرمت ثابت ہو گئی یا کم سے کم نکاح کی کراہت پیدا ہو گئی۔ مثلاً ادھوری گواہی ایسی مل گئی کہ یہ عورت خاوند کی رضاعی بہن ہے پس گو وہ گواہی ادھوری ہو مگر خاوند کے دل میں کراہت تو پیدا ہو جائے گی اور اس قسم کی گواہیاں اکثر نکاحوں کے بعد مل جاتی ہیں۔ یا خاندان کے بڑے آدمیوں نے جن کو پہلے حالات کا علم نہ تھا فیصلہ دیا کہ ہمارے آپس کے ایسے تعلقات ہیں کہ تم دونوں آپس میں نبھا نہیں کر سکو گے۔

[2] بغیر مہر مقرر کرنے کے اسلام نے نکاح ناجائز رکھا ہے لیکن اس جگہ سے پتہ لگتا ہے کہ شاید یہ بھی جائز ہے۔ فقہاء نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ تعیین روپیہ کی چاہے نہ ہو لیکن یہ ضرور سمجھا جائے گا کہ مہر مقرر ہے اور اس کی تعیین مہر بالمثل سے ہو گی یعنی اسی حیثیت کے خاندان کے دوسرے افراد کو دیکھا جائے گا کہ اُن کا کیا مہر ہے۔

[3] مَتَاعًا مَتِّعُوْهُنَّ کا مصدر ہے اور یہ تاکید کے لیے آتا ہے جو کبھی تقلیل کے معنے دیتا ہے اور کبھی تکثیر و تکمیل کے۔ کبھی ایسا مصدر صرف غیر معین شے پر دلالت کرنے کے لیے آتا ہے اور کچھ کے معنے دیتا ہے اس جگہ یہی معنے چسپاں ہوتے ہیں۔

[4] اگر اس معاوضہ کے متعلق اختلاف ہو تو قرآنِ کریم نے اصولی طور پر فرمایا ہے کہ جھگڑے کی صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع کرو۔ پس اختلاف کی صورت میں قاضی کے پاس فیصلہ لے جانا چاہیئے۔ وہ فیصلہ دے گا کہ خاوند نے اپنی حیثیت کے مطابق عورت کا نقصان پورا کیا ہے یا نہیں۔

[5] یعنی خاوند یا بعض فقہاء کے نزدیک عورت کا وکیل۔ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ یا تو عورتیں طلاق کے وقت اپنا نصف مہر اپنے خاوندوں کو معاف کر دیں یا اُن کے وکلاء معاف کر دیں۔ اور يَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ سے اگر خاوند مراد لیا جائے تو آیت کے معنے یہ ہوں گے کہ خاوند نصف مہر کی بجائے پورا مہر دیدے۔ گویا اس جگہ پورا مہر دینے کا نام بھی عفو رکھا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلِ الْعَفْوَ (بقرہ آیت ۲۲۰) یعنی لوگ تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں، تُو کہہ دے جو تمھارے خرچ سے بچ جائے۔ پس عفو کے معنے زائد کے بھی ہیں اور يَعْفُوَ میں یہی معنے مراد ہیں۔

[6] حَافَظَ عَلَيْهِ کے معنے ہیں وَاظَبَ عَلَيْهِ۔ اس پر دوام اختیار کیا۔ رَاقَبَہٗ اس کی نگرانی کی۔ اس کا خیال رکھا۔ اور یہ لفظ باب مفاعلہ میں سے ہے جس کی خاصیت ہے کہ وہ بالمقابل افعال پر دلالت کرتا ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ تم نمازوں کا خیال رکھو اور ان کی نگرانی کرو۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ نماز تمھاری

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٩﴾

اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٤٠﴾

اور اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل یا سوار ہونے کی حالت میں ہی (نماز پڑھ لو) پھر جب تمھیں امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو کیونکہ[۱] اس نے تمھیں (وہ کچھ) سکھایا ہے جو تم (پہلے) نہ جانتے تھے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٤١﴾

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کے حق میں ایک سال تک فائدہ پہنچانے یعنی اُن کو (گھروں سے) نہ نکالنے کی وصیت[۲] کر جائیں لیکن اگر وہ (خود بخود) چلی جائیں تو وہ اپنے متعلق جو پسندیدہ[۳] بات کریں اُس کا تمھیں کوئی گناہ نہیں اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

نگرانی کرے گی، یعنی اس کے ذریعہ سے تم گناہوں اور غلطیوں سے پاک ہو گے۔ دوسری جگہ اس مضمون کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (عنکبوت ع ۵) یعنی نماز انسان کو بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔ یہ گویا وہ حفاظت ہے جو نماز بندے کی کرتی ہے۔ اسی طرح اس کے ذریعہ سے یہ بھی حفاظت ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نماز پر قائم رہنے والے بندہ کا یار و مددگار ہو جاتا ہے۔ اور بھی بہت سے فوائد اسلامی نماز میں ہیں۔ درحقیقت حَافِظُوْا کے لفظ سے یہ بتایا ہے کہ اسلامی عبادت دوسرے مذاہب کی عبادتوں کی طرح یکطرفہ نہیں، بلکہ اس کے خوش کن نتائج اس دنیا میں بھی انسان کو ملتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی ملیں گے۔

[۱] كَمَا عَلَّمَكُمْ۔ ك کے عام معنے مانند کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے ایک معنے ل کے بھی ہیں یعنی "اس لیے کہ" یا "کیونکہ" (مغنی) اس جگہ یہی معنے زیادہ چسپاں ہوتے ہیں اور انہی کو ہم نے اختیار کیا ہے۔

[۲] وَصِيَّةً مصدر ہے۔ اس کے پہلے يُوْصُوْنَ محذوف سمجھا جائے گا، یعنی وہ وصیت کر جائیں۔ مَتَاعًا دوسرا مصدر ہے۔ اس سے پہلے بھی اَنْ مَتِّعُوْهُنَّ محذوف ہے اور معنے یہ ہیں کہ یہ وصیت کر جائیں کہ بعد میں وہ لوگ جن کے ہاتھ میں وصیت کا اجرا ہے انھیں ایک سال تک فائدہ پہنچائیں۔ اس کے بعد غَيْرَ اِخْرَاجٍ کے الفاظ ہیں جو بدل ہیں متاع کا۔ پس معنے یہ ہوئے کہ فائدہ پہنچانے سے مراد ہماری یہ ہے، کہ ان کو گھروں سے نہ نکالیں بلکہ باوجود اس کے کہ مکان کسی اور وارث کے حصہ میں آیا ہو بیویوں کو ایک سال تک اس میں رہنے کا حق حاصل رہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ عورت خود بھی مکان سے نہیں جا سکتی۔ عورت عدت کے بعد اپنی مرضی سے اور اپنے فائدے کے لیے جانا چاہے تو جا سکتی ہے۔ سال کی شرط صرف عورت کے آرام اور فائدہ کے لیے لگائی گئی ہے۔ اور اس سے وارثوں کو پابند کیا گیا ہے۔ عورت پر پابندی صرف ایامِ عدت تک گھر میں رہنے کی ہے۔ بعد میں اس حکم سے فائدہ اُٹھانا یا نہ اُٹھانا اس کے اختیار میں ہے۔ افسوس مسلمانوں نے اس حکم کو بھلا دیا ہے اور ایک تمدنی نیکی سے محروم ہو گئے ہیں۔

[۳] مَعْرُوْف کے معنے قانون یا فطرت یا قومی رواج کے مطابق کے ہیں، یعنی جسے لوگ جانتے ہیں۔ اس جگہ اس کے معنے پسندیدہ کے اور بہتر کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ عدت کے بعد عورتیں نکاح کریں خواہ اپنے والدین یا دوسرے رشتہ داروں کے ہاں چلی جائیں یا کوئی نوکری اختیار کریں تم پر کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس حکم کے رُو سے تمھیں نہیں چاہیئے کہ انھیں روکو۔

وَ لِلۡمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۲۴۲﴾

اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے انھیں بھی (اپنے) حالات کے مطابق کچھ سامان دینا ضروری ہے، یہ بات (ہم نے) متقیوں پر واجب (کردی) ہے۔

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾ ع

اسی طرح اللہ اپنے احکام تمھارے (فائدہ کے) لیے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ ہُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۪ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوۡتُوۡا ۟ ثُمَّ اَحۡیَاہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ

کیا تجھے اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو موت سے بچنے کے لیے جبکہ وہ ہزاروں (کی تعداد میں) تھے اپنے گھروں سے نکلے تھے اس پر اللہ نے ان سے کہا کہ تم مرجاؤ اس کے بعد اُس نے انھیں زندہ کردیا۔ اللہ لوگوں پر یقیناً بڑا فضل کرنے

---

[۱] مَعۡرُوۡف کا لفظ قرآن مجید میں بہت دفعہ آتا ہے اور یہ عرف سے نکلا ہے اور اس کے معنے ہیں پہچانا ہُوا۔ مفرداتِ راغب میں لکھا ہے اَلۡمَعۡرُوۡفُ اِسۡمٌ لِکُلِّ فِعۡلٍ یُعۡرَفُ بِالۡعَقۡلِ اَوِ الشَّرۡعِ حُسۡنُہٗ۔ یعنی معروف ہر اس فعل کو کہتے ہیں کہ جس کی خوبی عقل و شرع سے پہچانی جائے۔ پس جب شرع کے لحاظ سے معروف ہو تو وہ مطابق قانون فعل کہلائے گا اور جب عقل عامہ سے اس کی خوبی پہچانی جائے تو اسے مطابق دستور کہیں گے۔ کیونکہ جس امر کی خوبی ہر انسان پہچانتا ہے اس کا رواج بنی نوع انسان میں پایا جاتا ہے۔ اور جب کسی امر کی خوبی خاص فرد کی عقل سے پہچانی جائے گی تو اُسے مناسبِ حال یا مطابقِ حال کہیں گے کیونکہ افراد کے ساتھ انہی نیکیوں کا تعلق ہوتا ہے جو خاص ان کے حالات سے متعلق ہوں۔

[۲] مُطَلَّقَات سے حُسنِ سلوک کو پھر دُہرایا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مطلقہ سے ناراضگی ہوتی ہے اس لیے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ تو مطلقہ عورتوں سے علاوہ مہر کے سلوک کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اور مسلمان عورتوں کے مہر تک بھی کھا جاتے ہیں۔ اگر اس حکم پر عمل کیا جائے تو کس قدر فساد اور جھگڑے دُور ہو جائیں اور طلاق جو صرف مجبوری میں حلال ہے اس تلخی کے پیدا کرنے کا موجب نہ ہو جس کا موجب وہ اب ہو رہی ہے۔ بلکہ دونوں فریق محسوس کریں کہ مجبوری سے علیحدگی اختیار کی گئی ہے ورنہ آپس میں تلخی یا بدمزگی نہیں ہے۔ اِس حکم سے اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ گو بیوہ کے لیے حکماً ایک سال تک مکان سے فائدہ اُٹھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن مومن کو چاہیئے کہ مطلقہ کو بھی اگر ضرورت ہو اس سے سلوک کر کے کچھ عرصہ زائد مکان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیدے اور یہ معنے بالکل درست ہیں کیونکہ متاع کے معنے خالی سامان دینے کے نہیں ہوتے بلکہ فائدہ پہنچانے کے بھی ہوتے ہیں۔

[۳] یعنی شریعت کے بیان میں یہ امر ہر جگہ مدّنظر رکھا گیا ہے کہ کل ضروری امور کے متعلق تعلیم آجائے اور ایسے رنگ میں تعلیم بیان کردی جائے کہ انسان بدیوں اور کمزوریوں سے بچ جائیں۔ تَعۡقِلُوۡن کے یہی معنے ہیں۔

[۴] اٰیَۃ کے معنے علامت کے ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم میں کہیں خدا تعالیٰ نے اپنی طرف توجہ دلانے والی باتوں کو کہیں ایمان کی طرف راہنمائی کرنے والی باتوں کو کہیں عذاب سے بچانے والی باتوں کو کہیں تمدّن کا صحیح راستہ بتانے والی باتوں کو آیات کہا ہے۔ ہر جگہ اس کا ترجمہ علامت کرنا اُردو میں ناممکن ہے۔ پس اس جگہ جو اصل مفہوم ہے یعنی وہ احکام جو صحیح تمدّن کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اُسی کو ترجمہ میں رکھ دیا گیا ہے۔

[۵] اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ سے مراد بنی اسرائیل ہیں جو فرعون کے ڈر کی وجہ سے مصر سے نکل آئے تھے۔ وَھُمۡ اُلُوۡفٌ میں بتایا کہ وہ ہزاروں تھے اس سے بائیبل کے اس بیان کی تردید ہو جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد جو مصر سے نکلے تھے چھ لاکھ تین ہزار پانچسو پچاس تھی۔ کیونکہ چھ لاکھ کا قافلہ بغیر زیادہ سامان کے بے آب و گیاہ جنگل میں سے سینکڑوں میل تک نہیں گذر سکتا۔

[۶] "مرجاؤ" سے یہ مراد ہے کہ تمھاری نافرمانی کی وجہ سے تم سے فاتحانہ طاقتیں واپس لی جاتی ہیں۔ مگر بعد میں خدا تعالیٰ نے معاف کردیا اور ان کے غالب آنے کی قوتیں انھیں واپس دے دیں۔

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾

والاہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾

اور تم اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾

کیا کوئی ہے جو اللہ کو (اپنے مال کا) ایک اچھا ٹکڑا[1] کاٹ کر دے تاکہ وہ اسے اس کے لیے بہت بہت بڑھائے اور اللہ (کی یہ بھی سُنّت ہے کہ وہ بندہ کا مال) لیتا ہے اور بڑھاتا ہے اور (آخر) تمھیں اُسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ۭ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَاۗىِٕنَا ۭ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٤٦﴾

کیا تجھے بنی اسرائیل کے اُن سرکردہ لوگوں کا حال نہیں معلوم ہوا جو موسیٰ کے بعد گزرے ہیں جب اُنھوں نے اپنے ایک نبی[2] سے کہا کہ ہمارے لیے کوئی (شخص) بادشاہ (بنا کر) کھڑا کیجیے تاکہ ہم (اس کے ماتحت ہو کر) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اُس نے کہا (کہیں) ایسا تو نہیں ہوگا[3] کہ اگر تم پر جنگ فرض کی جائے تو تم جنگ نہ کرو۔ انھوں نے کہا (ایسا نہیں ہوگا) اور ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں گے حالانکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکالا گیا ہے (اور اپنے بچوں سے (جُدا کیا گیا ہے) مگر جب اُن پر جنگ فرض کی گئی تو اُن میں سے ایک قلیل[4] (سی) جماعت کے سوا (باقی) سب[5] پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا کہ اللہ نے تمھارے لیے طالوت[6] (یعنی جدعون) کو بادشاہ بنا کر

---

[1] یُقْرِضُ اَقْرَضَ سے نکلا ہے اور اس کے معنے قرض دینے کے بھی ہیں اور کاٹ کر الگ کر دینے کے بھی۔ اور قَرْضًا کے معنے کاٹنے کے بھی ہیں اور قرض کے بھی۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصدر بمعنے اسم مفعول یعنی مُقْرَضٌ کے صیغہ میں استعمال ہُوا ہو یعنی جو چیز کاٹ کر علیحدہ کر دی جائے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ کی نسبت چونکہ یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لیے آخری معنے زیادہ مناسب ہیں (ان معنوں کے لیے دیکھو مفرداتِ راغب)

[2] دیکھو پُرانا عہد نامہ کتاب قاضیوں باب ۶ آیت ۷ و ۸۔

[3] عَسَیْتُمْ کے معنے ہیں "تم قریب ہو" اور هَلْ عَسَیْتُمْ کے معنے ہوئے "کیا تم اِس امر کے قریب ہو" مگر اُردو میں اس ترجمہ کے کوئی معنے نہیں بنتے۔ اس لیے لفظی ترجمہ کی بجائے اس کا با محاورہ ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

[4] عربی میں صرف قلیل کا لفظ ہے مگر عربی کے قاعدہ کی رُو سے یہاں جماعت وغیرہ کے ہم معنی کوئی لفظ محذوف ہے۔ اُردو میں اگر صرف قلیل رکھا جائے تو بے معنے ہو جاتا ہے۔ اس لیے "جماعت" کا لفظ عام قاعدہ کے خلاف خطوط میں نہیں لکھا گیا۔ بلکہ ظاہر میں لکھا گیا ہے۔

[5] استثناء میں "سب" کا لفظ پہلے حصّہ جملہ میں مقدّر ہوتا ہے۔ اس جگہ اس کے ظاہر کرنے کے بغیر معنے واضح نہیں ہوتے۔

[6] طالوت سے مراد جدعون ہے اور یہ صفاتی نام ہے جو طَالَ سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں لمبا اور مضبوط ہو گیا اور جدعون کے معنے عبرانی زبان میں اپنے مادہ کے اعتبار سے گرانے یا کاٹنے کے ہیں اور جدعون ایسے شخص کو کہتے ہیں جو اپنے مخالف کو کاٹ ڈالتا اور زمین پر گرا دیتا ہے بائبل میں بھی جدعون کو بہادر پہلوان کے نام سے پکارا گیا ہے (دیکھو قاضیوں باب ۶ آیت ۱۲) پس طالوت اور جدعون دونوں ہم معنے الفاظ ہیں۔

مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۸﴾

(اس کام کے لیے) کھڑا کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا اُسے ہم پر حکومت[1] کس طرح مل سکتی ہے جبکہ ہم اُس کی نسبت حکومت کے زیادہ حقدار ہیں اور اسے مالی فراخی[2] بھی (کوئی ایسی زیادہ) عطا نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا اللہ نے اُسے تم پر یقیناً فضیلت دی ہے اور اُسے علمی اور جسمانی لحاظ سے (تم سے زیادہ) فراخی[3] عطا کی ہے اور اللہ جسے پسند کرتا ہے اسے اپنا ملک[4] عطا کرتا ہے۔ اور اللہ کشائش دینے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ ع ۳۲ / ۱۶

اور اُن کے نبی نے اُن سے کہا کہ اس کی حکومت کی دلیل یہ (بھی) ہے کہ تمھیں (ایک ایسا) تابوت[5] ملے گا جس میں تمھارے ربّ کی طرف سے تسکین (ہوگی) اور اُس چیز کا بقیہ ہوگا جو موسیٰ کے متعلقین اور ہارون کے متعلقین نے (اپنے پیچھے) چھوڑا۔ فرشتے اُسے اٹھائے ہوئے ہوں گے اگر تم مومن ہو تو اس (بات) میں تمھارے لیے یقیناً ایک (بڑا) نشان ہے۔

---

[1] علاوہ اور معنوں کے مُلْك کے معنے حکومت اور غلبہ کے بھی ہیں (اقرب) اَنّٰى کے مندرجہ ذیل معنے ہیں:- (۱) کَیْفَ کس طرح (۲) مِنْ اَیْنَ کہاں سے (۳) اَیْنَ جہاں اور کہاں۔ اس صورت میں یہ دو فعلوں کو جزم دیتا ہے۔ (۴) حَتّٰی کب (اقرب) پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ اسے ہم پر حکومت کس طرح مل سکتی ہے یا یہ کہ اسے ہم پر حکومت کرنے کا حق کب حاصل ہوا؟ یا اُسے ہم پر حکومت کہاں سے حاصل ہوئی۔

[2] مِنَ الْمَالِ، سَعَةً کی صفت ہے۔ اس لیے سَعَةً مِّنَ الْمَالِ کا صحیح ترجمہ مالی فراخی ہے۔

[3] بَسْطَةً کے معنے وُسعت۔ فراخی اور کمال کے ہیں (اقرب)۔

[4] اپنا ملک کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جب حکومت خدا تعالیٰ کی ہے تو حقدار وہ ہے جسے خدا تعالیٰ مقرر کرے۔

[5] تابُوت کے عام معنے تو صندوق کے اور کشتی کے ہوتے ہیں (اقرب) لیکن استعارۃً اسے دل کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مفردات راغب میں ہے قِيْلَ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَلْبِ وَالسَّكِيْنَةِ وَعَمَّا فِيْهِ مِنَ الْعِلْمِ یعنی کبھی لفظ تابوت کو استعارۃً دل کے معنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ الفاظِ قرآنیہ صاف دلالت کر رہے ہیں کہ اس جگہ تابوت سے مراد دل ہے۔ کیونکہ فرماتا ہے۔ اس تابوت میں تمھارے ربّ کی طرف سے سکینت ہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ سکینت دل میں ہوتی ہے نہ کہ صندوقوں میں۔ اسی طرح اس تابوت کے متعلق فرماتا ہے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ فرشتے اُسے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اگر تابوت سے ظاہری صندوق مراد لیا جائے تو یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۱) یعنی مخالفین کو ہدایت الٰہی پر ایمان لانے سے صرف یہ بات روکتی ہے کہ اللہ نے بشر رسول کیوں بھیجا ہے۔ تو کہہ کہ اگر زمین میں فرشتے امن سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم فرشتوں کو رسول بنا کر بھیجا کرتے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ملائکہ اس طرح لوگوں میں چلتے پھرتے نہیں ہیں۔ غرض چونکہ ظاہری تابوت کی صورت میں ماننا پڑتا تھا کہ فرشتے اُسے اُٹھا کر ساتھ ساتھ لیے پھرتے تھے اور یہ تعلیم قرآن کے خلاف ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ تابوت سے مراد اس جگہ دل ہی ہے جسے فرشتے اُٹھاتے تھے اور ہمت بڑھاتے تھے۔ کیونکہ حَمَلَهٗ عَلٰى كَذَا کے معنے اَغْرَاهُ کے ہیں، یعنی اُکسانا اور جوش دلانا (اقرب) پس معنے یہ ہوئے کہ اتباع طالوت کو فرشتے قربانیوں پر آمادہ کریں گے۔ اب بَقِيَّةٌ اٰلِ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ کا حل کرنا باقی رہ جاتا ہے۔ بقیّہ کے معنے اعلیٰ شے کے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں فُلَانٌ بَقِيَّةُ قَوْمِهٖ: هُوَ

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ

پھر جب طالوت[۱] اپنی فوجوں کو لے کر نکلا تو اُس نے کہا کہ اللہ ایک ندی[۲] کے ذریعہ سے یقیناً تمہارا امتحان لینے والا ہے پس جس نے اس (نہر) میں سے (پیٹ بھر کر پانی) پی لیا وہ مجھ سے (وابستہ) نہیں رہے گا) اور جس نے اس سے نہ چکھا وہ یقیناً مجھ سے (وابستہ) ہو گا سوائے اس کے جس نے اس

مِنْ خِيَارِهِمْ یعنی وہ قوم کے شرفاء اور اچھے لوگوں میں سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا (کہف ع ۶) یعنی اچھے اور نیک کام خدا کے حضور میں ثواب حاصل کرنے کے لیے سب سے بہتر ہیں۔ پس بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ سے مراد وہ اخلاق فاضلہ ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے متعلقین اور مقربین سے ظاہر ہوتے تھے اور مراد یہ ہے کہ تمھارے دل ان خوبیوں کے وارث ہوں گے جو آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ نے چھوڑی ہیں۔ یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت زکریاؑ نے دُعا کی کہ الٰہی مجھے لڑکا عطا کر يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ (مریم ع۱) یعنی جو میرا اور آلِ یعقوبؑ کا وارث ہو۔ اور مطلب یہ ہے کہ اُن کے اعمالِ حسنہ اور خوبیوں کا وارث ہو نہ یہ کہ ان کی جائداد کا وارث ہو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو وفات پائے قریباً ایک سو پُشت گذر چکی تھی۔ غرض بَقِيَّةٌ اٰلِ مُوْسٰى وَاٰلِ هٰرُوْنَ سے یہ مراد ہے کہ طالوت کے ساتھیوں میں وہی اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالےٰ پیدا کر دے گا جو آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ میں پیدا تھے۔ خلاصہ یہ کہ اس زمانہ کے نبی نے طالوت پر اعتراض کرنے والوں کو یہ جواب دیا کہ مخفی طاقتوں کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جب اُس نے طالوت کو چُنا تو یقیناً وہ تم سے افضل ہے۔ دُوسرے دولت سے بادشاہت نہیں ہوتی بلکہ علم اور قربانی کی طاقت سے ہوتی ہے۔ سو ان دونوں باتوں میں وہ تم سے بڑھا ہُوا ہے۔ وہ تم سے زیادہ علوم آسمانی جانتا ہے اور خدا کی راہ میں اپنے جسم کو انتہائی ابتلاؤں میں ڈالنے کے لیے تیار ہے۔ یہاں جسم میں وُسعت سے مُراد موٹا ہونا نہیں بلکہ قوتِ برداشت اور قربانی کی قوت مراد ہے۔ معترض کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ کیا فی الواقعہ ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ نے منتخب کیا ہے۔ سو اس کا جواب دیا کہ اس کے ساتھ ملنے والوں کو اعلیٰ درجہ کے دل دیئے جائیں گے اور پھر اُن کے دل خدا کی مدد سے مطمئن ہوں گے اور وہ تقویٰ ان کو حاصل ہو گا جو موسےٰؑ اور ہارونؑ کی جماعتوں کو حاصل تھا۔

[۱] فَصَلَ الرَّجُلُ عَنِ الْبَلَدِ کے معنے ہیں خَرَجَ مِنْهُ۔ شہر سے نکلا (اقرب)

[۲] نَهَر کا ترجمہ ندی کیا گیا ہے۔ لیکن ھاء کی زبر سے جب یہ لفظ ہو تو اس کے دو معنے ہوتے ہیں:- (۱) ندی (۲) فراخی اور وسعت (مفردات) چنانچہ کہتے ہیں۔ نَهَرٌ نَهِرٌ بہت پانی والی ندی (مفردات) اس آیت میں دونوں معنے ہی لگ سکتے ہیں۔ اگر فراخی اور وسعت کے معنے کیے جائیں تو آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کے ذریعہ سے فوجیوں کو اطلاع دی کہ تمہارا امتحان مال و دولت سے لیا جائے گا۔ اگر تم مال و دولت کے پیچھے پڑ گئے تو خدا تعالےٰ کا کام نہ کر سکو گے اور اگر تم مال و دولت سے متاثر نہ ہوئے تو تم کو کامیابی ہو گی۔ جیسا کہ پہلے نوٹ میں بتایا جا چکا ہے طالوت سے مراد جدعون ہے اور یہ صفاتی نام ہے۔ پُرانے عہد نامہ کی کتاب قاضیوں باب ۷ آیت ۵ تا ۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ جدعون کے ساتھیوں کا نہر کے ذریعہ امتحان لیا گیا تھا پس ظاہری معنے لینے میں کوئی حرج نہیں۔ جنگ کی ضرورتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ امتحان نہایت لطیف ہے۔ جنگ میں جلدی اور تیز حرکت کی ضرورت ہوتی ہے اور پیٹ کا پانی سے بھر لینا تیز حرکت سے انسان کو محروم کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ہلکے پیٹ رہو اور پانی کم پیو تا کہ جنگ میں عمدگی سے کام کر سکو۔ اکثر نے اس حکمت کو نہ سمجھا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور بہت تھوڑی سی تعداد نے جو بائیبل کے بیان کے مطابق صرف تین سو تھی جنگی ضرورتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یونہی چند گھونٹ پانی پیا تا لڑائی کے وقت وہ اچھی طرح کام کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کا بدلہ دینے کے لیے اور ان کے اخلاص کی قدر کرنے کے لیے فیصلہ کیا کہ صرف انہی کے ہاتھ پر فتح ہو اور حکم دیا کہ انہی تین سو کو جنگ میں شامل کیا جائے باقی کو نہیں۔ چنانچہ انہی تین سو کو طالوت یا جدعون نے جنگ میں شامل کیا اور اللہ تعالےٰ نے انہی کے ہاتھ پر فتح دی۔

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

میں سے (فقط) اپنے ہاتھوں سے ایک چلّو لے (کر پی) لیا (کہ اس پر کوئی الزام نہ ہوگا) پھر (یہ ہوا کہ) اُن میں سے چند ایک کے سوا (باقی سب نے) اس میں سے (پانی) پی لیا۔ پھر جب وہ خود اور (نیز) وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اس ندی سے پار اُتر گئے (تو) انھوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی بالکل طاقت نہیں (مگر) جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ وہ (ایک دن) اللہ سے ملنے والے ہیں انھوں نے کہا کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ چکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے (پس ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں)

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ۭ

اور جب وہ جالوت اور اس کی فوجوں (کے مقابلہ) کے لیے نکلے تو انھوں نے کہا اے ہمارے رب ہم پر قوّتِ برداشت نازل کر اور (میدان جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور (ان) کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ڐ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

پھر (وہ جنگ میں کود پڑے اور) انھوں نے اللہ کے ارادہ کے مطابق انھیں شکست (دے) دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا[۱] اور اللہ نے اسے حکومت اور حکمت بخشی اور جو کچھ اُسے (یعنی اللہ کو) منظور تھا اس کا علم اُسے (یعنی داؤد کو) عطا کیا! اور اگر اللہ انسانوں کو (شرارت سے) نہ ہٹائے رکھتا یعنی بعض (انسانوں) کو بعض کے ذریعہ سے (نہ روکتا) تو زمین تہ و بالا ہو جاتی لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا افضل کرنے والا ہے (اس لیے اس فساد کو روک دیتا ہے)

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

یہ اللہ کی آیات ہیں۔ جنھیں ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔ اس حالت میں کہ تُو حق پر (قائم) ہے اور تُو یقیناً رسولوں میں سے ہے۔

---

[۱] جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں پہلی آیات میں جدعون کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اب ان آیات میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ جدعون کے واقعہ سے بہت کچھ ملتا ہے۔ جدعون کے وقت میں فلسطینیوں نے اسرائیل کو فلسطین سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی کوشش تھی جو حضرت داؤد کے زمانہ میں آکر ختم ہوئی پس اس واقعہ کو مشابہت مضمون کی وجہ سے اس کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ پہلا جدعون کا واقعہ ہے اور یہ داؤد کا واقعہ ہے اور دونوں میں دو سو سال کا فاصلہ ہے۔

اب ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ بائبل کے رُو سے داؤد نے جالوت کو قتل کیا تھا لیکن قرآن کریم نے جدعون کے واقعہ میں بھی جالوت کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ جالوت بھی ایک صفاتی نام ہے۔ عبرانی کے لحاظ سے بھی اور عربی کے لحاظ سے بھی۔ جالوت اس شخص کو کہتے ہیں جو ملک میں فساد کرتا پھرے یعنی ڈاکے مارتا پھرے اور منظم حکومتوں کے خلاف اُٹھنے والے اسی طرح کام کیا کرتے ہیں پس نام کے معنوں کے لحاظ سے جدعون کے دشمن کو بھی جالوت کہا گیا ہے اور داؤد کے دشمن کو بھی جالوت کہا گیا ہے۔ اور دونوں جگہ یہ نام صفاتی طور پر استعمال ہوا ہے۔ جدعون کا دشمن بھی ایک آوارہ گرد ڈاکو تھا جو ملک میں فساد پھیلاتا پھرتا تھا اور جالوت کہلا سکتا تھا۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے ملک میں امن قائم کرنے کے لیے جس دشمن کا مقابلہ کیا وہ بھی آوارہ گرد فسادی تھا اور جالوت کہلانے کا مستحق تھا۔ پس دونوں کے دشمنوں کو جالوت کہا گیا ہے ؞

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۴﴾

یہ (مذکورۂ بالا) رسول وہ ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی تھی۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جن سے اللہ نے کلام[1] کیا۔ اور ان میں سے بعض کے (فقط) درجات بلند کیے اور عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے کھلے کھلے دلائل دیئے تھے اور روح القدس کے ذریعہ سے اسے طاقت بخشی تھی اور اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ ان کے بعد آئے تھے وہ کھلے کھلے نشانوں کے آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے جھگڑتے لیکن (تعجب ہے کہ) انھوں نے (باوجود اس کے) اختلاف کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو[2] ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کر دیا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ آپس میں نہ لڑتے (جھگڑتے) لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ ع ٣٣/٥

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۵﴾

اے ایمان دارو! جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ کسی قسم کی (خرید و) فروخت، نہ دوستی اور نہ شفاعت (کارگر) ہوگی (خدا کی راہ میں جو کچھ ہو سکے) خرچ کرو۔ اور (اس حکم کا) انکار کرنے والے (اپنے آپ پر) ظلم کرنے والے ہیں۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ

اللہ وہ (ذات) ہے جس کے سوا پرستش کا اور کوئی مستحق نہیں۔ کامل حیات[3] والا اپنی

---

[1] (ا) کلام سے مراد کلامِ شریعت ہے یعنی بعض شرعی نبی تھے اور بعض کو ہم نے صرف فضیلتِ نبوت دی تھی شریعت نہیں دی تھی۔ یہ آیت اس بات پر شاہد ہے کہ بعض انبیاء شریعت لاتے ہیں اور بعض کو صرف اعزازی طور پر رسول کہا جاتا ہے ورنہ وہ شریعت نہیں لاتے (ب) دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ بعض سے مراد صرف ایک نبی ہے اور ان معنے کی رُو سے رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ کی آیت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جن کو ظلّی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات الوہیت کے آثار بخشے گئے۔

[2] آیت میں لفظ مَنْ واحد کے لیے ہے لیکن مَنْ چونکہ جمع کے لیے بھی آتا ہے اور مفرد کے لیے بھی، اس لیے یہاں جمع کے معنے زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ اس لیے جمع سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] اَلْحَیُّ: کامل حیات والا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے جب اَلْحَیُّ آتا ہے تو الف لام کمال کے معنے دیتا ہے اور اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حیاتِ کاملہ رکھتا ہے یعنی ایسی حیات جو اپنے قیام میں کسی اور کی محتاج نہیں۔ اُسے کسی اور نے زندگی نہیں بخشی بلکہ اُس کی ذات ازلی اور ابدی طور پر زندہ ہے۔
اَلْقَیُّوْمُ: قَامَ سے نکلا ہے جس کے معنے کھڑے ہونے کے ہیں۔ اسی سے قَیِّمٌ نکلا ہے جس کے معنے نگران اور متولی کے ہیں اور قَیِّمٌ مُسْتَقِیْمٌ کو بھی کہتے ہیں۔ "اَمْرٌ قَیِّمٌ" ایسا امر جس میں کوئی کجی نہیں بلکہ درست اور ٹھیک ہے۔ اَلْقَیُّوْمُ اور اَلْقَیَّامُ کے معنے ہیں جو اپنی ذات میں قائم ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں (اقرب) اَلْقَیُّوْمُ صرف اسی کو نہیں کہتے جو اپنی ذات میں قائم ہو بلکہ اس کے معنوں میں دوسرے کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا بھی شامل ہے۔ مفردات میں لکھا ہے: اَلْقَائِمُ الْحَافِظُ لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْمُعْطِیْ لَهٗ مَابِهٖ قِوَامُهٗ یعنی جو اپنی ذات میں قائم ہو اور ہر چیز کا نگران ہو اور اسے وہ طاقت عطا کرے جس سے وہ قائم رہ سکے۔ غرض اشیاء میں وہ طاقتیں پیدا کرنا جن سے ان کے اجزا جڑے رہتے ہیں اور اپنے مفوّضہ کاموں کو بجا لاتے ہیں قَیُّوْمٌ سے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ اَلْقَیُّوْمُ ہے نہ صرف اس لیے کہ وہ خود قائم ہے بلکہ اس لیے بھی کہ دوسری سب اشیاء اس کی پیدا کردہ طاقتوں سے قائم رہتی ہیں۔ اَلْقَیُّوْمُ کی صفت اجرامِ فلکی میں کششِ ثقل کے وجود اور خوردبینی ذرّات کے ایک دوسرے سے اتّصال اور ایک دوسرے سے ادغام اور

وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۶﴾

ذات میں) قائم (اور سب کو) قائم رکھنے والا۔ نہ اُسے اونگھ آتی ہے[1] اور نہ نیند (کا وہ محتاج ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اسی کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور میں سفارش کرے۔ جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ (سب ہی کچھ) جانتا ہے اور وہ اس کی مرضی کے سوا اس کے علم کے کسی حصہ کو (بھی) پا نہیں سکتے۔ اس کا علم[2] آسمانوں پر (بھی) اور زمین پر (بھی) حاوی ہے، اور ان کی حفاظت اسے تھکاتی[3] نہیں۔ اور وہ بلند شان (رکھنے)[4] والا اور (عظمت والا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ

دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں (کیونکہ) ہدایت[5] اور گمراہی[6] کا (باہمی) فرق[7] خوب ظاہر[8] ہو چکا ہے پس (سمجھ لو کہ) جو شخص (اپنی مرضی سے) نیکی سے روکنے والے[9] (کی بات ماننے) سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے تو اس نے (ایک) نہایت مضبوط قابل

ایک دوسرے کے گرد گھومنے وغیرہ افعال پر نہایت لطیف رنگ میں اشارہ کرتی ہے۔

[1] اُردو میں اس موقعہ پر حرفِ عطف استعمال نہیں کرتے اس لیے نیند کے بعد ایک اور جملہ رکھ کر ترجمہ کو صحیح کیا گیا ہے۔

[2] اَلْكُرْسِيُّ ۔ كِرْسٌ سے نکلا ہے جس کے معنے متفرق اجزا کے اکٹھا ہونے کے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ۔ كَرَّسْتُ بِنَاءً میں نے عمارت بنائی یعنی اینٹوں پر اینٹیں رکھیں اور كُرْسِيّ علم کو بھی کہتے ہیں اور حکومت کو بھی (مفردات) اس لفظ کی اصل سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں اس کے معنے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں اور چونکہ علم بھی پراگندہ معلومات کو جمع کر لیتا ہے اور حکومت ملک کے پراگندہ اجزا کو جمع کر لیتی ہے اس لیے اُسے بھی کرسی کہتے ہیں

[3] اَدَ يَئُوْدُهٗ اَوْدًا کے معنے ہیں اَضْنَكَهٗ وَ ثَقُلَ عَلَيْهِ (اقرب) یعنی اُسے تھکا دیا اور اس پر بوجھ معلوم ہُوا۔

[4] اَلْعَلِيُّ : عَلِيٌّ کے معنے ہیں بلند شان والا۔ بزرگی کا مالک (اقرب) عَلِيٌّ کا مادہ عَلَا يَعْلُوْ عُلُوًّا بھی ہے اور عَلِيَ يَعْلٰى عَلَاءً بھی ہے مگر محققین کے نزدیک عَلَا يَعْلُوْ سے عالی کا لفظ اسم فاعل کے طور پر آتا ہے اور عَلِيَ يَعْلٰى سے عَلِيٌّ استعمال ہوتا ہے۔ عَلَا يَعْلُوْ بُرے اور بھلے دونوں فعلوں کے لیے آتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ (قصص ع) لیکن عَلِيَ يَعْلٰى صرف اچھے معنوں میں آتا ہے اور عَلِيٌّ جو اللہ کا نام ہے وہ اسی مادّہ سے ہے پس اس کے ہمیشہ اچھے معنے ہوتے ہیں جبکہ عالی بُرے معنوں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے (مفردات)

[5] رُشْدٌ کے معنے صداقت پر استقلال سے قائم رہنا ہے نیز غَيٌّ کے اضداد میں سے ہے (اقرب)

[6] اَلْغَيُّ : اَلضَّلَالَةُ گمراہی۔ اَلْهَلَاكَةُ تباہی۔ اَلْخَيْبَةُ ناکامی (اقرب)

[7] مِنْ کے کئی معنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک باہمی فرق کے بھی ہیں۔ یعنی جب دو چیزوں میں فرق ہو اور وہ ایک دوسرے سے جداگانہ نوعیت رکھتی ہوں تو اس فرق کو بتانے کے لیے ان دونوں کے اسماء میں مِنْ لا کر اس مضمون کو بتا دیا جاتا ہے۔ یہ ابن مالک نحوی کا قول ہے (مغنی)

[8] تَبَيَّنَ باب تفعّل سے ہے اور یہ باب تکرار اور مبالغہ کے معنے بھی دیتا ہے اس لیے خوب کا لفظ بڑھایا گیا ہے۔ ورنہ خالی ظاہر ہونے کے لیے بَانَ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

[9] اَلطَّاغُوْتُ : حد سے بڑھنے والا، ہر شخص جو گمراہی کا سردار ہو شیطان۔ نیکی سے روکنے والا (اقرب) نیز ہر کاہن۔ معبود باطل، ساحر، جنّات میں سے سرکش۔ ہر نیکی سے روکنے والا طاغوت ہے (مفردات)

وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۷﴾

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۸﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵۹﴾

اعتماد چیز[1] کو جو (کبھی) ٹوٹنے کی نہیں مضبوطی سے پکڑ لیا اور اللہ بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ وہ انھیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف[2] لاتا ہے اور جو کافر ہیں اُن کے دوست نیکی سے روکنے والے (لوگ) ہیں۔ وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ لوگ آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہیں گے۔ ع ۳۴/۲

کیا تجھے اس شخص کی خبر نہیں پہنچی جو اس (غرور) کی وجہ سے کہ اللہ نے اسے حکومت[3] دے رکھی تھی ابراہیم سے اس کے رب کے متعلق بحث کرنے لگ گیا[4] تھا (یہ اس وقت ہوا) جب ابراہیم نے (اُسے) کہا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے (اس پر) اُس نے کہا کہ میں (بھی) زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ اگر یہ بات ہے (تو اللہ (تو) سورج کو مشرق (کی طرف) سے لاتا ہے (اب) تو اسے مغرب (کی طرف) سے لے آ۔[5] اس پر وہ (کافر) مبہوت ہو (کر رہ) گیا۔ اور (یہ ہونا ہی تھا کیونکہ) اللہ ظالم لوگوں کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا۔

---

[1] اَلْعُرْوَۃُ : عَرَا یَعْرُوْ عَرْوًا سے نکلا ہے جس کے ایک معنے کسی شخص کی طرف اُس کا احسان طلب کرنے کے لیے جانے کے ہیں۔ عُرْوَۃ انہی معنوں سے بنا ہے۔ گویا جو چیز دوسری چیز سے چمٹ جائے کیونکہ طالب احسان ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ عُرْوَہ ہے۔ اسی معنے سے برتن کے دستہ کو عُرْوَہ کہتے ہیں۔ اسی طرح کپڑے کے کاج کو عُرْوَہ کہتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ سے بٹن چمٹ جاتا ہے۔ پس عُرْوَہ ہر اس شئے کو کہتے ہیں جس پر اعتماد کیا جاسکے اور سہارا لیا جا سکے۔ (اقرب) عَرْوٌ ایک طرف کو بھی کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے چونکہ برتن کا دستہ ایک طرف ہوتا ہے اس لیے اُسے عُرْوَہ کہتے ہیں (مفردات) میں نے عُرْوَہ کا ترجمہ "قابل اعتماد چیز" کیا ہے۔ وُثْقٰی کے معنے مضبوط کے ہیں پس اَلْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی کے معنے ہوں گے مضبوط قابلِ اعتماد چیز۔

[2] اَخْرَجَ کے معنے تو نکالنے کے ہیں لیکن جب اس کے بعد مِنْ اور اِلٰی آئیں تو اس کے معنے ایک حالت سے نکال کر دوسری حالت کی طرف لے جانے کے ہوتے ہیں۔

[3] اَنْ اٰتٰـہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ میں ہٗ کی ضمیر کو ترجمہ میں بحث کرنے والے کی طرف پھیرا گیا ہے۔ لیکن جائز ہے کہ یہ ضمیر ابراہیمؑ کی طرف پھرتی ہو۔ اس صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ وہ ابراہیمؑ سے اس حسد کی وجہ سے بحث کرنے لگ گیا کہ ابراہیمؑ کو کیوں اللہ نے روحانی بادشاہت عطا فرمائی ہے۔

[4] حَآجَّہٗ : خاصَمَہٗ (اقرب) اس سے بحث کرنے لگ گیا۔ اصل معنے حُجَّۃ کے اس دلیل کے ہیں جس سے انسان دوسرے پر غالب آ جائے۔ لیکن باب مفاعلہ میں آ کر اس کے معنے خالص بحث کرنے کے بھی ہو جاتے ہیں۔

[5] مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی کمزوری دیکھ کر بحث کا پہلو بدلا۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ

اَور(کیا) تونے اس شخص کی مثل[2] (کوئی آدمی) دیکھا ہے، جو ایک ایسے[3] شہر کے پاس گذرا جس کی حالت تھی کہ وہ اپنی چھتوں کے بل گرا ہوا[4] تھا(اس کو دیکھ کر) اس نے کہا کہ اللہ اس کی ویرانی کے بعد اسے کب آباد کرے گا اس پر اللہ نے اسے سو سال (تک خواب میں) مارے رکھا۔ پھر اسے اٹھایا (اور) فرمایا (اے میرے بندے) تو کتنے عرصہ تک (اس حالت میں) رہا ہے۔ اس نے کہا میں (اس حالت میں) ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہا ہوں (تب اللہ نے) فرمایا (یہ بھی ٹھیک ہے)[5] اور تو اس

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ تمام مخلوق کی زندگی اور موت سورج کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جب مباحثین نے ضد اختیار کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تیرے اختیار والی موت اور زندگی میری دلیل میں مراد نہ تھی، میری مراد یہ تھی کہ دنیا میں حیات و ممات کا جو سلسلہ جاری ہے یہ خدا کے اختیار میں ہے جس کے متعلق تیرا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سورج کے اختیار میں ہے پس اگر واقعہ میں تو وہی خدا ہے جس کے ہاتھ میں موت و حیات کا سلسلہ ہے تو سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے لے آ۔ یہ ایسی دلیل تھی جس سے لازماً ان کا دشمن مبہوت ہو گیا۔ اگر وہ یہ کہتا کہ تیرا خدا سورج کو مشرق سے نہیں چڑھاتا بلکہ میں ہی سورج کو مشرق سے چڑھاتا ہوں تو خود اس کی قوم اس کی مخالف ہو جاتی اور کہتی کہ تو اپنے آپ کو سورج دیوتا کا افسر بناتا ہے۔ پس اس کے لیے سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ رہ گیا۔

[1] یہاں آیت میں اَوْ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے عام معنے "یا" کے ہیں لیکن کبھی "اور" کے معنے بھی دیتا ہے۔

[2] كَالَّذِيْ میں كَ کا ترجمہ ہم نے حالت کا کیا ہے۔ لیکن عام طور پر اس کے معنے "طرح" کے ہوتے ہیں۔ ان معنوں کو مدنظر رکھ کر ترجمہ ہونا چاہیئے تھا "اس شخص کی طرح" لیکن ہم نے ترجمہ کیا ہے "اس شخص کی مثل"۔ اور یہ معنے بھی جائز ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں۔ وَاَمَّا الْكَافُ الْاِسْمِيَّةُ الْجَارَّةُ فَمُرَادِفَةٌ لِمِثْلٍ یعنی ایک کاف اسمیہ ہوتا ہے جو جر دیتا ہے اور اس کے معنے مثل یعنی مشابہ کے ہوتے ہیں (مغنی اللبیب)

[3] پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بحث کا ذکر کیا۔ پھر بعد کی آیات میں ایک مردہ شہر کا ذکر کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جو میں نے اوپر دلیل دی ہے وہی ٹھیک ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مخالف سے حیاتِ فردی کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ حیاتِ قومی یا جنسی کا ذکر کیا تھا۔ کیونکہ یہ مثال جو اب بیان کی گئی ہے اس میں حیاتِ قومی یا جنسی کا ذکر ہے۔ حیاتِ فردی کا ذکر نہیں۔

[4] خَاوِيَةٌ: خَوٰى يَخْوِيْ خَوَاءً سے نکلا ہے کہتے ہیں خَوَى الْبَيْتُ: سَقَطَ وَتَهَدَّمَ گھر گر گیا۔ نیز فَرَغَ وَخَلَا گھر خالی ہو گیا ویران ہو گیا (اقرب) پس جملہ کے یہ معنے ہوئے کہ وہ شہر اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا یعنی پہلے چھتیں گریں پھر اُن پر دیواریں گر گئیں۔ بعض نے خالی ہو گیا کے معنے کر کے عَلٰى عُرُوْشِهَا سے پہلے ایک اور ساقط محذوف نکالا ہے یعنی شہر خالی تھا اور اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا۔ دونوں معنے درست ہیں لمبی ویرانی پر دلالت کرنے کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں کیونکہ جو مکان عدم استعمال کی وجہ سے گریں بالعموم پہلے ان کی چھتیں گرتی ہیں کیونکہ چھتوں میں لکڑی ہوتی ہے اور لکڑی کو دیمک لگ جاتی ہے۔ جب چھتیں گر جاتی ہیں تو پھر بارش کی وجہ سے ننگی دیواریں بھی گرنے لگتی ہیں اور اس صورت میں وہ دیواریں چھتوں پر آگرتی ہیں۔ اس حالت کو بتانے کے لیے خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا کے الفاظ استعمال فرمائے۔ جو مکان زلزلہ وغیرہ کی قسم کے حادثات سے گرتے ہیں ان کی دیواریں پہلے گرتی ہیں اور چھت ان پر آگرتی ہے۔ ان الفاظ میں لطیف اشارہ اس طرف کیا کہ اس شہر کی ویرانی کا سبب زلزلہ وغیرہ نہ تھا بلکہ اس کے باشندوں کا شہر چھوڑ کر چلا جانا تھا۔

[5] بَلْ حرف ہے جو اضراب کے معنے دیتا ہے یعنی بات کو پھیر کر دوسری طرف لے جانا۔ یہ اضراب دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو انکار کی غرض سے ہوتا ہے

وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶۰﴾

حالت میں) سو سال تک بھی رہا ہے۔ اب تو اپنے کھانے اور پینے (کے سامان) کی طرف دیکھ کہ وہ سڑا نہیں اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھ (اور ان دونوں کا سلامت رہنا دیکھ کر سمجھ لے کہ تیرا خیال بھی اپنی جگہ درست ہے اور ہمارا خیال بھی) اور ایسا ہم نے اس لیے کیا ہے تا تجھے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں۔ اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم انھیں کس طرح اپنی اپنی جگہ رکھ کر جوڑتے ہیں پھر ہم ان پر گوشت چڑھاتے ہیں پس جب اس پر (حقیقت) پورے طور پر ظاہر ہو گئی تو اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ

اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب! مجھے بتا کہ تو مردے کس طرح زندہ کرتا ہے فرمایا کہ کیا تو ایمان نہیں لا چکا؟ (ابراہیم نے) کہا کیوں نہیں (ایمان تو بیشک حاصل ہو چکا ہے) لیکن اپنے اطمینانِ قلب کی خاطر (میں نے یہ سوال کیا ہے) فرمایا! اچھا! تو چار پرندے لے اور اُن کو اپنے ساتھ سدھا لے[2] پھر ہر ایک پہاڑ پر اُن میں سے ایک (ایک) حصّہ[3] رکھ دے پھر اُنھیں

جیسے قرآن کریم میں ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (انبیاء ع) یعنی پہلی بات غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جن کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ اللہ کے معزز بندے ہیں اور دوسری قسم اضراب کی یہ ہے کہ ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف مضمون کو پھیرنا مقصود ہوتا ہے۔ بَلْ سے پہلے جملہ کی تردید مدّنظر نہیں ہوتی۔ جیسے قرآن کریم میں ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ؕ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (سورۂ اعلیٰ) اس آیت میں بَلْ سے پہلے کی بات بھی درست ہے اور بعد کی بھی (مغنی) پس اس جگہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ صدر لوگوں کا یہ حال ہے کہ دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میرے نزدیک آیت زیر تفسیر میں بھی یہی معنے مراد ہیں۔ اور بَلْ کے لفظ سے شخص مذکور کے خیال کی کہ وہ دن یا دن کا بعض حصّہ اس حالت میں رہا ہے تردید مدّنظر نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور مضمون کی طرف اس کے ذہن کا انتقال کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک اور نقطۂ نگاہ سے دیکھو تو تم نے سو سال اس حالت میں گذارے ہیں۔ مگر چونکہ نبی کا قول بھی اپنی جگہ درست تھا اس لیے اس خیال سے بھی کہ نبی خدا تعالیٰ کے قول کو مقدم رکھ کر اپنے خیال کو غلط نہ قرار دے دے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی فرما دیا کہ ہم تمھارے خیال کو ردّ نہیں کرتے وہ بھی درست ہے۔ چنانچہ دیکھو تمھارا کھانا اچھی حالت میں ہے سڑا نہیں اور تمھارا گدھا تندرست اپنی جگہ پر کھڑا ہے جس سے ثابت ہوا کہ تمھارا خیال بھی کہ تم صرف چند گھنٹے اس حالت میں رہے ہو اپنی جگہ پر درست ہے۔

[1] قریۃ سے مراد یوروشلم ہے جسے بختنصر نے تباہ کر دیا تھا۔ وہ آدمی جو یوروشلم کے پاس سے گذرا حزقیل نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کشف کے ذریعہ سے ان پر ظاہر کیا کہ ایک سو سال تک یہ شہر دوبارہ آباد ہو جائے گا (حزقیل کے کشف کے لیے دیکھیں پُرانا عہدنامہ حزقیل باب ۳۷)

[2] بعض لوگوں نے صُرْهُنَّ کے معنے قتل کرنے کے کیے ہیں۔ حالانکہ الفاظ قرآنیہ صُرْهُنَّ اِلَيْكَ کے ہیں۔ اور یہ کہنا بے معنے ہے کہ پھر ان کو اپنی طرف قتل کر۔ اصل میں اس لفظ کے معنے سدھانے کے بھی ہیں اور وہی اس جگہ درست ہیں (مفردات و اقرب)

[3] حصّہ جُزْءًا کا ترجمہ ہے مطلب یہ ہے کہ پہاڑ کی چار چوٹیوں پر چاروں پرندے بٹھا دو۔ جُزْءًا کے معنے ایک پرندے کے ٹکڑے کے نہیں بلکہ چاروں پرندوں کا جزء مراد ہے جو ایک کا عدد ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر اسی محاورہ میں جُزْءٌ کا لفظ استعمال ہوا ہے فرماتا ہے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (الحجر ع۳) یعنی جہنم سب کفار کے لیے مقرر جگہ ہے اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ کے لیے کفار کا ایک حصّہ مقرر ہو گا۔ اس جگہ بھی جزء کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن کوئی یہ معنے نہیں کرتا کہ کفار کا قیمہ کر کے اُن کے قیمہ کا تھوڑا تھوڑا حصّہ سب دروازوں میں ڈال دیا جائے گا۔ بلکہ سب مفسّر متفق ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کچھ کافر ایک دروازے سے جائیں گے

سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

بُلا۔ وہ تیری طرف[1] تیزی کے ساتھ چلے آئیں گے اور جان لے کہ اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔ ۳۵ ع ۴

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۲﴾

جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے اس فعل) کی حالت اس دانہ کی حالت کے مشابہ ہے جو سات بالیں اُگائے (اور) ہر بالی میں سو دانہ ہو۔ اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (اس سے بھی) بڑھا بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۳﴾

جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ کسی رنگ میں احسان جتاتے ہیں اور نہ کسی قسم کی تکلیف دیتے ہیں ان کے رب کے پاس اُن (کے اعمال) کا بدلہ (محفوظ) ہے اور نہ تو انھیں کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۴﴾

اچھی بات (کہنا) اور (قصور) معاف کرنا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے پیچھے ایذا رسانی (شروع) ہو (جائے) اور اللہ بے نیاز (اور) بُردبار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۵﴾

اے ایماندارو! تم اپنے صدقات کو احسان جتانے اور تکلیف دینے (کے فعل) سے اُس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کے دکھانے کے لیے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ اس کی حالت تو اس پتھر کی حالت کے مشابہ ہے جس پر کچھ مٹی (پڑی ہوئی) ہو اور اس پر تیز بارش[2] ہو اور وہ اُسے (دھو کر پھر) صاف پتھر (کا پتھر) کر دے۔ یہ (ایسے لوگ ہیں کہ) جو کچھ کماتے ہیں اس کا کوئی حصّہ بھی اُن کے ہاتھ نہیں آتا۔ اور اللہ اس قسم کے کافروں کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ ۢ بِرَبْوَةٍ

اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں اُن (کے خرچ) کی حالت اس باغ کی حالت کے مشابہ ہے جو اونچی[3] جگہ پر ہو اور)

کچھ دوسرے سے کچھ تیسرے سے۔ اسی طرح سب دروازوں سے اپنی اپنی سزا کے مطابق داخل ہونگے۔ انہی معنوں میں جزء اس آیت میں استعمال ہوا ہے اور مراد ہر پرندہ کا جزء نہیں بلکہ چار کا جزء ہے اور وہ ایک ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہر چوٹی پر ایک ایک پرندہ رکھ دو۔

[1] يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ سعی کے معنے چلنے اور دوڑنے کے ہوتے ہیں۔ لیکن محاورہ میں کوشش سے کسی کام کے کرنے کے بھی ہوتے ہیں وَيُسْتَعْمَلُ لِلْجِدِّ فِي الْاَمْرِ خَيْرًا كَانَ اَوْ شَرًّا (مفردات) یعنی کبھی یہ لفظ خوب زور سے کام کرنے کے متعلق بھی استعمال ہوتا ہے خواہ کام اچھا ہو یا بُرا۔ چونکہ پرندہ دوڑتا نہیں اُڑتا ہے اس لیے "تیزی سے تیری طرف چلے آئیں گے" ترجمہ کیا گیا ہے۔ ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک کشف کا ذکر ہے اور چار پرندوں سے یہ مراد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد چار دفعہ ترقی کرے گی اور چار دفعہ تنزّل کرے گی۔

[2] اَلْوَابِلُ: اَلْمَطَرُ الشَّدِيْدُ الضَّخْمُ الْقَطْرِ۔ موٹے موٹے قطروں والی سخت بارش (اقرب)

[3] اصل میں حال ہے مگر ترجمہ صفت کے مشابہ ہو گیا ہے جس کے بغیر چارہ نہ تھا مگر مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑا اور نہ عربی کے استعمال میں فرق پڑا ہے۔

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۶﴾

اس پر تیز بارش ہوئی ہو جس (کی وجہ) سے وہ اپنا پھل دوچند لایا ہو۔ اور (اس کی یہ کیفیت ہو کہ) اگر اُس پر زور کی بارش نہ پڑے تو تھوڑی[1] سی بارش ہی (اس کے لیے کافی ہو جائے) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاۤءُ ۚ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۷﴾

کیا تم میں سے کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو، جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں (اور) اُسے اس میں سے ہر قسم کے پھل ملتے (رہتے) ہوں اور اسے بڑھاپے نے بھی آپکڑا ہو اور اُس کے چھوٹے چھوٹے بچّے ہوں پھر اس باغ پر ایک ایسا بگولا چلے جس میں آگ (کی سی گرمی) ہو اور وہ (باغ) جل جائے۔ (دیکھو) اللہ تمھارے (فائدہ کے) لیے اس طرح اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر (سے کام لیا) کرو۔

ع ۳۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۸﴾

اے ایماندارو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں اور نیز اُس میں سے جو ہم نے تمھارے لیے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں حسب توفیق) خرچ کرو اور ناکارہ چیز (کو) اور جس میں سے تم خرچ (تو) کرتے ہو مگر تم خود سوائے اس کے کہ اس (کے قبول کرنے) میں چشم پوشی سے کام لو اسے ہرگز قبول نہیں کرتے (صدقہ کے لیے) بالارادہ نہ چُنا کرو اور جان لو کہ اللہ (بالکل) بے نیاز (اور) بہت ہی حمد کا مستحق ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۤءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۹﴾ يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۷۰﴾

شیطان تمھیں محتاجی سے ڈراتا ہے[2] اور تمھیں بے حیائی کی تلقین کرتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے ایک بڑی بخشش اور بڑے فضل کا تم سے وعدہ کرتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی گئی ہو تو (سمجھو کہ) اسے (ایک) بہت ہی نفع رساں چیز مل گئی اور (یاد رہے کہ) عقلمندوں کے سوا نصیحت بھی کوئی حاصل نہیں کیا کرتا۔

وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ

اور جو کچھ بھی تم (خدا کے لیے) خرچ[3] کرو یا جو کچھ بھی تم نذر مانو اللہ اُسے یقیناً جانتا ہے (و)

---

[1] اَلطَّلُّ: اَضْعَفُ الْمَطَرِ (اقرب) طلّ نہایت خفیف بارش کو کہتے ہیں۔

[2] وَعَدَ اچھی اور بُری بات دونوں کے لیے آتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اچھی بات کے لیے بغیر اظہارِ مفعول کے بھی آجاتا ہے اور بُری بات کے لیے اظہارِ مفعول ضروری ہے (اقرب) اس آیت میں دونوں معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ اس لیے ایک جگہ ڈرانے اور دوسری جگہ وعدہ کرنے کے الفاظ ترجمہ میں استعمال کیے گئے ہیں۔

[3] عربی میں مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ ہے۔ لفظی ترجمہ یہ ہوتا ہے: "جو خرچ بھی تم خرچ کرو اور جو نذر بھی تم نذر دو"۔ لیکن یہ زبان کے محاورات کا فرق ہے۔ اُردو میں جو مضمون کرو یا دو کے لفظ سے ادا کیا جاتا ہے عربی میں اس کے اسم سے فعل بنا کر لے آتے ہیں اور اس سے وہ مضمون ادا کرتے ہیں۔ ہاں اس ترکیب سے یہ زائد معنے ضرور پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس چیز کو خرچ کیا جائے وہ خرچ کرنے کے قابل ہو اور جو نذر دو وہ نذر میں پیش کرنے کے قابل ہو۔

اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاۗءَ فَھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

لَيْسَ عَلَيْكَ ھُدٰىھُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُھُمْ بِسِيْمٰھُمْ ۚ لَا يَسْــَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا

اس کا نیک بدلہ دے گا) اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔

اگر تم علی الاعلان صدقے دو تو یہ (بھی) بہت اچھا[1] (طریق) ہے اور اگر تم وہ (صدقات) چھپا کر غریبوں کو دو تو یہ تمہارے (نفس کے) لیے زیادہ اچھا ہے اور وہ (اللہ اس کے سبب سے) تمہاری کئی بدیوں[2] کو تم سے دُور کر دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔

اُنھیں راہ پر لانا تیرے ذمہ نہیں ہے۔ ہاں اللہ جسے چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جو اچھا مال[3] بھی تم (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تم ایسا خرچ صرف اللہ کی توجہ چاہنے کے لیے کیا کرتے ہو سو اس کا نفع بھی تمہاری اپنی جانوں ہی کو ہوگا اور جو اچھا مال بھی تم خرچ کرو وہ تمھیں پُورا پُورا واپس کر دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

(یہ مذکورہ بالا صدقات) اُن محتاجوں کے لیے ہیں جو اللہ کی راہ میں (دوسرے کاموں سے) روکے گئے[4] ہیں وہ ملک میں (آزادی سے) آجا نہیں سکتے۔ (ایک) بے خبر شخص اُن کے سوال سے بچنے کے سبب سے انھیں غنی خیال کرتا ہے تم اُن کی ہیئت سے پہچان سکتے ہو۔ وہ لوگوں سے لپٹ لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔ اور تم جو اچھا مال بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اللہ اس سے یقیناً خوب واقف ہے۔

جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ (بھی) اور ظاہر (بھی) (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے لیے[5] اُن کے ربّ کے پاس اُن کا اجر (محفوظ) ہے اور نہ (تو) انھیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (بالکل) اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس پر شیطان[6] (یعنی مرضِ جنون) کا سخت حملہ ہو۔ یہ (حالت) اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے

---

[1] نِعِمَّا هِيَ اصل میں نِعْمَ مَا هِيَ ہے یعنی یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ مخصوص بالمدح کہلاتا ہے اور اس کا حل نِعْمَ الشَّيْءُ شَيْئًا ہے (املاء ابو البقاء) جیسے اُردو میں کہتے ہیں کہ بس کام تو یہ ہے۔

[2] مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ کے معنے یہ بھی ہیں کہ بدیوں میں سے بعض کو اس کے سبب سے چھپا دے گا، مٹا دیگا۔ اور مِنْ زائد لغرضِ تاکید بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ تمھاری بدیاں بالکل مٹا دے گا۔ اخفش نے اس جگہ یہی معنے کیے ہیں (املاء ابو البقاء)

[3] خَيْر کے معنے مال کے بھی ہیں اور اچھے مال کے بھی۔ یعنی جو اچھے ذرائع سے کمایا گیا ہو یا زیادہ ہو (مفردات)

[4] اَحْصَرَهٗ : حَبَسَهٗ عَنْهُ (اقرب) یعنی کسی کام سے اُسے روک دیا۔ پس معنے یہ ہوئے کہ جو لوگ دوسرے مشاغل سے روکے گئے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ فی سبیل اللہ یعنی دینِ الٰہی کے کاموں پر انھیں سب کاموں سے فارغ کر کے لگا دیا گیا ہے۔

[5] عربی میں اس جگہ فاء ہے۔ مگر اس کے معنے جزاء شرط کی تاکید کے ہیں اور اسی کو ترجمہ میں مدنظر رکھا گیا ہے۔

[6] تَخَبَّطَهُ الشَّيْطٰنُ : مَسَّهٗ بِاَذًى۔ شیطان نے اسے تکلیف پہنچائی (اقرب) اسی طرح کہتے ہیں تَخَبَّطَهٗ : ضَرَبَهٗ شَدِيْدًا اُسے سخت مارا (اقرب)

الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۶﴾

(رہتے) ہیں کہ (خرید) فروخت (بھی تو بالکل سُود (ہی) کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے (خرید) فروخت کو جائز قرار دیا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے۔ سو (یاد رکھو کہ) جس (شخص) کے پاس اُس کے ربّ کی طرف سے کوئی نصیحت (کی بات) آئے اور وہ اُسے سُن کر (خلاف ورزی سے) باز آ جائے تو جو (لین دین) وہ پہلے کر چکا ہے اُس کا نفع اُسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے! اور جو (لوگ) پھر (وہی کام) کریں تو وہ (ضرور) آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں پڑے رہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۷﴾

اللہ سُود کو مٹائے گا[1]۔ اور صدقات کو بڑھائے گا اور اللہ ہر بڑے کافر (اور) بڑے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۸﴾

جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک اور مناسب حال عمل کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس یقیناً اُن کا اجر (محفوظ) ہے اور انھیں نہ (تو) کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۹﴾

اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم مومن ہو تو سُود (کے حساب) میں سے جو کچھ باقی ہو اُسے چھوڑ دو۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾

اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (برپا ہونے والی) جنگ کا یقین کر لو اور اگر تم سُود سے توبہ کر لو تو (کوئی اتنا نقصان نہیں کیونکہ) تمھارا راس المال[2] تمھارے لیے وصول کرنا جائز ہے (اس صورت میں) نہ تم (کسی پر) ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم ہوگا۔

وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ

اور اگر (کوئی) مقروض تنگ حال ہو کر آئے[3] تو آسودگی (حاصل ہونے) تک (اسے) مہلت دینی ہوگی اور

اور اَلْمَسُّ: اَلْجُنُوْنُ (اقرب) مسّ کے معنے جنون کے ہیں۔ مِنْ بیانیہ ہے پس معنے یہ ہوئے کہ جس پر شیطان یعنی جنون نے سخت حملہ کیا ہو۔

[1] اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیحی اور یہود اور ہندو جو سُود لیتے ہیں ان کا کاروبار ترقی کر رہا ہے اور مسلمانوں کا کاروبار گھٹ رہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پیشگوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ آخر سود لینے والی قوموں کو اللہ تعالیٰ تباہ کر دے گا اور سود نہ لینے والے اس تباہی سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ جرمنی میں سود کے خلاف سخت مہم جاری ہے اور اسی طرح بعض اور ملکوں میں بھی۔

[2] عربی میں رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ہے یعنی راس المال کا لفظ جمع ہے۔ مگر اُردو میں یہ لفظ جمع استعمال نہیں ہوتا۔ اس لیے ترجمہ مفرد لفظ سے کیا گیا ہے۔ لفظی ترجمہ ہوتا تو کتنے تمھارے وہ اموال جو تم نے قرض دیے ہوئے ہیں وہ تمھارے لیے ہیں۔

[3] کَانَ دو قسم کا ہوتا ہے: تامّہ بھی اور ناقصہ بھی۔ ناقصہ تو اسم اور خبر پر آتا ہے جیسے کَانَ الْبُسْتَانُ مُثْمِرًا باغ میں پھل لگے ہوئے ہیں اور تامّہ وہ ہے جو مفرد فعل کے معنے دیتا ہے اور اس کے بعد کا اسم اس کا فاعل ہوتا ہے اس کے کئی معنے ہوتے ہیں مثلاً واقع ہوا، ثابت ہوا، موجود ہوا، حاضر ہوا۔ (اقرب) اس جگہ "حاضر ہوا" کے معنے میں اور کَانَ تامّہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی تنگ حال ہو کر کہے کہ میں تو یکدم قرض ادا نہیں کر سکتا تو خود راس المال کی وصولی میں بھی التوا کر دینا چاہیئے۔

تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

اگر تم سمجھ بوجھ رکھتے ہو تو جان لو کہ تمھارا (اس شخص کو راس المال بھی) صدقہ (کے طور پر)
دے دینا سب سے اچھا (کام) ہے۔

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۲﴾

اور اس دن سے ڈرو جس میں تمھیں اللہ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پھر ہر ایک شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہوگا پورا (پورا) دے دیا جائے گا اور ان پر (کوئی) ظلم نہیں کیا جائیگا۔

ع ۳۸ / ۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَ لْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَ لَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَ لْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَ لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا

اے ایماندارو! جب تم ایک دوسرے سے کسی مقررہ میعاد[1] کے لیے قرض لو تو اسے لکھ لو اور چاہیئے کہ کوئی لکھنے والا تمھارے درمیان[2] (طے شدہ معاہدہ کو) انصاف کے ساتھ لکھ دے! اور کوئی کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے کیونکہ اللہ نے اُسے (لکھنا) سکھایا ہے پس چاہیئے کہ وہ (ضرور) لکھے اور تحریر وہ لکھوائے جس کے ذمہ حق ہو اور چاہیئے کہ وہ (لکھواتے وقت) اللہ کا جو اس کا رب ہے، تقویٰ مدِّنظر رکھے اور اس میں سے کچھ (بھی) کم نہ کرے! اور اگر وہ شخص جس کے ذمہ حق ہے نادان ہو یا کمزور ہو یا خود لکھوانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو چاہیئے کہ (اس کی بجائے) اس کا ولی انصاف کے ساتھ (تحریر) لکھوائے اور تم اپنے مردوں میں سے (اس موقع پر) دو کو گواہ مقرر کر لیا کرو۔ ہاں اگر دونوں (گواہ) مرد نہ ہوں تو (موقع کے) گواہوں[3] سے جن لوگوں کو (بطور گواہ کے) تم پسند کرتے ہو اُن میں سے ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنا لیا کرو۔ دو عورتوں کی شرط اس لیے ہے) تا ان میں سے ایک کے بھول جانے کی صورت میں دونوں میں سے (ہر) ایک دوسری کو (بات) یاد

---

[1] اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى۔ اس میں اِلیٰ یا تو لام کے معنوں میں ہے اور معنے یہ ہیں کہ مقرّرہ میعاد کے لیے قرض لو اور اِلیٰ ان معنوں میں عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ یعنی حکم دینے کا اختیار تجھے حاصل ہے۔ یا کہتے ہیں اَحْمَدُ اِلَيْكَ اللّٰهَ: تیرے لیے اللہ کی حمد کرتا ہوں (مغنی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اِلیٰ، مَعَ کے معنے دیتا ہو۔ یہ معنے عربی میں مستعمل ہیں۔ قرآن کریم میں بھی آتا ہے: مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ یعنی کون اللہ کے ساتھ ہو کر میری مدد کرتا ہے۔ اس اِلیٰ کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ دو خبروں کے درمیان جوڑ ظاہر کیا گیا ہو۔ ورنہ خالی مَعَ کے معنے یہ نہیں دیتا (مغنی) اس آیت میں یہ شرط پوری ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ قرض لو مدّتِ مقررہ کے ساتھ یعنی قرض بھی لو اور مدّت بھی مقرر کرو کہ فلاں وقت تک روپیہ واپس کر دوں گا۔ مَیں نے ترجمہ میں اوّل الذکر معنے ترجمہ کی سہولت کے لیے کیے ہیں ورنہ ثانی الذکر معنے زیادہ صحیح ہیں گو درست دونوں ہیں۔

[2] "تمھارے درمیان"۔ اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ جو معاہدہ تمھارے درمیان ہُوا ہے وہ لکھ دے اور یہ بھی کہ کاتب تمھارے اپنے آدمیوں میں سے ہو۔ اور یہ بھی کہ وہ دونوں فریق کی موجودگی میں ان کے سامنے بیٹھ کر لکھے۔

[3] یہ آیت ترجمہ کے لحاظ سے بہت پیچیدہ ہے کیونکہ اس میں شُهَدَاء کا لفظ موقع پر موجود ہونے والوں کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور ایک ہی فقرہ میں دو معنوں میں گواہ کے لفظ نے ترجمہ میں پیچیدگی پیدا کر دی ہے مطلب یہ ہے کہ جس وقت تحریر لکھی جا رہی ہو اگر لکھنے والے کے سوا جو مرد و عورت وہاں موجود ہوں ان میں سے وہ دو مردوں کو گواہ مقرر نہ کرنا چاہتا ہو بلکہ کسی عورت کو بھی شامل کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں جو لوگ موقع پر ہوں ان میں سے دونوں فریق کے اعتباری لوگوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ڈلوائی جائے۔

الْاُخْرٰىؕ وَلَا یَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْاؕ وَلَا تَسْــٴَـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِیْرًا اَوْ كَبِیْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِیْرُوْنَهَا بَیْنَكُمْ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَاؕ وَ اَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَایَعْتُمْ۪ وَ لَا یُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِیْدٌ۬ؕ وَ اِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ وَ یُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۝۲۸۳

دلائے اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور خواہ چھوٹا (لین دین) ہو یا بڑا ہو تم اسے اس کی میعاد سمیت لکھنے میں سستی نہ کیا کرو۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف والی ہے اور شہادت کو زیادہ درست رکھنے والی ہے نیز تمہارے لیے اس بات کو قریب ترکر دینے والی ہے کہ تم شک میں نہ پڑو (پس لین دین کا لکھنا ضروری ہے) سوائے اس (صورت) کے کہ تجارت دست بدست[1] ہو جسے تم آپس میں (مال اور رقم لے دے کر) اسی وقت قصہ ختم کر لیتے ہو۔ اس صورت[2] میں اس (لین دین) کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور جب باہم خرید و فروخت[3] کرو تو گواہ بنا لیا کرو۔ اور (یہ امر یاد رہے کہ) نہ کاتب کو تکلیف دی جائے اور نہ گواہ کو۔ اور اگر تم (ایسا) کرو تو یہ (بات) تم میں نافرمانی (کی علامت) ہوگی۔ اور چاہیے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں علم دے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَ لْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗؕ وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَؕ وَ مَنْ یَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۠۝۲۸۴

اور اگر تم سفر پر ہو اور تمہیں کوئی لکھنے والا نہ ملے تو اس کا قائم مقام رہن با قبضہ ہے۔ پس اگر تم میں سے کوئی شخص کسی (دوسرے) کو امین جانے (اور اسے کچھ رقم دیدے) تو جسے امین سمجھا گیا ہو اسے چاہیئے کہ اس (امانت رکھنے والے) کی امانت کو (عند الطلب) واپس کر دے اور اپنی ربوبیت کرنے والے اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور تم گواہی کو کبھی (مت چھپاؤ۔ اور جو اسے چھپائے وہ یقیناً ایسا (شخص) ہے جس کا دل گنہگار ہے اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

ع ۳۹

لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝۲۸۵

جو کچھ (بھی) آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو یا اسے چھپائے[4] رکھو، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر ایک چیز پر بڑا قادر ہے۔

---

[1] حَاضِرَةً کا ترجمہ "دست بدست" کیا گیا ہے۔ یعنی جب مال پر اُسی وقت قبضہ کر لیا گیا ہو اور قیمت نقد ادا کر دی گئی ہو۔

[2] اس میں اشارہ ہے کہ اس صورت میں بھی لکھنا اچھا ہے جیسا انگریزی دکان دار دو چٹ دیتا ہے۔ اس سے جھگڑے کم ہو جاتے ہیں۔

[3] یہ بہت بڑے سودوں کے متعلق ہے کہ ان کو لکھنا بھی چاہیئے اور گواہ بھی رکھنے چاہئیں تا فتنہ نہ پیدا ہو۔

[4] تُخْفُوْهُ : میں نے تُخْفُوْهُ کا ترجمہ "چھپائے رکھو" کیا ہے تا ارادۂ فعل جو الفاظِ قرآن سے مستنبط ہوتا ہے، واضح ہو جائے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۶﴾

جو کچھ بھی اس رسول پر اس کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس پر وہ (خود بھی) ایمان رکھتا ہے اور (دوسرے) مومن بھی (ایمان رکھتے ہیں) یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے ایک (دوسرے) کے درمیان (کوئی) فرق نہیں کرتے اور یہ (بھی) کہتے ہیں کہ ہم نے (اللہ کا حکم) سن لیا ہے اور ہم اس کے (دل سے) فرمانبردار ہو چکے ہیں۔ (یہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش[1] طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف (ہمیں) لوٹنا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا

اللہ کسی شخص پر سوائے اس (ذمہ داری) کے جو اس کی طاقت میں ہو کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتا۔ جو اس نے (اچھا) کام کیا ہو (وہ) اس کے لیے (نفع مند) ہوگا۔ اور جو اس نے (برا) کام کیا ہو (وہ) اسی پر (وبال ہو کر) پڑے گا اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! اگر کبھی ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں تو ہمیں سزا نہ دیجیو[2]۔ اے ہمارے رب! اور تو ہم پر (اس طرح) ذمہ داری[3] نہ ڈالیو جس طرح تو نے اُن لوگوں پر جو ہم سے

---

[1] طلب کرنے کے الفاظ عربی میں محذوف ہیں، لیکن اُردو میں ان کے ظاہر کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس لیے مجبوراً خطوط سے باہر لکھنے پڑے ہیں۔

[2] اَخَذَ: جب گناہ یا غلطی کے متعلق آئے تو اس کے معنے ہوتے ہیں عَاقَبَهٗ: اُسے اس کے گناہ کی سزا دی (اقرب الموارد) یہاں پکڑنے کی بجائے سزا دینا ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] اِصْرٌ کے معنے عہد، اقرار، ثِقل، بوجھ اور الذنب یعنی گناہ کے ہیں (اقرب) نیز وہ کام جو انسان کو نیکی سے روک دیں اور محروم کر دیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہے وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ (اعراف ع ۱۹) نیز اِصْرٌ اس تاکیدی عہد کو بھی کہتے ہیں جو عہد شکن کو ثواب اور نیکیوں سے محروم کر دے (مفردات)۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے لوگوں پر زیادہ بوجھ تھا ہم پر کم ڈالیو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح اُن پر احکام الٰہی کے توڑنے پر ذمہ واری ڈالی گئی تھی اور وہ ثواب کے کاموں سے محروم ہو گئے تھے اسی طرح ہم پر ذمہ داری نہ ڈالی جائے۔ یعنی ہم عہد شکن ہو کر ثواب کے کاموں سے محروم نہ ہو جائیں۔ غرض اس امر کی دعا نہیں کہ ہم سے مشقت کا کام نہ لیا جائے بلکہ دعا یہ ہے کہ ہمیں توفیق دے کہ ہم پہلی قوموں کی طرح عہد شکن نہ ہو جائیں اور عہد شکنی کی سزا تیری طرف سے ہمیں نہ ملے۔ درحقیقت اس دعا میں اسلام کے ہمیشہ قائم رہنے کی دعا ہے اور مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ مسلمان من حیث القوم خدا تعالیٰ کو ناراض نہ کریں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ انھیں نیکیوں کی توفیق دیتا رہے اور ان میں ایسے آدمی بھیجتا رہے جو اسلام کو زندہ رکھیں اور پہلی قوموں کی طرح اُن کے انعام کا تسلسل کٹ نہ جائے۔

طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۷﴾ ع

پہلے (گذر چکے) ہیں ڈالی تھی۔ اے ہمارے ربّ! اور اسی طرح ہم سے (وہ بوجھ) نہ اُٹھوا[1] جس (کے اُٹھانے) کی ہمیں طاقت نہیں اور ہم سے درگذر کر۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر کیونکہ تو ہمارا آقا ہے پس کافروں کے گروہ[2] کے خلاف ہماری مدد کر۔ ع ۴ ۸

[1] حَمَّلَهٗ : جَعَلَهٗ يَحْمِلُهٗ۔ اس سے بوجھ اُٹھوایا (اقرب) اس سے مراد بھی عذاب ہے، یعنی ایسا عذاب ہم پر نہ آئے کہ ہم کُچلے جائیں اور پھر اُٹھنے کی طاقت نہ رہے۔ چنانچہ اس سے آگے "درگذر کر" کے الفاظ اس مفہوم کو واضح کر دیتے ہیں۔

[2] قَوْمٌ کے معنے لوگوں کی ایک جماعت کے ہوتے ہیں۔ رشتہ داروں اور قریبیوں کے لیے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے (اقرب) پس قوم کے معنے لازماً قوم کے نہیں ہوتے بلکہ ہر اس گروہ پر یہ لفظ بولا جاتا ہے جو ایک مقصد پر جمع ہوں۔ چونکہ کفار مسلمانوں کے خلاف جمع تھے اس لیے وہ ایک قوم کہلانے کے مستحق تھے۔ قَوْم کے معنے دشمنوں کے بھی ہوتے ہیں (اقرب) ان معنوں کی رُو سے آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ کافر دشمنوں کے خلاف ہماری مدد کر۔ یہ معنے زیادہ لطیف ہیں لیکن چونکہ عام طور پر لوگ اِن معنوں سے واقف نہیں۔ مَیں نے ترجمہ مشہور معنوں کی رُو سے کر دیا ہے تا طبائع پر گراں نہ گذرے۔

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّاٰيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
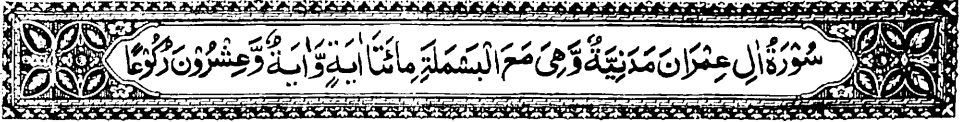
سُورۂ آلِ عمران - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دوسَو ایک آیات ہیں اور بیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ②

میں[1] اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ③

اللہ (ایسی) ذات ہے کہ (اس) کے سوا کوئی پرستش کا مستحق نہیں کامل حیات والا (اپنی ذات میں) قائم اور (سب کو) قائم رکھنے والا ہے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ④ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ

اُس نے تجھ پر یہ کتاب حق پر مشتمل اتاری ہے جو اُس (وحی) کو جو اِس (کتاب) سے پہلے (آئی) تھی پُورا کرنے والی ہے اور اُس نے لوگوں کو ہدایت دینے کے لیے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو نازل کیا تھا اور (نیز) اُس نے فیصلہ کُن نشان نازل کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ⑤

جن لوگوں نے اللہ کے نشانات کا انکار کیا ہے اُن کے لیے یقیناً سخت عذاب (مقدر) ہے۔ اور اللہ غالب (اور) سزا دینے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ ⑥

اللہ سے ہرگز کوئی چیز مخفی نہیں۔ (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑦

وہی ہے جو رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمھیں صورت دیتا ہے۔ اس کے سوا کوئی پرستش کا مستحق نہیں۔ وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

وہی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جس کی بعض (آیتیں) تو محکم[2] آیتیں ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور (ہیں جو) متشابہ[3] ہیں پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس (کتاب) کو (اس کی حقیقت سے) پھیر دینے کے لیے اُن (آیات) کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس (کتاب)

---

[1] الٓمّٓ کے معنوں کے لیے دیکھو نوٹ[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۔

[2] مُحْكَمٰتٌ: محکمات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں قرآن کریم کی خاص تعلیم بیان ہوئی ہے۔

[3] مُتَشٰبِهٰت سے مراد وہ آیات ہیں جن میں ایسی تعلیم ہے جو پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑧

میں سے متشابہ ہیں۔ حالانکہ اس کی تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے (کہ جو کہتے ہیں کہ ہم اس (کلام) پر ایمان رکھتے ہیں) اور جو کہتے ہیں کہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقلمندوں کے سوا کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑨

اے ہمارے رب! تو ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت (کے سامان) عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑩

اے ہمارے رب! تو یقیناً سب لوگوں کو اس دن جس (کی آمد) میں کوئی شک (وشبہ) نہیں جمع کرے گا۔ اللہ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ ⑪

جو لوگ کافر ہیں ان کے اموال اور ان کی اولادیں خدا کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں آئیں گی اور یہی لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑫

(ان کا طریق) فرعون کے اتباع اور اُن لوگوں کے طریق کے مطابق (رہا ہے) جو اُن سے پہلے تھے انھوں نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا تھا اس پر اللہ نے ان کے قصوروں کے بدلہ میں انھیں پکڑ لیا اور اللہ کا عذاب سخت (ہوتا) ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ⑬

جو لوگ کافر ہیں انھیں کہہ دے کہ تمھیں ضرور مغلوب کیا جائے گا اور جہنم کی طرف اکٹھے کرکے لے جایا جائے گا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑭

ان دو گروہوں میں جو ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے تمھارے لیے یقیناً ایک نشان تھا (ان میں سے) ایک گروہ تو اللہ کے راستہ میں جنگ کرتا تھا اور دوسرا منکر تھا وہ (مسلمان) ان (کافروں) کو (اپنی) آنکھوں سے اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی مدد دے کر قوت بخشتا ہے۔ اس (بات) میں آنکھوں والوں کے لیے یقیناً ایک نصیحت ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑮

لوگوں کو (عام طور پر) پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں اور بیٹوں اور سونے اور چاندی کے محفوظ خزانوں اور خوبصورت گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کی محبت اچھی شکل میں دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا سامان ہے اور اللہ (تو) وہ (ذات) ہے جس کے پاس نہایت عمدہ ٹھکانا ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

تو کہہ (کہ) کیا میں تمھیں اس سے (بھی) بہتر چیز بتاؤں؟ جو لوگ تقویٰ اختیار کریں،

---

[1] یعنی جو آیات پہلی کتب کی تعلیم سے ملتی ہیں وہ ان کو بگاڑ کر پہلی قوموں کی روایات کے تابع کر دیتے ہیں اور اس طرح قرآن کریم کی خوبی کو چھپا دیتے ہیں۔

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۶﴾	اُن کے لیے اُن کے ربّ کے پاس ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) اُن میں بسیں گے اور (نیز اُن کے لیے) پاک بیویاں اور اللہ کی رضا (مقدر) ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔
اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۷﴾	جو کہتے ہیں (کہ) اے ہمارے ربّ! ہم یقیناً ایمان لے آئے ہیں۔ اِس لیے تو ہمارے قصور ہمیں معاف کر دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔
اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۸﴾	جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبردار اور (خدا کے لیے اپنے اموال) خرچ کرنے والے اور راتوں کے آخری حصّوں میں استغفار کرنے والے ہیں۔
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۹﴾	اللہ انصاف کے مطابق یہ گواہی دیتا ہے کہ حقیقت یہی ہے کہ اس کے سوا (اور) کوئی معبود نہیں اور فرشتے بھی اور علم والے بھی (یہی گواہی دیتے ہیں) کہ اس کے سوا پرستش کا کوئی (بھی) مستحق نہیں۔ وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔
اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰﴾	اللہ کے نزدیک اصل دین یقیناً کامل فرمانبرداری ہے اور صرف انہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس علم آ چکا تھا آپس کے فساد کی وجہ سے اختلاف کیا اور جو اللہ کے نشانات کا انکار کرے (وہ یاد رکھے کہ) اللہ یقیناً جلد حساب کرنے والا ہے۔
فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۱﴾	اب اگر یہ (لوگ) تجھ سے جھگڑیں تو تو (انہیں) کہہ دے کہ میں نے اور ان لوگوں نے جو میرے پیرو ہیں اپنے آپ کو اللہ کی فرمانبرداری میں لگا دیا ہے اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے (اُن کو) اور (نیز) اُمیوں کو کہہ دے کہ کیا تم (بھی) فرمانبردار ہوتے ہو پس اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں تو (سمجھو کہ) وہ ہدایت پا گئے۔ اور اگر وہ مُنہ پھیر لیں تو تیرے ذمّہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۲﴾	جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور بلا وجہ نبیوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور (نیز) لوگوں میں سے جو انصاف کی ہدایت کرتے ہیں انھیں (بھی) قتل کرنا چاہتے ہیں تو[1] اُنھیں دردناک عذاب کی خبر دے۔

[1] عربی میں فاء ہے جس کے معنے "پس" کے ہیں۔ اُردو میں اِس کے بغیر فقرہ مکمل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہم نے "پس" کا لفظ اُڑا دیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾	یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جن کے اعمال اس دنیا میں بھی اور آخرت میں (بھی) ضائع ہو جائیں گے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾	کیا تجھے اُن لوگوں کا علم نہیں جنھیں شریعت کا ایک حصّہ دیا گیا ہے (کہ جب انھیں) اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کر دے تو اُن میں سے کچھ لوگ (اس سے) اعراض کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَ غَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾	یہ (اعراض) اس وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سوائے چند گنتی کے دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی اور جو کچھ وہ افترا باندھتے ہیں اس نے انھیں اُن کے دین (کے معاملہ) میں دھوکا دیا (ہُوا) ہے۔
فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾	جب ہم اس دن جس (کی آمد) میں کوئی شک (و شبہ) نہیں انھیں جمع کریں گے تو اُن کا کیا حال ہوگا اور ہر شخص نے جو کچھ کیا ہوگا (اس دن) وہ اُسے پُورا پُورا دیدیا جائے گا اور اُن پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾	تُو کہہ اے اللہ جو سلطنت کا مالک ہے تُو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت لے لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے غلبہ بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو یقیناً ہر ایک چیز پر قادر ہے۔
تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾	تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور بے جان سے جان دار نکالتا ہے اور جان دار سے بے جان نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔
لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾	مومن مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں (صرف اُن سے پوری طرح بچ کر رہنا تمھارے لیے جائز ہے اور (تم میں سے) جو شخص ایسا کرے اس کا اللہ سے کسی بات میں بھی (کوئی تعلّق) نہ ہوگا اور اللہ تمھیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف (تمھیں) لَوٹنا ہوگا۔
قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ	تُو (اُن سے) کہہ دے (کہ) جو کچھ تمھارے سینوں میں ہے اُسے خواہ چھپاؤ یا اُسے ظاہر کرو (بہرحال) اللہ اسے جان[1] لے گا۔ اور جو کچھ (بھی) آسمانوں میں ہے وہ اُسے اور جو کچھ

[1] علم کلام میں اللہ تعالیٰ کے علم کو دو طرح کا ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک علم ازلی ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ اور ایک علم وقوعہ کا ہے یعنی جب کوئی بات واقع ہو جاتی ہے تو اُسے یہ علم بھی ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہو گئی ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اور اس کا یہ مفہوم نہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ کو علم نہیں تھا لیکن بعد میں ان باتوں کا علم ہو گیا۔

وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۰﴾

زمین میں ہے اُسے (بھی) جانتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز پر بڑا قادر ہے۔

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَ بَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۱﴾

معانقہ ۲ عند المتاخرین

ع ۱۱ ۳

(اس دن سے ڈرو) جس دن ہر شخص ہر نیکی کو جو اس نے کی ہوگی (اپنے) سامنے موجود پائے گا اور جو بدی اس نے کی ہوگی اسے بھی۔ وہ خواہش کرے گا کہ کاش اس (بدی) کے اور اس کے درمیان لمبا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر بہت شفقت کرنے والا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۲﴾

تو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ (بھی) تم سے محبت کریگا اور تمھارے قصور تمھیں بخش دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۳﴾

تو کہہ (کہ) تم اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرو (اس پر) اگر وہ منہ پھیر لیں تو یاد رکھو کہ اللہ کافروں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۳۴﴾

اللہ نے آدم اور نوح (کو) اور ابراہیم کے خاندان اور عمران کے خاندان کو یقیناً سب جہانوں[1] پر فضیلت دی تھی۔

ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾

(اس نے ایک ایسی نسل کو فضیلت دی) جو ایک دوسرے سے پوری مطابقت رکھنے والی[2] تھی اور اللہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾

(یاد کرو) جب (آلِ) عمران کی عورت[3] نے کہا کہ اے میرے ربّ! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے (اُسے) آزاد کر کے میں نے تیری نذر کر دیا ہے۔ پس تو (اسے) میری طرف سے جس طرح ہو قبول[4] فرما۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] سب جہانوں سے یہ مراد نہیں کہ اگلے پچھلے سب لوگوں پر۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو اُن کے زمانہ کے تھے اور ان سے تعلق رکھتے تھے ورنہ آدمؑ کو سب جہانوں پر فضیلت ہو تو نوحؑ کو نہیں رہتی اور اگر نوحؑ کو فضیلت ہو تو ابراہیمؑ کو نہیں رہتی اور اگر ابراہیمؑ کو ہو تو آلِ عمران کو نہیں رہتی۔

[2] اس جگہ "ذُرِّیَّۃ" سے یہ مراد نہیں کہ وہ جسمانی لحاظ سے اُن کی نسل میں سے تھی بلکہ مراد یہ ہے کہ روحانی طور پر وہ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی تھی۔

[3] ایک عورت کی جگہ صرف عورت اس لیے کہا گیا ہے کہ گویا اس قبیلہ کی عورت یعنی کامل عورت وہی تھی۔

[4] اس آیت میں لفظ تَقَبَّلْ سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح کامل وجود نہ تھا۔ اُن کی نانی نے مسیح کی ماں کے متعلق کہا کہ جس طرح ہو چشم پوشی کر کے اُسے قبول کرے۔ چونکہ اصل مطلوب ابن مریم تھے اس لیے اس کا یہ فقرہ درحقیقت مسیح علیہ السلام کی نسبت ہے۔ افسوس مسلمانوں پر جو اس نکتہ کو نہیں سمجھے اور مسیح کو بہت سی باتوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دے دیتے ہیں۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَآ أُنْثٰىؕ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْؕ وَ لَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰىۚ وَ إِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَ إِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَ ذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ﴿۳۷﴾

پھر جب وہ اُسے جن کر فارغ ہوئی اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ! میں نے تو اسے لڑکی کی شکل میں جنا ہے اور جو کچھ اس نے جنا تھا اُسے اللہ (سب سے) زیادہ جانتا تھا اور (اس کا ذہنی) لڑکا[1] (اس) لڑکی کی طرح نہیں (ہو سکتا) اور (کہا کہ) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اُسے اور اس کی اولاد کو مردود شیطان (کے حملہ) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔[2]

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّ أَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًاۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّاۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

تب اس کے ربّ نے اُسے بہت اچھی طرح قبول کیا اور اسے عمدہ طور پر بڑھایا اور زکریّا اس کا مربّی بنا۔ جب کبھی بھی زکریّا گھر کے بہترین حصّہ[3] میں اُس کے پاس جاتا (تو) اس کے پاس کوئی (نہ کوئی) کھانا پاتا۔ (چنانچہ ایک روز ایسا دیکھ کر) اس نے کہا کہ اے مریم! یہ تیرے لیے کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی جناب سے۔ اللہ جسے چاہتا ہے یقیناً بے حساب دیتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةًۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِۙ أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُورًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِينَ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُونُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ امْرَأَتِيْ عَاقِرٌؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۱﴾

تب زکریّا نے اپنے ربّ کو پکارا (اور) کہا کہ اے میرے ربّ! تو مجھے (بھی) اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تو یقیناً دعاؤں کو بہت قبول کرنے والا ہے۔ اس پر فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصّہ[4] میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحیٰی کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور (نیز) سردار اور (گناہوں سے) رکنے والا اور نیکوں میں سے (ترقی کر کے) نبی ہوگا۔ اس نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے (میری زندگی میں) (عمر پانے والا) لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ[5] ہے۔ فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

---

[1] اس آیت میں اَلذَّکَرُ کے الفاظ ہیں اور اَل کبھی معہود ذہنی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے (اقرب) پس ترجمہ بالکل صحیح اور لفظ بلفظ درست ہے۔

[2] اِس دُعا سے ظاہر ہے کہ کسی رؤیا کے ذریعہ سے اُمّ مریم کو بتایا گیا تھا کہ اس پر اور اس کی اولاد پر شیطان حملہ کرے گا۔ فَتَدَبَّرُوْا۔

[3] "بہترین حصّہ" یہ ترجمہ محراب کا ہے جو لغت کے مطابق ہے۔ (دیکھو اقرب الموارد) معنوں کے لحاظ سے یہ مطلب ہے کہ مریم کو اس کے وقف ہونے کے سبب سے اور زکریّاؑ کی محبّت کی وجہ سے گھر کے بہترین حصّہ میں رکھا گیا تھا۔

[4] محراب کا ترجمہ ہے اور مراد یہ ہے کہ گھر کا پاک و صاف حصّہ۔

[5] یعنی بانجھ ہونا لڑکا ہونے کے خلاف ہے۔ اور بوڑھا ہونا اپنی زندگی میں جوان لڑکا دیکھنے کے خلاف ہے۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿٤١﴾

(پھر) اُس نے کہا اے میرے ربّ! میرے لیے کوئی حکم دے۔ فرمایا کہ تجھے یہ حکم ہے کہ تُو لوگوں سے تین دن تک اشارہ کے سوا بات نہ کرے اور اپنے ربّ کو بہت یاد کرے اور شام اور صبح اُس کی تسبیح کرے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰي نِسَاۗءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم! اللہ نے یقیناً تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک کیا ہے اور سب جہانوں کی عورتوں کے مقابلہ میں تجھے چُن لیا ہے۔

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾

اے مریم! تُو اپنے ربّ کی فرماں بردار بن اور سجدہ کر اور صرف موحّدانہ[1] پرستش کرنے والوں کے ساتھ مل کر موحدانہ پرستش کر۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ اَيُّھُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٤٤﴾

یہ غیب[2] کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جسے ہم تجھ پر وحی (کے ذریعہ) سے ظاہر کرتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے تیروں کو (اس لیے) پھینکتے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی خبرگیری کرے تو تُو اُن کے پاس نہ تھا اور نہ (ہی) تو (اس وقت) اُن کے پاس تھا جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ڰ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾

(پھر اس وقت کو یاد کر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے (ایک لڑکے کی) بشارت دیتا ہے (اُس مبشّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو اس (دُنیا) اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾

اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾

اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا۔ حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چھُوا۔ فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آجا سو وہ وجود میں آجاتی ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿٤٨﴾

اور (یہ بھی بشارت دی کہ اللہ) اُسے کتاب اور حکمت (کی باتیں) سکھائے گا اور تورات اور انجیل (سکھائے گا)

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ

اور بنی اسرائیل کی طرف رسول (بنا کر اُسے اس پیغام کے ساتھ بھیجے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک نشان لے کر آیا ہوں (اور وہ یہ ہے) کہ میں تمہارے

---

[1] عربی میں رَکَعَ کے معنے توحید کے مطابق عبادت کرنے کے ہیں۔ اس لیے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ موحدانہ پرستش کر۔

[2] یعنی یہ باتیں بائبل کی خرافات کے خلاف ہیں اور عالم الغیب خدا نے تجھ پر ظاہر کی ہیں۔

فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۵۰﴾

(فائدہ کے) لیے بعض طینی خصلت رکھنے والوں سے پرندہ کے پیدا کرنے کی طرح مخلوق[1] پیدا کروں گا۔ پھر میں اُن میں ایک نئی رُوح پھونکوں گا جس پر وہ اللہ کے حکم کے ماتحت اُڑنے والے ہو جائیں گے اور میں اللہ کے حکم کے ماتحت اندھے کو اور مبروص کو اچھا کروں گا اور مُردوں کو زندہ کروں گا[2] اور جو کچھ تم کھاؤ گے اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کرو گے[3] اس کی تمھیں خبر دوں گا۔ (اور) اگر تم مومن ہو تو اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہو گا۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۵۱﴾

اور (میں اس وحی کو) جو مجھ سے پہلے (آچکی) ہے یعنی تورات اس کو پورا کرنے (والا بن کر آیا ہوں) اور اس لیے (آیا ہوں) کہ بعض ایسی چیزیں جو تمھارے لیے حرام قرار دیدی گئی تھیں[4]، تمھارے لیے حلال کر دوں اور میں تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے ایک نشان لیکر آیا ہوں اس لیے تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۲﴾

اللہ یقیناً میرا (بھی) (ربّ رہے) اور تمھارا (بھی) ربّ ہے۔ سو تم اس کی عبادت کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

پھر جب عیسیٰ نے ان کی طرف سے انکار دیکھا تو کہا کہ اللہ کے لیے کون (لوگ) میرے مددگار بنتے ہیں۔ حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور تُو گواہ رہ کہ ہم فرماں بردار ہیں۔

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۴﴾

اے ہمارے ربّ! جو کچھ تُو نے اُتارا ہے اس پر ہم ایمان لے آئے ہیں اور ہم اس رسول کے متبع ہو گئے ہیں۔ اس لیے تُو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع

اور انھوں نے (یعنی مسیح کے دشمنوں نے) بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

---

[1] یعنی جس طرح پرندہ انڈے سیکر بچے نکالتا ہے میں بھی اسی طرح انسانوں میں سے روحانی قابلیت کے لوگوں کو اپنی تربیت میں لے کر ایک دن اس قابل بنا دیتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف روحانی پرواز کرنے والے بن جاتے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ میں خدا بن جاؤں گا اور نہ یہ مراد ہے کہ زندہ پرندے پیدا کروں گا۔

[2] یہود کو حکم تھا کہ اندھوں اور مبروص کو ناپاک سمجھیں (احبار باب ۱۳ و باب ۲۱) مسیح سے اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کا ازالہ کروایا۔ اسی کو اس جگہ بیان کیا گیا ہے۔ لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ مادر زاد اندھوں اور مبروص کو وہ اچھا کرتے تھے۔ حالانکہ مادر زاد کے الفاظ قرآن میں نہیں۔ اور موتیا بند کے مریضوں اور مبروصوں کو عام طور پر ڈاکٹر اور حکیم اچھا کرتے رہتے ہیں مگر بدقسمتی سے مسیح کے متعلق جو آیتیں آتی ہیں مسلمان ان کے وہ معنے کرتے ہیں جن سے مسیح کی خدائی ثابت ہو۔

[3] یعنی تم کو اُن نیک کاموں کی خبر دوں گا جن کے کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کا مقرّب ہو جاتا ہے۔

[4] یعنی تمھاری شرارتوں کی وجہ سے جو وحیِ الٰہی کے سلسلہ کو بند کر دیا گیا تھا اب میرے ذریعہ سے دوبارہ اس کو کھولا جائے گا۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۶﴾

(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت[1] بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا اور جو تیرے پیرو ہیں اُنھیں اُن لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ پھر میری ہی طرف تمھیں لوٹنا ہوگا۔ تب میں ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تمھارے درمیان فیصلہ کر دوں گا۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

پس جو لوگ کافر ہیں اُنھیں میں اس دنیا (میں بھی) اور آخرت میں (بھی) سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی[2] مددگار نہ ہوگا۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور جو لوگ مومن ہیں اور انھوں نے نیک (اور مناسب حال) عمل کیے ہیں وہ اُنھیں اُن (کے اعمال) کا اجر پورا (پورا) دے گا۔ اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۹﴾

اس کو یعنی آیات اور حکمت والی تعلیم کو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۰﴾

(یاد رکھو) عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک یقیناً آدم کے حال کی طرح ہے اسے (یعنی آدم کو) اس نے خشک[3] مٹی[4] سے پیدا کیا۔ پھر اس کے متعلق کہا کہ تو وجود میں آجا تو وہ وجود میں آنے لگا۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۱﴾

یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے اس لیے تو شک کرنے والوں میں سے نہ بن۔

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

اب جو (شخص) تیرے پاس علم (الٰہی) کے آچکنے کے بعد تجھ سے اس کے متعلق بحث کرے تو تو (اسے) کہہ دے (کہ) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفوس کو اور تم اپنے نفوس کو پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

---

[1] رَفَعَ کے معنے عربی میں عزت بخشنے کے بھی ہوتے ہیں۔ (مفردات)

[2] "کوئی بھی" کے الفاظ مِنْ اور ناصرین کی نکارت کی وجہ سے ترجمہ میں شامل کیے گئے ہیں۔

[3] معلوم ہوا کہ باقی وجودوں کی طرح قرآن کریم کے رُو سے عیسےٰؑ بھی مٹی سے پیدا ہوئے تھے اور ان کو کوئی غیر معمولی اہمیت حاصل نہ تھی۔ کیونکہ جتنے لوگ ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم کے محاورہ میں وہ بھی مٹی سے پیدا ہوتے ہیں۔

[4] شیطان کے ذکر میں اور کئی دوسری آیات میں آدم کی پیدائش طِیْن سے بتائی گئی ہے یعنی ایسی مٹی جس میں الہام کا پانی ملا ہوا تھا۔ لیکن ان آیات میں آدمؑ اور عیسےٰؑ دونوں کی پیدائش تُرَاب سے بتائی گئی ہے یعنی ایسی مٹی جس میں الہام کی آمیزش نہ تھی۔ ان دونوں بیانات میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ آدم سے مراد یہاں آدم نہیں اور عیسیٰ سے مراد صرف عیسےٰ نہیں بلکہ آدم اور ابنائے آدم اور عیسےٰ اور اتباعِ عیسےٰ مراد ہیں اور ان لوگوں میں سے ایک جماعت الہام کو نظر انداز کرنے والی تھی۔ پس بحیثیت جماعت دونوں کی پیدائش تُرَاب سے قرار دی گئی۔

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۶۳﴾

یقیناً یہی سچا بیان[1] ہے۔ اور اللہ کے سوا کوئی (بھی) پرستش کا مستحق نہیں اور یقیناً اللہ ہی غالب (اور) حکمت والا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۶۴﴾ ع

پھر اگر وہ پھر جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ مفسدوں کو یقیناً خوب[2] جانتا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۶۵﴾

تو کہہ (کہ) اے اہل کتاب (کم سے کم[3]) ایک ایسی بات کی طرف تو آجاؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے (اور وہ یہ ہے) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنایا کریں۔ پھر اگر وہ پھر جائیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم (خدا کے) فرمانبردار ہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۶﴾

اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں بحث کیوں کرتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل یقیناً اس کے بعد اتاری گئی ہیں۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں۔

هَا أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۶۷﴾

سنو! تم وہ لوگ ہو جو اُن امور کے بارہ میں بحث کرتے رہے ہو جن کا تمہیں علم تھا پھر اب تم کیوں اُن امور کے متعلق بحث کرنے لگے ہو جن کا تمہیں کچھ (بھی) علم نہیں۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۶۸﴾

نہ (تو) ابراہیم یہودی تھا اور نہ نصرانی بلکہ وہ (خدا کی طرف) جھکا[4] رہنے والا (اور) فرمانبردار تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۶۹﴾

ابراہیم کے ساتھ لوگوں میں سے زیادہ تعلق رکھنے والے یقیناً (یقیناً) وہ لوگ ہیں جو اُس کے پیرو ہیں اور (نیز) یہ نبی اور جو لوگ (اس پر) ایمان لائے۔ اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۷۰﴾

اہل کتاب میں سے ایک گروہ آرزو رکھتا ہے کہ کاش وہ تمہیں گمراہ کردے۔ اور وہ اپنے آپ کو ہی گمراہی میں ڈال رہے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ

اے اہل کتاب! تم دیکھتے ہوئے کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو،

---

[1] عربی میں ایک إِنَّ کا حرف ہے اور ایک لام ہے۔ دونوں تاکید کے لیے ہیں۔ ہم نے ایک حرف کا ترجمہ یقیناً کر دیا ہے اور دوسرے کا "یہی"۔ اس سے ترجمہ لفظی ہوجاتا ہے۔

[2] "خوب جانتا ہے" عَلِیْمٌ کا ترجمہ ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔

[3] "کم سے کم" کسی لفظ کا ترجمہ نہیں بلکہ عبارت کا مفہوم ہے۔

[4] یعنی مُوَحِّد جو حَنِیْف کا ترجمہ ہے۔

تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

حالانکہ تم گواہی دے چکے ہو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۲﴾ ع ۸ / ۱۵

اے اہلِ کتاب! کیوں تم جانتے بوجھتے ہوئے حق کو باطل کے ساتھ ملاتے اور حق کو چھپاتے ہو۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۳﴾

اور اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کہتا[1] ہے کہ مومنوں پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر دن کے ابتدائی حصّہ میں تو ایمان لے آؤ اور اُس کے پچھلے حصّہ میں (اس سے) انکار کر دو۔ شاید (اس ذریعہ سے) وہ پھر جائیں۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۷۴﴾

اور (کہتے ہیں کہ) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرتا ہو کسی کی نہ مانو۔ تو کہدے (کہ) اصل ہدایت یعنی اللہ کی ہدایت تو یہ ہے کہ کسی کو ویسا ہی (کچھ) ملے جیسا کہ تم کو ملا تھا یا پھر وہ تمہارے ربّ کے حضور تمہارے ساتھ جھگڑ[2]یں (نیز) کہدے کہ فضل تو یقیناً اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے فضل بخشتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۵﴾

وہ جسے چاہتا ہے (اسے) اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۶﴾

اور اہلِ کتاب میں سے (کوئی تو) ایسا ہے کہ اگر تُو اسے (مال کا) ایک ڈھیر[3] امانت کے طور پر دیدے تو وہ اُسے تجھے واپس کر دیگا اور (کوئی) ان میں سے (ایسا) ہے کہ اگر تو اُسے ایک دینار امانت کے طور پر دے تو وہ وہ بھی تجھے واپس نہ دے گا۔ سوائے اس کے کہ تُو اس (کے سر) پر کھڑا رہے۔ یہ (رویّہ) اس سبب سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اُمّیوں[4] کے بارہ میں کوئی گرفت نہیں اور وہ اللہ پر جانتے (بوجھتے) ہوئے جھوٹ باندھتے ہیں۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

یُوں نہیں بلکہ جو شخص اپنے عہد کو پُورا کرے اور تقویٰ اختیار کرے تو (وہ متقی ہے)

---

[1] حال کا صیغہ ماضی کی جگہ اُردو محاورہ کی وجہ سے استعمال کیا ہے۔

[2] یعنی اگر یہ ہماری غلطی ہے تو پھر چاہیئے کہ کوئی آسمانی دلیل پیش کرکے اسے دُور کریں۔

[3] ڈھیر قِنْطَار کا ترجمہ ہے مگر اُردو میں ڈھیر نہیں کہتے۔ بلکہ کسی چیز کا ڈھیر کہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے مال کا لفظ زائد کر دیا ہے اور اسے بریکٹ میں رکھا ہے کیونکہ اس کے بغیر صحیح معنے ظاہر نہ ہوتے تھے۔

[4] یعنی ان کا یہ دعویٰ کہ اُمیوں کے بارہ میں ان پر کوئی گرفت نہیں غلط ہے۔

الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٧﴾

اللہ متقیوں سے یقیناً محبّت رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٨﴾

جو لوگ اللہ کے ساتھ اپنے عہدوں اور قسموں کے بدلے میں تھوڑی[1] قیمت لیتے ہیں ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہوگا اور قیامت کے دن اللہ اُن سے بات نہیں کرے گا اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُنھیں پاک ٹھہرائے گا۔ اور اُن کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٩﴾

اور اُن میں سے ایک گروہ یقیناً (ایسا) ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب (یعنی تورات) کے ذریعہ سے مروڑتا ہے[2] تاکہ تم اسے (جو وہ کہتا ہے) کتاب میں سے سمجھو حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں اور وہ جانتے (بوجھتے) ہوئے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٨٠﴾

کسی (سچے) انسان کے شایانِ شان نہیں کہ اللہ تو اُسے کتاب اور حکومت اور نبوّت دے اور وہ (یہ) کہے (کہ) تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ (ایسا انسان تو یہی کہتا ہے کہ) تم خدا ہی کے ہو جاؤ کیونکہ تم کتاب (الٰہی) کی تعلیم دیتے ہو اور اس لیے کہ تم (اسے) حفظ کرتے ہو۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾ ع

اور نہ (ہی اس کے لیے) یہ ممکن ہے) کہ تمھیں یہ ہدایت دے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو۔ کیا تمھارے مسلمان ہو جانے کے بعد وہ تمھیں کُفر (اختیار کرنے) کی تعلیم[3] دے گا۔

ع ۸/۹ ۱۶

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٢﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب اللہ نے (اہل کتاب سے) سب نبیوں[4] والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمھیں دوں پھر تمھارے پاس کوئی (ایسا) رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمھارے پاس ہے تو تم ضرور[5] ہی اُس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا (اور) فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری (طرف سے) ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ (اور) انھوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں، فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے (ایک گواہ) ہوں۔

---

[1] یعنی دنیوی مال جو دین کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہے۔ یہ مراد نہیں کہ تھوڑی قیمت لینا ناجائز ہے دین فروخت کرنے کے لیے بہت مال لینا چاہیئے۔
[2] یعنی تورات کی تلاوت کے طور پر انسانی عبارتوں کو پڑھتا ہے تاکہ لوگوں کو دھوکہ لگ جائے۔
[3] امر کا لفظ عربی میں وسیع ہے اس کے معنے حکم کے علاوہ کہنے یا تعلیم دینے کے بھی ہیں اس لیے اس آیت کے معنے تعلیم دیگا کے کیے گئے ہیں۔
[4] سب نبیوں والا سے مراد یہ ہے کہ جو عہد سب نبی اپنی اُمتوں سے لیتے چلے آئے ہیں۔
[5] پہلے بتایا گیا ہے کہ دو تاکیدوں کے موقعہ پر جیسا کہ یہاں ہیں ایک تاکید کے معنے "ضرور" کے لفظ سے کیے گئے ہیں اور دوسری تاکید کے لیے "ہی" کے لفظ سے۔ اس سے ترجمہ بالکل لفظی ہو جاتا ہے اور کوئی لفظ ترجمہ سے باہر نہیں رہ جاتا۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝٨٣

اب جو (شخص) اس عہد کے بعد پھر جائے تو ایسے لوگ فاسق ہوں گے۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝٨٤

پھر کیا وہ اللہ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) چاہتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے خوشی سے (بھی) اور ناخوشی سے (بھی) اسی کا فرمانبردار ہے اور اسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝٨٥

تو کہہ دے کہ ہم اللہ پر، اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے، اس پر، اور جو کچھ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد پر نازل کیا گیا تھا اور جو کچھ موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور (باقی) سب نبیوں کو اُن کے ربّ کی طرف سے دیا گیا تھا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں سمجھتے اور ہم اُس کے فرماں بردار ہیں۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٨٦

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی (اور) دین کو اختیار کرنا چاہے تو (وہ یاد رکھے کہ) وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٨٧

جو لوگ ایمان لانے کے بعد (پھر) منکر ہو گئے ہوں اور شہادت دے چکے ہوں کہ (یہ) رسول سچا ہے اور (نیز) ان کے پاس دلائل بھی آچکے ہوں اُنھیں اللہ کس طرح ہدایت پر لائے اور اللہ (تو) ظالم (لوگوں) کو ہدایت نہیں دیتا۔

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝٨٨

یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں (کی) اور لوگوں (کی) سب ہی کی لعنت ہو۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝٨٩

وہ اس (لعنت) میں رہیں گے، نہ (تو) اُن (پر) سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُنھیں ڈھیل دی جائے گی۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٩٠

سوائے اُن لوگوں کے کہ جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں۔ اور اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝٩١

جو لوگ ایمان لانے کے بعد منکر ہو گئے ہوں پھر وہ کفر میں اور بھی بڑھ گئے ہوں اُن کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔ اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٩٢ ع

جو لوگ منکر ہو گئے ہوں اور کفر (ہی) کی حالت میں مر گئے ہوں، اُن میں سے کسی سے زمین بھر سونا (بھی) جسے وہ فدیہ کے طور پر پیش کرے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۳﴾

تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لیے) خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾

سب کا سب کھانا سوائے اس حصّہ کے جو اسرائیل[1] (یعنی حضرت یعقوب) نے تورات کے اُتارے جانے سے پہلے اپنے لیے مکروہ قرار دیا تھا[2] بنی اسرائیل کے لیے حلال تھا۔ تو کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ اور اُسے پڑھو۔

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۵﴾

اب جو (لوگ) اس کے بعد (بھی) اللہ پر جھوٹ باندھیں تو وہی لوگ ظالم ہوں گے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۶﴾

تو کہہ کہ اللہ نے سچ کہا ہے۔ اس لیے تم ابراہیم کے دین کی جو (خدا کی طرف) جھکا رہنے والا تھا پیروی کرو، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ﴿۹۷﴾

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لیے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکّہ میں ہے[4]، وہ تمام جہانوں کے لیے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے۔[3]

فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۬ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾

اس میں کئی روشن نشانات ہیں (وہ) ابراہیم کی قیامگاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آ جاتا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

تو کہہ (کہ) اے اہل کتاب! تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ اللہ تمہارے اعمال پر نگران ہے۔

قُلْ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

(نیز تو) کہہ (کہ) اے اہل کتاب! جو ایمان لاتا ہے اُسے تم اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو۔ تم اس (راستہ) کو کجی اختیار کرتے ہوئے چاہتے ہو حالانکہ تم (اس پر) گواہ ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز غافل نہیں۔

---

[1] حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک کشفی نام اسرائیل تھا۔ (پرانا عہدنامہ پیدائش باب ۳۲ آیت ۲۸)

[2] بعض چیزوں سے ان کی بیماری کی وجہ سے اُن کو روکا گیا تھا۔ بنو اسرائیل نے غلطی سے ان کو حرام سمجھ لیا (پیدائش باب ۳۲)

[3] اس آیت میں دعویٰ ہے کہ تمام جہانوں کو خطاب کرنے والا مذہب سب سے پہلے اسلام تھا جو مکّہ سے ظاہر ہوا اور مسیحیت کا دعویٰ کہ وہ سب مخلوق کے لیے ہے مردود ہے۔

[4] آیت میں بَکَّة ہے جو عربی محاورہ میں مکّہ ہی ہے کیونکہ عربی میں بعض جگہ میم کی بجائے باء استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے لَازِب لَازِم کی جگہ پر (فتح البیان) اقرب الموارد میں ہے بکّہ مکّہ کی وادی کا نام ہے اور اس کا یہ نام وہاں لوگوں کے کثرتِ ازدحام کی وجہ سے پڑ گیا ہے کیونکہ عربی میں ازدحام کرنے کو بَکّ کہتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾

اے مومنو! اگر تم ان لوگوں میں سے جنھیں کتاب دی گئی تھی کسی فریق کی اطاعت کروگے تو وہ تمھارے ایمان لے آنے کے بعد پھر تمھیں کافر بنا دیں گے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

اور تم کس طرح کفر کروگے جبکہ تم وہ لوگ ہو جنھیں اللہ کی آیات پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے۔ اور جو شخص اللہ کی پناہ لے تو سمجھو کہ) اُسے سیدھی راہ پر چلا دیا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور تم سب (کے سب) اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو (اس نے) تم پر (کیا) ہے یاد کرو کہ جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے اُس نے تمھارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی جس کے نتیجہ میں تم اُس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے مگر اُس نے تمھیں اُس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمھارے لیے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس کا کام صرف یہ ہو کہ وہ (لوگوں کو) نیکی کی طرف بلائے اور نیک باتوں کی تعلیم دے اور بدی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ لا

اور تم اُن لوگوں کی طرح نہ بنو جو کُھلے کُھلے نشانات آ چکنے کے بعد پراگندہ ہو گئے اور انھوں نے (باہم) اختلاف پیدا کر لیا اور انہی لوگوں کے لیے (اس دن) بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾

جس دن کہ بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے کالے ہوں گے۔ اور جن لوگوں کے چہرے کالے ہو جائیں گے (اُن سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ سچ نہیں کہ تم اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے۔ اس لیے اپنے کافر ہونے کی وجہ سے اس عذاب کو چکھو۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہو جائیں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

یہ اللہ کی آیات ہیں جو حق پر مشتمل ہیں (اور جنھیں ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تمام جہانوں پر کسی قسم کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام اُمور کو لوٹایا جائے گا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

تم (سب سے) بہتر جماعت ہو جسے لوگوں[1] کے (فائدہ کے) لیے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکی کی ہدایت کرتے ہو اور بدی سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لاتے تو اُن کے لیے بہتر ہوتا۔ اُن میں سے بعض مومن بھی ہیں اور اکثر اُن میں سے نافرمان ہیں۔

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ وقف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

یہ (لوگ) معمولی ایذا دہی کے سوا تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو تمھاری طرف پیٹھیں پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر انھیں کسی طرف سے بھی مدد نہیں مل سکے گی۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ ق

جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں اُن پر ذلت نازل کی گئی ہے سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے کسی عہد (کی)، یا لوگوں کے کسی عہد کی پناہ میں آجائیں (اس ذلت سے بچ نہیں سکتے) اور وہ اللہ کے غضب کا مورد بن گئے ہیں اور بے بسی (کی حالت) اُن کے ساتھ لازم کر دی گئی ہے۔ یہ اِس سبب سے (کیا گیا) ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور بلا وجہ نبیوں کو قتل[2] کرنا چاہتے تھے (اور) یہ بات اُن کے نافرمانی کرنے اور حد سے بڑھے ہوئے ہونے کے سبب سے (اُن میں) پائی جاتی تھی۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

وہ سب (لوگ) برابر نہیں ہیں۔ اہلِ کتاب (ہی) میں سے ایک ایسی جماعت بھی ہے جو (اپنے عہد پر) قائم ہے۔ وہ رات کے اوقات میں اللہ کی آیتوں کو پڑھتے ہیں اور سجدے (بھی) کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی مسلمانوں کے سب سے بہتر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ انھیں اپنے فائدہ کی بجائے سب دنیا کے فائدہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ کاش مسلمان اس حکمت کو سمجھیں اور اس طرح ذلیل نہ ہوں۔

[2] قرآن کریم میں یَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِیَآءَ کے الفاظ ہیں۔ اور بنی اسرائیل نے سب نبیوں کو قتل نہیں کیا مگر چونکہ قتل کا لفظ کوشش قتل کے لیے بھی آتا ہے۔ ہم نے واقعات کے مطابق قتل کرنے کی جگہ قتل کرنے کی کوشش ترجمہ کیا ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۱۱۴

وہ اللہ (پر) اور آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۱۱۵

اور جو نیکی بھی وہ کریں اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۱۱۶

جو لوگ کافر ہیں انھیں نہ ان کے اموال اور نہ ان کی اولادیں اللہ کے عذاب سے بچائیں گی اور وہ (لوگ) آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ اس میں بستے چلے جائیں گے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَاَھْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ۱۱۷

جو کچھ یہ (لوگ) اس قریب کی زندگی کے متعلق خرچ کرتے ہیں اس کی حالت اس ہوا کی حالت[1] کی طرح ہے جس میں سخت سردی ہو (اور) وہ ایسی قوم کی کھیتی پر چلے جس نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہو پھر وہ اُسے تباہ کردے اور اللہ نے ان (لوگوں) پر ظلم نہیں کیا۔ ہاں! یہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِھِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۱۱۸

اے ایماندارو! اپنے لوگوں کو چھوڑ کر (دوسروں کو) رازدار دوست نہ بناؤ۔ وہ تم سے بدسلوکی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے (اور تمھارے دُکھ میں پڑ جانے کو پسند کرتے ہیں۔ (اُن کی) دشمنی اُن کے مُونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ اُن کے سینوں میں مخفی ہے وہ (اس سے بھی) بڑھ کر ہے۔ اگر تم عقل سے کام لینے والے ہو تو ہم نے تمھارے لیے اپنی آیات کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔

ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڻ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۱۹

سُنو! تم وہ لوگ ہو جو اُن سے محبت رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم سب (کی سب) کتاب پر ایمان لاتے ہو اور جب وہ تم سے ملیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان رکھتے ہیں اور جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو تمھارے خلاف غصّہ سے اُنگلیاں کاٹتے ہیں۔ تُو (ان سے) کہہ دے تم اپنے غصّہ (کے سبب) سے مر جاؤ۔ اللہ یقیناً سینہ کے رازوں تک کو بھی جانتا ہے۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ خرچ تو انسان اس لیے کرتا ہے کہ اُسے ترقی حاصل ہو مگر چونکہ یہ لوگ منافقت سے خرچ کرتے ہیں ان کا خرچ ویسا ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے، جیسا کہ شمالی باد تند جو سخت ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھیتیوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح وہ خرچ بھی ان کے اعمال کے نتائج کو تباہ کر دے گا۔

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿١٢١﴾

اگر تمھیں کوئی کامیابی حاصل ہو تو انھیں بُرا لگتا ہے۔ اور اگر تمھیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر تم صبر کروگے اور تقویٰ اختیار کروگے تو اُن کی (مخالفانہ) چال تمھیں کچھ (بھی) نقصان نہیں پہنچائے گی اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ یقیناً اُسے پارہ پارہ[1] کرنے والا ہے۔

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٢﴾

اور (اس وقت کو یاد کر) جب تو اپنے اہل کے پاس سے نکل کر صبح صبح اس لیے گیا تھا کہ مومنوں کو جنگ کے لیے اُن کی مقررہ جگہوں پر بٹھائے[2] اور اللہ (تیری دعائیں) بہت سننے والا (اور تم لوگوں کے حالات کو) خوب جاننے والا ہے۔

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٢٣﴾

(پھر اس وقت کو بھی یاد کر) جب (کہ ان حالات کو دیکھ کر) تم میں سے دو گروہ[3] بزدلی دکھانے پر تیار ہو گئے تھے حالانکہ اللہ اُن کا دوست تھا اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢٤﴾

اور (اس سے پہلے) بدر (کی جنگ) میں جبکہ تم حقیر تھے اللہ یقیناً تمھیں مدد دے چکا ہے سو تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم شکر گزار بنو۔

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٥﴾

(اس وقت کو بھی یاد کر) جب تو مومنوں سے کہہ رہا تھا کہ کیا تمھارے لیے یہ (بات) کافی نہ ہوگی کہ تمھارا رب (آسمان سے) نازل کیے ہوئے تین ہزار فرشتوں کے ذریعہ سے تمھاری مدد کرے۔

بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٦﴾

کیوں (کافی) نہ ہوگی اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور وہ (کافر) تم پر اسی دم چڑھ آئیں تو تمھارا ربّ پانچ ہزار سخت حملہ[4] کرنے والے فرشتوں کے ذریعہ سے تمھاری مدد کرے گا۔

وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۗ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١٢٧﴾

اور اللہ نے یہ (بات) صرف تمھارے لیے خوشخبری کے طور پر[5] اور اس لیے کہ تمھارے دل اس کے ذریعہ سے اطمینان پائیں مقرر کی ہے (اور[6] اس لیے مقرر کی ہے) کہ تا وہ

---

[1] اَحَاطَ کے معنے بالکل تباہ کر دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ (اقرب)

[2] ان آیات میں جنگِ اُحد کا ذکر ہے۔

[3] یہ دو گروہ خزرج میں سے بنو سلمہ اور اوس میں سے بنو حارثہ تھے۔

[4] سَوَّمَ عَلَيْهِمْ: اَغَارَ عَلَيْهِمْ یعنی سَوَّمَ کے معنے حملہ کرنے کے ہوتے ہیں (اقرب) پس مُسَوِّمِیْنَ کے معنے ہوں گے سخت حملہ کرنے والے۔

[5] اس میں بتایا ہے کہ فرشتوں کا ذکر صرف اس لیے ہے کہ خواب یا کشف میں خوش خبری ملنے سے انسان کی ہمت بڑھتی ہے ورنہ اصل مراد یہی تھی کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔

[6] یہ آیت ۱۲۸ کے آخری حصہ کا ترجمہ ہے جو مضمون کی وضاحت کے لیے پہلے کر دیا گیا ہے۔

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

(اللہ) کافروں کے ایک حصّہ کو کاٹ دے یا انھیں ذلیل کر دے تاکہ وہ ناکام واپس جائیں۔ ورنہ مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے (آتی) ہے جو غالب (اور) حکمت والا ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

تیرا اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں (یہ سب معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہے) چاہے تو ان پر فضل کرے اور چاہے تو اُن کو عذاب دیدے (اور وہ عذاب کے ہی مستحق ہیں) کیونکہ وہ ظالم ہیں۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۳۰﴾

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

اے ایماندارو! تم (اپنے مال پر) سُود جو (مال کو) بے انتہا بڑھاتا ہے مت کھاؤ[1] اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

اور اس آگ سے ڈرو جو منکروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اللہ (کی) اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

اور اپنے ربّ کی طرف سے نازل ہونے والی بخشش (کی طرف) اور اس جنّت کی طرف جس کی قیمت آسمان اور زمین ہیں اور جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے بڑھو۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

جو متقی خوشحالی (میں بھی) اور تنگدستی میں (بھی) (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصّہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

ہاں (اُن لوگوں کے لیے) جو کسی برا کام کرنے کی صورت میں یا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی صورت میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون قصور معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ انھوں نے کیا ہوتا ہے اس پر (دیدہ و) دانستہ ضد نہیں کرتے۔

اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

یہ لوگ ایسے ہیں کہ اُن کی جزا اُن کے ربّ کی طرف سے (نازل ہونے والی) مغفرت اور ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں[2] بہتی ہوں گی۔ اور وہ اُن میں بستے چلے جائیں گے اور (کام کرنے والوں کا (یہ) بدلہ کیا ہی اچھا ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

تم سے پہلے کئی دستور العمل گذر چکے ہیں (جن کے نتائج دیکھے ہوں) تو زمین میں پھرو اور دیکھو کہ (ان قوانین کو) جھٹلانے والوں کا کیسا (بُرا) انجام ہوا۔

---

[1] چونکہ سود رُپیہ کو آسانی سے بڑھا دیتا ہے اس لیے فرمایا کہ تم سود نہ کھایا کرو۔ جو بغیر محنت کے مال کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

[2] نیچے سے مراد یہ ہے کہ وہ نہریں باغات سے متعلق ہونگی اور ان کے رہنے والے ان کے مالک ہوں گے۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

یہ (ذکر) لوگوں کے لیے بہت وضاحت کرنے والا ہے اور متقیوں کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

اور تم کمزوری نہ دکھاؤ، اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۚ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

اگر تمھیں کوئی زخم پہنچے تو ان لوگوں کو بھی تو ویسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور یہ (غلبہ کے) دن ایسے ہیں کہ ہم انھیں لوگوں کے درمیان نوبت بہ نوبت پھراتے رہتے ہیں (تاکہ وہ نصیحت پکڑیں) اور تاکہ اللہ ان لوگوں کو ظاہر کر دے جو ایمان لے آئے ہیں اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

اور تاکہ جو مومن ہیں انھیں اللہ پاک و صاف کر دے اور کافروں کو ہلاک کر دے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جو مجاہد ہیں ظاہر نہیں کیا اور نہ انھیں جو صابر ہیں ابھی اس نے ظاہر کیا ہے۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور تم (لوگ تو) اس موت[1] کی خواہش اس کے وقت سے بھی پہلے کیا کرتے تھے سو (اب) تم نے اُسے اِس حالت میں دیکھ لیا ہے کہ اس کا سب حسن و قبح تم پر ظاہر ہو گیا ہے (پھر اب بعض کیوں گریز کر رہے ہیں؟)

ع ۱۴ ۵

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۗ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور محمد صرف ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جائے وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکتا۔ اور اللہ شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دے گا۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۗ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

اور اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نفس نہیں مر سکتا (کیونکہ اللہ نے) ایک مقرر میعاد والا فیصلہ (کیا ہوا ہے) اور جو شخص دنیا کے بدلہ کا طالب ہو ہم اُسے اس میں سے دیں گے اور جو شخص آخرت کا بدلہ چاہتا ہو ہم اُسے اس میں سے دیں گے اور شکر گذاروں کو ضرور بدلہ دیں گے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا

اور بہت سے نبی ایسے (گذرے) ہیں جن کے ساتھ ہو کر ان کی جماعت کے بہت

---

[1] یعنی جہاد اور شہادت۔

وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

سے لوگوں نے جنگ[1] کی۔ پھر نہ (تو) وہ اس (تکلیف) کی وجہ سے جو انھیں اللہ کی راہ میں پہنچی تھی سُست ہو گئے اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ اُنھوں نے (دشمنوں کے سامنے) تذلّل اختیار کیا۔ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور سوائے اس بات کے انھوں نے کچھ (بھی) نہ کہا کہ (اے) ہمارے ربّ! ہمارے قصور (یعنی کوتاہیاں) اور ہمارے اعمال میں ہماری زیادتیاں[2] ہمیں معاف کر اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر اور کافر لوگوں کے خلاف ہماری مدد کر۔

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

اس پر اللہ نے انھیں دُنیا کا بدلہ (بھی) اور آخرت کا بہترین بدلہ (بھی) دیا، اور اللہ محسنوں سے محبّت کرتا ہے۔

ع ۵ ۱۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

اے ایماندارو! اگر تم اُن لوگوں کی فرمانبرداری کرو گے جو کافر ہیں تو وہ تمھیں تمھاری ایڑیوں کے بل لَوٹا دیں گے جس کی وجہ سے تم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

(تم نقصان اُٹھانے والے نہیں) بلکہ اللہ تمھارا مددگار ہے اور وہ سب مدد کرنے والوں سے بہتر ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

جو لوگ منکر ہیں ہم ان کے دلوں میں اس سبب سے کہ انھوں نے اس چیز کو اللہ کا شریک قرار دیا ہے جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اُتاری یقیناً رُعب ڈال دیں گے اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا ٹھکانا کیا ہی بُرا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور اللہ نے (اس وقت) جبکہ تم انھیں اس کے حکم سے مار مار کر فنا کر رہے تھے تم سے اپنا وعدہ یقیناً پورا کر دیا یہاں تک کہ جب تم نے سُستی کی اور (رسول اللہ کے) حکم کے متعلق باہم جھگڑا کیا اور اس کے بعد کہ جو کچھ تم پسند کرتے تھے اس نے تمھیں دکھا دیا تھا نافرمانی کی (تو اس نے اپنی مدد روک دی) بعض تم میں سے دنیا کے طالب تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے۔ پھر اس نے تمھیں تمھاری آزمائش کرنے کے لیے اُن (یعنی دشمنوں) کے حملہ سے بچا لیا[3] اور اس نے تمھیں یقیناً معاف کر دیا ہے اور اللہ مومنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

---

[1] لغت میں لکھا ہے اَلرِّبِّیُّ بِالْکَسْرِ وَاحِدُ الرِّبِّیِّیْنَ وَھُمُ الْاُلُوْفُ مِنَ النَّاسِ۔ کہ رِبِّی رِبِّیِّیْن کا مفرد ہے اور اس کے معنے ہیں بہت سے لوگ (اقرب الموارد)
[2] عربی میں اِسْرَاف کا لفظ ہے لیکن چونکہ یہ مصدر ہے جو مفرد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے ہم نے اُردو کے لحاظ سے اس کا ترجمہ جمع کیا ہے یعنی "زیادتیاں"۔
[3] صَرَفَ کے اصل معنے تو پھرانے کے ہیں لیکن چونکہ اس کے بعد عَنْ آیا ہے جس کے معنے دشمن کے حملہ سے بچانے کے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تمھیں دشمنوں کے حملہ سے بچا لیا۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾

جب تم دوڑے چلے جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتے تھے حالانکہ رسول تمھاری سب سے پچھلی جماعت میں (کھڑا) تمھیں بلا رہا تھا۔ اس پر اس نے تمھیں ایک غم کے بدلے میں ایک (اور) غم دیا[1] تاکہ جو کچھ تم سے جاتا رہا ہے اور جو (دکھ) تمھیں پہنچا ہے اس پر تم غمگین نہ ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔

ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِن شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنفُسِهِم مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُل لَّوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۱۵۴﴾

پھر اس نے اس غم کے بعد تم پر جمعیت خاطر (کی حالت یعنی نیند) نازل کی جو تم میں ایک گروہ پر طاری ہو رہی تھی اور ایک گروہ ایسا تھا کہ انھیں ان کی جانوں نے فکرمند کر رکھا تھا[2]۔ وہ اللہ کی نسبت جاہلیت کے گمانوں کی طرح جھوٹے گمان کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ کیا حکومت میں ہمارا بھی کچھ (دخل) ہے تو کہہ دے (کہ) حکومت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے وہ (منافق) اپنے دلوں میں وہ کچھ چھپاتے ہیں جسے وہ تجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارا (بھی) حکومت میں کچھ دخل ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے۔ تو کہہ دے (کہ) اگر تم اپنے گھروں میں (بھی) رہتے۔ تو بھی جن لوگوں پر لڑائی فرض کی گئی ہے وہ اپنے (قتل ہو کر لیٹنے کی) جگہوں کی طرف ضرور نکل کھڑے ہوتے (تاکہ اللہ اپنے حکم کو پورا کرے) اور تاکہ جو تمھارے سینوں میں ہے اللہ اس کا امتحان کرے اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اسے (پاک و) صاف کرے اور اللہ سینوں کی باتوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع ۱۶

جس دن دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے اس دن تم میں سے جنھوں نے پیٹھ پھیر لی تھی انھیں صرف ان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے گرانا چاہا تھا اور اب اللہ یقیناً انھیں معاف کر چکا ہے۔ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بردبار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ

اے ایماندارو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو کافر ہو گئے ہیں اور اپنے بھائیوں کے متعلق جب وہ ملک میں (جہاد کی غرض سے) سفر کریں یا لڑائی کے لیے نکلیں کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے

---

[1] فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو غم تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو توڑ کر احد پہاڑی سے ہٹنے کا تھا اس کی فوراً سزا شکست کی صورت میں دے دی تاکہ نافرمانی کا غم ہلکا ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نے اسی وقت سزا دے کر بخش دیا۔ مفسر کہتے ہیں کہ پہلے غم سے مراد صحابہ رضؓ کا شکست پر غم ہے اور دوسرے غم سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زخمی ہونا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ صحابہ رضؓ کی غلطی کی سزا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔

[2] یعنی انھیں اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی۔ دین اسلام کی عزت کا خیال نہ تھا۔

كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾

پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ (اُن کے) اس (قول) کو اُن کے دلوں میں حسرت کا موجب بنا دے۔ اور اللہ (ہی) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

اور اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو یقیناً اللہ کی طرف سے تمہاری طرف آنے والی بخشش اور رحمت اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں بہت بہتر ہو گی۔

وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور اگر تم مر جاؤ یا مارے جاؤ تو تمہیں یقیناً اللہ (ہی) کی طرف اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے اُن کے لیے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتر ہو جاتے پس تو اُنہیں معاف کر دے اور اُن کے لیے (خدا سے) بخشش مانگ اور (حکومت کے معاملات) میں اُن سے مشورہ (لیا) کر۔ پھر جب تو کسی بات کا پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر توکّل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبّت کرتا ہے۔

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں (آ سکتا) اور اگر وہ تمہاری مدد چھوڑ دے تو اُسے چھوڑ کر کون ہے جو تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کو اللہ پر (ہی) توکّل کرنا چاہیئے۔

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

اور کسی نبی کے شایانِ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے اور جو شخص خیانت کرے گا وہ اپنے خیانت سے حاصل کیے ہوئے (مال) کو قیامت کے دن خود (ہی) ظاہر کر دے گا۔ پھر ہر ایک جان کو جو کچھ اس نے کمایا ہو گا پورا پورا دے دیا جائے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۳﴾

کیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کے پیچھے چلتا ہے اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے غضب کو لے کر لوٹے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہو اور وہ جگہ (رہنے کے لحاظ سے) بہت بُری ہے

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

وہ (لوگ) اللہ کے نزدیک مختلف مدارج پر ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

لہ یعنی کفار کے مذکورہ قول کی غرض یہ ہے کہ اس بات کو سُن کر مسلمان بُزدل ہو جائیں۔ جب تم اُن کے قول سے متاثر نہ ہو گے، تو اُلٹا وہ خود مایوس ہوں گے۔ اور اپنی ہی بات اُن کے دلوں میں حسرت پیدا کرنے کا موجب ہو جائے گی۔ اور اپنے جال میں وہ خود پھنس جائیں گے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

اللہ نے مومنوں میں سے ایک ایسا رسول بھیج کر جو انھیں اُس کے نشان پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے یقیناً اُن پر احسان کیا ہے اور وہ (اس سے) پہلے یقیناً کھلی (کھلی) گمراہی میں (پڑے ہوئے) تھے۔

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾

اور کیا (یہ سچ نہیں کہ) جب (کبھی) تمھیں کوئی ایسی تکلیف پہنچی جس سے دگنی تم (خود) پہنچا چکے تھے تو تم نے کہہ دیا کہ یہ کہاں سے (آ گئی) ہے تو (اُن سے) کہہ دے کہ وہ (خود) تمھاری اپنی طرف سے ہی آئی ہے۔ اللہ یقیناً ہر امر پر پُورا قادر ہے۔

وَمَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴿۱۶۶﴾

اور جس دن دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئی تھیں (اس دن) جو دکھ تمھیں پہنچا تھا (وہ) اللہ کے حکم سے (ہی پہنچا) تھا اور اس لیے (پہنچا) تھا تاکہ وہ مومنوں (اور منافقوں) کو ظاہر کر دے۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّااتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ ﴿۱۶۷﴾

اور (اُن (منافقوں) سے کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو۔ اور (دشمن کے حملہ کو) روکو (جس پر) انھوں نے کہا کہ اگر ہم جنگ کرنا جانتے تو ضرور تمھارے ساتھ چلتے۔ وہ (لوگ) اس دن ایمان کی نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہتے تھے جو اُن کے دلوں میں نہیں۔ اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اسے سب سے زیادہ جانتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

(یہ وہ لوگ ہیں) جنھوں نے اپنے بھائیوں کے متعلق ایسی حالت میں کہ وہ خود (پیچھے) بیٹھ رہے تھے کہا تھا کہ اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے۔ تو (اُن سے) کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو (اب) اپنے آپ سے (ہی) موت کو ہٹا کر دکھا دو۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ ﴿۱۶۹﴾

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں تم انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھو۔ وہ تو اپنے رب کے حضور زندہ ہیں (اور) انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

فَرِحِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

وہ اس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے خوش ہیں اور ان لوگوں کے متعلق (بھی) جو ابھی ان کے پیچھے سے (آ کر) اُن سے ملے نہیں خوش ہیں (کیونکہ انھیں (اور ان کے ہم مذہبوں کو) کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

(ہاں) وہ اُس بڑی نعمت پر جو اللہ کی طرف سے (انھیں عطا) ہوئی ہے اور (اس کے) فضل پر اور اس بات پر کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا خوش ہو رہے ہیں۔

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۲﴾

جن لوگوں نے اللہ اور رسول کا حکم اپنے زخمی ہونے کے بعد بھی قبول کیا، ان میں سے ان کے لیے جنھوں نے اچھی طرح اپنا فرض ادا کیا ہے اور تقویٰ اختیار کیا ہے بڑا اجر ہے۔

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿۱۷۳﴾

(یہ) وہ (لوگ ہیں) جنھیں دشمنوں[1] نے کہا تھا کہ لوگوں نے تمھارے خلاف لشکر جمع کیا ہے اس لیے تم ان سے ڈرو تو اس (بات) نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا اور انھوں نے کہا کہ ہمارے لیے اللہ (کی ذات) کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿۱۷۴﴾

سو وہ اللہ کی طرف سے بغیر کسی نقصان کے بڑی نعمت اور بڑا فضل لے کر لوٹے اور وہ اللہ کی رضا کے پیچھے چل پڑے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷۵﴾

یہ ڈرانے والا (صرف ایک) شیطان ہے وہ اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے اگر تم مومن ہو تو ان (شیطانوں) سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۶﴾

اور جو لوگ کفر میں جلدی (جلدی) آگے بڑھ رہے ہیں وہ تجھے غمگین نہ کریں، وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے لیے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۷۷﴾

جن لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیا ہے وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور انھیں دردناک عذاب ہوگا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۷۸﴾

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا انھیں ڈھیل دینا ان کی ذات کے لیے بہتر ہے ہم جو انھیں ڈھیل دیتے ہیں (تو) اس کا نتیجہ صرف (ان کا) گناہوں میں بڑھ جانا ہوگا اور ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۹﴾

(یہ ممکن ہی) نہ تھا کہ جس حالت پر تم (لوگ) ہو اللہ اس پر جب تک کہ وہ (اللہ) ناپاک کو پاک سے علیحدہ نہ کر دیتا (تم جیسے) مومنوں کو چھوڑ دیتا۔ اور اللہ تمھیں غیب پر ہرگز آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ ہاں! اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے سو تم اللہ (پر) اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تمھیں بڑا اجر ملے گا۔

---

[1] عربی میں اَلنَّاس کا لفظ ہے جس کے معنے آدمیوں کے ہیں۔ مگر مراد وہ آدمی ہیں جو مسلمانوں کے دشمن تھے۔ اس لیے ترجمہ میں دشمنوں کا لفظ رکھا گیا ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨١﴾

اور جو لوگ اس (مال) کے دینے میں جو اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے دیا ہے بخل کرتے ہیں وہ اپنے لیے (اس کو) ہرگز اچھا نہ سمجھیں۔ (اچھا نہیں) بلکہ وہ اُن کے لیے بُرا ہے جن (مالوں) میں وہ بخل سے کام لیتے ہیں قیامت کے دن یقیناً ان کا طوق بنایا جائے گا (اور اُن کے گلوں میں ڈالا جائے گا) اور آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨٢﴾

جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ[1] (تو) محتاج ہے اور ہم غنی ہیں اللہ نے اُن کی (اس) بات کو یقیناً سُن لیا ہے۔ ہم اُن کی یہ بات اور اُن کا ناحق انبیاء کو مارنے کے درپے رہنا یقیناً لکھ رکھیں گے اور ہم (انھیں) کہیں گے کہ جلن کا عذاب چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٣﴾

یہ (عذاب) جو کچھ تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اس کے سبب سے ہوگا اور حق یہ ہے کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٤﴾

جن لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ نے ہمیں یقیناً تاکیدی حکم دیا ہے کہ ہم (اس وقت تک) کسی رسول کی بات نہ مانیں جب تک وہ ایسی قربانی (کا حکم) نہ لائے جسے آگ[2] کھا جاتی ہو۔ تُو (اُن سے) کہہ دے کہ کئی رسول تمھارے پاس مجھ سے پہلے کُھلے نشانات لا چکے ہیں اور وہ (چیز) بھی جو تم نے بیان کی ہے۔ پھر اگر تم سچے ہو تو اُن کے مارنے کے درپے کیوں ہوئے تھے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿١٨٥﴾

پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو (کیا ہُوا) تجھ سے پہلے کئی رسولوں کو (بھی) جو کُھلے نشانات اور نوشتے اور روشن شریعت لائے تھے جھٹلایا جا چکا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿١٨٦﴾

ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ اور تمھیں صرف قیامت کے دن ہی (تمھارے اعمال کے) پُورے پُورے[3] بدلے دیئے جائیں گے پس جسے آگ سے دُور رکھا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے وہ کامیاب ہو گیا اور ورلی زندگی (کا سامان) صرف فریب دینے والا عارضی سامان ہے۔

---

[1] یعنی یہود مسلمانوں میں چندہ کی تحریک سُن کر کہتے تھے کہ معلوم ہوا ہم غنی ہیں۔ اللہ محتاج ہے اِس کا جواب دیا کہ وہ دن دور نہیں کہ تمھارے مال چھینے جائیں گے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ مدینہ اور اس کے قرب کے سب اموال چھوڑ کر یہود بھاگ گئے۔

[2] مراد یہ نہیں کہ آگ کہیں سے آ کر اُسے بھسم کر دیتی تھی بلکہ مراد اُس قربانی سے تھی جو آگ میں جلا دی جاتی اور اسے سوختنی قربانی کہا جاتا تھا۔ ایسی قربانی کا رواج ہندوؤں، ایرانیوں اور یہود میں بہت تھا۔

[3] دنیا میں بدلہ ملتا ہے مگر وہ پورا نہیں ہوتا مومن کے شایانِ شان بدلہ جو خدا تعالیٰ کی رحیمیت کا کُھلا ثبوت ہوتا ہے قیامت کو ہی مل سکتا ہے۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۷﴾

تمھیں تمھارے مالوں اور تمھاری جانوں کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا۔ اور تم ضرور اُن لوگوں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور اُن سے (بھی) جو مشرک ہیں بہت دُکھ (دینے والا کلام) سنو گے۔ اور اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہ یقیناً ہمّت کے کاموں میں سے ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۡ فَنَبَذُوْهُ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے ان لوگوں سے جنھیں کتاب دی گئی ہے عہد لیا تھا (کہ) تم ضرور لوگوں کے پاس اس (کتاب) کو ظاہر کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں مگر باوجود اس کے انھوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور اسے چھوڑ کر تھوڑی سی قیمت[1] لے لی۔ جو کچھ وہ لیتے ہیں وہ کیا ہی بُرا ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّھُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۹﴾

تُو اُن لوگوں کو جو اپنے کیے پر اتراتے ہیں اور جو (کام) انھوں نے نہیں کیا اس کی بابت (بھی) چاہتے ہیں کہ اُن کی تعریف کی جائے بالکل[2] نہ سمجھ کہ وہ عذاب سے محفوظ ہیں (وہ پکڑے جائیں گے) اور ان کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹۰﴾ ۧ

اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہر بات پر پوری طرح قادر ہے۔

ع ۱۹ / ۱۰

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۱﴾ ۚ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لیے یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِھِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

(وہ عقلمند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے ہمارے ربّ تُو نے اس (عالم) کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا تُو (ایسے بے مقصد کام کرنے سے) پاک ہے پس تُو ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (اور ہماری زندگی کو بے مقصد بننے سے بچا لے)

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۳﴾

اے ہمارے ربّ! جسے تُو آگ میں داخل کرے گا اُسے تُو نے یقیناً ذلیل کر دیا۔ اور ظالموں کا کوئی (بھی) مددگار نہیں ہوگا۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا

اے ہمارے ربّ! ہم نے یقیناً ایک ایسے پکارنے والے کی آواز جو ایمان (دینے) کے لیے

---

[1] اس آیت کی تشریح کے لیے دیکھو سورۃ بقرہ آیت ۱۷۵۔

[2] قرآن مجید کی آیت میں لَا تَحْسَبَنَّ یعنی بالکل نہ سمجھ کے لفاظ دو دفعہ آئے ہیں جس کے معنے تاکید کے ہیں اسی لیے ہم نے بالکل کے لفظ سے تاکید کے معنے ادا کر دئے ہیں۔

بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

بُلاتا ہے (اور کہتا ہے) کہ اپنے ربّ پر ایمان لاؤ سُنی ہے پس ہم ایمان لے آئے اس لیے اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں نیکوں کے ساتھ (ملا کر) وفات دے۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۵﴾

(اور) اے ہمارے ربّ! ہمیں وہ (کچھ) دے جس کا تُو نے اپنے رسولوں (کی زبان) پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں ذلیل نہ کرنا۔ تو اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۶﴾

چنانچہ اُن کے ربّ نے (یہ کہتے ہوئے) اُن کی (دُعا) سُن لی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کروں گا تم ایک دوسرے سے (تعلّق رکھنے والے) ہو پس جنھوں نے ہجرت کی اور انھیں اُن کے گھروں سے نکالا گیا اور میری راہ میں تکلیف دی گئی اور انھوں نے جنگ کی اور مارے گئے مَیں اُن کی بدیوں (کے اثر) کو اُن (کے جسم) سے یقیناً مٹا دوں گا اور مَیں انھیں یقیناً ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (یہ انعام) اللہ کی طرف سے بدلہ کے طور پر ملے گا۔ اور اللہ (تو وہ) ہے جس کے پاس بہترین جزا ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۷﴾

جو لوگ کافر ہیں اُن کا ملک میں آزادی سے پھرنا تجھے ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے۔

مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۸﴾

یہ عارضی نفع[1] ہے جس کے بعد اُن کا ٹھکانا جہنم (ہی) ہوگا۔ اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۹﴾

لیکن جن لوگوں نے اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کیا ہے ان کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں رہتے چلے جائیں گے (یہ) اللہ کی طرف سے مہمانداری کے طور پر ہوگا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے اور بھی اچھا ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۰﴾

اور اہل کتاب میں سے بعض لوگ یقیناً ایسے (بھی) ہیں جو اللہ (پر) اور جو کچھ تم پر اُتارا گیا ہے (اس پر) اور جو (کچھ) اُن پر اُتارا گیا (اس پر) ایمان رکھتے ہیں اور ساتھ ہی (وہ) اللہ کے آگے فروتنی (بھی) اختیار کرنے والے ہیں (اور) اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑا مول[2] نہیں لیتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن (کے اعمال) کا بدلہ اُن کے ربّ کے پاس اُن کے لیے (محفوظ) ہے۔ اللہ یقیناً جلد حساب کرنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ ع

اے ایماندارو! صبر سے کام لو اور (دشمن سے) بڑھ کر صبر دکھاؤ اور سرحدوں کی نگرانی رکھو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

[1] قرآن مجید میں قلیل کا لفظ ہے جس کے معنے اُردو میں تھوڑے کے ہیں لیکن اس کا مفہوم پوری طرح چونکہ عارضی کے لفظ سے واضح ہوتا ہے اس لیے وہی ہم نے لکھ دیا ہے۔

[2] یعنی دین کے بدلہ میں دنیا کے حقیر اموال قبول نہیں کرتے۔

سُوْرَةُ النِّسَاءِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّسَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
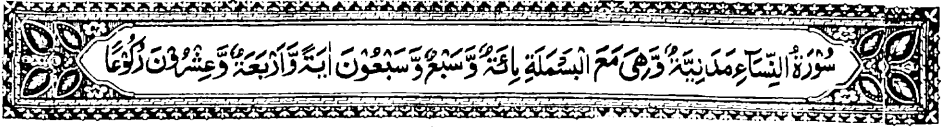
سورۂ نساء۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو ستتر آیات ہیں اور چوبیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بیحد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہُوں)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ②

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمھیں ایک (ہی) جان سے پیدا کیا۔ اور اُس (کی جنس) سے (ہی) اُس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں (پیدا کر کے دنیا میں) پھیلائے اور اللہ کا تقویٰ (اس لیے بھی) اختیار کرو کہ اس کے ذریعے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو[1] (خصوصاً رشتہ داریوں کے معاملہ میں تقویٰ سے کام لو) اللہ تم پر یقیناً نگران ہے۔

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ③

اور یتیموں کو اُن کے مال دے دو۔ اور پاک (مال) کے بدلہ میں ناپاک (مال) نہ لو۔ اور ان کے مال اپنے مالوں سے (ملا کر) نہ کھاؤ۔ یہ یقیناً بڑا گناہ ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ④

اور اگر تمھیں (یہ) خوف ہو کہ تم یتیموں (کے بارہ) میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو (صورت) تمھیں پسند ہو (کر لو یعنی) (غیر یتیم) عورتوں میں سے دو دو (سے) اور تین تین (سے) اور چار چار سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تمھیں (یہ) خوف ہو کہ تم عدل[2] نہ کر سکو گے تو ایک ہی (عورت) سے یا اُن (لونڈیوں) سے جو تمھارے ہاتھوں میں ہیں نکاح کر لو (یہ طریق اس بات کے) بہت قریب ہے کہ تم ظالم[3] نہ ہو جاؤ۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ⑤

اور عورتوں کو اُن کے مہر دلی خوشی سے ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے اس میں سے کچھ دے دیں تو یہ جانتے ہوئے کہ وہ تمھارے لیے مزے اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے تم اسے بے شک کھاؤ۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

اور نا سمجھوں کو اپنے مال جنھیں اللہ نے تمھارے لیے سہارا بنایا ہے

[1] یعنی تم اس اللہ کے نام کا واسطہ دے کر اپنی ضروریات پورا کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہو۔
[2] یعنی یتیم عورتوں سے ایک سے زیادہ شادیاں کرنی اچھی نہیں۔ کیونکہ بے انصافی کا ڈر ہے۔ ہاں اُن کے سوا دوسری عورتوں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر سکتے ہو کیونکہ ان کے ولی اُن کے حقوق کا مطالبہ کرنے والے موجود ہیں۔
[3] یعنی اس طریق پر عمل کر کے تم ظلم اور گناہ کے خطرہ سے بہت حد تک محفوظ ہو جاؤ گے۔

قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۶

نہ دو اور اُن میں سے اُنھیں کھلاؤ اور اُنھیں پہناؤ اور اُنھیں مناسب (اور اچھی) باتیں کہو۔

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝۷

اور یتیموں کی آزمائش اس وقت تک کہ وہ شادی (کی عمر) کو پہنچ جائیں کرتے رہو۔ پھر اگر تم ان میں سمجھ (کے آثار) دیکھو تو ان کے مال اُنھیں واپس دے دو! اور (ان کے جوان ہو جانے کے خوف) سے ان (مالوں) کو ناجائز طور پر اور جلدی (جلدی) نہ کھا جاؤ اور جو کوئی مالدار ہو اُسے چاہیئے کہ وہ (اس مال کے استعمال سے کلّی طور پر) اجتناب کرے لیکن جو نادار ہو وہ مناسب طور پر (اس مال میں سے) کھائے۔ پھر جب تم اُنھیں ان کے مال واپس دو تو ان (یتامیٰ) کے روبرو گواہ مقرر کر لو اور اللہ حساب لینے کے لحاظ سے (اکیلا) کافی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۸

اور مردوں کا (بھی) اور عورتوں کا بھی اُس (مال) میں سے جو اُن کے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں ایک حصّہ ہے۔ خواہ اس (ترکہ) میں سے تھوڑا بچا ہو یا بہت (یہ) ایک معیّن حصّہ ہے جو (خدا تعالیٰ کی طرف سے) مقرر کیا گیا ہے۔

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۹

اور جب (ترکہ کی) تقسیم کے وقت (دوسرے) قرابت دار اور یتیم اور مسکین (بھی) آجائیں تو اس میں سے کچھ انھیں (بھی) دیدو۔ اور انھیں مناسب (اور عمدہ) باتیں کہو۔

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۪ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۱۰

اور جو لوگ ڈرتے ہوں کہ اگر وہ اپنے بعد کمزور اولاد چھوڑ گئے تو اس کا کیا بنے گا ان کو (دوسرے یتیموں کے متعلق بھی) اللہ کے ڈر سے کام لینا چاہیئے اور چاہیئے کہ وہ صاف اور سیدھی[1] بات کہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝۱۱ ع

جو لوگ ظلم سے یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ یقیناً اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھرتے ہیں اور وہ یقیناً شعلہ زن آگ میں داخل ہوں گے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ

اللہ تمھاری اولاد کے متعلق تمھیں حکم دیتا ہے (کہ) (ایک مرد کا (حصّہ) دو عورتوں کے حصّہ کے برابر ہے اور اگر (اولاد) عورتیں (ہی عورتیں) ہوں جو دو سے اوپر ہوں تو ان کے لیے (بھی) جو کچھ اس (مرنے والے) نے چھوڑا ہو (اس کا) دو تہائی مقرر ہے اور اگر ایک (ہی عورت) ہو تو اس کے لیے (ترکہ کا) آدھا ہے اور اگر اس (مرنے والے) کے اولاد ہو تو اس کے ماں باپ کے لیے (یعنی) ان میں سے ہر ایک کے لیے اس کے ترکہ میں سے چھٹا حصّہ (مقرر) ہے اور

[1] سدید کے معنے صرف سچ کے نہیں ہوتے بلکہ یہ معنے بھی اس میں شامل ہیں کہ کوئی فریب یا اخفا اس میں نہ ہو۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۲﴾

اگر اس کے اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ (مقرر) ہے لیکن اگر اس کے بھائی (بہن موجود) ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ (مقرر) ہے (یہ سب حصے) اس کی وصیت اور اس کے قرض (کی ادائیگی) کے بعد ادا ہوں گے تم نہیں جانتے کہ تمھارے باپ (دادوں) اور تمھارے بیٹوں میں سے کون تمھارے لیے زیادہ نفع رساں ہے (یہ) اللہ کی طرف سے فرض مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ یقیناً بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۳﴾

اور تمھاری بیویاں جو کچھ چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو ان (کے ترکہ) کا آدھا حصہ تمھارا ہے اور اگر ان کی اولاد موجود ہو تو جو کچھ انھوں نے چھوڑا ہو اس کا چوتھا حصہ تمھارا ہے (یہ حصے) وصیت اور ان کے قرض (کی ادائیگی) کے بعد (بچے ہوئے مال میں سے ہوں گے) اور اگر تمھاری اولاد نہ ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس میں سے چوتھا حصہ ان (بیویوں) کا ہے۔ اور اگر تمھاری اولاد ہو تو جو کچھ تم چھوڑ جاؤ اس میں سے آٹھواں حصہ ان کا ہے (یہ حصے) وصیت اور تمھارے قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے) اور جس مرد یا عورت کا ورثہ تقسیم کیا جاتا ہے اگر اس کا نہ باپ ہو نہ اولاد[1] اور اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہوگا اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ (سب) تیسرے (حصے) میں شریک ہوں گے (یہ حصے) وصیت اور (مرنے والے کے) قرض (کی ادائیگی) کے بعد (بچے ہوئے مال کے لحاظ سے ہوں گے) (اس تقسیم میں) کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہیے (اور یہ) اللہ کی طرف سے انھیں حکم (دیا جاتا) ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور بُردبار ہے۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۴﴾

یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں انھیں وہ اُن باغوں میں جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی داخل کرے گا (اور) وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ع ۱۲

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (مقرر کردہ) حدوں سے آگے نکل جائے اسے وہ آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک[2] رہتا چلا جائے گا اور اس کے لیے رسوا کرنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

---

[1] کلالہ کے جن بہن بھائیوں کے وارث ہونے کی صورت بیان کی گئی ہے، وہ بہن بھائی ہیں جو ماں کی طرف سے ہوں۔

[2] جنت کے لیے بھی خلود کا لفظ آتا ہے یعنی یہ کہ جنتی ایک لمبے عرصہ تک اس میں رہیں گے اور دوزخ کے لیے بھی خلود کا لفظ آتا ہے مگر قرآن کریم میں دوسری جگہوں پر یہ وضاحت ہے کہ جنتی جنت میں بلا وقفہ رہیں گے لیکن دوزخ کا عذاب ختم ہو جائے گا۔ اس لیے لمبے عرصہ کے معنے اس توضیح کو مدّنظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۶﴾

اور تمھاری عورتوں میں سے جو کسی معروف ناپسندیدہ فعل[1] کے قریب جائیں اُن کے متعلق اُن پر اپنے (یعنی رشتہ داروں یا ہمسایوں) میں سے چار گواہ طلب کرو پس اگر وہ (چار گواہ) گواہی دے دیں تو تم انھیں (اپنے) گھروں میں اُس وقت تک کہ انھیں موت آجائے یا اللہ اُن کے لیے کوئی (اور) راہ نکالے روکے رکھو۔

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۱۷﴾

اور تم میں سے جو دو مرد ناپسندیدہ فعل[2] کے قریب جائیں تو تم انھیں دُکھ پہنچاؤ پھر اگر وہ دونوں توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو اُن سے چشم پوشی کرو۔ اللہ یقیناً بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓىِٕكَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۸﴾

توبہ (کا قبول کرنا) اللہ پر صرف ان (لوگوں) کے لیے (واجب) ہے جو جہالت سے بدی کے مرتکب ہوں۔ پھر جلد (ہی) توبہ کر لیں۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ ان پر مہربانی کرتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۹﴾

اور توبہ (کے قبول ہونے کا حق) اُن لوگوں کے لیے نہیں جو بدیاں کرتے (چلے جاتے) ہیں۔ یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کے سامنے موت (کی گھڑی) آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ میں نے اب یقیناً توبہ کر لی ہے اور نہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو کفر (ہی) کی حالت میں مرجاتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ

اے ایماندارو! تمھارے لیے (یہ) جائز نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ اور تم انھیں اس غرض سے تنگ کرو کہ جو کچھ تم نے انھیں دیا ہے اس میں سے کچھ (چھین کر) لے جاؤ۔[3]

---

[1] اس آیت اور اگلی آیت میں معروف ناپسندیدہ افعال کی سزا مقرر کی ہے۔ عورت کے لیے یہ کہ خاندان کے چار گواہوں کی گواہی پر اُسے گھر سے آزاد نکلنے سے روکا جائے اور مردوں کے لیے یہ کہ تمدنی گرفت ان پر کی جائے۔ اس میں ہرگز کسی شہوانی جُرم کا ذکر نہیں۔ کیونکہ اس کا ذکر سورہ نور میں آتا ہے اور وہاں اس کی سزا بھی بیان کی گئی ہے۔ چونکہ سورہ نُور میں بیان شدہ سزا اور اس آیت میں بیان شدہ سزا دونوں آپس میں مختلف ہیں۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بیان شدہ جن امور کی سزا ہے۔ وہ ناپسندیدہ افعال اور بُرے اخلاق کی باتیں ہیں۔

[2] مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد بدکاری ہے لیکن قرآن کے الفاظ ظاہر ہیں کہ آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ ناپسندیدہ بات کریں اور سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اس جگہ جھگڑا فساد مراد ہے۔

[3] یعنی پہلی آیت کے مطابق ان کو باہر نکلنے سے روک سکتے ہو۔ ان کا مال چھیننے کے لیے ایسا نہ کرو۔ اس آیت میں جو اِلَّا (یعنی سوائے) کا لفظ ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ اگر وہ فاحشہ کی مرتکب ہوں تو مال چھین سکتے ہو بلکہ استثنا گھروں میں روکنے کے متعلق ہے نہ کہ مال لینے کے متعلق اور مراد یہ ہے کہ پہلی آیت کے مطابق وہ فاحشہ کی مرتکب ہوں تو صرف اس صورت میں ان کو گھروں سے نکلنے سے روک سکتے ہو۔

إِلَّآ أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

ہاں اگر وہ کسی کھلی (کھلی) بدی کی مرتکب ہوں (تو اس کا حکم اوپر گذر چکا ہے) اور اُن سے اچھا سلوک کرو اور اگر تم انھیں ناپسند کرو تو (یاد رکھو کہ یہ) بالکل ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت (سا) بہتری (کا سامان) پیدا کر دے۔

وَإِنْ أَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ إِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ۭ أَتَأْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾

اور اگر تم (ایک) بیوی کی جگہ (دوسری) بیوی بدلنا چاہو اور تم ان میں سے ایک کو ایک ڈھیر (مال کا) دے چکے ہو تو (بھی) اس (مال) سے کچھ (واپس) نہ لو۔ کیا تم اُسے بہتان اور کھلے (کھلے) گناہ کے ذریعہ سے لوگے؟

وَكَيْفَ تَأْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ أَفْضٰى بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ وَّأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

اور تم اس (مال) کو کس طرح لے سکتے ہو جبکہ تم آپس میں مل چکے ہو اور وہ (بیویاں) تم سے ایک مضبوط عہد لے چکی ہیں۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ ع

اور ان عورتوں میں سے جنھیں تمھارے باپ دادے نکاح میں لا چکے ہوں کسی سے نکاح نہ کرو مگر جو (پہلے) گذر گیا (سو گذر گیا) یہ (فعل) یقیناً گندہ اور غصہ دلانے والا تھا اور (یہ) بہت بُری رسم تھی۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۡ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۡ وَحَلَآئِلُ أَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ۙ وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾

تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور تمھاری بہنیں اور تمھاری پھوپھیاں اور تمھاری خالائیں اور (تمھاری) بھتیجیاں اور (تمھاری) بھانجیاں اور تمھاری (رضاعی) مائیں جنھوں نے تمھیں دُودھ پلایا ہو اور تمھاری رضاعی بہنیں اور تمھاری ساسیں اور تمھاری وہ سوتیلی لڑکیاں جو تمھاری اُن بیویوں سے ہوں جن سے تم خلوت کر چکے ہو اور وہ تمھارے گھروں میں پلتی ہوں تم پر حرام کی گئی ہیں۔ لیکن اگر تم نے اُن (بیویوں) سے خلوت نہ کی ہو تو (اُن کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) تم پر کوئی گناہ نہیں، اور (اسی طرح) تمھارے اُن بیٹوں کی بیویاں جو تمھاری پُشت سے ہوں (تم پر حرام ہیں) اور یہ (بھی) کہ تم دو بہنوں کو (اپنے نکاح میں) جمع کرو۔ ہاں جو گذر گیا (سو گذر گیا) اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۵﴾

اور (پہلے سے) منکوحہ عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) باستثنا اُن عورتوں کے جو تمھاری ملکیت میں آجائیں[1]۔ یہ اللہ نے تم پر فرض کیا ہے اور جو ان (اُوپر کی بیان کردہ عورتوں) کے سوا ہوں وہ تمھارے لیے (بعد نکاح) حلال ہیں (یعنی اس طرح سے) کہ تم اپنے مالوں کے ذریعہ (انھیں) طلب کرو بشرطیکہ تم شادی کرنے والے ہو (زنا کرنے والے نہ ہو[2]۔ پھر یہ شرط بھی ہے کہ) اگر تم نے اُن سے نفع اُٹھایا ہو تو تم اُنھیں اُن کے مہر بمقدارِ موعود ادا کرو۔ اور (مہر مقرّر ہو جانے کے بعد جس (کمی بیشی) پر تم باہم راضی ہو جاؤ اُس کے متعلق تمھیں کوئی گناہ نہ ہوگا اللہ یقیناً بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۶﴾ ع

اور جو کوئی تم میں سے آزاد مومن عورتوں سے شادی کرنے کی بالکل طاقت نہ رکھتا ہو (وہ) تمھاری مملوکہ (عورتوں) (یعنی تمھاری مومن لونڈیوں میں سے کسی سے نکاح کرلے!) واللہ تمھارے ایمان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ تم ایک دُوسرے سے (تعلّق رکھتے) ہو۔ پس ان سے اُن کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرو۔ اور ان کے مہر[3] جب کہ وہ پاکباز ہوں نہ کہ زنا کار اور نہ مخفی دوست بنانے والیاں اُنھیں دستور کے مطابق ادا کردو۔ پھر جب وہ نکاح میں آجائیں تو اگر وہ کسی قسم کی بے حیائی کی مرتکب ہوں تو اُن کی سزا آزاد عورتوں کی نسبت نصف ہوگی۔ یہ (اجازت) اُس کے لیے ہے[4] جو تم میں سے گناہ سے ڈرتا ہو۔ اور تمھارا صبر کرنا تمھارے لیے بہتر ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

---

[1] مراد یہ ہے کہ وہ عورتیں جن سے نکاح جائز ہے وہ تو نکاح کے بعد جائز ہوں گی اور پہلی لسٹ والی عورتیں نکاح کے ساتھ بھی جائز نہیں ہو سکتیں، ہاں جنگی قیدی عورتیں نکاح کے ساتھ جائز ہو سکتی ہیں۔ اور جب اُن کو کوئی نہ چھڑوائے تو ان کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ قومی اخلاق کو درست رکھنے کے لیے حکومت اُن کا ولی مقرر کر کے اُن کا نکاح کر سکتی ہے۔

[2] یہ مطلب نہیں کہ مومن زنا کرے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم مومن سے یہی امید کرتے ہیں کہ وہ شادی کے وقت سب تقویٰ کی راہوں کو مدّ نظر رکھے گا۔ اور زنا کی صورت کے قریب نہ جائے گا۔

[3] یہ مطلب نہیں کہ پاکباز ہوں تو مہر دو ورنہ نہ دو۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسی ہی لونڈیوں سے نکاح کرو جن کی پاکدامنی تم پر ثابت ہو۔ اور پھر اُن کے مہر آزاد عورتوں کی طرح ادا کرو۔

[4] یعنی لونڈیوں سے شادی کرنا صرف اضطراری حالت میں جائز ہے۔ کیونکہ وہ غیر مذہب اور غیر قوم سے تعلّق رکھتی ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ اپنی ہم مذہب اور ہم قوم آزاد عورت سے شادی کرو۔

يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمۡ وَ يَهۡدِيَكُمۡ سُنَنَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَيَتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ‌ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۶﴾

اللہ چاہتا ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے (گذرے) ہیں اُن کے طریقے تمھارے لیے بیان کرے اور (ان کی طرف) تمھاری راہنمائی کرے اور تم پر شفقت کرے اور اللہ بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ اللّٰهُ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡكُمۡ وَ يُرِيۡدُ الَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الشَّهَوٰتِ اَنۡ تَمِيۡلُوۡا مَيۡلًا عَظِيۡمًا ﴿۲۷﴾

اور اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم پر شفقت کرے اور جو لوگ بُری خواہشوں کے پیچھے پڑتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (بدی کی طرف) بالکل جُھک جاؤ۔[1]

يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّخَفِّفَ عَنۡكُمۡ‌ۚ وَخُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِيۡفًا ﴿۲۸﴾

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے (بوجھ) ہلکا کرے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَـكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ‌ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴿۲۹﴾

اے ایماندارو! تم آپس میں ناجائز طور پر اپنے مال نہ کھاؤ۔ ہاں یہ جائز ہے کہ (مال کا حصول) آپس کی رضا کے ساتھ تجارت کے ذریعہ سے ہو۔ اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ اللہ یقیناً تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰ لِكَ عُدۡوَانًا وَّظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِيۡهِ نَارًا‌ ؕ وَكَانَ ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۳۰﴾

اور جو شخص بھی، یہ (یعنی دوسرے کا مال کھانا) زیادتی اور ظلم کی عادت کی وجہ سے کرے گا اُسے ہم ضرور آگ میں ڈالیں گے اور یہ (امر) اللہ کے لیے آسان ہے۔

اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾

جن (باتوں) سے تمھیں روکا جاتا ہے۔ اگر اُن میں سے بڑی بڑی باتوں (سے تم) دُور رہو تو ہم تم سے تمھارے عیب دُور کر دیں گے اور تمھیں معزز مقام میں داخل کریں گے۔

وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبُوۡا‌ ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبۡنَ‌ ؕ وَسۡـئَلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۳۲﴾

اور جس (چیز کے ذریعہ) سے اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض (دوسروں) پر فضیلت دی ہے اُس کی خواہش نہ کرو۔ جو کچھ مردوں نے کمایا ہے اس میں سے اُن کا حصّہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اس میں سے اُن کا حصّہ ہے اور تم اللہ (ہی) سے اس کے فضل کا حصّہ مانگو۔ اللہ ہر ایک چیز کو یقیناً بہت جاننے والا ہے۔

وَلِكُلٍّ جَعَلۡنَا مَوَالِىَ مِمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَاٰ تُوۡهُمۡ نَصِيۡبَهُمۡ‌ ؕ اِنَّ

اور ہر ایک (شخص) کے لیے ہم نے اس کے ترکہ کے متعلق وارث مقرر کر دیئے ہیں (وہ وارث) ماں باپ اور قریبی رشتہ دار (ہیں) اور وہ بھی جن کے ساتھ تم نے پکّے عہدو پیمان[2] کیے

---

[1] آیت میں عَظِيۡمًا کا لفظ ہے مگر اُردو میں "بہت جھک جاؤ" نہیں کہتے بلکہ "بالکل جُھک جاؤ" کہتے ہیں۔ اس لیے "بالکل" ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] اس آیت کے متعلق مفسرین لکھتے ہیں کہ عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ میں اشارہ ایسے دوستوں کی طرف ہے جن کو حلیف بنا لیا گیا تھا یعنی قسموں سے اپنا بھائی قرار دیا گیا تھا۔ وہ پہلے وارث ہوتے تھے بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ورثہ سے محروم کر دیا۔ لیکن یہ معنے درست نہیں کیونکہ اس آیت میں تو عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ والوں کو وارث قرار دیا ہے پس منسوخی کا سوال ہی نہیں۔ اگر مفسرین کی بات مانی جائے تو پھر یہ معنے کرنے ہوں گے کہ اس آیت سے ان کو وارث قرار دیا گیا تھا۔ مگر حدیث نے ان کو غیر وارث قرار دیدیا یعنی حدیث قرآن کی ناسخ ہے اور یہ بات اکثر فقہاء کے نزدیک بھی جائز نہیں پس معنی وہی درست ہیں جو میں نے کیے ہیں یعنی عَقَدَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ سے مراد بیویاں یا خاوند ہیں اور ان کا وارث ہونا قرآن سے ثابت ہے اور اب تک وارث چلے آتے ہیں۔ ان معنوں کے رُو سے نہ کوئی ناسخ رہتا ہے نہ منسوخ۔

اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۳۳﴾ ع

ہیں (یعنی بیویاں یا خاوند) سواُن کو بھی ان کا مقررہ حصّہ دو۔ اور اللّٰہ ہر ایک امر پر یقیناً نگران ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾

مرد عورتوں پر اُس فضیلت کے سبب سے جو اللّٰہ نے ان میں سے بعض کو دوسروں پر دی ہے اور اس سبب سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے (عورتوں پر) خرچ کر چکے ہیں نگران (قرار دئے گئے) ہیں پس نیک عورتیں فرمانبردار اور اللّٰہ کی مدد سے پوشیدہ اُمور کی محافظ ہوتی ہیں اور جن کی نافرمانی[1] کا تمھیں خوف ہو (تم) اُنھیں نصیحت کرو اور اُنھیں خوابگاہوں میں اکیلا چھوڑ دو اور اُنھیں مارو۔ پھر اگر وہ تمھاری اطاعت کرنے لگیں تو اُن کے خلاف کوئی بہانہ نہ تلاش کرو۔ اللّٰہ یقیناً بہت بلند (اور) بڑا ہے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾

اور اگر تمھیں ان دونوں (یعنی میاں بیوی) کے آپس (کے تعلّقات) میں تفرقہ کا خوف ہو تو ایک پنچ اُس (یعنی مرد) کے رشتہ داروں سے اور ایک پنچ اُس (یعنی عورت) کے رشتہ داروں سے مقرر کرو (پھر) اگر وہ دونوں (پنچ) صلح کرانا چاہیں تو اللّٰہ اُن دونوں (میاں بیوی) کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا۔ اللّٰہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) خبردار ہے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾

اور تم اللّٰہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ (بہت) احسان (کرو) اور (نیز) رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور (اسی طرح) رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی) (اور) جو متکبّر اور اترانے والے ہوں اُنھیں اللّٰہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۳۷﴾ۚ

جو (خود بھی) بُخل کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو (بھی) بُخل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور جو کچھ اللّٰہ نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا ہے اُسے چُھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللّٰہ پر ایمان رکھتے ہیں اور

---

[1] نافرمانی سے اس جگہ زنا مراد نہیں بلکہ اُس سے اُتر کر گناہ مراد ہیں جن سے ہمسایوں میں انسان کی بے عزّتی ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی سزا مقرر کی جس سے عورت عام طور پر محلّہ میں نہ پھر سکے۔ ہاں اگر اس میں مرد ظلم سے کام لے تو عورت کو قاضی کے پاس شکایت کرنے کی اجازت ہے۔

بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۹﴾

نہ پیچھے آنے والے دن پر (اُن کا انجام بُرا ہوگا) اور جس (شخص) کا شیطان ساتھی ہو (وہ یاد رکھے کہ) وہ بہت بُرا ساتھی ہے۔

وَ مَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

اور اُن پر کیا (قہر ٹوٹتا) تھا اگر وہ اللہ پر اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان لے آتے اور جو کچھ اللہ نے انھیں دیا ہے اس میں سے (اس کی راہ میں) خرچ کرتے، اور اللہ ان کے متعلق خوب علم رکھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۱﴾

اللہ ہرگز ایک ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں کرے گا اور اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو اُسے بڑھائے گا اور اپنے پاس سے (بھی) بہت بڑا اجر دے گا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۲﴾

اور ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور تجھے[1] اِن لوگوں کے متعلق (بطور) گواہ لائیں گے۔

[1] یعنی النبی علیہ السلام

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۳﴾

اُس دن جنھوں نے کُفر کیا ہے[1] اور (اس) رسول کی نافرمانی کی ہے خواہش کریں گے کہ (کاش) اُن کو زمین[2] میں دفن کر دیا جاتا۔ اور وہ اللہ سے کوئی بات نہ چُھپا سکیں گے۔

ع ۶

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾

اے ایماندارو! جب تک تم اپنے حواس میں نہ ہو نماز کے قریب نہ جاؤ اس وقت تک کہ تم جو (کچھ) کہہ رہے ہو اُسے سمجھنے (نہ) لگو اور نہ ہی جُنبی ہونے کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) جب تک نہا (نہ) لو سوائے اس کے کہ تم راستہ پر چل رہے ہو۔ اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو اور تم جُنبی ہو تو تیمّم کر لیا کرو) یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آیا ہو اور تم کو پانی نہ ملے[3] اور تم عورتوں سے ہم صحبت[4] بھی ہو چکے ہو (یعنی جُنبی ہو) اور تمھیں پانی[5] نہ ملے تو پاک مٹّی کا قصد کرو (یعنی تیمّم کرو) پھر (تم اُن مٹّی والے ہاتھوں کو) اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر ملو۔ اللہ یقیناً بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے۔

---

[1] خبر عربی میں بہت جگہ حذف کر دی جاتی ہے اور اُسے عبارت سے نکالا جاتا ہے۔ ایسا ہی یہاں ہوا ہے۔ ہم نے ترجمہ میں اسے ظاہر کر دیا ہے۔

[2] آیت میں اُن پر زمین کو برابر کر دیا جاتا کے الفاظ ہیں۔ لیکن بامحاورہ اُردو میں اس کا وہی مطلب ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

[3] اَوْ کے معنے عربی میں کبھی "یا" کے ہوتے ہیں اور کبھی "اور" کے ہوتے ہیں۔ (مغنی اللبیب جلد اوّل صفحہ ٦) اس جگہ ہم نے اس کے معنے "اور" کے کیے ہیں۔ کیونکہ اس کے ساتھ آیت کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

[4] یہ جُنُبًا کا ہم مطلب ہے مگر جُنُبًا کا لفظ چونکہ دُور ہو گیا تھا اس لیے اس کے ہم معنے الفاظ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ استعمال کیے، ورنہ مضمون ایک ہی ہے۔

[5] فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً درحقیقت اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ کی بھی خبر ہے۔ اور لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کی بھی، اس لیے ہم نے دونوں کے ساتھ اسے لگا دیا ہے تاکہ ترجمہ ٹھیک ہو جائے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُونَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ﴿۴۵﴾

کیا تجھے اُن لوگوں کا حال معلوم نہیں جنھیں کتاب (الٰہی) سے کچھ حصّہ دیا گیا تھا کہ وہ گمراہی کو اختیار کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم (بھی اصل) راستہ سے بھٹک جاؤ۔

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيرًا ﴿۴۶﴾

اور اللہ تمھارے دشمنوں کو (تم سے) بڑھ کر جانتا ہے اور اللہ دوستی میں کافی ہے اور اللہ مددگار ہونے کے لحاظ سے بھی کافی ہے۔

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۴۷﴾

جو لوگ یہودی ہیں اُن میں سے بعض (خدا کی) باتوں کو اُن کی جگہوں سے (ادل بدل دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور باوجود اس کے ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں کہ) تو ہماری باتیں سُن (خدا کا کلام) تجھے کبھی نہ سُنایا جائے اور ہمارا لحاظ کر (یہ بات) اپنی زبانوں سے جھوٹ بولتے ہوئے[۱] اور دین میں طعن کرتے ہوئے (کہتے ہیں) اور اگر وہ یُوں کہتے کہ ہم نے سُنا اور ہم نے مان لیا اور (یہ) کہتے کہ سُن اور ہم پر (رحمت کی) نظر کر تو اُن کے لیے بہتر اور زیادہ درستی کا موجب ہوتا (مگر وہ اس سے نہ صرف محروم رہے) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر لعنت کی اس لیے وہ ایمان[۲] نہیں لاتے۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى أَدْبَارِهَآ أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ أَصْحٰبَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا ﴿۴۸﴾

اے لوگو! جنھیں کتاب (الٰہی) دی گئی تھی اس (کتاب) پر جسے ہم نے (اب) اُتارا ہے جو اس (کلامِ الٰہی) کو پُورا کرنے والی ہے جو تمھارے پاس (پہلے سے موجود) ہے اس سے پیشتر ایمان لے آؤ کہ ہم تم میں سے بڑے[۳] آدمیوں کو ہلاک کر دیں اور ان کو ان کی پیٹھوں کے بل پھرا دیں[۴] یا جس طرح ہم نے سبت والوں پر لعنت کی تھی[۵] اسی طرح اُن پر (بھی) لعنت کریں اور اللہ کی بات (ضرور پوری) ہو کر رہے گی۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ

اللہ (اس بات کو) ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ (کسی کو) اس کا شریک قرار دیا جائے اور

---

[۱] یعنی مُنہ سے تو رَاعِنَا کہہ دیتے ہیں مگر اُن کے دل اس سے متفق نہیں ہوتے۔ دل میں وہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو حقیر سمجھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس سے کسی رعایت کی طلب کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

[۲] عربی کے لفظ ہیں فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا جن کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف قلیل ایمان لاتے ہیں۔ مگر محاورہ میں اس کے معنے بالکل ایمان نہ لانے کے ہیں۔

[۳] وَجْهٌ کے معنے قوم کے سردار کے ہوتے ہیں اور طمس کے معنے ہلاک کرنے کے ہوتے ہیں۔ عربی کے لحاظ سے قرآن مجید نے تنوین کو کافی سمجھا ہے مگر ہم نے ترجمہ میں "تم میں سے" کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔

[۴] یعنی خطرناک شکست دیں جس سے ان کا سب جوش ٹھنڈا ہو جائے۔

[۵] یہ لعنت جس کا ذکر اس آیت میں ہے اس کا تفصیلی ذکر سورۃ اعراف آیت ۱۶۴ تا ۱۶۷ میں آتا ہے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۹﴾

جو (گناہ) اس سے ادنیٰ ہو اُسے جس کے حق میں چاہے گا معاف کر دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک قرار دیا ہو تو (سمجھو کہ) اس نے (بہت) بڑی بدی (کی بات) بنائی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۵۰﴾

کیا تجھے اُن لوگوں کا حال معلوم نہیں جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں (ان کا یہ حق نہیں) بلکہ اللہ جسے پسند کرتا ہے اُس کو پاک قرار دیتا ہے اور اُن پر کھجور کی گٹھلی کی لکیر کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۱﴾ ع ۴

دیکھ! وہ کس طرح اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ (بات) کافی (طور پر) کھلا (کھلا) گناہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۲﴾

کیا تجھے اُن لوگوں کا حال معلوم نہیں جنھیں کتاب (الٰہی) میں سے کچھ حصہ دیا گیا تھا (کہ) وہ بے فائدہ[1] (باتوں) اور حد سے بڑھنے والوں پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۳﴾ ؕ

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تُو اس کا مددگار ہرگز (کسی کو) نہیں پائے گا۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۴﴾ ۙ

کیا اُن کا حکومت میں کوئی حصہ ہے؟ تب تو وہ لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے سوراخ کے برابر بھی نہ دیں گے۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰي مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۵﴾

یا جو (کچھ) اللہ نے اپنے فضل سے لوگوں کو دیا ہے (کیا) وہ اُس کی بنا پر ان سے حسد کرتے ہیں؟ (اگر یہ بات ہے) تو ہم نے ابراہیم کی اولاد کو (بھی) کتاب[2] اور حکمت دی تھی۔ اور (نیز) ہم نے ان کو بڑی حکومت دی تھی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۶﴾

پھر اُن میں سے بعض تو اس (نئی کتاب) پر ایمان لے آئے اور بعض اُن میں سے اس سے رُک رہے اور جہنم تمازت[3] میں بہت[4] زیادہ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا

جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہے ہم (جلدی ہی) انھیں آگ میں ڈالیں گے

---

[1] قرآن مجید میں جِبْت کا لفظ ہے اور لُغت میں لکھا ہے کہ جِبْتٌ وہ چیز ہوتی ہے جس میں کوئی فائدہ نہ ہو (اقرب)

[2] یعنی یہود کو اس وقت کیوں غصہ نہ آیا؟

[3] سَعِیْر سَعْر سے ہے جس کے اصل معنے تمازت کے ہیں (مفردات)

[4] قرآن مجید میں لفظ کَفٰی کا ہے۔ مگر اُردو میں کافی کا لفظ اِس موقعہ پر استعمال نہیں ہوتا۔ اُردو میں کافی کہیں تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میری ضرورت پُورا کرتی ہے۔ اور جہنم ضرورت پُورا نہیں کرتی۔ اس لیے ہم نے آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جہنم تمازت میں بہت زیادہ ہے۔

نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۷﴾

جب کبھی بھی اُن کی کھالیں گل جائیں گی ہم انھیں اُن کے سوا اور کھالیں بدل کر دے دیں گے (اور ہم یہ اس لیے کریں گے) تاکہ (وہ عذاب (کا مزا) چکھیں اللہ یقیناً غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۸﴾

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک اعمال کیے ہیں انھیں ہم ضرور ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ اُن میں رہتے چلے جائیں گے۔ اُن کے لیے اُن میں پاک بیویاں ہوں گی۔ اور ہم انھیں گھنے سایہ میں رہنے کے لیے داخل کریں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۹﴾

اللہ تمھیں یقیناً اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں[1] اُن کے مستحقوں کے سپرد کرو۔ اور (یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمھیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت ہی اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۶۰﴾

اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم (حکام سے) کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو (اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو) یہ (بات) بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۶۱﴾

کیا تُو نے ان لوگوں کا حال نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اور (نیز) جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں اور باوجود اس کے کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ سرکشوں[2] سے فیصلہ نہ کرائیں اور اُن کے کہے پر نہ چلیں وہ چاہتے ہیں کہ انہی سے فیصلہ کرائیں کیونکہ شیطان چاہتا ہے کہ انھیں خطرناک گمراہی میں ڈال دے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۲﴾

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اُتارا ہے، اس کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو تُو منافقوں کو دیکھتا ہے کہ وہ تجھ سے بالکل پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

---

[1] اِس جگہ حکومت کا ذکر ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ حکام کو جب چُنو تو اہل دیکھ کر چُنو، رعایت یا جنبہ داری سے کام نہ لو۔ پھر دوسرا حصّہ منتخب حکام کو مخاطب کر کے بیان کیا ہے کہ اے حکام! جب تم چُنے جاؤ تو ہمیشہ عدل اور انصاف کو مدّنظر رکھو اور جنبہ داری سے کام نہ لو، خواہ ایک فریق تمھاری پارٹی کا مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

[2] یہ آیت بعض منافقوں کے متعلق ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروانے کی بجائے دوسرے لوگوں کے فیصلہ کو پسند کرتے تھے۔

فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا ﴿۶۳﴾

پھر یہ کیوں[1] (ہوتا) ہے کہ جب اُن پر اُن کے افعال کے نتیجہ میں کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ (گھبرا جاتے ہیں اور) تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم نے تو صرف نیک سلوک اور صلح کرانے کا ارادہ کیا تھا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿۶۴﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے (خوب) جانتا ہے پس تو اُن سے اعراض کر۔ اور انھیں نصیحت کر اور انھیں اُن کے نفوس کے متعلق مؤثر بات کہہ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۵﴾

اور ہم نے کوئی رسول (بھی) سوائے اس غرض کے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے نہیں بھیجا اور جب اُنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر (اس وقت) وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے بخشش چاہتے اور رسول (بھی) اُن کے حق میں بخشش طلب کرتا تو وہ ضرور اللہ کو بہت شفقت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پاتے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۶﴾

پس تیرے رب کی قسم ہے کہ جب تک وہ (ہر) اس بات میں جس کے متعلق اُن میں جھگڑا ہو جائے تجھے حکم نہ بنائیں (اور) پھر جو فیصلہ تو کرے اس سے اپنے نفوس میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر فرمانبردار (نہ) ہو جائیں ہرگز ایماندار نہ ہوں گے۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۷﴾

اور اگر ہم انھیں (یہ) حکم دیتے کہ تم اپنے آپ کو قتل کر دو[2] یا یہ کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ[3] تو اُن میں سے چند کے سوا (باقی) یہ کام نہ کرتے اور اگر وہ جس (کام) کی انھیں نصیحت کی جاتی اُسے کر لیتے تو اُن کے لیے بہتر اور زیادہ پختگی کا موجب ہوتا۔

وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۸﴾

اور اس صورت میں ہم انھیں یقیناً اپنے پاس سے (بہت) بڑا بدلہ دیتے۔

وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۹﴾

اور (نیز) ہم انھیں ضرور سیدھا راستہ دکھاتے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور جو (لوگ بھی) اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں میں شامل[4]

---

[1] قرآن مجید میں کَیْفَ کا لفظ ہے جس کے معنے کس طرح کے ہیں۔ مگر اُردو میں چونکہ اس جگہ کیوں کا لفظ بولتے ہیں ہم نے ترجمہ میں کیوں لکھ دیا ہے تاکہ مطلب واضح ہو جائے۔

[2] یعنی بڑے بڑے مجاہدات کرو۔

[3] اس سے مُراد جہاد کے لیے نکلنا ہے نہ کہ بے فائدہ نکلنا۔

[4] قرآن کریم میں مَعَ کا لفظ ہے جس کے معنے ساتھ کے ہیں مگر مَعَ کے معنے مِنْ کے بھی ہوتے ہیں اور وہی معنے ہم نے یہاں کیے ہیں ورنہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی آیت کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ جب نیک فوت ہوں تو ساتھ ہی ہم کو بھی مار دے۔ اور یہ بالبداہت غلط اور خلافِ عقل دعا بن جاتی ہے۔

اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴿۶۹﴾

ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین (میں) اور یہ لوگ (بہت ہی) اچھے رفیق ہیں۔

ذٰلِکَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیۡمًا ﴿۷۰﴾ ع

یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ بہت جاننے والا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا خُذُوۡا حِذۡرَکُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِیۡعًا ﴿۷۱﴾

اے ایماندارو اپنے بچاؤ کے سامان (ہر وقت) تیار رکھو اور (خواہ) چھوٹی جماعتوں میں (گھروں سے) نکلو یا بڑی جماعتوں میں نکلو (ہمیشہ حفاظت کے سامان پاس رکھا کرو)

وَ اِنَّ مِنۡکُمۡ لَمَنۡ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡکُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذۡ لَمۡ اَکُنۡ مَّعَہُمۡ شَہِیۡدًا ﴿۷۲﴾

اور تم میں سے بعض (آدمی) یقیناً ایسے (بھی ہوتے) ہیں جو (ہر کام کے موقعہ پر) لازماً پیچھے رہتے ہیں اور اگر تمھیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا

وَ لَئِنۡ اَصَابَکُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوۡلَنَّ کَاَنۡ لَّمۡ تَکُنۡۢ بَیۡنَکُمۡ وَ بَیۡنَہٗ مَوَدَّۃٌ یّٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ مَعَہُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۳﴾

اور اگر اللہ کی طرف سے تمھیں کوئی فضل (کی بات) پہنچے تو وہ لازماً کہہ اُٹھتے ہیں کہ کاش ہم (بھی) ان کے ساتھ ہوتے تاکہ (بہت) بڑی کامیابی پاتے گویا کہ ان کے اور تمھارے درمیان کوئی دوستانہ تعلق تھا ہی نہیں۔

فَلۡیُقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یَشۡرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا بِالۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ مَنۡ یُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیُقۡتَلۡ اَوۡ یَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ﴿۷۴﴾

پس جو لوگ ورلی زندگی کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرتے ہیں۔ انھیں اللہ کی راہ میں جنگ کرنی چاہیئے۔ اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے پھر مارا جائے یا غالب آجائے تو اُسے ہم جلد (ہی بہت) بڑا اجر دیں گے۔

وَ مَا لَکُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الۡوِلۡدَانِ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ الظَّالِمِ اَہۡلُہَا ۚ وَ اجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ۚۙ وَّ اجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ نَصِیۡرًا ﴿۷۵﴾

اور تمھیں کیا (ہو گیا) ہے کہ تم اللہ کی (راہ میں) اور اُن کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کی راہ میں[1] جنگ نہیں کرتے جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی دوست بنا کر بھیج) اور اپنے حضور سے کسی کو ہمارا مددگار بنا (کر کھڑا کر)

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۚ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ الطَّاغُوۡتِ فَقَاتِلُوۡۤا اَوۡلِیَآءَ الشَّیۡطٰنِ ۚ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا ﴿۷۶﴾ ع

جو لوگ مومن ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ اس لیے تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو۔ شیطان کی تدبیر کمزور (ہوتی) ہے۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَہُمۡ کُفُّوۡۤا اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَقِیۡمُوا

کیا تجھے اُن لوگوں کا حال معلوم نہیں جنھیں کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھوں کو

---

[1] یعنی ان کو آزاد کرانے کے لیے جو کافروں کے ظلموں کا شکار ہو رہے ہیں۔

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۚ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۸﴾

روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو (لیکن وہ جنگ کی طرف مائل تھے) لیکن جب جنگ کرنا اُن پر فرض کیا گیا تو یکدم اُن میں سے کچھ آدمی لوگوں سے اسی طرح ڈرنے لگے جس طرح خدا سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اُس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے کہ اے ہمارے ربّ! تُو نے ہم پر جنگ کرنا کیوں فرض کیا ہے۔ کیوں نہ تُو نے کچھ دیر کے لیے ہمیں (اور) ڈھیل دی۔ تُو کہہ دے (کہ) دُنیا کا فائدہ حقیر ہے اور جو تقویٰ اختیار کرے اس کے لیے پیچھے آنے والی (زندگی) بہتر ہے اور تم پر کھجور کی گٹھلی کے اندر کی لکیر کے برابر (بھی) ظلم نہ کیا جائے گا۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۹﴾

تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں رہی کیوں نہ ہو اور اگر انھیں (یعنی مذکورہ بالا لوگوں کو) کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ تُو کہہ دے (کہ) سب (کچھ) اللہ (ہی) کی طرف سے ہے پس ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے سمجھنے کے قریب (تک) نہیں جاتے۔

مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ؗ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۸۰﴾

جو بھلائی تجھے پہنچے وہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو بُرائی تجھے پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے[1]۔ اور ہم نے تجھے لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ خوب اچھا گواہ ہے۔

---

[1] جو لوگ منافق ہوتے ہیں اُن کا یہ طریق ہوتا ہے کہ جب کامیابی نصیب ہو تو اُسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آسمانی سلسلہ ہے اس نے تو اس طرح ترقی کرنی ہی تھی۔ لیکن جب کوئی تکلیف پہنچے تو کہہ دیتے ہیں کہ رسول سے یا خلیفہ سے غلطی ہو گئی تھی یہ اس کا نتیجہ ہے فرماتا ہے کہ جس نقطۂ نگاہ سے تم کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہو۔ اس نقطۂ نگاہ سے تو سُکھ اور دُکھ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ ایک کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا اور دوسری کو رسول کی طرف کیا اس غرض سے نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں رسول کی محبت کم ہو اور اس کی وقعت اُن کے دلوں سے جاتی رہے۔ مگر فرماتا ہے ایک اور نقطۂ نگاہ بھی ہے اور وہ یہ کہ تمام قوتیں اللہ تعالیٰ نے نیکی کے لیے پیدا کی ہیں پس جب بندہ ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو دُکھ میں پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے بندہ کو چاہیئے کہ نیکی کو خدا کی طرف اور نقصان کو اپنی طرف منسوب کرے یہ نہیں کہ اُسے امام کی طرف منسوب کرے بیشک یہ کہے کہ میری شامتِ اعمال سے یہ نقصان پہنچا ہے لیکن دوسرے کی طرف منسوب نہ کرے۔ چونکہ یہ ایک عام قاعدہ بتایا تھا اس لیے مخاطب رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کر لیا۔ ورنہ ہر شخص کو چاہیئے کہ جو تکلیف اُسے پہنچے اُسے بجائے دوسروں کی طرف منسوب کرنے کے اپنی ذات کی طرف منسوب کرے اور فائدہ خدا کی طرف منسوب کرے۔ چنانچہ آیت کا اگلا ٹکڑا اور دوسری آیت صاف بتا رہی ہے کہ رسول یہاں اصل مخاطب نہیں۔ چنانچہ اگلی آیت میں پھر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا اور بتا دیا کہ رسول کی اطاعت تو اللہ کی اطاعت ہے۔ پس اس کی اطاعت میں اگر کوئی تکلیف آتی ہے تو یقیناً تقدیرِ الٰہی ہے اور اگر اس کی خلاف ورزی کر کے یا اس وجہ سے کہ اس نے تمہاری بات مان لی کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کی طرف کیوں کر منسوب ہو سکتی ہے۔ وہ تمہاری طرف منسوب ہونی چاہیئے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت مشکل آئے گی وہ کبھی خراب نتیجہ پیدا کرنے والی نہیں ہو گی۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۱﴾

جو رسول کی اطاعت کرے (تو سمجھو کہ) اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تو یاد رہے کہ ہم نے تجھے اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۲﴾

اور وہ کہتے ہیں (کہ ہمارا کام تو) فرمانبرداری (رہے) پھر جب تیرے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ جو کچھ تو کہتا ہے اس کے مخالف تدبیریں کرتا ہے۔ اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں اللہ انہیں محفوظ کرتا جاتا ہے[1] اس لیے تو اُن سے اعراض کر اور اللہ پر بھروسہ رکھ اور اللہ کے بعد کسی اور کارساز کی ضرورت نہیں۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۳﴾

پس کیا وہ (لوگ) قرآن پر غور نہیں کرتے اور (نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ اللہ کے سوا (کسی اور) کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۴﴾

اور جب (کبھی) اُن کے پاس امن (کی) یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو وہ اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے حکام کی طرف لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ (اس) (یعنی مقررہ بات کی اصلیت) کو معلوم کر لیا کرتے ہیں (اس کی حقیقت) کو پا لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو سوائے چند ایک کے (باقی لوگ) شیطان کے پیچھے چل پڑتے۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۵﴾

سو تو اللہ کی راہ میں لڑائی کر تجھے اپنے نفس کے سوا کسی کا ذمہ وار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ اور (تیرا کام صرف یہ ہے کہ) تو مومنوں کو ترغیب دے۔ بالکل ممکن ہے کہ اللہ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ کی جنگ سب سے بڑھ کر سخت (ہوتی) ہے اور اُس کا عذاب بھی سب سے بڑھ کر سخت (ہوتا) ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۶﴾

جو شخص اچھی سفارش کرے اُس کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہوگا اور جو شخص بُری سفارش کرے اس میں سے اُس کے لیے (ویسا ہی) حصہ ہوگا۔ اور اللہ ہر ایک امر پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۷﴾

اور جب تمہیں کوئی دُعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اسی کو لوٹا دو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر کا حساب لینے والا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا

اللہ وہ ذات ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تمہیں بلا شک و شبہ

---

[1] یعنی ان کا حساب رکھتا جاتا ہے۔ وقت آنے پر اس کی سزا دے گا۔

رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۸﴾

قیامت[1] کے دن تک جمع کرتا چلا جائے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی (ہو سکتی) ہے۔ ع ۸

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۹﴾

اور تمھیں کیا (ہو گیا) ہے (کہ تم) منافقوں کے متعلق دو گروہ (ہو رہے) ہو۔ حالانکہ جو کچھ انھوں نے کمایا ہے اس کے سبب سے اللہ نے انھیں اوندھا کر دیا ہے[2] کیا جسے اللہ نے ہلاک کر دیا ہے تم اُسے راہ پر لاؤ گے ؟ اور جسے اللہ ہلاک کرے تُو اس کے لیے ہرگز کوئی رستہ نہ پائے گا۔

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۹۰﴾

وہ[3] چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ (خود) کافر ہو چکے ہیں کاش (تم (بھی) اسی طرح) کافر ہو جاؤ۔ اور (وہ اور تم) برابر ہو جاؤ۔ اس لیے جب تک وہ اللہ کی راہ میں ہجرت (نہ) کریں تم ان میں سے (کسی کو) دوست نہ بناؤ۔ پھر اگر وہ پھر جائیں[4] تو تم انھیں پکڑو اور جہاں انھیں پاؤ انھیں قتل کر دو اور نہ اُن میں سے (کسی کو) دوست بناؤ اور نہ مددگار۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۱﴾

باستثنا ان لوگوں کے جو (دراصل) کسی ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں جن کے اور تمھارے درمیان (کوئی) معاہدہ ہو (اور) وہ تمھارے پاس اس حالت میں آئیں کہ تم سے جنگ کرنے (سے) یا اپنی قوم سے جنگ کرنے سے اُن کے سینے انقباض[5] رکھتے ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو انھیں یقیناً تم پر غلبہ دے دیتا تب وہ ضرور تم سے لڑتے پس اگر وہ تم سے کنارہ کش ہو جائیں اور تم سے جنگ نہ کریں اور تمھاری طرف صلح (کی طرح) ڈالیں تو اللہ نے تمھارے لیے ان کے خلاف (تعدّی کا) کوئی رستہ (باقی) نہیں رکھا۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا

تم ضرور (کچھ) اَور[6] لوگوں کو (ایسا) پاؤ گے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم سے (بھی) امن

---

[1] یعنی قیامت صغریٰ (جو موت ہے) اس کے بعد ارواح کو محفوظ رکھے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کبریٰ یعنی حشر کا دن آ جائے۔

[2] یعنی ان کی عقل مار دی ہے۔

[3] یہ اُن منافقوں کا ذکر ہے جو کفار کے ملک میں رہتے تھے اور جب مسلمانوں کو بڑھتا دیکھتے تھے کفار کی مدد کرنے لگتے تھے تا مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکا دیں کہ وہ مسلمان ہیں اور کافروں کو اپنی مدد سے دھوکا دیں۔

[4] "پھر جائیں" سے یہ مراد ہے کہ رسول کی اطاعت کے متعلق ہمارے حکم کو نہ مانیں۔

[5] یعنی ایک طرف تو وہ معاہدین میں سے ہوں دوسری طرف وہ تم سے بھی جنگ نہ کریں اور بوجہ معاہدین میں سے ہونے کے اپنی قوم سے بھی جنگ نہ کریں۔

[6] اوپر کی آیت میں معاہدین کا ذکر تھا۔ اس آیت میں منافقوں کا ذکر ہے پس سلوک کا فرق حالات کی وجہ سے ہے۔

قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۲﴾

میں ہیں اور اپنی قوم سے (بھی) امن میں ہیں جب بھی اُنھیں فتنہ کی طرف لوٹایا گیا (ہے) تو وہ اُس میں اوندھے منہ گرائے جاتے رہے ہیں پس اگر وہ تم سے کنارہ کش نہ ہوجائیں اور تمھاری طرف صلح (کی طرح) ڈالیں اور اپنے ہاتھوں کو روک (نہ) لیں۔ تو تم انھیں پکڑو اور جہاں رکھیں انھیں پاؤ اُنھیں قتل کرو۔ اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ ہم نے اُن کے خلاف تمھیں روشن حجّت دی ہے۔

ع ۱۲ ۹

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَھْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ﴿۹۳﴾

اور کسی مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے۔ سوائے (اس کے) کہ غلطی کے (ساتھ ایسا ہو جائے) اور جو (مومن) کسی مومن کو نادانستہ قتل کر دے تو اس پر (ایک مومن (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا، اور خون بہا دینا (واجب) ہوگا۔ جو اس کے ورثا کو دیا جائے گا۔ سوائے اس (صورت) کے کہ وہ اسے بطور صدقہ (چھوڑ) دیں اور اگر وہ (مقتول) کسی تمھاری دشمن قوم سے ہو اور وہ (خود) مومن ہو۔ تو اس فعل پر صرف ایک مومن (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا (کافی) ہوگا۔ اور اگر وہ (مقتول) کسی ایسی قوم میں سے ہو جس کے درمیان اور تمھارے درمیان معاہدہ ہو۔ تو (قاتل پر) خون بہا (واجب) ہوگا۔ جو اس (مقتول) کے ورثا کو دیا جائے گا اسی طرح ایک مومن (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا بھی ضروری ہوگا۔ اور جو اس کی طاقت نہ پائے۔ تو اس پر (دو مہینوں کے متواتر روزے رکھنا (واجب) ہوگا یہ (نرمی) اللہ کی طرف سے شفقت کے طور پر ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَــزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْھَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۴﴾

اور جو (شخص) کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنّم ہوگی۔ وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اسے (اپنی جناب سے) دور کر دے گا اور اس کے لیے (بہت) بڑا عذاب تیار کرے گا۔

يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۵﴾

اے ایماندارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو! اور جو تمھیں سلام کہے اُسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں۔ تم ورلی[1] زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے۔ پھر اللہ نے تم پر احسان کیا پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کر لیا کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ

مومنوں میں سے ایسے بیٹھ رہنے والے جو ضرر رسیدہ نہیں ہیں اور اپنے مالوں اور اپنی

[1] یعنی اگر سلام کرنے پر بدظنّی کرو اور اُسے دھوکے باز قرار دو تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ آخرت پر تم دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور چاہتے ہو کہ اُسے کافر منافق قرار دے کر اس کے اموال پر قبضہ کر لو۔

وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۶﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۷﴾ ع

جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں رہ سکتے۔ اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو (پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں فضیلت دی ہے اور سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو (پیچھے) بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے اجر کا وعدہ کرکے (ضرور) فضیلت دی ہے۔ (اِس فضیلت کے معنے) اُس (خدا) کی طرف سے بہت سے درجات اور مغفرت کا ملنا ہے اسی طرح حصولِ رحمت ہے اور اللہ بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ع ۱۳/۵

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ﴿۹۸﴾

جن لوگوں کو ملائکہ نے اِس حالت میں وفات دی کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے[1] وہ (ان سے) کہیں گے کہ تم کس (خیال) میں تھے؟ وہ (یعنی ہجرت سے گریز کرنے والے جواب میں) کہیں گے کہ ہم ملک میں کمزور سمجھے جاتے تھے (اس لیے ہجرت نہیں کی) وہ (فرشتے) جواب دیں گے کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے پس ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ رہنے کے لحاظ سے بہت (ہی) بُری جگہ ہے۔

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ﴿۹۹﴾

ہاں وہ لوگ جو مردوں، عورتوں (اور) بچّوں میں سے فی الواقع کمزور تھے (اور) وہ کسی تدبیر کی طاقت نہ رکھتے تھے اور نہ کوئی راہ انھیں نظر آتی تھی۔

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

اِن[2] لوگوں کے متعلق خدا کی بخشش قریب ہے، کیونکہ اللہ ہے ہی بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۱﴾ ع

اور جو شخص بھی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ ملک میں حفاظت کی بہت سی جگہیں[3] اور فراخی (کے سامان) پائے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی طرف اپنے گھر سے ہجرت کرکے نکلے پھر اُسے موت آ جائے تو (سمجھو کہ) اُس کا اجر اللہ کے ذمّہ ہو چکا اور اللہ بہت (ہی) بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ع ۱۴/۱۱

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

اور اگر تم ڈرتے ہو کہ کافر تمھیں دُکھ دیں (ڈالیں) گے، تو جب تم ملک میں سفر کرو تو تمھیں

---

[1] یعنی کفار کے ملک میں رہ کر تکلیفیں اٹھا رہے تھے، مگر ہجرت نہ کرتے تھے۔

[2] قرآن مجید میں فاء آتا ہے مگر اُردو میں اس کے ترجمہ کے بغیر کام چل جاتا ہے اس لیے ہم نے اُردو میں اسے حذف کر دیا ہے۔

[3] مُرَاغَمٌ اَلْمَذْهَبُ وَالْمَهْرَبُ راستہ اَلْحِصْنُ یعنی قلعہ (اقرب) مُرَاغَمًا كَثِيْرًا اَيْ مَذْهَبًا يَذْهَبُ اِلَيْهِ۔ یعنی مراغم کے معنے راستے کے ہیں (مفردات)

تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۗ إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَإِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا أَسْلِحَتَهُمْ ۚ فَإِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۖ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ ۖ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُوْنُوْا تَأْلَمُوْنَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُوْنَ كَمَا تَأْلَمُوْنَ ۖ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع ۱۵/۱۲

کوئی گناہ نہیں کہ نماز کو چھوٹا کر دو[1] کافر یقیناً تمھارے کھلے کھلے دشمن ہیں۔

اور جب تو (خود) اُن میں ہو اور تو انھیں نماز پڑھائے تو اُن میں سے ایک حصہ جماعت رکو چاہیئے کہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں اور اپنے ہتھیار لے لیں۔ پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو وہ تمھارے پیچھے (حفاظت کے لیے) کھڑے ہو جائیں پھر ایک دوسرا حصہ جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (آگے) آجائے اور تیرے ساتھ نماز پڑھے اور وہ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ جو لوگ کافر ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو وہ یکدم ہی تم پر آپڑیں اور اگر بارش کی وجہ سے تمھیں تکلیف ہو یا تم مریض ہو تو اپنے ہتھیار اُتار دینے پر تمھیں کوئی گناہ نہ ہوگا لیکن پھر بھی تمام احتیاطیں کر لو۔ اللہ نے کافروں کے لیے رُسوا کر دینے والا عذاب یقیناً تیار کر چھوڑا ہے۔

اور جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہو۔ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو نماز کو سنوار کر پڑھو[2] نماز مومنوں پر یقیناً ایک موقّت فرض ہے۔

اور تم اس قوم (یعنی دشمنوں) کی تلاش میں سستی نہ کرو اگر تمھیں تکلیف ہوتی ہے تو جس طرح تمھیں تکلیف ہوتی ہے انھیں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور تم تو اللہ سے اس (فضل و کرم) کی امید رکھتے ہو جس کی وہ امید نہیں رکھتے، اور اللہ بہت (ہی) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

---

[1] اِس آیت میں مفسرین نے یہ غلطی کھائی ہے کہ اس جگہ سفر میں دو رکعتیں پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ پہلے دو ہی فرض مقرر تھے اس کے بعد سفر میں دو رہنے دیئے گئے اور حضر میں چار کر دیئے گئے (بخاری) پس تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ سفر میں دو پڑھی جائیں کیونکہ پہلے حضر میں بھی دو ہی پڑھی جاتی تھیں۔ پس یہاں قصر سے مراد جلدی جلدی نماز پڑھ لینا ہے یعنی رکعتوں کا کم کرنا مراد نہیں بلکہ وقت کا کم کرنا مراد ہے چونکہ نماز کو سنوار کر ادا کرنے کا حکم ہے اس لیے اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ دشمن تم پر حملہ کر دیگا تو بیشک جلدی جلدی نماز پڑھ لیا کرو۔ جلدی پڑھنے سے تمھاری نماز ضائع نہیں ہوگی پس یہ حکم دو رکعت کے متعلق نہیں۔ اگر دو رکعت اس کے معنے کیے جائیں تو پھر یہ آیت بے معنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سفر کی حالت میں دشمن کے ڈر کی کوئی شرط نہیں کیونکہ اگر انسان سفر کی حالت میں ہو تو دشمن کا ڈر ہو یا نہ ہو اس کے لیے دو رکعت نماز جائز ہے۔

[2] یعنی جنگ اور خطرہ کی حالت کی طرح جلدی جلدی نہیں۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٦﴾

ہم نے تیری طرف یہ (صداقت پر مشتمل) کتاب یقیناً اس لیے اتاری ہے کہ تو لوگوں کے درمیان اس (حق) کے ذریعہ سے جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے فیصلہ کرے اور تو خیانت کرنے والوں کی طرف سے جھگڑنے والا نہ بن۔

وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٧﴾

اور اللہ سے (اس کی) بخشش طلب کر۔ اللہ یقیناً بہت (ہی) بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٨﴾

اور تو (اُن) لوگوں کی طرف سے جو اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہیں مت جھگڑ۔ جو لوگ خیانت میں بڑھے ہوئے (اور) بہت گنہگار ہوں اللہ انھیں پسند نہیں کرتا۔

يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٩﴾

وہ لوگوں سے پردہ رکھتے ہیں اور اللہ سے پردہ نہیں رکھتے۔ حالانکہ جب وہ رات کو ایسی باتوں کے مشورے کر رہے ہوتے ہیں جنھیں اللہ پسند نہیں کرتا (تو) وہ ان کے پاس ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں اللہ اس کا قلع قمع کرنے والا ہے۔

هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١١٠﴾

سنو! تم وہ لوگ ہو جو اُن کی طرف سے ورلی زندگی میں جھگڑتے رہے ہو، مگر قیامت کے دن اُن کی طرف سے اللہ کے ساتھ کون جھگڑے گا یا کون اُن کا محافظ ہوگا۔

وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١١﴾

اور جو شخص (بھی) کوئی بدی کرے گا یا اپنے نفس پر ظلم کریگا اس کے بعد اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے گا (تو) وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١٢﴾

اور جو شخص کوئی بدی[1] کرے اس کا فعل اسی پر (اُلٹ کر) پڑے گا۔ اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٣﴾

اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ کرے پھر کسی بے قصور پر اس کا الزام لگا دے تو (سمجھو کہ) اس نے ایک جھوٹ اور کھلے کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھا لیا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَ

اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو (وہ) یعنی دشمن اپنے بد ارادہ میں کامیاب ہو جاتے (چنانچہ) ان میں سے ایک گروہ (اس بات کا) پکا ارادہ کر چکا تھا کہ تجھے ہلاک کر دے اور وہ اپنے سوا کسی کو ہلاک نہیں کرتے

---

[1] اصل لفظ کَسَبَ ہے جس کے معنے کمانے کے ہیں۔ لیکن یہ لفظ عربی میں کسی فعل کے ایسے طور پر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جسے بالارادہ کیا جائے۔ گو اس کے نتیجہ کی امید نہ ہو۔ اُردو میں اس کا ترجمہ "کمانا" کرنا محاورہ کے خلاف ہے۔ اس لیے "کرے" ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن مُراد ایسے طور پر کام کرنا ہے کہ ارادہ شامل ہو اور نتیجہ کی توقع یا خوف ہو۔

الْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

اور تجھے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اُتاری ہے اور جو کچھ تو نہیں جانتا تھا تجھے سکھایا ہے اور تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل[1] ہے۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۵﴾

ان لوگوں کے مشوروں کو مستثنیٰ کر کے جو صدقہ یا نیک بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کے بہت سے مشوروں[2] میں کوئی بھی بھلائی نہیں ہوتی اور جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے ایسا کرے (یعنی نیک مشورے کرے) ہم اُسے (جلد ہی بہت) بڑا اجر دیں گے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۶﴾

اور جو شخص (بھی) ہدایت کے پوری طرح کھل جانے کے بعد اس رسول سے اختلاف ہی کرتا چلا جائے گا اور مومنوں کے طریق کے سوا کسی اور طریق پر چلے گا ہم اُسے اُسی چیز کے پیچھے لگا دیں گے جس کے پیچھے[3] وہ پڑا ہوا ہے اور اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

اللہ اس (گناہ) کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کا کسی کو شریک بنایا جائے اور جو (گناہ) اس سے ادنیٰ ہو گا اُسے جس کے حق میں چاہے گا معاف کر دے گا اور جو شخص (کسی کو) اللہ کا شریک بنائے تو (سمجھو کہ) وہ (سیدھے راستہ سے) بہت دُور جا پڑا۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۸﴾

وہ اللہ کو چھوڑ کر بے جان چیزوں[4] کے سوا کسی کو نہیں پکارتے بلکہ[5] وہ سرکش شیطان کے سوا اور کسی کو نہیں پکارتے۔

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۹﴾

(اس شیطان کو) جسے اللہ نے (اپنی جناب سے) دُور کر دیا ہے اور (جس نے یہ) کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ضرور ہی ایک مقررہ حصہ لوں گا۔

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۭ

اور انھیں لازماً گمراہ کروں گا اور یقیناً (بڑی بڑی) امیدیں بھی دلاؤں گا اور ان سے باصرار یہ خواہش کروں گا کہ وہ چوپایوں کے کان کاٹیں۔ اسی طرح خواہش کروں گا

---

[1] یہاں فضل کان کا اسم ہے لیکن ایسے موقع پر اُردو میں اُسے مبتدا نہیں بنا سکتے اس وجہ سے "اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے" کی بجائے "تجھ پر اللہ کا (بہت) بڑا فضل ہے" ترجمہ کیا گیا ہے۔

[2] نَجْوٰی، نَاجٰی، یُنَاجِیْ، مُنَاجَاۃً سے اسم ہے اور اس کے معنی ہیں سَارَّہٗ اس نے خفیہ طور پر مشورہ کیا۔ (اقرب) بعض کے نزدیک نَجْوٰی کے معنے صرف راز کی بات کے ہی نہیں بلکہ کوئی بات چیت جو مجلس میں کی جائے اور لوگ اس پر بحث کریں اور تبادلۂ خیالات کریں اس کو نَجْوٰی کہیں گے۔ (لسان)

[3] یعنی وہ رسولؐ اور اس کے صحابہؓ کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ ہم وہی تباہی اس کی قسمت میں لکھ دیں گے۔

[4] ہم نے اِنَاثًا کا ترجمہ بے جان چیزیں کیا ہے۔ یہ لغت کے مطابق ہے (دیکھو مفردات راغب و لسان العرب و تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۱۶)

[5] واؤ کا ترجمہ "بلکہ" کیا گیا ہے کیونکہ یہی اُردو کے محاورہ کے مطابق بلکہ عربی کے محاورہ کے بھی مطابق ہے۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۲۰﴾

کہ وہ مخلوقِ خدا میں تبدیلی کریں[1] اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے، تو (سمجھو کہ) وہ (کھلے) کھلے نقصان میں پڑ گیا۔

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۱﴾

وہ (شیطان) انھیں وعدے دیتا ہے اور انھیں اُمیدیں دلاتا ہے اور شیطان اُن سے بجز ظاہر فریب باتوں کے کسی امر کا وعدہ نہیں کرتا۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۲﴾

ان لوگوں کا ٹھکانا تو جہنم ہے اور وہ اس سے بھاگنے کی جگہ کہیں نہیں پائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۳﴾

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اُنھوں نے نیک کام کیے ہیں ہم انھیں ضرور ایسے باغات میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی (اور وہ) اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے (اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

نہ تمھاری آرزوؤں کے مطابق (ہونے والا) ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں کے مطابق (بلکہ) جو شخص کوئی بدی کرے گا اُسے اس کے مطابق بدلہ دیا جائے گا، اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو اپنا دوست پائے گا اور نہ مددگار۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

اور جو لوگ خواہ مرد ہوں یا عورتیں مومن ہونے کی حالت میں نیک کام کریں گے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اُن پر کھجور کی گٹھلی کے سُوراخ کے برابر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۶﴾

اور اس شخص سے بڑھ کر کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے (خوب) اچھی طرح عمل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا ہو اور ابراہیم کے دین کی، جو سلامت رَو تھے[2] پیروی (اختیار) کی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو (اپنا) خاص دوست بنایا تھا

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۷﴾ ع

اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ ہر (ایک) چیز کا پورا علم[3] رکھتا ہے۔

ع ۱۸ / ۱۱ / ۱۵

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی فطرت کو جو توحید کی طرف توجہ دلاتی ہے بدل کر وہ شرک کا رواج قائم کرنا چاہتے ہیں۔

[2] حَنِيْفًا ابراہیم کا حال ہے۔ لیکن چونکہ حال اور صفت کے معنے ایک ہوتے ہیں اور حال کا ترجمہ اُردو میں نہیں ہو سکتا۔ اس لیے صفت کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔

[3] مُحِيْط کے معنے گھیرنے والے کے ہیں لیکن اس جگہ اس کے معنے کامل علم کے ہیں اور وہی معنے ہم نے کیے ہیں۔ اقرب الموارد میں ہے: اَحَاطَ بِهٖ عِلْمًا: اَیْ اَحْدَقَ عِلْمُهٗ بِهٖ مِنْ جَمِيْعِ جِهَاتِهٖ وَعَرَفَهٗ یعنی اَحَاطَ کے معنے کسی چیز کا کامل علم رکھنے کے بھی ہوتے ہیں۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۸﴾

اور لوگ تجھ سے (ایک سے زیادہ) عورتوں (سے نکاح) کے متعلق (احکام) دریافت کرتے ہیں۔ تُو (ان سے) کہہ کہ اللہ تمھیں ان کے متعلق اجازت دے چکا ہے اور جو (حکم) (اس) کتاب میں (دوسری جگہ[1]) تمھیں پڑھ کر سُنایا گیا ہے وہ اُن یتیم عورتوں کے متعلق ہے جنھیں تم اُن کے مقرر کردہ[2] حق ادا نہیں کرتے مگر اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور (زیز) کمزور[3] بچیوں[4] کے متعلق ہے اور (تمھیں یہ حکم دیا گیا تھا) کہ یتیموں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرتے رہو۔ اور جو نیک کام بھی تم کرو (یاد رکھو کہ) اللہ اُسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۹﴾

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے بدمعاملگی یا عدم توجہی کا اندیشہ ہو تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ کسی طریق پر آپس میں صلح[5] کر لیں اور صلح (سب سے) بہتر ہے۔ اور لوگوں کے نفسوں میں بخل[6] (کا خیال) پیدا کر دیا گیا ہے اور اگر تم نیک کام کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اُس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

اور خواہ تم (عدل کرنے کی کتنی بھی) خواہش کرو (تو بھی) تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے پس تم بالکل (ایک ہی کی طرف) نہ جھک[7] جاؤ (جس کا نتیجہ یہ ہو) کہ اُس (دوسری) کو (درمیان میں) لٹکتی ہوئی (چیز) کی مانند چھوڑ دو۔ اور اگر تم (آپس میں) موافقت پیدا کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو (یاد رکھو) اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

---

[1] یعنی سورۂ نساء آیت ۴ میں۔

[2] مقرر کردہ حق سے یہ مُراد ہے کہ اُن کے مہر نہیں دیتے۔

[3] کمزور بچیوں سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں۔ کیونکہ وہ خود اپنے حق نہیں لے سکتیں۔

[4] یہاں وِلْدَان کا لفظ ہے جو وَلَدٌ کی جمع ہے اور لڑکے اور لڑکی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ لیکن عبارت کے مضمون سے ظاہر ہے کہ یہاں لڑکیاں مراد ہیں۔ کیونکہ اُنہی سے نکاح کا امکان ہے۔

[5] یعنی عورت یہ دیکھ کر کہ معاملہ لمبا ہو جائے گا اور میری تکلیف ناقابلِ برداشت ہو جائے گی، اس لیے بہتر ہے کہ اپنے حق میں سے کچھ چھوڑ دوں۔ اگر قاضی دیکھے کہ ایسا کرنے میں حرج نہیں تو وہ اس کی اجازت دے سکتا ہے۔

[6] یعنی لوگ بخل کی طرف مائل رہتے ہیں اور خرچ سے خواہ وہ مفید ہو پرہیز کرتے ہیں۔

[7] یعنی ظاہری مساوات نہ کرنے کی صورت میں تعدّدِ ازدواج سے منع کیا گیا ہے۔ ورنہ نہ باطنی سلوک ایک سا ہو سکتا ہے نہ وہ موجبِ مناعی ہے۔

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾

اور اگر وہ (دونوں) علیحدگی اختیار کریں تو اللہ (ان میں سے) ہر ایک کو اپنی طرف سے کشائش دے کر غنی بنا دے گا اور اللہ وسعت دینے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ہم نے انھیں (بھی) اور تمھیں (بھی) تاکیدی حکم دیا (ہوا) ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اگر تم انکار کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے نیاز (اور) ان گنت تعریفوں کا مستحق ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہر ضروری حفاظت کرنے والا ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾

اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تمھیں مار دے اور اَور (لوگوں) کو لے آئے۔ اور اللہ اس (امر) پر (پورا پورا) قادر ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا ۢ بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

جو شخص دُنیا کا بدلہ چاہتا ہو تو (وہ سُن لے کہ) اللہ کے پاس دُنیوی اور اُخروی (دونوں قسم کے) انعام ہیں اور اللہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کے لیے[1] گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو تمھاری گواہی تمھارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔ اگر وہ (جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے) غنی ہے یا محتاج ہے تو (دونوں صورتوں میں) اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ اس لیے تم (کسی ذلیل) خواہش کی پیروی نہ کیا کرو تا عدل کر سکو اور اگر تم (کسی شہادت کو) چھپاؤ گے یا (اظہار حق سے) پہلو تہی کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ

اے ایماندارو! اللہ اور اس کے رسول (پر) اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر جو اس نے (اس سے) پہلے اتاری ہے ایمان لاؤ اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور بعد میں

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کی خاطر سچی گواہی دیا کرو۔

ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۱۳۶﴾

آنے والے دن کا انکار کرے تو (سمجھ لو کہ) وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑ گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّمۡ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَـغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَـهۡدِيَهُمۡ سَبِيۡلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الۡمُنٰفِقِيۡنَ بِاَنَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمَا ﴿۱۳۸﴾

اور جو لوگ ایمان لائے پھر انھوں نے انکار کر دیا، پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا۔ پھر کفر میں (اور بھی) بڑھ گئے۔ اللہ انھیں ہرگز معاف نہیں کر سکتا اور نہ انھیں (نجات کا) کوئی راستہ دکھا سکتا ہے تو منافقوں کو (یہ) خبر سنا دے کہ ان کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

اۨلَّذِيۡنَ يَتَّخِذُوۡنَ الۡـكٰفِرِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ ؕ اَيَبۡتَغُوۡنَ عِنۡدَهُمُ الۡعِزَّةَ فَاِنَّ الۡعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيۡعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾

جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست بناتے ہیں۔ کیا وہ اُن کے پاس عزت کے خواہاں ہیں (اگر ایسا ہے) تو (وہ یاد رکھیں کہ) عزت سب (کی سب) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الۡكِتٰبِ اَنۡ اِذَا سَمِعۡتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكۡفَرُ بِهَا وَيُسۡتَهۡزَاُ بِهَا فَلَا تَقۡعُدُوۡا مَعَهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖ ‌ۖ اِنَّكُمۡ اِذًا مِّثۡلُهُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡكٰفِرِيۡنَ فِىۡ جَهَنَّمَ جَمِيۡعَا ۙ ﴿۱۴۰﴾

اور اس نے اس کتاب میں تم پر یہ (حکم) اتار چھوڑا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کے متعلق اظہار انکار سنو یا ان سے استہزا ہوتا ہوا سنو۔ تو اُن (ہنسی کرنے والوں) کے ساتھ (اس وقت تک) نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مشغول (نہ) ہو جائیں۔ تم اس (ہنسی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے کی صورت میں یقیناً اُن جیسے (متصور) ہو گے اللہ منافقوں اور کافروں سب کو یقیناً جہنم میں اکٹھا کر کے رہے گا۔

اۨلَّذِيۡنَ يَتَرَبَّصُوۡنَ بِكُمۡ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَـكُمۡ فَتۡحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَكُنۡ مَّعَكُمۡ ۖ وَاِنۡ كَانَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ نَصِيۡبٌ ۙ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَيۡكُمۡ وَنَمۡنَعۡكُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ‌ ؕ فَاللّٰهُ يَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ ؕ وَلَنۡ يَّجۡعَلَ اللّٰهُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَبِيۡلًا ﴿۱۴۱﴾ ع

(اُن منافقوں کو) جو تمہارے متعلق تباہی کی انتظار میں رہتے ہیں اور اگر تمہیں اللہ کی طرف سے کوئی فتح (حاصل) ہو تو (تم سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح کا) کوئی حصہ ملے تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں آ گئے تھے[1] اور (ہم نے) تمہیں مومنوں سے (نہیں) بچایا تھا۔ پس اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

---

[1] یعنی اس سے پہلے ایک موقع پر کیا مسلمان غالب نہیں آ گئے تھے۔ جو ہماری ہی فتح تھی۔ مگر ہم نے اُن سے سفارشیں کر کے تم کو بچا لیا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۴۳﴾

منافق یقیناً اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور وہ اُنھیں اُن کے دھوکے کی سزا دے گا۔ اور جب وہ نماز (کی طرف جانے) کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سُستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔

مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ﴿۱۴۴﴾

اُن کی حالت (ریا کاری اور غفلت کے) درمیان درمیان ہوتی ہے نہ وہ اِن (مومنوں) کے ساتھ ہیں اور نہ وہ اُن (کافروں) کے ساتھ ہیں اور جسے اللہ ہلاک کر دے[1] تو اس کے لیے ہرگز (نجات کا) کوئی راستہ نہیں پائے گا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۱۴۵﴾

اے ایمان دارو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کو اپنے خلاف کُھلے (کُھلے الزام رکھنے) کا موقعہ دو۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ﴿۱۴۶﴾

منافق یقیناً جہنم کی گہرائی کے سب سے نچلے حصّہ میں ہوں گے اور تُو ہرگز (کسی کو) اُن کا مددگار نہیں پائے گا۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۱۴۷﴾

سوائے اُن لوگوں کے جنھوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور اللہ کے ذریعہ سے (اپنی) حفاظت چاہی اور اپنی عبادت کو اللہ کے لیے خالص کر دیا سو یہ لوگ مومنوں میں شامل ہیں اور اللہ مومنوں کو عنقریب بڑا اجر دے گا۔

مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِیْمًا ﴿۱۴۸﴾

اگر تم شُکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمھیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ (تو) قدر دان اور بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] آیت میں اَضَلَّ کا لفظ ہے۔ جس کے ایک معنے ہلاک کرنے کے بھی ہیں۔ (اقرب)

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

اللہ بُری بات کے اظہار کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ اس ظلم کا اظہار کر سکتا ہے (اور اللہ بہت سُننے والا (اور) خوب جاننے والا ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

اگر تم کسی نیکی کو ظاہر کرو یا اُسے چھپاؤ یا کسی کی بدی کو معاف کرو تو (جان لو کہ) اللہ یقیناً بہت معاف کرنے والا (اور) بہت قدرت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ ﴿۱۵۰﴾

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسُولوں کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسُولوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض (رسُولوں) کو مانیں گے اور بعض کا انکار کریں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان (درمیان) کوئی راہ اختیار کریں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾

وہ لوگ یقیناً پکے کافر ہیں۔ اور کافروں کے لیے ہم نے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے (تمام)[1] رسولوں پر ایمان لے آئے اور انھوں نے ان (رسولوں) میں سے کسی ایک کے درمیان (بھی) تفریق نہیں کی۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ وہ انھیں جلدی ان کے اجر دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

اہلِ کتاب[2] تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اُن پر آسمان سے ایک کتاب نازل کرے (اس پر تعجب نہ کر کیونکہ) انھوں نے موسیٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا۔ انھوں نے اس سے کہا تھا کہ تو ہمیں اللہ ظاہر میں دکھا دے تب اُن کے ظلم کے سبب سے انھیں مہلک عذاب نے پکڑ لیا اور انھوں نے بچھڑے کو جبکہ ان کے پاس کھلے (کھلے) نشانات آچکے تھے (اپنا معبود) بنا لیا۔ پھر ہم نے اِس (قصور) سے (بھی) درگذر کیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو کھلا (کھلا) غلبہ دیا۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ

اور ہم نے اُن سے (پختہ) عہد لیتے ہوئے اُن پر طور[3] کو بلند کیا اور ہم نے اُن

---

[1] لفظ رسول کی جمع نے "تمام" کے معنے پیدا کیے ہیں۔ اس لیے "تمام" کا لفظ ترجمہ میں رکھا گیا ہے۔ ورنہ عربی میں تمام کا لفظ نہیں ہے۔

[2] اہلِ کتاب میں مسیحی اور یہودی دونوں شامل ہیں۔ مگر اس جگہ اہلِ کتاب سے مراد صرف یہودی ہیں کیونکہ آگے یہ ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت مریمؑ پر بہتان باندھتے تھے اور انھوں نے حضرت مسیحؑ کو صلیب پر لٹکا کر مارنے کی کوشش کی اور یہ کام یہود کا تھا مسیحیوں کا نہیں تھا۔

[3] یعنی ان کو طور کے دامن تک لے گئے اور انھیں سامنے اونچا پہاڑ نظر آنے لگا جیسے صحیح بخاری باب الہجرۃ کی حدیث میں حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں ۔ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَّهَا ظِلٌّ ۔ کہ ہمیں سامنے بڑی چٹان دکھائی دی جس کا سایہ تھا۔

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

سے کہا کہ اِس دروازہ میں پُوری فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل ہو۔ اور ہم نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ سبت (کے معاملہ) میں زیادتی نہ کرو۔ اور ہم نے ان سے ایک پختہ عہد لیا۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾

پھر اُن کے اپنے عہد کو توڑ دینے (کے سبب سے) اور اُن کے اللہ کی آیتوں کا انکار اور اُن کے نبیوں کو قتل[1] کرنے کی بلاوجہ کوشش (کے سبب سے) اور (یہ بات) کہنے کے سبب سے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں (یہ پردوں میں) نہیں بلکہ اللہ نے اُن کے کفر کے سبب سے اُن (کے دلوں) پر مُہر کر دی ہے اس لیے وہ بالکل ایمان نہیں لاتے۔

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰي مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

نیز اُن کے کفر (کے سبب سے) اور ان کے[2] مریم پر (ایک بہت) بڑا بہتان باندھنے کے سبب سے۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾

اور اُن کے (یہ بات) کہنے کے سبب سے کہ اللہ کے رسول مسیح عیسٰی ابن مریم کو ہم نے یقیناً قتل کر دیا ہے (یہ سزا اُن کو ملی ہے) حالانکہ نہ انھوں نے اُسے قتل کیا اور نہ انھوں نے اُسے صلیب پر لٹکا کر مارا بلکہ وہ اُن کے لیے (مصلوب کے) مشابہ[3] بنا دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس (یعنی مسیح کے صلیب سے زندہ اُتارے جانے) میں اختلاف کیا ہے وہ یقیناً اس (کے زندہ اُتارے جانے کی وجہ) سے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ انھیں اس کے متعلق کوئی بھی (یقینی) علم نہیں ہے۔ ہاں (صرف ایک) وہم[4] کی پیروی (کر رہے ہیں) اور انھوں نے اس (واقعہ کی اصلیت) کو پوری طرح نہیں سمجھا (اور جو سمجھا ہے غلط سمجھا ہے)[5]

---

[1] اس جگہ سب نبیوں کے قتل کا ذکر ہے اور سب تاریخیں اس پر متفق ہیں کہ سب نبیوں کو اُنھوں نے قتل نہیں کیا۔ پس اس جگہ قتل کے ارادہ کا ذکر ہے اور مصدر یا فعل کبھی مکمل ہوتا ہے کبھی ادھورا اور دونوں کے لیے ایک لفظ بولا جاتا ہے پس اس جگہ بھی قتل سے مراد قتل کا ارادہ یا ایسی تکلیفیں ہیں جن کا نتیجہ بعض دفعہ قتل ہوتا ہے۔

[2] دیکھو نوٹ آیت نمبر ۱۵۴۔

[3] مطلب یہ کہ مسیح کو صلیب پر لٹکانے کے بعد اس کے بے ہوش ہو جانے کی وجہ سے بعض لوگوں نے خیال کیا کہ وہ صلیب پر مر گئے ہیں۔ عربی میں صَلَبَ کا لفظ صلیب پر چڑھانے اور ہڈیاں توڑنے کے لیے استعمال ہوتا ہے چونکہ مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں اس لیے مَا صَلَبُوْهُ کہا گیا ہے۔

[4] یعنی تمام حالات صلیب پر مرنے کے خلاف تھے مگر چونکہ یہود کا دل چاہتا تھا کہ مسیح صلیب پر مریں۔ اس لیے اپنے ہی وہم کا شکار ہو کر وہ مسیح کی صلیبی موت پر یقین لاتے رہے۔

[5] قَتَلَ الشَّیْءَ خُبْرًا کے معنے ہیں اَحَاطَ بِهٖ عِلْمًا۔ کہ کسی چیز کو علم کے لحاظ سے پوری طرح سمجھ لیا۔ پس مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کے معنے ہونگے انھوں نے اس واقعہ کی اصلیت کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ اور نہ اپنے ظن کو یقین کے ساتھ بدلا۔ اسی طرح اس آیت کے ایک معنے یہ ہیں کہ یہ یقینی بات ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۹﴾

واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اُسے اپنے حضور میں عزّت (و رفعت) دی تھی (اور وہ صلیب[1] پر مر نہیں گیا تھا) کیونکہ اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۶۰﴾ ۚ

اہلِ کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ) پر اپنی موت[2] سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے۔ اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۱﴾ ۙ

پس (اس) ظلم کی وجہ سے جو یہودیوں کی طرف سے ظہور میں آیا ہم نے وہ پاکیزہ اشیاء جو (پہلے) ان کے لیے حلال کی گئی تھیں اُن پر حرام[3] کر دیں اور (نیز) اللہ کی راہ سے بہتوں کو روکنے کے سبب سے (ان کو یہ سزا ملی)

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

اور اُن کے سُودی کاروبار کرنے کی وجہ سے بھی حالانکہ اس سے ان کو روکا[4] گیا تھا (نیز) لوگوں کے اموال کو ان کے ناحق کھانے کے سبب سے (ان کو یہ سزا ملی) اور ہم نے اُن میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

لیکن ان (یہود) میں سے جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ اور (نیز) مومن (مسلم) اس (کلامِ الٰہی) پر جو تجھ پر اُتارا گیا ہے اور جو کچھ تجھ سے پہلے اُتارا گیا تھا ایمان لاتے ہیں اور (خصوصاً) نماز کو ٹھیک طور پر پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر

---

[1] تورات میں ہے کہ جو صلیب پر مرے یعنی کاٹھ پر لٹکایا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے (استثنا باب ۲۱- آیت ۲۳)

[2] مفسرین اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں کہ تمام اہلِ کتاب مسیحؑ کی موت سے پہلے اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن یہ معنے درست نہیں کیونکہ یہاں اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کے الفاظ ہیں جو بتاتے ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے ہر فرد کا ایمان لانا ضروری ہے۔ حالانکہ لاکھوں یہودی ایسے ہیں جو مسیحؑ کے زمانہ سے اب تک فوت ہو چکے ہیں لیکن ان کو مسیحؑ پر ایمان لانا نصیب نہیں ہُوا پس ہم نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ہر ایک (یعنی یہودی اور مسیحی) اپنی موت سے پہلے پہلے یہ مانتا رہے گا کہ مسیحؑ صلیب پر مر گئے ہیں۔ یہودی اس لیے کہ وہ مسیحؑ کو لعنتی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور عیسائی اس لیے کہ وہ کفارہ کی بنیاد اس پر رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب اِن میں سے کوئی شخص وفات پا جائے گا تو اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا بلکہ وہ صلیب سے زندہ اُترآیا تھا۔ ہمارے معنے اس لیے بھی درست ہیں کہ اس آیت کی دوسری قرأت قَبْلَ مَوْتِهِمْ آئی ہے جو بتاتی ہے کہ مسیحؑ کی موت سے پہلے یہود و نصاریٰ ایسا ایمان نہیں لائیں گے۔ بلکہ ہر یہودی اور ہر عیسائی اپنی موت سے پہلے ایسا سمجھتا رہے گا۔ کیونکہ هُمْ جمع ضمیر غائب ہے اس کا مرجع مسیح علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔

[3] یعنی مسیحؑ کی تعلیم کے انکار کی وجہ سے دین کا دروازہ ان پر بند کر دیا گیا۔

[4] خروج باب ۲۲- آیت ۲۵، اور احبار باب ۲۵- آیت ۳۶ و ۳۷ میں یہودیوں سے سود لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ لیکن استثنا باب ۲۳، آیت ۲۰ میں یہود کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بنی اسرائیل کو سود لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ درحقیقت یہ ایک تحریف ہے جو قرآن کریم کے رُو سے یہودیوں نے اپنے تجارتی کاروبار کے لیے بائبل میں کی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر قسم کے سودی کاروبار سے منع کیا ہُوا تھا۔ پس جو کچھ بائبل میں لکھا ہے، وہ یہودی تحریف کا نتیجہ ہے۔

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان لانے والے لوگوں کو ہم ضرور بہت بڑا اجر دیں گے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾

جس طرح ہم نے نوح اور اس کے بعد (دوسرے) تمام انبیاء پر وحی (نازل) کی تھی، یقیناً تجھ پر (بھی) ہم نے وحی (نازل) کی ہے اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد اور عیسیٰ اور ایّوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر (بھی) وحی (نازل) کی تھی اور ہم نے داؤد کو (بھی) ایک کتاب دی تھی۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿۱۶۴﴾

اور کئی ایسے رسول ہیں جن کی خبر ہم (اس سے) پہلے تجھے دے چکے ہیں اور کئی ایسے رسول ہیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے خوب اچھی طرح کلام کیا تھا۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

ہم نے انھیں (یعنی موسیٰ کے ساتھ ذکر کیے گئے رسولوں کو) بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول بنا کر بھیجا تھا تا لوگوں کا ان رسولوں کے (مبعوث ہونے کے) بعد اللہ پر کوئی الزام نہ رہے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾

لیکن اللہ اُس (کلام) کے ذریعہ سے جو اُس نے تجھ پر اُتارا ہے گواہی دیتا ہے کہ اُس نے اسے اپنے علم پر مشتمل کر کے اُتارا ہے اور ملائکہ (بھی) گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی سب پر مقدّم ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا ہے وہ یقیناً پرلے درجے کے گمراہ ہو گئے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾

جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اور ظلم کیا ہے اللہ اُنھیں ہرگز معاف نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ انھیں جہنم کے سوا کوئی راہ دکھا سکتا ہے۔

اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

وہ اس (جہنم) میں ایک (لمبے) عرصہ تک رہتے چلے جائیں گے اور یہ (بات) اللہ کے لیے آسان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

اے لوگو! یہ[1] رسول تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق لے کر آچکا ہے اس لیے تم ایمان لے آؤ۔ (یہ) تمھارے لیے اچھا ہوگا۔ اور اگر تم انکار کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یقیناً اللہ ہی کا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

---

[1] اَلْ کا ترجمہ ”یہ“ کیا گیا ہے۔

يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ لَا تَغْلُوا۟ فِى دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْحَقَّ ۚ إِنَّمَا ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلْقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ ۖ وَلَا تَقُولُوا۟ ثَلَٰثَةٌ ۚ ٱنتَهُوا۟ خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ ۖ سُبْحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٌ ۘ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ﴿١٧١﴾

اے اہلِ کتاب[1]! تم اپنے دین (کے معاملہ) میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ کے متعلق سچی بات کے سوا کچھ (بھی) نہ کہا کرو۔ مسیح عیسٰی ابن مریم اللہ کا صرف (ایک) رسول اور اس کی (ایک) بشارت[2] تھا جو اس نے مریم پر نازل کی تھی اور اس کی طرف سے ایک رحمت تھا۔ اس لیے تم اللہ (پر) اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ اور (یوں) نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں (اس امر سے) باز آجاؤ (یہ) تمھارے لیے بہتر ہوگا۔ اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ (اس بات سے) پاک ہے کہ اُس کے ہاں اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) اُسی کا ہے اور اللہ کی حفاظت کے بعد اور کسی حفاظت کی ضرورت نہیں۔

لَّن يَسْتَنكِفَ ٱلْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ﴿١٧٢﴾

مسیح ہرگز اس (امر) کو بُرا نہیں منائے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ متصوّر ہو اور نہ (ہی) مقرب فرشتے (اسے بُرا منائیں گے) اور جو (لوگ) اس کی عبادت سے بُرا منائیں اور تکبّر کریں وہ (یعنی خدا تعالٰی) ضرور اُن سب کو اپنے حضور میں اکٹھا کرے گا۔

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِۦ ۖ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسْتَنكَفُوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧٣﴾

پھر جو لوگ مومن تھے اور انھوں نے نیک (اور ایمان کے مناسب حال) عمل کیے تھے انھیں وہ اُن کے پُورے پُورے بدلے دے گا۔ اور اپنے فضل سے انھیں (اور بھی) زیادہ دے گا۔ اور جن لوگوں نے بُرا منایا تھا اور تکبّر کیا تھا انھیں وہ دردناک عذاب دے گا۔ اور وہ اللہ کے سوا (کسی کو) اپنا دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدْ جَآءَكُم بُرْهَٰنٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٧٤﴾

اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے ایک کُھلی دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمھاری طرف (نہایت) روشن نُور اُتارا ہے۔

فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَٱعْتَصَمُوا۟ بِهِۦ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِى رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَٰطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿١٧٥﴾

پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں اور انھوں نے اس کے ذریعہ سے (اپنا) بچاؤ کیا ہے انھیں وہ ضرور اپنی ایک بڑی رحمت اور بڑے فضل میں داخل کرے گا اور انھیں اپنی طرف آنے والی ایک سیدھی راہ دکھائے گا۔

---

[1] اس جگہ اہلِ کتاب سے مراد عیسائی ہیں نہ کہ یہودی۔ کیونکہ یہ عقاید (جن کا ردّ کیا گیا ہے) عیسائیوں کے ہیں۔

[2] کَلِمَة کے معنے بشارت کے بھی ہوتے ہیں (فتح البیان)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۱۷۷ ع ۲۴

وہ تجھ سے (ایک قسم کے کلالہ[1] کے متعلق) فتویٰ پوچھتے ہیں، تُو کہہ دے اللہ تمھیں (ایسے) کلالہ کے متعلق حکم سناتا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے کہ اس کے اولاد نہ ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو جو کچھ اس نے چھوڑا ہو اس کا نصف اس (بہن) کا ہوگا۔ اور اگر (وہ بہن مرجائے اور) اس کے اولاد نہ ہو تو وہ (یعنی اس کا بھائی) اس (کے سب ترکہ) کا وارث ہوگا اور اگر دو بہنیں ہوں تو جو کچھ اس (بھائی) نے چھوڑا ہو اس کا دو تہائی اُن کا ہوگا اور اگر وہ (وارث) بھائی بہنیں ہوں۔ مرد (بھی) اور عورتیں (بھی) تو (اُن میں سے) مرد کا (حصّہ) دو عورتوں کے حصّہ کے برابر ہوگا۔ اللہ تمھارے لیے (یہ باتیں) تمھارے گمراہ ہوجانے (کے خدشہ) کی بنا پر بیان کرتا ہے اور اللہ ہر ایک امر کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] میرے ایک استاد کہا کرتے تھے کہ اس جگہ کلالہ سے مراد مسیحؑ ہے کیونکہ اوپر انہی کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
کلالہ کے ورثہ کی تقسیم کے متعلق ایک حکم سورۃ نساء کی آیت ۱۳ میں گزر چکا ہے۔ اس جگہ کلالہ کے ورثہ کی تقسیم کا جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے، وہ پہلے سے مختلف ہے۔ سورۃ نساء کی آیت ۱۳ میں یہ ذکر تھا کہ اگر کلالہ مرجائے اس کے بہن بھائی ماں کی طرف سے ہوں تو اُن کو $\frac{1}{6}$ یا $\frac{1}{3}$ ملیگا۔ لیکن اِس جگہ اُس کلالہ کا ذکر ہے جس کے بہن بھائی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہوں یا صرف باپ کی طرف سے۔

سُوۡرَةُ الۡمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ مَعَ الۡبَسۡمَلَةِ مِائَةٌ وَّاِحۡدٰى وَعِشۡرُوۡنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوۡعًا

سورۃ مائدہ - یہ سورۃ مدنی[1] ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو اکیس[121] آیتیں اور سولہ[16] رکوع ہیں -

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ②

اے ایماندارو! (اپنے) اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے چرندوں (کی قسم) کے چار پائے سوائے اُن کے جو تمھیں (قرآن میں) پڑھ کر سنائے جائیں گے حلال قرار دیئے گئے ہیں، بشرطیکہ تم (اس اجازت کی وجہ سے) احرام کی حالت میں شکار کرنا جائز نہ سمجھ لو۔ اللہ یقیناً جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے -

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَۤائِدَ وَلَاۤ اٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ③

اے ایماندارو! اللہ کے (مقرر کردہ) نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینہ کی اور نہ (حرم کی طرف لیجائی جانے والی) قربانی کی اور نہ (ایسی قربانیوں کی) جن کے گلے میں حرم کے ذبیحہ کے نشان کے طور پر ہار پہنائے گئے ہوں اور نہ بیت الحرام کی طرف جانے والے لوگوں کی جو اپنے ربّ کے فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں ہیں۔ اور جب تم احرام کھول دو تو (بیشک) شکار کرو۔ اور (ایک قوم کی (تمھارے ساتھ یہ) عداوت کہ انھوں نے تمھیں مسجد حرام سے روکا تھا تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم زیادتی کرو اور تم نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں باہم (ایک دوسرے کی) مدد کرو۔ اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کیا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کی سزا یقیناً سخت (ہوتی) ہے۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ

تم پر مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر اللہ کے سوا کسی اور (کا) نام بلند کیا گیا ہو اور گلا گھٹنے سے مرا ہُوا یا کسی کُند آلے کی چوٹ سے مرا ہُوا۔ اور بلندی سے گر کر مرا ہُوا۔ اور سینگ لگنے سے مرا ہُوا (جانور) اور جسے (کسی) درندہ نے کھا لیا ہو۔ سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا ہو۔ اور جس (جانور) کو کسی بُت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو حرام کیا گیا ہے اور تیروں کے ذریعہ سے حِصّہ معلوم کرنا (بھی)۔ ایسا کام کرنا نافرمانی (میں اخل)

---

[1] یہ سورۃ مدنی ہے۔ صلح حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے نازل ہوئی تھی اس کا کچھ حِصّہ فتح مکّہ کے سال میں اور کچھ حِصّہ حجۃ الوداع میں نازل ہوا تھا۔

وَاخْشَوْنِ ۚ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴﴾

ہے۔ جو لوگ کافر ہیں وہ آج تمہارے دین (کو نقصان پہنچانے) سے نا امید ہو گئے ہیں۔ اس لیے تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے (فائدہ کے) لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے لیکن جو شخص بھوک (کی حالت) میں مجبور ہو جائے اور وہ گناہ کی طرف جھکنے والا نہ ہو (اور حرام چیزوں میں سے کچھ کھالے) تو (یاد رکھو کہ) اللہ یقیناً (مجبوری کی غلطیوں کو) بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵﴾

(مسلمان) تجھ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا (کچھ) حلال کیا گیا ہے۔ تو کہہ دے کہ تمہارے لیے (سب) پاکیزہ چیزیں[1] حلال کی گئی ہیں اور (نیز) شکاری جانوروں میں سے جنھیں تم شکار کی تعلیم دے کر سدھاؤ، جو نکہ تم انھیں اس (علم) کے ذریعہ سے سکھاتے ہو جو اللہ نے تمھیں سکھایا ہے[2] تو جس (شکار) کو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اس میں سے کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۡ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ

آج تمہارے لیے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور تمہارے لیے اُن لوگوں کا (پکا ہوا) کھانا[3] جنھیں کتاب دی گئی تھی حلال ہے اور تمہارا (پکا ہوا) کھانا اُن کے لیے حلال ہے اور پاکدامن مومن عورتیں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اُن میں سے پاکدامن عورتیں جبکہ تم انھیں نکاح[4] میں لاکر (نہ کہ بدکاری کے مرتکب ہو کر) اور نہ (ہی)

---

[1] اسلام کا اصل یہ ہے کہ تمام کھانے کی چیزیں حلال ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ پاکیزہ ہوں یعنی صحت اور اخلاق پر بُرا اثر نہ ڈالتی ہوں، یا سوسائٹی میں ان کا کھانا پراگندگی نہ پیدا کرتا ہو۔

[2] یعنی سدھایا ہوا شکاری جانور جو کام کرتا ہے وہ اس کے سکھانے والے کی طرف منسوب ہوگا اور وہ انسان ہے۔ پس سدھے ہوئے شکاری جانور کا مارا ہُوا بمنزلہ ذبح کیے ہوئے کے ہے۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ شکاری جانور کو چھوڑنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لو تاکہ اس کا مارا ہُوا بمنزلہ ذبیحہ کے ہو جائے۔

[3] یعنی ان کے ذبیحے حلال ہیں بشرطیکہ ان پر تکبیر پڑھ لی جائے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے (بخاری کتاب الذبائح والصید) یہ حکم اس لیے دیا کہ تورات کی شریعت کے مطابق امّتِ موسیٰ کے سب کھانے بھی وہی ہیں جن کو اسلام نے جائز رکھا ہے۔ اور اگر مسیحی مسیحؑ کی تعلیم کے مطابق تورات پر عمل کریں تو وہ بھی اسی حکم میں ہیں اور اگر علم ہو جائے کہ وہ حرام کھاتے ہیں تو پھر اس پر واقعات کے مطابق فتویٰ لگے گا۔ یہودی یا مسیحی ہونا کافی نہ ہوگا۔ کیونکہ کئی پُرانے اور نئے مسیحی فرقے تورات کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔

[4] مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ کے متعلق دیکھو نوٹ سورۂ نساء آیت ۲۶۔

غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶

پوشیدہ دوست بناکر اُن کے مہر اُنھیں دے دو (تمھارے لیے جائز ہیں) اور جو شخص ایمان رکھتے ہوئے کفر اختیار کرتا ہے تو (سمجھو کہ) اس کا عمل ضائع ہو گیا اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔

ع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷

اے ایماندارو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے مُنہ (بھی) اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ (بھی) دھو لیا کرو۔ اور اپنے سروں کا مسح کیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں (بھی دھو لیا کرو) اور اگر تم جنبی ہو تو نہا لیا کرو۔ اور اگر تم بیمار (ہو) یا سفر (کی حالت) میں ہو اور تم جنبی ہو، یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرور سے آئے اور تم نے عورتوں سے مباشرت بھی کی ہو اور تمھیں پانی نہ ملے، تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اس سے (کچھ مٹی لیکر) اپنے مونہوں اور اپنے ہاتھوں کو ملو۔ اللہ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرنا چاہتا، ہاں وہ تمھیں پاک کرنا اور تم پر اپنے احسان کو پورا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۸

اور جو احسان اللہ کا تم پر ہے (اُسے بھی) اور اس پختہ عہد کو (بھی) جو اس نے تم سے (اس وقت) لیا تھا جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سُن لیا ہے اور ہم فرمانبردار ہو گئے ہیں یاد رکھو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ سینوں کی باتوں (تک) کو خوب جانتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۹

اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لیے استادہ ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو (تم انصاف کرو) وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک عمل کیے ہیں اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے بخشش اور (بہت) بڑا اجر (مقدر) ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۱

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہ لوگ دوزخی ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ

اے ایماندارو! تم اللہ کی اپنے اوپر نعمت یاد کرو (جو اُس وقت ہوئی تھی) جبکہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تم پر دست درازی کرے۔ تب اس نے اُن کے ہاتھ تم سے روک

لہ اس کی وضاحت کے لیے دیکھو نوٹ سورہ نساء آیت ۴۴۔

عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑫ ع

لیے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور مومنوں کو اللہ (ہی) پر توکّل کرنا چاہیئے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ⑬

اور اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے یقیناً بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا ہُوا ہے اور ہم نے اُن میں سے بارہ سردار کھڑے کیے تھے اور (اُن سے) فرمایا تھا (کہ) اگر تم نماز کو سنوار کر پڑھو گے اور زکوٰۃ دو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی ہر طرح مدد کرو گے اور اُس (یعنی اللہ) کو (اپنے مال کا) ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر دو گے تو میں یقیناً تمھارے ساتھ ہوں (اور) میں ضرور تم سے تمھاری بدیاں مٹا دوں گا۔ اور میں یقیناً تمھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی۔ مگر جو (شخص) تم میں سے اس کے بعد بھی انکار سے کام لے تو (وہ سمجھ لے کہ) وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑭

اور[1] اُن کے اپنا پختہ عہد توڑ دینے کے سبب سے ہم نے اُن پر لعنت کی تھی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا تھا چنانچہ وہ (کتاب کے) الفاظ کو ان کی جگہوں سے (دل) بدل دیتے ہیں اور جس بات کی انھیں نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصّہ بھلا بیٹھے ہیں اور تو ان کے چند (ایک افراد) کے سوا ہمیشہ ان (کی طرف) سے کسی (نہ کسی) خیانت پر اطلاع پاتا رہے گا سو تو انھیں معاف کر اور ان سے درگذر کر اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبّت کرتا ہے۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ⑮

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے (بھی) عہد لیا تھا پھر انھوں نے (بھی) جس بات کی انھیں نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک حصّہ بُھلا دیا تب ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت[2] اور سخت دشمنی ڈال دی۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اللہ اس پر انھیں جلد آگاہ کرے گا۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ⑯

اے اہل کتاب! ہمارا رسول تمھارے پاس آچکا ہے (اور) جو کچھ تم کتاب میں سے چھپاتے تھے وہ اس میں سے بہت (سا حصّہ) تم سے بیان کرتا ہے اور بہت سے قصوروں کو بھی معاف کرتا ہے (ہاں) تمھارے لیے اللہ کی طرف سے ایک نُور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے۔

---

[1] فاء کا ترجمہ اَور بھی ہوتا ہے۔

[2] کیسی زبردست پیشگوئی ہے جس میں عیسائی قوموں کی باہمی عداوت کی خبر دی گئی ہے تا مسلمان اپنی کمزوری کے وقت میں مایوس نہ ہوں اور اس پیشگوئی کی وجہ سے ان کی ڈھارس بندھتی رہے۔

يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٧﴾

اللہ اس کے ذریعہ سے اُن (لوگوں) کو جو اس کی رضا کی (راہ) پر چلتے ہیں سلامتی کی راہوں پر چلاتا ہے اور اپنے حکم سے انھیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکال کر لے جاتا ہے اور سیدھے راستہ کی طرف اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨﴾

جو لوگ کہتے ہیں کہ یقیناً اللہ ہی مسیح ابن مریم[1] ہے، وہ بلاشبہ کافر ہو گئے ہیں۔ تو (اُن سے) کہہ دے۔ اگر اللہ[2] مسیح ابن مریم (کو) اور اس کی ماں (کو) اور (اُن) تمام لوگوں کو جو زمین میں (پائے جاتے) ہیں۔ ہلاک کرنا چاہے تو اس کے مقابلہ میں کون کسی بات کی طاقت رکھتا ہے اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان (پایا جاتا) ہے اُن (سب) پر حکومت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو (کچھ) چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر ایک بات پر پورا (پورا) قادر ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؗ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٩﴾

اور یہودی اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے (ہیں) اور اس کے پیارے ہیں۔ تو کہہ دے کہ پھر وہ تمھارے قصوروں کے سبب سے تمھیں عذاب کیوں دیتا ہے (یوں نہیں جو تم کہتے ہو) بلکہ جو (دوسرے آدمی) اُس نے پیدا کیے ہیں تم (بھی) اُن (ہی) کی قسم کے آدمی ہو۔ وہ جسے پسند کرتا ہے بخشتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے عذاب دیتا ہے اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان (دونوں) کے درمیان ہے ان (سب) پر حکومت اللہ ہی کی ہے اور اسی کی طرف (سب نے) پھر کر جانا ہے۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٠﴾ ع

اے اہل کتاب تمھارے پاس ہمارا رسول آ چکا ہے وہ رسولوں کے انقطاع کے بعد تم سے (ہماری باتیں) بیان کرتا ہے تاکہ تم (یہ)[3] نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی بشارت دینے والا آیا ہے اور نہ ڈرانے والا۔ سو تمھارے پاس ایک بشارت دینے والا اور ڈرانے والا آگیا ہے۔ اور اللہ ہر ایک بات پر پورا (پورا) قادر ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اور (تم اس وقت کو یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم تم اللہ

[1] یعنی دونوں ایک سا درجہ رکھتے ہیں۔

[2] یہ آیت وفاتِ مسیح کا ثبوت ہے، اگر مسیح اور اس کی ماں کو اللہ تعالیٰ نے مارا نہیں تو یہ آیت ایک بے دلیل دعویٰ بن جاتی ہے۔

[3] اس جگہ عبارت سے "نہ" نکالا گیا ہے اور چونکہ اسے ہم بریکٹ میں نہیں لا سکتے تھے اسے ظاہر کر دیا گیا ہے۔ عربی میں اَنْ کے ساتھ جو مصدر بنے عام طور پر اس جگہ "نہ" کا لفظ محذوف سمجھا جاتا ہے اور اس جگہ بھی اَنْ کا بنایا ہوا مصدر مذکور ہے اس لیے موقعہ کے مطابق ہم نے "نہ" محذوف نکالا ہے۔

عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۰﴾

کے (اس) احسان کو یاد کرو جو اُس نے (اس وقت) تم پر کیا تھا جب اس نے تم میں نبی مقرر کیے تھے اور تمہیں بادشاہ بنایا تھا[1] اور تمہیں وہ کچھ دیا تھا جو دنیا کی معلوم[2] قوموں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِىْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

اے میری قوم! (یعنی قوم موسیٰ) تم اس پاک کی ہوئی زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ رکھی ہے اور اپنی پیٹھوں کے رُخ نہ لوٹ جانا ورنہ تم نقصان اُٹھا کر لوٹو گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖۗ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

انھوں نے (جواب میں) کہا کہ اے موسیٰ! اس (ملک) میں یقیناً ایک سرکش قوم[3] (رہتی) ہے اور جب تک وہ (لوگ) اس میں سے نہ نکل جائیں ہم اس میں ہرگز ہرگز داخل نہ ہوں گے۔ ہاں اگر وہ اس میں سے نکل جائیں تو ہم یقیناً داخل ہو جائیں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

(تب) جو لوگ (اللہ سے) ڈرتے تھے ان میں سے دو شخصوں[4] نے جن پر اللہ نے احسان کیا تھا (انھیں) کہا کہ تم (ان پر حملہ آور ہو کر) ان کے خلاف (چڑھائی کرتے ہوئے) اس دروازہ میں داخل ہو جاؤ۔ جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو تم یقیناً غالب آ جاؤ گے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر (توکل کرو) پھر (ہم کہتے ہیں اسی پر) توکّل کرو۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا

انھوں نے کہا کہ اے موسیٰ! جب تک وہ (لوگ) اس میں ہیں ہم اس زمین میں کبھی بھی داخل

---

[1] تاریخ سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل جب پہلے زمانہ میں ہجرت کر کے مصر گئے تو رفتہ رفتہ وہاں انھوں نے اس قدر غلبہ حاصل کر لیا کہ مصر کے بادشاہ بن گئے۔ چنانچہ بائیبل میں بھی لکھا ہے: "اور اسرائیل کی اولاد برومند اور کثیر التعداد اور فراواں اور نہایت زور آور ہو گئی۔ اور وہ ملک اُن سے بھر گیا۔ تب مصر میں ایک نیا بادشاہ ہوا۔ جو یُوسف کو نہیں جانتا تھا اور اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا۔ دیکھو اسرائیل ہم سے زیادہ اور قوی ہو گئے ہیں۔ سو آؤ ہم ان کے ساتھ حکمت سے پیش آئیں، تا نہ ہو کہ جب وہ اور زیادہ ہو جائیں اور اس وقت جنگ چھڑ جائے تو وہ ہمارے دشمنوں سے مل کر ہم سے لڑیں۔ اور ملک سے نکل جائیں۔ اس لیے انھوں نے ان پر بیگار لینے والے مقرر کیے۔ جو اُن سے سخت کام لے لے کر اُن کو ستائیں۔ سو انھوں نے فرعون کے لیے ذخیرہ کے شہر پتوم اور رعمسیس بنائے۔ پر انھوں نے جتنا ان کو ستایا وہ اتنا ہی زیادہ بڑھتے اور پھیلتے گئے۔ اس لیے وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرف سے فکر مند ہو گئے اور مصریوں نے بنی اسرائیل پر تشدّد کر کر کے ان سے کام کرایا۔ اور انھوں نے اُن سے سخت محنت سے گارا اور اینٹیں بنوا بنوا کر اور کھیت میں ہر قسم کی خدمت لے کر ان کی زندگی تلخ کی۔ ان کی سب خدمتیں جو وہ اُن سے کراتے تھے تشدّد کی تھیں (خروج باب ۱ آیت ۷ تا ۱۴) قرآن کریم میں ایک دوسرے مقام پر جو یہ الفاظ آئے ہیں کہ فرعون نے لوگوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا کہ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا (طٰہٰ ع ۳) اس سے بھی یہی مراد ہے کہ یہ لوگ یہاں اتنے غالب آ چکے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمھارے ملک سے نکال کر خود بادشاہ بن جائیں۔

[2] یعنی جن کی تاریخ بنی اسرائیل کے پاس محفوظ تھی۔

[3] اس وقت اس جگہ عمالقہ اور دوسری عرب قومیں بستی تھیں اُن سے یہود ڈر گئے۔

[4] قرآن مجید کے رُو سے غالباً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارونؑ مراد ہیں یا یشوع اور کالب (بائیبل کے بیان کے مطابق جو اس ملک کا حال دریافت کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ (گنتی باب ۱۴ آیت ۶)

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٥﴾

نہ ہوں گے اس لیے تُو اور تیرا ربّ (دونوں) جاؤ اور (اُن سے) جنگ کرو، ہم تو بہرحال اسی جگہ بیٹھے رہیں گے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾

(موسیٰ نے) کہا اے میرے ربّ! مَیں اپنی جان (کے سوا) اور اپنے بھائی کے سوا کسی (اور) پر ہرگز تصرّف نہیں رکھتا، اس لیے تو ہمارے درمیان اور باغی لوگوں کے درمیان امتیاز کردے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٧﴾

(اللہ نے) فرمایا (اگر تیری یہی خواہش ہے) تو انھیں اس (ملک) سے چالیس سال (تک) کے لیے یقینی طور پر محروم کردیا جاتا ہے، وہ زمین میں سرگرداں (ہوکر) پھرتے رہیں گے پس تو باغی لوگوں پر افسوس نہ کر۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٨﴾

اور تُو (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ[1] صحیح طور پر سُنا (یعنی اس وقت کا واقعہ) جب کہ اُن دونوں نے ایک قربانی پیش کی تو اُن میں سے ایک کی (قربانی تو) قبول کرلی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی (جس پر) اس نے (اپنے بھائی سے) کہا (کہ) مَیں تجھے ضرور قتل کردوں گا۔ اس نے کہا۔ اللہ صرف متقیوں کی (قربانی) قبول کیا کرتا ہے۔

لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٩﴾

اگر تُو نے مجھے قتل کرنے کے لیے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا[2] (بھی) (تو) مَیں تجھے قتل کرنے کے لیے اپنا ہاتھ تیری طرف ہرگز نہیں بڑھانے کا مَیں اللہ سے جو سب جہانوں کا ربّ ہے یقیناً ڈرتا ہوں

اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْۗاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٠﴾

مَیں یقیناً چاہتا ہوں[3] کہ تو میرا گناہ (بھی) اور اپنا گناہ (بھی) ہمیشہ کے لیے اُٹھالے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ تو دوزخیوں میں سے ہوجائے اور یہ ظالموں کا بدلہ ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٣١﴾

پھر اس (بھائی) کا دل (جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی) اپنے بھائی کے قتل کردینے پر راضی ہوگیا اور اس نے اُسے قتل کردیا جس پر وہ نقصان اُٹھانے والوں میں (شامل) ہوگیا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣٢﴾

تب اللہ نے ایک کوّے[4] کو جو زمین کو کریدتا تھا اس لیے بھیجا کہ اُسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طرح چھپائے۔ اس نے کہا۔ اے میری[5] ہلاکت! (جلد آ) کیا مجھ سے (اتنا بھی) نہ ہوسکا کہ مَیں اس کوّے کی طرح ہوجاؤں اور اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانپ دوں۔ تب وہ پشیمانوں میں سے ہوگیا۔

---

[1] اس تمثیل میں بنو اسرائیل اور بنو اسماعیل کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ بنو اسرائیل محمدی نبوت کی وجہ سے قابیل کی طرح مسلمانوں سے بغض رکھتے تھے۔ حالانکہ قربانی قبول کرنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ خود قربانی دینے والے کا کام نہیں۔

[2] اس کے یہ معنے نہیں کہ میں دفاع نہیں کروں گا بلکہ یہ معنے ہیں کہ میں دفاع اس شدت سے نہیں کروں گا جس کا لازمی نتیجہ دشمن کا قتل ہو۔

[3] اس سے یہ مراد نہیں کہ دل سے چاہتا ہوں بلکہ یہ مراد ہے کہ اخلاقی مجبوری کی وجہ سے دفاع میں شدت بھی اختیار نہیں کرونگا جس کی وجہ سے تو میرے گناہ بھی اُٹھالے گا۔ یہی حال یہود کا ہوا کہ مسلمانوں نے صلح کی طرح ڈالی، مگر وہ لڑنے کے لیے نکل آئے۔ بلکہ کفار کو بھی اُکسایا اور آخر شدید گناہ میں مبتلا ہوکر سزا پائی۔

[4] یعنی اتفاقاً ایک کوّا آگیا اور اس نے دوسرے کوّے کی لاش دیکھی اور پنجوں اور چونچ سے مٹی کرید کر اس پر ڈال دی اس پر قاتل بھائی کے دل میں جوشِ محبت پیدا ہوا اور اس نے یہ کہا۔ خدا تعالیٰ کے کوّا بھیجنے سے مراد یہی ہے کہ اس کے عام قانون کے ماتحت ایک کوّا اُڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ [5] عربی کا محاورہ ہے کہ حسرت اور افسوس کے وقت یہ الفاظ کہتے ہیں۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ؗ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۳﴾

اس وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر فرض کر دیا تھا[1] کہ (وہ خیال رکھیں کہ) جو کسی شخص کو بغیر اس کے کہ اس نے قتل کیا ہو یا ملک میں فساد پھیلایا ہو قتل کردے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور جو اُسے زندہ کرے[2] تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔ اور ہمارے رسول اُن کے پاس یقیناً کھلے نشان لے کر آئے تھے۔ پھر بھی اُن میں سے بہت سے (لوگ) ملک میں زیادتیاں کرتے جا رہے[3] ہیں۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۴﴾

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور فساد کی غرض سے ملک میں (جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیے) دوڑتے رہتے ہیں۔ ان کی مناسب سزا یہی ہے کہ اُن میں سے ایک ایک کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکا کر مارا جائے یا اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں مخالفت کی وجہ سے کاٹ دیئے جائیں یا اُنھیں ملک سے نکال دیا جائے[4]۔ (اگر یہ سزا ملتی تو) اُن کے لیے دنیا میں رسوائی (کا موجب) ہوتی اور آخرت میں بھی اُن کے لیے (بہت) بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۵﴾

مگر وہ لوگ جو پیشتر اس کے کہ تم اُن پر قابو پاؤ[5]، توبہ کرلیں تو جان لو کہ اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (اسی وجہ سے اس نے توبہ کرنے والوں کو سزا سے محفوظ کر دیا ہے[6])

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۶﴾

اے ایمان دارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے حضور میں قرب (حاصل کرنے کی راہیں) ڈھونڈو اور اس کی راہ میں کوشش کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

جو لوگ کافر ہیں اگر زمین میں جو کچھ (بھی) پایا جاتا ہے (وہ) سب اور (اتنا ہی) اس

---

[1] اس سے تورات کی تعلیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ورنہ یہ مراد نہیں کہ یہ واقعہ نہ ہوتا تو یہ حکم بھی نہ ملتا۔ درحقیقت اس میں اشارہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو مار دے جو دنیا کے لیے اہم ہو تو اسے ایسا ہی سمجھا جائے گا جیسا کہ اس نے سب دنیا کو مار دیا۔

[2] یعنی اس کے کام میں مدد دے۔

[3] قرآن مجید میں اِنَّ تاکید کا حرف ہے اس کا ترجمہ اُردو میں ناممکن ہے اس لیے ہم نے "کرتے جا رہے ہیں" ترجمہ کر دیا ہے جو خود تاکید کے لیے بولا جاتا ہے۔

[4] یہ تمام کام بتا رہے ہیں کہ یہ کام حکومت کے سپرد ہے۔ نہ کہ رعایا میں سے جس کا دل چاہے دوسرے پر فتویٰ لگا کر ایسی سزا دینے لگ جائے۔

[5] یہ الفاظ بھی دلالت کرتے ہیں کہ یہ حکم حکومت کے لیے ہے رعایا کے لیے نہیں کیونکہ پولیس اور فوج حکومت کے ماتحت ہوتی ہے۔ نہ کہ رعایا کے افراد کے ماتحت۔

[6] اس حکم سے واضح ہے کہ شریعت اسلام کی بنیاد رحم پر ہے۔ اور اگر کوئی شخص سزا پانے سے پہلے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بے گناہوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ دلوں کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ فیصلہ کرنا صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۷﴾

کے ساتھ (اور مال بھی) ان کے پاس ہوتا تاکہ وہ قیامت کے دن کے عذاب کے بدلے میں اسے دیدیتے تو بھی وہ ان کی طرف سے قبول نہ کیا جاتا اور اُن کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۸﴾

وہ آگ سے نکلنا چاہیں گے مگر ہرگز اس سے نکل[1] نہیں سکیں گے اور اُن کے لیے ایک قائم رہنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۹﴾

اور جو مرد چور ہو اور جو عورت چور ہو اُن دونوں کے ہاتھ اس (جرم) کے بدلہ میں جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں کاٹ دو۔ (یہ) اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر (دیے) اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۰﴾

اور جو شخص اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح (بھی) کرلے تو اللہ اس پر یقیناً فضل کرے گا اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ وہ (ذات) ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کی ہے وہ جسے (عذاب دینا) پسند کرتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے (معاف کرنا) پسند کرتا ہے بخش دیتا ہے اور اللہ ہر (اس) امر پر (جس کا وہ ارادہ کرے) پوری طرح قادر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ

ماتلتہٗ عند المتقدمین

اے رسول! جو لوگ اپنے مونہوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور اُن کے دل ایمان نہیں لائے ان میں سے جو لوگ کفر کی باتوں کے قبول کرنے میں جلدی کرتے ہیں وہ تجھے غمگین نہ کریں اور یہودیوں میں سے بھی بعض (ایسے لوگ ہیں جو) جھوٹی باتوں کو خوب سنتے ہیں، (وہ یہ باتیں) ایک اور جماعت کے (سنانے کے) لیے جو تیرے پاس نہیں آئی بکثرت سنتے ہیں وہ (خدا کی) باتوں کو ان کے (اپنے ٹھکانے (پر رکھے جانے) کے بعد (اُن کی اپنی جگہ سے) ادل[2] بدل دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تمھیں اس اس طرح (حکم) دیا جائے تو قبول کرلو اور اگر تمھیں اس اس طرح (حکم) نہ دیا جائے تو (اس سے) بچو (اور قبول نہ کرو) اور اللہ جس کی آزمائش کا ارادہ کرے تو اس کے لیے اللہ کے مقابلہ

---

[1] مطلب یہ کہ اپنے زور سے جہنم سے کوئی آزاد نہ ہوسکے گا۔ مگر دوسری جگہ لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ رحم کرکے لوگوں کو جہنم سے نکال دے گا۔ جیسے فرمایا فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (سورۃ القارعہ ع۱) یعنی کافر کے لیے دوزخ ماں کے رحم کی طرح ہو گی جس میں سے آخر بچہ نکل آتا ہے۔

[2] یعنی قرآن کریم آکر سنتے ہیں۔ پھر اس کا غلط مفہوم لوگوں میں پھیلاتے ہیں تا لوگ مسلمانوں پر اعتراض کریں۔

فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۲﴾

میں کچھ بھی نہیں کر سکے گا یہ لوگ ایسے ہی ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں کے صاف کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے لیے (ان کے اعمال کی وجہ سے) اس دنیا میں (بھی) رسوائی (مقدر) ہے اور آخرت میں (بھی) ان کے لیے (بہت) بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۳﴾

وہ (لوگ) جھوٹی باتوں کو خوب سنتے ہیں (اور) حرام بکثرت کھاتے ہیں پس اگر وہ تیرے پاس (کوئی جھگڑا لیکر) آئیں تو خواہ ان کے درمیان فیصلہ کر یا اُن سے الگ رہ، اور اگر تو ان سے الگ رہے تو وہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے اور اگر تو فیصلہ کرے تو (ہماری) نصیحت یاد رکھ کہ (بہرحال) ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور وہ تجھے کس طرح حَکَم بنا سکتے ہیں جبکہ اُن کے پاس تورات خود اُن کے نزدیک احکامِ الٰہی پر مشتمل[1] موجود ہے۔ پھر باوجود اس کے وہ پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

ہم نے تورات کو یقیناً ہدایت اور نُور سے بھرپور اُتارا تھا۔ اس کے ذریعہ سے انبیاء جو (ہمارے) فرمانبردار تھے اور عارف اور علماء بسبب اس کے کہ اُن سے اللہ کی کتاب کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر نگران تھے، یہودیوں کے لیے فیصلے کیا کرتے تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور تم میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت نہ لو۔ اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق جو اللہ نے اتارا ہے فیصلہ نہ کریں تو وہی (حقیقی) کافر ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

اور ہم نے اس (تورات) میں اُن پر فرض کیا تھا کہ جان کے بدلہ میں جان، اور آنکھ کے بدلہ میں آنکھ اور ناک کے بدلہ میں ناک، اور کان کے بدلہ میں کان، اور دانت[2] کے بدلہ میں دانت۔ اور نیز (زخموں کے بدلہ میں) زخم برابر کا بدلہ ہیں۔ مگر جو شخص (اپنے) اس (حق) کو چھوڑ دے تو (اس کا یہ فعل) اس کے لیے گناہ کی

[1] یعنی گو مسلمانوں کے عقیدہ کے رُو سے بھی بعض احکامِ تورات اب بھی ٹھیک ہیں مگر یہود کے نزدیک تو وہ سب کی سب آج تک محفوظ ہے۔

[2] تورات میں لکھا ہے: "اور جو کوئی کسی آدمی کو مار ڈالے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو عیب دار بنا دے تو جیسا اس نے کیا ویسا ہی اس سے کیا جائے یعنی عضو توڑنے کے بدلے عضو توڑا جائے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔" (پرانا عہد نامہ احبار باب ۲۴ آیت ۱۹-۲۰)

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾

معافی کا ذریعہ ہو جائے گا اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی (حقیقی) ظالم ہیں۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٧﴾

ہم نے عیسٰی ابن مریم کو جبکہ وہ اس (کلام یعنی تورات) کو پورا کرنے والا تھا، اُن (مذکورہ بالا نبیوں) کے نقش قدم پر چلایا۔ اور ہم نے اسے انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نُور تھا اور وہ اس (کلام) کو جو اس سے پہلے (آچکا) تھا پورا کرنے والی[1] تھی اور وہ متقیوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔

وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٨﴾

اور اہلِ انجیل کو چاہیئے کہ اللہ نے جو (کچھ) اس میں اُتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں اور جو (لوگ) اس (کلام) کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے اُتارا ہے تو وہی (پکے) باغی ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٩﴾

اور ہم نے تجھ پر اس کتاب کو حق پر مشتمل اُتارا ہے وہ اپنے سے پہلی کتاب (کی باتوں) کو پُورا کرنے والی ہے اور اس پر محافظ ہے۔ پس تو اُس (کتاب) کے مطابق جو اللہ نے (تجھ پر) اُتاری ہے اُن کے درمیان فیصلہ کر اور جو حق تیری طرف آیا ہے اُسے چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے (اپنی اپنی استعداد کے مطابق الہامی) پانی تک پہنچنے کے لیے ایک چھوٹا یا بڑا راستہ[2] بنایا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی جماعت بنا دیتا۔ مگر (اس کلام کے متعلق تمھارا امتحان لینے کے لیے جو اُس نے تم پر اُتارا تھا) ایسا نہیں کیا۔ پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے لیے مقابلہ کرو۔ کیونکہ اللہ ہی کی طرف تم سب نے لوٹ کر جانا ہے جبکہ وہ تم کو اُن تمام امور میں جن میں تم اختلاف رکھتے تھے حقیقت سے واقف کرے گا۔

وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿٥٠﴾

اور اے رسول! تُو ان کے درمیان اس کلام کے ذریعہ سے فیصلہ کر جو اللہ نے (تجھ پر) اُتارا ہے اور تُو اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کر اور اُن سے ہوشیار رہ کہ وہ تجھے فتنہ میں ڈال کر اللہ کے اُتارے ہوئے کلام سے دور نہ لے جائیں پھر اگر وہ پھر جائیں تو جان لے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے سزا دے اور لوگوں میں سے بہت لوگ عہد شکن ہیں۔

---

[1] یعنی تورات کی پیشگوئیاں پوری کرتی تھی۔

[2] شِرْعَةً کے معنے پانی تک پہنچنے کے چھوٹے راستہ کے ہوتے ہیں اور مِنْهَاج کے معنے بڑے راستہ کے ہوتے ہیں۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ خدائی کلام کے نور کو حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم میں ہر استعداد کے مطابق تعلیم موجود ہے۔ اور وہ ایک کامل کتاب ہے۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥١﴾

کیا وہ کلام الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے کے فیصلہ کو پسند کرتے ہیں لیکن مومنوں کے نزدیک تو اللہ سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ ع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥٢﴾

اے ایماندارو! یہودیوں اور نصاریٰ کو (اپنا) مددگار نہ بناؤ (کیونکہ) ان میں سے بعض بعض کے مددگار ہیں اور تم میں سے جو بھی) ان کو اپنا مددگار بنائے گا۔ وہ یقیناً اُن (ہی) میں سے ہوگا اللہ ظالم لوگوں کو ہرگز (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا۔

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ﴿٥٣﴾

اور تُو ان لوگوں کو جن کے دل میں بیماری ہے دیکھے گا کہ وہ یہ کہتے ہوئے ان (کفار) کی طرف دوڑ (دوڑ) کر جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم (اس بات سے) ڈرتے[1] ہیں کہ ہم پر کوئی مصیبت (نہ) آجائے پس قریب ہے کہ اللہ (تمھاری) فتح (کے سامان) یا اپنے پاس سے کوئی (اَور) امر (ظہور میں) لائے جس سے وہ اس بات پر کہ جسے انھوں نے اپنے دلوں میں چھپایا ہوا ہے نادم ہو جائیں۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ﴿٥٤﴾

اور جو لوگ مومن ہیں کہیں گے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے (سخت سے) سخت قسمیں کھا کر کہا تھا کہ ہم کُلّی طور پر[2] تمھارے ساتھ ہیں ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ پس وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٥﴾

اے ایماندارو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو (وہ یاد رکھے) اللہ (اس کی جگہ جلد ہی) ایک ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبّت کرتا ہوگا اور وہ اس سے محبّت کرتے ہوں گے۔ جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ پر سخت، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے پسند کرتا ہے (یہ فضل اُسے) دے دیتا ہے اور اللہ وسعت بخشنے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٦﴾

تمھارا مددگار صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور (ساتھ ہی) وہ پکے مُوحّد ہیں۔

---

[1] یعنی دل میں یہ بات کہتے جاتے ہیں۔

[2] اُردو میں انڈائرکٹ طریق پر کلام نہیں ہوتا۔ اس لیے قرآنی الفاظ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ کا ہم نے اُردو محاورہ کے مطابق (جو ڈائرکٹ طریق کلام کو اختیار کرتا ہے) یہ ترجمہ کر دیا ہے کہ "ہم کُلّی طور پر تمھارے ساتھ ہیں"۔

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٧﴾ ع

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اور مومنوں کو اپنا مددگار بناتے ہیں (وہ سمجھ لیں کہ) یقیناً اللہ کی جماعت ہی غالب (ہو کر رہنے والی) ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٨﴾

اے ایماندارو! جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، اُن میں سے جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی اور کھیل (کی چیز) بنا رکھا ہے اُن کو اور (ان کے سوا دوسرے) کافروں کو (اپنا) مددگار نہ بناؤ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٩﴾

اور جب تم (لوگوں کو) نماز کے لیے بلاتے ہو تو وہ اسے ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ یہ (بات اُن میں) اس لیے (پائی جاتی) ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٦٠﴾

تُو (اُن سے) کہہ کہ اے اہلِ کتاب! تم ہم پر اس کے سوا کوئی عیب نہیں لگاتے کہ ہم اللہ پر (بھی) اور جو (کلام) ہم پر اتارا گیا ہے (اس پر بھی) اور جو (کلام اس سے) پہلے اُتارا گیا تھا اس پر (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور (نیز) اس لیے (عیب گیری کرتے ہو) کہ تم میں سے اکثر (اللہ کے) باغی ہیں۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿٦١﴾

تُو (اُن سے) کہہ کہ کیا میں تمھیں (اُن لوگوں) کا حال بتاؤں جن کا بدلہ اللہ کے نزدیک اِس (شخص) سے بھی (جسے تم ناپسند کرتے ہو) بدتر ہے۔ وہ (وہ) لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جن پر اس نے (اپنا) غضب نازل کیا ہے اور جن میں سے (بعض کو) اُس نے بندر اور سؤر بنا دیا ہے اور جنھوں نے شیطان کی پرستش کی ہے۔ ان لوگوں کا ٹھکانا بدتر ہے اور وہ سیدھے راستہ سے پرلے درجہ کے بھٹکے ہوئے ہیں۔

وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦٢﴾

اور جب وہ تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں، حالانکہ وہ کفر (ہی کے عقیدہ) کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور (پھر) وہ اس (عقیدہ) کے ساتھ (ہی) نکل گئے تھے اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اُسے اللہ (سب سے) بڑھ کر جانتا ہے۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٣﴾

اور تو اُن میں سے بہتوں کو دیکھتا ہے کہ وہ گناہ اور زیادتی اور اپنے حرام کھانے (کے افعال) کی طرف دوڑ کر جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ یقیناً بہت بُرا ہے۔

لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ

عارف (لوگ) اور علماء انھیں اُن کے جھوٹ بولنے اور (ان کے) حرام کھانے سے

؎ یعنی تم دوسروں کو حقیر سمجھتے ہو مگر اصل حقیر تم ہو جن پر وہ سزائیں نازل ہوئی ہیں جن کا اسی آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَ اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾

کیوں نہیں روکتے ؟ جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ یقیناً بہت بُرا ہے۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ میں زنجیر پڑی ہوئی ہے۔ جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس کے سبب سے (خود) ان کے ہاتھوں میں زنجیریں ڈالی جائیں گی اور اُن پر لعنت کی جائے گی (وہ جھوٹ بولتے ہیں) حقیقت یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں وہ جس طرح پسند کرتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اُتارا گیا ہے وہ یقیناً ان میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں (اور بھی) زیادہ کردیگا اور ہم نے قیامت تک (کے لیے) ان کے درمیان عداوت اور بغض پیدا کردیا ہے جب کبھی بھی انھوں نے لڑائی کے لیے کسی قسم کی آگ بھڑکائی ہے تو اللہ نے اسے بجھا دیا ہے اور وہ ملک میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی بُرائیاں اُن سے دُور کر دیتے اور ضرور انھیں (کئی قسم کی) نعمتوں والے باغوں میں داخل کرتے۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

اور اگر وہ تورات اور انجیل کو اور جو کچھ اُن کے رب کی طرف سے (اب) اُن پر اُتارا گیا ہے اس کو ظاہر کرتے رہتے تو وہ ضرور اپنے اوپر کی طرف سے بھی کھاتے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے بھی (کھاتے) (بیشک) اُن میں سے ایک جماعت میانہ رَو ہے لیکن[1] بہت سے ان میں سے ایسے ہیں کہ جو (کام) وہ کرتے ہیں وہ بہت بُرا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اُتارا گیا ہے اُسے (لوگوں تک) پہنچا اور اگر تُو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تُو نے اس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں (کے حملوں) سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ کافر لوگوں کو ہرگز (کامیابی کی) راہ نہیں دکھائے گا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

تُو کہدے (کہ) اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل (کو) اور جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر اُتارا گیا ہے اس کو ظاہر نہیں کروگے (اس وقت تک) تم کسی (اچھی) بات پر قائم نہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُتارا گیا ہے وہ اُن میں سے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں ضرور ہی بڑھا دیگا پس تو اس کافر قوم پر افسوس نہ کر۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى

جو لوگ ایمان دار ہیں اور جو یہودی ہیں اور (نیز) صابی[2] اور نصاریٰ (ان میں سے) جو

[1] قرآن مجید میں لفظ واؤ کا ہے جس کے معنے " اور" کے ہیں لیکن اردو محاورہ میں اس جگہ "اور" نہیں استعمال ہوتا۔ بلکہ "لیکن" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس لیے ترجمہ میں وہی استعمال کیا گیا ہے۔

[2] اس جگہ جو صابی کا لفظ آیا ہے اس کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے کہ صابی کون تھے ؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ عربوں کی روایات سے جو احادیث میں بھی درج ہیں ثابت ہے کہ عرب لوگ ہر اس شخص کو جو یہودی عیسائی نہ ہو لیکن اہل کتاب ہونے کا دعوے کرے صابی کہتے تھے۔ چنانچہ جب کوئی شخص مسلمان ہوتا تو مکہ کے لوگ کہتے تھے کہ یہ صابی ہوگیا ہے۔

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۷۰

(بھی) اللہ پر، اور پیچھے آنے والے دن پر حقیقۃً ایمان لائے ہیں اور نیز انھوں نے نیک عمل کیے ہیں نہ انھیں (آئندہ کا) کوئی خوف[1] ہوگا اور نہ وہ (گذشتہ پر) غمگین ہوں گے۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝۷۱

ہم نے یقیناً بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور اُن کی طرف کئی رسول بھیجے تھے جب کبھی اُن کے پاس کوئی رسول اس (تعلیم) کو لے کر آیا، جسے ان کے دل پسند نہیں کرتے تھے تو بعض کو انھوں نے جھٹلا دیا اور بعض کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۷۲

اور انھوں نے یہ سمجھا کہ (اس سے) کوئی فتنہ نہیں ہوگا۔ اس لیے وہ اندھے اور بہرے ہو گئے۔ پھر اللہ نے شفقت کے ساتھ ان کی طرف توجہ فرمائی۔ مگر ان میں سے بہت سے پھر اندھے اور بہرے ہو گئے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُسے دیکھتا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝۷۳

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یقیناً اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے وہ ضرور کافر ہو گئے ہیں اور مسیح نے (تو) کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا (بھی) رب ہے اور تمھارا (بھی) رب ہے۔ بات یہی ہے کہ جو شخص کسی کو اللہ کا شریک بنائے تو سمجھو کہ اللہ نے اس پر جنّت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی (بھی) مددگار نہیں (ہوگا)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۴

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ یقیناً تین میں سے ایک ہے وہ یقیناً کافر ہو گئے۔ اور سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا معبود نہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اُن میں سے جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے انھیں ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۵

پھر کیا وہ (لوگ) اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور اس سے (اپنے گناہوں کی) معافی نہیں مانگتے۔ حالانکہ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ

مسیح ابن مریم صرف ایک رسول تھا، اس سے پہلے رسول (بھی) فوت

اور جب مکّہ والوں میں سے کوئی شخص مسلمان ہوتا تو اس محاورہ کے مطابق وہ کہتا کہ میں صابی بنتا ہوں تحقیق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حرّان سے تعلّق رکھتے تھے۔ جو اُور مقامِ ابراہیم سے فلسطین کو جانے والے رستہ پر واقع ہے اور چونکہ یہ لوگ اپنے اندر عربی رسم و رواج رکھتے تھے اس لیے قوی گمان ہے کہ یہ لوگ عاد کی قوم سے تھے اور ابراہیمی نسل کی قوموں سے متاثر تھے اور اس وجہ سے کتاب اور نبیوں کی ایک غیر معین صورت میں حرمت کرتے تھے۔ اس لیے ناواقف قومیں ان کو اہلِ کتاب سمجھنے لگ گئی تھیں۔ عاد کی قوم سے ہوتا، میں اس بات سے نکالتا ہوں کہ یہ صابی مشہور تھے۔ گو صابی صٓ سے لکھا جاتا ہے لیکن عاد کی قوم عدن سے اوپر جاتے ہوئے سبا کے علاقہ میں بستی تھی اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ شروع میں صابی سے مراد تھے سبا کے رہنے والے یعنی عاد کی قوم کے بقیہ لیکن آہستہ آہستہ عربوں نے سٓ کو صٓ سے بدل دیا معلوم ہوتا ہے اسی سفر میں جبکہ وہ سبا سے فلسطین کی طرف آئے ہیں ان کا واسطہ ابراہیمی نسل سے ہوا ہے اور ادھر سے ہٹتے ہوئے وہ حرّان پہنچے ہیں اور حرّان سے ہوتے ہوئے عراق چلے گئے ہیں۔ ورنہ اصل باشندے وہ سبا کے ملک یعنی یمن کے تھے اور عاد کی قوم کے بقیہ تھے۔

[1] اس جگہ خوف اور حزن سے "حفاظت" ایمان کی علامت قرار دی گئی ہے۔ پس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ یہودی، عیسائی اور صابی مومن ہیں۔ بلکہ یہ مفہوم ہے کہ منہ کا ایمان کافی نہیں۔ یہ سب قومیں ایمان کا دعویٰ کرتی ہیں مگر اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کرتیں کہ خدا تعالےٰ نے بھی ان کے ایمان کو قبول کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قبول کر لینے کی علامت یہ ہے کہ وہ سچے مومنوں کو نہ تو آئندہ خوف کا شکار بناتا ہے نہ سابق کوتاہیوں کے بدنتائج کا شکار کرتا ہے۔ پس جسے یہ علامت حاصل ہو گی وہ ایمان دار ہوگا اور جسے نہ ہو گی وہ مُنہ سے ایمان کا دعوے دار کہلائے گا۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک ایمان دار نہ ہوگا۔

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۶﴾

ہو چکے ہیں[1]۔ اور اس کی ماں بڑی راستباز تھی۔ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے[2] دیکھ ہم کس طرح ان کے (فائدہ کے) لیے دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھ کہ ان کا خیال کس طرح بدل دیا جاتا ہے[3]۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۷﴾

تو کہہ دے (کہ) کیا تم اللہ کو چھوڑ کر (ان چیزوں) کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمھیں نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نفع پہنچانے کی اور اللہ ہی ہے جو بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۸﴾ ع

تو کہہ دے (کہ) اے اہل کتاب! اپنے دین کے متعلق ناجائز (طور پر) حد سے زیادہ غلو سے کام نہ لو[4]۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے (خود بھی) گمراہ ہو چکے ہیں اور (انھوں نے) بہتوں کو (بھی) گمراہ کیا ہے اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۹﴾

بنی اسرائیل میں سے جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اُن پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے[5] لعنت کی گئی تھی (اور) یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ انھوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے بڑھتے تھے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

وہ ایک دوسرے کو کسی ناپسندیدہ بات سے جس کے وہ مرتکب ہوئے (روکتے) نہ تھے۔ جو کچھ وہ کرتے تھے یقیناً وہ بہت بُرا تھا۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

تو اُن میں سے بہتوں کو دیکھے گا کہ جو (لوگ) کافر ہیں انھیں وہ (اپنا) مددگار بناتے ہیں۔ انھوں نے اپنے لیے جو کچھ اپنی مرضی سے آگے بھیجا ہے[6] وہ بہت ہی بُرا ہے جو یہ امر ہے کہ اللہ اُن سے ناراض ہو گیا ہے اور وہ عذاب میں پڑے رہیں گے۔

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور اگر وہ اللہ (پر) اور (اس نبی (پر) اور اس پر جو اس (نبی) پر اتارا گیا ہے ایمان رکھتے تو وہ انھیں اپنا مددگار نہ بناتے لیکن اُن میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۳﴾

تو مومنوں سے عداوت رکھنے میں یقیناً یہودیوں (کو) اور ان لوگوں کو جو مشرک ہیں۔ سب سے زیادہ سخت پائے گا۔ اور تو مومنوں سے محبت کرنے کے لحاظ سے اُن میں سے سب سے قریب یقیناً ان لوگوں کو پائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ (بات) اس وجہ سے ہے کہ ان میں کچھ (لوگ) عالم اور عابد ہیں اور (نیز) اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

---

[1] خَلَا فُلَانٌ اِذَا مَاتَ (لسان) یعنی خَلا کے معنے وفات پانے کے ہیں۔ یہ آیت وفاتِ مسیحؑ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ دوسری جگہ آتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران ع۱۵) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول (جن میں مسیحؑ بھی شامل ہے) فوت ہو چکے ہیں۔

[2] مسیحؑ کا کھانا کھانا دلیل ہے کہ وہ خدا نہ تھے۔ انجیل اس پر شاہد ہے (مرقس باب ۱۴ آیت ۱۷ اور ۱۸)

[3] یعنی باوجود دلائل کے شریر علماء انھیں غلط راستہ پر لے جاتے تھے۔

[4] بظاہر غلو ہمیشہ ناجائز ہوتا ہے لیکن اگر کوئی چیز بے انتہا خوبیوں والی ہو تو اس میں انسان اپنے ذہن میں اگر غلو سے بھی کام لیتا ہو تو بھی وہ ناجائز نہیں ہوتا۔ بلکہ ٹھیک ہوتا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دین اپنے اندر خدا کی طرف سے خوبیاں رکھتا ہے اور اگر کوئی شخص اس کی تعریف میں بظاہر غلو سے بھی کام لے، تب بھی وہ غلو جائز ہی ہوتا ہے۔ ناجائز نہیں ہوتا۔

[5] عَلٰی کے معنے "پر" کے ہوتے ہیں مگر اُردو میں "زبان پر لعنت" نہیں کہتے۔ "زبان سے لعنت" کہتے ہیں اور یہی ترجمہ کیا گیا ہے۔

[6] یعنی آگے بھیجی ہوئی خدا کی ناراضگی ہے جو ایسی چیز نہیں کہ انسان اس کو اپنی آخرت کے لیے جمع کرے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾

اور جب وہ اس (کلام الٰہی) کو سنتے ہیں جو اس رسول پر اُتارا گیا ہے تو (اے مخاطب) تو دیکھتا ہے کہ جس قدر حق انھوں نے پہچان لیا ہے اس کی وجہ سے ان کی آنکھیں آنسوؤں (کے زور) سے بہہ پڑتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم ایمان لے آئے ہیں پس ہمارا نام (بھی) گواہوں کے ساتھ لکھ لے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾

اور (کہتے ہیں) ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ (پر) اور اس سچائی پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں نیک لوگوں میں داخل کرے۔

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾

پس اللہ ان کی (اس) بات کے بدلے میں انھیں وہ بہشت عطا[1] فرمائے گا جن کے اندر نہریں بہتی ہوں گی (وہ) اُن میں بستے چلے جائیں گے اور یہی نیکوکاروں کا بدلہ ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ ع

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے۔ وہ لوگ دوزخی ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾

اے ایماندارو! جو کچھ اللہ نے تمھارے لیے حلال قرار دیا ہے اس میں سے پاکیزہ (چیزوں) کو حرام نہ ٹھہراؤ اور (مقررہ) حدود سے آگے نہ نکلو۔ اللہ (مقررہ) حدود سے آگے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

اور جو کچھ اللہ نے تمھیں دیا ہے اس میں سے حلال (اور) پاکیزہ (چیزوں) کو کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾

تمھاری قسموں میں سے[2] لغو قسموں (پر) اللہ تمھیں سزا نہیں دے گا بلکہ تمھارے پکی قسمیں کھانے (اور پھر توڑ دینے) پر تمھیں سزا دے گا پس اس (کے توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے (ایسا کھانا) جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کا لباس یا ایک (غلام کی) گردن کا آزاد کرنا۔ پھر جسے (یہ بھی) میسر نہ ہو تو (اس پر) تین دن کے روزے (واجب) ہیں جب تم قسمیں کھاؤ (اور پھر انھیں توڑ دو) تو یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے اور تم اپنی قسموں کی حفاظت (کیا) کرو۔ اللہ اپنی آیتوں کو تمھارے لیے اسی طرح بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گذار بنو۔

---

[1] اس جگہ لفظ ماضی کے ہیں لیکن ہم نے معنوں کی مناسبت سے مضارع کا ترجمہ کیا ہے کیونکہ عربی زبان میں یقینی بات کے لیے جو آئندہ ہونے والی ہو ماضی کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے جیسا کہ آیت وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الخ میں ماضی کا لفظ مضارع کے معنوں میں استعمال ہوا ہے (دیکھو املاء ما منّ بہ الرحمٰن سورہ مائدہ)

[2] دیکھو نوٹ سورۂ بقرہ آیت ۲۲۶۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩١﴾

اے ایمان دارو! شراب اور جُوا اور بُت اور قرعہ اندازی کے تیر محض ناپاک (اور) شیطانی کام ہیں۔ اس لیے تم انؔ (میں) سے (ہر اک سے) بچو۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩٢﴾

شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ تمھارے درمیان شراب اور جُوئے کے ذریعہ سے عداوت اور کینہ ڈال دے اور اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے اب کیا تم (ان باتوں سے) رُک سکتے ہو۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٣﴾

اور تم اللہ کی (بھی) اطاعت کرو اور اس رسول کی (بھی) اطاعت کرو۔ اور ہوشیار رہو اور اگر (اس تنبیہ کے بعد بھی) تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو کھول (کھول) کر پہنچا دینا ہی ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٤﴾ ع

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور (نیز) انھوں نے نیک کام کیے ہیں جب وہ تقویٰ اختیار کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، پھر تقویٰ (میں) اور ترقی (کریں) اور ایمان لائیں پھر تقویٰ (میں) مزید ترقی کریں اور احسان کریں تو جو کچھ (بھی) وہ کھائیں اُس پر انھیں کوئی گناہ نہیں (ہوگا) اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ع ۱۲/۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٥﴾

اے ایماندارو! اللہ ایک (حقیر) چیز یعنی شکار کے ذریعہ سے جس تک تمھارے ہاتھوں اور نیزوں کی رسائی ہوگی تمھاری آزمائش کرکے رہے گا۔ تاکہ اللہ اُن لوگوں کو ظاہر کردے جو علیحدگی میں اس سے ڈرتے ہیں۔ پھر جو (شخص) اس (حکم کے سننے) کے بعد (بھی) زیادتی کریگا تو اسے دردناک عذاب ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ

اے ایماندارو! تم احرام کی حالت میں شکار کو نہ مارا کرو۔ اور تم میں سے جو شخص اُسے جان بوجھ کر مارے گا تو جو چارپایہ اُس نے قتل کیا ہے اسی قسم کا (جانور اسے) بدلہ (میں دینا) ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل انسان کرینگے اور جسے کعبہ تک قربانی کے لیے پہنچایا جانا ضروری ہوگا اور (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو) کفارہ (ادا کرنا) ہوگا یعنی چند مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزے رکھنا تاکہ وہ (مجرم) اپنے کام کے بدانجام کو بھگتے ہاں جو

؎ یہاں ضمیر جمع بجائے مفرد مجبوراً استعمال کی گئی ہے۔

فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿٩٦﴾

(پہلے) گذر چکا ہے، وہ اللہ نے معاف کر دیا ہے اور جو شخص پھر (ایسا) کریگا اُسے اللہ (اس کے جرم کی) سزا دیگا اور اللہ غالب (اور بُرے کام کی) سزا دینے والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٩٧﴾

بحری شکار کرنا اور اس کا کھانا تمھارے (اور مسافروں کے فائدہ کے لیے جائز کیا گیا ہے، لیکن[1] جب تک تم احرام کی حالت میں ہو اس وقت تک خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے حضور میں تمھیں اکٹھا کر کے لیجایا جائے گا۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ۗ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾

اللہ نے کعبہ یعنی محفوظ گھر (کو) لوگوں کی دائمی ترقی[2] کا ذریعہ بنایا ہے اور (نیز) حرمت والے مہینے اور قربانی (کو) اور جن (جانوروں) کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا ہو (ان کو بھی)، یہ اس لیے (کیا) ہے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾

یاد رکھو کہ اللہ عذاب دینے میں (بھی) سخت ہے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان (بھی) ہے۔

مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١٠٠﴾

رسول پر صرف (بات کا) پہنچانا (واجب) ہے اور جو (بات عملاً) تم سے ظہور میں آجاتی ہے اور (اس کو بھی) جو تم سے (ابھی عملاً) ظہور میں نہیں آئی اللہ خوب جانتا ہے

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠١﴾ ع

تو کہدے بیکار (چیز) فائدہ مند (چیز) کے برابر نہیں ہوسکتی۔ خواہ تمھیں بے کار چیز کی زیادتی کتنی ہی پسند ہو۔ پس اے عقلمندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم بامراد ہو جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۗ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠٢﴾

اے مومنو! اُن باتوں کے متعلق سوال نہ (کیا) کرو (جو) اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھارے لیے تکلیف کا موجب بن جائیں اور اگر تم ان کے متعلق اس عرصہ میں سوال کرو گے جبکہ قرآن اُتارا جا رہا ہے تو تم پر وہ ظاہر کر دیجائینگی۔ اللہ خود (جان بوجھ کر) ان کے بیان سے رُک رہا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور سمجھ بوجھ سے کام لینے والا ہے

---

[1] واؤ کے معنے عربی زبان میں "لیکن" کے بھی ہوتے ہیں۔ (مغنی اللبیب)

[2] قیاماً کے معنے ہیں ایسی تعلیم جو کبھی منسوخ نہیں ہوتی (مفردات)

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تم سے پہلے ایک قوم ایسی باتوں کے متعلق سوال کر چکی ہے مگر جب جواب ملا تو انھوں نے اس[1] (کے ماننے) سے انکار کر دیا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

نہ (تو) اللہ نے بحیرہ[2] (کے بنانے) کا حکم دیا ہے نہ سائبہ[3] کا نہ وصیلہ[4] کا نہ حام[5] کا لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ پر جھوٹ (باندھ کر) افتراء کرتے ہیں اور اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ خدا کے اُتارے ہوئے (کلام) اور (اسکے) رسول کی طرف آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم نے جس (بات) پر اپنے باپ دادا کو پایا تھا وہ ہمارے لیے کافی ہے کیا اگر (صورت) ہو کہ انکے باپ دادا نادان ہوں (یعنی) صحیح (راستہ) نہ جانتے ہوں (تب بھی وہ اپنی ضد پر قائم رہیں گے؟)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

اے مومنو! تم اپنی جانوں (کی حفاظت) کی فکر کرو جب تم ہدایت پا جاؤ تو کسی کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم سب نے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے تمھیں آگاہ کرے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ

اے مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آجائے تو وصیت کے وقت تمہاری آپس کی گواہی (کا) یوں (طریق) چاہیئے کہ تم میں سے دو عدل والے گواہ (مقرر) ہوں یا دو گواہ (جو تم مسلمانوں) میں سے نہ ہوں بلکہ غیر لوگوں میں سے ہوں (یہ قاعدہ اس حالت میں ہوگا) جب تم ملک میں سفر کر رہے ہو اور تم پر موت کی مصیبت نازل ہو جائے (اور تم کو اپنے گواہ میسر نہ آئیں) (اس صورت میں تم مومنوں کا گروہ) ان دونوں (گواہوں) کو نماز کے بعد روک

---

[1] قرآن مجید میں ثُمَّ کا لفظ ہے مگر ہم نے ترجمہ میں حذف کر دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر اُردو اچھی رہتی ہے۔

[2] بَحِيْرَةٌ: بَحَرْتُ الْبَعِيْرَ کے معنے ہیں شَقَقْتُ اُذُنَهٗ شَقًّا وَّاسِعًا میں نے اونٹ کے کان کو اچھی طرح پھاڑ دیا (مفردات) اور بَحِيْرَةٌ اس اونٹنی کو کہتے ہیں، جس کے کان پھاڑ دیئے گئے ہوں۔ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ جب کوئی اونٹنی دس بچے دیدیتی تو اس کے کان چھید دیتے اور اس کو کھلا چھوڑ دیتے نہ تو اس پر کوئی سوار ہوتا اور نہ اس پر بوجھ لادتا (مفردات)

[3] اَلسَّآئِبَةُ: وہ اونٹنی جو چراگاہ میں کھلی چھوڑ دی جائے۔ نہ پانی کے حوض سے اسے روکا جائے اور نہ چارے سے اور جاہلیت میں یہ اس وقت کرتے تھے جب کوئی اونٹنی پانچ بچے دے دیتی۔

[4] وَصِيْلَةٌ: یہ بھی جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ جب بکری نر اور مادہ دونوں اکٹھے بچے دیتی تو اُن کو ذبح نہیں کرتے تھے تا ایک کے ذبح کرنے سے دوسرے بچے کو تکلیف نہ ہو۔

[5] حَامٍ: وہ سانڈ جس کی نسل سے دس بچے ہو جائیں۔ اس کو چھوڑ دیتے۔ نہ اس پر سوار ہوتے اور نہ اس سے اور کام لیتے اور چراگاہ اور پانی سے نہ روکا جاتا۔

الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

کے اور وہ دونوں (اس صورت میں کہ تمہیں (ان کی گواہی کے متعلق) شبہ ہو۔ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس (شہادت) سے کوئی (اپنا) فائدہ مدّنظر نہیں رکھتے خواہ (جس کے حق میں ہم گواہی دے رہے ہوں) وہ ہمارا قریبی ہی کیوں نہ ہو اور ہم اللہ کی (مقرر کردہ) شہادت (یعنی سچ بولنے کے فرض) کو نہیں چھپائیں گے اگر ہم ایسا کریں تو (اس صورت میں) ہم گنہگار ہونگے

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

پھر اگر (بعد میں) یہ کھل گیا کہ ان دونوں نے (اپنے ذمّے) گناہ واجب کر لیا ہے، تو دو اور شخص (ان وارثوں یعنی میّت کے رشتہ داروں میں سے) جن کے خلاف پہلے دو نے حق قائم کیا تھا (شہادت کے لیے) کھڑے ہوں اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی (ان) پہلے دو گواہوں کی گواہی سے زیادہ سچّی ہے اور ہم نے (اپنی گواہی میں) کوئی زیادتی نہیں کی۔ اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو ہم کو ظالموں میں سے شمار کرنا چاہیئے۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع

یہ طریقہ انھیں (یعنی پہلے گواہوں کو) اس بات کے زیادہ قریب کر دے گا کہ وہ گواہی عین واقعہ کے مطابق دیں یا (اس بات سے) ڈریں کہ ان کی قسموں کے بعد (کوئی) اور قسمیں (ان کی قسموں کو ردّ کرنے کے لیے) پیش کی جائیں گی اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے حکموں کی اچھی طرح اطاعت کرو اور (یاد رکھو) اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۰﴾

اور (اس دن کو یاد کرو) جس دن اللہ رسولوں کو جمع کرے گا اور کہے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا وہ کہیں گے ہمیں حقیقی علم نہیں غیب کی باتوں کا (اصل علم (صرف) تجھ کو ہی) ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ

اس وقت اللہ عیسیٰ ابن مریم سے بھی کہے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! جو نعمت میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر نازل کی تھی اس کو یاد کر (یعنی) جبکہ میں نے پاک وحی سے تیری مدد کی تھی تو لوگوں سے بچپن میں (بھی) اور ادھیڑ عمر میں (بھی روحانیت کی) باتیں کرتا تھا اور (اس وقت کو بھی یاد کر) جبکہ میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت (کی باتیں) سکھائیں اور تورات اور انجیل (سکھائی) اور جبکہ تو میرے حکم سے طینی خصلت رکھنے والے (افراد میں) سے پرندہ کے پیدا کرنے کی طرح[1] مخلوق پیدا کرتا تھا[2] پھر تو

---

[1] یعنی جس طرح پرندہ انڈے سی کر بچے نکالتا ہے۔ اسی طرح تو بھی انسانوں میں سے روحانی قابلیت کے لوگوں کو اپنی تربیت میں لے کر ایک دن اس قابل بنا دیتا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف روحانی پرواز کرنے لگ جائیں۔

[2] مفسرین کہتے ہیں، اس آیت سے ثابت ہے کہ مسیح خدا تعالیٰ کی طرح پرندے پیدا کرتے تھے۔ حالانکہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ تو پرندوں کی طرح پیدا کرتا ہے

وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۱﴾

اُن میں پھونک مارتا تھا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے کے قابل ہو جاتے تھے اور تو اندھے اور مبروص کو میرے حکم سے بری قرار دیتا تھا[۱] اور جبکہ تو میرے حکم سے مُردوں کو نکالتا تھا[۲]۔ اور جبکہ بنی اسرائیل کو (جو تیرے قتل[۳] کا ارادہ رکھتے تھے) میں نے تجھ سے روک کے رکھا۔ (اس وقت) جبکہ تو اُن کے پاس دلائل لے کر آیا اور اُن میں سے کافروں نے کہا یہ تو کھلے کھلے دھوکا دالی باتیں ہیں۔

وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور (اس وقت کو یاد کر) جب میں نے تیرے حواریوں (یعنی شاگردوں) کو وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے (اس وحی کے جواب میں) کہا کہ ہم ایمان لاتے ہیں اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبرداروں میں (شامل ہو گئے) ہیں۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسٰی ابن مریم! کیا تیرے رب میں طاقت ہے کہ ہمارے لیے آسمان سے (کھانوں سے بھرا ہوا) ایک خوان اتارے۔

اور پرندے مٹی کے جانور بنا کر ان میں پھونک مار کر ان کو زندہ نہیں کیا کرتے۔ بلکہ انڈے دیکر اُن پر بیٹھتے ہیں اور گرم کر کے اُن میں سے بچے نکالتے ہیں۔ اسی طرح مسیح کرتا تھا کہ طینی صفت لوگوں کو چن کر اُن کی تربیت کرتا تھا اور اپنے کلام سے ان کو گرمی پہنچاتا تھا یہاں تک کہ وہ بے جان انسان روحانی انسان بن جاتے تھے اور سب نبی ہی ایسا کرتے ہیں مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں۔

[۱] دیکھو نوٹ سورۂ آل عمران آیت ۵۰

[۲] مفسرین کہتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح مُردے زندہ کرتے تھے حالانکہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے کہ مُردے سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی زندہ نہیں کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (دخان ع) کہ خدا تعالیٰ کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں وہی زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور وہ تمھارا بھی رب ہے اور تمھارے باپ دادوں کا بھی رب تھا۔ اسی طرح فرماتا ہے اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (شوریٰ ع) یعنی کیا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو پناہ دینے والا تجویز کر لیا ہے پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی پناہ دینے والا ہے اور وہی مُردے زندہ کرتا ہے اور وہ اپنے ہر ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے۔ پس قرآن کریم کے رُو سے خدا تعالیٰ ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے ہاں مُردے زندہ کرنے کا لفظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (انفال ع) یعنی اے مومنو! جب خدا اور اس کا رسول تم کو زندہ کرنے کے لیے بلائیں تو اُن کی بات مان لیا کرو۔ یہاں مفسرین یہ معنے کر دیتے ہیں کہ روحانی تربیت کے لیے بلائیں تو خدا اور رسول کی بات کا جواب دیا کرو لیکن جب مسیح کی نسبت یہی احیاء کا لفظ آتا ہے تو اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ کے مُردے زندہ کیا کرتے تھے اور اس طرح اس کو خدا قرار دیتے ہیں اور عیسائیوں کی مدد کرتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

[۳] اس سے صاف ثابت ہے کہ یہودی مسیح کو صلیب پر مارنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے مفسرین کی رائے کے مطابق اس کے یہ معنے کرنا کہ کسی اور شخص کی شکل بدل کر مسیح کی جگہ صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا مضحکہ خیز خیال ہے۔ اگر کسی شخص کو شکل بدل کر لٹکا دیا گیا تھا تو پھر تو یہودی سچے ہوئے کیونکہ وہ تو یہی سمجھتے تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب پر لٹکا دیا ہے اور وہ اس پر مر گیا ہے۔ پھر اس آیت کی وہ تو تصدیق نہیں کر سکتے۔ بعض لوگوں کو یہاں دھوکا لگتا ہے کہ ایسے تمام الفاظ مسیح کی نسبت کیوں استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسیح کی نسبت پیشگوئی تھی کہ وہ تمثیلوں میں باتیں کرے گا۔ (متی باب ۱۳ آیت ۱۰ تا ۱۸) پس اس کے متعلق جو قرآن میں باتیں آئی ہیں وہ اسی محاورہ کے مطابق آئی ہیں یعنی تمثیلوں میں۔

اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

(اس پر) مسیح نے کہا کہ اگر تم (سچے) مومن ہو تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

انھوں نے (یعنی حواریوں نے) کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس (مائدہ) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں (کہ ہمارا اخدا قادر ہے) اور ہمیں یقین ہو جائے کہ تو نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم اس کے بارے میں گواہی دینے کے قابل ہو جائیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَاۤىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

(اس پر) عیسیٰ ابن مریم نے کہا، اے اللہ! اے ہمارے ربّ! ہم پر آسمان سے دکھانوں سے بھرا ہوا طشت اتار جو ہم (مسیحیوں) میں سے پہلے[1] حصّہ کے لیے بھی عید (کا موجب) ہو اور آخری حصّہ کے لیے بھی عید (کا موجب) ہو اور تیری طرف سے ایک نشان (ہو) اور تو (اپنے پاس سے) ہم کو رزق دے اور تو سب رزق دینے والوں میں سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ ع

اللہ نے فرمایا میں ایسا (مائدہ) تم پر یقیناً نازل کرونگا پس جو کوئی بھی تم میں سے اس کے (نازل ہونے کے) بعد ناشکری کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ دنیا میں سے کسی اور (قوم) کو ایسا عذاب[2] نہ دونگا۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ

اور جب اللہ نے کہا[3]۔ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنا لو تو اس نے جواب دیا کہ (ہم) تجھے (تمام

---

[1] اسی دعا کے نتیجہ میں مسیحی قوم کے پہلے حصّہ کو بھی دنیا میں حکومت ملی تھی اور آخری حصّہ کو بھی۔ درمیان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے ان کی طاقت کو توڑا۔ اب یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے تو مسلمان ایک طرف تو یہ مبالغہ کرتے ہیں کہ آسمان پر جبریل نعمتیں پکا کر اور خوان فرشتوں کے سر پر رکھ کر صبح شام مسیحیوں کے کھانے کے لیے لاتے تھے اور دوسری طرف مسیحی حکومتوں کے ظلموں پر نالہ و بُکا کرتے ہیں۔

[2] اس جگہ جو یہ ذکر ہے کہ مائدہ طلب کرنے والوں کو ایسا عذاب ملے گا جو کسی کو نہ ملے گا دوسری جگہ یہی مضمون مسیحیوں کے متعلق آتا ہے کہ ان کے شرک کی وجہ سے ان کو غیر معمولی عذاب ملے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مسیحیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے: فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (آل عمران ع) پس معلوم ہوا یہ وعدہ مسیحی قوم کے متعلق تھا نہ کہ حواریوں کے متعلق۔ مسیحی قوم کے ابتدائی دَور (یعنی رومی دَور) میں بھی عیسائیوں کو بڑی کامیابیاں ہوئیں اور آخری دَور (یعنی اٹھارہویں، انیسویں صدی) میں بھی عیسائیوں کو بڑی کامیابیاں ہوئیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پیشگوئی کردی کہ میں وعدہ کے مطابق ان کو کثرت سے رزق دوں گا جو صبح و شام ان کو ملے گا لیکن جو لوگ اس کے باوجود بھی نافرمانی کرتے رہیں گے ان کو میں سخت عذاب میں مبتلا کروں گا، ایسا عذاب جو کسی کو نہیں ملا۔ پس یہ آیت عیسائیوں کے دو زمانوں کے متعلق پیشگوئی ہے نہ کہ حواریوں کے متعلق۔ چنانچہ اگلی آیت سے بھی ظاہر ہے کہ یہ شرک کرنے والے عیسائیوں کے متعلق ہے۔ حالانکہ حواری مشرک نہیں تھے

[3] قَالَ ماضی ہے لیکن اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس دن کہے گا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مسیحیوں نے مسیح اور اس کی ماں کو مسیح کے مرنے کے بہت بعد خدا بنایا ہے۔

مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۚ بِحَقٍّ ۭ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ۭ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۷﴾

عیبوں سے) پاک قرار دیتے ہیں۔ میری شان کے شایاں نہ تھا کہ میں (وہ بات) کہتا، جس کا مجھے حق نہ تھا اور اگر میں نے ایسا کہا تھا تو تجھے ضرور اس کا علم ہوگا جو کچھ میرے جی میں ہے تُو جانتا ہے اور جو کچھ تیرے جی میں ہے میں نہیں جانتا۔ تو یقیناً (سب) غیب کی باتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۸﴾

میں نے اُن سے صرف وہی بات کہی تھی جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا (بھی) ربّ ہے اور تمھارا بھی ربّ ہے اور جب تک میں اُن میں (موجود) رہا، میں اُن کا نگران رہا۔ مگر جب تُو نے میری رُوح قبض کر لی تو تُو ہی اُن پر نگران تھا (میں نہ تھا) اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

اگر تُو انھیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخشنا چاہے تو تُو بہت غالب (اور) بڑی حکمتوں والا (خدا) ہے۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲۰﴾

اللہ نے فرمایا، یہ دن (ایسا) ہے جس میں صادقوں کو ان کی سچائی نفع دے گی۔ ان کو ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے (اور) یہ (ایک) بہت بڑی کامیابی ہے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۱﴾ ع

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے اس کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر امر پر پُورا پُورا قادر ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
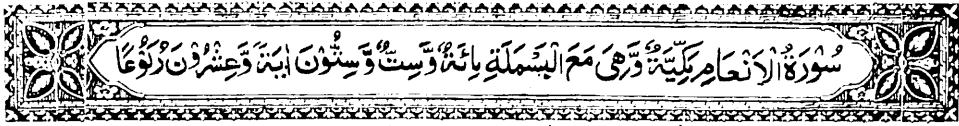
سورۃ انعام۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) آیتیں ہیں اور بیس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ②

ہر (قسم کی) تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور اندھیروں اور نور کو بھی بنایا ہے باوجود اس کے کافر اپنے ربّ کے شریک بناتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ③

وہ خدا ہی ہے جس نے تم کو گیلی مٹّی سے پیدا کیا ہے پھر (زمانۂ حیات کے لیے) ایک میعاد تجویز کی اور ایک اور میعاد[1] بھی ہے جس کا علم صرف اُسی کو ہے پھر بھی تم شبہ کرتے ہو۔

وَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ فِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ④

اور آسمانوں اور زمین میں وہی خدا ہے جو تمھارے رازوں کو بھی جانتا ہے اور تمھاری کھلی باتوں کو بھی، اور جو کچھ تم کماتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔

وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ⑤

اور اُن لوگوں کے پاس اُن کے ربّ کے نشانوں میں سے کبھی کوئی نشان نہیں آیا مگر (اُن کا معاملہ یہ رہا ہے کہ) وہ اس سے اعراض ہی کرتے چلے آئے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥

پس کامل حق (یعنی قرآن) جب اُن کے پاس آیا تو اس کا بھی انھوں نے انکار کر دیا۔ اب اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جن باتوں کے متعلق وہ ہنسی کرتے تھے جلد[2] ہی ان کے وقوعہ کی خبریں ان کو ملنے لگ جائیں گی۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑦

کیا انھیں معلوم نہیں کہ اُن سے پہلے کتنے ہی زمانوں (کے لوگوں) کو جنھیں ہم نے زمین میں اتنی طاقت بخشی تھی جتنی طاقت تمھیں (یعنی اس زمانہ کے لوگوں کو) نہیں بخشی، ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر بادلوں کو موسلا دھار بارش برساتے ہوئے بھیجا تھا اور اُن سے ایسی نہریں چلائی تھیں جو اُن کے قبضہ و تصرّف میں چلتی تھیں۔ پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ اور اُن کے بعد ایک اور نسل پیدا کر دی۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ

اور اگر ہم تجھ پر ایک کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب نازل کرتے، جسے وہ اپنے ہاتھوں سے

---

[1] یعنی مجموعی طور پر دنیا کی زندگی کی میعاد۔

[2] یعنی ہنسی کی وجہ سے عذاب جلد آجائے گا۔

لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۸

چھو لیتے تو کافر پھر بھی کہتے، یہ تو ایک کھلا کھلا فریب ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۹

اور (مخالف) کہتے ہیں، اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا[1]۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ اتارتے تو فیصلہ ہی ہو جاتا، پھر ان کو ڈھیل نہ دی جاتی۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۱۰

اور (یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ) اگر ہم اس (پیامبر) کو فرشتوں میں سے تجویز کرتے تب بھی ہم اسے مرد کی شکل ہی دیتے اور ان کے اوپر پھر بھی وہ بات مشتبہ کر دیتے جسے اب وہ مشتبہ سمجھ رہے ہیں۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۱ ع

اور تجھ سے پہلے جو رسول گذرے ہیں اُن سے بھی ہنسی کی گئی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے جنھوں نے ہنسی کی تھی انھیں اُسی عذاب[2] نے آگھیرا جس سے وہ ہنسی کر رہے تھے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۲

تو انھیں کہہ دے (ذرا) زمین میں پھرو۔ پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا کرتا ہے۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳

(اُن سے) پوچھ کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ (اس کا جواب وہ کیا دیں گے اس لیے تو ہی اُن کو) کہہ دے، اللہ کا۔ اس نے اپنے نفس پر رحمت فرض کر چھوڑی ہے وہ تم کو قیامت کے دن تک جمع کرتا چلا جائے گا۔ (اس امر میں) کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈال دیا[3] وہ (اس بداعمالی کی وجہ سے) ایمان نہیں لائیں گے[4]

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۴

اور جو کچھ رات (کی تاریکی) اور دن (کی روشنی) میں موجود ہے وہ سب اس (خدا) کا ہے اور وہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۵

تو کہہ کیا میں اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کوئی اور دوست بنالوں حالانکہ وہ (سب انسانوں کو) کھلاتا ہے اور (کسی کی طرف سے) اُسے رزق نہیں دیا جاتا۔ کہہ دے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے بڑا فرمانبردار بنوں اور یہ کہ (اے رسول) تو مشرکوں میں سے مت بنیو۔

قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۶

تو کہہ دے کہ اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

---

[1] یعنی کافروں کی خاطر جب کوئی فرشتہ اتارا جاتا ہے تو وہ انذار کی خبر لے کر ہی اترتا ہے۔

[2] یعنی جن موعود عذابوں سے وہ ہنسی مذاق کرتے تھے وہ آگئے اور کفار تباہ ہو گئے۔

[3] عربی لغت کے لحاظ سے اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو گھاٹے میں پڑ گئے۔

[4] یعنی ایمان سے محرومی خدا کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ انسان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱٦﴾

جس پرسے وہ (عذاب) ٹلا یا گیا تو (سمجھ لو کہ) اس دن اس پر خدا نے رحم کر دیا۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

اور اگر اللہ تجھے کوئی ضرر پہنچائے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر امر پر قادر ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور وہ اپنے بندوں پر غالب[1] ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا ہے (اور سب حالات سے) باخبر ہے۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو کہہ سب سے زیادہ (سچی) گواہی دینے والی کونسی ہستی ہے۔ پھر (خود ہی جواب بیں) کہہ دے کہ اللہ۔ وہ تمھارے اور میرے درمیان گواہ ہے۔ اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں تمھیں اس کے ذریعہ سے (آنے والے عذاب سے) ہوشیار کردوں اور ان (سب) کو بھی جن تک یہ پہنچے۔ کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہیں (اور پھر اپنی طرف سے) کہہ دے کہ (تم ایسی جھوٹی گواہیاں دیتے پھرو) میں تو یہ گواہی نہیں دیتا (پھر ان سے) کہہ دے کہ وہ (خدا) تو اپنی ذات میں صرف اکیلا خدا ہے اور میں تو ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو بیزار ہوں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (سچائی) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (لیکن) جو لوگ گھاٹے میں پڑ گئے اور اپنی جانوں کو (بھی) گھاٹے میں ڈال دیا وہ ایمان نہیں لاتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کے نشانات کو جھٹلاتا ہے۔ سچی بات[2] یہ ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر جنھوں نے ہمارے شریک قرار دیئے ہیں ان سے کہیں گے کہ تمھارے (بنائے ہوئے) وہ شریک جن کے متعلق تم دعوی کیا کرتے تھے (کہ وہ اللہ کے شریک ہیں) کہاں ہیں۔

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا

پھر اس کے جواب میں وہ صرف یہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا (سچا)

---

[1] یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ غالب ہے تو سزا کیوں نہیں دیتا۔ اس کا جواب یہ دیا کہ وہ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی چونکہ وہ حکیم ہے اس لیے معاملہ اس طرح کرتا ہے جس سے نتیجہ ٹھیک نکلے اور کچھ لوگ ہدایت پا جائیں اور چونکہ خبیر ہے اُسے معلوم ہے کہ آئندہ زمانہ میں بہت سے لوگ ایمان لانے والے ہیں اگر اب قوم کو تباہ کر دیا تو وہ لوگ بھی تباہ ہو جائیں گے جو آخر میں ایمان لانے والے ہیں۔ پس باوجود غالب ہونے کے سزا نہیں دیتا۔

[2] قرآن مجید میں اِنَّہٗ ہے۔ اِنَّ تاکید کے لیے آتا ہے اور ہٗ ضمیر شان ہے جس کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ حقیقت یہ ہے۔ چنانچہ یہی معنے اس جگہ کیے گئے ہیں۔

كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٤﴾

ربّ ہے ہم (تو) مشرک تھے (ہی) نہیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٥﴾

دیکھ (اس موقعہ پر) وہ کس طرح اپنی جانوں کے متعلق جھوٹ بولیں گے اور جو (کچھ) وہ اس سے پہلے افترا کرتے تھے (سب) انھیں بھول جائے گا۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٦﴾

اور ان میں سے بعض (لوگ) ایسے ہیں جو تیری (باتوں کی) طرف کان رکھتے ہیں حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر پردے[1] ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ اسے (نہ) سمجھیں اور ان کے کانوں میں بہرا پن (پیدا کر دیا) ہے اور گو وہ ہر ایک (قسم کا) نشان دیکھ لیں وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے، (ان کی حالت) یہاں تک (پہنچی ہوئی ہے) کہ جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھ سے جھگڑتے ہیں۔ کافر کہتے ہیں یہ (قرآن) صرف پہلوں[2] کی کہانیاں ہیں۔

وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٧﴾

اور وہ اس سے (اوروں کو بھی) روکتے ہیں اور (خود بھی) اس سے دُور رہتے ہیں لیکن[3] وہ اپنے آپ کے سوا کسی کو ہلاک نہیں کرتے، مگر وہ سمجھتے نہیں۔

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَ لَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَ نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢٨﴾

اور اگر تو انھیں (اس وقت) دیکھے جب انھیں دوزخ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا جب (وہ) کہیں گے (کہ) اے کاش ہمیں (ایمان کی حالت میں) واپس لوٹا دیا جائے اور ہم آئندہ کبھی اپنے ربّ کے نشانوں کو نہیں جھٹلائیں گے (تو تجھے ان کی تکذیب کی حقیقت معلوم ہو جائے)

بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٢٩﴾

حقیقت[4] یہ ہے کہ جو (کچھ) وہ (اس سے پہلے) چھپایا کرتے تھے وہ اُن پر خوب منکشف ہو گیا ہے اور اگر انہیں (واپس) لوٹایا جاتا تو وہ ضرور (اس بات کی طرف) پھر جاتے جس سے انھیں روکا جاتا تھا اور وہ یقیناً (اپنے اس دعویٰ میں) جھوٹے ہیں۔

وَ قَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٠﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری (اس) ورلی زندگی کے سوا کوئی (اور زندگی) نہیں ہے اور ہمیں اُٹھایا جائے گا۔

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ

اور اگر تو انھیں (اس وقت) دیکھے جب انھیں اپنے ربّ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا (اور)

---

[1] قرآن مجید کی دوسری آیات بتاتی ہیں کہ یہ سزا انسانی بداعمالی کے نتیجہ میں ہوتی ہے ورنہ خدا تعالیٰ کسی کو ایمان سے محروم نہیں کرتا جیسا کہ فرماتا ہے بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (النساء ع) کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اُن کے کفر کی وجہ سے مہر لگائی ہے۔

[2] یہ کافروں کا قول ہے۔ ورنہ قرآن مجید میں سب پُرانے واقعات بطور پیشگوئی کے بیان ہوئے ہیں اور ایسے ہی واقعات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ان کی امت سے گذرے ہیں۔

[3] واؤ کے معنے بعض جگہ اردو میں "لیکن" کے ہوسکتے ہیں وہی اس جگہ کیے گئے ہیں۔ کیونکہ اس سے مضمون زیادہ واضح ہوتا ہے۔

[4] آیت میں بَلْ کا لفظ ہے اور بَلْ عام طور پر پہلے مضمون کے ردّ کرنے کے لیے اور اصل حقیقت بیان کرنے کے لیے آتا ہے یہاں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ؑ ۳۱

وہ (اُن سے) فرمائے گا کیا یہ (دوسری زندگی) سچ نہیں ہے (اور) وہ جواب میں کہیں گے ہمیں اپنے ربّ کی قسم کیوں نہیں (ضرور سچ ہے) وہ فرمائے گا۔ تب تم اپنے انکار (پر اصرار) کی وجہ سے عذاب (کا مزا) چکھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۳۲

جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات (کے مسئلہ) کو جھٹلایا وہ نقصان میں پڑ گئے ہیں یہاں تک کہ جب وہ گھڑی اُن پر اچانک آ جائے گی تو وہ کہیں گے، اُف[1] رے ہماری ندامت اس کوتاہی کی وجہ سے جو اس گھڑی کے بارہ میں ہم نے کی اور وہ اس وقت اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں گے سُنو جو (بوجھ) وہ اُٹھائیں گے، وہ بہت (ہی) بُرا ہوگا۔

وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۳۳

اور ورلی زندگی کھیل اور مشغلہ کے سوا (کچھ) نہیں ہے اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے پیچھے آنے والا گھر یقیناً بہتر ہے پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۳۴

ہم یقیناً جانتے ہیں (اور) یہی بات سچی ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ تجھے ضرور غمگین کرتا ہے کیونکہ[2] وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں کا دانستہ انکار کرتے ہیں[3]۔

وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۳۵

اور تجھ سے پہلے رسولوں کو بھی یقیناً جھٹلایا جا چکا ہے۔ پھر باوجود اس کے کہ انھیں جھٹلایا گیا اور انھیں تکلیف دی گئی وہ صبر کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس ہماری مدد آ گئی اور اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تیرے پاس رسولوں کی بعض خبریں یقیناً آ ہی چکی ہیں۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۳۶

اور اگر ان (کافروں) کی روگردانی تجھ پر گراں گذرتی ہے تو اگر تجھ میں طاقت ہے کہ زمین میں کوئی سُرنگ کی یا آسمان کی طرف کسی سیڑھی کی تلاش کر سکے (اور) پھر اُن کے لیے کوئی نشان لا سکے (تو بیشک ایسا کر) اور اگر اللہ چاہتا تو اُن کو ضرور ہدایت پر جمع کر دیتا۔ پس تُو نادانوں[4] میں سے ہرگز نہ بن۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

جو لوگ سنتے ہیں وہی (بات کو) قبول کرتے ہیں اور (جو) مردے[5] (ہیں) اللہ انھیں

---

[1] یَاحَسْرَتَنَا کا ترجمہ "اف رے" کیا گیا ہے کیونکہ اُردو کے محاورہ میں اس موقعہ پر یہی بولتے ہیں۔
[2] یہاں فاء کا لفظ ہے جس کے معنے لام کے بھی ہوتے ہیں پس ہم نے "کیونکہ" ترجمہ کیا ہے جو زیادہ صحیح ہے۔
[3] یعنی خدا تعالیٰ کی تکذیب کی وجہ سے تجھے غم ہوتا ہے تجھے اپنی فکر نہیں۔
[4] یعنی خدا تعالیٰ کی مشیئت پر صبر کر۔
[5] اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں مُردہ کا لفظ حق سے محروم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے ان معنوں کو مفسرین نے مسیح کے متعلق استعمال نہیں کیا اور قرآن کریم میں مشرکانہ خیالات داخل کر دئیے ہیں۔

اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۷﴾

اُٹھائے گا۔ پھر انھیں اسی کی طرف لوٹایا جائے گا۔

وَ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ اس کے ربّ کی طرف سے اس پر کوئی نشان کیوں نہیں اتارا گیا تو کہہ دے کہ اللہ اس بات پر یقیناً قادر ہے کہ کوئی نشان نازل کرے ہاں مگر اُن میں سے اکثر اس بات کو نہیں جانتے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور سب کے سب زمین میں چلنے والے (جانور) اور نیز اپنے دونوں پَروں سے اُڑنے والے پرندے تمھاری طرح کی جماعتیں ہیں[1] ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی[2] پھر انھیں (یعنی پہلے بیان کردہ گروہوں میں سے انسانوں کو) اپنے ربّ کی طرف اکٹھا کرکے لے جایا جائیگا

وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ مَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۰﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے وہ بہرے اور گونگے ہیں (اور) تاریکیوں میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ جسے اللہ چاہے ہلاک کر دے اور جسے چاہے سیدھے راستہ پر (قائم) کر دے۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾

تو کہہ (کہ تم بتاؤ تو سہی) کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر (وہ موعودہ) گھڑی آجائے تو اگر تم سچے ہو تو کیا تم (اس وقت) اللہ کے سوا کسی (اور) کو پکارو گے۔

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع

نہیں بلکہ تم اسی کو پکارو گے پھر اگر وہ چاہے گا تو جس (تکلیف کے ازالہ) کے لیے تم (اُسے) پکارو گے وہ اُسے ضرور دُور کر دے گا اور تم اسے جسے تم (خدا کا) شریک قرار دیتے ہو بھول جاؤ گے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور ہم تجھ سے پہلی قوموں کی طرف (رسول) بھیج چکے ہیں اور (ان رسولوں کے آنے کے بعد) ہم نے انھیں (یعنی منکرین کو) اس لیے مالی اور جسمانی تکلیفوں میں گرفتار کیا تھا کہ وہ عجز اختیار کریں[3]

فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۴﴾

پھر کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب اُن پر ہمارا عذاب آیا تھا تو وہ عجز اختیار کر لیتے بلکہ ان کے دل (تو) اور بھی سخت ہو گئے اور شیطان نے اسے جو وہ کرتے تھے انھیں خوبصورت کرکے دکھایا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور پھر جب وہ اس (امر) کو بھول گئے جو انھیں یاد دلایا جاتا تھا تو ہم نے ان پر ہر ایک چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس پر خوش ہو گئے جو انھیں دیا گیا تھا تو ہم نے انھیں اچانک عذاب[4] میں مبتلا کر دیا جس پر وہ یکدم ناامید ہو گئے۔

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کے قانون کے تابع ہیں۔

[2] یعنی سب قسم کی تعلیمات دے دی ہیں۔

[3] معلوم ہوا کہ عذاب نصیحت دینے کے لیے آتا ہے۔

[4] قرآن کریم میں اَخَذْنٰهُمْ کے الفاظ ہیں۔ اور اَخَذَهٗ کے معنے سزا دینے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾

پس جنھوں نے ظلم کیا تھا اُن کی جڑ کاٹ دی گئی اور ثابت ہوا کہ سب تعریفوں کا اللہ ہی مستحق ہے جو سب جہانوں کا ربّ ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿٤٦﴾

تو کہہ دے کہ بتاؤ تو سہی (کہ) اگر اللہ تمھاری شنوائی اور بینائی کو ضائع کر دے اور تمھارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو وہ (ضائع شدہ چیز) تمھیں (واپس) لا دیگا۔ دیکھ ہم کس طرح آیتوں کو بار بار (مختلف پیرایہ میں) بیان کرتے ہیں (مگر) پھر بھی وہ اعراض کرتے چلے جاتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٧﴾

تو کہہ دے کہ بتاؤ تو سہی کہ اگر اللہ کا عذاب تم پر اچانک (بلا اطلاع) یا ظاہر طور پر آ جائے تو کیا ظالم لوگوں کے سوا کوئی اور (شخص) ہلاک کیا جائے گا۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٤٨﴾

اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے اور ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں۔ پھر جو (لوگ) ایمان لے آئیں اور اصلاح کریں تو انھیں نہ کسی قسم کا آئندہ کے لیے خوف ہوگا، اور نہ وہ (گذشتہ کوتاہیوں پر) غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٤٩﴾

اور جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا ہے انھیں ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع

تو کہہ دے کہ میں تمھیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تمھیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف الہام کیا گیا ہے۔ تو کہہ دے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے پھر کیا تم سوچتے نہیں؟

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٥١﴾

اور تو اس (کلام) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو اس بات سے ڈرتے ہیں کہ انھیں اُن کے ربّ کی طرف اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔ جب کہ اس کے سوا نہ اُن کا کوئی مددگار ہوگا نہ سفارشی۔ اس لیے ڈرا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾

اور تو ان لوگوں کو جو اپنے ربّ کو صبح و شام اس کی توجہ چاہتے ہوئے پکارتے ہیں مت دھتکار۔ ان کے حساب کا کوئی حصّہ بھی تیرے ذمّہ نہیں اور تیرے حساب کا کوئی حصّہ ان کے ذمّہ نہیں۔ پس (اگر) تو انھیں دھتکارے گا تو ظالم ہو جائے گا۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

اور ہم نے اُن میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے اس طرح آزمایا ہے تاکہ وہ (ابتلاء میں ڈالے ہوئے لوگ) کہیں کہ کیا اللہ نے ہم میں سے اِن (ذلیل لوگوں) پر احسان کیا ہے (ٹھیک ہے) کیا خدا شکر گذاروں کو (سب سے زیادہ) نہیں جانتا؟

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا ۢ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۵﴾

اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو تُو (انھیں) کہہ (کہ) تم پر ہمیشہ سلامتی ہو تمھارے ربّ نے اپنے آپ پر (تمھارے لیے) رحمت کو فرض کر لیا ہے (اس طرح) کہ تم میں سے جو (کوئی) غفلت میں کوئی بدی کر بیٹھے گا پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے گا اور اصلاح کرے گا۔ تو اس (خدا) کی صفت یہ ہے کہ وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۶﴾ ع ٦ ١٢

اور ہم نشانات کو اسی طرح کھول (کھول) کر بیان کرتے ہیں (تا حق کھل جائے) اور تا مجرموں کا طریقہ ظاہر ہو جائے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۷﴾

تُو (ان سے) کہہ دے کہ مجھے بالکل منع کیا گیا ہے کہ میں ان (جھوٹے معبودوں) کی عبادت کروں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ تو (ان سے) کہہ دے کہ میں تمھاری (گری ہوئی) خواہشات کی پیروی نہیں کرتا (اگر میں ایسا کروں تو) اس صورت میں (سمجھو کہ) میں گمراہ ہو چکا۔ اور میں ہدایت یافتہ (لوگوں) میں سے نہیں ہوں۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۸﴾

تو (ان سے) کہہ دے کہ میں اپنے ربّ کی طرف سے دلیل پر ہوں۔ اور تم نے اس (دلیل) کا انکار کیا ہے جس بات کے متعلق تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے فیصلہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے وہ سچائی بیان کرتا ہے اور وہ فیصلہ کرنے میں سب سے اچھا ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾

تُو (ان سے) کہہ دے کہ جس چیز کے متعلق تم جلدی کے خواہاں ہو اگر وہ میرے پاس ہوتی تو میرے اور تمھارے درمیان (اختلافی) امر کا فیصلہ (کبھی کا) ہو جاتا۔ اور اللہ ظالموں کو سب سے زیادہ جانتا ہے (جب چاہے گا فیصلہ کر دیگا)

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾

اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ سوائے اس کے ان (غیبوں) کو کوئی نہیں جانتا اور جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے جان لیتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر (چیز) ہے اور نہ خشک (چیز) جو اس کی کھلی (کھلی) حفاظت میں نہ ہو۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٦١﴾ ع

اور وہی ہے جو رات کے وقت تمہاری رُوح قبض کرتا ہے اور دن کے وقت جو کچھ تم کرتے ہو اُسے جانتا ہے پھر تمہیں دن کے وقت اُٹھاتا ہے تا کہ ایک مدّت جو مقرر ہو چکی ہے پوری کی جائے جس کے بعد تمہارا لَوٹنا اُسی کی طرف ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اُس کی تمہیں خبر دیگا۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦٢﴾

اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگران (مقرر کر کے) بھیجتا[1] (رہتا) ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آپکڑتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ (حکم کی تعمیل میں) کمی نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٣﴾

پھر انہیں اللہ کی طرف جو اُن کا سچّا آقا ہے لَوٹایا جائے گا سنو! فیصلہ اسی کے اختیار میں ہے اور وہ حساب لینے والوں میں سے سب سے جلدی (حساب) لینے والا ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٤﴾

تو اُن سے کہدے کہ تمہیں خشکی اور تری کی مصیبتوں سے کون بچاتا ہے جبکہ تم اُسے عاجزی سے اور پوشیدہ طور پر (یہ کہتے ہوئے) پکارتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس مصیبت سے بچائے گا تو ہم ضرور شکر گذار ہو جائیں گے۔

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾

تو اُن سے کہدے کہ اللہ (ہی) تمہیں اس سے (بھی) اور ہر اک (دوسری) گھبراہٹ سے (بھی) بچاتا ہے۔ پھر (بھی) تم شرک کرتے ہو۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٦﴾

تو اُن سے کہدے وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے عذاب نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے کی طرف سے یا تمہیں (ایک دوسرے کے خلاف) آپس میں مختلف گروہوں کی صورت میں ملا دے اور تم میں سے بعض کی طرف سے بعض کو تکلیف پہنچائے۔ دیکھ ہم دلیلوں کو کس طرح بار بار بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھیں

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٧﴾

اور تیری قوم نے اس (امر یعنی پیغامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھوٹا قرار دیا ہے حالانکہ وہ سچّا ہے۔ تو اُن سے کہدے کہ میں تمہارا ذمّہ وار نہیں ہوں۔

لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾

ہر ایک پیشگوئی کی ایک حد مقرر ہوتی ہے اور تم جلد ہی (حقیقت کو) جان لوگے۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ

اور جب تُو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کے بارہ میں بے لگام ہو کر باتیں کرتے ہیں تو اس وقت تک اُن سے الگ رہ جب تک وہ اس (بیہودہ گوئی) کے سوا کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں۔ اور اگر شیطان تجھے بھلا ہی دے تو

[1] یعنی رسول۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ (نسآء ع ۶) یعنی اس دن کیا ہوگا جب ہم ہر قوم میں سے ایک نگران لا کر گواہی دینے کے لیے کھڑا کر دیں گے یعنی رسول۔

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

یاد آنے کے بعد تو ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھ۔

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور جو لوگ تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے ذمہ اُن (بیہودہ گو لوگوں) کے حساب کا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ نصیحت کرنا (ان کے ذمہ) ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

اور تو اُن لوگوں کو جنھوں نے اپنے دین کو مشغلہ اور کھیل بنالیا ہے اور ورلی زندگی نے انھیں دھوکا میں ڈالا ہوا ہے چھوڑ دے اور اس (کلام الٰہی) کے ذریعہ سے نصیحت کرتا رہ (ایسا نہ ہو) کہ کسی جان کو اس کے کمائے ہوئے کے سبب سے اِس طرح ہلاکت میں ڈال دیا جائے کہ خدا کے سوا اس کا نہ کوئی مددگار ہو اور نہ شفیع ہو، اور اگر وہ ہر اک (قسم) کا بدلہ بھی دیں تو ان سے قبول نہ کیا جائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ان کی کمائی کے سبب سے ہلاکت میں ڈال دیا جائے گا۔ انھیں اُن کے کفر کے سبب سے پینے کو گرم پانی (ملے گا) اور دردناک عذاب ہوگا۔

ع ۸ ۱۴

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۲﴾

تو اُن سے کہہ دے کیا ہم اللہ کے سوا اُسے پکاریں جو نہ ہمیں (کوئی) نفع دیتا ہے اور نہ ضرر دیتا ہے اور کیا اللہ کے ہدایت (دے) دینے کے بعد ہم اس (شخص) کی طرح اپنی ایڑیوں کے بل لوٹائے جائیں جسے سرکش (لوگ) زمین میں بہکا کر لے گئے ہوں، (اور وہ) حیران (و پریشان) ہو رہا ہو اس کے (کچھ) ساتھی تو ایسے ہیں جو اُسے (یہ کہتے ہوئے) پکارتے ہیں کہ ہمارے پاس آ، تا ہدایت پائے۔ تو ان کافروں سے کہہ دے کہ یقیناً اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سب جہانوں کے رب کی فرمانبرداری کریں

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِىٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۳﴾

(اور یہ بھی ہدایت دی گئی ہے) کہ نمازوں کو باشرائط ادا کرو اور اس (خدا) کو اپنی ڈھال بناؤ۔ اور وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کرکے لے جائے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۴﴾

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق (وحکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ (میرے منشا کے مطابق یوں) ہو جائے (اسی طرح) ہو جائے گا اس کی بات ہو کر رہنے والی ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا حکومت (صرف اسی کو حاصل) ہوگی (وہ) پوشیدہ اور ظاہر (باتوں) کا جاننے والا ہے اور وہ حکمت والا اور خبردار ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّىٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے یہ کہا کہ کیا تو (بعض) بتوں کو معبود بناتا ہے۔ میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی (کھلی) گمراہی میں پاتا ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝۷۶ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝۷۷

اور ہم ابراہیم کو اس طرح آسمانوں اور زمینوں پر اپنی بادشاہت دکھاتے تھے (تا اس کا علم کامل ہو) اور تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ (ایک دن ایسا ہُوا کہ) جب رات نے اُس پر پردہ ڈال دیا تو اس نے ایک ستارہ دیکھا (اسے دیکھ کر) اس نے کہا کہ کیا یہ میرا ربّ ہو سکتا ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا، تو اُس نے کہا کہ مَیں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝۷۸

(اس کے بعد) جب اُس نے چاند چمکتا ہُوا دیکھا تو اس نے کہا کہ (کیا) یہ میرا ربّ[1] ہو سکتا ہے؟ پھر جب وہ بھی غائب ہو گیا، تو اس نے کہا کہ اگر میرا ربّ مجھے ہدایت نہ دیتا تو مَیں ضرور گمراہوں کی جماعت میں سے ہوتا۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۷۹

پھر جب اس نے سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا کہ (کیا) یہ میرا ربّ ہو سکتا ہے یہ بیشک سب سے بڑا ہے پھر جب وہ (بھی) غائب ہو گیا تو اس نے کہا کہ مَیں اس سے جسے تم (خدا کا) شریک بناتے ہو بالکل بیزار ہوں۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۸۰ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۱

مَیں نے (تمام) کج راہیوں سے بچتے ہوئے یقیناً اپنی توجہ اس (خدا) کی طرف پھیری ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور مَیں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اور اس کی قوم نے اس سے بحث کر کے جیتنا چاہا (تو) اس نے کہا کہ کیا تم مجھ سے اللہ کے بارہ میں بحث کرتے ہو حالانکہ اُس نے خود مجھے ہدایت دی ہے اور جسے تم اللہ کا شریک بناتے ہو مَیں اس سے نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر میرا ربّ کسی بات کا ارادہ کرے (تو اس سے ڈرتا ہوں) میرے ربّ نے ہر ایک چیز کا علم سے احاطہ کیا ہُوا ہے پھر کیا تم سمجھتے نہیں۔

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۲ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۸۳ ع

اور مَیں اس (چیز) سے جسے تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کس طرح ڈر سکتا ہوں جبکہ اس (چیز) کو جس کے متعلق اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اُتاری، تم اللہ کا شریک بنانے سے نہیں ڈرتے۔ سو اگر تم (کچھ) علم رکھتے ہو تو (بتاؤ کہ) ہم دونوں فریق میں سے کونسا امن (میں رہنے) کا زیادہ مستحق ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہیں کیا انہی لوگوں کے لیے امن (مقدّر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری طرف سے (دی ہوئی ایک) دلیل تھی، (جو) ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی

---

[1] درحقیقت مفہوم یہ ہے کہ ہر سیّارہ کو دیکھ کر ابراہیمؑ نے اس کے خدا ہونے سے انکار کیا۔ چنانچہ آیت میں صاف لکھا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھے پہلے سے ہدایت نہ دیتا تو مَیں گمراہ ہو جاتا۔ پس اس آیت نے شرک کا خیال آنے کی بھی نفی کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے۔ کہ ابراہیمؑ کا کلام طنز یہ کلام تھا۔

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۴﴾

قوم کے خلاف سکھائی تھی ہم جسے چاہتے ہیں درجوں میں بلند کرتے ہیں۔ تیرا ربّ یقیناً حکمت والا اور خوب جاننے والا ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور ہم نے اس کو (یعنی ابراہیم کو) اسحٰق اور یعقوب دئے تھے، ہم نے (ان) سب کو ہدایت دی تھی اور (اس سے) پہلے ہم نے نوح کو ہدایت دی تھی اور اس (یعنی ابراہیم) کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایّوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (بھی) اور اسی طرح ہم اچھی طرح کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور زکریّا[2] اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی (ہدایت دی تھی) (یہ) سب کے سب نیکوں میں سے تھے۔

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو (بھی ہدایت دی تھی) اور ان سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔

وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۸﴾

اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو (بھی ہم نے ہدایت دی تھی) اور ہم نے انہیں چن لیا تھا اور انہیں سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کی تھی۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۹﴾

اللہ کے ہدایت دینے کا یہی طریق ہے جس کے ذریعہ سے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اگر وہ شرک کرتے تو جو کچھ وہ اعمال کرتے تھے ان سے ضائع ہو جاتے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۹۰﴾

وہی لوگ ہیں جنھیں ہم نے کتاب اور فیصلہ کرنے کی فراست اور نبوت دی تھی۔ پس اگر یہ لوگ اس (نبوّت) کا انکار کریں تو ہم نے اُسے ایک (اور) قوم (یعنی مسلمانوں) کے سپرد کر دیا ہے جو اس کے منکر نہیں ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ ع ۱۰/۸/۱۶

انہی (مذکورہ بالا لوگوں) کو اللہ نے ہدایت دی۔ پس تو اُن کی ہدایت کی پیروی کر تو ان سے کہہ دے کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ یہ تو صرف تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

---

[1] معلوم ہُوا ابراہیمؑ نے تردّد سے کام نہیں لیا بلکہ جو اوپر بیان ہُوا ہے وہ خدا تعالیٰ کا سکھایا ہُوا تھا، اور خدا تعالیٰ شرکیہ تعلیم نہیں دیتا۔

[2] زکریّاؑ کا ذکر یحییٰؑ کے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ وہ ان کے باپ تھے۔ اور عیسیٰؑ کا اس لیے کہ یحییٰؑ اُن کے ارہاص تھے اور الیاسؑ کا اس لیے کہ عیسیٰؑ کے آنے سے پہلے الیاسؑ کے آسمان سے آنے کی خبر دی گئی تھی۔ اور اسماعیلؑ کا اس لیے کہ وہ بھی عیسیٰؑ کی طرح جمالی نبی تھے اور الیسع یعنی یسعیاہ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ان کو بھی الیاس سے تشبیہ دی جاتی ہے اور یونسؑ کا اس لیے کہ ان کے واقع کو مسیح پر چسپاں کیا جاتا ہے اور لوطؑ کا اس لیے ذکر کیا کہ ان کا تعلق ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے گہرا تھا۔ پس یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ یہ انبیاء ایک دوسرے کے آگے پیچھے آئے تھے اور قرآن نے ان کا ذکر اکٹھا کر دیا ہے کیونکہ قرآن مجید نے حکمت کے ماتحت ان کا اکٹھا ذکر کیا ہے نہ کہ تاریخ کے لحاظ سے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَاۗؤُكُمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩١﴾

اور جب انھوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ نے کسی بندے پر کچھ نہیں اُتارا تو ان لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا اندازہ اس طرح نہیں کیا تھا جس طرح کرنا چاہئیے۔ تو (اُن سے) کہہ دے کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے اور وہ لوگوں کے لیے نُور اور ہدایت تھی۔ اُس کو کس نے اُتارا تھا تم اسے ورق ورق کر رہے ہو اُس کو ظاہر (بھی) کرتے ہو اور (اس میں سے بہت حصّوں) کو چھپاتے (بھی) ہو۔ حالانکہ تمھیں وہ (کچھ) سکھایا گیا ہے جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمھارے باپ دادے (جانتے تھے) تُو (اُن سے) کہہ دے کہ اللہ نے (ہی اُسے اُتارا تھا) پھر تو انھیں اُن کے جھوٹ میں کھیلتے ہوئے چھوڑ دے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩٢﴾

اور یہ (قرآن) ایک (عظیم الشان) کتاب ہے جسے ہم نے اُتارا ہے (اور وہ) برکات کی جامع ہے (اور جو کلام) اس سے پہلے تھا اُس کو پُورا کرنے والی ہے (اور ہم نے اسے اس لیے اُتارا ہے کہ تو اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے) اور تا کہ تُو اُمّ القریٰ (یعنی اہلِ مکّہ) کو اور جو اس کے ارد گرد (رہتے) ہیں ڈرائے اور جو لوگ پیچھے آنے والی (موعود باتوں) پر ایمان لاتے ہیں وہ اس (کتاب یعنی قرآن) پر (بھی) ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓي اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی (نازل) کی گئی ہے حالانکہ اس پر وحی (نازل) نہ کی گئی ہو اور (اسی طرح) اس شخص سے (زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے) جو کہتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اُتارا ہے مَیں بھی یقیناً ویسا ہی (کلام) اُتار دوں گا۔ اور اگر تو (اُس وقت کو) دیکھے جبکہ ظالم موت کی تکالیف میں مبتلا ہوں گے (اور فرشتے یہ کہتے ہوئے) اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو۔ جو کچھ تم اللہ کے متعلق ناحق کہتے تھے اور جو تم اس کی آیتوں کے بارے میں تکبّر سے کام لیتے تھے اس کے سبب سے تمھیں آج رسوائی کا عذاب دیا جائے گا (تو تجھے ایک عبرت ناک نظارہ نظر آئے گا)۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰي كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰي مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٩٤﴾ ع ١١/١٧

اور (اس وقت ہم کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تمھیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا (اسی طرح اب) تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے پہنچے ہو۔ اور جو کچھ ہم نے بطور احسان تمھیں دیا تھا اُسے تم نے اپنی پیٹھوں کے پیچھے چھوڑ دیا ہے اور (یہ کیا بات ہے کہ) ہم تمھارے اِن شفیعوں کو جن کے بارہ میں تم دعویٰ کرتے تھے کہ وہ تم (پر حکومت کرنے) میں (خدا کے) شریک ہیں (آج) تمھارے ساتھ نہیں دیکھتے (اب) تمھارے آپس کے رشتے بالکل کٹ گئے ہیں اور جو کچھ تم کہا کرتے تھے وہ (سب) تم سے کھو یا گیا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُونَ ﴿۹۶﴾

اللہ یقیناً دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے، وہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور مُردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔ تمھارا اللہ یہ ہے سو بتاؤ تم کہاں سے واپس لوٹائے جاتے ہو۔

فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۹۷﴾

وہ صبح کو ظاہر کرنے والا ہے اور اس نے رات کو باعثِ آرام اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب بنایا ہے۔ یہ اندازہ اس کا ہے جو غالب ہے (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۹۸﴾

اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے ستاروں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم اُن کے ذریعہ سے خشکی اور تری کی مشکلات میں راہ معلوم کرو۔ ہم نے علم والی قوم کے لیے نشانات کھول کر بیان کر دئے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿۹۹﴾

اور وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے پھر اس کے بعد اس نے (تمھارے لیے) ایک عارضی[1] ٹھہرنے کی جگہ اور ایک لمبے عرصے تک رہنے کی جگہ مقرر کی ہے ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے نشانات کھول کر بیان کر دیے ہیں

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَجَنّٰتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ انْظُرُوا إِلٰى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَنْعِهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكُمْ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۰۰﴾

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ہے پھر (دیکھو کس طرح) اس کے ذریعہ سے ہم[2] نے ہر ایک چیز کی روئیدگی پیدا کی ہے اور اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کی ہے جس سے ہم[3] تہ بہ تہ دانے نکالتے ہیں اور کھجور میں سے یعنی اس کے گابھے میں سے جھکے ہوئے پھل نکالتے ہیں اور انگوروں اور زیتون اور انار کے ایسے باغات نکالتے ہیں (جن میں سے بعض آپس میں ملتے جلتے ہیں اور (بعض) مختلف ہیں جب (اُن میں سے ہر قسم[4] کے درخت کو) پھل آتا ہے تو اس کے پھل کو اور اس کے پکنے (کی کیفیت) کو دیکھو اس میں ایمان لانے والے لوگوں کے لیے یقیناً (بہت سے) نشانات ہیں۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۰۱﴾

اور انھوں نے اللہ کے ساتھ جنّوں میں سے شریک مقرر کیے ہیں حالانکہ اس (خدا) نے انھیں پیدا کیا ہے اور انھوں نے اس کے لیے جھوٹے طور پر بغیر علم کے بیٹے اور بیٹیاں بنائی ہیں وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں اس سے (بلند و) بالا ہے۔

ع ۱۲ / ۹ / ۱۸

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنّٰى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ ۖ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ

(وہ) آسمانوں اور زمین کو بلا نمونہ پیدا کرنے والا ہے، اس کا بیٹا کیوں کر ہو سکتا ہے حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہ تھی اور اس نے (تو) ہر اک چیز

---

[1] عارضی ٹھہرنے کی جگہ قبر ہے اور لمبے عرصہ تک رہنے کی جگہ بعثت اموات کے بعد کی زندگی ہے یا مستقر اس دنیا کی زندگی ہے جو چھوٹی ہے اور لمبے عرصہ کی زندگی مابعد الموت زندگی ہے۔

[2] عربی زبان میں ضمیریں کثرت سے بدلتی ہیں۔ ایک جگہ "وہ" آتا ہے پھر اس کے بعد "میں" آجاتا ہے۔ اور ایسا اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ کچھ پڑھنے والے کی عقل پر بھی چھوڑا جائے۔

[3] عربی میں "ہم" کے لفظ ہیں۔ جو اُردو میں زائد ہیں۔ اس لیے ہم نے یہ لفظ حذف کر دیے ہیں۔ اُردو میں اس کے بغیر کام چل جاتا ہے۔

[4] قرآن مجید میں مفرد ضمیر ہے مگر اُردو میں جمع لانا ضروری ہے قرآن مجید کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب ہر قسم کے درخت کو پھل آتا ہے اس طرح درخت مفرد بھی ہو جاتا ہے اور جمع بھی۔

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾
کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر اک امر کو جانتا ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾
یہ ہے تمھارا اللہ جو تمھارا رب (بھی) ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اس کی عبادت کرو اور وہ ہر ایک چیز پر نگران ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾
نظریں اس تک نہیں پہنچ سکتیں، لیکن وہ نظروں تک پہنچتا[1] ہے اور وہ مہربانی کرنے والا اور (حقیقت پر) آگاہ ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾
تمھارے ربّ کی طرف سے دلائل آچکے ہیں پس جس نے (انھیں) جان لیا اس کا یہ فعل اس کے اپنے (فائدہ کے) لیے ہوگا اور جو اندھا ہو گیا (اختیار کر) اس کا فعل اسی پر پڑیگا۔ اور میں تمھارا محافظ[2] نہیں ہوں۔

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
اور اسی طرح ہم آیتوں کو کئی کئی طرح پھیر پھیر کر لاتے ہیں (تا ان پر حجت ہو جائے) اور تا وہ (یہ) کہدیں کہ تو نے پڑھ کر سنا دیا ہے (اور حجت پوری کر دی ہے) اور تا کہ ہم اسے علم والی قوم (کے فائدہ) کے لیے بیان کر دیں۔

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾
جو کچھ تیرے ربّ کی طرف سے تجھ پر نازل کیا جاتا ہے اس کی پیروی کر۔ اس کے سوا (اور) کوئی معبود نہیں اور تو مشرکوں سے منہ پھیر لے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾
اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے تجھے اُن پر محافظ[3] نہیں مقرر کیا۔ اور نہ تو اُن پر نگران ہے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
اور تم انہیں جنھیں وہ اللہ کے سوا (دعائیں میں) پکارتے ہیں گالیاں نہ دو نہیں تو وہ دشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اس طرح ہم نے ہر ایک قوم کے لیے اس کے عمل خوبصورت[4] کر کے دکھائے ہیں پھر انھیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے جس پر وہ انھیں اس کی خبر دے گا جو وہ کرتے تھے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
اور انھوں نے اللہ کی پکی قسمیں کھائی ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی نشان آئے تو وہ اسے ضرور قبول کریں گے تو (مومنوں سے) کہہ کہ نشانات (بھی) اور وہ چیز بھی[5] جو تمھیں بتا دے گی کہ جب وہ نشانات آجائیں تو وہ (لوگ) ایمان (پھر بھی) نہیں لائیں گے اللہ ہی کے پاس ہے۔

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳/۱۰ ۱۹
اور ہم ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو اس وجہ سے کہ وہ اس (وحی) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے پھیر دیں گے اور انھیں ان کی سرکشیوں میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

---

[1] یعنی انسان اپنے علم کے زور سے اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کے پاس آکر جلوہ گر ہوتا ہے اور اس طرح انسان کو اس کی رؤیت ہوتی ہے۔

[2،3] یعنی تم کو نافرمانی کی وجہ سے جو عذاب آئے اس سے بچا نہیں سکتا۔ یا بدیوں سے زبردستی بچا نہیں سکتا۔

[4] یعنی یہ قانون بنایا ہے کہ قوم جو کام کرتی ہے آہستہ آہستہ اس کام کو اچھا سمجھنے لگ جاتی ہے۔ اس آیت میں بتایا ہے کہ اب یہ قوم شرک کی عادی ہو گئی ہے۔ شرک کے خلاف بات سن کر غصہ میں آجائے گی اور خدا تعالیٰ کو بھی گالیاں دینے لگ جائے گی۔

[5] یعنی ان کی پہلی بداعمالیاں جو انھیں ایمان سے محروم کر دیں گی خدا تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں جب وہ انھیں ظاہر کر دے گا تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک دلوں کی اصلاح نہ کریں اور پرانی مشرکانہ عادتیں نہ چھوڑیں۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور اگر ہم اُن پر فرشتے نازل کرتے اور مُردے اُن سے کلام کرتے اور ہر اک چیز کو ہم اُن کے آمنے سامنے کھڑا کر دیتے تو بھی وہ اللہ کی مشیت کے بغیر ایمان نہ لاتے، بلکہ اُن میں سے بہت سے جاہل ہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ہم نے انسانوں اور جنّوں میں سے سرکشوں کو اسی طرح ہر اک نبی کا دشمن بنا دیا تھا اُن میں سے بعض بعض کو دھوکا دینے کے لیے ان کے دل میں بُرے[1] خیال ڈالتے ہیں جو محض ملمّع کی بات ہوتی ہے اور اگر تیرا ربّ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس تُو اُن کو بھی اور اُن کے جھوٹ کو بھی نظر انداز کر دے۔

وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے چاہا ہے تا قیامت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل (اپنے اعمال کے نتیجہ میں) ایسی ہی باتوں کی طرف جھکیں اور تا وہ اس (یعنی جھوٹ) کو پسند کرنے لگ جائیں اور تا وہ اپنے اعمال کا نتیجہ[2] دیکھ لیں۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

(تو کہہ دے کہ) کیا اللہ کے سوا میں کوئی اور فیصلہ کرنے والا ڈھونڈوں؟ حالانکہ اس نے تم پر کھلی کھلی کتاب اتاری ہے اور جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ وہ سچائی کے ساتھ تیرے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے پس تو جھگڑا کرنے والوں میں سے نہ بن۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

اور تیرے ربّ کی بات (تو) حق اور انصاف کے ساتھ پوری ہو کر رہے گی (کیونکہ) اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور اگر تو زمین میں بسنے والوں سے اکثر کی بات کی پیروی کرے، تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے، وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں اور صرف اٹکل سے باتیں کرتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

تیرا ربّ ہی یقیناً اُسے جو اُس کے راستہ سے بھٹک جاتا ہے بہتر جانتا ہے، اور وہی ہدایت یافتوں کو بہتر جانتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ

پس اگر تم اس کی نشانیوں پر ایمان لاتے ہو تو جس پر اللہ کا نام لیا گیا

---

[1] اصل لفظ کے معنے بُرے کے نہیں لیکن چونکہ وحی کا لفظ شیطان کے لیے آیا ہے اور اس آیت میں آگے آتا ہے کہ شیطان جھوٹی باتوں کا خیال پیدا کرتا ہے اس لیے ہم نے ترجمہ میں بُرے کا لفظ خیال سے پہلے بڑھا دیا ہے۔

[2] پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عمل کی جزا کے طور پر اگر عمل کا لفظ استعمال کیا جائے تو عربی میں اس کے معنے اس عمل کی جزا کے ہوتے ہیں چونکہ اس آیت کا لفظی ترجمہ بھی یہ ہے کہ "تا وہ کمائیں جو وہ کما رہے ہیں" ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ تا وہ اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھ لیں۔ نیز اگلی آیت ۱۲۱ میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اسی عبارت میں بیان کیا ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھی ہے۔

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

ہے اس میں سے کھاؤ۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے باوجود اس کے نہیں کھاتے کہ اس (اللہ) نے تمھارے سامنے وہ سب کچھ کھول کر بیان کر دیا ہے جو اس نے تمھارے لیے حرام کیا ہے سوائے اس کے کہ تم مجبور ہو جاؤ اور بہت سے لوگ بغیر کسی سچے علم کے یقیناً اپنی خواہشوں کے مطابق (لوگوں کو) گمراہ کرتے ہیں۔ تیرا ربّ یقیناً حد سے آگے نکل جانے والوں کو بہتر جانتا ہے۔

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور گناہ کی ظاہری شکل اور اس کی حقیقت (دونوں) سے بچو۔ جو لوگ گناہ کماتے ہیں، اُنھیں جو کچھ وہ کماتے ہیں یقیناً اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ۱۴

اور تم اس میں سے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا نہ کھاؤ اور یہ (فعل) یقیناً نافرمانی ہے اور شیطان یقیناً اپنے دوستوں کے دل میں (ایسے خیال) ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں، اور اگر تم اُن کی فرمانبرداری کرو گے تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔

اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور کیا جو شخص مُردہ ہو پھر اُسے ہم نے زندہ کر دیا ہو اور اس کے لیے ایسی روشنی مقرر کی ہو، جس کے ذریعہ سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہو اس شخص کی طرح (ہو سکتا) ہے جس کا حال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں (پڑا ہوا) ہے (اور اُن سے کسی وقت بھی نہیں نکلتا۔ اسی طرح کافروں کے لیے ان کے اعمال خوبصورت کر کے دکھائے گئے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور ہم نے ہر ایک بستی میں اس کے بڑے بڑے مجرموں کو ایسا ہی بنا دیا[1] ہے (یعنی وہ اپنے بُرے اعمال اچھی شکل میں دیکھتے ہیں) جس کا نتیجہ یہ[2] ہوتا ہے کہ وہ اس (بستی) میں (نبیوں کے خلاف) تدبیریں کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اپنی ہی جانوں کے خلاف تدبیریں کرتے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں۔

وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور جب ان کے پاس کوئی نشان آتا ہے تو کہتے ہیں کہ جب تک ہمیں ویسا ہی کلام نہ دیا جائے جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اللہ (سب سے) زیادہ جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کہاں[3] رکھے جن لوگوں نے گناہ کیا ہے انھیں بوجہ اس کے کہ وہ (نبی کے خلاف) تدبیریں کرتے ہیں اللہ کی طرف سے ضرور ذلّت اور سخت عذاب پہنچے گا۔

---

[1] یہ ظلم نہیں کیونکہ جرم کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بُری بات اچھی نظر آنے لگتی ہے پس یہ طبعی نتیجہ ہے ورنہ خدا تعالیٰ جبر نہیں کرتا۔

[2] اس جگہ قرآن کریم میں لام ہے اور وہ لامِ عاقبت ہے یعنی اس کے معنے اُردو میں یہ ہوتے ہیں کہ "اس کے نتیجہ میں"۔

[3] یعنی کون رسول بننے کا مستحق ہے اور کون نہیں۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٥﴾

اور جسے اللہ ہدایت دینے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے اس کا سینہ نہایت تنگ کردیتا ہے۔ گویا کہ وہ بلندی کی طرف چڑھ رہا ہے (اور) اسی طرح اللہ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے عذاب نازل کرتا ہے۔

وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾

اور یہ تیرے ربّ کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نشانات کو نصیحت حاصل کرنے والے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کر چکے ہیں۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٧﴾

اُن کے لیے اُن کے ربّ کے حضور میں سلامتی کا گھر (تیار) ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کے سبب سے وہ ان کا مددگار رہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

اور اس دن (کو یاد کرو) جب وہ اُن سب کو اکٹھا کرےگا (پھر کہے گا) اے جنّوں[1] کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے اکثر کو (اپنے ساتھ ملا) لیا تھا اور اُن کے انسان[2] مددگار کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہم میں سے بعضوں نے بعض سے فائدہ اُٹھایا ہے، اور ہم اپنی اس مدت کو پہنچ گئے ہیں جو تُو نے ہمارے لیے مقرر کی تھی۔ وہ فرمائیگا آگ تمھارا ٹھکانا ہے اس میں تم ایک لمبے عرصہ تک ہوگے سوائے اس کے کہ خدا کی مشیّت کچھ اور چاہے۔ تیرا ربّ یقیناً حکمت والا اور بہت جاننے والا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع

اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کا اس کام کی وجہ سے جو وہ کرتے ہیں، دوست[3] بنا دیتے ہیں۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾

اے جنّوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تم ہی میں سے (ہی) تمھارے پاس رسول نہیں آئے جو تمھیں میری آیات پڑھ کر سناتے تھے اور تمھیں آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف (خود) گواہی دیتے ہیں۔ اور ورلی زندگی نے انھیں دھوکے میں ڈال دیا اور انھوں نے اپنے خلاف (آپ یہ) گواہی دی کہ وہ کافر تھے۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ

یہ (رسولوں کا بھیجنا) اس سبب سے تھا کہ تیرا ربّ شہروں کو ان کے باشندوں

---

[1] جنّوں سے مراد بڑے لوگ ہیں۔ کیونکہ وہ ڈیوڑھیوں اور دربانوں کے پیچھے لوگوں سے چھپے رہتے ہیں۔
[2] یعنی ان کی پارٹی کے عام آدمی۔
[3] یعنی جیسا کہ اوپر کی آیت میں گذرا ہے۔

اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

کے غافل ہونے کی حالت میں ظلم کے ساتھ[1] تباہ نہیں کرسکتا[2] تھا۔

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

اور ہر شخص (یا قوم) کے لیے اس کے اعمال کے مطابق درجات مقرر ہیں اور تیرا ربّ اس سے غافل نہیں جو وہ کرتے ہیں۔

وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور تیرا ربّ کسی کا محتاج نہیں (اور) رحمت والا ہے اگر وہ چاہے تو تمھیں ہلاک کردے اور جس طرح تمھیں ایک دوسری قوم کی نسل سے کھڑا کیا ہے (اسی طرح) جسے چاہے تمھارے (ہلاک کرنے کے) بعد تمھارا جانشین کردے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّ مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

جس (بات) کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی اور تم کسی طرح[3] بھی ہمیں عاجز نہیں کرسکتے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

تو کہہ دے کہ اے میری قوم تم اپنے طریق پر عمل کرو، میں بھی (اپنے طریق پر) عمل کروں گا پھر تم جلدی ہی معلوم کرلو گے کہ اس گھر (یعنی دنیا) کا انجام کس کے حق میں ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ظالم (کبھی) کامیاب نہیں ہوتے۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

اور انھوں نے ایک حصہ اس کھیتی میں سے یا جانوروں میں سے اللہ کا مقرر (کرچھوڑا) ہے جو (کھیتی یا جانور) اس (یعنی خدا) نے پیدا کیے ہیں۔ پھر اپنے گمان سے کہتے ہیں کہ اتنا تو اللہ کے لیے ہے اور اتنا ہمارے شریکوں کے لیے۔ پھر یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ جو ان کے شریکوں کا حصہ ہوتا ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا حصہ ہوتا ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے وہ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَ لِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اور اسی طرح مشرکوں میں سے بہتوں کو اُن کے شریکوں نے ان کے ہلاک کرنے کے لیے اور اُن کے دین کو اُن پر مشتبہ کرنے کے لیے (اپنی اولاد) کا قتل کرنا خوبصورت کرکے دکھایا تھا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ (مشرک) ایسا نہ کرتے۔ پس تو اُن کو بھی اور ان کے جھوٹ کو بھی نظر انداز کردے۔

وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖۗ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ

اور وہ اپنے گمان کی بنا پر کہتے ہیں کہ فلاں فلاں جانور اور کھیتی (ایسے ہیں کہ اُن کا کھانا) ممنوع ہے انھیں صرف وہی کھا سکتا ہے جس کے متعلق ہم کہیں (کہ وہ کھائے) اور (کہتے ہیں کہ) کچھ جانور ایسے ہیں کہ ان کی پیٹھیں (سواری کے لیے) حرام کردی گئی ہیں اور

---

[1] یعنی بغیر نبی بھیج کر حجت تمام کرنے کے عذاب نازل کرنا ظلم ہے۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ کا عذاب بغیر حجت تمام کیے کے نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا بھی یہی طریق عمل تھا کہ وہ کفار کو ہوشیار کرکے اس کے بعد حملہ کرتے تھے۔

[3] کسی طرح باء کا ترجمہ ہے۔

لَا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿١٣٩﴾

کچھ جانور ایسے ہیں کہ وہ ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے (یہ ان کا قول و فعل) اس (اللہ) پر افتراء کے طور پر (ہوتا) ہے، وہ انھیں اس جھوٹ کے سبب سے جو وہ بناتے ہیں ضرور سزا دیگا۔

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٤٠﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ خالصۃً ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری بیویوں پر حرام کیا گیا ہے، ہاں اگر وہ مُردہ ہو تو وہ (سب) اس میں شریک ہیں، وہ ضرور ان کی بات کی انھیں سزا دے گا۔ یاد رکھو کہ وہ حکمت والا اور بہت جاننے والا ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَي اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤١﴾

وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بغیر علم کے قتل کر دیا ہے اور جو کچھ اللہ نے اُنھیں دیا تھا اُسے اللہ پر افتراء کرتے ہوئے (اپنے پر) حرام کر لیا ہے۔ وہ گھاٹا پانے والے ہوگئے ہیں اور گمراہ ہوگئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں میں سے نہیں (رہے)

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٤٢﴾

وہ (خدا) ہی ہے جس نے لکڑیوں کے سہارے پر کھڑے ہونے والے باغات اور بغیر سہارے کھڑے ہونے والے باغات اور کھجوریں اور کھیتیاں جن کے مزے مختلف ہیں اور زیتون اور انار کو اس صورت میں کہ وہ (آپس میں) مشابہ (بھی) ہیں اور (بعض صورتوں میں) نہیں (بھی) پیدا کیا ہے تم جب اُن درختوں کو پھل لگتے تو ان کے پھل کو کھاؤ اور اس کے کاٹنے کے دن اس (خدا) کا حق ادا کرو[1]، اور اسراف سے کام نہ لو کیونکہ وہ اسراف سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٤٣﴾

اور چارپایوں میں سے لادو جانور بھی ہیں اور چھوٹے بھی ہیں۔ اللہ نے جو کچھ تمھیں دیا ہے تم اُس میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، وہ یقیناً تمھارا کھلا (کھلا) دشمن ہے۔

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٤٤﴾

(اس نے) آٹھ جوڑوں کو (پیدا کیا ہے) دُنبوں میں سے دو کو، اور بکریوں میں سے دو کو۔ تو اُن سے کہہ کہ کیا اُس نے دو نروں کو حرام کیا ہے یا دو مادینوں کو، یا مادینوں کے رحموں نے جس چیز کو بھی (اپنے اندر) لپیٹا ہُوا ہے (اس کو حرام کیا ہے) اگر تم سچے ہو تو مجھے کسی علم کی بنا پر (یہ بات) بتاؤ۔

---

[1] یعنی غریبوں کی امداد کرو۔

وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللَّهُ بِهَٰذَا ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۵﴾ ع

اور (اس نے) اونٹ میں سے ۲ دو کو اور گائے میں سے ۲ دو کو پیدا کیا ہے، تُو اُن سے کہہ کہ کیا اُس نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں مادینوں کو یا مادینوں کے رحموں نے جس چیز کو بھی (اپنے اندر) لپیٹا ہُوا ہے (کہو) کیا تم اس وقت جب تمھیں اللہ نے اس (امر) کا حکم دیا تھا موجود تھے (اگر نہیں تو) پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو جان بوجھ کر اللہ پر اس لیے جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کر دے۔ اللہ ظالم لوگوں کو یقیناً راہ نہیں دکھاتا۔

قُلْ لَّا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴۶﴾

تُو ان سے کہہ کہ جو کچھ میری طرف نازل کیا گیا ہے میں تو اس میں اس شخص پر جو کسی چیز کو کھانا چاہے سوائے مُردہ یا بہتے ہوئے خون یا سؤر کے گوشت کے کوئی چیز حرام نہیں پاتا (سؤر کا گوشت) اس لیے کہ وہ نجس ہے۔ یا فسق کو (حرام پاتا ہوں) (یعنی اس چیز کو جس پر خدا کے سوا کسی اور چیز کا نام لیا گیا ہو، لیکن جو شخص (اس کے کھانے پر) مجبور ہو جائے[1] بغیر اس کے کہ وہ (شریعت کا) مقابلہ کرنے والا ہو یا حد سے نکلنے والا ہو تو (وہ یاد رکھے کہ) تیرا ربّ یقیناً بہت بخشنے والا[2] (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۖ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۴۷﴾

اور جو لوگ یہودی ہیں ہم نے اُن پر ہر ایک ناخن والا[3] جانور حرام کر دیا تھا۔ اور گائے (بیل) اور بھیڑ (بکری) میں سے ہم نے اُن پر ان دونوں کی چربیاں باستثنا اس (چربی) کے جو اُن کی پیٹھوں یا انتڑیوں پر ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو حرام کر دی تھیں[4]، یہ ہم نے انھیں اُن کی نافرمانی کی وجہ سے سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں۔

فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۴۸﴾

پھر اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو تُو (اُن سے) کہہ دے کہ تمھارا ربّ وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جا سکتا۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم

جنھوں نے شرک کیا ہے ضرور کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم (اور) نہ ہمارے باپ دادے (کبھی) شرک کرتے اور نہ کسی چیز کو حرام کرتے جو اُن سے پہلے (گذرے) ہیں انھوں نے (بھی) اسی طرح (ہماری وحی کو) اس وقت تک کہ انھوں نے ہمارے

---

[1] یعنی جو کچھ اسلام میں حلال ہے وہ ملک میں نہ ملے اور پھر یہ اتنا ہی کھائے جس سے موت ٹل جائے۔

[2] یعنی اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی۔

[3] یعنی شکاری جانور۔

[4] دیکھو احبار باب ۳ آیت ۱۴ تا ۱۷۔

مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

عذاب کو چکھ نہ[ل] لیا جھٹلایا تھا۔ تو ان سے کہہ کہ کیا تمھارے پاس کوئی ایسا علم ہے کہ تم اسے ہمارے خاموش کرنے کے لیے پیش کر سکو۔ تم گمان کے سوا کسی چیز کی پیروی نہیں کرتے اور تم صرف اٹکل سے باتیں کرتے ہو۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

تو کہہ دے (تمھاری بے عقلی کی باتیں بتاتی ہیں) کہ اثر کرنے والی دلیل اللہ ہی کے قبضہ میں ہے، اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ ع ۱۸/۵

تو (ان سے) کہہ دے کہ اپنے ان گواہوں کو بلاؤ جو یہ گواہی دیں کہ اللہ نے اس (یعنی فلاں فلاں چیز) کو حرام کیا ہے پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں تو ان کے ساتھ (شامل ہو کر) تو گواہی نہ دے اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کر جو ہماری آیتوں کو جھٹلا چکے ہیں اور جو لوگ پیچھے آنے والی (باتوں) پر ایمان نہیں لاتے اور وہ اپنے رب کے شریک (بھی) بناتے ہیں۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

تو (ان سے) کہہ کہ آؤ جو تمھارے رب نے تم پر حرام کیا ہے میں تمھیں پڑھ کر سناؤں (اس کا حکم ہے) کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور والدین سے احسان کرو اور مفلس ہو جانے کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ ہم تمھیں بھی رزق دیتے ہیں اور انھیں بھی۔ اور بدیوں کے (بالکل) قریب نہ جاؤ۔ نہ ان میں سے ظاہر (بدیوں) کے نہ چھپی (بدیوں) کے۔ اور یہ کہ اس نفس کو جسے (قتل کرنا) اللہ نے منع فرمایا ہے (شریعت یا قانون کی) اجازت کے بغیر قتل نہ کرو۔ اللہ اس بات کا تمھیں تاکیدی حکم دیتا ہے تا کہ تم (بدیوں سے) رکو۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

اور (یہ حکم دیتا ہے کہ) تم یتیم کے مال کے پاس اس کے جوانی کو پہنچنے تک بے احتیاطی سے نہ جاؤ۔ اور انصاف کے ساتھ ماپ اور تول پورے (پورے) دو۔ ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتے اور (یہ کہ) جب تم کوئی (بات) کہو تو گو وہ شخص (جس کے متعلق بات کہی گئی ہو) قریبی ہو انصاف سے کام لو اور اللہ کے عہد کو (بھی) پورا کرو۔ وہ اس (امر) کی تمھیں اس لیے تاکید کرتا ہے کہ تمھیں نصیحت حاصل ہو۔

ل حتیٰ کا لفظ آیت میں ہے اور اردو میں اس کا ترجمہ بلفظ "نہ" کی زیادتی سے ہوا کرتا ہے اس لیے ہم نے اسے بڑھا دیا ہے۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور یہ یقیناً میرا سیدھا راستہ ہے، پس اس کی پیروی کرو اور مختلف راستوں کے پیچھے نہ پڑو نہیں تو وہ تمھیں اُس (خدا) کے رستہ سے اِدھر اُدھر لے جائیں گے وہ اس (امر) کی تمھیں اس لیے تاکید کرتا ہے کہ تم متقی ہو جاؤ۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور جس نے نیکی کو اختیار کیا ہے اس پر نعمت کو (پورا کرنے اور ہر ایک امر کی وضاحت کرنے کے لیے اور ہدایت دینے اور رحم کرنے کی غرض سے ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لائیں۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے (اور یہ) برکت والی ہے۔ پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۱۵۶﴾

(تا ایسا نہ ہو) کہ تم (کسی دن یہ) کہو کہ ہم سے پہلے صرف دو جماعتوں[1] پر کتاب اتاری گئی تھی اور ہم ان (کی کتابوں) کے پڑھنے سے بالکل غافل تھے۔

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یا (یوں نہ) کہو کہ اگر ہم پر کتاب اتاری جاتی تو ہم یقیناً اُن سے زیادہ ہدایت پاتے۔ سو تمھارے ربّ کی طرف سے تمھارے پاس کھلی دلیل اور ہدایت اور رحمت آ گئی ہے پس (یاد رکھو کہ) جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا اور (اُن (پر ایمان لانے) سے رُک رہا، اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ ہم ضرور انھیں جو ہماری آیتوں (پر ایمان لانے) سے رُک رہتے ہیں ان کے رُک رہنے کی وجہ سے تکلیف دہ عذاب کی سزا دیں گے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

وہ صرف اس امر کی انتظار کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا ربّ آئے یا تیرے ربّ کے بعض نشانات آئیں۔ جس دن تیرے ربّ کے بعض نشانات ظاہر ہوں گے (اس دن) کسی نفس کو جو اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا ہوگا۔ یا اپنے ایمان کی وجہ سے خیر نہ حاصل کر چکا ہوگا، اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا۔ تُو کہہ کہ تم انتظار کرو، ہم بھی یقیناً انتظار کر رہے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے ہیں تیرا اُن سے کچھ تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے پھر جو کچھ وہ کرتے تھے وہ اس کی انھیں خبر دے گا۔

[1] یعنی یہود اور نصاریٰ پر۔ یہ جاہل مشرکوں کا خیال تھا۔ ورنہ مسیح خود کہتا ہے کہ وہ تورات کو قائم کرنے کے لیے آیا ہے اور کوئی نئی شریعت نہیں لایا (متی باب ۵ آیت ۱۷) یعنی انجیل کوئی شریعت کی کتاب نہیں۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

جنھوں نے نیکی کی ہے، (اس نیکی) سے دس گُنا اُن کا حق ہوگا۔ اور جنھوں نے بدی کی ہے انھیں صرف اتنی ہی سزا دی جائے گی اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

تو (اُن سے) کہدے کہ مجھے میرے ربّ نے یقیناً سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کی ہے ایسے دین کی طرف جو بغیر کسی کجی کے ہے۔ یعنی ابراہیم کے دین کی طرف جو سچائی پر قائم تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

تُو (ان سے) کہدے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۴﴾

(اور) اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس (امر) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۵﴾

تو کہہ کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو (رب کی حیثیت میں) طلب کروں حالانکہ وہ ہر ایک چیز کی پرورش کرنے والا ہے اور ہر ایک نفس جو کچھ کماتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (ہستی)[1] دوسری (ہستی) کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی۔ پھر اپنے ربّ کی طرف ہی تمھارا لوٹنا ہوگا۔ پھر وہ تمھیں اس بات کی جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے خبر دے گا۔

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۶﴾

اور وہی ہے جس نے تمھیں دنیا میں (پہلوں کا) قائم مقام بنایا ہے اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں اس لیے فوقیت دی ہے کہ اس نے جو کچھ تمھیں دیا ہے، اس میں تمھاری آزمائش کرے۔ تیرے ربّ کی سزا یقیناً جلد آجاتی ہے اور وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

---

[1] عیسائی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی گناہگار کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اور اسلامی تعلیم کے مطابق صرف مسیح بے گناہ تھا۔ لیکن بوجھ اُٹھانے والی ہستی کے معنے گنہگار کے نہیں۔ بلکہ یہ ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہو۔ اور مسیح خود مدّعی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے اور یہ بھی کہ وہ بے گناہ نہیں (نیا عہد نامہ لوقا باب ۱۸ آیت ۱۹۔ نیز دیکھو متی باب ۱۹ آیت ۱۷ و مرقس باب ۱۰ آیت ۱۸) پس وہ کفارہ نہیں ہو سکتا۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَتَانِ وَسَبْعُ اٰيٰتٍ وَّاَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ اعراف۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دو سو سات ۲۰۷ آیات ہیں اور چوبیس ۲۴ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓصٓ ②

میں اللہ[1] سب سے زیادہ جاننے والا اور صادق ہوں۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ③

(یہ قرآن) ایک عظیم الشان کتاب (ہے) جو تیری طرف اتاری گئی ہے (تو نے خود نہیں بنائی) پس تیرے سینہ میں اس کی وجہ سے کوئی تنگی پیدا نہ ہو (اس کے اتارنے کی غرض یہ ہے کہ) تو اس کے ذریعہ سے (مخاطبین کو آنے والے عذاب سے) ہوشیار کرے اور (یہ کتاب) مومنوں کے لیے ایک یاددہانی ہے

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ④

(ہم ان لوگوں سے کہتے ہیں کہ) جو (کلام) تمھاری طرف تمھارے ربّ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو۔ اور اس (خدا) کے سوا جو (تمھارے خیال میں) دوسرے کارساز ہیں ان کی اتباع نہ کرو لیکن تم بالکل[2] نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ⑤

اور بہت سی بستیاں ایسی ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) ان کے پاس ہمارا عذاب رات کو سوتے ہوئے یا (دوپہر کو) قیلولہ کرتے ہوئے آیا۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑥

سو اس وقت جب کہ ان کے پاس ہمارا عذاب آیا۔ ان کی زبان پر صرف یہ فقرہ تھا کہ ہم یقیناً ظالم تھے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑦

پس[3] ہم ان لوگوں سے (بھی) ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور ہم رسولوں سے بھی ضرور پوچھیں گے۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑧

پھر ہم ضرور ان کے سامنے اپنے علم کے مطابق حقیقت بیان کریں گے اور ہم کبھی بھی ان لوگوں سے غائب نہیں ہوئے (ہمیشہ ان کے حالات دیکھتے تھے)

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨

اور اس (یعنی قیامت کے) دن تمام اعمال کا وزن کرنا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے (پس) جن کے وزن بھاری ہوئے وہ لوگ بامراد (لوگوں میں شامل) ہوں گے۔

---

[1] الٓمّٓ قائم مقام ہے اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ کا جس کے معنے ہیں "میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں" اور صٓ قائم مقام ہے صادق کا، یعنی میں صادق ہوں۔ جو تعلیم میری طرف سے آئے وہ سچ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ حروف مقطعات کہلاتے ہیں۔ مقطعات کے لیے دیکھو نوٹ ۱ سورۃ بقرۃ آیت ۲۔

[2] قَلِیْلًا کے لفظی معنے تو تھوڑے کے ہیں۔ مگر محاورہ میں اس کے معنے بالکل نہ ہونے کے ہوتے ہیں۔

[3] عربی میں فاء ہے جس کے معنے پس کے ہیں لیکن اردو میں اس کی ضرورت نہیں۔ مضمون فقرہ کی بناوٹ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات پہلی بات کا نتیجہ ہے۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور جن کے وزن ہلکے ہُوئے تو (سمجھ لو) ایسے لوگ اپنی جانوں کے معاملہ میں خسارہ پانے والے ہیں (اور انھوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا ہے) یہ اس لیے ہوا ہے کہ وہ ہماری آیتوں (کے معاملہ) میں ظلم سے کام لیتے تھے۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

اور ہم نے ضرور تم کو زمین میں طاقت بخشی تھی اور اس میں تمھارے لیے (قسم قسم کے) معیشت کے سامان مقرر کیے تھے مگر تم شکر بالکل نہیں کرتے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۲﴾

اور ہم نے تمھیں (پہلے مبہم شکل میں) پیدا کیا تھا۔ جس کے بعد تم کو (تمھارے مناسب حال) صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت کرو، اس پر فرشتوں نے تو (آدم کی) اطاعت کی مگر ابلیس (نے نہ کی) وہ اطاعت گذاروں میں سے نہیں بنا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۳﴾

(اس پر خدا نے اس سے) کہا کہ میرے حکم[1] کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا[2]۔ اس نے جواب دیا کہ مَیں تو اس (آدم) سے بہتر ہوں تُو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی[3] مٹی کی صفت رکھی ہے۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

(اللہ نے) فرمایا (اگر یہ بات ہے تو) تُو اس (جنت) سے چلا جا۔ کیونکہ تیرے لیے مناسب نہیں کہ تُو اس میں تکبر سے کام لے۔ پس (یہاں سے) نکل جا تو ذلیل لوگوں میں سے ہے۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۵﴾

اس نے کہا اے میرے ربّ! مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ وہ اٹھائے[4] جائیں گے۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۶﴾

(اللہ نے) جواب دیا تجھے (تیرے مطالبہ کے مطابق) ڈھیل دی گئی ہے۔

---

[1] حکم براہِ راست فرشتوں کو تھا، مگر جب افسر کو حکم دیا جائے تو ماتحت اس میں شامل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں بہت دفعہ ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے مگر مراد آپ کے اتباع ہوتے ہیں، جیسا کہ فرمایا کہ جب تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو۔ حالانکہ آپ یتیم تھے۔ پس مراد آپ کے اتباع ہیں آپ نہیں۔

[2] عربی زبان میں کبھی لا زائدہ بھی ہوتا ہے۔

[3] یعنی گیلی مٹی کی طرح آدمی مختلف اخلاق میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اور چاہے تو بالا طاقت کا مطیع بھی ہو سکتا ہے مگر میری فطرت میں تو نے ناری صفت رکھی ہے، اس لیے میں کسی کا مطیع نہیں بن سکتا۔ عربی کا محاورہ ہے خُلِقَ مِنْ عَجَلٍ جس کے معنے یہ نہیں کہ جلدی کوئی مادہ ہے جس سے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں جلد بازی کا مادہ ہے۔ اسی طرح اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ آدمی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور شیطان آگ سے، بلکہ یہ مراد ہے کہ انسان کی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ وہ مختلف حالات میں ان کے مطابق ڈھل جاتا ہے اور شیطان کی فطرت میں آگ جیسا مادہ ہے اور وہ نافرمانی کرتا ہے۔

[4] یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک مہلت دے بلکہ مراد یہ ہے کہ روحانی بیداری پیدا ہونے تک مجھے مہلت دے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۷﴾

اس نے کہا کہ چونکہ تو نے مجھے ہلاک[1] کیا ہے، اِس لیے میں ان (انسانوں) کے لیے تیرے سیدھے راستہ پر بیٹھ جاؤں گا۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۸﴾

پھر میں ان کے پاس آؤں گا اُن کے سامنے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی، ان کی دائیں طرف سے بھی اور ان کی بائیں طرف سے بھی (تاکہ اُن کو ورغلاؤں) اور تو اُن میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۹﴾

(اللہ نے) فرمایا، اس جگہ سے نکل جا۔ تیری ہمیشہ مذمت کی جائے گی اور تو راندۂ درگاہ رہے گا۔ جو (بھی) ان (انسانوں) میں سے تیری اتباع کریں گے (میں اُن سے کہتا ہوں کہ) تم سب سے میں جہنم کو بھر دوں گا۔

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور اے آدم! (میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) تُو اور تیرا ساتھی جنت میں رہو پس تم جہاں سے چاہو کھاؤ (اور پیو[2]) اور اس (ممنوعہ[3]) درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالم ہو جاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۱﴾

اس پر شیطان نے ان (دونوں یعنی آدم اور اس کے ساتھی کے دل) میں وسوسہ ڈالا تاکہ جو کچھ اُن کے ننگ میں سے اُن پر چھپایا گیا تھا اس کو ظاہر کر دے[4] اور کہا اس درخت سے تمھارے ربّ نے تم کو صرف اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم دونوں ہمیشہ کی زندگی[5] نہ پا لو۔

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا نے شیطان کو ہلاک کیا تھا۔ شیطان نے تو خود اپنے عمل سے اپنے آپ کو ہلاک کیا تھا۔ عربی کا محاورہ ہے کہ جو نتیجہ پیدا کرے فعل کو بھی اس کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

[2] اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی اصل بنیاد حلّت پر ہے، صرف ان چیزوں سے منع کیا جاتا ہے جو روحانی اور جسمانی طور پر مضر ہوتی ہیں۔

[3] ممنوع درخت سے مراد وہ احکام ہیں جن میں بعض باتوں سے آدم کو روکا گیا تھا۔ خصوصاً ابلیس اور اس کی ذرّیت سے تعلق رکھنے سے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ شجرہ طیبّہ سے مراد اچھے احکام ہوتے ہیں جیسے فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (ابراھیم ع) یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پاک بات کی کیفیت ایک پاک درخت کی مثال سے بیان فرمائی ہے اور شجرۂ خبیثہ سے مراد بُرے احکام ہوتے ہیں، جیسے فرماتا ہے۔ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ (ابراھیم ع) یعنی بُری بات کی کیفیت بُرے درخت کی طرح ہوتی ہے۔ پس یہاں بھی شجرۂ ممنوعہ سے مراد وہ احکام ہیں جن سے بچنے کے لیے آدم کو کہا گیا تھا اور جن میں سے ایک بڑا حکم ابلیس اور اس کی ذرّیت سے بچتے رہنے کا بھی تھا۔

[4] بُرے خیالات جہاں انسان کو تباہی میں ڈالتے ہیں وہاں ان کے ذریعہ سے اُس پر اُس کی کمزوریاں بھی کھُلتی ہیں۔

[5] بُرے وساوس انسان کو یہ بتاتے ہیں کہ جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے انسان کو روکا ہے اسی میں اس کی ترقی ہے اور ہمیشگی ہے۔ چور چوری کرتا ہے تو یہی سمجھتا ہے

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۱﴾

اور شیطان نے اُن سے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا خیرخواہ ہوں۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۲﴾

پھر اُن دونوں کو دھوکا دے کر اپنے مقام سے ہٹا دیا۔ پھر جب ان دونوں نے اس (ممنوعہ) درخت سے (کچھ) چکھ لیا تو ان کے ننگ اُن پر ظاہر ہو گئے اور وہ لگے جنّت کی زینت[1] کے سامانوں کو اپنے اوپر چمٹانے۔ اور ان دونوں کو اُن کے ربّ نے بلایا[2]۔ (اور کہا) کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۲۳﴾

ان دونوں نے کہا، اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۲۴﴾

(تب اللہ نے) فرمایا۔ تم سب کے سب یہاں سے چلے جاؤ[3]۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لیے اسی زمین میں ٹھکانا[4] ہوگا اور کچھ مدّت تک فائدہ اٹھانا (مقدر) ہوگا۔

کہ بغیر دوسرے کا مال لینے کے میں آرام سے نہیں رہ سکتا۔ رشوت لینے والا رشوت لیتا ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ بغیر رشوت لینے کے مجھے ترقی نصیب نہیں ہو سکتی اور میں بڑا نہیں بن سکتا۔ اور لوگوں کا مال کھانے سے ہی مجھے دیر تک دنیا میں رہنے کا موقعہ ملے گا۔

[1] یعنی جب انسان بدی کا ارتکاب کر چکتا ہے تو اس کی ضمیر اس کو بتاتی ہے کہ دیکھ تو کتنا کمزور تھا اس کام نے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ اور اگر تو یہ کام نہ کرتا، تو تیرا کوئی خاص نقصان نہیں تھا۔ تب انسان کو ہوش آتی ہے اور جنت کی زینت کے سامانوں یعنی ان اعمال سے جن کی وجہ سے انسان جنت میں جاتا ہے وہ اپنی بدیوں کو ڈھانپنے کی کوشش کرتا ہے اور توبہ سے اپنے گناہوں کو دھوتا ہے۔ قرآن کریم میں وَرَقِ الْجَنَّةِ کے لفظ ہیں جس کے معنے مفسرین نے غلطی سے پتہ کے کیے ہیں حالانکہ اس کے معنے زینت کے بھی ہیں اور یہی ہم نے کیے ہیں۔ مطلب یہ کہ جن کاموں سے جنت میں زینت ملتی ہے۔ وہ کام آدمؑ اور حوّا نے کرنے شروع کیے تاکہ ان کی کمزوریاں چھپ جائیں۔

[2] یہ مراد نہیں کہ بدی کرنے والے لوگوں کو واقعہ میں کوئی لفظی الہام ہوتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں شرم اور ندامت پیدا ہوتی ہے تو اس کی فطرت صحیحہ اس کو بتاتی ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے کہا تھا وہ سچ تھا۔ اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ غلط تھا۔ تب وہ دعاؤں اور استغفار میں لگ جاتا ہے اور خدا کا فضل حاصل کر لیتا ہے۔

[3] اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جن شیطانوں کا ذکر ہے وہ انسان ہی تھے کیونکہ اس آیت سے ثابت ہے کہ انسانوں اور شیطانوں کو اکٹھے نکلنے کا حکم تھا اور یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کی دشمنی کرتے رہیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان ہی نظر آتے ہیں شیطان تو ہم کو نظر نہیں آتے۔ پھر اس دنیا میں انسان ہی انسانوں سے دشمنیاں کر رہے ہیں، شیطانوں کا کوئی الگ گروہ نظر نہیں آتا جو انسانوں سے دشمنیاں کرتا ہو۔

[4] یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ یہاں انسانوں ہی کا ذکر ہے اور ابلیس اور اس کے اتباع سے مراد بھی بعض قسم کے انسان ہیں کیونکہ فرماتا ہے کہ انسان ابلیس اور اس کے اتباع اسی دنیا میں رہیں گے اور اسی دنیا میں کام کریں گے اور اس دنیا میں رہنے والے اور کام کرنے والے آدمی ہی آدمی نظر آتے ہیں۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿۲۶﴾ ع

(پھر) فرمایا، اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے۔[1]

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اے آدم کی اولاد! ہم نے تمھارے لیے ایک ایسا لباس پیدا کیا ہے[2] جو تمھاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت (کا موجب بھی) ہے اور تقویٰ کا لباس (تو) سب سے بہتر لباس ہے۔ یہ (لباس کا حکم) اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۸﴾

اے آدم کے بیٹو! شیطان تم کو (اللہ کی راہ سے) بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمھارے والدین کو جنّت سے نکالا تھا، اُن دونوں سے ان کا لباس اس نے چھین لیا تھا تاکہ اُن پر اُن کی چھپانے والی چیزیں ظاہر کر دے وہ اور اُس کا قبیلہ[3] تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور جب وہ (کافر) کوئی بُرا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی پر پایا تھا اور اللہ نے اسی کا ہم کو حکم دیا ہے۔ تو کہہ دے اللہ کبھی بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے متعلق وہ باتیں جھوٹے طور پر کہتے ہو جو تم جانتے نہیں۔[4]

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ

تو کہہ دے میرے ربّ نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر مسجد

---

[1] اِس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس زمین سے باہر نہیں جا سکتا اور نہ آسمان پر جا سکتا ہے۔ جیسا کہ غلطی سے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلے گئے اگر وہ دونوں آسمان پر بیٹھے ہیں تو یا تو یہ آیت غلط ہے کہ تم اسی زمین میں زندہ رہو گے یا پھر عیسیٰؑ اور ادریسؑ انسان نہیں تھے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ عیسیٰؑ اور ادریسؑ اور تمام ایسے انسان جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر ہیں، اسی زمین میں زندگی بسر کریں گے اسی میں دفن ہوں گے اور اسی میں سے پھر زندہ ہو کر اُٹھیں گے۔

[2] اَنْزَلْنَا قرآن مجید میں پیدا کرنے کے معنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس بات پر دلالت کرنے کے لیے کہ وہ چیز خدا تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوئی ہے جیسا کہ اس آیت میں فرماتا ہے اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ (سورۃ الحدید) اسی طرح فرماتا ہے قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا (طلاق ع ۲) کہ اللہ نے تم پر رسول اُتارا ہے۔ حالانکہ مراد یہ ہے کہ رسول پیدا کیا ہے۔

[3] یعنی شیطان کی ذرّیت اس دنیا میں بہت چالاکی سے کام لیتی ہے۔ اور مومنوں کو تاڑتی رہتی ہے تا ان کے اعمال کو بگاڑ کر مشہور کرے اور لوگوں کو ان کا دشمن بنا دے۔

[4] یعنی کافر تعلیم دیتے ہیں کہ باپ دادوں کی باتوں پر جمے رہو عقل سے کام نہ لو۔

مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝۳۰

کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اللہ کی[1] عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے اسی کو پکارو۔ جس طرح اس نے تم کو شروع کیا تھا۔ پھر ایک دن تم اسی حالت کی طرف لوٹو گے۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۱

ایک فریق کو اس نے ہدایت دی لیکن ایک اور فریق ہے جس پر گمراہی واجب ہو گئی ہے (یعنی وہ گمراہی کا مستحق ٹھہرا ہے) انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پا گئے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۲ ع

اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت[2] (کے سامان) اختیار کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف[3] نہ کرو، کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۳

تو کہہ دے کہ اللہ کی اس زینت کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالا ہے، کس نے حرام کیا[4] ہے؟ اسی طرح رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو بھی (کس نے حرام کیا[5] ہے) تو کہہ دے یہ تو (اصل میں) اس دنیا میں (بھی) مومنوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن صرف ان کے لیے ہی ہوں گی۔ اسی طرح ہم اپنے نشانات کو علم والے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

تو کہہ دے میرے رب نے صرف بُرے اعمال کو خواہ[6] وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے اور گناہ کو اور بغیر حق کے سرکشی کو حرام کیا ہے اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسے وجود کو جس کے لیے اس (اللہ) نے کوئی دلیل

---

[1] اس آیت میں جہاں ضمیر کا لفظ تھا ہم نے اس کی بجائے ترجمہ اسم ظاہر "اللہ" لکھا ہے۔ تا اردو کے لحاظ سے ترجمہ درست ہو سکے۔

[2] یعنی مسجد جانے سے پہلے ہی اپنے دلوں کو پاک کر لیا کرو۔ اور ظاہری صفائی کپڑوں اور بدن کی بھی کر لیا کرو۔

[3] مسجد کے ساتھ بظاہر کھانے پینے اور اسراف کا جوڑ نہیں پھر مسجد کے ذکر کے ساتھ یہ ذکر کیوں کیا۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ عبادات صحیح عمل کی توفیق دیتی ہیں۔ پس بتایا کہ عبادت کو ٹھیک کرو تا صحیح عمل کی توفیق ملے جس میں سے ایک بڑی تعلیم یہ ہے کہ کھانے پینے میں اسراف سے کام نہ لو۔

[4] مراد یہ ہے کہ کھانے پینے اور پہننے میں غلاظت استعمال کرنا اسلام کے حکم کے خلاف ہے یہ مسیحیوں اور مشرکوں کی تعلیم تھی۔ قرآن مجید فرماتا ہے خدا تعالیٰ گندہ رہنے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اس کا حکم تو صفائی کے حق میں ہوتا ہے۔

[5] ہندوؤں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ولی اللہ لوگ عمدہ غذا کبھی نہیں کھاتے۔ حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ پاکیزہ غذائیں سب مومنوں کے لیے جائز ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسی لیے ان کو پیدا کیا ہے۔

[6] عربی کا محاورہ ہے۔ "ان میں سے ظاہر ہوں یا چھپے" لیکن اردو میں کہتے ہیں "خواہ ظاہر ہوں یا چھپے" ہم نے اردو محاورہ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مفہوم ایک ہے۔

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

نہیں اتاری شریک قرار دو، اور اس بات کو بھی (حرام قرار دیا ہے) کہ تم اللہ پر ایسے جھوٹے الزام لگاؤ، جن کو تم جانتے نہیں۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور ہر قوم کے لیے ایک (خاتمہ کا) وقت[1] مقرر ہے پس جب ان (کے خاتمہ) کا وقت آجائے تو وہ نہ اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ (ایک گھڑی) آگے بڑھ سکتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو (آئندہ کے لیے) کسی قسم کا خوف نہ ہوگا، اور نہ وہ (ماضی کی کسی بات پر) غمگین ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور اُن سے تکبّر کر کے اعراض کرتے ہیں وہ دوزخی ہیں وہ اس (دوزخ) میں ایک لمبا عرصہ پڑے رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

پس بتاؤ کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ[2] (بول کر) افترا کرتا ہو، یا جس نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی ہو؟ ان لوگوں کو مقررہ سزا میں سے اپنا حصّہ پہنچتا رہے گا یہاں تک کہ جب اُن کے پاس ہمارے فرشتے اُن کی جانیں نکالنے کے لیے آجائیں گے تو وہ کہیں گے کہ وہ (شریک) کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ اس وقت یہ لوگ جواب دیں گے کہ وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور وہ اپنے آپ پر خود گواہی دیں گے کہ وہ منکروں میں شامل تھے۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ

(رب اللہ اُن سے) کہے گا جاؤ جا کر آگ میں اُن اُمتوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ جو تم سے پہلے جنّوں اور انسانوں میں سے گذر چکی ہیں جب کوئی قوم (آگ میں) داخل ہوگی تو اپنے سے پہلی بہن (یعنی قوم) کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب سب اس (آگ) میں داخل ہو چکیں گے تو ان میں سے آخری (داخل ہونے والی جماعت) اپنے سے پہلی کے متعلق کہے گی اے ہمارے ربّ اِن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا پس تو ان کو دوزخ میں کئی گنے زیادہ

---

[1] یہ مطلب نہیں کہ تقدیر سے مدّت مقرر کر دی ہے بلکہ تقدیر نے اعمال مقرر کر دیئے ہیں جن سے قوم کی عمر گھٹتی یا بڑھتی ہے۔ جب نیک اعمال سے قوم ہٹے گی تو وہ تباہ ہو جائے گی۔ پس مدّت سے مراد وہ قانون ہے جس کے ماتحت مدّت لمبی یا چھوٹی ہوتی ہے۔

[2] افتراء سچّا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی۔ سچّا اس حالت میں کہ جو بات ایک شخص کسی کی طرف منسوب کرتا ہے وہ ہو تو سچّی مگر قائل نے وہ بات نہ کہی ہو۔ اور جھوٹا اس صورت میں کہ جو بات قائل کی طرف منسوب کی جائے ہو بھی جھوٹی اور قائل نے کہی بھی نہ ہو۔

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

عذاب دے، (اس پر وہ) فرمائے گا، سب کو ہی زیادہ عذاب مل رہا ہے[1] لیکن تم جانتے نہیں

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور (اس پر) ان میں سے پہلی قوم اپنے سے پچھلی قوم کو کہے گی، تم کو ہم پر کوئی فضیلت نہیں تھی (کہ تم کو کم عذاب دیا جائے) پس تم اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب چکھو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے اور تکبّر کر کے اُن سے اعراض کیا ہے اُن کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو[2] اور ہم مجرموں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

(اور) ان کے لیے بچھونا بھی جہنم ہی سے ہوگا اور ان کے اوپر بھی اوڑھنا اس (جہنم) ہی میں سے ہوں گے اور اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں (ان کو یاد ہے کہ) ہم کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہیں ڈالتے۔ وہ (لوگ) جنت (میں داخل ہونے) والے ہیں (اور) اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور ہم اُن جنتیوں کے سینوں میں سے (ایک دوسرے کے متعلق) سب کدورت نکال پھینکیں گے اور نہریں اُن کے قبضہ و تصرف میں بہتی[3] ہوں گی اور وہ کہیں گے سب تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جس نے ہم کو اس (بہشت) کا راستہ دکھایا اور اگر اللہ ہمیں اس کا راستہ نہ دکھاتا تو ہم کبھی بھی (اس کا) راستہ نہیں پا سکتے تھے ہمارے ربّ کے رسول یقیناً سچ لیکر ہمارے پاس آئے تھے اور انھیں بلند آواز سے کہدیا جائے گا کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمھیں تمھارے اعمال کی وجہ سے وارث کیا گیا ہے۔

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ ﴿۴۵﴾

اور جنتی لوگ دوزخیوں سے کہیں گے کہ ہم سے ہمارے ربّ نے جو وعدہ کیا تھا اس کو تو ہم نے سچا پا لیا، کیا تم نے بھی اس وعدہ کو جو تمھارے ربّ نے کیا تھا سچا پایا ہے اس پر (دوزخی) کہیں گے، ہاں! (ہاں) پس ایک پکارنے والا ان کے درمیان زور سے پکارے گا۔ کہ ان ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔

---

[1] عذاب ہمیشہ زیادہ ہی معلوم ہوا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہر بیمار سمجھتا ہے کہ شاید میری بیماری زیادہ ہے اور دوسرے کی کم۔

[2] یعنی جنت میں داخل ہونا اُن کے اعمال کے سبب سے ناممکن نظر آئے گا۔ ہاں خدا تعالیٰ کا رحم کرنا الگ بات ہے۔

[3] یعنی دنیا کی نہر تو بڑے زمیندار یا حکومت کی ہوتی ہے۔ اگلے جہان میں ہر جنتی کا اس کو پانی دینے والی نہر پر قبضہ ہوگا۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

جو اللہ کے راستہ سے (لوگوں کو) روکتے تھے اور اس راستہ میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ ساتھ ہی بعد میں آنے والی (زندگی) کے منکر تھے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢبِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور ان دونوں (یعنی دوزخیوں اور جنتیوں) میں ایک روک ہوگی اور اعراف[1] پر کچھ لوگ ہوں گے جو کہ سب کو ان کے چہروں کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے اور وہ جنتیوں کو (دیکھ کر) پکاریں گے (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو، وہ (مخاطب جنتی عملاً) ابھی جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے لیکن جنت میں جانے کی توقع رکھتے ہوں گے۔

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور جب اُن (جنتیوں) کی نظریں دوزخیوں کی طرف پھرائی جائیں گی تو وہ کہیں گے، اے ہمارے رب! ہم کو ظالم قوم میں سے مت بنائیو!

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اعراف والے لوگ کچھ (دوزخی) لوگوں کو جنھیں وہ اُن کے چہرہ کے نشانوں سے پہچانتے تھے کہیں گے کہ نہ تمھاری تعداد نے تم کو کوئی فائدہ پہنچایا۔ اور نہ ہی (تمھارے ان دعووں نے) جن کی بنا پر تم تکبر کرتے تھے۔

اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

(پھر جنتیوں کی طرف اشارہ کرکے دوزخیوں سے کہیں گے کہ) کیا یہی لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ کبھی ان سے رحمت کا معاملہ نہیں کرے گا۔ (پھر ان جنتی لوگوں کو جو جنت میں داخل ہونے کے انتظار میں کھڑے ہوں گے اللہ کہے گا کہ) جاؤ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، نہ تو تم کو آئندہ کے متعلق کوئی خوف[2] لاحق ہوگا اور نہ تمھیں ماضی کا کوئی واقعہ ملول کرے گا۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾

اور دوزخی لوگ جنتیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہیں گے کہ ذرا کچھ پانی ہماری طرف بھی پھینکو یا جو کچھ تمھیں اللہ نے دیا ہے، اس میں سے ہمیں بھی کچھ دو (اس پر جنتی) کہیں گے اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ

(ایسے کافر) جنھوں نے اپنے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیوی زندگی نے انھیں دھوکا میں ڈال رکھا تھا پس آج (خدا اُن سے کہتا ہے کہ) ہم بھی ان کو چھوڑ[3] دیں گے جس طرح

[1] علماء سابق نے اعراف کے معنے بغیر کسی سند کے ایسے مقام کے کیے ہیں جس میں درمیانی درجہ کے مومن ہوں گے۔ مگر قرآنی سیاق و سباق سے پتہ لگتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ اعراف پر کامل مومن ہوں گے جیسا کہ ان کے قول سے ظاہر ہے کہ وہ دوسرے جنتیوں سے کہتے ہیں کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جو شخص آپ خطرہ میں ہو اسے دوسروں کا خیال کیسے آسکتا ہے۔ یہ غلطی مفسرین کو اس سے لگی ہے کہ انھوں نے وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ کو اصحاب الاعراف کے متعلق سمجھا ہے حالانکہ یہ عبارت ان دوسرے جنتیوں کے متعلق ہے جو ابھی جنت میں داخل نہ ہوئے تھے۔ [2] خوف کے معنے عربی میں آئندہ کے کسی خطرہ کے ڈر کے ہوتے ہیں اور حزن کے معنے کسی ماضی کے واقعہ کے دل پر بوجھ یا غم کا اثر ہونے کے ہوتے ہیں۔ [3] نسی کے معنے عربی زبان میں بھول جانے کے علاوہ ترک کے بھی ہوتے ہیں یعنی چھوڑ دیا (اقرب)

وَمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (٥١)

انھوں نے اپنے اس دن کے ملنے (کے خیال) کو بالکل چھوڑ رکھا تھا[1]، اور بوجہ اس کے کہ وہ ہماری آیتوں کا بالقصد انکار کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٥٢)

اور ہم نے اُن کو ایک عظیم الشان کتاب دی ہے جسے ہم نے علم کی بنا پر خوب کھول کر بیان کیا ہے (اس حال میں کہ) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ۚ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (٥٣) ع ۱۳

کیا (آج) یہ لوگ اس کتاب کی (مذکورہ باتوں کی حقیقت (کے کھلنے) کا انتظار کر رہے ہیں جس دن اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ وہ لوگ جنھوں نے (اس سے) پہلے اس کو ترک کر دیا تھا، کہیں گے ہمارے رب کے رسول جو کچھ کہتے تھے سچ کہتے تھے پس کیا ہمارے کوئی شفیع ہیں جو ہماری شفاعت کریں یا (کیا ممکن ہے کہ) ہمیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم جو کچھ (پہلے) عمل کرتے تھے ان کی جگہ دوسرے (نیک) عمل کرنے لگ جائیں وہ لوگ (جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) یقیناً گھاٹے میں پڑ گئے ہیں (اور اپنی جانوں کو بھی انھوں نے گھاٹے میں ڈال دیا) اور جو باتیں وہ اپنے دل سے بنا کر کہا کرتے تھے (آج) اُن سے کھوئی گئیں۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۗ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (٥٤)

تمھارا رب یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے پھر (اس کے بعد) وہ (حکومت کے) تخت پر (مضبوطی سے) قائم ہو گیا وہ رات کو دن (پر) ڈھانکتا ہے[2] جو اسے جلدی سے پکڑنا چاہتی ہے اور سورج کو اور چاند کو اور ستاروں کو اس نے اس طرح پیدا کیا ہے کہ وہ سب اس کے حکم کے ماتحت (بغیر کسی تنخواہ کے انسان کے) کام کر رہے ہیں[3] سنو، پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے، اور (قانون بنانا بھی (اسی کا کام ہے) اللہ بہت برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا ربّ ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (٥٥)

تم اپنے ربّ کو گڑگڑا کر بھی[4] اور چپکے چپکے بھی پکارو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اور اس (خدا) کو خوف اور

---

[1] یعنی اس کے لیے کوئی تیاری نہ کرتے تھے۔

[2] یعنی نظامِ شمسی اس طرح چلتا ہے کہ یُوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سورج چاند کو پکڑ رہا ہے اور چاند سورج کو پکڑ رہا ہے یعنی تیز رفتاری سے دونوں چکر لگا رہے ہیں جس کے نتیجہ میں رات اور دن پیدا ہوتے ہیں۔

[3] سَخَّرَ کے معنے ہوتے ہیں كَلَّفَهٗ عَمَلًا بِلَا اُجْرَةٍ۔ بغیر تنخواہ یا وظیفہ کے کام کرے (اقرب)

[4] ظاہر دعا کے لیے گڑگڑانے کا لفظ استعمال کیا کیونکہ ظاہر دعا میں ہی انسان بناوٹ کرتا ہے لیکن خفیہ دعا میں بناوٹ نہیں کرتا۔ اس لیے خفیہ دعا کے لیے گڑگڑانے کی شرط نہیں لگائی کیونکہ جو خفیہ دعا کرے گا وہ عاجزانہ ہی کرے گا۔ اسے کسی بناوٹ کی ضرورت نہیں۔

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

طمع کے ساتھ پکارو، اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں[1] کے قریب ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاۗءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور وہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے کے لیے بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بوجھل بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں ہم ان کو ایک مُردہ[2] ملک کی طرف چلا کرلے جاتے ہیں پھر ہم ان میں سے پانی اتارتے ہیں پھر ہم اس پانی کے ذریعہ سے ہر قسم کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مُردوں[3] کو نکالا کرتے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع ۱۴

اور اچھا ملک[4] (جس کی مٹی عمدہ ہو) اس کی روئیدگی اپنے ربّ[5] کے حکم سے نکلتی ہے، اور وہ (ملک) جس کی مٹی خراب[6] ہو اس کی پیداوار ردّی ہی نکلتی ہے اس طرح ہم شکر گذار قوم کے لیے (اپنے) نشانات کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

ہم ضرور نوح کو رسول بنا کر اس کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں پھر جب وہ ان کے پاس آیا تو) اس نے کہا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں میں تم پر بڑے دن کے عذاب کے نازل ہونے سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾

اس کی قوم کے بڑے لوگوں نے کہا اے نوح! ہم تجھ کو کھلی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾

(تب) اس (یعنی نوح) نے کہا، اے میری قوم! مجھ میں تو کوئی گمراہی (کی بات) نہیں پائی جاتی، بلکہ میں تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے رسول (ہو کر آیا) ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ

(اور تمھیں اپنے ربّ کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور اللہ

---

[1] محسن کے معنے ہیں جو تمام شرائط کے ساتھ کام کو پورا کرے۔ پس محسن کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہوں کی سزا کے خوف کے ماتحت اور اس کے رحم کی امید کے ساتھ تمام شرائط کے ساتھ پکارتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ضرور نازل ہوتی ہے اور اتنی جلدی نازل ہوتی ہے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔

[2] یعنی وہ ملک جو بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مُردہ تھا اور خشکی اور قحط کا شکار ہو چکا تھا۔

[3] اس کا مطلب یہ ہے کہ مُردہ قوموں کو ترقی دیتے ہیں۔ اس میں آخرت کا ذکر نہیں۔ اگر آخرت کا ذکر ہوتا تو "تاکہ تم نصیحت حاصل کرو" کے الفاظ نہ ہوتے کیونکہ آخرت جو نظروں سے اوجھل ہے اس میں جو زندگی ملے گی اس سے انسان اس دنیا میں نصیحت حاصل نہیں کر سکتا۔

[4] یہاں طیّب کا لفظ ہے۔ کھانے کے لیے آئے تو اس کے معنے خوشگوار کے ہوتے ہیں لیکن زمین کے لیے آئے تو اس کے معنے عمدہ پیداوار دینے والی زمین کے ہوں گے۔

[5] "اپنے ربّ کے حکم" کے الفاظ سے یہ مراد نہیں کہ اس کے لیے خاص حکم نازل ہوتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس قسم کی طاقت اس کے اندر رکھی ہوتی ہے اس کے مطابق روئیدگی نکالتا ہے۔

[6] خَبُثَ کے معنے ہیں ضِدُّ طَابَ۔ یعنی جو اچھا نہ ہو۔ (اقرب)

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۳﴾

کے دئے ہوئے علم سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے تمہی میں سے ایک آدمی پر ایک نصیحت سے پُر کلام نازل ہُوا ہے تاکہ وہ تم کو ہوشیار کرے اور تاکہ تم متقی بن جاؤ اور اس کے نتیجہ میں تم پر رحم کیا جائے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ ع ۱۵

(مگر پھر بھی) انھوں نے اس کا انکار کیا۔ پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی کے ذریعہ[1] نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کو جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا غرق کر دیا۔ وہ ایک اندھی قوم تھے۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۶﴾

اور یقیناً عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہُود کو (رسول بنا کر بھیجا تھا۔ (تب) اُس نے کہا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا اور کوئی معبود نہیں تو کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِىْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۷﴾

(تب) اس کی قوم کے کفار سرداروں نے کہا (اے ہود!) ہم تجھ کو یقیناً بیوقوفی میں (مبتلا) پاتے ہیں اور ہم تجھے یقیناً جھوٹوں میں سے خیال کرتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِىْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۸﴾

اس (یعنی ہود) نے کہا۔ اے میری قوم! مجھ میں بیوقوفی کی کوئی بات نہیں (پائی جاتی) لیکن (یہ ضرور ہے کہ) میں سب جہانوں کے ربّ کی طرف سے رسول ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۹﴾

مَیں اپنے ربّ کے پیغام کو پہنچاتا ہوں اور مَیں تمھارا خیر خواہ (اور) امانت دار ہوں۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۰﴾

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تم ہی میں سے ایک شخص پر تمھارے ربّ کی طرف سے نصیحت کی بات اُتری ہے تاکہ وہ تمھیں آنے والے عذاب سے ہوشیار کرے اور یاد کرو جب اس (خدا) نے تم کو نوح کی قوم کے بعد (اس کا) جانشین بنا دیا اور تمھارے جسم کو بہت مضبوط بنایا[2] پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم بامراد ہو جاؤ۔

قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

انھوں نے کہا (اے ہود!) کیا تُو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم اللہ (کو) ایک (قرار دے کر اس) کی عبادت کریں اور جن کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس جس بات سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تُو سچا ہے تو اس کو لے آ۔

---

[1] فِیْ کے معنے ذریعہ کے بھی ہوتے ہیں۔ (مغنی اللبیب)

[2] اس آیت کا دوسرا ترجمہ یہ بھی ہے کہ "تمھاری نسلوں کو زیادہ کیا"۔ ترجمہ چونکہ ایک ہی ہو سکتا تھا ایک کو ہم نے ترجمہ کے اندر لکھ دیا ہے اور دوسرے ترجمہ کو یہاں نوٹوں میں لکھ رہے ہیں تاکہ دونوں ترجمے پڑھنے والے کے ذہن میں آجائیں۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

اُس نے کہا تمھارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب نازل ہو چکا ہے۔ کیا تم اُن ناموں کے متعلق مجھ سے بحث کرتے ہو جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے تجویز کیے تھے۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری پس تم بھی (میرے لیے عذاب کا) انتظار کرو، میں بھی تمھارے ساتھ (تمھارے لیے) عذاب کا انتظار کرتا رہوں گا (اور دیکھیں گے کس کی امیدیں پوری ہوتی ہیں)

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۳﴾

آخر ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت کے ذریعہ نجات بخشی اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور مومنوں میں شامل نہ ہوئے تھے ان کی جڑ (تک) کاٹ دی

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۴﴾

اور ہم نے ثمود کی طرف (بھی) ان کے بھائی صالح کو (رسول بنا کر بھیجا تھا) اس نے (ان سے) کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمھارا کوئی اور معبود نہیں تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے ایک کھلی دلیل آ چکی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے بطور نشان ہے پس اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ (ورنہ اگر ایسا کیا تو) تم کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور یاد کرو جب اس (خدا) نے تم کو عاد کی قوم کے بعد (ان کا) جانشین بنا دیا اور زمین میں تمھارا (اس طرح) ٹھکانا بنایا کہ تم اس کے میدانوں میں قلعے بناتے تھے اور پہاڑوں میں کھود کر گھر بناتے تھے۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں جان بوجھ کر فساد[1] مت کرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۶﴾

(اس پر) اس (یعنی صالح) کی قوم میں سے جن بڑوں نے تکبر کیا تھا ان لوگوں سے جو صالح کی قوم میں سے ایمان لائے تھے مگر ضعیف تھے کہا کہ کیا تم (واقعہ میں) سمجھتے ہو کہ صالح اپنے ربّ کی طرف سے رسول ہے۔ ان مومنوں نے کہا ہم تو اس تعلیم پر جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۷﴾

(اس پر) وہ لوگ جنھوں نے تکبر سے کام لیا تھا بولے جس (تعلیم) پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں

---

[1] عَثَا۔ یَعْثِیْ کے معنے بھی فساد کرنے کے ہوتے ہیں اور عربی کا قاعدہ ہے کہ جب اسی لفظ کو جس کا فعل آیا ہو دہرایا جائے تو ایسا تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ پس چونکہ لَا تَعْثَوْا کے معنے بھی تھے "فساد مت کرو" اور اس کے بعد مُفْسِدِیْنَ کا لفظ تاکید کے لیے بڑھایا گیا ہے۔ اس آیت کے معنے ہوئے "جان بوجھ کر فساد مت کرو" یعنی اگر یہ کام بے جانے ہوتا تب بھی بُرا ہوتا۔ مگر تم کو تو خدا کے رسول نے متنبہ کر دیا تھا۔ پھر بھی تم باز نہیں آتے۔ اس لیے سزا کے مستحق ہو۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷۷

پھر انھوں نے (جوش میں آکر) اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں[1] اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور کہا اے صالح! جس عذاب کا تو ہم سے وعدہ کرتا ہے اگر تو (سچّا) رسول ہے تو اُسے لے آ۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۷۸

اس پر اُن کو زلزلہ نے پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہُوئے رہ گئے۔[2]

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۷۹

تب صالح اُن (یعنی اپنی قوم کے لوگوں) کو چھوڑ کر دوسری طرف چل دیا اور کہا اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمھاری خیر خواہی کی باتیں تم سے کہہ دی تھیں لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۰

اور ہم نے لوط کو بھی (اس کی قوم کی طرف رسول کر کے بھیجا تھا) جب اس نے (جاکر) اپنی قوم سے کہا، کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے ساری قوموں میں سے کسی نے نہیں کی تھی۔

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝۸۱

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کے ارادہ سے آتے ہو۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے بڑھنے والی قوم ہو۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝۸۲

اس پر اس کی قوم نے صرف یہی کہا اے لوگو! لوط اور اس کے ساتھیوں کو شہر سے نکال دو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنی پاکیزگی پر اتراتے ہیں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڮ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝۸۳

پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو سوائے اس کی بیوی کے نجات دی۔ وہ (بیوی) پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گئی۔[3]

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۸۴ ع

اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) ایک بارش (زلزلہ کی وجہ سے) برسائی۔ پس دیکھ کہ مجرموں کا انجام کیسا ہُوا۔[4]

---

[1] اصل بات یہ ہے کہ اونٹنی سے ان لوگوں کو کوئی بغض نہ تھا۔ نہ اونٹنی کا مارنا کوئی اتنا گناہ ہے۔ صالحؑ اس اونٹنی پر چڑھ کر ملک میں تبلیغ کرتے تھے۔ انھوں نے اونٹنی کو اس لیے مارا کہ صالحؑ کی تبلیغ ختم ہو جائے اور لوگوں میں وہ بدنام ہو جائے۔ اس وجہ سے ان پر عذاب آیا۔

[2] یعنی عذاب کے وقت دعاؤں کے لیے وہ گھٹنوں کے بل گر گئے۔ لیکن چونکہ ایسے وقت میں توبہ کام نہیں دیتی، وہ اسی حالت میں مر گئے اور ان کے جسموں پر زلزلہ کی وجہ سے مکان گر گئے۔

[3] عذاب سے پہلے حضرت لوطؑ کو کہا گیا تھا کہ وہاں سے نکل جائیں۔ مگر ان کی دو بیٹیاں اس شہر میں بیاہی ہوئی تھیں۔ ان کی بیوی نے خدا کا حکم نہ مانا اور بیٹیوں کی محبت کی وجہ سے پیچھے رہ گئی۔ اور وہ عذاب میں مبتلا ہو گئی۔

[4] لوط کی قوم کے وطن پر بھی ایک شدید زلزلہ آیا تھا جس سے زمین کا تختہ اُلٹ گیا تھا۔ شدید زلزلوں میں ایسا ہوتا ہے کہ مٹی سینکڑوں فٹ اوپر جا کر پھر گرتی ہے۔ گویا مٹی اور پتھروں کی بارش ہوتی ہے۔ یو میبائی میں بھی ایسا ہُوا اور ۱۹۰۵ء میں کانگڑہ میں بھی ایسا ہُوا۔ حال میں ہی کابل کے شمال میں ایک شدید زلزلہ آیا۔ اس میں بھی ایسا ہی ہُوا۔

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور مدینؑ کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھی (یقیناً ہم نے رسول کر کے بھیجا) انھوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا اور کوئی معبود نہیں تمھارے ربّ کی طرف سے ایک کھلا نشان آچکا ہے (یعنی خود شعیب علیہ السلام) پس چاہئیے کہ ماپ اور تول دونوں پورے دیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں حق سے کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اگر تم مومن ہو تو یہ تمھارے لیے بہت ہی اچھا ہے۔

وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہر رستہ پر (اس نیّت سے) نہ بیٹھا کرو کہ جو اللہ پر ایمان لائے اس کو اللہ کے راستہ سے ڈراؤ اور روکو اور اس (خدا کے رستہ) میں غلطیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہو اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو خدا نے تم کو زیادہ کر دیا تھا اور ہمیشہ نظر میں رکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوتا رہا ہے۔

وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر تم میں سے کوئی گروہ اس پر ایمان لایا ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور کوئی گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا تو صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ ہم (مومنوں اور کافروں) میں فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ل؎ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بیوی جو حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے علاوہ تھیں۔ انؓ سے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا جس کا نام آپ نے مدیَن رکھا تھا۔ اس کی نسل پھیلتے پھیلتے حجاز کے شمال اور فلسطین کے جنوبی علاقہ میں آباد ہوئی۔ اور زیادہ قرب اس قوم کو خلیج عقبہ سے تھا۔ کیونکہ جغرافیہ نویس کہتے ہیں کہ مدین قوم کا شہر مدیَن اسی کے قریب واقع ہے۔ یہی خلیج عقبہ ہے جو درحقیقت بحیرۂ سُرخ کی دُو شاخ ہے جو عرب کے ساتھ ساتھ گذرتی ہے۔ اور جس کے متعلق آج کل مصر، سعودی عرب اور اسرائیل کے درمیان جھگڑا ہو رہا ہے۔ حضرت شعیبؑ اسی قوم میں آئے اور غالباً اسی قوم کا شہر مدین تھا جس میں وہ رہے۔ مدین شہر کی آبادی زیادہ تر اسماعیلی قوم کی تھی۔ (انسائیکلو پیڈیا ببلیکا زیر لفظ مدین) گو حضرت شعیبؑ خود نسلی طور پر بنو قتورہ سے تھے۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ کی اس بیوی کی اولاد تھے جو حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے علاوہ تھی۔ مگر غالباً اس وجہ سے کہ ان کے علاقہ کے لوگ زیادہ تر بنو اسماعیل یا قریش تھے ان کے واقعات بہت کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سے ملتے ہیں۔ چنانچہ (۱) ان کی مخالفت بھی زیادہ تر ان کے شہر کے لوگوں نے کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت بھی زیادہ تر مکّہ والوں نے کی (۲) پھر وہ بھی غالباً جنوبی فلسطین سے ہٹ کر مدین شہر میں آبسے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس شہر کی طرف ہجرت کرنا پڑی اس کا نام بھی مدینہ ہو گیا۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿٨٩﴾

اس کی قوم میں سے جو لوگ متکبّر ہوئے تھے ان میں سے بڑے لوگوں نے کہا اے شعیب! ہم تجھ کو اور اُن کو جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے ملک سے نکال[1] دیں گے، یا پھر تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے اِس پر اس نے کہا اور اگر ہم (اس فعل کو) ناپسند بھی کریں (تو کیا پھر بھی نکال دو گے)

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿٩٠﴾

(حقیقت یہ ہے کہ) اگر ہم تمھارے مذہب میں لوٹ بھی آئیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دیدی ہے تو (اس کے معنے یہ نہ ہوں گے کہ تم سچے ہو بلکہ یہ ہوں گے کہ) حقیقت میں ہم نے اللہ پر جھوٹا افترا کیا تھا اور (اب ایمان لانے کے بعد) اللہ کی مشیّت کے سوا اس (پہلے مذہب) کی طرف ہمارا لوٹنا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ ہمارا ربّ ہر چیز کا کامل علم رکھتا ہے ہم اللہ ہی پر توکّل کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچ کے مطابق فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٩١﴾

اور جو اُس[2] کی قوم میں سے کافر تھے اُن کے سرداروں نے کہا، اگر تم شعیب کی اتباع کرو گے تو تم نقصان پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩٢﴾

پس ان کو ایک زلزلہ نے پکڑ لیا اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرنے کی حالت میں پڑے رہے۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٣﴾

وہ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا (ایسے تباہ ہوئے کہ) گویا وہ کبھی اپنے ملک میں بسے[3] ہی نہیں تھے وہ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہو گئے۔

فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٤﴾

اس پر وہ (شعیب) اُن سے پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور کہتے گئے اے میری قوم! میں نے اپنے ربّ کے پیغام تم کو پہنچا دیئے تھے اور تم کو نصیحت کر دی تھی پس اب میں منکر قوم پر کس طرح افسوس کروں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ﴿٩٥﴾

اور ہم نے کسی شہر کی طرف کوئی رسول نہیں بھیجا مگر (یوں ہی ہوا کہ) ہم نے اس میں بسنے والوں کو سختی اور مصیبت سے پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں۔

---

[1] ہمیشہ کسی ملک کی ظالم اکثریت اپنے غرور میں اقلیت کو ایسی ہی دھمکیاں دیا کرتی ہے۔ حالانکہ جانتی ہے کہ ہم نے نکالا تو ان کے لیے اور کوئی رہنے کی جگہ نہیں غیر ملک ان کو داخل نہ ہونے دیں گے۔

[2] یعنی شعیبؑ۔

[3] یعنی جب اکثریت اپنے تکبر میں اقلیت کو ملک سے باہر نکالنا چاہتی ہے حالانکہ غیر ملکوں میں اس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا تو خدا تعالیٰ بھی اکثریت کو اپنے پیدا کردہ ملک سے نکال دیتا ہے یعنی تباہ کر دیتا ہے۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۶﴾

پھر ہم نے تکلیف کی جگہ سہولت کو بدل دیا، یہاں تک کہ جب وہ ترقی کر گئے اور کہنے لگے کہ تکلیفیں اور دکھ تو ہمارے باپ دادوں کو بھی آیا کرتے تھے (اگر ہمیں آئے تو کوئی نئی بات نہیں) پس ہم نے ان کو اچانک (عذاب سے) پکڑ لیا اور وہ سمجھتے نہ تھے (کہ ایسا کیوں ہوا)۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۷﴾

اور اگر اُن بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو ہم آسمانوں سے اور زمین سے اُن کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتے لیکن انھوں نے نبیوں کو جھٹلایا پس ہم نے اُن کو اُن کے اعمال کی وجہ سے عذاب میں گرفتار کر لیا۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۸﴾

کیا ان شہروں[1] میں رہنے والے (یعنی مکّہ اور اس کے اردگرد کے لوگ) اس بات سے امن میں آگئے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن پر رات کے وقت جب وہ سوئے ہوں آجائے۔

اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۹﴾

یا ان شہروں میں رہنے والے لوگ اس بات سے امن میں آگئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر دوپہر کے وقت آجائے اور وہ کھیل رہے[2] ہوں۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

کیا وہ اللہ کی تدبیر سے محفوظ ہو گئے ہیں (اگر ایسا ہے) تو یاد رکھیں کہ نقصان میں پڑنے والی قوم کے سوا کوئی قوم اللہ کی تدبیر سے غافل نہیں ہوتی۔

اَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کیا ان لوگوں کو جو اس کے اصل باشندوں کے بعد زمین کے وارث بنے اس بات نے عقل نہیں دی کہ اگر ہم چاہیں تو اُن کے گناہوں کی وجہ سے اُن پر بھی عذاب نازل کر سکتے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر بھی لگا سکتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ہدایت کی باتوں کو سُن نہیں سکیں گے۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

یہ ایسی بستیاں ہیں جن کی خبریں ہم تجھے سُنا رہے ہیں اور ان کے پاس ان کے رسول نشان لے کر آئے تھے۔ مگر وہ (اس پر بھی) ایمان نہ لائے کیونکہ وہ ابتدا میں انکار کر چکے تھے۔ اللہ اسی طرح کافروں کے دل پر مہر لگاتا ہے۔

وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَآ

اور ہم نے اُن میں سے اکثر کو (اپنے) عہد کا پابند نہیں پایا، بلکہ[3] ہم نے یقیناً

---

[1] یعنی شعیبؑ کی بستیوں کا انجام دیکھ کر کیا پھر بھی اہل مکہ نصیحت نہیں حاصل کرتے؟

[2] ہندوستان میں دوپہر کے وقت بازاروں اور برآمدوں میں لوگ چوسر کھیلتے ہیں معلوم ہوتا ہے چونکہ یہ قوم بھی تاجر تھی۔ ان میں بھی ایسا ہی کوئی رواج تھا۔

[3] "بلکہ" واؤ کا ترجمہ ہے جو عربی زبان کے لحاظ سے درست ہے (مغنی)

اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾	اُن میں سے اکثر کو عہد توڑنے والا ہی پایا ہے۔
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾	پھر ہم نے ان (نبیوں) کے بعد موسیٰ کو اپنے نشان دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا، تو انھوں نے ان (نشانوں) سے ظلم کا برتاؤ کیا پس تو دیکھ کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہُوا۔
وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾	اور موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ میں سب جہانوں کے ربّ کی طرف سے رسول ہوں۔
حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾	اور اس بات کا حقدار ہوں کہ اللہ کے متعلق سوائے سچی بات کے کچھ نہ کہوں۔ میں تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے ایک کھلا نشان لے کر آیا ہوں۔ پس میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔
قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾	اس (فرعون) نے کہا، اگر تو کوئی نشان لے کر آیا ہے اور تو واقعی سچا ہے تو اُسے ظاہر کر۔
فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾	اِس پر اُس (موسیٰ) نے اپنا سونٹا زمین پر ڈال دیا اور اچانک وہ ایک کھُلا کھُلا سانپ نظر آنے لگ گیا۔
وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع ۱۳	پھر اس نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی نظر میں بالکل سفید تھا۔
قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾	اس پر فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا یہ کوئی بڑے علم والا جادوگر ہے۔
يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	جو تم کو تمھارے ملک سے باہر نکالنا چاہتا ہے پس تم (اس کے بارہ میں) کیا مشورہ دیتے ہو؟
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾	(اس پر سرداروں نے) کہا موسیٰ کو اور اس کے بھائی کو (کچھ) ڈھیل دیں اور تمام شہروں میں ڈھنڈھورچی بھیجدیں۔
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾	(تاکہ) وہ آپ کے پاس ہر واقف کار جادوگر کو لائیں۔
وَجَاۗءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾	اور (اس کوشش کے نتیجہ میں) تمام جادوگر فرعون کے پاس جمع ہوگئے اور انھوں نے کہا اگر ہم غالب رہے تو کیا ہمیں کچھ انعام (بھی) ملے گا۔
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾	اس پر اس (فرعون) نے کہا، کیوں نہیں اور اس کے علاوہ تم میری پسندیدہ جماعت (بھی) ہو جاؤ گے۔
قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾	انھوں نے کہا اے موسیٰ! کیا تو پہلے پھینکے گا یا ہم (پہلے) پھینکنے کی جرأت کریں۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾

موسیٰ نے کہا تم (پہلے) پھینکو۔ پھر جب انھوں نے (اپنی لاٹھیاں اور رسیاں) پھینک دیں، تو لوگوں کی آنکھوں پر فریب کر دیا اور انھیں ڈرا دیا اور ایک بہت بڑا فریب (لوگوں کے سامنے) انھوں نے پیش کیا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ تُو اپنا سونٹا ڈال دے (جب اس نے ایسا کیا) تو اچانک (یوں معلوم ہُوا کہ) وہ جادوگروں کے فریب کو نگلتا[1] جا رہا ہے۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

پس حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ وہ جادوگر کرتے تھے وہ نابود ہو گیا۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

تب وہ (جادوگر) مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو گئے۔

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

اور وہ (جادوگر) فرمانبرداری کرتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور کہنے لگے ہم سارے جہانوں کے ربّ پر ایمان لاتے ہیں۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

(جو) موسیٰ اور ہارون کا ربّ (ہے)

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

فرعون نے کہا کیا تم اس پر ایمان لے آئے پیشتر اس کے کہ میں تمھیں اجازت دیتا (معلوم ہوتا ہے) یہ ایک تدبیر ہے جو تم سب نے مل کر شہر میں بنائی ہے تاکہ اس سے اس کے باشندوں کو نکال دو پس جلد ہی تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

میں تمھارے ہاتھوں اور تمھارے پیروں کو (اپنی) خلاف[2] ورزی کی وجہ سے کاٹ دوں گا۔ پھر تم سب کو صلیب پر لٹکا دوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

انھوں نے کہا (پھر کیا ہوگا) ہم تو اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

اور تُو ہم سے صرف اس بات پر بگڑا ہے کہ ہم اپنے ربّ کے نشانوں پر جب وہ ہمارے پاس آئے ایمان لے آئے ہیں (اور ہم دعا کرتے ہیں کہ) اے ہمارے ربّ ہم پر صبر نازل کر اور ہم کو مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ

اور فرعون کی قوم میں سے (بعض) سرداروں نے کہا، کہ کیا تو نے موسیٰ اور اس

---

[1] یہ محاورہ کا کلام ہے۔ مطلب یہ کہ ان کا اثر زائل کرتا جاتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے اپنی رسیوں میں لوہے کے پیچ چھپائے ہوئے تھے اور سونٹوں میں پارہ بھرا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ حرکت کرتے تھے۔ جیسے آج کل کے یورپ کے کھلونے ہوتے ہیں۔ موسیٰ نے جب ان پر اپنا عصا مارا تو پیچ ٹوٹ گئے اور پارہ نکل گیا اور سب فریب ظاہر ہو گیا۔ اسے محاورہ کی زبان میں نگلنا کہا گیا ہے۔

[2] مفسرین مِنْ خِلَافٍ کے معنے یہ کرتے ہیں کہ دایاں اور بایاں ہاتھ یا بالمقابل کے پاؤں کاٹ دوں گا مگر اس کے معنے خلاف ورزی کی وجہ کے بھی ہیں۔ اور وہی معنے ہم نے کیے ہیں۔

لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَاۗءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

کی قوم کو (آزاد) چھوڑ دیا ہے کہ ہمارے ملک میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ اس (فرعون) نے کہا، ہم ضرور ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور اُن کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور ہم ان پر غالب ہیں۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڐ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۹﴾

(اس پر) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا، اللہ سے مدد مانگتے رہو اور صبر سے کام لو۔ ملک تو اللہ کا ہے، اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے اور (اچھا) انجام متقیوں کے ہی ہاتھ رہتا ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰي رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ ع ۱۵ ۵

وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کے لوگ) بولے تیرے آنے سے پہلے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی تھی اور جب سے تو ہمارے پاس آیا ہے اس وقت سے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اس (موسیٰ) نے جواب دیا کہ قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہارے دشمن کو تباہ کر دے اور ملک میں تم کو اپنا جانشین بنا دے اور پھر دیکھے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

اور ہم نے آلِ فرعون کو (مصیبت والے) سالوں اور پھلوں کی پیداوار کی کمی (اور اولادوں کے مر جانے) سے پکڑا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

فَاِذَا جَاۗءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

پس جب اُن پر خوشحالی کا زمانہ آتا تو وہ کہتے یہ تو ہمارا حق ہے اور اگر ان پر مصیبت کا زمانہ آتا تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست کا نتیجہ سمجھتے۔ خبردار ان کی نحوست (کا سامان) اللہ کے پاس محفوظ ہے لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

اور اُن[1] لوگوں نے کہا جب بھی کوئی نشان تو ہمارے پاس لائے گا تاکہ تو اس کے ذریعہ سے ہم کو فریب دے تو ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

تب ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون[2] بھیجا۔ (یہ) الگ الگ نشان (تھے) تب بھی انھوں نے تکبّر کیا۔ اور وہ مجرم قوم بن گئے[3]۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَىِٕنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ

اور جب (کبھی بھی) ان پر عذاب نازل ہوا تو وہ چلّا اُٹھتے کہ اے موسیٰ! اپنے ربّ کو وہ تمام وعدے یاد دلا کر پکار جو اس نے تجھ سے کیے ہیں اگر تو نے ہم سے

---

۱ فرعون کی قوم کی طرف اشارہ ہے۔

۲ دریا لہو بن گیا (خروج باب ۷ آیت ۲۰-۲۱) مینڈک اور جوئیں (خروج باب ۸) طوفان یعنی اولے وغیرہ (خروج باب ۹) ٹڈی (خروج باب ۱۰)

۳ کان بمعنے صَارَ بھی آتا ہے (اقرب) اور یہاں یہی معنے کیے گئے ہیں۔

لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۚ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع ۱۶ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ

عذاب دُور کر دیا تو ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔ مگر جب ہم نے اس وقت تک کے لیے اُن سے عذاب دُور کر دیا جو اُن کے لیے مقدر تھا تو وہ فوراً ہی وعدہ خلافی کرنے لگ گئے۔

پس ہم نے اُن سے (اِن کی شرارتوں کا) بدلہ لیا اور اِن کو سمندر[1] میں غرق کر دیا کیوں کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے غفلت برتتے تھے۔

اور ہم نے اُس قوم[2] کو جن کو ضعیف سمجھا جاتا تھا اُس[3] ملک کے مشرقی حصّوں کا بھی اور مغربی حصّوں کا بھی وارث بنا دیا جسے ہم نے برکت دی تھی اور تیرے رب کا بنی اسرائیل سے کیا گیا اچھے سے اچھا کلام (یعنی اچھے سے اچھا وعدہ) پُورا ہو گیا اس لیے کہ انھوں نے (ظلموں پر) صبر کیا اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بنا رہے تھے اور جو بلند عمارتیں کھڑی کر رہے تھے اُن سب کو ہم نے توڑ دیا۔

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر پار گذار دیا یہاں تک کہ وہ (چلتے چلتے) ایک ایسی[4] قوم کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کے سامنے عبادت میں مشغول تھی (تب) انھوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کچھ ایسے معبود بنا جیسا کہ ان کے معبود ہیں (موسیٰ نے) کہا تم تو ایک جاہل قوم ہو۔ جس کام میں وہ لگے ہوئے ہیں وہ تو یقیناً تباہ ہونے والا ہے اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سب بے کار جائے گا۔

(پھر) کہا، کیا میں اللہ کے سوا تمھارے لیے کوئی معبود تلاش کروں حالانکہ اس نے تم کو سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے تم کو آلِ فرعون سے نجات دی جو تم کو نہایت تکلیف[5] دہ عذاب پہنچاتے تھے تمھارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمھارے ربّ کی طرف سے بڑا امتحان تھا۔

اور ہم[6] نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا - پھر ان (تیس راتوں) کو دس اور

---

[1] یعنی جب وہ موسیٰ کو پکڑنے کے لیے سمندر کی طرف گئے۔ [2] یعنی موسیٰ علیہ السلام کی قوم۔ [3] فلسطین مراد ہے۔

[4] یہ فلسطین کے لوگ تھے جو اس وقت بت پرست تھے اور غالباً بنو اسمٰعیل میں سے عاد قوم کے افراد تھے۔

[5] اس جگہ جو واقعات بیان ہوئے ہیں جغرافیہ کی ترتیب سے بیان نہیں ہوئے بلکہ عبرت اور نصیحت کو مدّنظر رکھ کر جو قرآن کریم کا اصل مقصود ہے بیان ہوئے ہیں۔ گو زمانہ اور جغرافیہ کی ترتیب کے لحاظ سے آگے پیچھے ہو گئے ہوں۔

فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

ملا کر مکمل کر دیا۔ اس طرح اس کے رب کا مقررہ وعدہ چالیس راتوں کی صورت میں پورا ہو گیا اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا (میرے بعد) میری قوم میں میری نمائندگی کر اور ان کی اصلاح کو مدّنظر رکھ اور فساد کرنے والوں کا راستہ اختیار نہ کر۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت کے مطابق مقررہ جگہ پر آ گیا اور اس کے رب نے اس سے کلام کیا، تو (موسیٰ نے) کہا اے میرے رب (اپنا وجود) مجھے دکھا تاکہ میں تجھے دیکھوں اس نے جواب دیا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا، مگر پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا۔ پھر جب اس (موسیٰ) کے رب نے پہاڑ پر اپنا جلوہ دکھایا تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ پھر جب انھیں افاقہ ہوا تو انھوں نے کہا (اے رب) تو ہر عیب سے پاک ہے میں تیری طرف ہی جھکتا ہوں اور میں (اس زمانہ میں) سب ایمان لانے والوں سے اوّل درجہ پر ہوں۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ڮ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

(خدا نے جواب میں) کہا اے موسیٰ! میں نے تجھ کو (اس زمانہ کے) تمام انسانوں پر اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ سے برتری بخشی ہے پس جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لے اور شکرگزار بندوں میں شامل ہو جا۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۭ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

اور ہم نے اس کے لیے کچھ تختیوں میں اپنے ایسے احکام لکھے جو ہر قسم کی نصیحت پر مشتمل تھے اور جن میں (اس زمانہ کے لیے) ہر ضروری چیز کی تفصیل موجود تھی (اور پھر ہم نے اسے کہا کہ) ان احکام کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اپنی قوم سے بھی کہہ دے کہ وہ اس کے اعلیٰ پہلوؤں کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔ میں عنقریب تم کو بدکاروں کا گھر دکھاؤں گا[1]۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

میں جلدی ہی اُن لوگوں کو جنھوں نے بغیر کسی حق کے دنیا میں تکبّر کیا ہے اپنے نشانوں سے (محروم کر کے) دُور کر دوں گا اور اگر وہ ہر ممکن نشان بھی دیکھ لیں تو اُن آیات پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ سیدھا راستہ دیکھ بھی لیں تو اُسے کبھی اپنائیں گے نہیں اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنا لیں گے۔ یہ اس لیے ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور اُن سے غفلت برت رہے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع

اور وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیتوں کی اور بعد الموت ملاقات کی تکذیب کی ہے اُن کے سب اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔ وہ صرف اپنے (مخلصانہ) عمل کا بدلہ پائیں گے۔

[1] یعنی بدکاروں کو سزا دے کر اُن کے انجام کو روشن کر دوں گا۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

اور موسیٰ کی قوم نے اُس کے (سفر پر[1] جانے کے) بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا۔ وہ محض ایک بے رُوح جسم تھا جس میں سے فقط ایک[2] بے معنی آواز نکلتی تھی[3]۔ کیا انھوں نے اتنا نہ سوچا کہ وہ نہ تو ان سے کوئی معقول بات کرتا ہے اور نہ انھیں کوئی ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے انھوں نے اُسے بلا وجہ معبود بنا لیا اور مشرک بن گئے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور جب وہ شرمندہ ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ وہ گمراہی میں پڑ گئے تھے تو انھوں نے کہا اگر ہمارا ربّ ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں معاف نہ کرے گا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس سے بھرا ہوا لوٹا تو اس نے کہا کہ میرے بعد جو تم نے میری نمائندگی کی وہ بہت بُری تھی۔ کیا تم نے اپنے ربّ کے حکم کے معاملہ میں جلدی کی راہ (اور گھبرا گئے کہ موسیٰ اب تک کیوں نہیں آئے) اس وقت موسیٰ نے وحی کی تختیاں زمین پر رکھ دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اُسے اپنی طرف گھسیٹنا شروع کیا (اس پر) اس نے کہا، اے میری ماں کے بیٹے! قوم نے مجھے کمزور جانا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے پس دشمنوں کو مجھ پر ہنسی[4] کا موقعہ نہ دے اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کر۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

(یہ سُن کر موسیٰ نے) کہا۔ اے میرے ربّ! مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل کر لے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

(اس پر اللہ نے فرمایا کہ) وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو (عبادت کے لیے) چُن لیا اُن پر اُن کے ربّ کی طرف سے غضب نازل ہو گا اور اسی طرح دنیوی ذلّت بھی اور ہم افترا کرنے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَ

اور وہ لوگ جنھوں نے بُرے کام کیے پھر (انھیں چھوڑ کر) خدا کی طرف لوٹ آئے

---

[1] یہ وہ سفر ہے جس کا ذکر آیت ۱۴۳ میں ہو چکا ہے یعنی جب وہ خدا تعالیٰ کی دعوت پر چالیس رات کے لیے پہاڑ پر گئے تھے۔

[2] یہ خُوَارٌ کا ترجمہ ہے جس کے معنے گائے، بیل، بکری، بھیڑ کی آواز کے ہوتے ہیں جو بے معنی ہوتی ہے (اقرب)

[3] یعنی وہ بچھڑا ایسا تھا کہ جب ایک طرف سے اس میں ہوا داخل ہوتی تھی تو اس میں سے سیٹی کی سی آواز نکلتی تھی جیسا کہ کھلونوں میں ہوتا ہے۔

[4] حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے شرک کی وجہ سے غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور زیادہ غصّہ بھائی پر تھا کہ قوم میں شرک کے ظاہر ہونے پر ان سے لڑ کیوں نہ پڑے اور انہی پر زیادہ غصّہ ظاہر کیا تا کہ باقی قوم ڈر جائے اور اصلاح کر لے۔

اٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾

اور اس پر ایمان لے آئے تیرا رب یقیناً اس (توبہ) کے بعد بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ثابت ہوگا۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

اور جب موسیٰ کا غضب ذرا ٹھنڈا ہُوا تو اس نے (وہ) تختیاں (جن پر احکام الٰہی لکھے ہُوئے تھے پھر) اُٹھا لیں اور ان کے لیے جو اپنے رب سے خوف کرتے ہیں ان (تختیوں) کی تحریر میں رحمت اور ہدایت موجود تھی۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستّر آدمیوں کو ہمارے وعدہ کے مقام پر لانے کے لیے چُنا۔ پھر جب اُن پر زلزلہ[1] آیا تو اُس نے کہا، اے میرے ربّ! اگر تو چاہتا تو ان کو بھی اور مجھ کو بھی پہلے ہی ہلاک کر دیتا۔ کیا تو ہم کو بے وقوفوں کی بیوقوفی کے فعل کی سزا میں ہلاک کرنا چاہتا ہے؟ یہ (جو کچھ ہُوا) صرف تیری ایک آزمائش تھی تو ان (آزمائشوں) کے ذریعہ سے جن کو چاہتا ہے گمراہ قرار دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو ہمارا کفیل اور دوست ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بخشنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

اور تو ہمارے لیے اس دنیا میں بھی نیکی لکھ اور آخری زندگی میں بھی (نیکی لکھ) ہم تو تیری طرف آ گئے ہیں (اس پر اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہتا ہوں پہنچاتا ہوں (یعنی مستحق کو) اور میری رحمت[2] ہر ایک چیز کو حاوی ہے پس میں ضرور اس کو ان لوگوں کے لیے لکھوں[3] گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۗىِٕثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ

وہ (لوگ) جو ہمارے اِس رسول[4] کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں اُن کے پاس[5] لکھا ہُوا موجود ہے وہ اُن کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے اور سب پاک چیزیں اُن پر حلال کرتا ہے اور سب بُری چیزیں ان پر حرام کرتا ہے اور

---

[1] زلزلہ تو طبعی طور پر آیا تھا، مگر قوم کے شرک کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہُوا کہ شاید ہمیں سزا دینے کے لیے آیا ہے۔

[2] یعنی کبھی بلا وجہ عذاب نہیں دیتا بلکہ اکثر بخش دیتا ہوں۔

[3] یعنی رحمت کافروں کو بھی پہنچے گی۔ مگر مومنوں کے لیے تو اسے فرض کر دیا گیا ہے۔

[4] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[5] یہود اور نصاریٰ کی طرف ضمیر جاتی ہے۔

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ؑ ﴿۱۵۸﴾

اُن کے بوجھ (جو اُن پر لادے ہوئے تھے) اور طوق جو اُن کے گلوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ اُن سے دُور کرتا ہے، پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اس کو طاقت پہنچائی اور اس کو مدد دی اور اُس نُور کے پیچھے چل پڑے جو اس کے ساتھ اُتارا گیا تھا وہی لوگ بامراد ہوں گے۔

ع ۱۹/۹

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

کہو (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے (اور) جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے ذریعہ سے ہدایت پارہے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے (دنیا میں) انصاف کر رہے ہیں۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

اور ہم نے ان کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا (جو اب ترقی کر کے قومیں بن گئے ہیں) اور ہم نے موسیٰ کی طرف جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا، وحی کی کہ (جا اور) اپنا سونٹا (فلاں)[1] پتھر پر مار (جب اس نے ایسا کیا) تو اُس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ ہر قوم نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا اور ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا اور ہم نے ان کے لیے ترنجبین اور بٹیر پیدا کیے (اور کہا) کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے (اس میں سے) طیّب چیزیں کھاؤ اور انھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

اور (یاد کرو) جب اُن (یعنی بنی اسرائیل) سے کہا گیا کہ اس علاقہ میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو کھاؤ۔ اور (مُنہ سے) کہتے جاؤ (کہ ہم) بوجھ ہلکا کرنے کی التجا (کرتے ہیں)[2] اور اس (سامنے والے شہر کے) دروازہ میں فرمانبرداری کرتے ہوئے داخل

---

[1] قرآن مجید میں حجر (یعنی پتھر) پر ال آیا ہے اور اس کے معنے "فلاں" کے ہوتے ہیں یعنی حکم یہ نہ تھا کہ کسی پتھر کو مار بلکہ یہ تھا کہ فلاں پتھر کے نیچے چشمہ ہے اسے سونٹا مار کر توڑ دو۔ پانی نکل آئے گا۔ میں نے کشمیر میں ایک چشمہ دیکھا جو پتھر کے نیچے سے آتا تھا اور اس میں سے چودہ چشمے بہتے تھے۔

[2] نیز دیکھو سورۃ بقرہ آیت ۵۹۔

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۶۱

ہو جاؤ تب ہم تمھاری خطائیں تم کو معاف کر دیں گے اور پوری طرح فرمانبرداری کرنے والوں کو اور بھی انعام دیں گے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝۱۶۲ ع ۲۰

اس پر بنی اسرائیل میں سے ظلم کے مرتکب لوگوں نے اس قول کو بدل کر جو اُن سے کہا گیا تھا، ایک[1] اور بات کہنی شروع کر دی، تب ہم نے ان پر اُن کے ظلموں کی وجہ سے آسمان سے عذاب اتارا۔

وَسْــَٔـلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ڔ كَذٰلِكَ ڔ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۳

اور (اے رسول!) ان (بنی اسرائیل) سے اس بستی کے متعلق پوچھ جو سمندر کے کنارہ پر تھی جبکہ وہ (یہود) سبت کے حکم میں زیادتی سے کام لیتے تھے جبکہ ان کی مچھلیاں اُن کے سبت کے دن گروہ[2] در گروہ آتی تھیں اور جس دن وہ سبت نہیں کرتے تھے نہیں آتی تھیں اسی طرح ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا امتحان لیتے تھے۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَۨا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۱۶۴

اور جب اُن میں[3] سے ایک گروہ نے (دوسرے گروہ سے) کہا تم کیوں اس قوم کو نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب دینے والا ہے انھوں نے جواب دیا، تمھارے ربّ کے پاس عذر پیش کرنے کے لیے (کہ ہم نے ان لوگوں کو نصیحت کر دی تھی) اور تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْۗءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَىِٕيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۱۶۵

پس جب ان لوگوں نے اُس نصیحت کو بھلا دیا جو اُن کو کی گئی تھی تو ہم نے اُن لوگوں کو جو بُری باتوں سے روکتے تھے نجات دیدی اور جو لوگ ظالم تھے انھیں ایک نہایت تکلیف دہ عذاب میں مبتلا کر دیا کیونکہ وہ اطاعت سے نکل رہے تھے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـــِٕيْنَ ۝۱۶۶

پھر جب انھوں نے ان باتوں سے جن سے اُن کو روکا گیا تھا باز آنے کی بجائے ان میں اور بھی ترقی کرنی شروع کی تو ہم نے ان کو کہا، ذلیل[4] بندر ہو جاؤ۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور (یاد کر) جب تیرے ربّ نے اعلان کر دیا کہ وہ اُن (یہود) پر قیامت کے دن

---

[1] مفسرین کہتے ہیں کہ انھیں کہا گیا تھا کہ وہ کہیں حِطَّۃٌ ہمارے گناہ گر جائیں مگر انھوں نے کہنا شروع کر دیا حِنْطَۃٌ حِنْطَۃٌ یعنی ہمیں گندم دو گندم دو۔ بہر حال فقرہ کی تعیین کی ضرورت نہیں اصل بات صرف یہ ہے کہ انھیں فرمانبرداری کے ساتھ شہر میں داخل ہونے کا حکم تھا اور اس کے مطابق دعائیں کرنے کا حکم تھا مگر انھوں نے استہزا سے کام لیکر بیہودہ فقرے کہنے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے عذاب آ گیا۔

[2] جانور بھی دنوں کو پہچانتے ہیں۔ ہندوؤں کے چشمہ پر جس دن عورتیں آٹا ڈالتی ہیں مچھلیاں کثرت سے آتی ہیں۔

[3] یعنی بنی اسرائیل میں سے۔

[4] بندر ہو جاؤ سے یہ مراد نہیں جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ مسخ ہو کر بندر ہو گئے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ دل ناپاک ہو جائیں اور بندروں والی نقالی کی حرکات کرنے لگ جائیں۔ اس جگہ بندر کے لفظ کی صفت وہی رکھی ہے جو انسان کے لیے استعمال کی جاتی ہے جس سے ثابت ہے کہ یہاں اصلی بندر مراد نہیں بلکہ بندر صفت انسان مراد ہیں۔ چنانچہ سورۂ مائدہ ع آیت ۶۱ و ۶۲ میں لکھا ہے کہ یہ یہودی جو بندر بن گئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے پاس بھی آتے تھے۔ حالانکہ سب حدیثیں اور تاریخ بتاتی ہے کہ آپ کے پاس بندر صفت یہودی تو ضرور آتے تھے مگر بندر بنے ہوئے یہودی کبھی نہیں آئے تھے۔

مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

تک ایسے لوگ مقرر کرے گا جو انھیں تکلیف دہ عذاب دیتے چلے جائیں گے (پھر کیا ایسا ہی ہُوا یا نہیں ہُوا) تیرا ربّ یقیناً سزا دینے میں جلدی کرتا ہے[1] اور وہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا (بھی) ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

اور ہم نے ان کو زمین میں گروہ در گروہ بنا کر پھیلا دیا ہے (پر اب بھی) ان میں سے کچھ نیک ہیں[2] اور کچھ بد۔ اور ہم اُن کو اچھے حالات اور بُرے حالات سے پرکھتے رہتے ہیں تاکہ وہ (اپنی غلطیوں سے) باز آجائیں۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

مگر پہلے بنی اسرائیل کے بعد کچھ اور (بنی اسرائیل) کھڑے ہوگئے ہیں جو (بظاہر) کتابِ موسیٰ کے وارث ہیں لیکن (در حقیقت) اس ورلی دنیا کے اموال حاصل کرتے رہتے ہیں اور (لوگوں سے) کہتے ہیں اللہ ضرور ہمیں بخش دے گا اور اگر ان کے پاس ویسا ہی کچھ اور مال آجائے تو اسے بھی لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ان سے (موسیٰ کی) کتاب میں یہ وعدہ نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ کے متعلق صرف سچ بولا کریں اور جو کچھ اس کتاب میں ہے وہ انھوں نے پڑھ لیا ہے اور (یہ جانتے ہیں) کہ آخرت کا گھر متقیوں کے لیے اچھا ہے۔ کیا تم (یہ بات) سمجھتے نہیں؟

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

اور جو لوگ (موسیٰ کی) کتاب کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور انھوں نے نماز کو قائم رکھا ہے ہم ایسے مصلحین کے اجر کو ضائع نہیں کریں گے۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع

اور جب ہم نے پہاڑ کو اُن کے اوپر[3] اٹھایا گویا کہ وہ ایک سائبان تھا اور انھوں نے خیال کیا کہ وہ اُن کے اُوپر گرنے ہی والا ہے (اور ہم نے کہا) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اُسے قوت سے پکڑ لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

---

[1] قرآن مجید سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ سزا دینے میں بڑا ڈھیلا ہے پس اس آیت کے صرف یہ معنے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کو سزا دیتا ہے تو وہ جلدی اس کو پکڑ لیتی ہے اور کوئی چیز اس کے راستہ میں روک نہیں بنتی۔ یہ مطلب نہیں کہ اِدھر گناہ کیا اور اُدھر عذاب آگیا۔

[2] ثابت ہوا کہ یہ بندر انسان تھے صرف بندر خصلت ہوگئے تھے۔ ورنہ اصل بندر کے نیک ہونے کے کیا معنے؟ کیا بندر نمازیں باجماعت پڑھتے تھے یا سجدے کرتے تھے یا زکوٰۃ دیتے تھے۔

[3] یعنی ان کے سرداروں کو لے جا کر طور کے دامن میں کھڑا کر دیا۔ تاکہ وہ بھی اس کا نظارہ کر لیں (دیکھو خروج باب ۱۹ آیت ۱۷) جب پہاڑ کے نیچے انسان کھڑا ہو تو پہاڑ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ سائبان کی طرح اس کے سر پر ہے اس کے معنے غیر طبعی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ علما کو اگر کبھی کسی اونچے پہاڑ کی سیر کرا دی جائے تو ایسی کہانیوں سے تفسیریں پاک ہو جائیں۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ١٧٣

معانقة عند المتأخرين

اور جب تیرے ربّ نے بنی آدم کی پیٹھوں میں سے ان کی اولادوں کو لیا اور ان کو اپنی جانوں پر گواہ ٹھہرایا (اور پوچھا) کیا میں تمھارا رب نہیں؟ انھوں نے کہا، ہاں، ہاں، ہم (اس بات کی) گواہی دیتے ہیں (ہم نے یہ اس لیے کیا) کہ (ایسا نہ ہو) تم قیامت کے دن کہہ دو کہ ہم تو اس (تعلیم) سے بالکل ناواقف تھے۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ١٧٤

یا یہ کہو کہ (ہمارے زمانہ سے) پہلے صرف ہمارے باپ دادوں نے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بعد ایک کمزور نسل تھے کیا تو ہم کو ان لوگوں کے فعل کے بدلہ میں ہلاک کرے گا جو جھوٹے تھے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ١٧٥

اور اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں (اور امید رکھتے ہیں) کہ وہ[1] (اپنی غلطیوں سے) لوٹ آئیں گے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ١٧٦

اور انھیں اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا جس کو ہم نے اپنے نشانات دیئے تھے پھر وہ اُن سے پھسل کر الگ ہو گیا تھا[2] پس شیطان اس کے پیچھے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہُوا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ١٧٧

اور اگر ہم چاہتے تو اسے ان (نشانوں) کے ذریعہ سے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جا گرا۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا پس اس کی حالت اُس کتّے کی حالت کی طرح ہے جسے مارنے کے لیے تو کوئی چیز اُٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یہی حال اس قوم کا ہے جو ہمارے[3] نشانوں کو جھٹلاتے ہیں پس تُو یہ حالات ان کو سُنا تا کہ وہ کچھ سوچیں۔

سَاۗءَ مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ١٧٨

اس قوم کی حالت بہت بُری ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ (اس فعل سے) صرف اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ١٧٩

جن کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والے ہوتے ہیں اور جن کو وہ گمراہ کرے وہی لوگ گھاٹا پانے والے ہوتے ہیں۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ

اور ہم نے جنّوں اور انسانوں کو رحمت کے لیے پیدا کیا ہے مگر نتیجہ یہ ہوتا ہے

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر۔

[2] بائبل اور مفسرین ایک شخص بلعم باعور کا ذکر کرتے ہیں جس کے واقعات اس مثال سے ملتے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ ایک مثال ہے جو کوئی بھی اپنے آپ کو ایسا بنالے اس پر صادق آجائے گی اور وہی بلعم باعور بن جائے گا۔

[3] یعنی ہمیشہ خدا تعالیٰ کے خلاف شکایت کرتے رہتے ہیں کہ اس نے ہمیں کچھ نہیں دیا۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

کہ ان میں سے اکثر جہنم کے مستحق ہو جاتے ہیں اُن کے دل تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سنتے نہیں۔ وہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر (اصل بات یہ ہے کہ) وہ بالکل جاہل ہیں۔

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

اور اللہ کی بہت سی اچھی صفات ہیں۔ پس تم ان کے ذریعہ سے اس سے دعائیں کیا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کی صفات کے بارہ میں غلط (اور خیالی) باتیں کرتے ہیں۔ ان کو اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَ مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو حق کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ہدایت دیتا ہے اور حق کے ذریعہ سے (دنیا میں) انصاف کرتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۳﴾

اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو آہستہ آہستہ ایسے رستوں سے جن کو وہ جانتے نہیں (ہلاکت کی طرف) کھینچتے لائیں گے۔

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾

اور میں اُنھیں (سر دست) ڈھیل دے رہا ہوں، میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۵﴾

کیا وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے صاحب (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کو جنون نہیں ہے۔ وہ تو صرف ایک کھُلا کھلا ہوشیار کرنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

کیا وہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت پر غور نہیں کرتے اور ہر اس چیز پر جس کو اللہ نے پیدا کیا ہے (اور اس بات پر بھی کہ) شاید اُن کی تباہی کی مدّت قریب آگئی ہو پھر وہ اس کھلی بات کے بعد کس بات کے ذریعہ ایمان لائیں گے۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

جس کو اللہ گمراہ قرار دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں اور وہ ان کو اپنی سرکشیوں میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔[1]

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ

(اے رسول!) تیرے مخالف تجھ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی، تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے رب کو ہے اس کو اپنے وقت پر صرف وہی ظاہر کرے گا (اور) وہ بھاری ہوگی آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی (اور تمھارے) پاس صرف اچانک آئے گی۔ وہ تجھ سے قیامت کے متعلق اس طرح سوال کرتے ہیں

---

[1] یعنی جو سرکشی کرتا ہے اسے ہدایت نہیں دیتا مگر جو توبہ کرتا ہے اُسے ہدایت دیتا ہے۔

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۸﴾

گویا تجھے بھی اس کے وقت کی دریافت کی لَو لگی ہوئی ہے۔ تُو کہہ دے (میرے لیے تو اتنا کافی ہے) کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے لیکن اکثر لوگ اسے جانتے نہیں۔

قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۹﴾ ع

(پھر) تو کہہ دے کہ مَیں اپنی جان کے لیے نہ کسی نفع کا مالک ہوں نہ نقصان کا۔ ہاں! (مجھ کو وہی پہنچے گا) جو اللہ چاہے گا اور اگر مَیں غیب کا واقف ہوتا، تو بھلائیوں میں سے اکثر اپنے لیے جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ مگر مَیں تو صرف مومنوں کے لیے ہشیار کرنے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔

معانقة عند المتاخرين

ع ۲۳ / ۱۴

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اسی کی قسم سے اس کا جوڑا بنایا ہے تاکہ وہ اس کی طرف رغبت کر کے سکون پائے پس جب وہ اسے ڈھانپ لیتا ہے تو وہ خفیف سا بوجھ اٹھا لیتی ہے اور اسے لیے پھرتی ہے پھر جب وہ (کچھ) بوجھل ہو جاتی ہے دونوں (مرد و عورت) اپنے اللہ سے جو ان کا رب ہے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو ہم کو ایک تندرست بچہ دے گا تو ہم شکرگزار بندے بن جائیں گے۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۱﴾

مگر جب وہ ان کو تندرست بچہ عطا کرتا ہے تو وہ دونوں اس اولاد میں جو خدا نے ان کو دی ہوتی ہے اس کے شریک مقرر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بالا ہے۔

أَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۲﴾

کیا وہ ان کو (خدا کا) شریک قرار دیتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

اور ان (شرک کرنے والوں) کی مدد کرنے کی ذرا بھی طاقت نہیں رکھتے اور نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔

وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوْهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۴﴾

اور اگر تو ان جھوٹے معبودوں کو ہدایت کی طرف بلائے تو وہ تمھاری اتباع نہیں کر سکیں گے تمھارا اُن کو بُلانا یا چُپ رہنا اُن کے لیے برابر ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا بُلاتے ہو وہ تمھاری طرح کے بندے ہیں پس تم انھیں بلاتے جاؤ (اور) اگر تم سچّے ہو تو وہ تمھاری پکار کا جواب دے کر دکھائیں۔

أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۖ أَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۶﴾

کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں؟ یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں؟ یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں؟ یا اُن کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ تُو اُن سے کہہ دے کہ اپنے سب شریکوں کو بُلا لو پھر سب مل کر میرے خلاف منصوبہ کرو اور مجھے کوئی ڈھیل نہ دو۔

إِنَّ وَلِيِّـۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۷﴾

میرا دوست یقیناً وہ خدا ہے جس نے یہ کامل کتاب اُتاری ہے اور وہ نیکوں کا ساتھ دیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

اور وہ لوگ جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تو تمھاری مدد کی توفیق رکھتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کرتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ سن نہیں سکتے اور تو ان کو دیکھتا ہے کہ گویا وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ (تجھے) نہیں دیکھ رہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

(اے نبی! ہمیشہ) درگذر سے کام لے اور مطابقِ فطرت باتوں کا حکم دیتا رہ اور جاہل لوگوں سے منہ پھیر لے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

اور اگر شیطان کی طرف سے تجھ کو کوئی صدمہ پہنچے تو تو اللہ سے پناہ مانگ جو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

یقیناً وہ لوگ جنھوں نے اس وقت تقویٰ اختیار کیا جب اُن کو شیطان کی طرف سے آنے والا کوئی خیال محسوس ہوا (اور) وہ ہوشیار ہو گئے اور ان کی آنکھیں کھل گئیں (وہ ہدایت پا جاتے ہیں)

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

اور ان (کافروں) کے بھائی[1] تو انھیں گمراہی کی طرف کھینچتے ہیں پھر کسی قسم کی کمی نہیں چھوڑتے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور جب تو ان کے پاس کوئی کھلی نشانی نہ لائے تو کہتے ہیں کہ تو نے اس (نشانی) کو کیوں نہ کھینچ بلایا[2]۔ تو کہہ دے کہ میں تو صرف اپنے ربّ کی طرف سے اپنے پر نازل ہونے والی وحی کی اتباع کرتا ہوں۔ یہ (وحی) تمھارے ربّ کی طرف سے دلائل سے پر ہے[3] اور مومنوں کے لیے ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی ہے۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

اور (اے لوگو!) جب قرآن پڑھا جائے۔ تو اس کو سنا کرو اور چُپ رہا کرو۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

اور (اے نبی!) تو اپنے نفس میں اپنے ربّ کو عجز اور خوف کے ساتھ یاد کرتا رہا کر اور دھیمی آواز سے صبح بھی اور شام بھی (ایسا کیا کر) اور کبھی غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

جو لوگ تیرے ربّ کے پاس[4] ہیں یقیناً اپنے ربّ کی عبادت سے اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھتے اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور اس کے سامنے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

---

[1] یعنی گمراہ کرنے والے ساتھی۔

[2] مطلب یہ کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ پر کھلی نشانیاں آتی ہیں۔ جب بھی ذرا وقفہ پڑے مخالف لوگ شور مچا دیتے ہیں۔

[3] بَصِيْرَةٌ کے معنے دلیل کے ہیں۔ چونکہ جمع آیا ہے اس لیے دلائل سے پُر ترجمہ کیا گیا ہے۔

[4] یعنی مقرب ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ انفال۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھہتر آیات اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

(اے رسول!) لوگ تجھ سے اموالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں تو (ان سے) کہہ دے کہ اموالِ غنیمت اللہ اور اس کے رسول کے ہیں پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور آپس میں اصلاح کی کوشش کرو اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳﴾ۚۖ

مومن تو صرف وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیات پڑھی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو بڑھا دیں۔ نیز (مومن وہ ہیں) جو اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۴﴾ؕ

(اسی طرح حقیقی مومن وہ ہیں) جو نمازوں کو (شرائط کے مطابق) ادا کرتے ہیں۔ اور جو (کچھ) ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵﴾ۚ

یہ (مذکورہ بالا صفات رکھنے والے) ہی سچّے مومن ہیں اُن کے ربّ کے پاس ان کے لیے (بڑے بڑے) مدارج اور بخشش کا سامان اور معزز رزق ہے۔

كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۶﴾ۙ

یہ (انعام اُن پر) اس وجہ[1] سے (ہوگا) کہ تجھ کو تیرے ربّ نے تیرے گھر سے ایک خاص مقصد کے ماتحت نکالا ہے اور مومنوں میں سے ایک فریق اُسے بہت ہی ناپسند[2] کرتا تھا۔

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۷﴾ؕ

وہ[3] تجھ سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس طرح بحث کرتے ہیں گویا (اسلام کی دعوت سے) ان کو موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے (اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (اس موت کو آنکھوں سے) دیکھ رہے ہیں۔

---

[1] کَمَا لِمَا کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے (محیط) اور وہی معنے اس جگہ مناسب ہیں۔

[2] اس آیت سے مسیحیوں کے وہ اعتراض دُور ہو جاتے ہیں کہ مسلمان غنیمت کی لالچ میں حملے کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ مومن گو لڑائی سے ڈرتے نہ تھے مگر خون خرابے کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے۔

[3] یعنی کفار۔ کیونکہ مومن تو لڑائی کو ناپسند کرنے کے باوجود خدا کے حکم کو ماننے کے لیے تیار تھے جیسا کہ اوپر کی آیت سے اور دوسری آیتوں سے ثابت ہے۔ مفسرین نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ صحابہؓ جہاد کے حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید بحث کرتے تھے کہ یہ حکم کیوں ملا۔ مگر یہ قرآن کریم اور تاریخ سے غلط معلوم ہوتا ہے۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۸

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تم کو دیا جائیگا اور تم چاہتے تھے کہ وہ گروہ جس کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تم کو ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ وہ حق کو اپنے احکام کے ذریعہ سے پورا کر دے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۹

تاکہ وہ اس طرح حق کو قائم کر دے اور باطل کو تباہ کر دے خواہ مجرم اسے ناپسند ہی کیوں نہ کرتے ہوں

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝۱۰

(اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ تم اپنے ربّ سے التجائیں کرتے تھے اس پر تمہارے ربّ نے تمہاری دعاؤں کو سنا (اور کہا کہ) میں تمہاری مدد ہزاروں فرشتوں سے کروں گا جن کا لشکر کے بعد لشکر بڑھ رہا ہوگا۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۱۱ ع

اور اللہ نے اس خبر کو محض ایک بشارت[1] کے طور پر نازل کیا تھا تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے (فرشتے تو محض ایک علامت ہیں) اللہ یقیناً بہت غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝۱۲

(یہ نشان اس وقت ظاہر ہوا) جبکہ خدا[2] (اپنی طرف سے) امن (اور تسکین کی خوشخبری) دینے کے لیے تم پر اونگھ نازل کر رہا تھا اور تم پر بادلوں سے پانی اتار رہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ تمہیں پاک کر دے اور شیطان کی گندگی (یعنی اس کے خوف) کو[3] تم سے دور کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں[4] کو مضبوط کرے اور اس (بارش) کے ذریعہ سے تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۳

(یہ وہ وقت تھا) جب تیرا ربّ ملائکہ کو بھی وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ میں کفار کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پس (اے مومنو!) تم ان کی گردنوں پر حملے کرتے جاؤ اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاتے جاؤ۔

---

[1] یعنی یہ مراد نہ تھی کہ سچ مچ فرشتے ان کفار سے جنگ کریں گے۔ بلکہ فرشتوں کی مدد اگر کشف میں دیکھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ مدد کریگا اور اس طرح مومن کو بشارت مل جاتی ہے۔

[2] ضمیر کی بجائے ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے۔

[3] یہ بدر کی جنگ کا واقعہ ہے اور بدر کے موقعہ پر مومنوں اور کافروں کے درمیان ریت کا ایک میدان تھا جس کے پرے چکنی مٹی تھی۔ بارش سے ریت دب گئی۔ جب مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو اُن کے پاؤں خوب جمے رہے اور کافروں کی مدد جب پیچھے کی طرف سے آئی تو پھسلتے میدان میں ان کے پاؤں پھسلتے تھے اور مدد نہ پہنچ سکتی تھی۔ اسی طرح جب مومن حملہ کرتے تو کفار بھاگتے ہوئے میدان کی پھسلن میں پھنس جاتے۔

[4] رَبَطَ عَلٰی قَلْبِہٖ کے معنے ہوتے ہیں قَوَّاہُ وَصَبَّرَہٗ۔ دل کو مضبوط کیا اور شدائد برداشت کرنے کی توفیق دی (اقرب)

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۴﴾

یہ اس لیے ہوگا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے سمجھ لینا چاہیے کہ) اللہ بڑی سخت سزا[1] دینے والا ہے۔

ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۵﴾

(اے لوگو!) سنو! اللہ کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے پس اسے چکھو اور (یاد رکھو کہ) کافروں کو یقیناً آگ کا عذاب پہنچنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۶﴾

اے مومنو! جب تم کفار سے ایک لشکر کی صورت میں ملو، تو کبھی اُن کو پیٹھ نہ دکھایا کرو۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۷﴾

اور جو کوئی ایسے موقعہ پر پیٹھ دکھائے گا سوائے اس کے کہ لڑائی کے لیے جگہ بدل رہا ہو یا کسی (مسلمان) گروہ کی طرف (اس کی مدد کے لیے) جا رہا ہو، تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور رہنے کے لحاظ سے وہ جگہ بہت بُری ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾

پس (یاد رکھو کہ) ان (کافروں) کو تم نے نہیں مارا تھا بلکہ ان کو اللہ نے مارا تھا۔ اور جب تُو نے پتھر پھینکے[2] تھے تو تُو نے نہیں پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے تھے جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اس نے اس کے ذریعہ سے مومنوں پر ایک بڑا احسان کیا اور اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾

یہ (امر) اسی طرح ہوگا (جس طرح ہم نے کہا تھا) اور اللہ یقیناً کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے۔

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ ع

(اے کفارِ مکّہ!) اگر تم فتح کا نشان مانگتے تھے تو تمھارے پاس فتح آ گئی اور اگر اب بھی تم باز آ جاؤ تو یقیناً یہ تمھارے لیے اچھا ہوگا اور اگر تم (شرارت کی طرف) لوٹو تو ہم بھی (سزا کی طرف) لوٹیں گے اور تمھارا جتھا خواہ وہ کتنا ہی مضبوط ہو ہرگز تمھیں کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اللہ یقیناً مومنوں کے ساتھ ہے۔

---

[1] اس کے یہ معنے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جو سزائیں ہیں ان میں سے وہ سب سے زیادہ سخت سزا نازل کرتا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سزائیں ہی سخت ہوتی ہیں۔

[2] بدر کے موقعہ پر جب مسلمانوں کے قلیل لشکر پر کفار کے بڑے لشکر کا ریلا ہوا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چھوٹے کنکروں کی ایک مٹھی بھری اور کفار کی طرف پھینکی۔ خدا کے حکم سے اسی وقت آپ کی پیٹھ کی طرف سے تیز ہوا چلی اور سب کنکر اُڑ کر کفار پر گرے اور ان کی آنکھیں کنکریلی ریت کے بھر جانے سے دیکھنے سے قاصر رہ گئیں۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان میں سے کسی سے منہ نہ پھیرو اس حالت میں کہ تم (اُس کا حکم) سُن رہے ہو۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جنھوں نے یہ کہا تھا کہ ہم سنتے ہیں، مگر وہ سُنتے نہیں۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۳﴾

اللہ کے نزدیک حیوانات سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں جو کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اگر اللہ ان (کفار) میں کوئی بھی خیر دیکھتا تو اُن کو (قرآن) سُنا دیتا اور اگر ان کو (موجودہ حالت میں قرآن) سُنا دیتا تب بھی وہ پیٹھ پھیر دیتے اور (قرآن سے) رُوگردانی اختیار کرتے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمھیں زندہ کرنے[1] کے لیے پکارے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے اور یہ کہ تم اسی کی طرف زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۶﴾

اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو کہ تم میں سے صرف ظالموں کو نہیں پہنچے گا اور یاد رکھو کہ اللہ کا عذاب یقیناً سخت ہوتا ہے۔

وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اُچک کر نہ لے جائیں۔ پھر باوجود اس کے اس نے تم کو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی اور پاک چیزوں سے تمھیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں کی خیانت کرو، اس حالت میں کہ تم جانتے[2] بُوجھتے ہو۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۹﴾ ع

اور یاد رکھو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد (یں) صرف ایک فتنہ ہیں اور یہ کہ اللہ وہ ذات ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔

---

[1] معلوم ہوا انسان مردہ انسان کو ہدایت سے زندہ کرتا ہے نہ کہ قبروں میں دفن شدہ مُردوں کو ظاہری زندگی دے کر۔

[2] یہ مراد نہیں کہ بغیر جانے خیانت جائز ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم پر حقیقت کھل گئی ہے اگر پھر بھی تم خیانت کرو گے تو اس کی وجہ سے سخت سزا ملے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۰﴾

اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمھارے لیے ایک بڑے امتیاز کا سامان پیدا کر دے گا اور تمھاری کمزوریوں کو دور کر دے گا اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور اے رسول اس وقت کو یاد کر جب کہ کفار تیرے متعلق تدبیریں کر رہے تھے، تاکہ تجھے (ایک جگہ) محصور کر دیں[1] یا تجھ کو قتل کر دیں، یا تجھ کو نکال دیں اور وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سے سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور جب اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں، (بس بس) ہم نے تمھاری بات سُن لی اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس قسم کا کلام بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو صرف پہلوں کی باتیں ہیں۔

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۳﴾

اور (یاد کر) جب انھوں نے کہا، اے اللہ! اگر تیری طرف سے یہی (دین) حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہمیں کوئی اور دُکھ سے بھرا ہُوا عذاب دے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

لیکن[2] اللہ انھیں اس حالت میں عذاب نہیں دے سکتا تھا جب کہ تُو اُن میں تھا اور نہ اللہ اُن کو ایسی حالت میں عذاب دے سکتا تھا جبکہ وہ استغفار[3] کر رہے ہوں۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ

اور ان کو کیا (مقام حاصل) ہے جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ وہ عزّت والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔ اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا اور وہ درحقیقت اس کے متولّی نہیں اس

---

[1] یعنی گھر میں قید کر دیں۔ مگر وہ اس میں ناکام رہے۔ دوسری تجویز قتل کی تھی، اس میں بھی ناکام رہے۔ تیسری تجویز ملک بدر کرنے کی تھی، اس میں وہ کامیاب ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ والوں کے دل آپ کی طرف پھیر دیئے اور آخر یہی گھر سے نکالنا مکّہ والوں کی تباہی کا موجب ہُوا۔

[2] قرآن مجید میں واؤ ہے جس کا ترجمہ لیکن کیا گیا ہے۔ اور اس جگہ بدر کا ذکر ہے جس موقعہ پر ابوجہل نے انہی الفاظ میں دعا کی تھی، اور سزا میں مارا بھی گیا تھا۔

[3] یعنی جب تو نکل جائے گا، تو استغفار تو وہ پہلے ہی نہیں کر رہے ——— دونوں نجات کے موجب جاتے رہیں گے۔ اور وہ تباہ ہو جائیں گے۔

إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٥﴾

کے (حقیقی) متولی تو صرف متقی ہیں، لیکن ان (کفار) میں سے اکثر اس بات کو جانتے نہیں۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٦﴾

اور خانہ کعبہ کے پاس اُن کی نماز سوائے سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے اور ہے کیا۔ پس (اے بے دینو!) اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کو چکھو۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٧﴾

جنھوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً اپنے مال اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکنے کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح ان مالوں کو خرچ کرتے جائیں گے پھر آخر (یہ خرچ) ان کے لیے حسرت کا موجب بن جائیگا اور وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٨﴾

تا کہ اللہ خبیث کو طیّب سے ممتاز کر دے اور خبیث چیزوں کے بعض حصّوں کو بعض کے اوپر رکھ دے، پھر سب کو ایک ڈھیر کی صورت میں بنا دے اور پھر اُس (سارے ڈھیر) کو جہنم میں جھونک دے۔ (سُنو) یہی (لوگ) گھاٹا پانے والے ہیں۔

ع ۱۸

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾

تُو کافروں سے کہہ دے کہ اگر وہ باز آجائیں، تو جو (قصور) اُن سے پہلے ہو چکا ہے اُنھیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر وہ پھر (انہی کرتوتوں کی طرف) لوٹیں گے تو پہلے لوگوں کی (سی) سنت گذر چکی ہے (وہی اُن سے معاملہ ہوگا)

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾

اور ان (کفار) سے لڑتے جاؤ۔ یہاں تک کہ جبر کا نام و نشان باقی نہ رہے اور دین سب کا سب اللہ ہی کے لیے ہو جائے اور اگر وہ رُک جائیں تو اللہ یقیناً ان کے اعمال کو دیکھتا ہے۔

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٤١﴾

اور اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو جان لو کہ اللہ یقیناً تمھارا حامی ہے۔ وہ بہترین حامی اور بہترین مددگار ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۲﴾

اور جان لو کہ جو کچھ بھی تم کو غنیمت میں ملے اس میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول سے) قرب[1] رکھنے والوں کے لیے اور یتیموں اور مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے پانچواں حصّہ ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اس پر بھی جو ہم نے اپنے بندہ پر حق و باطل میں فیصلہ کر دینے والے دن میں نازل کیا تھا جس دن کہ دونوں لشکر جمع ہوئے تھے (تو اس پر عمل کرو) اور اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۴۳﴾

(اس دن) جبکہ تم (میدانِ جنگ کے) ورلے کنارہ پر تھے اور وہ (کافر) پرلے کنارہ پر تھے اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا اور اگر تم اُن سے وعدہ بھی کرتے تو تم (جنگ کے) وقت کے بارہ میں اُن سے اختلاف کرتے لیکن (خدا نے تم کو جمع کر دیا) تاکہ وہ اس بات کو پُورا کر دے جس کے کرنے کا اُس نے فیصلہ کر دیا تھا (اور یہ نشان اس لیے بھی دکھایا گیا) تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے اور اللہ یقیناً بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۴﴾

(یہ واقعہ اس وقت کا ہے) جبکہ اللہ نے تیری خواب[2] میں تجھے انھیں[3] کم کر کے دکھایا تھا اور اگر تجھے وہ (کفار) بڑی تعداد[4] میں دکھائے جاتے تو تم ضرور (کمزوری دکھاتے اور اس معاملہ میں (یعنی لڑائی کے بارہ میں) آپس میں جھگڑتے (کہ لڑائی کی جائے یا نہ) لیکن اللہ نے (تم کو) محفوظ رکھا۔ وہ دلوں تک کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۵﴾

اور (یاد کرو) جبکہ وہ ان (کفار) کو تمھاری نظر میں لڑائی کے وقت کمزور[5] دکھاتا تھا اور تم کو اُن کی نظر میں کمزور[6] دکھاتا تھا۔ تاکہ اللہ وہ بات پوری کر دے جس کا وہ فیصلہ کر چکا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب باتیں لوٹائی جائیں گی۔ ع

---

[1] اس کا دوسرا ترجمہ "قرابت داروں کے لیے" بھی ہو سکتا ہے۔

[2] خواب میں دشمن کی تعداد کم کر کے دکھائے جانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دشمن پر غلبہ ملے گا۔

[3] یعنی کفار کے لشکر کو۔

[4] یعنی خواب میں کفار زیادہ دکھائے جاتے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی کہ وہ غالب آئیں گے۔

[5] یہاں ظاہر کا ذکر ہے رؤیا کا نہیں۔ عربی میں "قلیل" کے معنے کمزور کے بھی ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ تمھارے دل اس قدر مضبوط کر دیئے گئے کہ باوجود کفار کے زیادہ ہونے کے تم ان کو بے حقیقت سمجھتے تھے اور شیر کی طرح ان پر حملہ کر کے تم نے ان کو تباہ کر دیا۔

[6] یعنی مومن اپنے ایمان کی وجہ سے کافروں کو جو زیادہ تھے کمزور سمجھتے تھے اور کافر اپنے بغض کی وجہ سے مومنوں کی ایمانی طاقت کو نظر انداز کر رہے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۶﴾

اے مومنو! جب تم (کافروں کی) کسی فوج کے مقابل پر آؤ تو قدم جمائے رکھو اور اللہ کو بہت[۱] یاد کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہا کرو اور آپس میں اختلاف نہ کیا کرو (اگر ایسا کرو گے)[۲] تو دل چھوڑ بیٹھو گے اور تمہاری طاقت[۳] جاتی رہے گی، اور صبر کرتے رہو اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۸﴾

اور ان لوگوں کی طرح مت بنو جو اپنے گھروں سے لوگوں کو (اپنی بہادری اور دینی غیرت) دکھانے کے لیے تکبر کرتے ہوئے نکلے۔ اور جو اللہ کے راستہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کے اعمال کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۹﴾

اور (یاد کرو) جب شیطان نے کافروں کو ان کے اعمال اچھے کر کے دکھائے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور میں تمہاری پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گیا اور اس نے کہا میں تم سے بیزار ہوں۔ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہوتا ہے۔ ع۶

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۰﴾

نیز (یاد کرو) جب منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھی کہتے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے[۴] مغرور کر دیا ہے۔ حالانکہ جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ[۵] دیکھ لیتا ہے کہ اللہ بڑا غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۱﴾

کاش کہ تو اس وقت کا تصور کرے جب ملائکہ کافروں کی رُوح قبض کرتے ہیں — اور اُن کے مونہوں اور پیٹھوں پر ضربیں لگاتے جاتے ہیں اور (یہ کہتے جاتے ہیں کہ) ایک جلنے والا عذاب چکھو۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

یہ (عذاب) تمہارے ہاتھوں کی گذشتہ کرتوتوں کا نتیجہ ہے اور (سمجھ لو کہ) اللہ

---

۱ اللہ کو بہت یاد کرنے سے اس کی صفات دل میں روشن ہوتی ہیں اور ایمان اور جرأت میں زیادتی ہوتی ہے۔

۲ یہاں فاء کا لفظ ہے جو نتیجہ کے اظہار کے لیے آتا ہے یہی ترجمہ ہم نے کیا ہے۔

۳ قرآن مجید میں ریح کا لفظ ہے جس کے لفظی معنے ہوا کے ہیں لیکن دوسرے معنے لغت میں طاقت کے بھی ہیں وہی ہم نے کیے ہیں۔

۴ پہلی آیت سے پتہ لگتا ہے کہ کفار غرور کے جذبہ کے ماتحت جنگ کے لیے نکلے تھے۔ پس وہ مسلمانوں کی طرف بھی یہی جذبہ منسوب کرتے تھے اور ایمان کا اثر اُن کو نظر نہیں آتا تھا۔

۵ یہ ترجمہ فاء کی وجہ سے ہے۔

لِّلۡعَبِيۡدِ ۝۵۱

اپنے بندوں پر ذرا سا[1] بھی ظلم نہیں کرتا۔

كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝۵۲

فرعون کی قوم کے طریق کے مطابق اور ان لوگوں کے طریق کے مطابق جو اُن سے پہلے گذرے ہیں (تمھارا حشر ہوگا) ان سب نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تھا۔ اس لیے اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو پکڑ لیا۔ اللہ یقیناً بڑی طاقت والا (اور) سخت سزا دینے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمۡ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعۡمَةً اَنۡعَمَهَا عَلٰى قَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ ۝۵۳

یہ (اس لیے ہوگا) کہ اللہ جب کبھی کسی قوم پر کوئی نعمت نازل کرتا ہے تو اس نعمت کو بدلتا نہیں، جب تک کہ وہ قوم اپنے دل کی حالت کو نہ بدل[2] دے اور اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ وَاَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ۝۵۴

(اے منکرو! تمھارا حال بھی) فرعون کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں کی طرح (ہوگا) جنھوں نے اپنے ربّ کی آیات کا انکار کیا تھا تب ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب سے ہلاک کر دیا (اور ان کے انعامات اس لیے چھین لیے گئے کہ انھوں نے خدا سے منہ پھیر لیا) اور ہم نے فرعون کی قوم کو غرق کر دیا تھا اور وہ سب ظالم تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنۡدَ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۖۚ ۝۵۵

اللہ کے نزدیک وہ (لوگ) جانوروں سے بھی بدتر ہیں جنھوں نے (خدا کی آیتوں کا) انکار کیا اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

اَلَّذِيۡنَ عٰهَدْتَّ مِنۡهُمۡ ثُمَّ يَنۡقُضُوۡنَ عَهۡدَهُمۡ فِىۡ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمۡ لَا يَتَّقُوۡنَ ۝۵۶

وہ لوگ جن سے تُو نے عہد کیا مگر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور (خدا کا) تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

فَاِمَّا تَثۡقَفَنَّهُمۡ فِى الۡحَـرۡبِ فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ۝۵۷

پس اگر تو لڑائی میں اُن پر قابو پالے تو ان کے ذریعہ سے جو ان کے پیچھے (اور لشکر) ہیں ان کو بھی بھگا دے[3] تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِيَانَةً فَانۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى

اور اگر تُو کسی قوم سے عہد شکنی کا ڈر رکھتا ہو تو تُو اس طرح اُن کا عہد ختم کر دے

---

[1] ظلّام سے جو مبالغہ کا صیغہ ہے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے۔

[2] مسلمانوں کو اس آیت سے یہ دھوکا لگا ہُوا ہے کہ جب تک کوئی قوم ظاہری سامان پیدا نہ کرے اس کو ترقی نہیں ملتی حالانکہ اس آیت میں یہ ذکر نہیں۔ بلکہ یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی قوم کو کوئی نعمت دیتا ہے تو اس وقت تک وہ نعمت نہیں چھینتا جب تک اس کا دل نہ خراب ہو جائے۔ اور جو دوسرا مضمون مسلمان سمجھ رہے ہیں وہ تو سب نبیوں کے وقت میں غلط ہو چکا ہے یعنی باوجود ظاہری سامان پیدا نہ کرنے کے بلکہ اپنے موجودہ اموال کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دینے کے نبیوں کی جماعتیں ہمیشہ ترقی کرتی رہیں اور دشمنوں پر غالب آتی رہیں۔ ہاں دوسری آیتوں میں یہ مضمون بھی بیان ہے کہ مومنوں کو قانونِ قدرت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے لیکن وہ ایک قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے تقدیر روحانی نہیں۔

[3] یعنی ایسی ہوشیاری اور ایمان سے جنگ کر کہ دُور دُور کے کفار ڈر جائیں اور کوئی آگے آنے کی جرأت نہ کرے۔

سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ﴿۵۸﴾

جس سے وہ سمجھ لیں کہ اب تم دونوں (فریق اپنی پابندیوں سے) آزاد ہو۔ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ع

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور کافر کبھی یہ خیال نہ کریں کہ وہ (اپنی دھوکا بازیوں کے ذریعہ سے) آگے بڑھ گئے ہیں وہ کبھی (بھی مومنوں کو) بے بس نہیں بنا سکتے۔

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور (اے مسلمانو) چاہیئے کہ تم اُن (لڑنے والوں) کے لیے جس حد تک ممکن ہو، اپنی طاقتیں جمع کرو (ملکی انتظام کے ذریعہ سے بھی) اور سرحدوں پر چھاؤنیاں بنانے کے ذریعہ سے بھی (ان چھاؤنیوں) کے ذریعہ تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراتے ہو۔ اور ان کے سوا اور (دشمنوں) کو بھی جو اُن (سرحدی دشمنوں) کے پرے ہیں تم اُن کو نہیں جانتے[1] لیکن اللہ ان کو جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے وہ تم کو اس کا پُورا پورا اجر دے گا اور تم سے بے انصافی کا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾

اور اگر تمھاری تیاریوں کو دیکھ کر، وہ (کافر) صلح کی طرف مائل ہوں تو (اے رسول!) تو بھی صلح کی طرف مائل ہو اور اللہ پر توکل کر[2]۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سُننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَ اِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾

اور اگر وہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہوں کہ بعد میں تجھے دھوکا دیں تو (یاد رکھ کہ) اللہ تیرے لیے یقیناً کافی ہے وہی ہے جس نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا۔

وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۳﴾

اور ان کے دلوں کو آپس میں باندھ دیا (یہاں تک کہ صحابہ تیرے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہو گئے) اگر تُو جو کچھ بھی زمین میں ہے ان پر خرچ کر دیتا تو بھی اُن کے دلوں کو اس طرح باندھ نہیں سکتا تھا لیکن اللہ نے اُن میں باہمی محبت (اور تیرے ساتھ بھی محبت) قائم کر دی وہ یقیناً غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾

اے نبی! اللہ اور وہ مومن جو تیرے تابع ہو گئے ہیں تیرے لیے کافی ہیں۔ (جو مخالف ہیں اُن کی پروا نہ کر) ع

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ

اے نبی! مومنوں کو (کافروں سے) لڑنے کی بار بار زور سے تحریک

---

[1] اس میں قیصر و کسریٰ کے لشکروں کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ تمھارا کام صرف عرب کے قبائل کو نصیحت دینا نہیں بلکہ قیصر اور کسریٰ کے لشکروں سے بھی تمھارا مقابلہ ہوگا۔ ان کے دلوں پر بھی رعب قائم کرنا چاہیئے۔

[2] تم اس خیال سے نہ ڈرو کہ وہ کہیں بعد میں دھوکا نہ دیں۔

مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝٦٦

کرتا رہ[1] اگر تم میں سے بیس[2] ثابت قدم رہنے والے (مومن) ہوں گے تو وہ دو سو (کافروں) پر غالب آجائیں گے اور اگر سو ثابت قدم رہنے والے مومن) ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو سمجھتے نہیں (جبکہ مومن سمجھ بوجھ کر اپنے ایمان پر قائم ہیں)

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝٦٧

ابھی اللہ نے تم سے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے اور جان لیا ہے کہ تم میں ابھی کچھ کمزوری ہے (یعنی سب مومن انتہائی درجہ کے مومن نہیں ہو چکے) پس چاہیئے کہ اگر تم میں سے سو ثابت قدم رہنے والے (مومن) ہوں تو دو سو (کافروں) پر غالب[3] آجائیں اور اگر تم میں سے ہزار ثابت قدم رہنے والے مومن ہوں تو دو ہزار (کافروں) پر اللہ کے حکم سے غالب آجائیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والے لوگوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝٦٨

کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ قیدی بنائے جب تک کہ وہ ملک میں خون ریزی نہ کرلے[4] (اگر تم بغیر باقاعدہ جنگ کے قیدی پکڑو۔ تو) تم دنیوی اموال کے طالب قرار پاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تمھارے لیے آخرت کی نعمتیں چاہتا ہے اللہ بڑا غالب (اور) بڑی حکمتوں والا ہے۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝٦٩

(اور) اگر اللہ کی طرف سے ایک حکم صریح[5] پہلے سے نہ گذر چکا ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدیوں کا) فدیہ لیا تھا اس کی وجہ سے تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پس (چونکہ فدیہ کے جواز کا حکم پہلے سے اُتر چکا ہے) جو کچھ تم کو غنیمت میں

---

[1] حَرِّضْ چونکہ باب تفعیل سے امر کا صیغہ ہے جو حَرِضْ سے زیادہ شدت کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہے اس لیے حَرِّضْ کا ترجمہ "بار بار زور سے تحریک کرتا رہ" کیا گیا ہے۔

[2] فرماتا ہے کہ مومن دس گُنا کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ اس وقت تک ان کا ایمان بڑھ چکا ہوگا اور خدا تعالیٰ کے وعدے بھی پورے ہو چکے ہوں گے۔ لیکن یہ بعد میں ہوگا سردست ان کے ایمان اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مدنظر ان کو دگنے دشمنوں پر غلبہ ملے گا۔

[3] یہ حکم ایمان پر مبنی ہے اس لیے ایمان کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے۔ قیصر و کسریٰ کی جنگوں میں مسلمانوں نے دس گنے چھوڑ اسی اور سو گنے دشمن کو شکست دی تھی۔ اس لیے کہ اُنھوں نے صحابہ کا زمانہ بھی دیکھا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نئے نئے نشان بھی دیکھے تھے۔

[4] اس سے یہ مراد نہیں کہ نبی خون ریزی کرے۔ کیوں کہ اس کے خلاف قرآن میں تعلیم پائی جاتی ہے اس آیت کا صرف یہ مطلب ہے کہ دشمنوں کے حملوں کے نتیجہ میں وہ خونریزی پر مجبور ہو جائے۔ تو پھر قیدی بنائے۔ ورنہ نہیں غرض زیادہ زور اس بات پر ہے کہ بغیر خون ریز جنگ کے قیدی پکڑنے ناجائز ہیں دو قوموں میں شدید جنگ ہو تو اس کے بعد قیدی پکڑنے جائز ہو سکتے ہیں۔

[5] یعنی پہلے سے فدیہ لینا جائز قرار دیا جا چکا ہے اس لیے جو مفسر لکھتے ہیں کہ فدیہ لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر خفا ہُوا، وہ سخت غلطی پر ہیں۔ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہی کام کیا جس کا خدا تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۶۹

سے ملے اور وہ الٰہی حکم کے ماتحت) حلال اور طیّب ہو اُسے کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷۰

اے نبی! جو لوگ تمھارے ہاتھوں میں (جنگی) قیدیوں کی حیثیت میں ہیں ان سے کہدے کہ اگر اللہ تمھارے دلوں میں نیکی دیکھے گا تو جو کچھ تم سے (تاوانِ جنگ کے طور پر) لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دے دیگا اور (علاوہ ازیں) تمھارے گناہ بھی معاف کر دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

اور اگر وہ (آزاد ہونے پر) تجھ سے خیانت کرنے کا ارادہ کریں تو اس سے پہلے وہ اللہ سے بھی خیانت کر چکے ہیں پھر بھی اس نے ان کو تمھارے قبضہ میں دے دیا اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۷۲

وہ لوگ جو کہ ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے ہجرت کی ہے اور اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ذریعہ سے جہاد کیا ہے اور جنھوں نے ہجرت کرنے والوں کو اپنے گھروں میں) جگہ دی ہے اور (ان کی) مدد کی ہے اُن میں سے بعض بعض کے دلی دوست ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انھوں نے ہجرت نہیں کی ان سے دلی دوستی کرنا تمھارا کام نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے بارہ میں مدد مانگیں تو تم پر اُن کی مدد کرنا فرض ہے مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ جن کے اور تمھارے درمیان کوئی عہد ہو اور اللہ تمھارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝۷۳

اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم وہی کچھ نہ کرو جس کا ہم نے حکم دیا ہے تو زمین میں بڑا فساد اور فتنہ پیدا ہو جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۷۴

اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے ہجرت کی ہے اور جنھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ہے اور جنھوں نے ہجرت کرنیوالوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی ہے اور (ان کی) مدد کی ہے وہی سچے مومن ہیں ان کو گناہوں کی معافی بھی حاصل ہوگی اور معزز رزق ملے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷۵

اور جو لوگ (موجودہ وقت) کے بعد ایمان لائیں گے اور ہجرت بھی کریں گے اور تمھارے ساتھ مل کر جہاد کریں گے وہ بھی تمھاری جماعت میں سے سمجھے جائیں گے اور بعض رحمی رشتہ دار بعض کی نسبت اللہ کی کتاب کی رو سے زیادہ قریبی ہوتے ہیں۔ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا
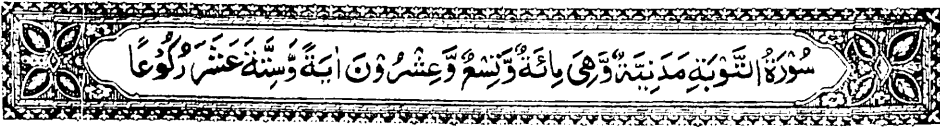
سورۃ توبہ۔ یہ سورۃ مدنی ہے، اور اس کی ایک سو انتیس ۱۲۹ آیتیں ہیں اور سولہ ۱۶ رکوع ہیں۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱

اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے (ان آیات میں) اُن مشرکوں (کے الزام) سے براءت[۱] کا اعلان کیا جاتا ہے جن سے تم نے شرط باندھی تھی (کہ تمھاری فتح ہوگی اور ان کی شکست)

فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝۲

چنانچہ ملک عرب میں چار مہینے پھر کر دیکھ لو اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور یہ (بھی جان لو) کہ اللہ کفار کو رُسوا کر کے چھوڑے گا۔[۲]

۱؎ اس جگہ جو بَرَاءَةٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اس کے عربی میں دو معنے ہیں۔ بَرَاءَةٌ کے ایک معنے بیزاری کے ہوتے ہیں اور ایک معنے الزام کو دُور کرنے کے ہوتے ہیں۔ جن لوگوں کو اس آیت کے معنے سمجھنے میں غلطی لگی ہے وہ بَرَاءَةٌ کے معنے صرف بیزاری کے کرتے ہیں حالانکہ لغت میں اس کے ایک دوسرے اور اہم معنے یہ بھی ہیں کہ الزام سے آزاد ہو جانا اور یہی معنے اس جگہ چسپاں ہوتے ہیں۔

جیسا کہ آیت کے مضمون سے واضح ہے مکّہ والوں کو بتایا گیا ہے کہ تم لوگ یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ محمد رسول اللہ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں مکّی نبی ہوں جس کی پیشگوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی، مگر یہ تو مدینہ چلا گیا ہے پھر یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی۔ چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعہ بھی اور زبانی بھی فرمایا کرتے تھے کہ مکّہ دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور یہ پیشگوئی پوری ہوگی کہ میں مکّہ کا نبی ہوں، اس لیے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اب خدا تعالیٰ نے عرب کو فتح کر کے جس کے بغیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں نہیں آسکتے تھے اس اعتراض کو دُور کر دیا ہے جو مکہ والے کیا کرتے تھے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اس الزام سے بری ہو چکے ہیں۔

اس سورۃ کی آیت نمبر ۳ و ۵ و ۱۳ میں جو مشرکین سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں ان پر کسی قسم کی ناجائز تعدّی نہیں کی گئی۔ کیونکہ اس سورۃ کے ابتدا میں ہی یہ آتا ہے کہ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ یعنی جن لوگوں سے تم نے عہد کیا ہوا ہے تم نے ان کے عہد کو نہیں توڑنا، بلکہ ان کے عہد کو اس کی میعاد تک پورا کرنا ہے لیکن ان معاہد مشرکین کے علاوہ جو لوگ تم سے برسرِ پیکار ہیں اور انھوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں ڈالے اُن سے اس وقت تک جنگ جاری رکھنا ضروری ہے جب تک وہ جنگ ترک نہ کر دیں اور اپنے ہتھیار نہ ڈال دیں اور یہ اصول تمام دنیا کے نزدیک مسلّمہ ہے۔ پس اگر اس سورۃ میں یہ کہا گیا ہے کہ جنگ کرنے والوں سے تم اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک کہ وہ جنگ بند نہ کر دیں یا تم سے صلح اور امن کا معاہدہ نہ کرلیں تو یہ عین انصاف ہے اس میں ظلم کی کوئی تعلیم نہیں دی گئی۔

۲؎ اس آیت میں جن لوگوں کو چار ماہ کی مہلت دی گئی ہے اس سے مراد وہ مشرکین ہیں جنھوں نے مسلمانوں سے کوئی معاہدہ نہیں کیا تھا۔ اور انھوں نے مسلمانوں کے خلاف عملاً جنگ جاری رکھی تھی اور جو لوگ ایسے ہوں ان کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ عرب میں رہتے کیونکہ وہ لڑائی کرنے والے تھے اور لڑائی کرنے والوں کو دنیا کی کوئی حکومت اپنے ملک میں نہیں رہنے دیتی۔ (بقیہ صفحہ ۲۳۲ پر)

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳﴾

اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے تمام لوگوں میں حج اکبر[لہ] کے دن یہ اعلان (کیا جاتا) ہے کہ اللہ اور (اسی طرح) اُس کا رسول بھی مشرکوں (کے سب الزاموں) سے بری ہو چکے ہیں (اور مکہ فتح ہو چکا ہے) سو اگر (اس نشان کو دیکھ کر) تم توبہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم پیٹھ پھیر لو تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور تو کفار کو خبر دے دے کہ اُن کے لیے (ایک) دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۱) یہاں کسی شخص کو شبہ ہو سکتا ہے کہ مکہ والوں کو چار مہینے کے بعد نکلنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا حکم قرآن میں کہیں نہیں بلکہ چار مہینے کی اجازت کا ذکر ہے کہ چار مہینہ تک پھر کر دیکھ لو کہ عرب پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے اور تمہارے جو اعتراضات تھے وہ سب غلط ثابت ہو گئے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ اس کے بعد کیا ہوگا اس کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر فرض کیا جائے کہ ان کے نکالنے کا حکم تھا تب بھی جن لوگوں کو نکالنے کا حکم تھا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو مکہ سے نکالا تھا، حالانکہ وہ بھی مکہ کے شہری تھے پس یہ حکم کوئی ظلم نہیں بلکہ جو کچھ انھوں نے کیا تھا ویسا ہی ان کے ساتھ معاملہ کیا گیا ہے۔

پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ ان مشرکین کی اولاد کو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رہنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ ابوجہل جو سب سے بڑا مشرک اور دشمن اسلام تھا فتح مکہ کے موقعہ پر اس کے بیٹے عکرمہ نے بھاگ کر ابے سینیا جانے کا ارادہ کیا تو اس کی بیوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا بھائی یعنی قومی بھائی آپ کے ملک میں رہے تو اچھا ہے یا عیسائیوں کے ملک میں چلا جائے تو اچھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے تو اسے کوئی نہیں نکالا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ وہ ڈر کے مارے چلا گیا ہے کیا میں اُسے واپس لے آؤں؟ آپ نے فرمایا لے آؤ۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ! وہ بڑا باغیرت آدمی ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرے گا کہ جب تک اس کی سمجھ میں نہ آئے وہ زبردستی اسلام قبول کرے۔ کیا وہ مشرک رہتے ہوئے بھی آپ کی حکومت کے نیچے رہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں رہ سکتا ہے۔ تب وہ گئی اور عکرمہ کو سمجھا کر لے آئی۔ پہلے تو اس نے اعتبار نہ کیا مگر پھر بیوی کے اصرار پر آ گیا جب وہ آیا تو اس کی بیوی اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میری بیوی کہتی ہے کہ آپ نے مجھے مکہ میں رہنے کی اجازت دی ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ پھر اس نے کہا، یا رسول اللہ جب تک اسلام میری سمجھ میں نہیں آتا میں اسلام قبول نہیں کروں گا، کیا غیر مسلم اور مشرک ہونے کی حیثیت میں بھی مجھے مکہ میں رہنے کی اجازت ہوگی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر وہ بے اختیار بولا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپ نے فرمایا یہ کیا؟ تم تو ابھی کہہ رہے تھے کہ اسلام ابھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو اپنے ابتدائی اور سب سے بڑے دشمن اسلام کے بیٹے سے یہ سلوک کیا ہے کہ وہ مشرک رہتے ہوئے بھی مکہ میں رہ سکتا ہے یہ سوائے خدا کے رسول کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ پس آپ کے اس فیصلہ سے میرا دل صاف ہو گیا ہے اور میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی سمجھتے تھے کہ اس سورۃ کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کو عرب سے نکال دیا جائے، بلکہ صرف شریر کفار کو نکالنے کا حکم ہے۔ جو کفار اس بات پر آمادہ ہوں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ محبت سے رہیں گے اُن کو نکالنے کا کہیں حکم نہیں۔ اوّل قرآن کے الفاظ اور دوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ثابت کرتا ہے کہ اس سورۃ میں کفار کے جبری نکالنے کا کوئی حکم نہیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ ایسے لوگوں کو نکالنے کا حکم ہے جو شریر ہوں اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں جاری رکھنے والے ہوں۔ اور ایسے لوگوں کو دنیا کی ہر حکومت نکالتی ہے اور اس میں کسی قسم کا حرج نہیں سمجھتی۔ یہ فعل اُن کا اپنا ہوتا ہے اور ہر شخص اپنے فعل کا آپ ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

لہ حج اکبر عام طور پر اس حج کو کہتے ہیں جو جمعہ کو ہو۔ مگر اس جگہ مراد اس حج سے ہے جو فتح مکہ کے دوسرے سال ہوا اور اسے حج اکبر اس لیے کہا گیا ہے کہ پہلے سالوں میں حج کفار کی حکومت میں ہوتے تھے، مگر یہ پہلا حج تھا جو اسلامی حکومت میں ہوا۔

إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤﴾

ہاں مشرکوں میں سے جن سے تم نے عہد کیا ہے پھر انھوں نے تم سے (بالکل) عہد شکنی نہیں کی، اور تمھارے خلاف کسی کی مدد نہیں کی تم اُن کے عہد کو اُن (عہدوں) کی مدت (مقررہ) تک نباہو (اور ان کو ملک سے نہ نکالو) اللہ یقیناً متقیوں کو پسند کرتا ہے۔

فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾

پس جب وہ چار مہینے[1] گذر جائیں جن میں (عرب کے کافروں سے اوپر کی آیات میں) لڑائی سے منع کیا گیا تھا (مگر پھر بھی وہ معاہدہ کی طرف راغب نہیں ہوئے حالانکہ وہ اس سے پہلے مسلمانوں سے لڑ رہے تھے) تو مشرکوں کے اس خاص گروہ کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو۔ اور ان کو گرفتار کر لو اور ان کو (ان کے قلعوں میں) محصور کر دو اور ہر گھات کی جگہ پر ان کے لیے بیٹھو پس اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ کھول دو[2] اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾ ع

اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سُن لے۔ پھر اُس کو اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دے۔ کیونکہ وہ ایسی قوم ہے جو (حقیقت کو) نہیں جانتی۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِندَ اللَّهِ وَعِندَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٧﴾

اللہ اور اس کے رسول مشرکوں سے کس طرح عہد و پیمان کر سکتے ہیں[3] سوائے ان (مشرکوں)[4] کے جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا پس جب تک وہ (تمھارے مقابلہ پر) اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی ان کے ساتھ معاہدہ پر قائم رہو۔ اللہ (عہد توڑنے سے) بچنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَإِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ

(ہاں اس قسم کے مشرکوں کو کوئی رعایت) کس طرح (دی جا سکتی ہے) کیونکہ وہ اگر تم پر غالب آجائیں تو تمھاری کسی رشتہ داری یا معاہدہ کی پروا نہیں کریں گے وہ تم کو

---

[1] یعنی مقررہ چار مہینے جن میں ان کو ملک میں پھرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

[2] اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ کفار سے اس وقت تک لڑنا چاہیئے جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں کیونکہ اس جگہ عام کفار کا ذکر نہیں بلکہ ان کفار کا ذکر ہے جو آٹھ سال تک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑتے رہے اور مکہ فتح ہو جانے پر بھی معاہدہ کرنے کی طرف توجہ نہ کی۔

[3] مکہ والے مشہور کرتے تھے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر سب کفار کو معافی مل گئی ہے اور ان سے معاہدہ ہو گیا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے جب تک وہ خود نیچے ہو کر معاہدہ کی درخواست نہ کریں ان سے عہد ہو کس طرح سکتا ہے۔

[4] یعنی ان مشرکوں سے عہد قائم ہے جنھوں نے صرف فتح مکہ کو معاہدہ قرار نہیں دیا تھا بلکہ درخواست کر کے اپنے لیے امن کا اعلان کروا لیا تھا۔

وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸

اپنے منہ (کی باتوں) سے خوش رکھتے ہیں۔ حالانکہ اُن کے دل (ان باتوں سے) انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر عہد و پیمان کو توڑنے والے ہوتے ہیں[1]

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹

اُنھوں نے اللہ کی آیات کے بدلہ میں ایک حقیر سی قیمت وصول کی ہے اور اُس کے راستہ سے (لوگوں کو) روکا ہے۔ یقیناً اُن کے اعمال بہت بُرے ہیں۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰

کسی مومن کے بارہ میں بھی وہ رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرتے اور نہ عہد و پیمان کا۔ اور وہ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

پس اگر وہ توبہ کرلیں، اور نمازوں کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمھارے بھائی ہیں اور ہم (اپنی) آیات کو علم والی قوم کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝۱۲

اور اگر (یہ لوگ) اپنے عہد و پیمان کے بعد اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمھارے دین پر طعنہ کریں[2]، تو (ایسے) سردارانِ کفر سے لڑائی کرو، تاکہ وہ شرارتوں سے باز آجائیں کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۳

(اے مومنو!) کیا تم اس قوم سے نہیں لڑوگے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور رسول کو اس کے گھر سے نکالنے کا فیصلہ کرلیا اور تم سے (جنگ چھیڑنے میں) انھوں نے (ہی) ابتدا کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ (اگر ایسا ہے تو) اگر تم مومن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۱۴

ان سے لڑو۔ اللہ ان کو تمھارے ہاتھوں سے عذاب دلوائے گا اور ان کو رُسوا کرے گا اور تمھیں ان پر غلبہ دیگا اور اس (ذریعہ) سے مومن قوم کے دلوں کو (صدمہ اور خوف سے) نجات دے گا۔

وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۵

اور اُن کے دلوں کے غصّہ کو دور کردے گا اور اللہ جس پر چاہتا ہے فضل کرتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم کو یونہی چھوڑ دیا جائے گا، حالانکہ اب تک اللہ نے اُن لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے (ان کے مقابلہ میں جنھوں نے جہاد نہیں کیا)

---

[1] یہ خیالی بات نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کا صفحہ صفحہ اس پر شاہد ہے۔

[2] یعنی دلائل سے اعتراض نہ کریں بلکہ تحقیر اور غصہ دلانے والی باتیں کریں۔

لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع

ظاہر نہیں کیا[۱]۔ جو خدا اور اس کے رسول اور مومنوں کے مقابلہ میں کفار سے خفیہ جوڑ توڑ نہیں رکھتے اور اللہ تمھارے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

(ایسے) مشرکوں کو (کوئی) حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ اپنی جانوں پر (خود) کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت چلے گئے اور وہ آگ میں ایک لمبے عرصہ تک رہتے چلے جائیں گے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے۔ اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

[۲]کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانہ کعبہ کو آباد رکھنے (کے کام) کو اس شخص (کے کام) کی طرح سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ یہ (دونوں گروہ) اللہ کے نزدیک (ہرگز) برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہرگز کامیابی کی طرف نہیں لے جاتا۔

وقف لازم

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾

(وہ لوگ) جو (کہ) ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور (پھر) اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں (کے ذریعہ سے بھی) اور جانوں کے ذریعہ سے (بھی) جہاد کیا۔ اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بلند ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾

اُن کا رب ان کو اپنی عظیم الشان رحمت کی خبر دیتا ہے اور (اپنی) رضامندی اور ایسی جنّتوں کی بھی جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہوگی۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾

(وہ) ان میں بستے چلے جائیں گے (یاد رکھو کہ) اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑا اجر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اے مومنو! اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو (اپنا حقیقی) دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ محبت کرتے ہوں اور تم میں سے جو لوگ ان سے ایسی دوستی کریں گے وہ یقیناً ظالم ہوں گے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

تو (مومنوں سے) کہہ دے کہ اگر تمھارے باپ دادے اور تمھارے بیٹے اور تمھارے

---

[۱] قرآن مجید میں اس جگہ واؤ ہے، مگر اُردو میں اس کے ترجمہ کے بغیر کام چل جاتا ہے پس ہم نے اور کا لفظ چھوڑ دیا ہے۔

[۲] بعض کمزور لوگ جو ہجرت سے ڈرتے تھے مگر مکہ میں حاجیوں کی خدمت کرتے تھے فتح مکہ کے بعد بعض مہاجروں پر فضیلت بتانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا ردّ کیا ہے اور بتایا ہے کہ مہاجر اور مجاہد بڑی شان کا ہے دوسرا اُن کی شان کو نہیں پہنچ سکتا۔

وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾ ع

بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے (دوسرے) رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارتیں جن کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکان جن کو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے کی نسبت زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے فیصلہ کو ظاہر کردے اور اللہ اطاعت سے نکلنے والی قوم کو کبھی (کامیابی کا) راستہ نہیں دکھاتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿۲۵﴾

اللہ نے بہت سے مواقع پر تمھاری مدد کی ہے (خصوصاً حُنین (کی جنگ) کے دن جبکہ تمھاری کثرت نے تم کو متکبر بنا دیا تھا۔ پھر وہ (کثرت) تمھارے کسی کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی۔ اور تم نے پیٹھ دکھاتے ہوئے منہ پھیر لیا۔

ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶﴾

اور اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری اور ایسے لشکر اُتارے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے اور کفار کو عذاب دیا اور کفار کی یہی جزا ہے۔

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۷﴾

اور اللہ ایسی سزا کے بعد جس پر چاہتا ہے رحم کر دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۸﴾

اے مومنو! مشرک لوگ حقیقتاً گندے[۱] (اور ناپاک) ہیں پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کے قریب مت آئیں اور اگر تم کو غربت[۲] کا خطرہ ہو تو اللہ اگر اس نے ایسا چاہا تم کو اپنے فضل سے ضرور غنی بنا دیگا۔ اللہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ یوم آخرت پر اور نہ اُسے جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے حرام قرار دیتے ہیں اور نہ سچے دین کو اختیار کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے ان سے جنگ کرو[۳] جب تک کہ وہ اپنی

---

[۱] یعنی ذہنی پاکیزگی ان میں نہیں پائی جاتی۔

[۲] یعنی کفار کے نکل جانے کی وجہ سے تجارتیں ٹوٹ جانے کا خیال ہو اور یہ کہ اس سے آمدن کم ہو جائے گی۔

[۳] اس کے یہ معنے نہیں کہ یہود سے بغیر دلیل کے جنگ جائز ہے کیونکہ جنگ کی شرائط دوسری جگہ موجود ہیں ان کو اس موقعہ پر ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا۔ ایک بڑی شرط جنگ کی یہ ہے کہ دشمن ظالمانہ حملہ کرے مسلمان صرف دفاع کر سکتا ہے۔ پس اگر یہودی حملہ کریں تو بتایا ہے کہ ان سے جنگ جائز ہے مگر وہ مغلوب ہو جائیں (باقی صفحہ ۲۳۷ پر)

عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

مرضی سے جزیہ ادا نہ کریں اور وہ تمھارے ماتحت نہ آجائیں۔

اور یہودی کہتے ہیں کہ عُزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ (بات) صرف ان کے منہ کی لاف ہے وہ (صرف) اپنے سے پہلے کفار کی باتوں کی نقل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کرے وہ (حقیقت سے) کیسے دُور جا رہے ہیں۔

انھوں نے احبار اور رُہبان کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنا لیا ہے۔ اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنے مُنہ (کی پھُونکوں) سے بُجھا دیں اور اللہ اپنے نُور کو پورا کرنے کے سوا دوسری ہر بات سے انکار کرتا ہے خواہ کفار کو کتنا ہی بُرا لگے۔

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ (باقی) تمام دینوں پر اسے غالب کردے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے۔

اے مومنو! بہت سے احبار اور رُہبان لوگوں کے مالوں کو ناواجب طور پر کھاتے ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔ اور وہ لوگ (بھی) جو سونے اور چاندی کو جمع رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے۔

(یہ عذاب) اس دن (ہوگا) جبکہ اس (جمع شدہ سونے اور چاندی) پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی پھر اس (سونے اور چاندی) سے ان کے ماتھوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ لگائے جائیں گے (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہ چیز ہے جس کو تم اپنی جانوں کے لیے جمع کرتے تھے۔ پس جن چیزوں کو تم جمع کرتے تھے ان کے مزہ کو چکھو۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۶) اور شکست کھا کر جزیہ دینے کو تیار ہو جائیں تو پھر لڑائی کو لمبا نہ کیا جائے۔ بلکہ ان کی پہلی غلطی کو معاف کر دیا جائے۔ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ کے معنے مفسرین نے یہ کیے ہیں کہ جزیہ دیتے وقت یہودی بہت تذلّل اختیار کریں۔ لیکن اس آیت کا یہ مطلب نہیں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ عَنْ يَّدٍ جزیہ دیں یعنی اپنی مرضی سے اور شکست کھا کر اس کا اقرار کریں تو ان سے جزیہ کی شرط قبول کرلو ردّ نہ کرو اور لڑائی کو لمبا نہ کرو۔ پس یہ احسان ہے ظلم نہیں۔ صٰغِرُوْنَ سے صرف اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اس کے متعلق معاہدہ کریں۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ‌ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ‌ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً‌ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۶﴾

یقیناً مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے[1] ہی ہوتی ہے۔ یہ اللہ کا قانون ہے اُس دن سے کہ آسمانوں اور زمین کو اُس نے پیدا کیا ہے ان (مہینوں) میں سے چار عزت کے مہینے (کہلاتے) ہیں۔ یہ مضبوط دین ہے پس (چاہیئے کہ) ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ[2] کیا کرو۔ اور تمام مشرکوں سے لڑو جس طرح کہ وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اِنَّمَا النَّسِىۡٓءُ زِيَادَةٌ فِى الۡكُفۡرِ‌ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُحِلُّوۡنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوۡنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوۡا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ‌ ؕ زُيِّنَ لَهُمۡ سُوۡۤءُ اَعۡمَالِهِمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۷﴾ ع

نسیء[3] صرف کفر کے زمانہ کی زیادتی ہے جس کے ذریعہ سے کافر لوگ گمراہ ہوتے رہتے ہیں وہ اُسے ایک سال حلال قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال حرام قرار دیتے ہیں تاکہ وہ مہینوں کو سال کی مقررہ گنتی کے برابر کر دیں اور ان مہینوں کے مطابق کر دیں جن میں جنگ منع ہے (اور اپنی پیدا کردہ تبدیلی کی وجہ سے جو اختلاف ہو گیا ہے اسے پورا کر دیں) ان اعمال کی خرابی (شیطان کی طرف سے) ان کو خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور اللہ کافر قوم کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَـكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَـكُمُ انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ‌ ؕ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ ﴿۳۸﴾

اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـــًٔا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۳۹﴾

اے مومنو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں لڑنے کے لیے (سب مل کر) نکلو تو تم لوگ اپنے ملک (کی محبت) کی طرف جھک جاتے ہو کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو؟ (اگر ایسا ہے) تو یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں صرف ایک حقیر چیز ہے۔

اگر تم (سب مل کر اللہ کے راستہ میں لڑنے کے لیے) نہیں نکلو گے تو وہ تم کو دردناک عذاب دیگا اور تمہارے سوا ایک اور قوم کو بدل کر لے آئیگا اور تم اُسے (یعنی اللہ کو) کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر (جسکے کرنے کا وہ ارادہ کرے) قادر ہے۔

---

[1] چاندوں کے حساب سے جو اسلام نے اختیار کیا ہے سال کے مہینے صرف بارہ بنتے ہیں سورج کے حساب کو ماننے والوں نے بھی بارہ ہی مہینے بنائے ہیں مگر بہائیوں نے اُنیس مہینے بنائے ہیں۔ حالانکہ چاند کے لحاظ سے انیس ہو ہی نہیں سکتے۔ اور سورج کو مہینوں کا جسم دینے والے ہیئت دانوں نے بھی بارہ سے تجاوز نہیں کیا۔

[2] یعنی اصل غرض مہینہ نہیں، بلکہ اصل غرض پاکیزہ زندگی بسر کرنا ہے۔

[3] نسیء یہ تھی کہ کسی سال وہ محرم کو حلال کر دیتے تاکہ لوٹ مار میں آسانی ہو جائے اور پھر صفر کو محرم بناتے۔ اس طرح سب مہینوں کو بدل کر تیرہ مہینوں کا سال کر دیتے۔ پھر تغیر کر کر کے سال کو اپنی حالت پر لاتے۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

اگر تم اس رسول کی مدد نہ کرو تو (یاد رکھو کہ) اللہ اس کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جبکہ اسے کافروں نے دو میں سے ایک کی صورت میں نکال[1] دیا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اور جبکہ وہ اپنے ساتھی (ابوبکر) سے کہہ رہا تھا کہ کسی گذشتہ بھول چوک پر غم نہ کرو۔ اللہ یقیناً ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی۔ اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور ان لوگوں کی بات کو نیچا کر دیا جنہوں نے کفر کیا تھا اور اللہ ہی کی بات اونچی ہو کر رہتی ہے اور اللہ بڑا غالب (اور) حکمت والا ہے۔

انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾

اے مومنو! جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو خواہ تم بے ساز و سامان ہو، یا باساز و سامان۔ اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے اگر تم جانتے ہو بہت بہتر ہوگا۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾

اگر قریب میں ملنے والا فائدہ ہوتا یا چھوٹا سفر ہوتا تو یہ لوگ تیرے پیچھے چل پڑتے لیکن انہیں مسافت دُور معلوم ہوئی لیکن (اب وہ تیری واپسی کے بعد) اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اگر ہماری طاقت میں ہوتا تو ہم ضرور تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے (یہ لوگ) اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

عَفَا اللَّهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿٤٣﴾

اللہ نے تیری غلطی کے بداثر کو مٹا دیا اور تجھے عزت دی لیکن آخر تم نے کیوں ان (اجازت مانگنے والوں) کو پیچھے رہنے کی اجازت دی تھی (تم ان کے جانے پر اصرار کرتے) یہاں تک کہ سچ بولنے والے تجھ پر ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو بھی جان لیتا۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿٤٤﴾

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں، وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بچنے کی اجازت نہیں مانگتے۔ اللہ متقیوں سے خوب واقف ہے۔

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿٤٥﴾

پیچھے رہنے کی اجازت صرف وہ مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا ہو گئے ہیں پس وہ اپنے شبہات کی وجہ سے کبھی ادھر ہوتے ہیں کبھی اُدھر۔

---

[1] ہجرت کے وقت۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور اگر وہ (جنگ کے لیے) نکلنے کا پختہ ارادہ رکھتے تو اس کے لیے کوئی تیاری بھی کرتے لیکن اللہ نے ان کے (جنگ کے لیے) نکلنے کو پسند نہیں کیا پس ان کو اپنی جگہ پر ہی بٹھا دیا اور ان سے یہ کہہ دیا گیا (یعنی ان کے کافر دوستوں نے کہا) کہ جو لوگ بیٹھے رہے ہیں انہی کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَ۠اوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اگر وہ تمھارے ساتھ مل کر نکلتے تو خرابی پیدا کرنے کے سوا تمھاری کچھ مدد نہ کرتے اور وہ تمھارے درمیان (فساد کرنے کے لیے) خوب گھوڑے دوڑاتے پھرتے (اور تمھارے اندر فتنہ پیدا کرنے کی خواہش کرتے اور تم میں (بھی) کچھ (ایسے لوگ پائے جاتے) ہیں جو اُن تک پہنچانے کے لیے باتیں سنتے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

انھوں نے اس سے پہلے بھی فتنہ (پیدا کرنا) چاہا تھا اور تیرے لیے حالات کو کئی کئی طرح بدلا تھا یہاں تک کہ حق آگیا اور اللہ کا فیصلہ ظاہر ہوگیا اور وہ (اس فیصلہ کو) ناپسند کرتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

اور اُن میں سے بعض[1] (منافق) ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں (پیچھے رہنے کی) اجازت دیجیے اور ہم کو (جنگ پر جانے کی) آزمائش میں نہ ڈالیے۔ سن رکھو۔ یہ لوگ فتنہ میں پہلے ہی سے پڑ چکے ہیں اور جہنم کافروں کو یقیناً تباہ کرنے والی ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾

اگر تجھے کوئی فائدہ پہنچے تو اُن کو بُرا لگتا ہے اور اگر تجھ پر کوئی مصیبت آجائے تو وہ کہتے ہیں ہم نے تو پہلے ہی سے اپنے پیش آنے والے دنوں کا انتظام کر لیا تھا اور وہ خوشی کے مارے[2] پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

تو (اُن سے) کہہ دے، ہم کو تو وہی پہنچتا ہے جو اللہ نے ہمارے لیے مقرر کر چھوڑا ہے وہ ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ پر ہی توکّل رکھیں۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

تو (ان سے) کہہ دے کہ دو بھلائیوں[3] میں سے ایک کے سوا تم ہمارے لیے کسی بات کا انتظار نہیں کرتے اور ہم تمھارے لیے صرف اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تم کو اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے عذاب پہنچائے گا

---

[1] اس جگہ گو فعل مفرد کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن فقرہ مَنْ سے شروع ہوا ہے جو جمع اور مفرد دونوں طرح استعمال ہوتا ہے پس اردو قاعدہ کے مطابق ہم نے معنوں میں جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔

[2] یعنی وہ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہماری تدبیر نے ہم کو بچا لیا اور مسلمانوں کی تدبیریں ان کے کام نہ آئیں۔

[3] یعنی یا یہ امید رکھتے ہو کہ ہم مارے جائیں گے جو ہمارے لیے شہادت یا عزت کا موجب ہے یا پھر جنگ کا دوسرا نتیجہ فتح ہے۔ وہ بھی ہمارے لیے مبارک ہے۔

مُتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

پس تم بھی انتظار کرو، ہم بھی تمھارے ساتھ انتظار کریں گے۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

تو (اُن سے) کہہ دے کہ خواہ خوشی سے خرچ کرو خواہ ناخوشی سے تم سے کسی صورت میں (تمھارا صدقہ) قبول نہ کیا جائے گا کیونکہ تم تو اطاعت سے نکل جانے والی قوم ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور اللہ اور اس کے رسول کے انکار کرنے کے سوا اور اس بات کے سوا کہ وہ نماز بہت سستی سے پڑھتے تھے اور خدا کی راہ میں ناخوشی سے خرچ کرتے تھے ان کے صدقات کے قبول کرنے کو کس نے روکا ہے۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

پس تُو اُن کے مالوں اور ان کی اولادوں پر تعجب نہ کر۔ اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ان مالوں اور اولادوں کے ذریعہ سے ان کو اس دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور یہ کہ ان کی جانیں ایسے وقت میں نکلیں کہ وہ منکر ہی ہوں۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور وہ اس بات پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ایسی جماعت ہیں جو سخت بزدل ہے۔

لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ یا چھپ رہنے کے لیے غار یا بیٹھ رہنے کے لیے کوئی ٹھکانا پائیں تو وہ پیٹھ پھیر کر دوڑتے ہوئے اُدھر چلے جائیں گے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور اُن میں سے کچھ (منافق) ایسے ہیں جو صدقات کے بارہ میں تجھ پر الزام لگاتے ہیں۔ اگر ان صدقات میں سے کچھ ان کو دیدیا جائے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں، اور اگر ان میں سے انھیں کچھ نہ دیا جائے تو فوراً خفا ہو جاتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

اور اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی عطا پر خوش ہو جاتے اور یہ کہتے کہ اللہ ہی ہمارے لیے کافی ہے (اگر ہمیں تنگی ہوگی تو) اللہ اپنے فضل سے ہمیں دے گا اور (اسی طرح) اس کا رسول بھی۔ ہم تو اپنے اللہ کی طرف جھکنے والے ہیں (تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا)

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ

صدقات تو صرف فقراء اور مساکین کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو ان صدقات کے جمع کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔ نیز اُن کے لیے جن کے دلوں کو[1] (اپنے ساتھ) جوڑنا مطلوب ہو اور اسی طرح قیدیوں اور قرضداروں کے لیے اور ان کے لیے جو اللہ کے راستہ میں (جنگ کرتے ہیں) اور مسافروں کے لیے یہ فرض اللہ کا مقرر کردہ

---

[1] یعنی ایسے کفار جو اسلام کی تحقیق کرنا چاہیں اور اس غرض کے لیے ان کی کچھ مدد کی جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو کفار رشوت دے کر خریدے جا سکیں۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

اور اُن میں سے بعض ایسے (منافق) بھی ہیں جو نبی کو دُکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان (ہی) کان[1] ہے تو کہہ دے کہ وہ تمھارے لیے بھلائی[2] سننے کے کان رکھتا ہے وہ اللہ پر ایمان لاتا ہے اور جو تم میں سے مومن ہوں اُن (کے وعدوں) پر (بھی) یقین رکھتا ہے اور مومنوں کے لیے رحمت کا موجب ہے، اور وہ[3] لوگ جو اللہ کے رسول کو دُکھ پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾

وہ تمھارے خوش کرنے کے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں، حالانکہ اللہ بھی اور اس کا رسول بھی زیادہ حقدار ہیں کہ اس کو خوش کیا جائے۔ بشرطیکہ یہ (منافق) سچے مومن ہوں۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

کیا ان کو معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ (مقدر) ہے وہ اس میں بستا چلا جائے گا اور یہ بڑی بھاری رُسوائی ہے۔ منافق (دکھاوے کے طور پر) ڈر کا اظہار کرتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی سورۃ نازل نہ ہو جائے جو انھیں (اور مسلمانوں کو) ان باتوں سے خبردار کر دے جو ان کے دلوں میں ہیں۔ تو کہہ دے کہ ہنسی کرتے جاؤ۔ اللہ (حقیقتاً) اس بات کو ظاہر کر دے گا جس (کے ظاہر کرنے) سے تم (بناوٹ سے) ڈرتے ہو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور اگر تو اُن سے پوچھے (کہ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو) تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے ہم تو صرف مذاق اور ہنسی کرتے تھے۔ تو ان کو جواب دیجیو کہ کیا اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے مذاق اور ہنسی کرتے تھے۔

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾

اب کوئی عذر نہ کرو تم نے ایمان لا کر کفر کیا پس اس کی سزا پاؤ، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر دیں اور ایک دوسرے گروہ کو عذاب بدیں اس لیے کہ وہ مجرم تھے (تو یہ ہمارا کام ہے)

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں

---

[1] یعنی لوگوں کی شکائتیں سُنتا رہتا ہے۔

[2] یعنی سنتا تو ضرور ہے مگر تمھارے فائدہ کے لیے سنتا ہے تاکہ تمھاری اصلاح کرے۔ اور ایسا سننے والا قوم کا محسن ہوتا ہے۔ خبریں سُننا اس کے لیے منع ہے جو بُغض اور کینہ سے کام لے۔

[3] یعنی منافق لوگ۔

بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾

وہ بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اچھی باتوں کے خلاف تعلیم دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو (خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے) روکتے ہیں۔ اُنھوں نے اللہ کو ترک کر دیا، سو اللہ نے بھی ان کو ترک کر دیا۔ منافق یقیناً اطاعت سے نکلنے والے ہیں۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے، وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔ وہی ان کی پوری توجہ کھینچنے کے لیے کافی ہے (اور اس کے علاوہ) اللہ نے ان کو (اپنی درگاہ سے) دھتکار بھی دیا ہے، اور ان کے لیے ایک قائم رہنے والا عذاب (مقدر) ہے۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾

(اے منافقو! یہ عذاب) اُن لوگوں (کی سزا) کی طرح (ہوگا) جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے وہ زیادہ مال (دار تھے) اور زیادہ اولاد رکھتے تھے پس انھوں نے اپنے حصّہ کے مطابق فائدہ اٹھایا اور تم نے اپنے حصّہ کے مطابق فائدہ اُٹھایا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حِصّہ کے مطابق فائدہ اٹھایا اور تم نے اسی طرح ہنسی مذاق کیا جس طرح ان لوگوں نے ہنسی مذاق کیا تھا۔ ان کے عمل دنیا کے متعلق بھی اور آخرت کے متعلق بھی ضائع ہو گئے اور وہ لوگ نقصان اُٹھانے والے (لوگوں میں شامل) ہو گئے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڏ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۭ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾

کیا ان کے پاس ان لوگوں کی خبریں نہیں آئیں جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں (یعنی) نوح اور عاد کی قوم کی اور ثمود کی (قوم کی، جو صالح کی قوم تھے) اور ابراہیم کی قوم کی۔ اور مدین کے لوگوں کی۔ اور اُلٹائی گئی بستیوں کے لوگوں (یعنی لوط کی قوم) کی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے تھے مگر انھوں نے انکار کیا اور سزا پائی)، اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر (خود) ظلم کر رہے تھے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا۔ اللہ غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنّات کے وعدے کیے ہیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں پاک رہائش گاہوں کا (بھی وعدہ کیا ہے) اور ان کے علاوہ اللہ کی رضامندی سب سے بڑا انعام ہے (جو اُن کو ملے گا) (اور) اس کا ملنا (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

ع ۹ ۱۵

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

اے نبی! کفار اور منافقوں سے جہاد کرو۔ اور (پکا انتظام کرکے) ان پر سختی (سے حملہ) کرو۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ (رہنے کے لحاظ سے) بہت بُری جگہ ہے۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے کوئی (بُری) بات نہیں کہی۔ حالانکہ انھوں نے کفر کی بات کہی ہے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا ہے۔ اور (اسلام کے خلاف) ایسی (مکروہ) باتوں کا ارادہ کیا ہے جن کو وہ حاصل نہیں کر سکتے اور انھوں نے مسلمانوں سے صرف اس لیے دشمنی کی کہ اللہ اور اسکے رسول نے ان کو اپنے فضل سے مالدار بنا دیا تھا پس اگر وہ توبہ کریں تو اُن کے لیے اچھا ہوگا اور اگر وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں تو اللہ ان کو دنیا میں بھی اور آخرت میں (بھی) دردناک عذاب دیگا اور اس جہان میں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا اور نہ مددگار۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور ان میں سے (کچھ افراد) ایسے بھی ہیں جو اللہ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ اگر وہ (اللہ) ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے گا تو ہم ضرور اس کی راہ میں صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیک بن جائیں گے۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

اور جب اُس (خدا) نے ان کو اپنے فضل سے مال عطا فرمایا تو انھوں نے اس کی راہ میں اسے خرچ کرنے سے بخل کیا اور (اپنے پرانے طریقوں کی طرف) لوٹ گئے اور (خدا اور رسول کی باتوں سے) روگردانی کرتے ہوئے پیٹھ پھیر لی۔

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾

پس نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے[1] اُن کے دلوں میں اُس دن تک کے لیے جب وہ اس سے ملیں گے نفاق کا سلسلہ چلا دیا کیونکہ انھوں نے جو خدا سے وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی۔ اور بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾

کیا اُن کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ ان کے مخفی مشوروں (کو بھی جانتا ہے) اور ان کے کھُلے مشوروں کو (بھی) جانتا ہے۔ اور یہ کہ اللہ پورے طور پر غیب کی باتوں سے واقف ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

یہ (منافق ہی) ہیں جو مومنوں میں سے خوشی سے بڑھ بڑھ کر صدقے دینے والوں پر طعن کرتے ہیں اور اُن پر بھی جو کہ سوائے اپنی (محنت کی) کمائی کے (کوئی) طاقت نہیں رکھتے۔ سو (باوجود اس قربانی کے) یہ (منافق) اُن پر ہنسی کرتے ہیں۔ اللہ ان (میں سے اشد مخالفوں) کو ہنسی کی سزا دیگا اور ان کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع

تُو اُن کے لیے استغفار کر یا نہ کر (اُن کے لیے برابر ہے) اگر تُو اُن کے لیے ستّر بار بھی استغفار کرے گا تو اللہ اُن کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ یہ اس لیے ہوگا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اللہ اطاعت سے نکل جانے والی قوم کو کبھی کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

(جہاد سے) پیچھے چھوڑے ہوئے (منافق) اللہ کے رسول کے (حکم کے) خلاف (چل کر) اپنی جگہ بیٹھ رہنے پر بہت خوش ہیں اور انھوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے ساتھ جہاد کرنے کو بُرا سمجھا تھا اور (ایک دوسرے سے) کہا تھا کہ (ایسی شدید گرمی میں جنگ کے لیے اکٹھے ہو کر) مت نکلو۔ تُو (اُن سے) کہہ دے کہ جہنم کی آگ (اس گرمی سے) زیادہ سخت ہے۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

پس چاہیئے کہ (اپنی اس فریب دہی پر) وہ تھوڑا ہنسیں اور اپنے عمل کی جزا پر زیادہ روئیں۔

فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

پھر اگر اللہ تجھ کو اُن میں سے ایک گروہ کی طرف لوٹا لائے۔ اور وہ لوگ (کسی آئندہ) جنگ کے لیے جانے کی تجھ سے اجازت مانگیں تو تُو ان سے کہہ دے کہ تم کو کبھی بھی (آئندہ) میرے ساتھ (جنگ پر) جانے کی اجازت نہیں ہوگی اور کبھی بھی تم دشمن سے میرے ہمراہ ہو کر لڑنے نہیں پاؤ گے (کیونکہ) تم پہلی دفعہ (پیچھے) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے۔ پس (آئندہ ہمیشہ) پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ رہا کرو۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ

اور ان میں سے اگر کوئی مر جائے تو اس پر نماز (جنازہ) نہ پڑھا کر۔ اور

عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

نہ اس کی قبر پر (دعا کے لیے) کھڑا ہو کر۔ کیوں کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کا انکار کیا اور ایسی حالت میں مرے ہیں، جب کہ وہ اطاعت سے خارج ہو رہے تھے۔

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اور تو ان کے مالوں اور ان کی اولادوں پر تعجب نہ کر۔ اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ ان مالوں اور اولادوں کے ذریعہ سے ان کو اس دنیا میں عذاب دے اور یہ کہ ان کی جانیں ایسے وقت میں نکلیں کہ وہ منکر ہی ہوں۔

وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝

اور جب کوئی سورۃ (اس حکم کے ساتھ) نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو۔ تو ان میں سے مالدار لوگ تجھ سے اجازت مانگنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیں پیچھے چھوڑ جائیں تا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو کہ پیچھے بیٹھنے والے ہوں گے۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

وہ اس بات پر خوش ہیں کہ پیچھے بیٹھ رہنے والے قبائل[1] میں شامل ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے۔ پس وہ (اپنے بداعمال کی وجہ سے) سمجھتے نہیں۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۘ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

لیکن یہ رسول (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو اس کے ساتھ ہو کر (خدا پر) ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے اپنے مال اور اپنی جانوں کے ذریعہ سے جہاد کیا ہے۔ ان کے لیے ہر قسم کی بھلائیاں ہیں اور وہی (آخر) کامیاب ہونے والے ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع

اللہ نے اُن کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ

اور مدینہ کے اردگرد (جنگلوں اور چھوٹے گاؤں) میں رہنے والے لوگوں میں سے بہانہ ساز (لوگ) آ کر کہتے ہیں کہ انھیں (بھی) پیچھے رہنے کی اجازت

[1] قبائل کا لفظ قرآن مجید میں نہیں۔ لیکن "خَوَالِف" کا لفظ ہے جو یا تو جماعتوں کی جمع ہے یا عورتوں کی۔ چونکہ جماعتوں سے مراد قبائل ہیں اور انہی کا ذکر مناسب تھا۔ ہم نے خَوَالِف کے معنے پیچھے رہ جانے والے قبائل کے کر دیئے ہیں۔

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾

دی جائے اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا ہے (بغیر اجازت کے ہی) پیچھے ٹھہر گئے ہیں، ان میں سے جو کافر ہیں اُن کو یقیناً دردناک عذاب پہنچے گا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩١﴾

(لیکن اے رسُول!) جو واقعی کمزور ہیں یا دو مریض ہیں۔ اور جو لوگ زادِ راہ نہیں پاتے اُن پر (پیچھے رہ جانے کی وجہ سے) کوئی گرفت نہیں ہو گی۔ جبکہ وہ دلی طور پر اللہ اور اس کے رسول کے مخلص ہیں (یہ لوگ محسن ہیں) اور محسنوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بہت بخشنے والا اور (بار بار) رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿٩٢﴾

اور نہ ان لوگوں پر (کوئی الزام ہے) جو تیرے پاس اس وقت آئے جب جنگ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ تُو اُن کو کوئی سواری[1] مہیّا کر دے۔ تو تُو نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر تمھیں سوار کراؤں اور (یہ جواب سُن کر) وہ چلے گئے اور (اس غم سے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے کہ افسوس اُن کے پاس کچھ نہیں جسے (خدا کی راہ میں) خرچ کریں۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩٣﴾

الزام صرف اُن لوگوں پر ہے جو اس حالت میں اجازت مانگتے ہیں کہ وہ مال دار ہوتے ہیں۔ وہ پیچھے بیٹھ رہنے والے قبائل کے ساتھ (بیٹھ رہنے پر) راضی ہو گئے اور اللہ نے اُن کے دلوں پر مُہر کر دی۔ مگر وہ (ایسے ہیں کہ) سمجھتے ہی نہیں +

---

[1] حدیثوں میں اُن لوگوں کی روایت آتی ہے۔ کہ خدا کی قسم ہم سواری مانگنے نہیں گئے تھے، بلکہ ہماری مراد چپلیوں سے تھی۔ جن کو پاؤں میں ڈال کر ہم تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر چل سکیں۔ قرآن کریم کے الفاظ بھی اسے برداشت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا لفظی ترجمہ یہی ہے کہ ہمیں وہ چیز دے جس کے اوپر کھڑے ہو کر ہم مقامِ جہاد تک پہنچ سکیں۔ اور اس سے مراد جوتی یا چپلی بھی ہو سکتی ہے وہ وقت ایسا تنگی کا وقت تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب مجاہدین کو جوتیاں یا چپلیاں تک مہیّا نہیں کر سکتے تھے۔ (فتح البیان)

يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ‌ؕ قُلْ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّـؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَـبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ‌ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾

جب تم جنگ سے اُن کی طرف واپس لوٹ کر آتے ہو تو وہ تمہارے پاس آ کر (قسم قسم کے) عذر کرتے ہیں، تو اُن سے کہہ دے کہ عذر نہ کرو۔ ہم (تمہارے عذروں کو) ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔ اللہ نے تمہارے حالات سے ہم کو خبر دے دی ہے اور اللہ اور اس کا رسول تمہارے عملوں کو بھانپتے رہیں گے۔ پھر تم حاضر و غائب کو جاننے والے خدا کے حضور لوٹائے جاؤ گے پس وہ تمہارے عملوں کی حقیقت سے تم کو خبردار کرے گا۔

سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾

جب تم اُن کی طرف لوٹو گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تا تم اُن سے درگذر کرو (سو ہم بھی تم سے کہتے ہیں کہ) ان سے درگذر ہی کرو۔ کیونکہ وہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا ان کے اعمال کے بدلہ میں پہلے ہی سے جہنم مقرر ہو چکا ہے۔

يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾

وہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو اللہ اطاعت سے نکل جانے والے لوگوں سے راضی نہیں ہوگا۔

اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجۡدَرُ اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۹۷﴾

دیہات (اور جنگلوں) میں رہنے والے عرب کفر اور نفاق میں (سب عربوں سے) بڑھے ہوئے ہیں۔ اور (جہالت کی وجہ سے) اس کے مستحق ہیں کہ جو اللہ نے اپنے رسول پر اتارا ہے اس کی حدود کو نہ پہچانیں اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يَّتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ مَغۡرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ‌ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ‌ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۹۸﴾

اور دیہاتیوں (اور جنگل کے رہنے والوں) میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں (جو) خدا کی راہ میں خرچ کیے ہوئے مال کو (ایک) چٹی سمجھتے ہیں اور تمہارے لیے (آسمانی) گردشوں کی انتظار میں رہتے ہیں۔ (سنو!) بری گردش انہی پر آئے گی اور اللہ خوب سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ‌ؕ سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۹﴾

اور دیہاتیوں اور (جنگل میں رہنے والے عربوں) میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر (سچا) ایمان لاتے ہیں اور (خدا کی راہ میں) جو کچھ خرچ کرتے ہیں، اسے (خدا تعالیٰ کی) قربت اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سنو! یہ فعل ضرور ان کے لیے (خدا کی) قربت کا ذریعہ ہوگا۔ اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا کیونکہ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا

اور جو مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ بھی جو کہ کامل اطاعت دکھاتے ہوئے ان کے پیچھے چلے۔ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ اس نے ان کے لیے ایسی

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰

جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ڔ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڀ مَرَدُوْا عَلَي النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝۱۰۱

اور گنواروں (اور جنگل میں رہنے والوں) میں سے جو تمھارے ارد گرد رہتے ہیں منافق بھی ہیں اور مدینہ کے رہنے والوں میں سے بھی (کچھ لوگ ایسے ہیں) جو نفاق پر مُصر ہیں، تو اُن کو نہیں جانتا مگر ہم اُن کو جانتے ہیں، ہم اُن کو دو دفعہ عذاب[1] دیں گے، پھر وہ ایک بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۰۲

اور کچھ اور لوگ ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا انھوں نے نیک عملوں کو کچھ اور عملوں سے جو بُرے تھے ملا دیا۔ قریب ہے کہ اللہ اُن پر فضل کرے اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۰۳

(اے رسول!) اُن کے[2] مالوں میں سے صدقہ لے تاکہ تو انھیں پاک کرے اور اُن کی ترقی کے سامان مہیا کرے[3] اور اُن کے لیے دعائیں بھی کرتا رہ۔ کیونکہ تیری دُعا اُنکی تسکین کا موجب ہے اور اللہ تیری دُعاؤں کو بہت سننے والا (اور حالات کو) جاننے والا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۱۰۴

کیا اُن کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی ہے، جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور اُنکے صدقات لیتا ہے (رسول نہیں[4] لیتا) اور اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۰۵

اور (اُن سے) کہدے کہ اپنی جگہ کام کرتے جاؤ۔ اللہ اور اس کا رسول اور مومن تو تمھارے کاموں کی حقیقت کو دیکھتے رہیں گے اور تم ضرور حاضر و غائب جاننے والے خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تمھارے عملوں کی حقیقت تمھیں بتائے گا۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

اور کچھ اور لوگ ہیں جو خدا کے حکم کی انتظار میں چھوڑے[5] گئے ہیں (اس کو اختیار

---

[1] پہلی دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منافقوں کے ساتھی قبائلیوں کی تباہی ہوئی اور پھر ان کی امید گاہ عیسائی عرب قبائل کی تباہی ہوئی۔

[2] یعنی مومنوں کے۔

[3] "ترقی کے سامان مہیا کرے" تُزَكِّيْهِمْ کا ترجمہ ہے جو زکوٰۃ سے نکلا ہے اور اس کے ایک معنے بڑھانے اور ترقی دینے کے بھی ہوتے ہیں اور یہی معنے اس جگہ کے مناسب حال ہیں۔

[4] کیونکہ صدقات خدا تعالےٰ کے غریب بندوں پر خرچ ہوتے ہیں نہ خدا پر خرچ ہوتے ہیں اور نہ رسول پر۔

[5] یعنی ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی جب تک اللہ کا حکم نہ اُترے۔

عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

ہے کہ) خواہ انکو عذاب دے یا انکی توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾

اور وہ لوگ[1] جنھوں نے ایک مسجد نقصان پہنچانے اور کفر کی تبلیغ کرنے اور مومنوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے بنائی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے لڑ چکا ہے اس کے لیے کمین گاہ مہیّا کرنے کے لیے۔ وہ ضرور قسم کھائیں گے (کہ) اس مسجد کے بنانے سے ہمارا ارادہ صرف نیکی کرنا تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹ بول رہے ہیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾

(اے نبی!) تو اس (مسجد) میں (کبھی) کھڑا نہ ہو۔ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے کہ تو اس میں (جماعت کرانے کے لیے) کھڑا ہو۔ اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں۔ اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور رضامندی پر رکھتا ہے زیادہ اچھا ہے یا وہ جو اپنی عمارت کی بنیاد ایک پھسلنے والے کنارے پر رکھتا ہے جو گر رہا ہوتا ہے پھر وہ کنارہ اس عمارت سمیت جہنم کی آگ میں گر جاتا ہے اور اللہ ظالم قوم کو (کامیابی کا) راستہ نہیں دکھاتا۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ ع

وہ بنیاد (جو انھوں نے بنائی تھی) ہمیشہ ان کے دلوں میں خلش کا موجب رہے گی سوائے اس کے کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں (اور وہ مر جائیں) اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو (اس وعدہ کے ساتھ) خرید لیا ہے کہ ان کو جنّت ملے گی (کیونکہ) وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں پس (یا تو وہ) اپنے دشمنوں کو مار لیتے ہیں یا خود مارے جاتے ہیں یہ ایک ایسا وعدہ ہے جو اس پر[2]

---

[1] جب اسلام نے ترقی کی اور منافقین مایوس ہو گئے تو اُن کو ابو عامر راہب نے پیغام بھیجا کہ مسلمانوں سے علیحدہ میرے لیے ایک جگہ بناؤ، وہاں مشورہ کرکے میں قیصر کے پاس جاؤں گا اور اس کا لشکر مدینہ پر چڑھا لاؤں گا۔ اس وقت مسجد نبویؐ کے علاوہ مدینہ کے کناروں پر ایک مسجد خالص مومنوں کی تھی۔ منافقوں نے ابو عامر کو چھپانے کے لیے ایک الگ مسجد بنائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نماز کرانے کی دعوت دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع کر دیا۔ ابو عامر نے نادانی سے سمجھا کہ کسی شخص نے جاسوسی کر دی ہے اور وہ مدینہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس کا جانا مسلمانوں اور رومیوں میں جنگ کا موجب بنا اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ پر۔

وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

لازم ہے (اور تورات اور انجیل میں بھی بیان کیا گیا ہے) اور قرآن میں بھی اور اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہے پس (اے مومنو!) اپنے اس سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے کیا ہے اور یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کا مومنوں کو وعدہ دیا گیا ہے)۔

اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

جو لوگ توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں (خدا کی) حمد کرنے والے ہیں (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے ہیں، رکوع کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، نیک باتوں کا حکم دینے والے ہیں اور بری باتوں سے روکنے والے ہیں اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ ایسے مومنوں کو تو بشارت دے دے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

نبی اور مومنوں کی شان کے خلاف تھا کہ مشرکوں کے لیے استغفار کرتے، خواہ وہ قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہوں بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

اور ابراہیم کا استغفار اپنے باپ کے لیے صرف اس وجہ سے تھا کہ اس نے اس سے ایک وعدہ کیا تھا۔ مگر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس وعدہ سے پوری طرح دست بردار ہو گیا۔ ابراہیم بہت ہی نرم دل اور عقل مند تھا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

اور یہ اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اسے گمراہ[1] قرار دے جب تک کہ وہ ان کے سامنے وہ (امور) نہ بیان کر دے جن سے ان کو بچنا چاہیے اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت یقیناً اللہ کی ہے۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمہارا دوست ہے اور نہ مددگار۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

اللہ نے نبی اور مہاجرین اور انصار پر بڑا فضل کیا ہے (یعنی ان لوگوں پر) جنہوں نے اس (نبی) کی تکلیف کی گھڑی میں جبکہ ان میں سے ایک گروہ کے دل کسی قدر شک میں پڑ گئے تھے اتباع کی۔ پھر اس نے ان (کمزوروں) پر بھی فضل کر دیا۔ وہ ان (مومنوں) سے یقیناً محبت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

[1] اَضَلَّ کے معنے گمراہ قرار دینے کے بھی ہوتے ہیں (مفردات)

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع ۴

اسی طرح اُن تینوں[1] پر بھی (اس نے فضل کیا) جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے، یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہو گئی اور ان کے اپنے نفس بھی اُن پر بار بن گئے اور اُنھوں نے خیال کیا کہ اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے سوائے اُس کے اور کوئی پناہ نہیں تو اُن کی حالت دیکھ کر اللہ نے ان پر فضل کیا تاکہ وہ بھی توبہ کریں۔ اللہ یقیناً بار بار (توبہ قبول کرنے والا اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں (کی جماعت) کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

مَا كَانَ لِاَھْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ لَا يُصِيْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـــُٔـوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَھُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

اہل مدینہ اور جو اُن کے اردگرد دیہاتی (اور جنگلی) رہتے ہیں اُن کو مناسب نہ تھا کہ اللہ کے رسول کو (اکیلا) چھوڑ کر آپ پیچھے رہ جاتے اور نہ (یہ کہ) اُس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جانوں کی فکر میں لگ جاتے۔ یہ (فیصلہ) اس لیے (کیا جاتا) ہے کہ کوئی پیاس یا تھکان یا بھوک کی گھڑی اُن پر اللہ کے رستہ میں نہیں آتی اور نہ وہ کسی زمین پر قدم مارتے ہیں جو کفار کو غصہ دلاتا ہو اور نہ وہ دشمن پر کوئی فتح پاتے ہیں کہ ان کے لیے اس کے بدلہ میں نیک عمل نہ لکھا جاتا ہو۔ اللہ محسنوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَھُمْ لِيَجْزِيَھُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

اور وہ اللہ کی راہ میں کوئی چھوٹا سا خرچ بھی نہیں کرتے اور نہ بڑا اور نہ کسی وادی کو طے کرتے ہیں مگر (معاً ان کے اعمال میں وہ نیک کام) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے عملوں کا (اعلیٰ سے) اعلیٰ بدلہ دے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْھُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّھُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع ۵

اور مومنوں کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ سب کے سب (اکٹھے ہو کر تعلیم دین کے لیے) نکل پڑیں۔ پس کیوں نہ ہوا کہ اُن کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا۔ تاکہ وہ دین پوری طرح سیکھتے اور اپنی قوم کو واپس لوٹ کر (بے دینی سے) ہوشیار کرتے: تاکہ وہ (گمراہی سے) ڈرنے لگیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع

اے مومنو! اُن کفار سے جنگ کرو جو تمھارے پہلو میں رہتے ہیں اور چاہیئے کہ وہ تم میں پختگی محسوس کریں۔ اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

---

[1] ان تین صحابہؓ کی طرف اشارہ ہے جو منافق نہ تھے، محض غلطی کی وجہ سے جنگِ تبوک میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے رہ گئے تھے۔ پس چونکہ وہ مومن تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سزا دی اور جو منافق تھے ان کو چھوڑ دیا اور سزا نہ دی۔

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِۦٓ إِيمَٰنًا ۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَزَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۲۴﴾

اور جب کبھی کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو اُن میں سے بعض (منافق) کہتے ہیں کہ اِس (سورۃ) نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا ہے؟ سو یاد رکھو کہ جو لوگ مومن ہیں (ان کے پہلے ایمان کے نتیجہ میں) ان کے ایمان کو اس (سورۃ) نے بڑھایا ہے اور وہ خوشی حاصل کر رہے ہیں۔

وَأَمَّا ٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا۟ وَهُمْ كَٰفِرُونَ ﴿۱۲۵﴾

اور جن کے دل میں بیماری ہے اس (سورۃ) نے اُن کے (پہلے) گند پر اور گند چڑھا دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی حالت میں مریں گے کہ وہ کافر ہوں گے۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِى كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۲۶﴾

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اُن کی ہر سال میں ایک یا دو دفعہ آزمائش کی جاتی ہے، پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

وَإِذَا مَآ أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَىٰكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ ٱنصَرَفُوا۟ ۚ صَرَفَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿۱۲۷﴾

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو ان میں سے کچھ لوگ دوسروں کی طرف دیکھنے لگتے ہیں تا معلوم کریں کہ کیا کوئی شخص تم کو دیکھ تو نہیں رہا[1] پھر (تسلّی کر کے) یہ (لوگ مجلس سے) چلے جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے نہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾

(اے مومنو!) تمھارے پاس تمھاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمھارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمھارے لیے خیر کا بہت بھوکا ہے۔ اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔

فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ﴿۱۲۹﴾

ع ۱۶ / ۵

پس اگر وہ پھر جائیں تو تُو کہہ دے کہ اللہ میرے لیے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔

---

[1] یعنی وہ منافق آپس میں اشاروں سے کہتے ہیں کہ کیا اس وقت تم کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا، تا مسلمانوں کی غفلت سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس جگہ "تم" کا لفظ عربی عبارت کی وجہ سے استعمال ہوا ہے۔ ورنہ اُردو کے لحاظ سے "اُن کو دیکھ تو نہیں رہا" چاہیئے تھا۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيٰتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا
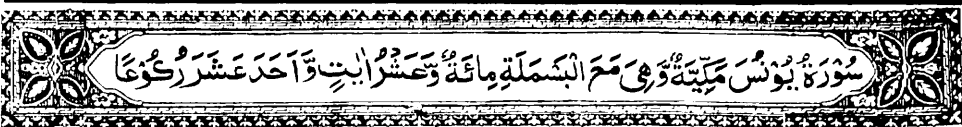
سورۂ یونس۔ یہ سورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سَو دس آیات ہیں اور گیارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ②

مَیں اللہ دیکھنے والا ہوں[1]۔ یہ (یعنی اس سورۃ کی آیتیں) کامل (اور) پُر حکمت کتاب کی آیتیں ہیں۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ③

کیا لوگوں کے نزدیک ہمارا اُن میں سے ایک شخص پر (یہ) وحی کرنا کہ لوگوں کو ہوشیار کر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انھیں بشارت دے کہ اُن کے لیے اُن کے رب کے حضور میں ایک ظاہر و باطن طور پر کامل درجہ ہے (ایسا) عجیب (امر) تھا (کہ) ان کافروں نے کہہ دیا کہ یہ شخص ضرور ہی کُھلا کُھلا دھوکہ باز ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ④

تمھارا رب یقیناً اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر قرار فرما ہُوا وہ ہر امر کا انتظام کرتا ہے اس کے حضور میں (کوئی بھی) کسی کا شفیع نہیں ہو سکتا سوائے اس کی اجازت کے (سُنو!) یہ اللہ (مذکورۂ بالا صفات والا ہے) (اور وہی) تمھارا رب ہے۔ اس لیے تم اسی کی عبادت کرو۔ کیا تم (باوجود ان باتوں کے) پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرو گے۔

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ⑤

اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے (یہ) اللہ کا وعدہ ہے (جو) پُورا ہو کر رہنے والا (ہے) وہ یقیناً مخلوق کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اُسے لوٹاتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک (اور مناسبِ حال) کام کیے انھیں اجر میں کامل حصّہ دے اور جن لوگوں نے کفر (اختیار) کیا اُن کے لیے کھولتا ہُوا پانی پینے کے لیے ہوگا اور ایک دردناک عذاب ہوگا کیونکہ وہ کفر کرتے چلے جاتے تھے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی (والا) اور چاند کو نُور (والا) بنایا ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اس کی منزلیں بنائی ہیں تاکہ تمھیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو۔ اس (سلسلہ) کو اللہ نے حق (و حکمت) کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے۔ وہ

[1] الٓرٰ۔ یہ حروف قائم مقام ہیں اَنَا اللّٰهُ اَرٰی کے۔ یعنی مَیں اللہ دیکھنے والا ہوں۔ کس اصول کے ماتحت یہ الفاظ نکالے گئے ہیں۔ اس کے لیے دیکھیں نوٹ سورۃ بقرۃ آیت ۲۔

يَعْلَمُوْنَ ۝۵

ان آیات کو علم والے لوگوں کے لیے تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶

رات اور دن کے آگے پیچھے آنے اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے (اس میں) متقی لوگوں کے لیے یقینی طور پر بہت سے نشان ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷

جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور اس وُرلی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس پر انھوں نے اطمینان پکڑ لیا ہے اور (پھر) جو لوگ ہمارے نشانوں (کی طرف) سے غافل ہو گئے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۸

ان (سب) کا ٹھکانا ان کی (اپنی) کمائی کی وجہ سے یقیناً (دوزخ کی) آگ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۹

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک (اور مناسب حال) عمل کیے انھیں اُن کا ربّ ان کے ایمان کی وجہ سے (کامیابی کے راستہ کی طرف) ہدایت دیگا (اور) آسائش والی جنّتوں میں اُنہی کے (تصرّف کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ ع

ان (جنّتوں) میں (خدا کے حضور) اُن کی پکار یہ ہو گی کہ اے اللہ! تو پاک ہے اور (ان کی ایک دُوسرے کے لیے) دُعا یہ ہو گی (کہ تم پر ہمیشہ کے لیے) سلامتی ہو اور سب سے آخر میں وہ بلند آواز سے یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی سب تعریفوں کا مستحق ہے[1] جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۱

اور اگر اللہ لوگوں پر (اُن کے اعمال کی) بدی (کا نتیجہ) ان کے مال کو جلد چاہنے کی طرح جلد وارد کرتا تو اُن کی (زندگی کے اختتام کی) میعاد اُن پر لائی جا چکی ہوتی (مگر چونکہ ہم نے ایسا پسند نہیں کیا) اس لیے ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اس حالت میں چھوڑ رہے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں سرگردان پھر رہے ہیں۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۲

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پہلو کے بل (لیٹا ہوا) یا بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف کو اس سے دور کر دیتے ہیں تو وہ (اس طرح سے کترا کر) گذر جاتا ہے (کہ) گویا اس نے کسی تکلیف (کے دور کرنے) کے لیے جو اُسے پہنچی تھی ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح تمام حد سے بڑھ جانے والوں کو جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں خوبصورت کر کے دکھلایا گیا ہے۔

---

[1] جنّت کی رہائش کے بعد سوائے الحمد للہ کے اُن کے مُنہ سے کچھ نہ نکلے گا کیونکہ وہ اپنے بدلہ پر پوری طرح مطمئن ہوں گے۔ یہ بھی مراد ہے کہ مومنوں کا انجام ایسا اچھا ہوتا ہے کہ آخری نتیجہ کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حمد ہی کرتے ہیں۔ یعنی ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور ہم یقینی طور پر تم سے پہلے (بھی) قوموں کے بعد قوموں کو جبکہ انھوں نے باوجود اس کے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے تھے ظلم کیا تھا اور ایمان نہ لائے تھے ہلاک کر چکے ہیں ہم مجرم لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر اُن کے بعد ہم نے تمھیں زمین میں (ان کا) جانشین بنایا، تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِىْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۶﴾

اور جب انھیں ہماری روشن آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے وہ کہہ دیتے ہیں کہ (اے محمدؐ!) تو اس کے سوا کوئی اور قرآن[1] لے آ۔ یا اس میں (ہی کچھ) تغیر (و تبدّل) کر دے۔ تُو (انھیں) کہہ (کہ یہ) میرا کام نہیں کہ میں اس میں اپنی طرف سے (کوئی) تغیر (و تبدّل) کروں میں (تو) جو (کچھ) مجھ پر وحی (سے حکم نازل) کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا ہوں اور اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں (کہ مجھے نہ آ پکڑے)

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾

(اور) تُو (انھیں) کہہ کہ اگر اللہ کی (یہی) مشیّت ہوتی (کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جائے) تو میں اُسے تمھارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا اور نہ وہ (ہی) تمھیں اس (تعلیم) سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گذار چکا[2] ہوں کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۸﴾

پھر (تم ہی بتاؤ کہ) جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے نشانات کو جھٹلائے اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا (غرض) یہ یقینی بات ہے کہ مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور یہ (لوگ) اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انھیں نقصان دیتی ہے اور نہ نفع پہنچاتی ہے اور کہتے ہیں (کہ) یہ (ہمارے معبود) اللہ کے حضور میں ہمارے شفیع ہیں۔ تو (انھیں) کہہ (کہ) کیا تم اللہ کو وہ (بات) بتاتے ہو جس[3] کے متعلق نہ آسمانوں میں (پائے جانے کا) اُسے علم ہے اور نہ (ہی) زمین میں (کہیں اس کے وجود کا کوئی پتا ہے) وہ پاک ہے اور ان کے شریک ٹھہرانے سے وہ بالاتر ہے۔

---

[1] یعنی موجودہ قرآن کی تعلیم کو۔

[2] یعنی کیا تم میری گذشتہ زندگی کو نہیں دیکھتے کہ خدا تعالےٰ تو الگ رہا میں انسان کے متعلق بھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہتا تھا۔

[3] یعنی جس کا خدا کو علم نہیں وہ بات ہو ہی کس طرح سکتی ہے۔

وَ مَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور (تمام) لوگ ایک ہی گروہ[1] (بنے ہوئے) تھے پھر اُنھوں نے آپس میں اختلاف (پیدا) کرلیا اور جو بات تیرے ربّ کی طرف سے پہلے (بصورت وعدہ) آچکی ہے[2] اگر (مانع) نہ ہوتی تو جس (امر) میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اس کے متعلق اُن کے درمیان (کبھی کا) فیصلہ (صادر) کیا جا چکا ہوتا۔

وَ يَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۱﴾ ع

اور وہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) پر اس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اتارا گیا تو (انھیں) کہہ (کہ) ہر غیب (کی بات) کا علم اللہ ہی کو حاصل ہے اس لیے تم (اس کا) انتظار کرو، میں (بھی) تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور جب لوگوں کو کسی تکلیف کے بعد جو اُنھیں پہنچی ہو ہم (کسی قدر اپنی) رحمت (کا مزہ) چکھاتے ہیں تو جھٹ ہمارے نشانوں کے متعلق اُن کی طرف سے کوئی (نہ کوئی مخالفانہ) تدبیر ہونے لگتی ہے۔ تو (اُنھیں) کہہ (کہ اس کے مقابل پر) اللہ کی تدبیر تو بہت ہی جلد کارگر ہُوا کرتی ہے (اور) تم جو تدبیر (بھی) کرتے ہو ہمارے فرستادے انھیں لکھتے رہتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

وہ (خدائے کریم) ہی ہے جو تمھیں (توفیق دیکر) خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگ کشتیوں میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ عمدہ ہوا کے ذریعہ سے ان[3] (لوگوں) کو بھی لیکر چل رہی ہوتی ہیں اور وہ اُن[4] پر اترا رہے ہوتے ہیں تو اُن پر ایک (تند و) تیز ہوا آجاتی ہے اور ہر طرف سے موج (پر موج) (اُن پر چڑھ) آتی ہے اور وہ[5] سمجھنے لگتے ہیں کہ (اب) وہ ہلاکت (کے منہ) میں آگئے ہیں تو (ایسے وقت میں) وہ (اپنی) اطاعت کو خدا کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس (مصیبت) سے نجات دی تو ہم ضرور ہی (تیرے) شکر گذاروں (کے زمرہ) میں (داخل) ہو جائیں گے۔

فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

پھر جب وہ انھیں (اس عذاب سے نجات دیکر خشکی پر) پہنچاتا ہے تو وہ جھٹ

---

[1] یعنی کفر و ضلالت پر متحد تھے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ یعنی کافر شرارتوں میں دوسرے سب کافروں سے مل کر ایک ہی قوم بن جاتے ہیں۔ نیز دیکھو نوٹ سورہ بقرہ آیت ۲۱۴۔

[2] یہ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ کی طرف اشارہ ہے۔

[3] اس جگہ مومن و کافر کا اکٹھا ذکر کیا ہے کیونکہ دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔

[4] یعنی کشتیوں کے شاندار چلنے پر۔ [5] اس جگہ اب خالص کافروں کا ذکر ہے جو خدا تعالیٰ کی نصرت پر یقین نہیں رکھتے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾

زمین میں ناحق سرکشی کرنے لگتے ہیں (اے لوگو! تمھارا صرف ورلی زندگی کو چاہنا تمھارے نفسوں پر وبال بن کر (آ) پڑے گا۔ پھر ہماری طرف تمھاری واپسی ہوگی۔ تب جو (کچھ کہ) تم کرتے رہے ہوگے، ہم اس سے تمھیں آگاہ کریں گے۔

إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾

اس ورلی زندگی کی حالت (تو) اس پانی کی طرح ہے، جسے ہم نے بادل سے برسایا، پھر اس کے ساتھ زمین کی روئید گی جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں (مل کر یکجان ہو) گئی۔ یہاں تک کہ جب زمین نے (اس کے ذریعہ سے) اپنی کمال درجہ کی زینت کو پالیا اور خوب صورت ہوگئی اور اس کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ (اب) وہ اس پر قابو یافتہ ہیں تو اس پر دن یا رات کو (عذاب کے متعلق) ہمارا حکم آگیا۔ اور ہم نے اُسے ایک کٹے ہوئے کھیت کی طرح کردیا گویا یہاں کل (کچھ) تھا ہی نہیں۔ (غرض) جو لوگ سوچ سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے ہم اسی طرح (اپنی) آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٦﴾

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے پسند کرتا ہے (اسے) ایک سیدھی راہ پر چلا (کر منزلِ مقصود تک پہنچا) دیتا ہے۔

لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٧﴾

اُن لوگوں کے لیے جنھوں نے نیکو کاری اختیار کی بہترین انجام ہوگا اور (اس پر) مزید (انعامات بھی) ـــــ اُن کے چہروں پر نہ غبار چھائے گا اور نہ ذلّت (کے آثار ہوں گے) یہ لوگ جنّت کے مکین ہیں (اور) اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَّا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٨﴾

اور جنھوں نے بدیاں کی ہوں گی (ان کے لیے) بدی کا بدلہ اس (بدی) کے برابر ہوگا اور انھیں ذلّت پہنچے گی اور کوئی بھی انھیں اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا نہیں ہوگا (اور اُن کی حالت ایسی ہوگی) گویا اُن کے مونہوں پر رات کے کئی (کئی) تاریک ٹکڑے[1] ڈال دیئے گئے ہیں۔ یہ (لوگ) آگ (میں رہنے) والے ہیں۔ اس میں لمبے عرصہ تک رہتے چلے جائیں گے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور (اے لوگو!) اس دن کو یاد کرو جس دن ہم اُن[2] سب کو جمع کریں گے پھر جنھوں نے شرک کیا (ہوگا) انھیں ہم کہیں گے (کہ پرے ہٹ کر) اپنی جگہ پر (کھڑے) رہو تم بھی

---

[1] یعنی رنگ سخت سیاہ ہوجائے گا اور یوں معلوم ہوگا کہ رات چلتی آرہی ہے۔
[2] یعنی سب قسم کے کفار کو۔ کیا کتابی، کیا غیر کتابی۔

مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَاۗؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاۗؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور تمھارے (بنائے ہوئے خدائی کے) حصّہ دار (بھی) پھر ہم ان میں آپس میں (بھی) جدائی ڈال دیں گے اور اُن کے (بنائے ہوئے خدا کے) شریک (انھیں) کہیں گے (کہ) تم ہماری عبادت (تو ہرگز) نہیں کرتے تھے۔

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۳۰﴾

پس تمھارے درمیان اور ہمارے درمیان (خود) اللہ کافی گواہ ہے۔ ہم تمھاری پرستش سے قطعاً بے خبر تھے۔

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۱﴾

(تب) وہاں ہر ایک شخص جو کچھ اس نے (اپنے لیے) بویا ہوگا اس کا مزہ چکھے گا اور انھیں اُن کے سچّے مالک اللہ کی طرف لوٹا (کر) لایا جائے گا اور جو کچھ وہ (اپنے پاس سے) گھڑتے تھے وہ (سب) اُنھیں بھول جائے گا۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾

تُو اُن سے (کہہ کہ بتاؤ) آسمان اور زمین سے تمھیں کون روزی دیتا ہے یا (یہ کہ) کانوں اور آنکھوں پر کون قابو رکھتا ہے اور کون (ایک) مُردہ (چیز) میں سے زندہ (چیز) نکالتا اور زندہ (چیز) میں سے مُردہ (چیز) نکالتا ہے اور کون (اس) تمام امر کا انتظام کرتا ہے۔ اس پر وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ (کرتا ہے) تب (انھیں) کہہ (کہ پھر وجہ) کیا ہے کہ تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۳﴾

وہ[1] اللہ ہی (کی ہستی) ہے (جو ایسا کرتی ہے) (اور وہی تمھارا حقیقی ربّ ہے) اور[2] حق کو چھوڑ کر گمراہی کے سوا کیا (حاصل ہو سکتا) ہے پس (بتاؤ تو سہی) کس طرح تم (اِدھر اُدھر) پھیرے جا رہے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۴﴾

اِسی طرح جن لوگوں نے فسق اختیار کیا ہے اُن پر تیرے ربّ کا فرمودہ پُورا ہُوا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۵﴾

تُو (انھیں) کہہ (کہ) کیا تمھارے (قرار دادہ) شریکوں میں سے کوئی (بھی ایسا) ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہو اور پھر اُس (پیدائش) کو دوہراتا ہو۔ تُو (انھیں) کہہ (کہ) اللہ (ہی ہے جو) پہلی بار پیدا کرتا ہے (اور) پھر اس (پیدائش) کو دوہراتا ہے۔ پس (بتاؤ کہ باوجود اس کے) تمھیں کس طرف کو پھیرا جا رہا ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ

تُو (ان سے یہ بھی) کہہ (کہ) کیا تمھارے (بنائے ہوئے) شریکوں میں سے کوئی (بھی ایسا) ہے

---

[1] عربی میں فاء ہے جس کے معنے "پس" کے ہیں۔ مگر اُردو میں اس کی ضرورت نہ تھی اس لیے حذف کر دیا گیا۔

[2] اس جگہ فاء کا ترجمہ "اور" کیا گیا ہے کہ وہ بھی جائز ہے۔

اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾

جو حق کی طرف (لوگوں کی) رہنمائی کرتا ہو (وہ تو اس سوال کا کیا جواب دیں گے) تو خود ہی اُن سے) کہہ دے (کہ) اللہ ہی ہے جو حق کی طرف (لوگوں کی) رہنمائی کرتا ہے پس کیا وہ (خدا) جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس (کے احکام) کی پیروی کی جائے یا وہ (فرضی خدا) جو کہ سوائے اس (صورت) کے کہ اسے (ہدایت کا) راستہ دکھایا جائے (خود بھی) راہ نہیں پاتا پھر تمہیں کیا (ہو گیا) ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٧﴾

اور اُن میں سے اکثر اپنے (وہم کے سوا اور کسی چیز کی) پیروی نہیں کرتے (حالانکہ) وہم حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔ جو کچھ یہ (لوگ) کرتے ہیں (اُسے) اللہ یقیناً خوب جانتا ہے۔

وَمَا كَانَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٨﴾

اور اس قرآن کا اللہ کے سوا (کسی اور) کی طرف سے جھوٹے طور پر بنا لیا جانا (ممکن ہی) نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ (تو) اس (کلام الٰہی) کی تصدیق (کرتا) ہے جو اس سے پہلے (موجود) ہے اور کتاب (الٰہی) میں جو جو کچھ پایا جانا چاہیئے اس) کی تفصیل (بیان کرتا ہے اور) اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ تمام[1] جہانوں کے ربّ کی طرف سے ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٣٩﴾

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (شخص) نے اسے (اپنی طرف سے) گھڑ لیا ہے؟ تو (انھیں) کہہ (کہ) اگر تم (اس بیان میں) سچے ہو تو اس (کی سورتوں) جیسی کوئی ایک (ہی) سورۃ لے آؤ اور اللہ کے سوا جس (کسی کو بھی بلانے[2]) کی تمھیں طاقت ہو (اپنی مدد کے لیے) بلا لو۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾

(مگر ان کا یہ خیال درست نہیں بلکہ حقیقت میں) انھوں نے (ایک) ایسی چیز کو جھٹلایا ہے جس کا انھوں نے پورا علم حاصل ہی نہیں کیا تھا۔ اور نہ (ہی) ابھی اس کی حقیقت اُن پر ظاہر ہوئی تھی۔ جو لوگ اُن سے پہلے تھے انھوں نے (بھی) اسی طرح جھٹلایا تھا پھر دیکھ (کہ) ان ظالموں کا کیا انجام ہوا تھا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤١﴾ ع

اور ان میں[3] سے بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان[4] لائیں گے اور بعض ایسے ہیں جو اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور تیرا ربّ فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

---

[1] یعنی تبھی اس میں تمام مخلوقات کے لیے ضروری تعلیم موجود ہے۔

[2] یعنی پہلی کتب جو الہامی کہلاتی ہیں اُن کی مدد بھی لے لو۔ ورنہ مسیح وغیرہ سے مدد لینے کا تو عقلاً اور شرعاً کوئی سوال ہی نہیں۔ اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انجیل قرآن کریم کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ وہ اس کے مقابلہ میں نہیں آسکتی۔ گو بقول عیسائیوں کے وہ ابن اللہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔

[3] یعنی عیسائیوں میں سے۔

[4] یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ کسی دن عیسائی کثرت سے قرآن کریم پر ایمان لائیں گے۔

وَاِنۡ كَذَّبُوۡكَ فَقُلْ لِّىۡ عَمَلِىۡ وَلَـكُمۡ عَمَلُكُمۡ‌ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِيۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۴۱

اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو اُنھیں کہہ (کہ) میرا عمل (خود) میرے لیے (مفید یا مضر) ہوگا اور تمھارا عمل تمھارے لیے (مفید یا مضر ہوگا) جو کچھ میں کرتا ہوں اُس سے تم بری (الذمہ) ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری (الذمہ) ہوں۔

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝۴۲

اور ان (لوگوں) میں سے (بعض ایسے) ہیں جو تیری (باتوں کی) طرف (صرف) کان رکھتے ہیں۔ (تو) کیا تُو ایسے بہروں کو اگرچہ وہ عقل سے کام (بھی) نہ لیتے ہوں (اپنی بات) سنوا لے گا؟

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡظُرُ اِلَيۡكَ‌ ؕ اَفَاَنۡتَ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَلَوۡ كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۝۴۳

اور ان میں سے بعض ایسے (بھی) ہیں جو تیری طرف (نظریں گاڑ کر) دیکھتے رہتے ہیں (تو) کیا تو اُن اندھوں کی اگرچہ وہ بصیرت (بھی) نہ رکھتے ہوں راہنمائی کرلے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظۡلِمُ النَّاسَ شَيۡـــًٔا وَّلٰـكِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ۝۴۴

اللہ کی شان (یقیناً) ایسی ہے کہ وہ (لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا، بلکہ لوگ اپنی جانوں پر (آپ ہی) ظلم کرتے ہیں۔

وَيَوۡمَ يَحۡشُرُهُمۡ كَاَنۡ لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ‌ ؕ قَدۡ خَسِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوۡا مُهۡتَدِيۡنَ ۝۴۵

اور جس دن وہ انھیں ایسی حالت میں جمع کرے گا کہ (وہ محسوس کرتے ہوں گے کہ) گویا وہ دن کی ایک ساعت کے سوا (دنیا میں) نہیں رہے تھے (اس دن) وہ ایک دوسرے (کی حالت) کو معلوم کرلیں گے (یاد رکھو کہ) جن لوگوں نے اللہ کے حضور پیش ہونے (کے وعدہ) کو جھٹلایا اور وہ ہدایت کو قبول کرنے والے نہیں بنے، انھوں نے نقصان (ہی) اٹھایا۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ ۝۴۶

اور جس (عذاب کے بھیجنے) کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصہ تیرے سامنے بھیج کر تجھے دکھا دیں (تو تو بھی دیکھ لیگا) اور اگر ہم (اس گھڑی سے) پہلے تجھے وفات دے دیں تو (تجھے عالم آخرت میں) اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور بہر حال (چونکہ) انھوں نے ہماری طرف لوٹنا ہے (انھیں بھی وہاں اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی) اور (یاد رکھو کہ) جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ‌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝۴۷

اور ہر ایک قوم کے لیے ایک (نہ ایک) رسول (کا آنا ضروری ہوتا) ہے پس جب اُن کا رسول آتا ہے تو اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔

وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝۴۸

اور وہ کہتے ہیں (کہ) اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟

قُلْ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِىۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ‌ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ‌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ

تو (انھیں) کہہ (کہ) میں (تو) اللہ کی مشیّت کے سوا (خود اپنے حق میں (بھی) نہ کسی نقصان پر قابو رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع پر (ہاں یہ درست ہے کہ) ہر ایک قوم کے (مستحق عذاب ہونے کے) لیے ایک میعاد مقرر ہوتی ہے، جب وہ آجاتی ہے تو (اس وقت) وہ نہ کوئی گھڑی (اس سے) پیچھے رہ (کر اس سے بچ)

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۵۰

سکتی ہے اور نہ (ہی) آگے بڑھ کر اس سے خلاصی پا سکتی ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۵۱

تُو (اُنھیں) کہہ دے (کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ) اگر اُس (خدا) کا عذاب رات کو یا دن کو (تمھارے دیکھتے دیکھتے تم پر) آجائے، تو مجرم لوگ اس سے کیونکر بھاگ سکیں گے۔

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۵۲

کیا پھر جب وہ آجائے گا (تو اس وقت تم اس پر ایمان لاؤ گے؟ (اس کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت تو تم سے کہا جائے گا کہ) کیا اب (تم ایمان لاتے ہو) حالانکہ (اس کے آنے تک) تم اس کے جلد آنے کا مطالبہ کرتے رہے ہو۔

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۵۳

پھر جن لوگوں نے ظلم کیا ہوگا انھیں کہا جائے گا (کہ اب) تم قائم رہنے والا عذاب (بطور سزا) چکھو۔ کیا تمھیں اپنے عمل کے سوا کسی اور چیز کی جزا دی جا رہی ہے۔

وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝۵۴

اور وہ تجھ سے دریافت کرتے ہیں (کہ) کیا وہ (عذاب سچ مچ) واقع ہوگا۔ تو (انھیں) کہہ دے (کہ) ہاں! مجھے اپنے ربّ کی قسم ہے (کہ) وہ یقیناً واقع ہونے والا ہے۔ اور تم (ایسا کرنے سے خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۵۵

اور اگر ہر ایسے شخص کو جو ظالم بنا ہے وہ سب کچھ مل جاتا جو زمین میں موجود ہے تو وہ اس کو دے کر اپنے نفس کو چھڑانے میں کوتاہی نہ کرتا (یعنی اگر ممکن ہو سکتا مگر ایسا نہ ہو سکے گا) اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ (اپنی) شرمندگی کو چھپائیں گے اور اُن کے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیا جائیگا اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۵۶

سُنو! جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (پایا جاتا) ہے وہ سب (کا سب) یقیناً اللہ (ہی) کا ہے۔ اور[3] اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہونے والا ہے مگر اُن میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۵۷

وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تمھیں لوٹایا جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۸

اے لوگو! تمھارے پاس تمھارے ربّ کی طرف سے یقیناً ایک ایسی کتاب آگئی ہے جو سراسر نصیحت ہے اور وہ (ہر) اس (بیماری) کے لیے جو سینوں میں (پائی جاتی) ہو شفا (دینے والی) ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

---

[1] اُمَّةٌ کا لفظ چونکہ مجموعۂ افراد پر بولا جاتا ہے۔ اس لیے لفظ کے لحاظ سے اس کی طرف مفرد ضمیر بھی جا سکتی ہے اور معنوں کے لحاظ سے جمع بھی۔ ہم نے مفرد کی ضمیر ترجمہ میں پھیری ہے۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ کا۔

[3] آیت میں دو جگہ اَلَا کا لفظ آیا ہے جس کے معنے ہوشیار کرنے کے ہیں۔ ہم نے پہلے اَلَا کا ترجمہ "سنو" کر دیا ہے اور دوسرے اَلَا کا ترجمہ "اور" کر کے اس کے ساتھ ملا دیا ہے اور اُردو درست ہو گئی ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْاؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۹﴾

تو اُن سے کہہ دے (کہ یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت سے (وابستہ) ہے پس اسی پر انھیں خوشی منانا چاہئیے جو (مال) وہ جمع کر رہے ہیں اس سے یہ (نعمت کہیں زیادہ) بہتر ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًاؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۶۰﴾

تُو (اُن سے) کہہ (کہ) کیا تم نے اس بات کو (کبھی سوچ کر) دیکھا ہے کہ اللہ نے تمھارے لیے (آسمان سے) رزق اُتارا ہے پھر تم نے اس میں سے (کچھ) حرام اور (کچھ) حلال ٹھہرا دیا ہے تُو (اُن سے) کہہ (کہ) کیا اللہ نے تمھیں (اس بات کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر (محض) افترا کرتے ہو۔

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اُن کا قیامت کے دن کے متعلق کیا خیال ہے۔ اللہ لوگوں پر یقیناً (بہت ہی بڑے) انعام کرنے والا ہے۔ مگر اُن میں سے اکثر (لوگ) شکر نہیں کرتے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۲﴾

اور تو نہ (کبھی) کسی کام میں (مشغول) ہوتا ہے اور نہ تو اس (کتاب) میں سے کوئی حصہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ (ہی) تم (سب لوگ) کوئی (اور) کام کرتے ہو مگر (ان سب صورتوں میں) جب تم (اپنے کام میں پوری) توجہ سے مشغول ہوتے ہو ہم تمھیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور زمین یا آسمان میں کوئی (ایک) ذرّہ بھر چیز (بھی) تیرے ربّ (کی نظر) سے پوشیدہ نہیں ہوتی اور نہ (ہی) ذرّہ سے (کوئی چھوٹی چیز یا بڑی چیز ہے جو (ہر ایک حقیقت کو) روشن کر دینے والی ایک کتاب میں (مذکور اور موجود) نہ ہو۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۳﴾

سنو! جو (لوگ) اللہ سے سچی محبّت رکھنے والے ہیں اُن پر نہ کوئی خوف (مستولی ہوتا) ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۴﴾

(یعنی وہ لوگ) جو ایمان لائے اور تقویٰ کو (ہمیشہ) لازم حال رکھتے تھے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۵﴾

اُن کے لیے (اس) ورلی زندگی میں (بھی خدا کی طرف سے) بشارت (پانے کا انعام مقرر) ہے اور (بعد والی (زندگی) میں بھی۔ اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں (ہو سکتی) یہی (وہ کامیابی ہے جو بڑی) عظیم الشان کامیابی (کہلا سکتی) ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًاؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۶﴾

اور (چاہیئے کہ) ان کی (کوئی مخالفانہ) بات تمھیں غمگین نہ کرنے پائے (کیونکہ غلبہ کلّی اللہ کو حاصل ہے (اور) وہ خوب سُننے والا (اور) خوب جاننے والا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِؕ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَؕ اِنْ

سنو! (مخلوق کا) جو (فرد بھی) آسمانوں کے اندر (پایا جاتا) اور زمین میں (موجود) ہے (ہر ایک) اللہ ہی کا ہے اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسری چیزوں کو پکارتے ہیں وہ (دراصل خدا کے) شریکوں کی پیروی نہیں کرتے (بلکہ حق یہ ہے کہ) وہ صرف (اپنے) وہم کی پیروی کرتے ہیں

يَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٧﴾

اور وہ صرف تخمینوں (اور ڈھکوسلوں) سے کام لیتے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٨﴾

وہ (لاشریک ہستی) ہی ہے جس نے تمھارے لیے رات کو اس لیے (تاریک) بنایا ہے کہ تم اس میں آرام پاؤ۔ اور (اس کے بالمقابل) دن کو (کام کاج کے لیے) روشن (بنایا ہے) جو لوگ (حق بات کو) سنتے (اور اس سے فائدہ اٹھاتے) ہیں اُن کے لیے اس (نظام) میں یقیناً کئی ایک نشان ہیں

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾

(اور) انھوں نے (تو یہاں تک) کہہ دیا ہے (کہ) اللہ نے (بھی اپنے لیے) اولاد اختیار کی ہے (حالانکہ ہم تو اُسے) اس بات سے پاک قرار دیتے ہیں۔ وہ نہایت (ہی) بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں (پایا جاتا) ہے اور جو کچھ زمین میں (موجود) ہے (سب) اسی کا ہے۔ اس (دعوی) کا (جو تم کرتے ہو) تمھارے پاس کوئی بھی ثبوت نہیں ہے (پھر) کیا تم اللہ کی طرف وہ (بات) منسوب کرتے ہو جس کی بابت تم (کچھ بھی) علم نہیں رکھتے۔

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ ﴿٧٠﴾

تو (اُن سے) کہہ (کہ) جو (لوگ) اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧١﴾

دنیا میں (اُن کا حصّہ صرف چند روز کے لیے) نفع اٹھانا ہے پھر انھیں ہماری طرف لوٹنا ہوگا۔ پھر اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے (چلے جاتے) ہیں ہم انھیں سخت عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧٢﴾

اور تو انھیں نوح کا حال (بھی) سنا کیونکہ اس نے (بھی) اپنی قوم سے کہا تھا (کہ) اے میری قوم! اگر تمھیں میرا (خداداد) مرتبہ اور اللہ کے نشانوں کے ذریعہ سے تمھیں[2] (تمھارا فرض) یاد دلانا ناگوار (گذرتا) ہے تو یاد رکھو کہ صرف اللہ کی ذات پر میں بھروسا رکھتا ہوں تم اپنے تجویز کردہ شریکوں سمیت اپنی بات (کے متعلق سب نخبتگی کے سامانوں) کو جمع کر لو (اور) نیز چاہیئے کہ تمھاری بات تم پر (کسی پہلو سے) مشتبہ نہ رہے پھر اُسے مجھ پر نافذ کر دو اور مجھے (کوئی موقعہ اور) مہلت نہ دو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٣﴾

پھر بھی اگر تم پھر جاؤ تو اس میں میرا کوئی نقصان نہیں (بلکہ تمھارا ہی ہے) کیونکہ میں نے تم سے (اس کے بدلہ میں) کوئی اجر نہیں مانگا۔ میرا اجر اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں (اس کے) کامل فرمانبرداروں میں سے بنوں۔[1]

فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اس پر بھی انھوں نے اسے جھٹلا دیا۔ تب ہم نے اُسے اور (نیز) انھیں جو کشتی میں اس کے ساتھ (سوار) تھے بچا لیا۔ اور انھیں ہم نے پہلے لوگوں کا جانشین

---

[1] یعنی مسلمان۔

[2] قرآن مجید میں ضمیر متکلم بھی ہے۔ مگر اردو میں اس کے ترجمہ کے بغیر ترجمہ صحیح رہتا ہے اس لیے اُسے چھوڑ دیا گیا ہے۔

بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٤﴾

بنا دیا اور جن لوگوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا (تھا) انھیں ہم نے غرق کر دیا سو دیکھو (کہ) جن لوگوں کو (اس عذاب سے) آگاہ کر دیا گیا تھا اُن کا انجام کیسا ہُوا ؟

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٥﴾

پھر اس کے بعد ہم نے (اور بھی کئی) رسول اپنی (اپنی) قوم کی طرف بھیجے اور وہ اُن کے پاس روشن نشانات لے کر آئے تو وہ (لوگ) اس سبب سے کہ (اس سے پہلے) اس (صداقت) کو جھٹلا چکے تھے (اس پر) ایمان نہ لائے۔ ہم حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر اسی طرح مہر لگایا کرتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٦﴾

پھر اُن کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنے نشان دے کر فرعون اور اس کی قوم کے بڑے لوگوں کی طرف بھیجا، تو انھوں نے تکبر اختیار کیا اور وہ (پہلے ہی سے) ایک مجرم قوم تھے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٧﴾

پھر جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق آیا تو انھوں نے کہہ دیا (کہ) یہ ضرور ہی ایک (تعلقات کو) کاٹ دینے والا فریب ہے۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿٧٨﴾

(اس پر) موسیٰ نے اُن سے کہا (کہ) کیا تم حق کی نسبت (ایسا) کہتے ہو اور وہ بھی (اس وقت) جبکہ وہ تمھارے پاس آگیا ہے کیا یہ فریب (ہو سکتا) ہے ؟ حالانکہ فریب دینے والے کامیاب نہیں ہوتے۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٩﴾

انھوں نے کہا، کیا تو (اس لیے) ہمارے پاس آیا ہے کہ جس بات پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اس سے ہمیں ہٹا دے اور تم دونوں کو ملک میں بڑائی حاصل ہو جائے اور ہم تو تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِىْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٨٠﴾

اور فرعون نے (اپنے لوگوں سے) کہا (کہ) تم میرے پاس (ملک بھر کے) ہر ایک کامل واقفیت رکھنے والے ساحر کو لے آؤ۔

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨١﴾

پس جب ساحر (لوگ) آئے تو موسیٰ نے انھیں کہا (کہ) جو کچھ تم نے ڈالنا ہے ڈالو۔

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٢﴾

اس پر جب انھوں نے (جو کچھ ڈالنا تھا) ڈال دیا۔ تو موسیٰ نے کہا (کہ) جو کچھ تم لوگوں نے پیش کیا ہے (پورا) پورا فریب ہے۔ (اور) اللہ ضرور اسے مٹا دے گا۔ اللہ مفسدوں کی کارروائیوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا[1]۔

---

[1] ہم نے لَا یُصْلِحُ کا ترجمہ "کامیاب نہیں ہونے دیتا" اس لیے کیا ہے کہ یُصْلِحُ کے معنے اصلاح کرنے کے ہوتے ہیں اور جب کسی کام کی اصلاح ہو جائے تو اس کا نتیجہ صحیح نکل آتا ہے اور انسان کامیاب ہو جاتا ہے۔

وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو قائم کرتا ہے گو مجرم (لوگ اس بات کو) ناپسند ہی کریں۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

پھر (بھی) اس کی قوم کے چند نوجوان ہی اس پر ایمان لائے باقی لوگوں نے فرعون (کے ڈر سے) اور اپنی قوم کے بڑے لوگوں کے خوف سے کہ وہ انھیں کسی مصیبت میں (نہ) ڈال دے موسیٰ کی فرمانبرداری (اختیار) نہ کی اور فرعون یقینی طور پر خودسری کرنے والا تھا اور حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔

وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور موسیٰ نے (اپنی قوم سے) کہا (کہ) اے میری قوم! اگر یہ بات (درست) ہے کہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اگر (اس کے ساتھ تم (اس کے) سچے فرمانبردار (بھی) ہو تو اسی پر بھروسا کرو۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾

اس پر انھوں نے کہا (کہ) ہم اللہ پر ہی بھروسا رکھتے ہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں (ان) ظالم لوگوں کے لیے فتنہ (کا موجب) نہ بنا۔

وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں (کے ظلم) سے بچا لے۔

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم مصر میں چند مکانوں (کی جگہ) کو اپنی قوم کے (رہنے کے) لیے مخصوص کر دو۔ اور تم سب لوگ اپنے (اپنے) گھر آمنے سامنے بناؤ اور (ان میں) عمدگی سے نماز ادا (کیا) کرو۔ اور (یہ وحی بھی کی کہ اے موسیٰ!) تو مومنوں کو (کامیابی کی) بشارت دے۔

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

اور موسیٰ نے کہا (کہ) اے ہمارے ربّ! تُو نے فرعون (کو) اور اس کی قوم کے بڑے لوگوں کو (اس) ورلی زندگی میں زینت (کے سامان) اور اموال دے رکھے ہیں مگر اے ہمارے ربّ! (نتیجہ یہ نکل رہا ہے[1] کہ وہ تیرے رستہ سے (لوگوں کو) برگشتہ کر رہے ہیں۔ پس اے ہمارے ربّ! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں پر بھی سزا نازل کر جس کا نتیجہ نکلے کہ جب تک وہ دردناک عذاب دیکھ لیں ایمان نہ لائیں[2]۔

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

(اس پر اللہ نے) فرمایا، تمھاری دعا قبول کر لی گئی۔ پس تم دونوں ثابت قدمی دکھاؤ۔ اور جو لوگ علم نہیں رکھتے اُن کے راہ کی پیروی ہرگز نہ کرو۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے (پار) گذارا، تو فرعون اور اس کی فوج نے سرکشی

---

[1] یہاں لام عاقبت ہے یعنی یہ پہلی بات کا نتیجہ ہے۔

[2] اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ زبردستی لوگوں پر عذاب نازل کرتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ گمراہی میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ اب ایمان لانے میں ان کی الٰہی امداد نہیں ہونی چاہیئے۔ ہاں عذابوں کو دیکھ کر آپ ہی توبہ کرلیں تو کرلیں۔

وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۱﴾

اور ظلم (کی راہ) سے اُن کا پیچھا کیا۔ حتّٰی کہ جب غرق ہونے کی آفت نے اُسے اور اس کی فوج کو آپکڑا تو اس نے کہا کہ مَیں ایمان لاتا ہوں کہ جس (مقتدر ہستی) پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اس کے سوا کوئی بھی معبود نہیں ہے اور مَیں (سچّی) فرمانبرداری اختیار کرنے والوں میں سے (ہوتا) ہوں۔

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۲﴾

(ہم نے کہا) کیا (تو) اب (ایمان لاتا ہے) حالانکہ پہلے تُو نے نافرمانی کی۔ اور تُو مفسدوں میں سے تھا۔

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

پس اب ہم تیرے بدن (کے بقا) کے ذریعہ سے تجھے (ایک جزوی) نجات دیتے ہیں[1] تاکہ جو لوگ تیرے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لیے تُو ایک نشان ہو اور لوگوں میں سے بہت سے افراد ہمارے نشانوں سے بلاشبہ بے خبر ہیں۔

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۴﴾

اور ہم نے بلاشک وشبہ بنی اسرائیل کو ظاہری اور باطنی (ہر قسم کی) خوبی والی جگہ دی تھی اور (ہر قسم کی) پسندیدہ چیزیں (بھی) انھیں دی تھیں۔ پھر اُس[2] وقت تک کہ ان کے پاس صحیح علم آگیا۔ انھوں نے (کسی امر میں) اختلاف نہ کیا تیرا ربّ اُن کے درمیان اس امر کے بارہ میں جس میں وہ اب اختلاف[3] کررہے ہیں، یقیناً قیامت کے دن فیصلہ کردے گا۔

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۵﴾

پھر اگر تو (اے قرآن کے پڑھنے[4] والے) اس (کلام) کی وجہ سے جو ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے کسی شک (وشبہ) میں (مبتلا) ہے تو تُو ان لوگوں سے جو تجھ سے پہلے اس کتاب کو پڑھ رہے ہیں دریافت کر۔ اور تجھے معلوم ہو کہ (بلاشک وشبہ (ایک) کامل صداقت تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف آئی ہے پس تُو شک کرنے والوں میں سے نہ بن۔

---

[1] قرآن مجید کی صداقت اس آیت کے ذریعہ سے اب تک ثابت ہورہی ہے۔ کیونکہ فرعونِ موسٰی کی لاش سمندر میں غرق ہونے کے بعد بچ کر آج تک محفوظ رکھی گئی ہے اور اب بھی مصر کے عجائب خانہ میں موجود ہے۔

[2] یعنی جب بھی ان کے پاس رسول آئے انھوں نے اختلاف کیا۔ رسولوں کی تعلیم سے پہلے روایتی ایمان دکھاتے رہے۔

[3] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف ہی سب سے بڑا اختلاف تھا۔ اس کا فیصلہ قیامت کے دن ضرور ہوگا۔

[4] یہ خطاب قرآن مجید کے پڑھنے والوں کے لیے ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ کیونکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق آپ سب شبہات سے بالا ہیں۔ آپ کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے کہ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام ع ۲۰)

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٥﴾

اور تُو اُن (لوگوں) میں سے ہرگز نہ بن جنھوں نے اللہ کے نشانوں کو جھٹلا دیا ہے ورنہ تو نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٩٦﴾

جن لوگوں کے متعلق تیرے ربّ (کی طرف سے ہلاکت) کی خبر آچکی ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٩٧﴾

اور اگر ان کے پاس ہر قسم کے نشان بھی آجائیں تب بھی وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٩٨﴾

اور کیوں یُونس کی قوم کے سوا کوئی (اور ایسی) بستی نہ ہوئی جو (سب کی سب) ایمان لاتی اور اس کا ایمان لانا اُسے نفع دیتا۔ جب وہ (یعنی یونس کی قوم کے لوگ) ایمان لائے تو ہم نے اُن (پر) سے اس ورلی زندگی میں (بھی) رسوائی کا عذاب دُور کر دیا اور انھیں ایک وقت تک (ہر طرح کا) سامان عطا کیا۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٩٩﴾

اور اگر اللہ (ہدایت کے معاملہ میں) اپنی (ہی) مشیّت کو نافذ کرتا تو (جس قدر) لوگ زمین پر موجود ہیں وہ سب کے سب ایمان لے آتے (پس جب خدا بھی مجبور نہیں کرتا) تو کیا تُو لوگوں کو (اتنا) مجبور کرے گا کہ وہ مومن بن جائیں۔

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾

اور اللہ کے دیئے ہوئے اذن کے سوا کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ ایمان لائے اور وہ اپنا غضب اُن لوگوں پر نازل کرتا ہے جو عقل رکھتے ہوئے اس سے کام نہیں لیتے۔

قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾

تُو اُنھیں (کہہ (کہ) دیکھو (تو) آسمانوں اور زمین میں کیا (ہو رہا) ہے اور کسی قسم کے نشانات (بھی) خواہ امن کے ہوں خواہ ڈرانے والی خبریں ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتیں جو ایمان نہ لانے پر مُصر ہوں۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾

پھر کیا جو لوگ اُن سے پہلے گزر چکے ہیں وہ اُن کے ایّام کے مشابہ ایّام کے سوا کسی (اور) چیز کا انتظار کر رہے ہیں؟ تو اُن سے کہہ (کہ اگر تمھارا گروہی نمونہ دیکھنا ہے تو) پھر تم (لوگ کچھ) انتظار کرو، میں (بھی) یقیناً تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

اور (جب عذاب آجائے گا تو اُس وقت ہم اپنے رسولوں کو) اور جو لوگ اُن پر ایمان لائے ہیں اُن کو بچا لیں گے اسی طرح ہمارے ذمہ (خود) اپنا قائم کیا ہُوا ایک حق ہے کہ ہم مومنوں کو ضرور بچا لیا کرتے ہیں۔

ع ١١ / ١٥

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾

تو کہہ کہ اے لوگو! اگر تم میرے دین کے متعلق کسی قسم کے شک (و شبہ) میں ہو تو (سُن لو کہ) اللہ کے سوا جن (معبودوں) کی تم پرستش کرتے ہو میں اُن کی پرستش نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی پرستش کرتا ہوں جو تم کو وفات دیگا۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے بنوں۔

وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٦﴾

اور (اس فرمان کے پہنچانے کا بھی حکم دیا گیا ہے) کہ (اے مخاطب) تُو ہر کجی سے پاک ہوتے ہوئے اپنی توجّہ کو ہمیشہ کے واسطے دین کے لیے (وقف) کر دے اور تو مشرکوں میں سے ہرگز نہ بن۔

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾

اور تو اللہ کے سوا کسی چیز کو جو تجھے نہ (کوئی) نفع پہنچاتی ہے اور نہ (کوئی) نقصان پہنچاتی ہے نہ پکار۔ اور اگر تُو نے (ایسا) کیا تو اس صورت میں تُو یقیناً ظالموں میں شمار ہوگا۔

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٨﴾

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اُسے دُور کرنے والا نہیں (ہو سکتا) اور اگر وہ تیرے لیے کوئی بہتری چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا (بھی قطعاً) کوئی نہیں (ہو سکتا) وہ اپنے بندوں میں سے جسے پسند کرتا ہے اسے اپنا فضل پہنچا دیتا ہے اور وہ بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ ﴿١٠٩﴾

تو (اُن سے) کہہ (کہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق آ گیا ہے پس (اب) جو کوئی (اس کی بتائی ہوئی) ہدایت کو اختیار کرے تو وہ اپنی جان ہی (کے فائدہ) کے لیے ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔ اور جو اس راہ سے بھٹک جائے تو اس کا بھٹکنا (بھی) اس کی جان پر ہی (ایک وبال) ہوگا۔ اور میں تمہارا کوئی ذمہ وار نہیں ہوں۔

وَ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ اصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١١٠﴾

اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے تو اس کی پیروی کر اور صبر سے کام لے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ صادر کر دے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّعَشَرَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ہود۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو چوبیس[۱۲۴] آیتیں ہیں اور دس رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ②

میں[۱] اللہ دیکھنے والا ہوں۔ (یہ) ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیات کو مُحکم کیا گیا ہے، اور نیز انہیں کھول کر بیان کیا گیا ہے (اور یہ) حکیم اور خبیر (ہستی) کی طرف سے ہے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ③

(اور) اس تعلیم پر مشتمل ہے کہ تم اللہ کے سوا (کسی) کی عبادت نہ کرو۔ اور یہ کہ تم اپنے رب سے بخشش مانگو (اور) اس کی طرف (سچا) رجوع کرو (تب)

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ④

وہ تمہیں ایک مقررہ میعاد تک اچھی طرح سے سامان عطا کرے گا۔ اور نیز ہر ایک فضیلت والے (شخص) کو اپنا فضل عطا کرے گا اور اگر تم پھر جاؤ گے تو میں یقیناً تم پر ایک بڑے (ہولناک) دن کے عذاب (کے آنے) سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے بلاشک و شبہ تمہارے لیے ہوشیار کرنے والا اور[۲] اہم خبریں دینے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑤

اللہ کی طرف تم (سب) کو واپس لوٹنا ہے اور وہ ہر چیز پر کامل طور پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥

سُنو! وہ یقیناً اپنے سینوں کو اس لیے موڑتے رہتے ہیں کہ اُس[۳] سے چُھپے رہیں۔ سُنو! جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں (تو اس وقت بھی) جو کچھ وہ چُھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اُسے وہ جانتا (ہوتا) ہے۔ وہ یقیناً سینوں کی باتوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

---

۱ تفصیل کے لیے دیکھیں سورۃ یونس آیت ۲۔ نوٹ ۱ ۔

۲ بشارت کے معنے اُردو زبان میں خوشخبری کے ہوتے ہیں۔ لیکن عربی زبان میں اس کے معنے اہم خبر کے ہوتے ہیں خواہ وہ انذار کے متعلق ہو۔

۳ یعنی اللہ تعالیٰ سے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۷

اور زمین میں ایسا کوئی بھی جاندار نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ وہ اُس[1] کی عارضی[2] رہائش کی جگہ کو اور اس کی مستقل رہائش کی جگہ کو جانتا[3] ہے (یہ) سب (کچھ) ایک واضح کر دینے والی کتاب میں (موجود) ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۸

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے تاکہ وہ تمہارا امتحان کرے (کہ) تم میں سے کس کے عمل زیادہ اچھے ہیں۔ اور اس کا عرش[4] پانی پر ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ اگر تو (اُن سے) کہے (کہ) تم مرنے کے بعد ضرور اُٹھائے جاؤ گے تو جن لوگوں نے انکار کیا ہے (قسمیں کھا کھا کر) کہیں گے (کہ) یہ (دعوے) صرف ایک دھوکا ہے۔

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۹ ع

اور یہ (بھی) قطعی امر ہے کہ اگر ہم اس عذاب کو ایک اندازہ کی ہوئی مدت تک اُن سے پیچھے ہٹائے رکھیں تو وہ ضرور کہیں گے (کہ) کونسی بات اسے روک رہی ہے سنو! جس وقت وہ اُن پر آئے گا تو اُن سے ہٹایا نہیں جائے گا اور جس عذاب پر وہ ہنسی کرتے تھے وہ انھیں گھیرے گا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۱۰

اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے (کسی قسم کی) رحمت (کا مزا) چکھائیں (اور) پھر ہم اس سے اُسے ہٹالیں تو وہ بہت ہی نا اُمید (اور) منکرِ احسان ہو جاتا ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝۱۱ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۱۲

اور اگر ہم کسی مصیبت کے بعد جو اُسے پہنچی ہو اُسے کسی (بڑی) نعمت (کا مزہ) چکھائیں تو سوائے اُن لوگوں کے جو صبر اختیار کریں اور نیک اعمال کریں وہ کہنے لگتا ہے کہ (اب) میری (سب) تکلیفیں مجھ سے دور ہو گئی ہیں۔ یقیناً وہ بہت ہی اترانے والا (اور) بہت ہی فخر کرنے والا ہے یہی (صابر لوگ) ہیں جن کے لیے بخشش اور (بہت) بڑا اجر (مقدر) ہے۔

---

[1] یعنی ہر جاندار کی۔

[2] مستقر اور مستودع کی تشریح کے لیے دیکھیں سورۃ انعام نوٹ ۱۰ آیت ۹۹۔

[3] عربی میں یَعْلَمُ کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں "جانتا ہے"۔ لیکن اُردو میں اس قسم کی عبارت اس طرح ہوتی ہے کہ "جانتا نہ ہو"۔ اس لیے گو ترجمہ ہم نے جانتا ہے لکھا ہے مگر اُردو کے لحاظ سے یوں سمجھنا چاہیئے کہ جانتا نہ ہو۔

[4] عرش سے مراد حکومت یا اس کا اصول ہوتا ہے اور پانی کا لفظ قرآن کریم میں وحی کے لیے بولا جاتا ہے۔ پس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کا اصولِ حکومت وحی کے ذریعہ اپنے احکام جاری کرنا ہے۔ نہ یہ کہ مادی پانی پر اس کا کوئی مادی عرش یا تخت رکھا ہوا ہے۔ اس کی نسبت تو آتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ یعنی کوئی چیز بھی اس کے مشابہ نہیں۔ پس مادیات پر اس کا قیاس کرنا درست نہیں۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰىٓ اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ۝۱۳

پس شاید[1] (کفار تجھ سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ) تو اس (کلام) کا جو تجھ پر وحی کیا جاتا ہے کچھ حصہ (لوگوں کو پہنچانے کی بجائے) چھوڑ دینے پر تیار ہو جائے (مگر ایسا کبھی نہیں ہو سکتا) اور (وہ یہ بھی توقع کر رہے ہیں کہ) اُن کے اس اعتراض کی وجہ سے کہ اس پر کیوں کوئی خزانہ نہیں اُترا یا اس پر کوئی فرشتہ نہیں آیا تیرا دل تنگ ہو جائے تو صرف (ہوشیار اور) آگاہ کرنے والا ہے اور اللہ ہر بات کا کارساز ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۱۴

کیا وہ کہتے ہیں (کہ) اس نے اس کتاب کو اپنے پاس سے بنا لیا ہے تو (انھیں) کہہ اگر تم (اس بیان میں) سچے ہو تو تم بھی اس جیسی دس سورتیں[2] اپنے پاس سے بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس (کو بھی اپنی مدد کے لیے لانے) کی تمھیں طاقت ہو اُسے بُلا لو۔

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۵

پس اگر وہ تمھاری (یہ) بات قبول نہ کریں۔ تو جان لو کہ جو (کلام) تم پر اُتارا گیا ہے اللہ کے (خاص) علم پر مشتمل ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی (ہستی) بھی پرستش کے لائق نہیں پس کیا تم کامل فرمانبردار بنو گے (یا نہیں)؟

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝۱۶

جو (لوگ اس) ورلی زندگی (کے سامان) اور اس کی زینت کو (اپنا) مقصود بنائیں گے انھیں ہم ان کے اعمال (کے پھل) اسی زندگی میں پورے پورے دے دیں گے اور انھیں اس میں سے کم نہیں دیا جائے گا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۷

یہی وہ (لوگ) ہیں جن کے لیے آخرت میں (دوزخ کی) آگ کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا اور جو کچھ انھوں نے اس (ورلی زندگی) کی خاطر کیا ہو گا وہ اُس[3] میں بالکل بے سود ہو جائے گا۔ اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہوں گے وہ تباہ ہو جائے گا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ

پس کیا وہ[4] (شخص) جو اپنے ربّ کی طرف سے ایک روشن دلیل پر (قائم) ہے اور جس کے پیچھے بھی اُس[5] کی طرف سے ایک گواہ آئے گا[6] (جو اس کا فرمانبردار ہو گا) اور

---

[1] قرآن مجید میں لَعَلَّ کا لفظ ہے اور لغت نے لَعَلَّ کے یہ معنے دیئے ہیں کہ متکلم اپنے مقابل کے متعلق دلی خواہش کے اظہار کے لیے کبھی یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔ اس لیے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ شاید کفار تجھ سے اب یہ توقع رکھتے ہیں کہ تو قرآن کا کچھ حصّہ چھپا دے جو توقع صرف ان کا وہم ہے عملاً ناممکن ہے۔

[2] اس کی تشریح کے لیے دیکھو تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۱۔

[3] یعنی آخرت کی زندگی میں۔

[4] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[5] یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

[6] یعنی اس کی اُمّت میں سے بھی ایک مامور پیدا ہو گا۔ جو اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس کی تصدیق کرے گا۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین گواہ حاصل ہیں۔ ایک تو خود دلائل رکھتا ہے۔ دوسرے اس کی اُمّت میں سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو اس کی سچائی کی گواہی دیں گے۔ تیسرے اس سے پہلے بھی حضرت موسیٰؑ کی کتاب اس کی سچائی پر گواہی دے رہی ہے۔ اتنی گواہیاں کسی اور نبی کو میسّر نہیں۔

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸﴾

اس سے پہلے بھی موسیٰ کی کتاب (آچکی) ہے (جو اس کی تائید کر رہی تھی اور) جو اس کے کلام سے پہلے) لوگوں کے لیے امام اور رحمت تھی (ایک جھوٹے مدعی جیسا ہو سکتا ہے) وہ (یعنی موسیٰ کے سچے پیرو) اس پر (ایک دن ضرور) ایمان لے آئیں گے۔ اور ان مخالف گروہوں میں سے جو کوئی انکار کرتا رہے گا، دوزخ اس کا موعودہ ٹھکانا ہے۔ پس (اے مخاطب) تو اس کے متعلق کسی (قسم کے) شک میں نہ پڑ۔ وہ یقیناً حق ہے (اور) تیرے رب کی طرف سے (ہے) لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور اس سے زیادہ کون ظالم (ہو سکتا) ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ اپنے ربّ کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور تمام گواہ کہیں گے (کہ) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ربّ پر جھوٹ باندھا سنو! ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ (کی طرف پہنچنے) کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہی لوگ پیچھے آنے والی (گھڑی) کے (سب سے بڑے) منکر ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

یہ (لوگ) ملک میں (الٰہی سلسلوں کو) کمزور نہیں کر سکتے اور نہ (ہی) اللہ کو چھوڑ کر ان کا کوئی دوست[1] ہوتا ہے۔ ان کو دوہرا عذاب دیا جاتا ہے (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی) نہ وہ (کچھ) سُن سکتے ہیں۔ اور نہ (کچھ) دیکھ سکتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۲﴾

یہی (لوگ) ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا اور جس (مدعا) کے لیے وہ (اللہ پر) جھوٹ باندھتے تھے وہ ان (کے ہاتھ) سے جاتا رہے گا۔

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۳﴾

یہ قطعی (بات) ہے کہ آخرت میں وہی (سب سے) زیادہ گھاٹا پانے والے ہوں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک (اور مناسب حال) عمل کیے، اور اپنے ربّ کی طرف جُھک گئے وہ لازماً بہشت (میں رہنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

---

[1] عربی میں دوست کا لفظ جمع ہے مگر اُردو میں ایسے موقع پر مفرد استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ہم نے "دوست ہوتا ہے" استعمال کیا ہے۔

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمٰى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۴﴾

ان[۱] دونوں گروہوں کی حالت ایک اندھے اور بہرے اور آنکھوں والے اور خوب سننے والے کی (حالت کی) طرح ہے۔ کیا ان (دونوں) کی حالت برابر ہو سکتی ہے؟ کیا پھر (بھی) تم نہیں سمجھتے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۲۵﴾

اور ہم نے ہی نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا جس پر اس نے انھیں کہا تھا) کہ خوب سن لو کہ میں تمھاری طرف کھول کھول کر آگاہ (اور ہوشیار کرنے والا (بنا کر بھیجا گیا) ہوں۔

أَن لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿۲۶﴾

(اس پیغام کے ساتھ) کہ تم اللہ کے سوا (کسی ہستی) کی پرستش نہ کرو۔ میں یقیناً تم پر ایک (بڑے) تکلیف (دینے) والے دن کے عذاب (کے آنے) سے ڈرتا ہوں۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كَاذِبِينَ ﴿۲۷﴾

اس پر اُن بڑے لوگوں نے جنھوں نے اُس کی قوم میں سے (اُس کا) انکار کیا تھا (اُسے) کہا (کہ) ہم تجھے اپنے جیسے ایک آدمی کے سوا (کچھ) نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہم (یہ) دیکھتے ہیں کہ سوائے ان لوگوں کے جو سرسری نظر میں ہم میں سے حقیر ترین نظر آتے ہیں کسی نے تیری پیروی (اختیار) کی ہو۔ اور ہم اپنے اوپر تمھاری (کسی قسم کی) کوئی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تم جھوٹے ہو۔

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي رَحْمَةً مِّنْ عِندِهِ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ أَنُلْزِمُكُمُوهَا وَأَنتُمْ لَهَا كَارِهُونَ ﴿۲۸﴾

اس نے کہا اے میری قوم! (ذرا) بتاؤ (تو سہی کہ) اگر (ثابت ہو جائے کہ) میں (اپنے دعویٰ کی بنا) اپنے رب کی طرف سے (عطا شدہ) کسی کھلے نشان پر (رکھتا) ہوں اور اس نے اپنے حضور سے مجھے اپنی ایک بہت بڑی رحمت عطا کی ہے اور وہ تم پر مشتبہ رہی ہے (تو تمھارا کیا حال ہوگا؟) کیا ہم اس (روشن نشان) کو تم سے جبراً منوالیں[۲] گے خواہ تم اُسے ناپسند ہی کرتے ہو۔

وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿۲۹﴾

اور اے میری قوم! میں اس کی بابت تم سے کوئی مال نہیں مانگتا۔ میرا اجر اللہ کے سوا (اور کسی پر) نہیں اور میں ان لوگوں کو جو (مجھ پر) ایمان لائے ہیں ہرگز نہیں دھتکاروں گا وہ (تو) اپنے رب سے ملنے کا شرف پانے والے ہیں لیکن ان کو ذلیل سمجھنا مجھ پر یہ روشن کر دیتا ہے کہ تم جاہل لوگ ہو۔

---

[۱] قرآن مجید میں اندھے اور بہرے اور بینا اور سننے والے کے الفاظ اکٹھے بیان ہوئے ہیں۔ مگر اُردو میں اندھے کے مقابلہ میں بینا آتا ہے اور بہرے کے مقابلہ میں سننے والا۔ اس لیے ہم نے اُردو محاورہ کے مطابق عبارت کو آگے پیچھے کر دیا ہے۔ جو عربی کے قاعدہ لف ونشر مرتب کے مطابق ہے۔

[۲] یعنی جبراً دین منوانا نبیوں کی سنت نہیں۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِىْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور اے میری قوم! اگر مَیں ان کو رَدّ کردوں تو (اس فعل پر) اللہ کی طرف سے (آنے والی سزا سے مجھے بچانے کے لیے) کون میری مدد کرے گا۔ کیا تم (پھر بھی) نہیں سمجھتے۔

وَلَاۤ اَقُوْلُ لَـكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِىْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ ۖۚ اِنِّىْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور مَیں تم سے (یہ) نہیں کہتا (کہ) اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور نہ یہ کہ مَیں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ مَیں (یہ) کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں۔ اور نہ مَیں ان (لوگوں) کے متعلق جنھیں تمھاری آنکھیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں (یہ) کہتا ہوں (کہ) اللہ انھیں (کبھی) کوئی بھلائی نصیب نہیں کریگا جو کچھ ان کے نفسوں میں ہے اسے اللہ (ہی سب سے) بہتر جانتا ہے اگر مَیں تمھارا ہم زبان ہو جاؤں تو مَیں یقیناً ظالموں میں شامل ہو جاؤں گا۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

انھوں نے کہا (کہ) اے نوح! تُو ہم سے بحث کر چکا ہے، بلکہ خوب بحث کر چکا ہے اب یہی رہ گیا ہے کہ اگر تو راستبازوں میں سے ہے تو جس (عذاب) سے تو ہمیں ڈراتا ہے اسے ہم پر لے آ۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾

اس نے کہا۔ اللہ ہی اگر چاہے گا تو اُسے لائے گا اور تم (اسے اس کے لانے سے) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِىْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَـكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؕ ﴿۳۴﴾

اور اگر مَیں ذاتی طور پر تم سے خلوص (کا تعلّق) رکھنا چاہوں (بھی) تو میرا (تم سے) خلوص رکھنا تمھیں (اللہ کے عذاب سے بچنے کے لیے کوئی) نفع نہیں پہنچائے گا۔ اگر اللہ (یہ) چاہتا ہو کہ تمھیں ہلاک کرے تو وہ تمھارا ربّ ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰٮهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَىَّ اِجْرَامِىْ وَاَنَاۡ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع ۳

کیا وہ کہتے ہیں (کہ) اس نے اس (عذاب کے وعدہ) کو اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے تو انھیں کہہ اگر مَیں نے اسے اپنے پاس سے گھڑ لیا ہے تو میرا یہ خطرناک جرم (ضرور مجھ پر ہی وبال بن کر) پڑے گا اور (تمھارے جرموں کا وبال مجھ پر نہیں ہوگا کیونکہ) جو خطرناک جرم تم کرتے ہو اُن سے مَیں بیزار ہوں۔

وَاُوْحِىَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَٮِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۖۚ ﴿۳۶﴾

اور نوح کی طرف (یہ بھی) وحی کی گئی تھی کہ جو (لوگ) ایمان لا چکے ہیں ان کے سوا تیری قوم میں سے (اب) کوئی (اور شخص تجھ پر) ہرگز ایمان نہیں لائے گا۔ اس لیے جو (کچھ) وہ کر رہے ہیں اس کی وجہ سے تو افسوس نہ کر۔

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور تو ہماری آنکھوں کے (سامنے) اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم (کا شیوہ) اختیار (کیا) ہے ان کے متعلق مجھ سے (کوئی) بات نہ کر وہ ضرور (ہی) غرق کیے جائیں گے۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۗ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۟﴿۳۹﴾

اور وہ (یعنی نوح ہمارے حکم کے مطابق کشتی بناتا چلا جاتا تھا اور جب بھی اس کی قوم میں سے کوئی بڑے لوگوں کی جماعت اس کے پاس سے گذرتی تھی تو وہ اس پر ہنستی تھی (جس پر اس نے اُن سے کہا کہ) اگر آج تم (لوگ ہم پر ہنستے ہو تو (کل) ہم (بھی) تم پر ہنسیں گے جیسا کہ آج تم (ہم پر) ہنستے ہو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾

پھر جلد تمھیں معلوم ہو جائے گا (کہ) وہ کون (سا فریق) ہے جس پر ایسا عذاب آ رہا ہے جو اُسے رسوا کر دے گا اور جس پر مستقل عذاب نازل ہو رہا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۱﴾

یہاں تک کہ جب ہمارا (عذاب کا) حکم[1] آ جائے اور چشمے پھوٹ کر بہ پڑیں (تو ہم کہیں گے کہ ہر ایک قسم کے جانوروں (میں سے) ایک جوڑا یعنی دو (ہم جنس فردوں) کو اور اپنے اہل (و عیال) کو (بھی) سوائے اس (فرد) کے جس (کی ہلاکت) کے متعلق (اس عذاب کے آنے سے) پہلے (ہی) ہمارا (قطعی) فرمان جاری ہو چکا ہے اور نیز ان کو جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اُس میں سوار کرا دے اور اس پر سوائے قلیل تعداد کے کوئی ایمان نہ لایا تھا۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۲﴾

بر حفص بفتح المیم و امالة الراء

چنانچہ (جب طوفان آ گیا تو) اس نے (اپنے ساتھیوں کو) کہا (کہ) اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرایا جانا اللہ کے نام کی برکت سے ہی ہوگا۔ میرا رب یقیناً بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

اور وہ پہاڑوں کی طرح کی (اونچی) موجوں[2] میں انھیں لیے جا رہی تھی اور (اسی اثنا میں) نوح نے اپنے بیٹے کو جبکہ وہ (اس سے علیحدہ) ایک (دور جانب کی طرف چلا گیا تھا پکار (کر کہا کہ) اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۴﴾

اُس نے کہا کہ میں ابھی کسی پہاڑ پر جا ٹھہروں گا اور پناہ لوں گا جو اس پانی سے مجھے بچائے گا۔ اُس نے کہا (کہ) اللہ کے (اس عذاب کے) حکم سے آج کوئی بھی (کسی کو) بچانے والا نہیں (ہو سکتا) سوائے اس کے کہ جس پر وہ (آپ) رحم کرے۔ اور (اسی اثنا میں) پانی کی لہر اُن دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ غرق کیے جانے والوں میں شامل ہو گیا۔

---

[1] یہاں ماضی کا لفظ ہے لیکن پیشگوئیوں میں اکثر قرآن مجید ماضی کے لفظ استعمال کرتا ہے یہ بتانے کے لیے کہ یہ بات ایسی ہی یقینی ہے جیسے کوئی گذری ہوئی چیز یقینی ہوتی ہے۔

[2] عربی میں موج مفرد ہے۔ مگر اُردو میں اس جگہ جمع کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس لیے ہم نے ترجمہ میں موجوں کا لفظ استعمال کیا ہے۔

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اس کے بعد (زمین سے بھی) کہہ دیا گیا (کہ) اے زمین تُو (اب) اپنے پانی کو نگل جا اور (آسمان سے بھی کہ) اے آسمان (اب) تو (برسنے سے) تھم جا۔ اور پانی کو جذب کر دیا گیا اور (یہ) معاملہ ختم کر دیا گیا۔ اور وہ کشتی جودی[1] پر (جا کر) ٹھہر گئی اور کہہ دیا گیا کہ (اے عذاب کے فرشتو!) ظالم لوگوں کے لیے ہلاکت مقدر کر دو۔ ع

وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور نوح نے اپنے ربّ کو پکارا اور کہا اے میرے ربّ! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ (بھی) نہایت سچّا ہے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑھ کر (بہتر اور درست) فیصلہ کرنے والا ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۷﴾

فرمایا اے نوح! وہ تیرے اہل میں سے ہرگز نہیں کیونکہ وہ یقیناً بُرے عمل کرنے والا ہے پس تو مجھ سے ایسی دُعا نہ کر جس کے بارہ میں تجھے (میری طرف سے) علم نہ دیا گیا ہو اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں کی طرح کبھی کام نہ کیجیو۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۸﴾

(نوح نے) کہا، اے میرے ربّ! میں اس بارہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں جس کے متعلق مجھے حقیقی علم حاصل نہ ہو اور اگر تو میری گذشتہ غفلت کو معاف نہ کرے اور رحم نہ کرے تو میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۹﴾

(اس پر اُسے) کہا گیا (کہ) اے نوح! تو ہماری طرف سے (عطا شدہ) سلامتی اور (طرح طرح کی) برکات کے ساتھ جو تجھ پر اور اُن اُمتوں[2] پر جو تیرے ساتھ ہیں (نازل کی گئی ہیں) سفر[3] کر۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جنھیں ہم ضرور (دنیا کا عارضی) سامان عطا کریں گے (مگر) پھر ان پر ہماری طرف سے دردناک عذاب آئے گا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ

یہ[4] (انذاری بیان) غیب کی اہم خبروں میں سے ہے جنھیں ہم تجھ پر وحی (کے ذریعے سے نازل) کرتے ہیں۔ نہ تو ان کو اس سے پہلے جانتا تھا اور نہ تیری قوم (جانتی تھی)

---

[1] جودی: کہتے ہیں ایک پہاڑ کا نام تھا جو موجودہ تحقیق کے مطابق آرمینیا میں ہے۔

[2] معلوم ہُوا کہ نوحؑ کی نبوت کا زمانہ دیر تک چلا گیا تھا۔ اور اس کے زمانہ میں کئی اُمتیں بنیں اور بگڑیں۔

[3] اس جگہ سفر سے مراد کشتی کا سفر نہیں بلکہ نبوت کے زمانہ کا سفر ہے۔

[4] یعنی یہ نوحؑ کا قصّہ بیان نہیں ہو رہا بلکہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر آنے والے عذاب کی خبر دی جا رہی ہے۔

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۰﴾

ع ۴ پس تو صبر سے کام لے (اچھا) انجام یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں کا (ہی) ہوتا ہے ۔

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور عاد کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر بھیجا تھا اور) اس نے انھیں کہا تھا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی بھی معبود نہیں ہے (اس کے شریک مقرر کرنے میں) تم محض افتراء کرنے والے ہو۔

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۲﴾

اے میری قوم! میں اس (کام) کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر اس ہستی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے ۔

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۳﴾

اور اے میری قوم! تم اپنے ربّ سے بخشش مانگو۔ پھر اس کی طرف (کامل) رجوع اختیار کرو جس کے نتیجہ میں وہ تم پر خوب برسنے والا بادل بھیجے گا اور تم کو طاقت کے بعد طاقت بخشے گا اور مجرم بن کر خدا سے منہ نہ پھیرو۔

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۴﴾

انھوں نے کہا، اے ہود! تو ہمارے پاس (اپنے دعویٰ کا) کوئی روشن ثبوت نہیں لایا اور ہم (محض) تیرے کہہ دینے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور نہ ہی ہم تجھ پر ایمان لائیں گے۔

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۗ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۵﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۶﴾

(تیرے متعلق) ہم سوائے اس کے کچھ نہیں کہتے کہ ہمارا کوئی معبود بد ارادوں سے تیرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اس نے کہا میں اللہ کو (اس بات کا) گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ جس کسی کو تم اللہ کا شریک قرار دیتے ہو میں اس سے بیزار ہوں (سو اگر میں غلطی پر ہوں) تو سب مل کر میرے خلاف منصوبہ کرو۔ اور مجھے کوئی ڈھیل نہ دو۔

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ۗ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۗ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۷﴾

میں اللہ پر جو میرا (بھی) ربّ ہے اور تمھارا (بھی) ربّ ہے بھروسہ کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ روئے زمین پر کوئی بھی چلنے والا (جاندار) ایسا نہیں کہ وہ (خدا) اس کی پیشانی کو پکڑے[1] ہوئے نہ ہو۔ میرا رب یقیناً مومنوں کی مدد کرنے کے لیے سیدھی راہ پر کھڑا ہے (اور اپنی طرف آنے والوں کی حفاظت کر رہا ہے)

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۗ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ۗ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۸﴾

پس اگر تم میری طرف سے پیٹھ پھیر لو تو (اس میں میرا کوئی نقصان نہیں کیونکہ) جو (تعلیم) دے کر مجھے تمھاری طرف بھیجا گیا ہے وہ میں نے تمھیں پہنچا دی (ہوئی) ہے اور (اگر تم پیٹھ پھیر لو گے تو) میرا ربّ تمھارے سوا کسی (اور) قوم کو (پہلوں کا) جانشین بنا دیگا اور تم اس کو کچھ (بھی) نقصان نہیں پہنچا سکو گے میرا ربّ یقیناً ہر چیز کا محافظ ہے۔

---

[1] یعنی اس کے قبضہ میں نہ ہو۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٩﴾

اور جب ہمارا (عذاب کے متعلق) حکم آگیا تو (اس وقت) ہم نے ہود کو (بھی) اور جو لوگ اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے اُن کو (بھی) (اُس عذاب سے) اپنی (خاص) رحمت کے ذریعہ سے نجات دی اور ہم نے اُنھیں ایک سخت عذاب سے بچا لیا۔

وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٦٠﴾

اور یہ (مغرور) عاد (ہی تھے) جنھوں نے (دیدہ و دانستہ) اپنے رب کے نشانوں کا انکار کر دیا تھا۔ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی تھی۔ اور ہر ایک سرکش (اور) حق کے دشمن (شخص) کے حکم کی پیروی کرنے لگ پڑے تھے۔

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿٦١﴾ ع

اس[1] دنیا میں (بھی) لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن (بھی) لگا دی جائے گی سنو! عاد نے یقیناً اپنے رب (کے احسانوں) کی ناشکری کی تھی۔ سنو! (ہم عذاب کے فرشتوں سے کہتے ہیں) عاد یعنی قوم ہود کے لیے لعنت مقدر کردو۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿٦٢﴾

اور ثمود کی طرف (ہم نے) اُن کے بھائی صالح کو بھیجا تھا۔ اُس نے (انھیں) کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی بھی معبود نہیں اُسی نے تمھیں زمین سے اٹھایا (اور بلندی بخشی) اور اس میں تمھیں آباد کیا۔ اس لیے تم اُس سے بخشش طلب کرو۔ اور اس کی طرف کامل رجوع اختیار کرو۔ میرا رب یقیناً قریب ہے (اور دعائیں) قبول کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٦٣﴾

انھوں نے کہا۔ اے صالح! اس سے پہلے (تو) تُو ہمارے درمیان (آئندہ کے لیے امید کی جگہ (سمجھا جاتا) تھا (اب) کیا تُو (باوجود اس عقل و دانش کے) ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ ہم ایسی چیز کی عبادت کریں جس کی عبادت ہمارے باپ (دادے) کرتے آئے ہیں۔ اور (سچ) تو یہ ہے کہ جس بات کی طرف تُو ہمیں بلاتا ہے اس کے متعلق ہم ایک بے چین کر دینے والے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ ۣ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٤﴾

اس نے کہا اے میری قوم! بتاؤ! اگر میں (فی الواقعہ اپنے دعویٰ کی بنا) اپنے رب کی طرف سے (عطا شدہ) کسی روشن ثبوت پر (قائم) ہوں۔ اور اس نے مجھے اپنی جناب سے ایک خاص رحمت عطا کی ہے تو (باوجود اس کے) اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کے مقابل پر کون میری مدد کریگا۔ پھر اس وقت تو تم مجھے سوائے تباہی میں ڈالنے کے (اور) کسی بات میں نہیں بڑھاؤ گے۔

---

[1] یہاں واؤ ہے جس کے معنے "اور" کے ہیں مگر اردو اس کے بغیر زیادہ فصیح بنتی ہے اس لیے واؤ کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

وَ يٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۵﴾

اور اے میری قوم! یہ اونٹنی[1] (وہ) ہے جسے اللہ نے تمھارے لیے ایک نشان بنایا ہے اس لیے تم اسے آزاد پھرنے دو، تاکہ یہ اللہ کی زمین میں (چل پھر کر) کھائے (پیئے) اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ ورنہ تمھیں ایک جلد آنے والا عذاب پکڑ لے گا۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۶﴾

اس پر انھوں نے (تلوار سے) اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، جس پر اس نے (ان سے) کہا تم تین روز تک، اپنے گھروں میں (اپنے حاصل شدہ سامانوں سے) فائدہ اٹھالو۔ یہ (وعدہ) ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۷﴾

پھر جب ہمارا حکم آگیا (یعنی عذاب کا) تو ہم نے صالح کو اور اس کے ساتھ جو اس پر ایمان لائے تھے انھیں اپنی خاص رحمت کے ذریعہ ہر بلا سے اور خصوصاً اس دن کی رسوائی سے بچالیا۔ یقیناً تیرا رب ہی (تمام تر) قوت والا اور (غلبہ والا) ہے۔

وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور جنھوں نے ظلم (کا ارتکاب) کیا تھا انھیں اس عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنے اپنے گھروں میں (عذاب کی وجہ سے) زمین سے چمٹے ہوئے[2] ہو گئے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۹﴾

گویا وہ اس (ملک) میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ سنو! ثمود نے اپنے رب (کے احسانوں) کی ناشکری کی تھی۔ سنو! (عذاب کے فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ) ثمود کے لیے لعنت مقدر کر دو۔ ع

وَ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۷۰﴾

اور ہمارے فرستادے یقیناً ابراہیم کے پاس خوشخبری لائے تھے (اور) کہا تھا کہ (ہماری طرف سے آپ کو) سلام[3] ہو۔ اس نے کہا تمھارے لیے بھی ہمیشہ کی سلامتی ہو۔ پھر (وہ) ایک بھنا ہوا بچھڑا جلدی سے لے آیا۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۱﴾

پس جب اس نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس (کھانے) تک نہیں پہنچتے تو اس نے (ان کے) (اس فعل کو) غیر معمولی[4] سمجھا اور (اس فعل) سے خطرہ[5] محسوس کیا۔ (اس پر) انھوں نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر ہمیں تو لوط کی قوم کی طرف بھیجا گیا ہے۔

---

[1] یعنی چونکہ حضرت صالحؑ اسی اونٹنی پر سفر کر کے تبلیغ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسی کو ان کی قوم کے لیے نشان بنا دیا اور فرمایا کہ اس کو ہلاک کرنے کے یہ معنے ہوں گے کہ تم صالحؑ کو تبلیغ سے روکتے ہو جس فعل پر عذاب آنا مقدر ہے۔ [2] جٰثِمِیْنَ کے لیے دیکھیں سورۂ اعراف آیت ۷۹ نوٹ ۱۔

[3] جو آنے والے تھے انھوں نے سَلٰمًا کہا تھا۔ جو جملہ فعلیہ اور عارضی دعا کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے سَلٰمٌ کہا۔ جو جملہ اسمیہ ہے اور مستقل دعا پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں آنے والے لوگوں اور ابراہیمؑ کے ایمان کا درجہ بیان کیا گیا ہے۔

[4] یہاں نَکِرَھُمْ کے الفاظ ہیں جس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کو عجیب الحرکت انسان سمجھا۔ مگر ھُمْ سے پہلے مضاف حذف نکالا جائے تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ ان کے اس فعل کو عجیب سمجھا۔

[5] کہ شاید کوئی بری خبر لائے ہیں۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿٧٢﴾

اور اس کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اس پر وہ بھی گھبرا گئی[1] تب ہم نے اس کی تسلّی کے لیے اس کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٣﴾

اس نے کہا، ہائے میری ذِلّت! کیا میں (بچّہ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہو چکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿٧٤﴾

انھوں نے کہا کیا تُو اللہ کی بات پر تعجّب کرتی ہے، اے اس گھر والو تم پر (تو) اللہ کی رحمت اور اس کی (ہر قسم کی) برکات (نازل ہو رہی) ہیں (پس تمھارے لیے تو یہ بات عجیب نہیں ہونی چاہیئے) وہ[2] یقیناً بہت ہی تعریف والا اور بزرگ شان والا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٥﴾

پس جب ابراہیم سے گھبراہٹ دُور ہو گئی اور اُسے خوشخبری ملی تو (اس وقت) وہ لُوط کی قوم کے متعلّق ہمارے ساتھ جھگڑنے لگا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿٧٦﴾

ابراہیم بہت ہی بُردبار (اور) دردمند (دل رکھنے والا) (اور ہمارے حضور) بار بار جُھکنے والا تھا۔

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿٧٧﴾

(اس پر ہم نے اسے کہا) اے ابراہیم! تُو اس (سفارش) سے رُک جا کیونکہ تیرے ربّ کا (آخری) حکم آ چکا ہے اور ان کفّار کی ایسی حالت ہے کہ اُن پر نہ ٹلنے والا عذاب آ کر رہے گا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِىْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٨﴾

اور جب ہمارے فرستادے لوط کے پاس آئے تو اُن کی وجہ سے اُسے غم[3] ہوا اور اس نے دل میں تنگی محسوس کی اور کہا آج کا دن (بہت) سخت معلوم ہوتا ہے۔

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِىْ هُنَّ

اور اس کی قوم (غصّہ سے) اس کی طرف بھاگتی ہوئی آئی اور (یہ پہلا موقعہ نہ تھا) پہلے (بھی) وہ (لوگ نہایت خطرناک) بدیاں کرتے تھے۔ اس نے کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں[4] (جو تمھارے ہی گھروں میں بیاہی ہوئی) ہیں۔ وہ تمھارے لیے

---

[1] قرآن مجید میں ضَحِکَتْ کے الفاظ ہیں۔ بعض نے اس کے معنے حیض آنے کے کیے ہیں۔ مگر یہ بے جوڑ معنے ہیں۔ ضَحِکَتْ کے معنے عربی میں گھبرا جانے کے بھی ہیں (اقرب) اور یہی معنے ہم نے یہاں کیے ہیں۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ۔

[3] حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور پہلے عراق کے رہنے والے تھے اب جس جگہ وہ رہ رہے تھے وہ فلسطین تھا اور اس میں وہ اجنبی تھے ان کی قوم نے ان کو روکا ہُوا تھا کہ اجانب کو نہ لایا کریں (سورۃ حجر آیت ۷۱) مگر وہ مہمان نوازی کی عادت سے مجبور تھے جب انھوں نے مہمان دیکھے اور سمجھا کہ ان کو گھر لے گیا تو قوم ناراض ہو گی تو اس پر وہ غمگین ہو گئے۔

[4] حضرت لُوط کی دو بیٹیاں اس شہر کے لوگوں میں بیاہی ہوئی تھیں (عہدنامہ قدیم پیدائش باب ۱۹ آیت ۱۵) مسلمان مفسّر اس جگہ غلطی سے یہ معنے کرتے ہیں کہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۹﴾

(اور تمھاری آبرو کے بچانے کے لیے) نہایت پاک (دل اور پاک خیال) ہیں پس تم اللہ کا تقوٰی اختیار کرو اور میرے مہمانوں (کی موجودگی) میں مجھے رُسوا نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی (بھی) سمجھ دار (آدمی) نہیں ہے؟

قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۸۰﴾

اُنھوں نے کہا کہ تُو یقیناً معلوم کر چکا ہے کہ تیری لڑکیوں[1] کے متعلق ہمیں کوئی بھی حق (حاصل) نہیں ہے اور جو (کچھ) ہم چاہتے ہیں اُسے تو جانتا ہے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۱﴾

اس نے کہا کاش مجھے تمھارے مقابلہ میں (کسی قسم کی) قوت (حاصل) ہوتی (تو میں تمھارا مقابلہ کرتا) لیکن اگر یہ نہیں تو یہی صورت باقی ہے کہ مَیں ایک زبردست جائے پناہ کی طرف جھکوں۔[2]

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۲﴾

(اس پر) اُنھوں نے کہا (یعنی مہمانوں نے) کہ اے لُوط! ہم یقیناً تیرے ربّ کے فرستادہ[3] ہیں (اور ہمیں معلوم ہے کہ) وہ تجھ تک ہرگز نہیں پہنچیں گے (ان کی تباہی کا وقت آ چکا ہے) اس لیے تُو رات کے کسی حصّے میں اپنے گھر والوں کو لیکر تیزی سے (یہاں سے) چلا جا اور تم میں سے کوئی (فرد بھی) اِدھر اُدھر نہ دیکھے (اس طرح سے تم محفوظ رہو گے) ہاں تیری بیوی ایسی ہے کہ جو (عذاب) اُن پر آیا (نازل ہوا ہے) وہ اس پر بھی یقیناً آنے والا ہے۔ ان کا مقررہ وقت (آئندہ) صبح ہے (اور) کیا صبح قریب نہیں ہے؟

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۴﴾ ع

پھر جب ہمارا حکم[4] آ گیا تو ہم نے اس (بستی) کے اوپر والے حصّہ کو نیچے والا (حصّہ) بنا دیا اور اُس پر سُوکھی مٹّی کے بنے ہوئے پتھروں کی یکے بعد دیگرے بارش برسائی، جو تیرے ربّ کی تقدیر میں (ان کے لیے ہی) مقدر (اور نامزد) کیے ہوئے تھے۔ اور (ان ظالموں[5] سے بھی) یہ عذاب دُور نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۱) میری لڑکیوں سے اپنی شہوت پوری کرو۔ اور میرے مہمانوں کو نہ چھیڑو۔ یہ ایک نہایت خطرناک خیال ہے اور ایک نبی کی ذات پر حملہ ہے۔ آیت کا مفہوم صاف ہے۔ ان لوگوں کو جیسا کہ قرآن مجید اور بائبل سے ثابت ہے یہ غصّہ تھا کہ لوطؑ اجانب کو کیوں لائے۔ یہ خواہش نہ تھی کہ انھیں اپنی شہوت کا شکار بنائیں اور جیسا کہ بائبل کہتی ہے دو لڑکیاں پہلے سے اُن میں بیاہی ہوئی تھیں ان کی طرف اشارہ کرنا لوطؑ کو بیوقوف بنانا ہے۔ لُوطؑ صرف یہ کہتے ہیں کہ ان لڑکیوں کی موجودگی سے تم سمجھ سکتے ہو کہ مَیں یا میرے مہمان تم سے کوئی غدّاری نہ کریں گے پس خواہ مخواہ گھبراتے کیوں ہو۔

[1] یعنی وہ تو پہلے سے بہو بیٹیاں ہیں۔ ہم نے تو اجنبی مہمانوں پر اعتراض کیا ہے۔ [2] یعنی خدا تعالیٰ سے تمھارے شر سے بچنے کے لیے دعا کروں۔

[3] وہ علاقہ کے اولیاء تھے جن کو خدا تعالیٰ نے لوطؑ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ چونکہ وہ غیر ملک کے ہیں۔ ان لوگوں کی راہنمائی میں علاقہ میں کوئی ٹھکانا پا سکیں اور حیران نہ ہوں۔

[4] یعنی عذاب کے متعلق۔

[5] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ظالموں سے بھی یہ عذاب دُور نہیں۔

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۵﴾

اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو (نبی بنا کر بھیجا) اس نے (انھیں) کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول کو کم نہ کیا کرو۔ میں (اس وقت) یقیناً تمھیں اچھی حالت میں دیکھتا ہوں اور (ساتھ ہی) میں تمھاری نسبت ایک تباہ کن دن کے عذاب سے ڈر رہا ہوں۔

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور اے میری قوم! تم ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور فسادی بن کر زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۷﴾

اگر تم (سچے) مومن ہو تو (یقین جانو کہ) اللہ کا (تمھارے پاس) باقی چھوڑا ہوا (مال ہی) تمھارے لیے بہتر (اور مبارک) ہے اور میں تم پر کوئی محافظ (بنا کر) نہیں (بھیجا گیا۔ صرف ایک ناصح ہوں)

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۸﴾

انھوں نے کہا، اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ جس چیز کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے (آئے) ہیں اُسے ہم چھوڑ دیں یا اس بات کو (ترک کر دیں) کہ اپنے مالوں کے متعلق ہم جو چاہیں کریں (اگر ایسا ہے) تو تو یقیناً بڑا ہی عقلمند [1] (اور) سمجھدار (آدمی)[2] ہے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۹﴾

اس نے کہا، اے میری قوم! (بھلا) بتاؤ (تو سہی) اگر (ثابت ہوا کہ) میں (اپنے دعویٰ کی بنا) اپنے ربّ کی طرف سے (عطا شدہ) کسی روشن دلیل پر (رکھتا) ہوں اور اس نے اپنے حضور سے مجھے اچھا (اور پسندیدہ) رزق دیا ہے (تو کل خدا کے حضور کیا جواب دو گے؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے تمھیں روکوں (اس سے تم رک جاؤ اور خود) میں تمھارے خلاف[2] اسی (بات) کا قصد کروں میں تو سوائے اس (حد تک) اصلاح کے جس کی مجھے طاقت ہے کچھ نہیں چاہتا اور میرا توفیق پانا اللہ ہی (کے فضل اور رحم) سے (وابستہ) ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں بار بار جھکتا ہوں۔

---

[1] یعنی اپنے خیال میں۔

[2] کفار نے سمجھا کہ ہم کو فریب سے روک کر شعیبؑ اپنی تجارت بڑھانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ شعیبؑ نے اس کا وہ جواب دیا جو اس آیت میں مذکور ہے۔

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۹۰﴾

اور اے میری قوم! (دیکھنا کہیں تمہاری) مجھ سے دشمنی تمہیں (اس بات پر) نہ اکسا دے کہ تم (پر) ویسی (ہی) مصیبت (آ) پڑے جیسی کہ نوح کی قوم یا ہود کی قوم یا صالح کی قوم پر مصیبت آئی تھی۔ اور لوط کی قوم (تو) تم سے کچھ (ایسی) دُور[1] (بھی) نہیں ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۱﴾

اور تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو (اور) پھر اس کی طرف کامل رجوع اختیار کرو میرا رب یقیناً بار بار رحم کرنے والا (اور) بہت ہی محبّت کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۲﴾

انھوں نے کہا اے شعیب! جو کچھ تو کہتا ہے اس میں سے بہت سا حصّہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اور ہم تجھے اپنے درمیان ایک کمزور آدمی سمجھتے ہیں اور اگر تیرا گروہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے اور تو (بذاتِ خود) ہماری نظر میں کوئی قابلِ عزّت وجود نہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۳﴾

اس نے کہا اے میری قوم! کیا میرا گروہ اللہ کی نسبت تمہاری نظر میں زیادہ قابلِ عزّت ہے، اور اُسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا ہوا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اسے میرا رب خوب جانتا ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۴﴾

اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر (اپنے) کام کیے جاؤ میں (بھی اپنی جگہ پر) اپنا کام کر رہا ہوں عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون ہے جس پر رسوا کر دینے والا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے (اور کون سچّا) اور تم (بھی اپنے اور میرے انجام کا) انتظار کرو میں بھی یقیناً تمہارے ساتھ (نتیجہ کا) منتظر رہوں گا۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۙ﴿۹۵﴾

اور جب ہمارا حکم (عذاب کے متعلق) آگیا، تو ہم نے شعیب کو اور ان (لوگوں) کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی (خاص) رحمت سے (اس عذاب سے) بچا لیا اور جنھوں نے ظلم (کا شیوہ) اختیار کیا تھا انھیں اس عذاب نے پکڑ لیا اور وہ اپنے (اپنے) گھروں میں زمین سے چمٹے ہوئے تباہ ہو گئے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۶﴾ ع

گویا وہ ان میں کبھی بسے (ہی) نہ تھے سنو! مدین کے لیے بھی (خدا نے) لعنت مقدر کی تھی جیسا کہ ثمود کے لیے (خدا نے) لعنت مقدر کی تھی۔ ع ۱۲/۸

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۹۷﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۸﴾

اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو ہر قسم کے نشان اور روشن دلیل دے کر فرعون اور اس کی قوم کے بڑے لوگوں کی طرف بھیجا تھا لیکن انھوں نے (موسیٰ کو چھوڑ کر) فرعون کے حکم کی پیروی کی اور فرعون کا حکم ہرگز درست نہ تھا۔

---

[1] حضرت شعیب علیہ السلام کا مقام مدین علاقہ لوطؑ سے زیادہ دور نہ تھا۔ بلکہ مصر اور بحیرہ مردار کے درمیان تھا۔

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۹﴾

وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے (آگے) چلے گا اور ان کو (دوزخ کی) آگ میں (جا) اُتارے گا۔ پھر وہ گھاٹ بھی اور اس میں اُترنے والے بھی بُرے ہوں گے۔

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۱۰۰﴾

اور اس دُنیا میں (بھی) ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (لگا دی جائے گی) یہ انعام[1] جو انھیں دیا جانے والا ہے بہت ہی بُرا ہے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۱﴾

یہ (تباہ شدہ) بستیوں کی خبروں میں سے ایک حصّہ ہے ہم اسے تیرے سامنے بیان کرتے ہیں ان میں سے بعض (بستیاں) ابھی تک موجود (کھڑی) ہیں (یعنی ان کے نشان موجود ہیں) اور بعض تباہ شدہ حالت میں ہیں (یعنی اُن کے نشان تک مٹ گئے ہیں)

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۲﴾

اور ہم نے اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا پھر جب تیرے ربّ (کے عذاب) کا حکم آگیا تو اُن کے معبودوں نے جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے انھیں کچھ بھی فائدہ نہ دیا اور سوائے تباہی میں ڈالنے کے انھوں نے (کسی بات میں) انھیں نہ بڑھایا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۳﴾

اور تیرے ربّ کی گرفت جب وہ بستیوں کو اس حالت میں کہ وہ ظلم پر ظلم کر رہی ہوں پکڑتا ہے، اسی طرح (یعنی اتمام حجت کے بعد) ہُوا کرتی ہے۔ اس کی گرفت بڑی ہی دردناک (اور) سخت ہوتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۴﴾

جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو اس کے لیے (خدا کی) اس (گرفت) میں یقیناً ایک (عبرت انگیز) نشان (پایا جاتا) ہے۔ یہ ایک ایسا دن (آنے والا) ہے جس کے لیے لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ ایسا دن ہوگا جسے سب لوگ دیکھیں گے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ؕ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم اسے صرف ایک مقررہ میعاد تک پیچھے ڈال رہے ہیں۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۶﴾

جس وقت وہ آئے گا کوئی شخص اُس کے (یعنی خدائے برتر کے) اذن کے سوا کلام نہیں کر سکے گا۔ پھر اُن میں سے (بعض تو) بدبخت (ثابت) ہوں گے اور (بعض) خوش نصیب ہوں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ

پس جو بدبخت (ثابت) ہوں گے وہ آگ میں (داخل) ہوں گے۔ اس میں (کسی

---

[1] طنز کے طور پر سزا کا نام انعام رکھا ہے۔ کیونکہ کافر دنیا میں یہی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے پاس بھی ہم کو اچھی چیزیں ملیں گی رِفْد کا لفظ عربی میں انعام اور خلعتِ شاہی کے لیے بولا جاتا ہے (اقرب) یہاں موسیٰؑ کی قوم کی سزا کے لیے یہی لفظ بولا گیا ہے اور مراد طنز ہے۔

شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾

وقت تو) اُن کے (درد سے) لمبے سانس نکل رہے) ہوں گے اور (کسی وقت) ہچکی کی حالت کے مشابہ سانس نکل رہے ہوں گے)

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

وہ اس میں اُس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں[1] سوائے اس (عرصہ) کے جو تیرا رب چاہے تیرا رب جو چاہتا ہے اسے کر کے رہتا ہے۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

اور جو خوش نصیب ثابت ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے وہ اس میں اس وقت تک رہتے چلے جائیں گے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم ہیں[2]۔ سوائے اس وقت کے جو تیرا رب چاہے (یہ ایسی) عطا ہے جو (کبھی) کاٹی نہیں جائے گی۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

پس (اے مخاطب) جو عبادت یہ (لوگ) کرتے ہیں اس کے (باطل ہونے کے) متعلق تو کسی شک (اور شبہ) میں نہ پڑ۔ یہ اسی طرح کی عبادت کرتے ہیں جس طرح کی عبادت اُن سے) پہلے ان کے باپ دادے کرتے تھے اور ہم یقیناً انھیں (بھی) اُن کا حصہ پورا پورا دیں گے جس میں سے (ہرگز) کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَ لَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

اور ہم نے (اختلافات مٹانے کے لیے) یقیناً موسیٰ کو (بھی) کتاب (یعنی تورات) دی تھی پھر (کچھ مدت کے بعد) اس کے متعلق (بھی) اختلاف کیا گیا اور اگر وہ (رحمت کے وعدہ والی) بات جو تیرے ربّ کی طرف سے پہلے (سے) نازل ہو چکی ہے (مانع) نہ ہوتی تو ان کے درمیان (کبھی کا) فیصلہ کیا جا چکا ہوتا۔ اور اب تو وہ اس (کتاب یعنی قرآن) کے متعلق (بھی) ایک بے چین کر دینے والے شک میں اٹکے ہوئے ہیں۔

وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

اور تیرا ربّ یقیناً ان سب کو اُن کے اعمال (کے پھل) پورے (پورے) دے گا وہ جو کچھ کرتے ہیں۔ اسے وہ خوب جانتا ہے۔

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

پس (اے رسول!) تو ان (لوگوں) سمیت جنھوں نے تیرے ساتھ ہو کر (ہماری طرف) رجوع کیا ہے (اس طرح پر) جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے سیدھی راہ پر قائم رہ۔ اور (اے مومنو!) تم کبھی حد سے نہ بڑھنا۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ[3] اسے دیکھ رہا ہے۔

---

[1] یہ محض محاورہ ہے، ورنہ قرآن کریم سے یہی ثابت ہے کہ ایک دن سب دوزخی دوزخ سے نکل جائیں گے۔

[2] قرآن مجید کہتا ہے کہ جنتیوں کے آسمان و زمین ہمیشہ قائم رہیں گے اور ان کا انعام کبھی ختم نہ ہوگا۔ پس یہ جملہ صرف خدائی ادب کے لیے ہے۔

[3] یعنی اللہ تعالیٰ۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿١١٣﴾

اور تم ان لوگوں کی طرف جنھوں نے ظلم (کا شیوہ اختیار) کیا ہے نہ جھکنا۔ ورنہ تمھیں (بھی جہنم کی) آگ (کی لپٹ) پہنچے گی اور (اس وقت) اللہ کے سوا تمھارا کوئی دوست (اور مددگار) نہ ہوگا اور تمھیں (کسی طرف سے بھی) مدد نہیں ملے گی۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿١١٤﴾

اور (اے مخاطب!) تو دن کی دونوں طرفوں نیز رات کے (متعدد اور مختلف) اوقات میں عمدگی سے نماز ادا کیا کر۔ یقیناً نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں۔ یہ (تعلیم اللہ کی) یاد رکھنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٥﴾

اور صبر (اور استقلال) سے کام لے کیونکہ اللہ نیکوکاروں کے اجر کو ہرگز ضائع نہیں (کیا) کرتا۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾

پھر کیوں ان قوموں میں سے جو تم سے پہلے (زمانہ میں) تھیں ایسے عقلمند (لوگ) نہ نکلے جو (لوگوں کو) ملک میں بگاڑ پیدا کرنے سے روکتے۔ سوائے چند ایک کے جنھیں ہم نے (ان کے بدیوں سے رکنے اور روکنے کی وجہ سے) بچا لیا۔ اور (باقی لوگ) جنھوں نے ظلم (کا شیوہ اختیار) کیا تھا اس (مال ومتاع کی لذت) میں مشغول ہوگئے جس میں اُنھیں آسودگی بخشی گئی تھی۔ اور مجرم ہوگئے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾

اور تیرا ربّ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ (ملک کی) آبادیوں کو باوجود اس کے کہ ان کے رہنے والے اصلاح (کے کام) کرنے والے ہوں ہلاک کردے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾

اور اگر تیرا ربّ اپنی ہی مشیّت نافذ کرتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا اور (چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا اور انھیں ان کی عقل پر چھوڑ دیا ہے) وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾

سوائے اُن کے جن پر تیرے ربّ نے رحم کیا ہے۔ اور اسی (رحم کا مورد بنانے کے) لیے اس نے انھیں پیدا کیا ہے۔ اور تیرے ربّ کا یہ فرمودہ ضرور پورا ہوگا (کہ) میں جہنم کو یقیناً (ان سب) جنّوں اور انسانوں سے (جو اختلاف کا موجب بنتے ہیں) پُر کروں گا۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

اور تیرے دل کو مضبوط کرنے کے لیے رسولوں کی تمام اہم خبروں میں ہم تیرے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس (سورۃ) میں وہ ساری باتیں تجھ پر نازل ہوگئی ہیں۔

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	جو حق و حکمت سے پُر ہیں۔ اور نصیحت کرنے والی اور مومنوں کو اُن کے فرائض یاد دلانے والی ہیں۔
وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾	اور تو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لاتے۔ کہہ دے کہ تم اپنے حسب حال عمل کرو۔ ہم بھی (اپنے حسب حال) عمل کریں گے۔
وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	اور تم انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰	اور آسمانوں اور زمین کا غیب صرف اللہ کو حاصل ہے اور تمام باتیں (انجام کے لحاظ سے) آخر اسی کی طرف لوٹ کر جاتی ہیں۔ پس تو اسی کی عبادت کر اور اسی پر بھروسا کر اور تیرا رب ان اعمال سے ہرگز غافل نہیں جو تم کرتے ہو۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۃ یُوسف۔ یہ سُورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو بارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲

میں[1] اللہ دیکھنے والا ہوں۔ یہ (حقائق کو) روشن کرنے والی کتاب کی آیات ہیں۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۳

اپنے مطالب کو خوب واضح کرنے والے قرآن کو ہم نے اُتارا ہے تاکہ تم (اس میں) عقل (اور تدبّر) سے کام لو۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝۴

ہم تیرے پاس (ہر امر کو) بہترین طور پر بیان کرتے ہیں، کیونکہ ہم نے اِس قرآن کو تیری طرف (حقائق پر مشتمل) وحی (کے ذریعہ) سے نازل کیا ہے اور اِس سے پہلے تو (ان حقائق سے) بے خبر لوگوں میں شامل تھا۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۵

(تو اُس وقت کو یاد کر) جب یُوسف نے اپنے باپ سے کہا (تھا) کہ اے میرے باپ! (یقین مانیئے) میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو (بھی رؤیا میں) دیکھا ہے (اور مزید تعجّب اس پر ہے کہ) میں نے اُن کو اپنے سامنے سجدہ کرتے دیکھا ہے۔

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶

اُس نے کہا۔ اے میرے پیارے بیٹے! اپنی (یہ) رؤیا اپنے بھائیوں کے پاس نہ بیان کیجیو۔ ورنہ وہ تیرے متعلق (ضرور) کوئی (مخالفانہ) تدبیر کریں گے۔ شیطان انسان کا یقیناً کھلا دشمن ہے۔

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷ ع

اور (جیسا کہ تُو نے دیکھا ہے) اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور (الٰہی) باتوں کا علم تجھے بخشے گا اور تجھ پر اور یعقوب کی تمام (حقیقی) آل پر (اسی طرح) اپنے انعام کو پورا کرے گا جیسا کہ اُس نے اس سے پہلے تیرے دو بزرگوں ابراہیم اور اسحٰق پر پُورا کیا تھا۔ تیرا رب یقیناً بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۸

یوسف اور اس کے بھائیوں (کے واقعات) میں (حق کے) طالبوں کے لیے یقیناً کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھیں سورۃ یونس آیت ۲ نوٹ ۱۔

إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰٓ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۚ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩﴾

(یعنی اس وقت کے واقعات میں) جب انھوں نے (یعنی یوسف کے بھائیوں نے) (ایک دوسرے سے) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی یقیناً ہماری نسبت ہمارے باپ کو زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک منضبط جماعت ہیں (اس معاملہ میں) ہمارا باپ (کھُلی) کھُلی غلطی میں (پھنسا ہُوا) ہے۔

اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنۢ بَعْدِهِۦ قَوْمًا صَٰلِحِينَ ﴿١٠﴾

(اس لیے یا تو) یوسف کو قتل کر دو یا اُسے کسی اَور ملک میں (دُور) پھینک دو (ایسا کرو گے تو) تمھارے باپ کی توجّہ تمھارے لیے فارغ ہو جائے گی اور (اس فعل سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ) اس کے بعد (توبہ کر کے) تم (پھر) ایک نیک گروہ بن سکو گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿١١﴾

(اس پر) اُن میں سے ایک بولنے والے نے کہا کہ تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم نے (کچھ) کرنا (ہی) ہے تو اُسے (کسی) باؤلی کی تہ میں ڈال دو کسی قافلہ کا کوئی شخص اسے (دیکھ کر) اُٹھا لیگا (اور بغیر جان لینے کے تمھارا مقصد پُورا ہو جائے گا)

قَالُوا يَٰٓأَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَ۫نَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُۥ لَنَٰصِحُونَ ﴿١٢﴾

(چنانچہ) انھوں نے (باپ سے جا کر) کہا۔ اے ہمارے باپ! آپ کو (ہمارے متعلق) کیا (خدشہ) ہے کہ یوسف کے متعلق آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے حالانکہ ہم اُس سے (دلی) خلوص رکھتے ہیں

أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿١٣﴾

کل اسے ہمارے ساتھ (سیر کے لیے باہر) بھیجئے وہ (وہاں) کھُلا کھائے پیئے گا اور کھیلے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِيٓ أَن تَذْهَبُوا بِهِۦ وَأَخَافُ أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنتُمْ عَنْهُ غَٰفِلُونَ ﴿١٤﴾

اُس نے (یعنی یعقوب نے) کہا (تمھارا اسے اپنے ساتھ) لے جانا مجھے یقیناً فکرمند کرتا ہے اور مَیں (اس بات سے بھی) ڈرتا ہوں کہ کہیں (ایسی حالت میں کہ تم اس سے غافل ہو) اسے (کوئی) بھیڑیا (ہی آ کر نہ) کھا جائے۔

قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّآ إِذًا لَّخَٰسِرُونَ ﴿١٥﴾

انھوں نے کہا۔ اگر اس (بات) کے باوجود (بھی) کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں اسے بھیڑیا کھا جائے تو (خدا کی قسم) اس صورت میں ہم یقیناً گھاٹے میں پڑنے والے ہوں گے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِۦ وَأَجْمَعُوٓا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٦﴾

پھر جب وہ اُسے لے گئے اور (جا کر) اُسے (کسی) باؤلی کی تہ میں ڈالنے کا متفقہ فیصلہ کر لیا (تو اِدھر انھوں نے اپنا ارادہ پورا کیا) اور (اُدھر) ہم نے اس کی طرف وحی (کے ذریعہ سے یہ بشارت نازل) کی کہ تُو (محفوظ رہیگا اور) انھیں (آگے) اُن کے اس کام سے آگاہ کرے گا اور وہ (اس بات کو) نہیں سمجھتے تھے۔

وَجَآءُوْ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿١٦﴾

اور عشا کے وقت وہ روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے۔

قَالُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾

(اور) کہا (کہ) اے ہمارے باپ! (یقین جانیئے) ہم جا کر (کھیلنے اور) ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر دوڑنے لگے۔ اور یوسف کو ہم اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تو (خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ) اسے (ایک) بھیڑیا کھا گیا اور (یہ تو ہم جانتے ہیں کہ) آپ ہماری بات (کو درست) نہیں ماننے کے گو ہم (اس میں بالکل) سچے (ہی کیوں نہ) ہوں۔

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١٨﴾

اور (اسے یقین دلانے کے لیے) وہ اس کے کُرتے پر جھوٹا خون لگا لائے (جسے دیکھ کر) اس نے کہا (یہ بات درست نہیں) بلکہ تمھارے نفسوں نے تمھارے لیے ایک (ایسی بُری) بات کو خوبصورت کر کے دکھلایا ہے (جسے تم کر گذرے ہو) اب اچھی طرح صبر کرنا (ہی میرے لیے مناسب) ہے اور جو بات تم بیان کرتے ہو اس (کے تدارک) کے لیے اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے (اور اسی سے مانگی جائے گی)

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾

اور (اتنے میں) ایک قافلہ آیا اور انھوں نے اپنے پانی لانے والے (آدمی) کو بھیجا۔ اور اُس نے (اس باؤلی پر جا کر) اپنا ڈول ڈالا (اور جب اسے باؤلی میں ایک لڑکا نظر آیا) تو اس نے (قافلہ والوں سے) کہا' اے (قافلہ والو! لو) خوشخبری (سنو! اور دیکھو مجھے) یہ ایک لڑکا (ملا) ہے اور انھوں نے (یعنی قافلہ والوں نے) اسے ایک تجارتی مال سمجھتے ہوئے چُھپا لیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اُسے اللہ خوب جانتا تھا۔

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾

اور (اس کے بعد جب برادرانِ یوسف کو یوسف کے پکڑے جانے کا علم ہُوا تو) انھوں نے اسے (اپنا غلام بتا کر) کچھ تھوڑی (سی) قیمت یعنی چند گنتی کے درہموں کے بدلے (اسی قافلہ والوں کے پاس اسے) بیچ دیا اور وہ اس (حقیر قیمت[1]) سے بالکل بے رغبت تھے۔

وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

اور (مصر کے باشندوں) میں سے جس شخص نے اُسے خریدا اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کی رہائش کی جگہ باعزّت بنا۔ امید ہے کہ یہ (لڑکا) ہمارے لیے نفع رساں (ثابت) ہوگا۔ یا ہم اسے (اپنا) بیٹا (ہی) بنا لیں گے۔ اور اس طرح سے ہم نے یوسف کو اس ملک میں (قدر و) منزلت بخشی اور (ہم نے اسے یہ عزّت کا مقام) اس لیے

---

[1] یعنی اس کو اپنے ملک سے نکالنے کے لیے فروخت کیا۔ ورنہ روپیہ کی لالچ اس بارہ میں کوئی نہ تھی۔

الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۱

(بھی دیا) تاکہ ہم تعبیر رؤیا کی حقیقت کا علم اُسے دیں اور اللہ اپنی بات (کو پورا کرنے) پر (کامل) اقتدار رکھتا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) جانتے نہیں۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۲۲

اور جب وہ اپنی قوت (اور مضبوطی) کی عمر (کو پہنچا) تو ہم نے اُسے فیصلہ (کرنے کی فراست) اور (خاص) علم بخشا۔ اور (حقیقی) نیکو کاروں کو ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳

اور جس (عورت) کے گھر میں وہ (رہتا) تھا اس نے اُس سے اُس کی مرضی کے خلاف (ایک فعل کروانا) چاہا۔ اور اس (مکان) کے تمام دروازے بند کر دیئے اور کہا (میری طرف) آجا۔ اس نے کہا (میں ایسا کرنے سے) اللہ کی پناہ (چاہتا ہوں) وہ یقیناً میرا رب ہے۔ اُس نے (ہی) میری رہائش کی جگہ اچھی بنائی ہے۔ بات یہی ہے کہ ظالم کامیاب نہیں ہُوا کرتے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴

اور اُس (عورت) نے اُس کے متعلق (اپنا) ارادہ پختہ کر لیا اور (اُس یوسف) نے بھی اس کے متعلق (اپنا) ارادہ (یعنی اس سے محفوظ رہنے کا) پختہ کر لیا اور (اگر اس نے اپنے رب کا روشن نشان نہ دیکھا ہوتا تو وہ ایسا عزم نہ کر سکتا) اسی طرح (ہُوا) تاکہ ہم اس سے (ہر ایک) بدی اور بے حیائی (کی بات) کو دُور کر دیں۔ (اور) وہ یقیناً ہمارے برگزیدہ (اور پاک کیے ہوئے) بندوں میں سے تھا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۵

اور وہ (دونوں) دروازہ کی طرف دوڑے اور اس (کشمکش) میں اُس عورت نے اُس کے کرتے کو پیچھے سے پھاڑ دیا۔ اور (جب وہ دروازے تک پہنچے تو) انہوں نے اس (عورت) کے خاوند کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا (جس پر اس عورت نے اپنے خاوند سے) کہا جو شخص آپ کے اہل سے بدی (کرنا) چاہے۔ اس کی سزا سوائے اس کے (کوئی) نہیں (ہونی چاہیئے) کہ اُسے قید کر دیا جائے یا (اسے) کوئی اور دردناک عذاب (دیا جائے)

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶

اس (یعنی یوسف) نے کہا (بات یہ نہیں بلکہ) اس نے مجھ سے میری مرضی کے خلاف (ایک فعل کروانا چاہا تھا اور اس (عورت ہی) کے کنبہ میں سے ایک گواہ نے گواہی دی (کہ اس عورت کے کپڑے صحیح سلامت ہیں اور اس آدمی کا کُرتہ تازہ پھٹا ہُوا ہے پس) اگر اس کا کُرتہ آگے سے پھاڑا گیا ہے تو اس عورت نے سچ کہا ہے اور وہ (آدمی) یقیناً جھوٹا ہے۔

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾

اور اگر اس (مرد) کا کُرتہ پیچھے سے پھاڑا گیا ہے تو اس (عورت) نے جھوٹ بولا ہے اور وہ (مرد) یقیناً سچّا ہے۔

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۹﴾

پس جب اس (کے خاوند) نے اس کے (یعنی یوسف کے) کُرتے کو دیکھا کہ پیچھے سے پھاڑا گیا ہے تو اُس نے (اپنی بیوی سے) کہا یہ (جھگڑا) یقیناً تمھاری چالاکی سے (پیدا ہُوا) ہے تم عورتوں کی چالاکی بہت (بڑی) ہوتی ہے۔

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۳۰﴾

اے یُوسف! تُو اِس (عورت کی شرارت) سے چشم پوشی کر اور تُو (اے عورت) اپنے قصور کی بخشش طلب کر۔ یقیناً تُو ظالموں (اور خطاکاروں) میں سے ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۱﴾

اور اُس شہر کی بعض عورتوں نے (ایک دُوسری سے) کہا کہ عزیز کی عورت اپنے غلام سے اس کی مرضی کے خلاف (بُرا) فعل کروانا چاہتی ہے (اور اس کی محبت نے اس کے دل کی گہرائیوں میں گھر کر لیا ہے۔ ہم (اس معاملہ میں) اُسے کھُلی (کھُلی) غلطی پر دیکھتی ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۲﴾

اور جب اس نے اُن کی اِن سرگوشیوں کی خبر سُنی تو اُنھیں (دعوت کا) پیغام بھیجا اور ان کے لیے ایک (خاص) مسند تیار کی اور (جب وہ آئیں تو اُن میں سے ہر ایک کو (کھانے کے کاٹنے کے لیے ایک ایک) چُھری دی اور (یوسف سے) کہا (کہ ان کے سامنے آ۔ پس جب انھوں نے اُسے دیکھا تو اُسے (بہت) بڑی شان کا انسان پایا اور (اُسے دیکھ کر حیرت سے) اپنے ہاتھ کاٹے[1] اور کہا کہ یہ شخص محض اللہ کے لیے (بدی کے ارتکاب سے) ڈرا ہے۔ یہ بشر ہے ہی نہیں۔ یہ (تو) صرف ایک معزز فرشتہ ہے۔

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

(اس پر) اُس (عورت) نے اُنھیں کہا۔ یہ وہی (شخص) ہے جس کے متعلق تم نے مجھے ملامت کی ہے اور مَیں نے اِس سے اس کی مرضی کے خلاف (ایک بُرا) فعل کروانے کی کوشش ضرور کی تھی (مگر) اس پر (بھی) یہ بچا رہا۔ اور اگر اس نے وہ بات جس کے لیے مَیں اسے حکم دیتی ہوں نہ کی، تو یقیناً اسے قید کر دیا جائے گا۔ اور یقیناً وہ ذلیل ہوگا۔

---

[1] یعنی انگلیاں دانتوں میں دبالیں۔

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾

(یہ سُن کر) اس نے (دُعا کرتے ہوئے) کہا کہ اے میرے ربّ! جس بات کی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں اس کی نسبت قید خانہ میں جانا مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر اُن کی تدبیر (کے بدنتیجہ) کو تو مجھ سے نہیں ہٹائے گا تو مَیں اِن کی طرف جُھک جاؤں گا۔ اور جاہلوں[1] میں سے ہو جاؤں گا۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

پس اس کے ربّ نے اس کی دُعا سُن لی اور ان کی تدبیر (کے بدنتیجہ) کو اس سے ہٹا دیا۔ یقیناً وہی ہے جو بہت ہی (دعائیں) سننے والا (اور لوگوں کے حالات کو) خوب جاننے والا ہے۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

پھر اُن (لوگوں) کی (یعنی قوم کے سرداروں کی) (ان) آثار کو دیکھنے کے بعد (یہ) رائے ہو گئی۔ کہ (بدنامی کو دُور کرنے کے لیے) وہ اسے (کم سے کم) کچھ وقت کے لیے ضرور قید کر دیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾

اور قید خانہ میں اُس کے ساتھ دو اور جوان (بھی) داخل ہوئے جن میں سے ایک نے (تو اس سے یہ) کہا کہ مَیں (خواب میں) اپنے آپ کو (اس حالت میں) دیکھتا ہوں کہ مَیں انگور نچوڑ رہا ہوں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں (خواب میں) اپنے آپ کو (اس حالت میں) دیکھتا ہوں کہ مَیں اپنے سر پر روٹیاں اُٹھائے ہوئے ہوں جن میں سے پرندے کھا رہے ہیں (اور ان دونوں نے اس سے کہا کہ) آپ ہمیں اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ ہم آپ کو یقیناً نیکوکاروں میں سے سمجھتے ہیں۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اُس نے کہا کہ اس وقت کا کھانا ابھی نہیں آئے گا کہ میں تمہیں اُس کے آنے سے پہلے اس (خواب) کی حقیقت بتا دوں گا۔ یہ (تعبیر رؤیا کی اہلیت مجھ میں اس وجہ سے پائی جاتی) ہے کہ میرے ربّ نے مجھے علم بخشا ہے۔ میں نے ان لوگوں کے دین کو جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ آخرت کے (بھی) منکر ہیں چھوڑ دیا ہُوا ہے۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

اور مَیں نے اپنے باپ دادوں یعنی ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے طریق کی پیروی اختیار کی ہے۔ ہمیں کسی چیز کو بھی اللہ کا شریک ٹھہرانے کا حق نہیں ہے یہ (توحید کی تعلیم کا ملنا) ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ کا (اس کے) خاص فضلوں میں سے

[1] یعنی تیری ہی مدد سے بچ سکتا ہوں۔ ورنہ تیری مدد کے بغیر کوئی بعید نہیں کہ مَیں جاہلوں کے سے کام کرنے لگوں۔

لَا يَشْكُرُوْنَ ۝٣٨

ایک فضل ہے، لیکن اکثر لوگ (اس کے احسانوں کا) شکر نہیں کرتے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝٣٩ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٠

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! کیا (ایک دوسرے سے) اختلاف رکھنے والے خدا بہتر ہیں یا اللہ جو یکتا (اور) کامل غلبہ رکھنے والا ہے؟ تم اُسے چھوڑ کر سوائے چند (فرضی) ناموں کے جو (خود) تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے بنا رکھے ہیں (اور) جن کی بابت اللہ نے (تمہاری تائید میں) کوئی بھی حجت نہیں اتاری (کسی کی) عبادت نہیں کرتے (یاد رکھو) فیصلہ کرنا اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے (اور) اُس نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی درست مذہب ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝٤١

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو! (اب اپنی اپنی خواب کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرے کو سُولی دے کر مارا جائے گا۔ پھر پرندے اس کے سر پر سے (گوشت وغیرہ) کھائیں گے، (لو) جس امر کے متعلق تم پوچھ رہے ہو اس کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝٤٢

اور اُن میں سے اُس سے جس کے متعلق اس نے یہ سمجھا تھا کہ وہ مخلصی پانے والا ہے اس نے کہا کہ (اپنے آقا کے پاس میرا بھی) ذکر کرنا۔ پھر شیطان[1] نے اس (آزاد شدہ قیدی) کو اُس کے آقا سے (یہ) ذکر کرنا فراموش کرا دیا اور وہ (یعنی یوسف) کئی سال قید خانہ میں (پڑا) رہا۔ ع ۵ ۱۵

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝٤٣

اور (کچھ عرصہ کے بعد) بادشاہ نے (اپنے درباریوں سے) کہا کہ میں (خواب میں) سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جنہیں سات دُبلی (گائیں) کھا رہی ہیں اور سات (ترو تازہ اور) سبز بالیں (دیکھتا ہوں) اور (چند اور بالیں بھی جو) خشک (ہیں)۔ اے سرکردہ لوگو! اگر تم رؤیا کی تعبیر (کیا) کرتے ہو تو مجھے میری (اس) رؤیا کے متعلق صحیح حکم بتاؤ۔

قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ

انھوں نے کہا (یہ تو) پراگندہ خوابیں ہیں۔ اور ہم (لوگ) ایسی

---

[1] شیطان کا لفظ ہر کمزوری پر بولا جاتا ہے۔ اس جگہ یہ نسیان کے لیے بولا گیا ہے مفسر کہتے ہیں کہ اس جگہ یوسفؑ کا ذکر ہے کہ انھوں نے شیطان کی تحریک پر ان شاء اللہ نہ کہا۔ مگر جو معنے ہم نے کیے ہیں قرآن مجید کے بھی مطابق ہیں اور یوسف علیہ السلام کی جو نبی اللہ تھے ہتک بھی نہیں ہوتی۔

بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

پراگندہ خوابوں کی حقیقت نہیں جانتے۔

وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۶﴾

اور اُن (دو قیدیوں) میں سے اس نے جس نے مخلصی پائی تھی اور جس نے ایک عرصہ کے بعد (یوسف کے ساتھ جو اس کا معاملہ گذرا تھا اسے) یاد کیا۔ کہا (کہ) میں تمھیں اس کی حقیقت سے آگاہ کرونگا۔ پس تم (اس کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے) مجھے بھیجو۔

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

(اور اُس نے یُوسف سے جا کر کہا کہ) اے یوسف! (ہاں) اے (راستباز)! ہمیں ان سات موٹی گائیوں (کو رؤیا میں دیکھنے) کے متعلق جنھیں سات دُبلی (گائیں) کھا جائیں اور (نیز) سات سبز بالوں اور (ان کے مقابل پر) چند اور خشک (بالوں کو دیکھنے) کے متعلق تشریح بتائیے تا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں کہ ان کو (تعبیر خواب کا) علم ہو جائے۔

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اُس نے کہا (کہ) تم سات برس مسلسل جد وجہد سے کاشت (کا کام) کرو گے پس (اس عرصہ میں) جو (کچھ) تم کاٹو اس (سب) کو سوائے (اس) تھوڑے سے حصّہ کے جو تم کھا لو، اس کی بالوں میں (ہی) رہنے دینا۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۹﴾

پھر اس کے بعد سات سخت (تنگی کے سال) آئیں گے (اور) سوائے اس قلیل مقدار کے جسے تم پس انداز کر لو وہ اس (تمام غلّہ) کو جو تم نے اُن کے لیے پہلے سے جمع کر چھوڑا ہو گا کھا جائیں گے۔

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

پھر اس کے بعد ایک (ایسا) سال آئے گا جس میں لوگوں کی فریاد[1] سنی جائیگی، اور وہ (خوشحال) ہو جائیں گے اور اس حالت میں ایک دوسرے کو تحفے[2] دیں گے۔ ع ۶ / ۱۴

---

[1] دوسرے مترجموں نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ اُن پر بارش نازل ہوگی۔ مسیحی مصنفین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مصر کے اس علاقہ میں تو بارش ہوتی نہیں۔ قرآن کی لاعلمی ہے۔ لیکن اوّل تو یہ غلط ہے کہ وہاں کبھی بھی بارش نہیں ہوتی۔ کیونکہ تھوڑی بارش وہاں ہو جاتی ہے۔ دوسرے یُغَاثُ کے معنے فریاد سُنی جانے کے بھی ہوتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض پڑتا ہی نہیں۔ یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام مُسْتَغَاث بھی ہے کیونکہ وہ لوگوں کی فریاد سُنتا ہے۔

[2] یہاں یَعْصِرُوْنَ ہے جس کے عام معنے انگور نچوڑنے کے ہوتے ہیں۔ لیکن لُغت میں اس کے معنے عطیّے دینے کے بھی لکھے ہیں، جو خوشی کے موقعہ پر دیئے جاتے ہیں۔ قحط کے بعد فراخی کے سالوں میں سارے ملک نے عید منائی ہی تھی اور ایک دوسرے کو تحفے دیتے ہی تھے۔ اس لیے ہم نے یَعْصِرُوْن کے یہ معنے کیے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو تحفے دیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾

اور بادشاہ نے (یہ بات سُن کر اُن سے) کہا (کہ تم) اُسے میرے پاس لے آؤ۔ پس جب (بادشاہ کا) پیغام رساں اُس کے پاس آیا، تو اس نے (یعنی یوسف نے اُس سے) کہا کہ، تو اپنے آقا کے پاس واپس جا اور اس سے پُوچھ کہ جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے ان کی (اس وقت) کیا کیفیت ہے میرا رب ان کے منصوبے کو یقیناً خوب جاننے والا ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۲﴾

(یہ پیغام سن کر) اُس نے (یعنی بادشاہ نے) (اُن عورتوں) سے کہا کہ تمھارا (وہ) معاملہ جبکہ تم نے یوسف[1] سے اس کی مرضی کے خلاف (ایک بُرا) فعل کروانے کی کوشش کی تھی (اصل میں) کیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ وہ اللہ کی خاطر (بدی کے ارتکاب سے) ڈرا تھا۔ (اور) ہم نے اس میں کوئی بھی بُرائی (کی بات) نہیں معلوم کی تھی۔ (یہ سن کر) عزیز کی بیوی نے کہا کہ (اب) سچائی بالکل کھُل گئی ہے، مَیں نے (ہی) اس سے اس کی مرضی کے خلاف (بُرا) فعل کرانے کی کوشش کی تھی اور وہ یقیناً راستبازوں میں سے ہے

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

(اور یوسف نے اسے یہ بھی کہا کہ) یہ (بات میں نے) اس لیے کہی ہے کہ اس کو (یعنی عزیز کو) علم ہو جائے کہ مَیں نے (اس کی) غیر موجودگی میں اس کے حق میں خیانت نہیں کی اور یہ کہ (میرا ایمان ہے کہ) خیانت کرنے والوں کی تدبیر کو اللہ کامیاب نہیں کرتا۔

---

[1] عورتوں نے کوئی بُرا فعل نہیں کروانا چاہا تھا، بلکہ یوسفؑ کے آقا کی بیوی نے چاہا تھا۔ مگر چونکہ وہ آقا کی بیوی کی سہیلیاں تھیں اور انھوں نے پھر بھی سچی گواہی کو چھپائے رکھا۔ اس لیے ان کی طرف جرم منسوب کیا گیا ہے۔

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفۡسِيٓۚ إِنَّ ٱلنَّفۡسَ لَأَمَّارَةُۢ بِٱلسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٞ رَّحِيمٞ ۝٥٣

اور مَیں اپنے نفس کو (ہر قسم کی غلطی سے) بری قرار نہیں دیتا کیونکہ (انسانی) نفس سوائے اس کے جس پر میرا ربّ رحم کرے بُری باتوں کا حکم دینے پر بہت دلیر ہے میرا ربّ (کمزوریوں پر) بہت پردہ ڈالنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَقَالَ ٱلۡمَلِكُ ٱئۡتُونِي بِهِۦٓ أَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِيۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُۥ قَالَ إِنَّكَ ٱلۡيَوۡمَ لَدَيۡنَا مَكِينٌ أَمِينٞ ۝٥٤

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لاؤ تاکہ مَیں اسے اپنے (خاص کاموں کے) لیے منتخب کر لوں جب (یوسف آئے اور) اس نے (یعنی بادشاہ نے) اس سے بات چیت کی تو (اُن کو ہر طرح قابل پاکر یوں) بولا کہ تُو آج (سے) ہمارے ہاں معزز مرتبہ والا اور (قابل اعتماد آدمی (شمار) ہوگا۔

قَالَ ٱجۡعَلۡنِي عَلَىٰ خَزَآئِنِ ٱلۡأَرۡضِۖ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٞ ۝٥٥

(اس پر یوسف نے) کہا کہ مجھے ملک کے خزانوں پر افسر مقرر کر دیں۔ کیونکہ مَیں یقیناً (خزانوں کی) بہترین حفاظت کرنے والا اور (ان کے خرچ کے وجوہ کو) خوب سمجھنے والا ہوں۔

وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي ٱلۡأَرۡضِ يَتَبَوَّأُ مِنۡهَا حَيۡثُ يَشَآءُۚ نُصِيبُ بِرَحۡمَتِنَا مَن نَّشَآءُۖ وَلَا نُضِيعُ أَجۡرَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ۝٥٦

اور اس طرح (مناسب حالات پیدا کر کے) ہم نے یوسف کو (اس) ملک میں ایک با اختیار (عہدہ عطا کیا وہ (اپنی مرضی کے مطابق) جہاں (کہیں) چاہتا ٹھہرتا ہم جسے چاہتے ہیں (اس دنیا میں ہی) اپنی رحمت سے حصہ دیتے ہیں اور ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتے۔

وَلَأَجۡرُ ٱلۡأٓخِرَةِ خَيۡرٞ لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ۝٥٧

اور (اس دنیوی اجر کے علاوہ) آئندہ (زندگی) کا بدلہ ایمان لانے والوں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لیے (کہیں) بڑھ (چڑھ) کر ہوگا۔

وَجَآءَ إِخۡوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُواْ عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهُۥ مُنكِرُونَ ۝٥٨

اور (اس قحط کے زمانہ میں) یوسف کے بھائی (بھی اس ملک میں) آئے اور اس کے حضور میں حاضر ہوئے اور اس نے انھیں (دیکھتے ہی) پہچان لیا مگر وہ اُسے نہ پہچان سکے۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمۡ قَالَ ٱئۡتُونِي بِأَخٖ لَّكُم مِّنۡ أَبِيكُمۡۚ أَلَا تَرَوۡنَ أَنِّيٓ أُوفِي ٱلۡكَيۡلَ وَأَنَا۠ خَيۡرُ ٱلۡمُنزِلِينَ ۝٥٩

اور جب اُس نے انھیں ان کا سامان (دیکر واپسی کے لیے) تیار کیا تو (ان سے) کہا (کہ) تمھارے باپ کی طرف سے جو تمھارا ایک بھائی ہے (اب کے) اسے (بھی اپنے ساتھ) میرے پاس لانا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ مَیں ماپ پورا دیتا ہوں اور (نیز) مَیں مہمان نوازوں میں سے بہترین (مہمان نواز) ہوں۔

فَإِن لَّمۡ تَأۡتُونِي بِهِۦ فَلَا كَيۡلَ لَكُمۡ عِندِي وَلَا تَقۡرَبُونِ ۝٦٠

اور اگر تم اُسے میرے پاس نہ لائے تو (سمجھ لوکہ) میرے پاس تمھیں تول کر دینے کے لیے کچھ نہیں ہوگا اور (اس صورت میں) تم میرے قریب نہ پھٹکنا۔

قَالُواْ سَنُرَٰوِدُ عَنۡهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَٰعِلُونَ ۝٦١

اُنھوں نے کہا ہم ضرور اس کے متعلق اس کے باپ کو پھسلانے کی کوشش کریں گے اور ہم یقیناً (یہ کام) کر کے رہیں گے۔

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور اس نے اپنے غلاموں سے کہہ دیا کہ ان کی پونجی (واپس) ان کے بوروں میں رکھ دو۔ شاید جب وہ لوٹ کر اپنے گھر والوں کے پاس جائیں تو اس (احسان) کو مانیں (اور) شاید وہ (اسی سبب سے) پھر واپس آئیں۔

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾

پس جب وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے تو کہا کہ اے ہمارے باپ ہمیں (آئندہ کے لیے) غلّہ سے محروم کر دیا گیا ہے اس لیے (اب) ہمارے بھائی (بن یامین) کو (بھی) ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم پھر غلّہ لے سکیں۔ اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾

اُس نے کہا تم ہی بتاؤ کیا میں اس کو تمھارے سپرد کر سکتا ہوں سوائے اس کے کہ اس کا وہی نتیجہ نکلے جو اس سے پہلے میرے اس کے بھائی کو تمھارے سپرد کرنے کا نتیجہ نکلا تھا۔ پس (میں اسے تمھارے سپرد تو کرتا ہوں مگر اس یقین سے کہ تم نہیں بلکہ) اللہ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔ اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾

اور جب انھوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ اُن کی پونجی اُن کی طرف[1] واپس کر دی گئی ہے (اس پر) انھوں نے (اپنے باپ سے) کہا کہ اے ہمارے باپ (اس سے بڑھ کر) ہم اور کیا خواہش کر سکتے ہیں (دیکھیے) یہ ہماری پونجی ہے اسے (بھی) ہماری طرف واپس کر دیا گیا ہے اور (اگر) ہمارا بھائی ہمارے ساتھ جائے گا تو ہم اپنے گھر والوں کو خوراک کا سامان لا دیں گے اور اپنے بھائی کی (ہر طرح سے) حفاظت کریں گے اور ایک بار شتر زیادہ وہ لائیں گے۔ یہ وزن (جو ہمیں مفت ملے گا) بڑی نعمت[2] ہے۔

قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾

اُس نے کہا میں اسے تمھارے ساتھ کبھی نہیں بھیجوں گا جب تک تم مجھ سے اللہ کی طرف سے مقرر شدہ (یعنی اس کی قسم سے مؤکّد) یہ عہد نہ کرو کہ تم اسے ضرور میرے پاس (واپس) لاؤ گے۔ سوائے اس (صورت) کے کہ تم (خود کسی مصیبت میں) گھر جاؤ۔ پھر جب اُنھوں نے اسے اپنا پختہ قول دے دیا تو اس نے کہا جو کچھ ہم (اس وقت) کہہ رہے ہیں اللہ اس کا نگران ہے۔

---

[1] اُردو میں اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ اُن کی پونجی واپس کر دی گئی ہے۔ مگر عربی میں "ان کی طرف" کا لفظ بھی بڑھایا جاتا ہے اس لیے قرآن مجید میں اِلَيْنَا کا لفظ بھی آیا ہے۔ گو اُردو کچھ معیوب ہو گئی ہے لیکن ہم نے اس نوٹ کے ساتھ عربی کا لفظی ترجمہ دے دیا ہے۔

[2] قرآن مجید میں كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ہے۔ مترجموں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ جو غلّہ ہم اس دفعہ لائے ہیں تھوڑا ہے مگر انھوں نے لُغت نہیں دیکھی۔ يَسِيْرٌ کے معنے آسان یا آسانی پیدا کرنے والے کے بھی ہیں۔ یعنی نعمت۔ ہم نے یہی ترجمہ اختیار کیا ہے اور اس سے مضمون واضح ہوتا ہے۔

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور اُس نے (اُن سے) کہا (کہ) اے میرے بیٹو! تم شہر کے ایک ہی دروازہ سے اکٹھے[1] اندر نہ جانا، بلکہ الگ الگ دروازوں سے اندر جانا۔ اور میں اللہ (کی گرفت) سے بچانے کے لیے کچھ بھی تمھارے کام نہیں آسکتا۔ فیصلہ کرنا (دراصل) اللہ ہی کا کام ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور تمام بھروسا کرنے والوں کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیئے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ ع ۸

اور جب اس طریق کے مطابق جس کا حکم ان کے باپ نے انھیں دیا تھا وہ داخل ہوئے تو وہ غرض پوری ہوگئی جس کے لیے انھیں یہ حکم دیا گیا تھا مگر یعقوب اپنی تدبیر سے اُن (یعنی بیٹوں) کو خدائی تدبیر سے بچا نہیں سکتا تھا۔ ہاں مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جسے اس نے (اس طرح[2]) پورا کر لیا اور چونکہ ہم نے اس کو (یعنی یعقوبؑ کو) علم دیا تھا وہ بڑا علم والا تھا۔ لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور جب وہ یوسف کے حضور حاضر ہوئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور (اس سے) کہا (کہ) یقیناً میں ہی تیرا (مفقود) بھائی ہوں پس جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں اس کی وجہ سے (اب) تو غمگین نہ ہو۔

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۱﴾

پھر جب اُس نے انھیں اُن کا سامان دے کر (واپسی کے لیے) تیار کیا، تو اس نے (پانی پینے کا ایک) کٹورا (بھی) اپنے بھائی کے بورے میں[3] رکھ دیا پھر (ایسا ہوا کہ) کسی اعلان کرنے والے (یعنی شاہی کارندہ) نے اعلان کیا، (کہ) اے قافلہ والو تم یقیناً چور ہو۔

قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۲﴾

انھوں نے (یعنی برادرانِ یوسف نے) اُن (شاہی کارندوں) کی طرف رُخ کر کے کہا (کہ) تم کیا چیز گم پاتے ہو؟

---

[1] مفسّر کہتے ہیں کہ نظر لگنے سے بچانے کے لیے ایسا حکم دیا تھا۔ مگر اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ سارے قصّے کو سُن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو یقین ہوگیا تھا جیسا کہ آیت کے اگلے حصّہ میں ہے کہ غلّہ تقسیم کرنے والا یوسفؑ ہے۔ ورنہ فرعون کے کسی وزیر کو کیا ضرورت تھی کہ وہ یوسفؑ کے بھائی کے لانے پر زور دیتا پس حضرت یعقوبؑ نے چاہا کہ سب بھائی الگ الگ دروازوں سے شہر میں جائیں تا شاہی سپاہی بن یامین کو دوسرے بھائیوں سے پہلے یوسفؑ سے ملوا دیں اور دونوں بھائی ایک دوسرے سے حالات سُن لیں۔

[2] اور دوسرے بیٹوں سے پہلے بن یامین کو یوسفؑ سے ملانے میں کامیاب ہوگیا۔

[3] اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کو پھنسانے کے لیے، بلکہ اس نے پینے کے لیے پانی مانگا تھا۔ پھر غلطی سے برتن اس بورے میں جو اس کے بھائی کا تھا رکھ دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوسفؑ نے تھک کر پینے کے لیے پانی مانگا۔ نوکر پانی لائے اور پانی پی کر اس نے غلطی سے وہ برتن جو پانی پینے کے کام بھی آتا تھا اور ماپنے کے بھی، بھائی کے بورے میں رکھ دیا۔ ہمارے زمانہ میں بھی اکثر دودھ اور غلّے گلاس سے ماپے جاتے ہیں اور وہ پانی پینے کے بھی کام آتے ہیں۔

قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾

انھوں نے کہا (کہ) ہم غلہ ماپنے[1] کا شاہی پیمانہ گم پاتے ہیں اور جو شخص اُسے (تلاش کر کے) لے آئے تو ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر (غلہ) اس کا (انعام) ہوگا اور (اعلان کرنے والے نے یہ بھی کہا کہ) میں اس (انعام) کا ذمہ وار ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾

انھوں نے کہا (کہ) اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ ہم (یہاں) اس لیے نہیں آئے کہ ملک میں فساد کریں اور نہ (ہی) ہم چور ہیں۔

قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾

انھوں نے کہا (کہ) اگر تم جھوٹے (ثابت) ہوئے تو اس (فعل یعنی چوری) کی سزا کیا ہوگی؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾

انھوں نے کہا (کہ) اس کی سزا یہ ہے کہ جس شخص کے سامان میں وہ (برتن) پایا جائے وہ (خود ہی) اس (فعل) کا بدلہ ہو (ہم لوگ) ظالموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾

پس اس نے (یعنی اعلان کرنے والے نے) اس کے (یعنی یوسف کے) بھائی کے بورے سے پہلے اُن (دوسروں)[2] کے بوروں کو (دیکھنا) شروع کیا۔ پھر اس کے بھائی کے بورے (کو دیکھا اور اس میں اس برتن کو پا کر اُس) میں سے اُسے نکالا۔ اس طرح ہم نے یوسف کے لیے (ایک) تدبیر کی (ورنہ) وہ بادشاہ کے قانون کے اندر (رہتے ہوئے) اپنے بھائی کو اللہ کی تدبیر کے بغیر روک نہیں سکتا تھا ہم جس کے چاہتے ہیں درجات بلند کرتے ہیں اور (حقیقت یہ ہے کہ) ہر علم والے کے اوپر (اس سے) زیادہ علم والی ہستی (پائی جاتی) ہے۔

قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿٧٧﴾

انھوں نے (یعنی اس کے بھائیوں نے) کہا (کہ) اگر اس نے چوری کی ہو تو (کچھ عجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک بھائی[3] (بھی) پہلے چوری کر چکا ہے۔ اس پر یوسف نے (اپنے دل کی بات کو) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ اور اُن پر اسے ظاہر نہ کیا (ہاں دل میں اتنا) کہا (کہ) تم (لوگ) بڑے بدبخت ہو اور جو بات تم کہتے ہو اُسے اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے۔

---

[1] بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا پانی پینے کا برتن تھا۔ لیکن اعلان غلہ ماپنے کے برتن کا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یوسفؑ نے پانی پینے کا برتن رکھنا چاہا تھا، لیکن غلطی سے ماپنے کا برتن رکھا گیا۔ مگر یہ توجیہ غلط ہے کیونکہ صُوَاع کا لفظ جو یہاں استعمال ہوا ہے اس کے معنے ماپنے کے برتن کے بھی ہیں اور پانی پینے کے برتن کے بھی۔ پس ایک ہی لفظ کا ترجمہ ماپنے کا برتن بھی ہے اور پانی پینے کا برتن بھی۔

[2] نوکر سمجھ گئے تھے کہ بن یامین یوسفؑ کی نظر میں مقرب ہے۔ اس لیے انھوں نے اس کا بورا پیچھے دیکھا مگر خدا تعالیٰ نے یوسفؑ کو بھلوا کر پیمانہ جو پانی پینے کے کام بھی آتا تھا۔ اس کے بھائی کے بورے میں رکھوا دیا تھا اور یہ خدائی فعل تھا، نہ کہ یوسفؑ کا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تدبیر ہم نے یوسفؑ کے لیے کی تھی تاکہ وہ اپنے بھائی کو روک سکے ورنہ ملکی قانون کے مطابق بغیر کسی جرم کے وہ اسے روک نہیں سکتا تھا۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ یوسفؑ نے کوئی دھوکا نہیں کیا بلکہ اللہ نے اُسے بھلوا دیا تا بھائی کو روک سکے۔ بھائی کا بھی کوئی نقصان نہ ہوا بلکہ وزیروں کی صحبت اور رتبہ ملا۔

[3] چونکہ چھوٹا بھائی آیا تھا۔ بھائیوں نے اس ڈر سے یوسفؑ کو چور قرار دے دیا کہ کہیں یوسفؑ پوچھ نہ بیٹھے کہ بڑے بھائی کو کیوں نہیں لائے۔

قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

انھوں نے کہا کہ اے سردار[1] اس کا ایک بہت بوڑھا باپ ہے (اسے اس کے صدمہ سے بچانے کے لیے) اس کی بجائے آپ ہم میں سے کسی ایک کو پکڑ لیجیے ہم آپ کو یقیناً محسنوں میں سے سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم (اس شخص کے سوا جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے کسی اور کو پکڑنے سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم یقیناً ظالموں میں سے ہوں گے۔

فَلَمَّا اسْتَیْــٴَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا ؕ قَالَ كَبِیْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَیْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِیْ یُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۰﴾

پس جب وہ اس سے (یعنی یوسف سے) ناامید ہو گئے تو آپس میں باتیں کرتے ہوئے (لوگوں سے) الگ ہو گئے (تب) اُن میں سے بڑے نے کہا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ تمھارے باپ نے تم سے پکا قول لیا (ہوا) ہے جو اللہ (کی قسم) سے (موکّد) ہے اور یہ کہ (اس سے) پہلے تم یوسف کے بارہ میں بھی کوتاہی کر چکے ہو اس لیے جب تک میرا باپ مجھے (خاص طور پر) اجازت (نہ) دے یا خود اللہ میرے حق میں فیصلہ (کی کوئی راہ پیدا نہ) کرے میں اس ملک کو نہیں چھوڑوں گا اور وہ (اللہ) سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر (فیصلہ کرنے والا) ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْــٴَلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا وَ الْعِیْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِیْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾

تم اپنے باپ کی طرف لوٹ جاؤ اور (اس سے جا کر) کہو کہ اے ہمارے باپ آپ کے (چھوٹے) بیٹے نے ضرور چوری کی ہے۔ اور ہم نے (آپ سے) وہی کہا ہے جس کا ہمیں (ذاتی) علم ہے اور ہم (اپنی) نظر سے پوشیدہ بات کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔

اور آپ (بے شک ان لوگوں سے (بھی) دریافت کر لیں جن میں ہم (رہتے) تھے اور اس قافلہ سے (بھی) جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور یقین جانیے کہ ہم (اس بات میں) سچے ہیں۔ اس نے (یعنی یعقوب نے) کہا کہ یہ بات درست نہیں (معلوم ہوتی) بلکہ (معلوم ہوتا ہے کہ) تمھارے نفسوں نے کوئی بات خوبصورت[2] کر کے تمھیں دکھائی ہے پس اب میرے لیے یہی رہ گیا ہے کہ اچھی طرح صبر کروں (کچھ) بعید نہیں کہ اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے یقیناً وہی ہے جو خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ وَ ابْیَضَّتْ

اور اس نے ان کی طرف سے اپنا رُخ پھیر لیا اور (الگ جا کر دُعا کی اور) کہا اے (میرے خدا!) یوسف کے واقعہ پر میں پھر فریاد کرتا ہوں۔ اور غم کی وجہ سے اس کی

---

[1] عزیز کا لفظ سردار، دربار یا وزیر کے لیے بولا جاتا ہے۔ وہی ترجمہ ہم نے کیا ہے۔

[2] یعنی بن یامین کی دشمنی کی وجہ سے ایک سادہ واقعہ کو چوری قرار دے دیا ہے۔

عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝٨٤
آنکھوں میں آنسو بھر آئے مگر وہ اپنے غم کو ہمیشہ اپنے دل کے (اندر ہی) دبائے رکھتا تھا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝٨٥
اُنھوں نے کہا کہ اللہ کی قسم (یوں معلوم ہوتا ہے کہ) آپ اُس وقت تک یوسف کا ذکر کرتے رہیں گے جب تک آپ بیمار نہ پڑ جائیں یا فوت نہ ہو جائیں۔

قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨٦
اس نے کہا کہ میں اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝٨٧
اے میرے بیٹو! جاؤ اور (جاکر) یوسف اور اس کے بھائی کی جستجو کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو (اصل) بات یہی ہے کہ اللہ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی (انسان) نا امید نہیں ہوتا۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۝٨٨
پس جب وہ (واپس ہو کر پھر) اس کے (یعنی یوسف کے) حضور حاضر ہوئے تو (اس سے) کہا کہ اے سردار! ہمیں اور ہمارے (تمام) کنبہ کو سخت تنگی پہنچی (ہوئی) ہے اور ہم (بالکل) تھوڑی سی پونجی لائے ہیں پس آپ (محض احسان کے طور پر) ہمیں (مطالبہ کے مطابق) غلہ دے دیں اور صدقہ (کے طور پر حق سے بھی کچھ زیادہ) دیں۔ اللہ صدقہ دینے والوں کو یقیناً (بڑا) اجر دیتا ہے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝٨٩
اس نے کہا کہ کیا تمھیں (اپنا) وہ سلوک معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جبکہ تم (اپنے فعل کی برائی سے) ناواقف تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٩٠
انھوں نے کہا کہ کیا واقعی آپ (ہی) یوسف ہیں؟ اُس نے کہا کہ ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر فضل کر دیا ہے حق بات یہی ہے کہ جو (شخص) تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ ایسے محسنوں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ۝٩١
انھوں نے کہا ہمیں اللہ کی قسم ہے۔ اللہ نے آپ کو ہم پر یقیناً فضیلت دی ہے اور ہم بلاشبہ خطا کار تھے۔

---

[1] قرآن مجید کے لفظ ہیں اِبْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ۔ مترجمین نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں یعنی پتھرا گئیں۔ مگر لغت میں اس جملہ کے معنے آنسوؤں سے آنکھوں کا بھر جانا بھی لکھے ہیں۔ اور وہی ہم نے کیے ہیں۔ کیونکہ نبی کی شان کے یہی مطابق ہیں۔ وہ خدا سے دعا کرتے ہوئے رو پڑتا ہے جیسا کہ ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی روتے تھے۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ کے سوا بندوں پر ظاہر نہیں کرتا تھا۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

اُس نے کہا، اب تم پر کسی قسم کی ملامت[1] نہ ہوگی (اور) اللہ (بھی) تمھیں بخش دے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰي وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾

تم میرا یہ کرتہ لے جانا اور اسے میرے باپ کے سامنے[2] رکھنا (اس سے) وہ (میرے متعلق) سب امور سے واقف ہو جائیں گے اور تم اپنا سارا کنبہ (بھی) میرے پاس لے آنا۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّىْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾

اور جب (ان کا) قافلہ (مصر سے) چل پڑا۔ تو ان کے باپ نے (لوگوں سے) کہا کہ اگر ایسا نہ ہو کہ تم مجھے جھٹلانے لگو تو (میں ضرور کہوں گا کہ) مجھے یوسف کی خوشبو ضرور آرہی ہے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

انھوں نے کہا کہ تو یقیناً اپنی پرانی غلطی میں (پڑا ہوا) ہے۔

فَلَمَّآ اَنْ جَاۗءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰي وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ڌ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

پس جونہی کہ (یوسف کے مل جانے کی) بشارت دینے والا (شخص حضرت یعقوب کے پاس) آیا۔ اُس نے اُس (کرتے) کو اس کے سامنے رکھ دیا جس پر وہ ساری بات سمجھ گیا (اور ان سے) کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے (علم پا کر) یقیناً وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِــــِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

(تب) انھوں نے (یعنی حضرت یوسف کے بھائیوں نے) کہا اے ہمارے باپ! آپ ہمارے حق میں (خدا سے) ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کریں ہم یقیناً خطا کار ہیں۔

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

اُس نے کہا، میں (ضرور) تمھارے لیے اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا یقیناً وہی (ہے جو) بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

پھر جب وہ (سب) یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس[3] جگہ دی اور (سب سے) کہا کہ اللہ کی مشیئت کے مطابق تم سب امن (اور سلامتی) کے ساتھ مصر میں داخل ہو جاؤ۔

---

[1] اس جگہ تاریخوں سے وہ واقعہ دیکھ لینا چاہیئے جو فتح مکہ کے بعد عکرمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عفو یقیناً یوسفؑ کے عفو سے بہتر تھا۔ یوسفؑ نے اپنے باپ کے بیٹوں کو معاف کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدترین دشمن کے بیٹے کو معاف کیا۔

[2] مفسرین لکھتے ہیں کہ انھوں نے کرتہ یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا جس سے وہ دیکھنے لگ گئے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یوسفؑ کو یقین تھا کہ اب تک میرے باپ نے وہ کرتہ یاد رکھا ہوگا جو میں نے گرفتاری کے وقت پہنا ہوا تھا۔ جب یہ کرتہ اس کے سامنے رکھا جائے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ یوسفؑ زندہ ہے اور یہ اسی کا پرانا کرتہ ہے۔ اس موقعہ پر مثنوی رومیؒ کی وہ حکایت پڑھ لینی چاہیئے جس میں ایاز کا ذکر ہے جب اس نے خزانہ میں رات کو جا کر نماز پڑھی۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ نیک آدمی برے وقتوں کے کپڑے اس لیے سنبھال کے رکھتے ہیں تا ان کو خدا تعالیٰ کا فضل یاد دلاتے رہیں۔

[3] یعنی استقبال کے لیے باہر جا کر ان سے ملے اور ان کی عزت کی۔ الفاظ تو یہ ہیں کہ ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔ مگر مراد یہ ہے کہ باہر جا کر اُن سے ملے۔ یہ ویسی ہی تقلیبِ نسبت ہے جیسے کہتے ہیں، پرنالہ چلتا ہے، حالانکہ پانی چلتا ہے۔ پرنالہ کھڑا رہتا ہے۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿١٠١﴾

اور اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے تخت پر بٹھایا اور وہ (سب) اس کی وجہ سے (خدا کا شکر کرتے ہوئے) سجدہ میں گر گئے اور اس (یعنی یوسف) نے کہا اے میرے باپ! یہ میرے پہلے سے (خواب میں) دیکھی ہوئی بات کی تعبیر ہے[1] اللہ نے اسے پورا کر دیا ہے اور اس نے مجھ پر بہت بڑا فضل کیا ہے کیونکہ اس نے (پہلے) مجھے قید خانہ سے نکالا اور (مجھے اس عزت کے مقام پر پہنچا کر اس کے بعد) وہ تمہیں جنگل (کے علاقہ) سے نکال کر (اس وقت میرے پاس) لایا جب شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں بگاڑ کر دیا تھا۔ میرا رب جس سے چاہتا ہے لطف (و احسان) کا معاملہ کرتا ہے۔ یقیناً وہی (ہے جو) خوب جاننے والالا اور حکمت والا ہے۔

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٢﴾

اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت کا ایک حصہ (بھی) عطا کیا ہے اور تعبیر الرؤیا کا بھی کچھ علم تو نے مجھے بخشا ہے۔ (اے) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے تو ہی) دنیا اور آخرت (دونوں) میں میرا مددگار ہے (جب بھی میری موت کا وقت آئے) مجھے اپنی کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دے اور صالحین (کی جماعت) کے ساتھ ملا دے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٣﴾

(اے ہمارے رسول!) یہ (بیان)[2] غیب کی خبروں میں سے ہے ہم اسے تجھ پر وحی (کے ذریعہ سے) ظاہر کرتے ہیں اور جب انہوں نے (یعنی تیرے دشمنوں نے تیرے خلاف) تدبیریں کرتے ہوئے آخر آپس میں اتفاق کر لیا تو تو (اس وقت) اُن کے پاس (موجود) نہیں تھا۔

وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾

اور خواہ تو (کتنا ہی) چاہے (کہ سب لوگ ہدایت پا جائیں) اکثر لوگ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔

وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٥﴾ ع ۵

اور تو اس (تبلیغ و تعلیم) کے متعلق اُن سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو تمام جہانوں (اور سب لوگوں) کے لیے سراسر شرف (کا موجب) ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٦﴾

اور آسمانوں اور زمین میں بہت سے نشان (موجود) ہیں جن کے پاس سے یہ لوگ ان سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٧﴾

اور ان میں سے اکثر (لوگ) اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حالت میں کہ وہ (ساتھ ساتھ) شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔

---

[1] یعنی جو خواب میں دیکھا تھا کہ چاند، سورج اور ستارے میری وجہ سے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہ بات پوری ہو گئی۔ اور آج آپ لوگ میرے مل جانے کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

[2] یعنی یہ قصہ نہیں پیشگوئی ہے۔ تجھ سے بھی ایسا ہی واقعہ پیش آنے والا ہے جیسا کہ ہُوا۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

تو کیا یہ (لوگ) اس بات سے (محفوظ اور) بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر اللہ کے عذابوں میں سے کوئی سخت عذاب آجائے یا اچانک ان پر وہ گھڑی آجائے (جس کی پہلے سے خبر دی جا چکی ہے) اور انھیں پتہ بھی نہ لگے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۛ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

تو کہہ (کہ) یہ میرا طریق[1] ہے میں (تو) اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور جنھوں نے (سچّے طور پر) میری پیروی اختیار کی ہے (میں) اور وہ سب بصیرت[2] پر قائم ہیں اور اللہ (سب قسم کے نقائص سے) پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور تجھ سے پہلے (بھی) ہم (لوگوں کی رہنمائی کے لیے ہمیشہ) انہی (دنیا کی بستیوں کے رہنے والے مردوں ہی کو جن پر ہم (اپنی) وحی نازل کرتے تھے رسالت دیکر بھیجتے رہے ہیں تو کیا یہ (لوگ) زمین میں نہیں پھرتے تا دیکھتے (کہ) جو (لوگ) ان سے پہلے (انبیاء کے منکر) تھے ان کا انجام کیسا ہوا تھا؟ اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا یقیناً زیادہ بہتر ہے پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

حَتّٰٓي اِذَا اسْتَيْــــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَاۗءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور جب[3] (ایک طرف تو) رسول (ان کی جانب سے) نا امید ہو گئے[4] اور (دوسری طرف ان منکروں) کا (یہ) پختہ خیال ہو گیا کہ ان سے (وحی کے نام سے) جھوٹی باتیں کہی جا رہی ہیں تو (اس وقت) ان (رسولوں) کے پاس ہماری مدد آگئی۔ اور جنھیں ہم بچانا چاہتے تھے (انھیں) بچا لیا گیا۔ اور مجرم لوگوں سے ہمارا عذاب (ہرگز) نہیں ہٹایا جاتا۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ان (لوگوں) کے ذکر میں عقلمندوں کے لیے ایک عبرت (کا نمونہ موجود) ہے۔ یہ ایسی بات (ہرگز) نہیں ہے جو (اپنے پاس سے) گھڑی گئی ہو۔ بلکہ (یہ) اپنے سے پہلے (کلام الٰہی کی پیشگوئیوں) کو کامل طور پر پورا کرنے والی ہے اور ہر بات کی پوری تفصیل بیان کرنے والی ہے اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

---

[1] یعنی میرا طریق اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے نہ کہ جبر کرنا۔

[2] یعنی ہر بات کو دلیل سے مانتے ہیں خیالی ڈھکوسلوں سے ایمان نہیں لاتے۔

[3] یہ حتٰی ابتدائیہ ہے جس کے معنے اور کے ہوتے ہیں اور وہی معنے ہم نے کیے ہیں۔

[4] بعض مفسّر لکھتے ہیں کہ جب رسول خدائی عذابوں کے آنے سے مایوس ہو گئے۔ لیکن ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ جب رسول لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور کفار نے بھی یقین کر لیا کہ ان سے جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ یعنی جو سنایا جا رہا ہے وحی الٰہی نہیں ہے بلکہ رسول کی خود ساختہ باتیں ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اَرْبَعٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ رعد - یہ سُورۃ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی چوالیس ۴۴ آیتیں ہیں - اور چھ ۶ رکوع ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ②

مَیں[1] اللہ جاننے والا اور دیکھنے والا ہوں - یہ کامل کتاب کی آیات ہیں - اور جو کلام تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے وہ بالکل حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے -

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ③

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا ہے - جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو (اور) پھر وہ عرش پر قائم ہوا ہے اور سُورج اور چاند کو اس نے (تمہاری) خدمت پر لگا رکھا ہے (چنانچہ) ہر ایک (سیّارہ) ایک معیّن میعاد تک (اپنی گردش کے مطابق) چل رہا ہے - وہ (اللہ) ہر امر کا انتظام کرتا ہے (اور) اپنی آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم (لوگ) اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھو -

وَ هُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ④

اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا ہے، اور اس میں استحکام کے ساتھ ٹھہرے رہنے والے پہاڑ اور (نیز) دریا بنائے ہیں اور اس میں تمام (اقسام کے) پھلوں سے دونوں قسمیں (یعنی نر و مادہ) بنائی ہیں - وہ رات کو دن پر لا ڈالتا ہے - جو لوگ سوچتے ہیں اُن کے لیے (بلا شک و شبہ) اس (بات) میں کئی نشان (پائے جاتے) ہیں -

وَ فِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّ جَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ زَرْعٌ وَّ نَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَ نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑤

اور زمین میں ایک دوسرے کے پاس پاس کئی (اقسام کے) قطعات ہیں اور کئی طرح کے انگوروں کے باغات اور (کئی قسم کی) کھیتی اور (طرح طرح کے) کھجور کے درخت (جن میں سے بعض) ایک ایک جڑ سے کئی کئی نکلنے والے (ہوتے ہیں) اور (بعض) ایک ایک جڑ سے کئی کئی نکلنے والوں کے خلاف (ایک ہی تنے کے ہوتے) ہیں جنہیں ایک ہی (طرح کے) پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور باوجود اس کے (پھل کے لحاظ سے) ہم ان میں سے بعض (درختوں) کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں - اس میں بھی ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں کئی نشان (موجود) ہیں -

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھیں سورۃ بقرۃ آیت ۲ - نوٹ ۱ +

وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَإِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَإِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۶﴾

اور (اے مخاطب) اگر تجھے (ان منکرین حق پر) تعجب آئے تو (وہ بجا ہے کیونکہ) اُن کا (یہ) کہنا (کہ) کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہمیں واقعہ میں (پھر) کسی نئے جنم میں آنا ہوگا۔ تیری بات سے بھی زیادہ عجیب بات ہے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ربّ کا انکار کر دیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق (پڑے) ہوں گے۔ اور یہ (لوگ دوزخ کی) آگ (میں پڑنے) والے ہیں۔ وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۸﴾ ع

اور وہ سزا کو نیک جزا سے جلد تر لانے کا تجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے (ایسے لوگوں پر) تمام (قسم کے) عبرتناک عذاب آچکے ہیں اور تیرا ربّ لوگوں کو اُن کے ظلم کے باوجود (بھی) (بلاشک و شبہ) بہت ہی بخشنے والا ہے اور اسی طرح تیرا ربّ یقیناً سخت سزا دینے والا (بھی) ہے اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں (کہ) اِس (شخص) پر اس کے ربّ کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اتارا گیا (حالانکہ) تُو صرف آگاہ (اور ہوشیار) کرنے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لیے (خدا کی طرف سے) ایک راہنما بھیجا جا چکا ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۹﴾

اللہ (خوب) جانتا ہے اسے (بھی) جو ہر مادہ اُٹھاتی ہے اور جسے رحم ناقص کر کے گرا دیتے ہیں۔ اور اسے بھی (جسے وہ بڑھاتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز اس کے پاس ضرورت کے مطابق موجود ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۱۰﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾

وہ غائب اور حاضر (دونوں) کا جاننے والا ہے۔ بڑے مرتبہ والا اور بڑی شان والا ہے۔ جو تم میں سے بات چھپاتا ہے اور وہ بھی جو اُسے ظاہر کرتا ہے (اس کے علم کے لحاظ سے) دونوں برابر ہیں۔ نیز وہ بھی جو رات کو چھپ رہتا ہے اور جو دن کو چلتا ہے۔ اُس[1] کی طرف سے اس (رسول) کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی (ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ آنے والی (ملائکہ کی) ایک جماعت (حفاظت کے لیے) مقرر ہے جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کر رہی ہے۔ اللہ کبھی بھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی اندرونی حالت کو نہ بدلے[2] اور جب اللہ کسی قوم کے متعلق عذاب کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس (عذاب) کو ہٹانے والا کوئی نہیں ہوتا اور اس کے سوا ان کا اور کوئی (بھی) مددگار نہیں (ہو سکتا)۔

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

[2] تشریح کے لیے دیکھو سورۃ الانفال نوٹ آیت ۵۴۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾

وہی ہے جو تمھیں بجلی (کی چمک) دکھاتا ہے۔ خوف کے لیے (بھی) اور طمع کے لیے (بھی) اور بھاری بادل اُٹھاتا ہے۔

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

اور کڑک[1] اس کی تعریف کے ساتھ (ساتھ اس کی پاکیزگی کا اظہار بھی کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف کے سبب سے (ایسا ہی کرتے ہیں) اور گرنے والی بجلیاں بھی بھیجتا ہے پھر جن پر چاہتا ہے انھیں گراتا ہے اور وہ اللہ کے بارہ میں جھگڑ رہے ہیں حالانکہ وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

نہ ٹلنے والا بلاوا اُسی کا ہے۔ اور جنھیں وہ اس کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ اُن (کی دعا) کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ (ہاں) مگر[2] (ان کا فعل) اس (شخص) کی طرح ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا رہا ہو۔ تا وہ اسکے منہ تک پہنچ جائے لیکن وہ (پانی) اس تک کبھی نہیں پہنچے گا اور کافروں کی (چیخ اور) پکار ضائع ہو جائے گی۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة

اور جو (وجود) آسمانوں میں ہیں یا زمین میں ہیں اور ان کے سائے بھی خوشی سے یا کراہت سے (ہر) صبح اور شام[3] اللہ ہی کو سجدہ[4] کرتے ہیں۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

تو اُن سے کہہ (کہ) بتاؤ آسمانوں اور زمین کا ربّ کون ہے؟ (اس کا جواب وہ تو کیا دیں گے) تو خود ہی (کہہ دے کہ) اللہ (اور پھر تو اُن سے) کہہ کیا پھر (بھی) تم نے اس کے سوا (اپنے) ایسے مددگار تجویز کر رکھے ہیں جو خود اپنے لیے (بھی) کسی نفع (کو حاصل کرنے) کی قدرت نہیں رکھتے۔ اور نہ کسی نقصان کو روکنے کی (اور اُن سے) کہہ (کہ) کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے؟ یا کیا تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا انھوں نے اللہ کے لیے شریک تجویز کیے ہیں جنھوں نے اس کی طرح (کچھ) مخلوق پیدا کی ہے جس کی وجہ سے (اس کی اور دوسروں کی مخلوق) اُن کے لیے مشتبہ ہو گئی ہے تو (اُن سے) کہہ (کہ) اللہ (ہی) ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہ کامل طور پر یکتا (اور ہر ایک چیز پر) کامل اقتدار رکھنے والا ہے۔

---

[1] مفسرین کہتے ہیں کہ رعد ایک فرشتہ کا نام ہے لیکن یہ غلط ہے۔ خود بجلی بھی زبانِ حال سے خدا تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرتی ہے پس خواہ مخواہ فرشتوں کو بیچ میں گھسیٹنے کی ضرورت نہ تھی۔

[2] یہاں استثناء منقطع ہے جس کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

[3] عربی کے لفظ کا ترجمہ "شاموں" ہے مگر اُردو میں مفرد ہی ترجمہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے ترجمہ مفرد ہی کیا گیا ہے۔

[4] یہ مطلب نہیں کہ انسان کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔ بلکہ سجدہ کے معنے فرمانبرداری کے ہوتے ہیں۔ اور آیت کا یہ مطلب ہے کہ صبح و شام تمام کائنات قانونِ قدرت کی فرمانبرداری میں لگی ہوئی ہے۔

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿۱۸﴾

اس نے آسمان سے کچھ پانی اُتارا، پھر اس سے (کئی) وادیاں اپنی (اپنی) گنجائش کے مطابق بہ نکلیں، اور اس سیلاب نے اوپر آجانے والی جھاگ کو اُٹھا لیا اور جس (دھات) کو وہ کسی زیور یا (کسی گھریلو) استعمال کے سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں اس میں (بھی) اس (سیلاب) جیسا ایک جھاگ (ہوتا) ہے اسی طرح اللہ حق اور باطل (کے فرق) کو بیان کرتا ہے۔ پھر جھاگ تو پھینکا جا کر تباہ ہو جاتا ہے[1] اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہوتی ہے۔ وہ زمین میں ٹھہری رہتی ہے۔ اللہ تمام باتوں کو اسی طرح (کھول کر) بیان کرتا ہے[2]۔

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَّمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹﴾

جنھوں نے اپنے ربّ کا کہا مانا اُن کے لیے کامیابی ہے اور جنھوں نے اس کا کہا نہیں مانا (ان کی یہ حالت ہوگی کہ) جو کچھ بھی زمین میں ہے اگر (سب) اُن کا ہوتا اور اس کے برابر اور بھی تو وہ اس سب (مال) کو دے کر اپنے آپ کو عذاب سے چھڑانے کی کوشش کرتے ان کے لیے بُرے انجام والا حساب (مقدر) ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ رہنے کے لحاظ سے بہت بُری (جگہ) ہے۔

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۲۰﴾

جو شخص جانتا ہے کہ جو (کلام) تمھارے ربّ کی طرف سے تمھاری طرف اُتارا گیا ہے وہ بالکل حق ہے کیا وہ اس شخص جیسا (ہو سکتا) ہے جو اندھا ہے (نہیں، کیونکہ) عقل رکھنے والے ہی نصیحت پکڑتے ہیں۔

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُّوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى

ایسے لوگ جو اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس پختہ عہد کو نہیں توڑتے اور جو (لوگ) ان تعلقات کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں جن کے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور بُرے (انجام والے) حساب سے خوف رکھتے ہیں۔ اور جنھوں نے اپنے ربّ کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا ہے اور نماز کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے چُھپ کر (بھی) اور ظاہر (بھی) ہماری راہ میں خرچ کیا ہے اور (جو) بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دُور کرتے (رہتے)

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کے ابتلا آنے کے نتیجہ میں جو کارآمد وجود ہوں گے، وہ باقی رہ جائیں گے اور جو لوگ ناکارہ اور خبیث ہوں گے، اُٹھا کر پھینک دیئے جائیں گے یعنی تباہ کر دئے جائیں گے۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ حق اور باطل میں دلیل کے ساتھ بھی اور عمل کے ساتھ بھی فرق کر کے دکھاتا ہے۔

الدَّارِ ﴿۲۲﴾
جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

ہیں، انہی کے لیے اس گھر کا (بہترین) انجام (مقدّر) ہے۔
یعنی مستقل رہائش کے باغات جن میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے اور اُن کے بڑوں اور ان کی بیویوں اور ان کی نسلوں میں سے بھی (وہ لوگ) جنھوں نے نیکی اختیار کی ہوگی (اس میں داخل ہوں گے) اور فرشتے ہر دروازہ سے ان کے پاس آئیں گے۔
(اور کہیں گے) تمھارے لیے سلامتی ہے کیونکہ تم ثابت قدم رہے پس (اب دیکھو کہ تمھارے لیے) اس گھر کا کیا ہی اچھا انجام ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

اور جو اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) پختہ عہد کو پکّے اقرار کے بعد توڑتے ہیں اور جس تعلّق کے قائم کرنے کا اللہ نے حکم دیا تھا اُسے پارہ پارہ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی طرف سے) لعنت مقدر ہے اور اُن کے لیے ایک بُرا گھر (بھی) مقرر ہے۔
اللہ جس کے لیے پسند کرتا ہے (اس کے لیے) رزق کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے (اس کے لیے) تنگ کر دیتا ہے اور یہ (لوگ) اس ورلی زندگی پر (ہی) خوش ہو گئے ہیں حالانکہ یہ ورلی زندگی آخرت کے مقابلہ میں محض ایک وقتی سامان ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾

اور جن لوگوں نے (تمھارا) انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان کیوں نہیں اُتارا گیا۔ تُو کہہ اللہ جسے چاہتا ہے ہلاک کر دیتا ہے اور جو اس کی طرف (مائل ہو) اس کی اپنی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

یعنی جو ایمان لائے ہوں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں (ان کو ہدایت دیتا ہے) پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔
جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک (اور مناسبِ حال) عمل کیے ہیں ان کے لیے (بڑی) قابلِ رشک حالت اور بہترین واپسی کی جگہ (مقدر) ہے۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

اسی (قسم کا انجام پانے کے) لیے ہم نے تجھے ایک ایسی قوم میں جس سے پہلے کئی قومیں (آنے والے کی راہ دیکھتی) گذر چکی تھیں بھیجا ہے تاکہ جو (کلام) ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے تُو وہ اُنھیں پڑھ کر سُنائے کیونکہ وہ رحمٰن (کے فیضان) کا انکار کر رہے ہیں تُو کہہ یہ میرا ربّ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف ہر آن میرا رجوع ہے۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہو جس کے ذریعہ سے (نشان کے طور پر) پہاڑوں کو (اُن کی جگہ سے ہٹا کر) چلایا گیا ہو یا اس کے ذریعہ سے زمین کو ٹکڑے (ٹکڑے) کیا گیا ہو یا اس کے ذریعہ سے مُردوں سے باتیں کی گئی ہوں (تو کیا یہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے؟ ہرگز نہیں) بلکہ (ایمان لانے کا) فیصلہ پورے طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا جو (لوگ ایمان) لائے ہیں انھیں (اب تک) معلوم نہیں ہوا[1] کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا اور (اے رسول!) جن لوگوں نے تمھارا انکار کیا ہے ان کے اس عمل کی وجہ سے ہمیشہ کوئی (نہ کوئی) سخت آفت اُن پر آتی رہے گی۔[2] یا ان کے گھر کے قریب نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا (آخری) وعدہ (یعنی فتح مکہ)[3] آجائے گا۔ اللہ اس وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

اور تجھ سے پہلے رسولوں سے (بھی) استہزا کیا گیا تھا جس پر میں نے ان لوگوں کو جنھوں نے انکار کیا تھا (کچھ عرصہ تک کے لیے) ڈھیل دی پھر میں نے اُن کو تباہ کر دیا۔ اب دیکھو میری سزا کیسی (سخت) تھی۔

اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ قُلْ سَمُّوْهُمْ ۭ اَمْ تُنَبِّــــــُٔـوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۭ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

تو کیا وہ (خدا) جو ہر ایک شخص کے اعمال پر نگران ہے (اُن سے نہ پوچھے گا) اور انھوں نے تو اللہ کے کئی ایک شریک (بھی بنائے ہوئے) ہیں (ان سے) کہو۔ تم ان (بناوٹی خداؤں) کے نام (تو) بتاؤ۔ یا کیا تم (لوگ) اس (خدا) کو کوئی ایسی بات بتاؤ گے جو زمین پر موجود تو ہے لیکن وہ (اسے) نہیں جانتا۔ یا تم صرف مُنہ سے یہ باتیں کرتے ہو بلکہ جن لوگوں نے انکار کیا ہے اُن کو اُن کی (اپنی ہی) فریب کاری خوبصورت (شکل میں) دکھائی گئی ہے اور انھیں درست راستہ سے ہٹا دیا گیا ہے اور جسے اللہ ہلاک کرے اسے راہ دکھانے والا کوئی نہیں (مل سکتا)

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

ان کے لیے ایک عذاب (تو) اس ورلی زندگی میں (ہی مقدر) ہے۔ اور آخرت کا عذاب یقیناً اور (بھی) سخت ہوگا۔ اور انھیں اللہ (کے عذاب) سے کوئی بھی بچانے والا نہیں ہوگا۔

---

[1] قرآن مجید میں 'یائیس' کا لفظ ہے جس کے عام معنے مایوس ہونے کے ہوتے ہیں۔ لیکن ایک معنے جاننے کے بھی ہیں (دیکھو اقرب) یہی غیر معروف معنے اس جگہ لگتے ہیں۔ [2] یعنی بار بار تیرا لشکر مکہ کی طرف بڑھے گا اور اس کے قرب تک بڑھتا رہے گا۔

[3] یعنی کفار پر عذاب پر عذاب آئیں گے اور لشکر کے بعد لشکر چڑھائی کرے گا۔ اور آخری لشکر اُن کے گھروں کے پاس جا کر اُترے گا۔ یعنی مکہ پر حملہ ہوگا۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآىٕمٌ وَّ ظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ۖۗ وَّ عُقْبَى الْكٰفِرِیْنَ النَّارُ ﴿۳۶﴾

اس جنّت کا مثالی بیان جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے (یہ ہے کہ) اس کے (درختوں کے سایہ) تلے نہریں بہتی ہوں گی اس کا پھل بھی ہمیشہ رہنے والا ہوگا اور اس کا سایہ (بھی) یہ اُن (لوگوں) کا انجام ہوگا جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور انکار کرنے والوں کا انجام (دوزخ کی) آگ ہے۔

وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ یُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ ﴿۳۷﴾

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کلام الٰہی) سے جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے خوش ہوتے ہیں اور ان (مختلف) گروہوں میں سے (بعض ایسے (بھی) ہیں جو اس کے بعض (حصّہ) کا انکار کرتے ہیں۔ تم کہو، مجھے (تو) یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور (کسی کو) اس کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اس کی طرف (تم کو) بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میں (بھی) رجوع کرتا ہوں۔

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَ لَىٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۸﴾ ع

اور اسی طرح ہم نے اسے ایک مفصّل حکم کی صورت میں اُتارا ہے اور (اے مخاطب) اگر تو نے اس علم کے بعد جو تجھے حاصل ہو چکا ہے ان (کفار) کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کے مقابلہ میں نہ (تو) تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا (ہوگا)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۹﴾

اور ہم نے تجھ سے پہلے (بھی) یقیناً کئی رسول بھیجے تھے اور انھیں بیویاں اور بچے بھی دیئے تھے اور کسی رسول کے لیے ممکن نہ تھا کہ وہ اللہ کے اذن کے سوا (اپنی قوم کے پاس) کوئی نشان لاتا۔ ہر ایک پروگرام کے لیے ایک میعاد مقرر ہے۔

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۖۚ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۴۰﴾

جس چیز کو اللہ چاہتا ہے مٹاتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) قائم کرتا ہے اور اُسی کے پاس (تمام) احکام کی اصل (اور جڑ) ہے۔

وَ اِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَیْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

اور جس (عذاب کے بھیجنے) کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں اگر ہم اس کا کوئی حصّہ تیرے سامنے بھیج کر تجھے دکھا دیں (تو تو بھی اُن کا انجام دیکھ لیگا) اور اگر ہم (اس گھڑی سے پہلے) تجھے وفات دیدیں (تو تجھے مابعد الموت اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کیونکہ) تیرے ذمہ (ہمارے حکم و پیغام کا) صرف پہنچا دینا ہے اور ان کا حساب لینا ہمارا ذمہ ہے۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ

اور کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ملک کو اس کی تمام اطراف سے کم کرتے چلے آ رہے ہیں[1]

[1] یعنی ایک طرف تو ملک کے کنارے مسلمانوں کے ہاتھ آ رہے ہیں۔ دوسری طرف صاحب اقتدار خاندانوں کے نوجوان اسلام لا رہے ہیں جیسے عمرو بن عاصؓ، خالد بن ولیدؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۲﴾

اور فیصلہ تو اللہ کرتا ہے۔ کوئی اس کے فیصلہ کو تبدیل کرنے والا نہیں۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۚ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۚ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۳﴾

اور جو لوگ اُن سے پہلے تھے، اُنھوں نے (بھی انبیاء کے خلاف) تدبیریں کی تھیں (مگر ان کی کوئی پیش نہ گئی) پس تدبیر کرنا تو کُلّی طور پر اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ ہر شخص جو کچھ (بھی) کرتا ہے وہ (اللہ) اسے جانتا ہے اور ان کافروں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ اس آنے والے گھر کا (اچھا) انجام کس کے لیے ہے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۴﴾ ع

اور جن لوگوں نے تیرا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تُو خدا کا بھیجا ہُوا نہیں ہے تُو انھیں کہہ (کہ) اللہ میرے درمیان اور تمھارے درمیان کافی گواہ ہے۔ اور (اسی طرح پر) وہ شخص بھی گواہ ہے جسکے پاس اس (مقدس) کتاب کا علم (آچکا) ہے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ابراہیم۔ یہ سورۃ مکی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی ترپن ۵۳ آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓرٰ تف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ②

میں[1] اللہ دیکھنے والا ہوں۔ (یہ) ایک کتاب ہے جسے ہم نے تجھ پر اس لیے اُتارا ہے کہ تُو تمام لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے ظُلمات سے نکال کر نُور کی طرف لے آئے۔ یعنی غالب اور تعریفوں والے خدا کے راستہ کی طرف۔

اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ③

(وہ غالب اور تعریفوں والا خدا) اللہ (ہی ہے) (اور) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اس کا ہے اور (اس کا) انکار کرنے والوں کے لیے ایک سخت عذاب (مقدر) ہے۔

الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ④

جو (انکار کرنے والے) آخرت کے مقابلہ میں اس ورلی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں اور (دوسرے لوگوں کو بھی) اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں اور اسے کجی اختیار کرکے (حاصل کرنا) چاہتے ہیں۔ یہ لوگ دُور کی گمراہی میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤

اور ہر ایک رسول کو ہم نے اس کی قوم کی زبان میں ہی (وحی دے کر) بھیجا ہے تاکہ وہ انھیں (ہماری باتیں) کھول کر بتائے پھر (اس تدبیر کے بعد) اللہ جسے (ہلاک کرنا) چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے اور جسے (کامیاب کرنا) چاہتا ہے اُسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے اور وہ کامل طور پر غالب (اور) صاحب حکمت ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑥

اور (تجھ سے پہلے) ہم نے موسیٰ کو (بھی) اپنے نشانات کے ساتھ (یہ حکم دے کر) بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لا۔ اور انھیں اللہ کے انعام اور اس کے عذاب یاد دلا۔ (کیونکہ) بلاشبہ اس میں ہر ایک پورے صابر (اور) پورے شکر گذار کے لیے کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

اور (اے مخاطب تُو اس وقت کو بھی یاد کر) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا (کہ اے میری قوم!) تم اپنے آپ پر اللہ کا (اس وقت کا) انعام یاد کرو جب اس نے

[1] الٓرٰ کے معنے ہیں اَنَا اللّٰہُ اَرٰی یعنی میں اللہ دیکھنے والا ہوں۔ تفصیل کے لیے دیکھو سورۃ بقرۃ آیت ۲ نوٹ ۱۔

وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۟

تمھیں فرعون کے ساتھیوں سے اس حالت میں بچایا تھا کہ وہ تمھیں سخت عذاب دیتے تھے تمھارے بیٹوں کو مار دیتے تھے اور تمھاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں تمھارے رب کی طرف سے (تمھارے لیے) بڑا (بھاری) امتحان تھا۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۟

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب تمھارے رب نے (انبیاء کے ذریعہ سے) اعلان کیا تھا کہ (اے لوگو!) اگر تم شکر گذار بنے تو میں تمھیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو) میرا عذاب یقیناً سخت (ہوا کرتا) ہے۔

وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۟

اور موسیٰ نے (اپنی قوم سے یہ بھی) کہا تھا (کہ) اگر تم اور جو دوسرے لوگ (زمین میں بستے ہیں سب (کے سب) کفر اختیار کر لو۔ تو (اس میں خدا کا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا کیونکہ) اللہ یقیناً بے نیاز (اور) بہت ہی تعریفوں والا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۬ؕ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۟

کیا جو لوگ تم سے پہلے تھے یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور جو اُن کے بعد ہوئے اُن کی نسبت دلوں کو ہلا دینے والی خبر تمھیں نہیں پہنچی (وہ ایسے نابود ہوئے اور مٹائے گئے کہ) اللہ کے سوا (اب) انھیں کوئی (بھی) نہیں جانتا۔ (جب) ان کے پاس اُن کے رسول (ہمارے) روشن نشان لیکر آئے۔ تو انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور کہا (کہ) جس (تعلیم) کے ساتھ تمھیں بھیجا گیا ہے اس کا (تو) ہم انکار کر چکے ہیں اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کے متعلق ہم ایک بے چین کر دینے والے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۟

اُن کے پیغمبروں نے (انھیں) کہا (کہ) کیا تمھیں اللہ کے متعلق کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے وہ تمھیں اس لیے بلا رہا ہے تا کہ وہ تمھارے گناہوں میں سے بعض[1] بخش دے اور ایک مقررہ میعاد تک تمھیں تاخیر دے انھوں نے کہا (کہ) تم (تو) ہماری ہی طرح کے انسان ہو۔ تم چاہتے ہو کہ جس چیز کی ہمارے باپ دادا پرستش کرتے چلے آئے ہیں اس سے ہمیں ہٹا دو۔ پس (اگر اس معاملہ میں تم حق پر ہو تو) ہمارے پاس کوئی روشن نشان لاؤ۔

---

[1] بعض سے یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف چند گناہوں کو بخشتا ہے۔ باقیوں کو نہیں بخشتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعض گناہ جو انسانوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں جب تک لوگ ان گناہوں کی معافی دوسرے لوگوں سے نہ مانگ لیں اس وقت تک وہ معاف نہیں ہوتے۔ ہاں جب قصور کرنے والے معافی مانگ لیں اور نادم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کے دلوں میں تحریک کرتا ہے کہ وہ اپنے پر ظلم کرنے والے لوگوں کو بخش کر اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات کے وارث ہو جائیں ورنہ اتنا سستا سودا ہے کہ وہ اسے ضرور قبول کر لیتے ہیں۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾

اُن کے پیغمبروں نے اُنھیں کہا کہ یہ سچ ہے کہ) ہم تمھاری (ہی) طرح کے بشر ہیں لیکن (ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ) اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (خاص) احسان کرتا ہے اور یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے سوا تمھارے پاس کوئی نشان لائیں اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکل رکھنا چاہیئے۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿١٢﴾ ع

اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ پر توکّل نہ کریں، حالانکہ اس نے ہمارے (مناسب حال) راستے ہمیں دکھائے ہیں اور جو دُکھ تم نے ہمیں دے رکھا ہے اس پر ہم یقیناً صبر کرتے چلے جائیں گے اور بھروسا کرنے والوں کو تو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٣﴾

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا۔ انھوں نے اپنے (اپنے زمانہ کے) پیغمبروں سے کہا کہ ہم تمھیں ضرور اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم (مجبور ہو کر) ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ گے (تو ان تکلیفوں سے بچ سکو گے) جس پر اُن کے رب نے اُن پر وحی نازل کی (کہ) ہم ان ظالموں کو یقیناً ہلاک کر دیں گے۔

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿١٤﴾

اور ان (کی ہلاکت) کے بعد اس ملک میں ضرور تمھیں آباد کر دیں گے۔ یہ (وعدہ) اس کے حق میں ہے جو میرے مقام سے ڈرے اور نیز میری انذاری پیشگوئیوں سے ڈرے۔

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿١٥﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿١٦﴾

اور انھوں نے (اپنی) فتح کے لیئے دعا کی اور (نتیجہ یہ ہوا کہ) ہر ایک سرکش (اور حق کا) دشمن ناکام ہوا اس (دنیوی عذاب) کے بعد (اس کے لیے) جہنم (کا عذاب بھی مقدّر) ہے اور (وہاں) اسے تیز گرم پانی پلایا جائے گا۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿١٧﴾

وہ اُسے تھوڑا تھوڑا کر کے پیئے گا اور اُسے آسانی سے نگل نہیں سکے گا اور ہر جگہ (اور ہر طرف سے) اس پر موت آئے گی اور وہ مرے گا نہیں اور اس کے علاوہ بھی (اس کے لیے) ایک سخت عذاب (مقرر) ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اِۨشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٨﴾

جن لوگوں نے اپنے رب (کے احکام) کا انکار کیا ہے ان کے اعمال اس راکھ کی طرح ہیں جسے ایک تیز آندھی والے دن ہوا تیزی سے (اُڑا) لے گئی ہو جو کچھ انھوں نے (اپنے مستقبل کے لیے) کمایا ہے۔ اس میں سے کوئی حصّہ (بھی) ان کے ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہی پرلے درجہ کی تباہی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۲۰﴾

(اے مخاطب!) کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق وحکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر وہ چاہے تو تمھیں ہلاک کردے اور تمھاری جگہ پر کوئی اور نئی مخلوق لے آئے۔

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۱﴾

اور یہ بات اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۚ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۲۲﴾ ع ۳ ۱۵

اور وہ سب اللہ کے حضور آکھڑے ہوں گے تب (ان میں سے) کمزور (سمجھے جانے والے) تکبر کرنے والوں کو کہیں گے (کہ) ہم تو تمھارے پیچھے چلنے والے تھے پس کیا تم اللہ کے عذاب میں سے (اس وقت) کچھ ہم سے دُور کرسکتے ہو۔ وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم (بھی) تمھیں ہدایت دیتے (لیکن اب کیا ہوسکتا ہے) ہمارا بے صبری دکھانا یا ہمارا صبر کرنا (اس وقت) ہمارے لیے یکساں ہے (اور) ہمارے لیے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۚ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۚ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۚ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

اور جب تمام معاملہ کا فیصلہ کیا جاچکے گا تو شیطان (لوگوں سے) کہے گا (کہ) اللہ نے یقیناً تم سے اٹل وعدہ کیا تھا اور میں نے (بھی) تم سے (ایک) وعدہ کیا تھا مگر میں نے وہ (وعدہ) تم سے پورا نہ کیا اور میرا تم پر کوئی تسلّط نہ تھا ہاں میں نے تمھیں اپنی طرف بلایا اور تم نے میرا کہنا مان لیا اس لیے (اب) مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ (اس وقت) نہ میں تمھاری فریاد سُن سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد سُن سکتے ہو۔ تم نے جو مجھے اللہ کا شریک بنارکھا تھا۔ میں تمھاری اس بات کا پہلے سے انکار کرچکا ہوں (اس پر خدا فرماتا ہے اس قسم کا شرک کرنے والے) ظالموں کے لیے یقیناً دردناک عذاب (مقدّر) ہے۔

وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۴﴾

اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انھوں نے (نیک اور) مناسب حال عمل کیے ہوں گے انھیں اُن کے ربّ کے حکم سے ایسے باغوں میں جن کے (سایوں کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کیا جائے گا (اور) وہ ان (جنتوں) میں بستے چلے جائیں گے اور وہاں ان کی (ایک دوسرے کے لیے یہ) دُعا ہوگی (کہ تم پر) سلامتی (ہو)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا

اے مخاطب! کیا تو نے دیکھا نہیں (کہ) اللہ نے کس طرح ایک کلام پاک کے متعلق حقیقتِ حال کو بیان کیا ہے وہ ایک پاک درخت کی طرح ہوتا ہے جس کی جڑ

فِي السَّمَآءِ ﴿۲۵﴾

(مضبوطی کے ساتھ) قائم ہوتی ہے اور اس کی (ہر ایک) شاخ آسمان کی بلندی میں (پہنچی ہوتی) ہے۔

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

وہ ہر وقت اپنے ربّ کے اذن سے اپنا (تازہ) پھل دیتا ہے[1] اور اللہ لوگوں کے لیے (ان کی ضرورت کی تمام) باتیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۷﴾

اور بُری بات کا حال بُرے درخت کی طرح ہے جس کو زمین سے[2] (اکھاڑ کر پھینک) دیا گیا ہو (اور) جسے (کہیں بھی) قرار (حاصل) نہ ہو۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۲۸﴾ ع

جو لوگ ایمان لائے ہیں انھیں اللہ اس قائم رہنے والی (اور پاک) بات کے ذریعہ سے (اس) ورلی زندگی میں (بھی) ثبات بخشتا ہے اور آخرت (کی زندگی) میں (بھی بخشے گا) اور ظالموں کو اللہ ہلاک کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۹﴾

(اے مخاطب!) کیا تُو نے ان لوگوں (کی حالت) کو (غور کی نظر سے) نہیں دیکھا جنھوں نے ناشکری سے اللہ کی نعمت کو بدل ڈالا اور آپ بھی ہلاک ہوئے) اور اپنی قوم کو (بھی) ہلاکت کے گھر میں (لا) اُتارا۔

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۳۰﴾

یعنی جہنم میں، وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ جگہ (رہنے کے لحاظ سے) بہت بُری ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۱﴾

اور انھوں نے اللہ کے ہم مرتبہ شریک بنا لیے ہیں تا (لوگوں کو) اس کی راہ سے برگشتہ کریں۔ تُو (انھیں) کہہ (کہ اچھا، کچھ دن) عارضی فائدہ اٹھالو۔ پھر تمہیں یقیناً (دوزخ کی) آگ کی طرف جانا ہوگا۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۲﴾

(اے رسول!) میرے اُن بندوں سے جو ایمان لا چکے ہیں کہہ کہ وہ اُس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ کوئی بیع (و شراء) ہوگی اور نہ ہی کوئی گہری دوستی۔ نماز کو عمدگی سے ادا کیا کریں اور جو کچھ ہم نے اُنھیں دیا ہے اس میں سے پوشیدگی میں (بھی) اور ظاہر میں (بھی ہماری راہ میں) خرچ کیا کریں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ

اللہ وہ (ہستی) ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور بادلوں سے

---

[1] اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کا جو شجرہ طیّبہ ہے اس میں ہمیشہ خدا رسیدہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ مگر باقی مذاہب میں نہیں۔ یہ اس کا ثبوت ہوگا، کہ وہ شجرہ خبیثہ ہو گئے ہیں۔

[2] یعنی اس کو طبعی غذا ملنی بند ہو گئی ہو اور وہ سوکھ رہا ہو۔

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۳﴾

پانی اُتار کر اس کے ذریعہ سے تمھارے لیے پھلوں (کی قسم) سے رزق پیدا کیا ہے اور اس نے کشتیوں کو چلانے والی ہَوا کو (بلا اُجرت تمھاری خدمت پر لگایا ہوا ہے تاکہ وہ اس کے حکم سے سمندر میں چلیں- اور (اسی طرح) دریاؤں کو (بھی) اس نے بلا اُجرت تمھاری خدمت پر لگا رکھا ہے۔

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۴﴾

اور سورج اور چاند کو (بھی) وہ (دونوں) بلا وقفہ (اپنا مفوضہ کام کرتے ہیں اور اس نے رات اور دن کو (بھی) بلا اُجرت تمھاری خدمت پر لگا رکھا ہے۔

وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۵﴾ ع

اور جو کچھ (بھی) تم نے اس سے مانگا اُس نے تمھیں دیا ہے اور اگر تم اللہ کے احسان گننے لگو تو اُن کا شمار نہیں کر سکو گے۔ انسان یقیناً بڑا ہی ظالم (اور) بڑا ہی ناشکر گذار ہے

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۶﴾

اور (اے مخاطب اس وقت کو یاد کر جب ابراہیم نے (دُعا کرتے ہوئے) کہا تھا (کہ) اے میرے رب! اس شہر (یعنی مکہ) کو امن والی (جگہ) بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دُور رکھ کہ ہم معبودانِ باطلہ کی پرستش کریں۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اے میرے رب! انھوں نے یقیناً بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے پس جس نے میری پیروی کی وہ (تو) مجھ سے تعلّق رکھتا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے متعلق بھی میری یہی عرض ہے کہ اس کو بخش دینا کیونکہ) تو یقیناً بڑا ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اے ہمارے ربّ! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے معزز گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے اے میرے ربّ! (میں نے ایسا اس لیے کیا ہے) تا وہ عمدگی سے نماز ادا کریں۔ پس تُو لوگوں کے دل اُن کی طرف جھکا دے اور انھیں مختلف پھلوں سے رزق دے تا کہ وہ ہمیشہ تیرا شکر کرتے رہیں۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَ مَا نُعْلِنُ ؕ وَ مَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ ﴿۳۹﴾

اے ہمارے ربّ! جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں تُو یقیناً سب کچھ ہی جانتا ہے اور اللہ سے کوئی چیز نہ زمین میں چھپی رہ سکتی ہے اور نہ آسمان میں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۴۰﴾

ہر قسم کی تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے۔ جس نے (میرے) بڑھاپے کے باوجود مجھے (دو بیٹے) اسمٰعیل اور اسحاق عطا کیے ہیں۔ میرا رب (بہت ہی) دعائیں سننے والا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

(اے) میرے رب! مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا۔ (اے) ہمارے رب! (ہم پر فضل کر) اور میری دعا قبول فرما۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

(اے) ہمارے رب! جس دن حساب ہونے لگے اُس دن مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بخش دیجیو۔

ع

وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾

اور (اے مخاطب) یہ ظالم (مکّہ والے) جو کچھ کر رہے ہیں اس سے تو اللہ کو ہرگز بے خبر نہ سمجھ۔ وہ انھیں صرف اُس دن تک ڈھیل دے رہا ہے جس دن (ان کی) آنکھیں (حیرت سے) پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

(وہ) اپنے سروں کو اُوپر اُٹھائے ہوئے خوف زدہ ہو کر دوڑ رہے ہوں گے (اور) اُن کی نظریں (لوٹ کر) واپس نہیں آئیں گی اور اُن کے دل (امیدوں سے) خالی ہوں گے۔

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾

اور تُو ان لوگوں کو اس دن سے ڈرا جب اُن پر وہ عذاب آئے گا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے ظلم (کا شیوہ اختیار) کیا ہو گا (اس وقت کہیں گے (کہ اے) ہمارے رب! ہمارے معاملہ کو کسی (اور) قریب میعاد تک (کے لیے) پیچھے ڈال دے کہ ہم تیری طرف سے آئی ہوئی دعوت کو قبول کریں گے اور (تیرے) رسولوں کی پیروی کریں گے (جس پر انھیں جواب ملیگا کہ کیا ابھی اتمام حجت میں کوئی کسر باقی ہے؟) اور کیا تم نے پہلے قسم (پر قسم) نہیں کھائی تھی کہ تم پر کسی طرح کا زوال نہیں (آئے گا)

وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾

حالانکہ تم نے اُن لوگوں کے گھروں کو اپنا گھر بنایا ہوا ہے جنہوں نے (تم سے پہلے) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ بات خوب روشن ہو چکی تھی کہ ان کے ساتھ ہم نے کیسا معاملہ کیا تھا اور ہم تمام باتیں تمھارے لیے کھول کر بیان کر چکے ہیں۔

وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اور یہ (لوگ) اپنی (ہر ایک) تدبیر عمل میں لا چکے ہیں۔ اور ان کی (ہر) تدبیر اللہ کے ہاں (محفوظ[1]) ہے اور خواہ ان کی تدبیر ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں پہاڑ (بھی اپنی جگہ سے) ٹل جائیں (یہ تیرا کوئی نقصان نہیں کر سکتے)

---

[1] یعنی بھلائی نہیں گئی بلکہ خدا تعالیٰ کو خوب یاد ہے۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴۸

پس (اے مخاطب) تُو اللہ کو اپنے رسولوں سے اپنے وعدہ کے خلاف (معاملہ) کرنے والا ہرگز نہ سمجھ۔ اللہ یقیناً غالب (اور بُرے کاموں کی) سزا دینے والا ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۴۹

(اور وہ دن ضرور آنے والا ہے) جس دن زمین و آسمان بدل کر دوسری زمین (اور) آسمان قائم کیے جائیں گے۔ اور یہ (لوگ) اللہ کے سامنے ہوں گے جو واحد (اور ہر ایک چیز پر) کامل غلبہ رکھنے والا ہے۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝۵۰

اور اس دن تُو اُن مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا۔

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝۵۱

اُن کے کُرتے (گویا) تارکول کے بنے ہوئے (کالے سیاہ) ہوں گے اور (دوزخ کی) آگ اُن کے مُونہوں کو ڈھانپ رہی ہوگی۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۵۲

(یہ اس لیے ہوگا) تا اللہ ہر شخص کو جو کچھ اس نے (اپنے لیے) کیا ہوگا اس کا بدلہ دے۔ اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۵۳

یہ (ذکر) لوگوں کے (نصیحت حاصل کرنے کے) لیے کافی ہے اور اس بات کے لیے (بھی) کہ انھیں (آنے والے عذاب سے پورے طور پر) ہوشیار کیا جائے اور اس لیے (بھی) کہ انھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ[1] ہی صرف ایک حقیقی معبود ہے اور اس لیے (بھی) کہ عقل والے (لوگ) نصیحت حاصل کریں۔

---

[1] ھُوَ کی ضمیر کی بجائے ظاہر اسم کا استعمال کیا گیا ہے تاکہ مفہوم واضح ہو جائے۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةُ اٰيَةٍ وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ حجر۔ یہ سُورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ②	میں اللہ دیکھنے والا ہوں۔ یہ (ایک) کامل کتاب اور (اپنے مطالب کو) واضح کرنے والے قرآن کی آیات ہیں۔
رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ③	جن لوگوں نے (اس کا) انکار کیا ہے وہ بسا اوقات آرزو کیا کرتے ہیں کہ کاش وہ (بھی اس کی) فرمانبرداری اختیار کرنے والے ہوتے۔
ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ④	تو اُن کو کھانے پینے اور وقتی سامانوں سے نفع اُٹھانے میں مشغول چھوڑ دے اور اُنھیں چھوڑ دے کہ اُن کی جھوٹی اُمیدیں اُنھیں غافل کرتی رہیں کیونکہ وہ جلد ہی (حقیقت) معلوم کر لیں گے
وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ⑤	اور ہم نے کبھی کسی بستی کو بغیر اس کے کہ اس کے متعلق (پہلے سے) ایک معلوم فیصلہ ہو چکا ہو ہلاک نہیں کیا۔
مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑥	کوئی قوم بھی اپنی (ہلاکت کی) میعاد سے بھاگ (کر بچ) نہیں سکتی اور نہ ہی پیچھے رہ کر اس سے بچ سکتی ہے۔
وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ⑦	اور انھوں نے (ٹھٹے کے زور سے) کہا کہ اے شخص جس پر یہ ذکر اُتارا گیا ہے، تو یقیناً دیوانہ ہے۔
لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑧	اگر تو سچا ہے تو کیوں ملائکہ کو ہمارے پاس نہیں لاتا۔
مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ⑨	(کیا انھیں معلوم نہیں کہ) ہم (جب بھی) فرشتوں کو اتارتے ہیں تو حق کے مطابق اتارتے ہیں اور (جب انھیں کافروں کے لیے اتارتے ہیں تو) اُس وقت انھیں (یعنی کفار کو ذرہ بھی) مہلت نہیں دی جاتی۔
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑩	اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ⑪	اور ہم نے اگلے (زمانہ کے) لوگوں کی جماعتوں میں (بھی) تجھ سے پہلے رسول بھیجے تھے۔
وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑫	اور جو رسول بھی اُن کے پاس آتا تھا، وہ اس کی ہنسی اُڑاتے تھے۔
كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬	اسی طرح ہم اس (عادتِ استہزا) کو مجرموں کے دلوں میں راسخ کرتے ہیں۔

ربع ۱/۴

۱؎ الٓرٰ کے معنے ہیں" میں اللہ دیکھنے والا ہوں"۔ تفصیل کے لیے دیکھیں سورۃ بقرۃ نوٹ آیت ۲۔ ٭ ۲؎ یعنی کتاب کا۔

۳؎ قرآن مجید میں نَسْلُكُهٗ کے الفاظ ہیں جس کے معنے لغت میں یہ لکھے ہیں کہ جس طرح ہاتھ جیب میں چلا جاتا ہے اسی طرح کسی چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا سلوک کہلاتا ہے (اقرب) لیکن چونکہ اس کا اصل مفہوم یہی ہے کہ اس طرح داخل کرتے ہیں کہ وہ آسانی سے اندر چلا جاتا ہے اور اپنی جگہ بنا لیتا ہے ہم نے ترجمہ میں "راسخ کرتے ہیں" لکھا ہے۔ کیونکہ اس لفظ کے بھی یہی معنے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۴﴾

یہ لوگ (اس قرآن) پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ پہلوں (کے متعلق اللہ) کی سنّت گذر چکی ہے۔[1]

وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور اگر (بالفرض) ہم اُن پر (شناخت کی) کوئی آسمانی راہ کھول (بھی) دیتے اور وہ اس سے (فائدہ اٹھا کر حقیقت کو سمجھنے بھی لگتے۔

لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۶﴾ ع

تو (بھی) وہ (یہی) کہتے (کہ) محض ہماری نظروں پر پردہ ڈالا گیا ہے (ورنہ حقیقت کچھ نہیں) بلکہ ہم (لوگوں) پر (کوئی) جادو کر دیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور یقیناً ہم نے آسمان میں (ستاروں کی) کئی منزلیں بنائی ہیں اور ہم نے اُسے دیکھنے والوں کے لیے خوبصورت بنایا ہے۔

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۸﴾

اور (نیز) ہم نے اُسے ہر ایک سرکش (اور) دھتکارے ہوئے (وجود کی رسائی) سے محفوظ کر دیا ہے۔

اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۹﴾

مگر جو شخص چوری سے (وحیِ الٰہی کی) کوئی بات سُن لے۔ (اور اُسے بگاڑ کر پھیلائے) تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ لگا دیا جاتا ہے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۲۰﴾

اور ہم نے زمین کو پھیلایا ہے اور اس میں ہم نے محکم پہاڑ قائم کیے ہیں اور (نیز) ہم نے اس میں ہر قسم کی موزوں چیزوں کو (پیدا کیا اور) بڑھایا ہے۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۱﴾

اور اس میں ہم نے تمھارے لیے اور (ہر) اس (مخلوق) کے لیے جسے تم رزق نہیں دیتے معیشت کے سامان پیدا کیے ہیں۔

وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾

اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کے (غیر محدود) خزانے ہمارے پاس نہ ہوں لیکن ہم اسے ایک معین اندازے سے ہی اتارا کرتے ہیں۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور ہم نے (بخارات کو) اُٹھانے والی ہوائیں (بھی) چھوڑ رکھی ہیں اور (ان کے ذریعے) ہم نے بادلوں سے پانی اتارا ہے۔ پھر وہ تمھیں پلایا ہے اور تم خود اُسے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے (لیکن اس ذریعہ سے ہم نے اسے محفوظ کر دیا ہے)۔[2]

---

[1] یعنی جو قرآن کریم نازل ہو چکا ہے بے شرم مخالف اس میں سے کچھ حصہ لے کر لوگوں میں اس طرح پھیلاتے ہیں کہ مخالفت کا جوش بڑھ جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی شرارتوں کو دیکھتا ہے جب کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ شرارت کو ظاہر کرنے کے لیے معجزانہ طور پر ایسی روشنی پیدا کر دیتا ہے جس سے فریب کھل جاتا ہے اور شرارتی کا فر ہلاک ہو جاتا ہے۔

[2] یعنی بادلوں کے طریق سے میٹھا پانی محفوظ ہوتا ہے۔ اگر یہ طریق نہ ہوتا تو نہ دریا اور نہریں ہوتیں نہ کنوؤں کا پانی محفوظ ہوتا اور لوگ پیاس سے مر جاتے اور کھیت سُوکھ جاتے۔

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۲۳﴾
اور یقیناً ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہم ہی (سب کے) وارث ہیں۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ﴿۲۵﴾
اور ہم تم میں سے آگے نکل جانے والوں کو (بھی) جانتے ہیں۔ اور (اسی طرح ہم) تم میں سے پیچھے رہ جانے والوں کو (بھی) جانتے ہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ۚ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶﴾ ع ۲
اور یقیناً تیرا رب ہی انھیں جمع کرے گا۔ وہ حکمت والا اور بہت جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۷﴾
اور انسان کو ہم نے آواز دینے والی مٹی سے یعنی سیاہ گارے سے جس کی ہیئت تبدیل ہو گئی تھی پیدا کیا ہے۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۸﴾
اور اس سے پہلے جنوں کو ہم نے سخت گرم ہوا کی (قسم کی) آگ سے پیدا کیا تھا۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾
اور (اے مخاطب اس وقت کو یاد کر) جب تیرے رب نے[1] فرشتوں کو کہا تھا کہ میں آواز دینے والی مٹی یعنی سیاہ گارے سے جس کی ہیئت تبدیل ہو چکی ہو ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۳۰﴾
پس جب میں اسے مکمل کر دوں اور اس (کے دل) میں اپنا کلام ڈال دوں تو تم سب اس کے ساتھ[2] سجدہ کرتے ہوئے (اللہ کے حضور) گر جانا۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۱﴾
جس پر سب کے سب فرشتوں نے (اس کے ساتھ خدا کو) سجدہ کیا۔

اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾
سوائے ابلیس کے کہ اس نے (خدا کو خالص سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو کر) سجدہ کرنے سے انکار کیا۔

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۳﴾
(اس پر خدا نے) فرمایا (کہ) اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو (خالص اس کے حضور) سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔

قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۴﴾
اس نے کہا میں ایسا نہیں کہ ایک ایسے بشر کے طریق پر ہو کر فرمانبرداری اختیار کروں جسے تو نے آواز دینے والی مٹی سے یعنی ایسے سیاہ گارے سے جس کی ہیئت تبدیل ہو چکی تھی پیدا کیا ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۵﴾
فرمایا اگر تیرا یہ خیال ہے) تو تو اس (مقام) سے نکل جا کیونکہ تو یقیناً دھتکارا ہوا ہے۔

وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۶﴾
اور (یاد رکھ کہ) جزا (و سزا) کے دن تک تجھ پر (میری) لعنت رہے گی۔

---

[1] پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خُلِقَ مِنْ فُلَانٍ کے معنے عربی زبان میں یہ ہوتے ہیں کہ اس کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے یہی معنے یہاں مراد ہیں کہ بڑے لوگوں میں سخت غصہ پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ اُمرا میں عادتاً غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خلاف بات نہیں سن سکتے۔

[2] اس کا مفہوم اسی طرز پر ہے جو آیت ۲۸ میں اوپر بیان ہو چکا ہے۔

[3] اس آیت میں سَجَدَ کا صلہ لام آیا ہے جس کے معنے کبھی "اس کو" کے ہوتے ہیں اور کبھی "ساتھ" کے۔ مفسروں نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اس کو یعنی آدم کو سجدہ کرنا۔ مگر یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ پس ہم نے دوسرے معنے لیے ہیں اور یہ ترجمہ کیا ہے کہ آدم کے ساتھ سجدہ میں گر جانا۔ یعنی جس طرح آدم صرف خدا کی پرستش کرے گا تم بھی صرف خدا کی پرستش کرنا۔

قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾

اس نے کہا (کہ) اے میرے ربّ (اگر تو فوراً مجھے سزا نہیں دیتا تو) تو مجھے اُن کے (دوبارہ) اُٹھائے جانے کے دن تک مہلت دے۔

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾

فرمایا: تُو مہلت پانے والوں میں سے ہوگا۔

إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾

اُسی معیّن وقت تک (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے)

قَالَ رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِيْ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾

اس نے کہا (کہ) اے میرے ربّ چونکہ تُو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے میں ضرور اُن کے لیے دنیا میں (گمراہی کو) خوبصورت کرکے دکھاؤں گا اور اُن سب کو گمراہ کر دوں گا۔

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں (اور جو میرے فریب میں نہیں آسکتے وہ بچ جائیں گے)

قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

(پھر) فرمایا (کہ) میری طرف آنے کی یہی سیدھی راہ ہے۔

إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾

جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کبھی بھی تسلّط نہیں ہوگا۔ ہاں ایسے افراد جو تیرے پیچھے چلیں یعنی خود گمراہ ہوں (وہ مستثنیٰ ہیں)

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اور یقیناً جہنّم اُن سب کے (لیے) وعدہ کی جگہ ہے۔

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

اس کے سات دروازے ہیں (اور اس کے) ہر دروازہ کے لیے ان (کفار) میں سے ایک مقرر حصّہ[2] ہوگا۔

إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾

متقی (لوگ) یقیناً باغوں اور چشموں (والے مقام) میں (داخل) ہوں گے۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾

(انھیں کہا جائے گا کہ) تم سلامتی کے ساتھ بے خوف (وخطر) ان میں داخل ہو جاؤ۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور ان کے سینوں میں جو کینہ (وغیرہ بھی) ہوگا، اسے ہم نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بن کر جنّت میں رہیں گے اور تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہوں گے۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

نہ اُنھیں اُن میں کوئی تھکان ہوگی اور نہ اُنھیں اُن میں سے کبھی نکالا جائے گا۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ أَنِّيْٓ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾

(اے پیغمبر) میرے بندوں کو آگاہ کر دے کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔

وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ ﴿۵۰﴾

اور (یہ) کہ میرا عذاب ہی (حقیقۃً) دردناک عذاب (ہوتا) ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾

اور انھیں ابراہیم کے مہمانوں کے متعلق (بھی) آگاہ کر۔

إِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ

جب وہ اس کے پاس آئے اور کہا (کہ ہم تمھیں) سلام کہتے ہیں، تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہاری (آمد کی)[3]

---

[1] دیکھو سورۃ اعراف آیت ۱۵۔

[2] قرآن مجید میں جُزْءٌ کا لفظ ہے اور چونکہ جہنم میں ایک گروہ نے جانا تھا ہم نے "مقرر حصّہ" ترجمہ کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

[3] یہاں مِنْكُمْ ہے اور عربی کا قاعدہ ہے کہ زیر دینے والے حرف سے پہلے کوئی فعل یا فعل کا قائم مقام محذوف نکالتے ہیں۔ پس ہم نے اس جگہ "آمد کی وجہ سے" کے الفاظ محذوف نکالے ہیں جس سے ترجمہ واضح ہو جاتا ہے۔

وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾	وجہ سے ڈر رہے ہیں۔
قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿۵۳﴾	انھوں نے کہا کہ تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک بہت علم رکھنے والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔
قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِیَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾	اس نے کہا کہ کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس بتاؤ کہ کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ﴿۵۵﴾	انھوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے پس تو نا اُمید مت ہو۔
قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾	اُس نے کہا کہ میں کیونکر نا اُمید ہو سکتا ہوں) اور گمراہوں کے سوا اپنے ربّ کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے۔
قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَیُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾	(پھر) کہا کہ اچھا) تو اے (خدا کے) فرستادو! (وہ) تمھارا اہم کام کیا ہے (جس کے لیے تمھیں بھیجا گیا ہے)
قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۵۸﴾	انھوں نے کہا کہ ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف (ان کی ہلاکت کے لیے) بھیجا گیا ہے۔
اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۹﴾	سوائے لُوط کے پیروؤں کے (کہ) ان سب کو ہم بچا لیں گے۔
اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۶۰﴾	ہاں اُس کی بیوی کے متعلق ہمارا اندازہ ہے کہ وہ پیچھے رہنے (اور ہلاک ہونے) والوں میں سے ہوگی۔
فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾	پھر جب وہ (یعنی ہمارے بھیجے ہوئے لوگ) لُوط (اور اس کے اتباع) کے پاس آئے۔
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾	تو اُس نے (انھیں) کہا کہ آپ (اس علاقہ میں) اجنبی[1] معلوم ہوتے ہیں۔
قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾	اُنھوں نے کہا (اصل) بات یہ ہے کہ ہم تمھارے پاس اُس (عذاب) کی خبر لے کر آئے ہیں جس کے متعلق یہ (لوگ) شک کرتے رہے ہیں۔
وَاَتَیْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾	اور ہم تمھارے پاس یقینی خبر لائے ہیں اور ہم سچے ہیں۔
فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾	سو تم رات کے آخری حصہ میں (کسی وقت) اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے) چلے جاؤ۔ اور (خود) ان کے پیچھے (پیچھے) رہو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ[2] دیکھے اور جہاں[3] جانے کا حکم تمھیں دیا جاتا ہے (سب وہاں) چلے جاؤ۔

[1] یہاں منکر کا لفظ ہے جس کے معنے لغت میں اجنبی کے یعنی اس شخص کے ہوتے ہیں جسے علاقہ کے لوگ جانتے نہ ہوں (اقرب)

[2] اس حکم سے لوطؑ کے بیوی بچوں پر احسان کیا کہ اگر مڑ کر دیکھیں گے تو شاید پیچھے رہ جانے والی بیاہتا لڑکیوں اور دامادوں کی وجہ سے کسی کو ابتلا نہ آجائے۔

[3] یعنی یہ پیغام لانے والے لوگ جس جگہ کا تم کو پتہ دیں وہاں چلے جاؤ کہ یہی ہمارا منشا ہے۔

وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور یہ بات ہم نے اُسے یقینی طور پر بتا دی کہ ان لوگوں کی جڑ صبح ہوتے ہی کاٹ دی جائے گی۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور اس شہر کے لوگ خوشیاں[1] مناتے ہوئے اس (یعنی لوط) کے پاس آئے (اس خیال سے کہ اب اسے پکڑنے کا موقعہ مل گیا ہے)

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۹﴾

(جس پر) اس نے (اُن سے) کہا (کہ) یہ لوگ میرے مہمان ہیں۔ تم (انھیں ڈرا کر) مجھے رُسوا نہ کرو۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۷۰﴾

اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور مجھے ذلیل نہ کرو۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

اُنھوں نے کہا کیا ہم نے تمھیں ہر ایرے غیرے کو اپنے پاس ٹھہرانے سے رُکا نہ تھا۔

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۲﴾

اُس نے کہا (کہ) اگر تم نے (میرے خلاف کچھ کرنا ہی) ہو تو یہ میری بیٹیاں (تم میں موجود ہی) ہیں (جو کافی ضمانت[2] ہیں)

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۳﴾

(اے ہمارے نبی!) تیری زندگی کی قسم (کہ) یہ (تیرے مخالفین بھی) یقیناً (انہی کی طرح) اپنی بدمستی میں بہک رہے ہیں۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۴﴾

اس پر اُس (موعود) عذاب نے انھیں (یعنی لوط کی قوم کو) دن چڑھتے (ہی) پکڑ لیا۔

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۵﴾

جس پر ہم نے اس بستی کی اوپر[3] والی سطح کو اس کی نچلی سطح کر دیا اور ان پر سنگریزوں سے بنے ہوئے پتھروں کی بارش برسائی۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۶﴾

اس (ذکر) میں فراست سے کام لینے والوں کے لیے یقیناً کئی نشان ہیں۔

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۷﴾

اور وہ[4] (کوئی گمنام جگہ نہیں بلکہ) ایک بڑے مستقل راستے پر (واقع[5]) ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

اس (واقعہ) میں مومنوں (کے فائدہ) کے لیے یقیناً ایک نشان (موجود) ہے۔

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۹﴾

اور ایکہ[6] والے (بھی) یقیناً ظالم تھے۔

---

[1] پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بائبل اور قرآن مجید کے مطابق وہ لوگ حضرت لوطؑ کو روکتے تھے کہ وہ مسافروں کو گھر نہ لائیں۔ مگر حضرت لوطؑ مہمان نوازی سے مجبور تھے پس جب وہ روکنے کے باوجود مہمان مسافروں کو گھر لائے تو ان کی قوم خوشی سے دوڑتی ہوئی آئی کہ اب لوطؑ قابو آ گیا ہے اور اب اسے سزا دینے کا موقعہ ہم کو مل جائے گا۔

[2] دیکھو سورۃ ہود آیت ۷۹ ؛ [3] یعنی زلزلہ سے زمین تہ و بالا کر دی ؛ [4] یعنی لوط کی بستی ؛ [5] یعنی حجاز سے شام جانے والے راستہ پر واقع ہے ؛

[6] اصحاب الایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا دوسرا نام ہے۔ ایکہ گھنے جنگل کو بھی کہتے ہیں۔ اور ایسے جنگل کو بھی جس میں بیری اور پیلوں کے درخت بکثرت ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدین کے پاس کوئی گھنا جنگل تھا جس میں ان دونوں قسم کے درخت بکثرت پائے جاتے تھے۔ اس وجہ سے مدین کے باشندے اصحاب الایکہ بھی کہلاتے تھے ؛

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۰﴾

اس لیے ہم نے انھیں بھی (اسی طرح سخت) سزا دی تھی اور یہ دونوں (جگہیں) ایک (صاف اور) واضح راستے پر واقع ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۱﴾

حجر[1] والوں نے (بھی) یقیناً (ہمارے) پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۲﴾

اور انھیں (بھی) ہم نے اپنے (ہر قسم کے) نشان دیئے تھے جس کا نتیجہ (اُلٹا) یہ ہوا کہ وہ ان سے روگردان ہو گئے۔

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور وہ پہاڑوں کے بعض حصّوں کو کاٹ کر امن کے ساتھ (زندگی بسر کرتے ہوئے) مکان بناتے تھے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور (وعید کے مطابق) صبح ہوتے (ہی) اس (موعود) عذاب نے انھیں پکڑ لیا۔

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور جو (مال) وہ جمع کیا کرتے تھے اس نے انھیں (اس وقت) کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۶﴾

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے حق (و حکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ (موعود) گھڑی یقیناً آنے والی ہے اس لیے تو ان کی زیادتیوں پر (بہت درگذر سے کام لے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۷﴾

یقیناً تیرا رب بہت پیدا کرنے والا (اور) خوب جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۸﴾

اور ہم نے یقیناً تجھے سات دہرائی جانے والی (آیات)[2] اور (بہت بڑی) عظمت والا قرآن دیا ہے۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۹﴾

اور جو ہم نے اُن میں سے کئی گروہوں کو (عارضی نفع کا) سامان دیا ہے اس کی طرف آنکھیں[3] پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھ۔ اور ان (کی تباہی) پر غم نہ کھا اور مومنوں پر (اپنا شفقت کا) بازو جھکائے رکھ۔

وَقُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۰﴾

تُو کہہ دے میں ایک کھُلا کھُلا ہوشیار کرنے والا ہوں۔

---

[1] حِجر سے مراد وہ احاطہ یا قلعہ یا شہر ہوتا ہے جس کے گرد پتھروں کی دیوار ہو۔ اصحاب الحجر سے مراد ثمود یعنی قوم صالحؑ کا شہر ہے۔ اسے حِجر اس لیے کہتے ہیں کہ مضبوط فصیلوں کا شہر تھا۔

[2] یعنی سورۃ فاتحہ جس کی آیات بار بار نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ مَثَانِی مَثْنٰی کی جمع بھی ہو سکتی ہے جس کے معنے ثنا کے ہیں۔ ان معنوں کے اعتبار سے آیت کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ہم نے ایسی سات آیات تجھے دی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ثنا کامل طور پر بیان کی گئی ہے۔ مَثَانِی کے تیسرے معنے وادی کے موڑ کے بھی ہوتے ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ وہ سات آیات تجھے دی گئی ہیں جن میں خدا تعالیٰ اور بندے کے تعلق پر پوری بحث کی گئی ہے۔

[3] یعنی اے نبیؐ! کفار کے اموال کو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھ۔ کیونکہ ان کے لیے تباہی مقدر ہو چکی ہے۔ پس نہ تو یہ مال ان کو نفع دے گا اور نہ تیرا اُن کے لیے غمزدہ ہونا ان کو نفع دے گا۔ پس اس خیال کو دل سے نکال دے۔

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اس لیے کہ (خدا کہتا ہے کہ) ہم نے ان (لوگوں) کے لیے (بھی) عذاب مقرر کر چھوڑا ہے جنھوں نے (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منصوبوں میں اپنی) ڈیوٹیاں[1] تقسیم کی ہوئی تھیں۔

الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۲﴾ (یعنی) وہ (لوگ) جنھوں نے قرآن کو جھوٹی باتوں[2] کا مجموعہ قرار دیا تھا۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ سو تیرے رب کی قسم! ہم ان سب سے جواب طلبی کریں گے۔

عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ اُن کاموں کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ سو جس بات (کے پہنچانے) کا تجھے حکم دیا جاتا ہے وہ کھول کر (لوگوں کو) بتا دے اور ان مشرکوں (کی بات) سے اعراض کر۔

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۶﴾ ہم یقیناً تجھے ان تمسخر کرنے والوں (کے شر) سے محفوظ رکھیں گے۔

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ جو اللہ کے ساتھ کئی اور معبود بنا رہے ہیں، سو وہ عنقریب (اس کا نتیجہ) معلوم کر لیں گے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۸﴾ اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے تیرا دل تنگ پڑتا ہے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۹﴾ پس تو اپنے ربّ کی حمد کرتے ہوئے اس کی تسبیح کر اور (اس کے) کامل فرمانبرداروں میں سے بن۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۱۰۰﴾ اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہ، یہاں تک کہ تجھ پر موت (کی گھڑی) آ جائے۔

---

[1] مثلاً ہجرت کے موقعہ پر۔

[2] عِضِیْن کا لفظ جو عِضَةٌ کی جمع ہے اس کے معنے ٹکڑے کے بھی ہیں، جو پہلے مترجمین نے کیے ہیں لیکن اس کے معنے لُغت میں جھوٹ کے بھی ہیں جو ہم نے اختیار کیے ہیں (دیکھو اقرب)

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا
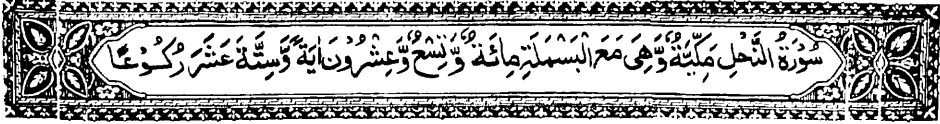
سورۃ نحل۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو اُنتیس آیات ہیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۲

(اے منکرو!) اللہ کا حکم آیا ہی چاہتا ہے، اِس لیے (اب تم) اس کے جلد آنے کا مطالبہ نہ کرو۔ وہ پاک (ذات) ہے اور جو باتیں (وہ کافر) شرک کے متعلق کہتے ہیں وہ ان سے بہت بالا ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۳

وہ فرشتوں کو اپنے بندوں میں سے جنھیں وہ پسند کرتا ہے اپنے امر سے کلام دیکر اتارتا ہے (اور رسولوں کو کہتا ہے) کہ (لوگوں کو) آگاہ کردو کہ یہ بات بھی درست ہے کہ میرے سوا کوئی بھی (سچا) معبود نہیں۔ اِس لیے تم (مصائب سے) اپنے بچاؤ کا ذریعہ مجھے ہی بناؤ۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۴

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق (اور حکمت) کے ساتھ پیدا کیا ہے (اور) ان کے مشرکانہ خیالات سے وہ بہت بالا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۵

اس نے انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر وہ (اپنے آپ کو اتنا بڑا سمجھنے لگتا ہے کہ ہمارے بارے میں) کھلم کھلا جھگڑنے والا بن جاتا ہے۔

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۶

نیز چارپایوں کو (اللہ نے پیدا کیا ہے اور انھیں) ایسا بنایا ہے کہ ان میں تمھارے لیے گرمی کا سامان ہے اور (اور بھی) کئی نفعے ہیں اور تم ان (کے گوشت) کا کچھ حصہ کھاتے ہو۔

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۷

اور (اس کے علاوہ) جب تم انھیں چرا کر شام کو (ان کے تھانوں کی طرف) واپس لاتے ہو تو اس میں ایک قسم کا زینت کا سامان ہوتا ہے اسی طرح اسوقت جب تم انھیں (صبح کو) چرنے کے لیے (آزاد) چھوڑتے ہو (تو اس میں بھی تمھارے لیے زینت اور بڑائی کا سامان ہوتا ہے)

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۸

اور وہ تمھارے بوجھ اٹھا کر اُس (دور کے) شہر تک بھی لے جاتے ہیں جہاں تک تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں لے جا سکتے۔ تمھارا ربّ یقیناً (تم پر) نہایت شفقت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ

اور اس نے گھوڑوں خچروں اور گدھوں کو (بھی) تمھاری سواری کے لیے اور نیز زینت (و شان) کے لیے (پیدا کیا ہے) اور (آئندہ بھی) وہ تمھارے لیے

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾

سواری کا مزید سامان) جسے تم (ابھی) نہیں جانتے پیدا کرے گا۔

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۰﴾ ع

اور تمھیں (دین کی سیدھی راہ (کا بتانا بھی) اللہ ہی کے ذمے ہے اور (اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ) اُن (یعنی دین کے راستوں) میں سے بعض ٹیڑھے (ہوتے) ہیں لیکن اگر وہ (اللہ) اپنی مشیّت نافذ کرتا تو تم سب کو ہدایت (ہی) دیتا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۱﴾

(اللہ) وہی تو ہے جس نے بادلوں سے پانی اتارا ہے۔ اسی میں سے تمھارے پینے کا (پانی مہیا ہوتا) ہے اور اسی سے وہ درخت (بھی تیار) ہوتے ہیں جن میں تم (مویشیوں کو) چراتے ہو۔

يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۲﴾

وہ اس کے ذریعہ سے تمھارے لیے کھیتی، زیتون اور کھجور کے درخت اور انگور اور (دوسرے) ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اس میں یقیناً ایک (واضح) نشان (پایا جاتا) ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

اور اُس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو تمھارے لیے خدمت پر لگا رکھا ہے اور (دوسرے) تمام (سیارے اور) ستارے (بھی) اس کے حکم سے (تمھاری) خدمت پر متعین ہیں جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے اس میں یقیناً کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔

وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جو مختلف اقسام کی چیزیں اس نے تمھارے لیے زمین میں پیدا کی ہیں (وہ سب تمھارے کام آرہی ہیں) ان (چیزوں کی پیدائش) میں (بھی) ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں یقیناً ایک نشان (پایا جاتا) ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

اسی نے سمندر کو (بھی تمھاری) خدمت پر لگا رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے (مچھلی کا) تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس میں سے زیور (کا سامان بھی) نکالو جسے تم (لوگ) پہننے کے کام لاتے ہو اور (اے مخاطب) تو اس میں کشتیوں کو پانی پھاڑتے (اور زور سے چلتے) ہوئے دیکھتا ہے (جو اس لیے چلتی ہیں کہ تم سمندری سفر طے کرو) اور تاکہ تم اس کے بعض اور فضل (بھی) تلاش کرو۔ اور تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا

اور اس نے زمین میں (محکم) پہاڑ بنائے ہیں اس وجہ سے کہ وہ (متحرک ہوتے ہوئے)

---

[1] اس میں صاف طور پر ریل، دخانی جہاز، ہوائی جہاز اور موٹر وغیرہ کی پیشگوئی ہے۔

وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

تمھیں جھکڑ میں نہ ڈالے اور (اس نے تمھارے لیے کئی دریا (چلائے ہیں) اور کئی (خشکی کے) راستے (بھی بنائے) ہیں تاکہ تم (آسانی سے اپنی منزل مقصود تک) راہ پا سکو۔

وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور ان کے علاوہ اس نے کئی (اور) علامات بھی (قائم کی ہیں) اور ستاروں کے ذریعہ سے (بھی) وہ (لوگ) راہ پاتے ہیں۔

اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۸﴾

پھر (بتاؤ تو سہی کہ) کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو (کچھ بھی) پیدا نہیں کرتا، کیا تم پھر (بھی) نہیں سمجھتے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹﴾

اور اگر تم اللہ کے احسان شمار کرنے لگو تو (کبھی) تم ان کا احاطہ نہ کر سکو گے۔ اللہ یقیناً بہت (ہی) بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اللہ اس (سب) کو جانتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور اللہ کے سوا جن (معبودانِ باطلہ) کو وہ پکارتے ہیں وہ کچھ (بھی) پیدا نہیں کر سکتے اور (اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ) وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۲﴾

وہ (سب) مُردے ہیں نہ کہ زندہ۔ اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتے کہ کب (دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے۔

اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۳﴾

(پس اچھی طرح یاد رکھو کہ) تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل (حق سے) ناآشنا ہیں اور وہ تکبر سے کام لے رہے ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

یہ یقینی بات ہے کہ جو کچھ وہ پوشیدہ (طور پر) کرتے ہیں (اسے بھی) اور جو کچھ وہ ظاہر (طور پر) کرتے ہیں (اسے بھی) اللہ جانتا ہے۔ وہ تکبر کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے (کہ) وہ (کلام) جو تمھارے ربّ نے اتارا ہے کیا (ہی شاندار) ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ (خدا کا کلام نہیں بلکہ) پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۶﴾

(اس دھوکہ دہی کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) وہ قیامت کے دن اپنے بوجھ (بھی) پورے (پورے) اٹھائیں گے اور ان جاہلوں کے بوجھ بھی جن کو وہ گمراہ کر رہے ہیں۔ سنو! جو بوجھ وہ اٹھا رہے ہیں وہ بہت ہی بُرا ہے۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ

جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے (بھی اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء کے خلاف) تدبیریں کی تھیں جس کے نتیجہ میں اللہ اُن کی (تدبیروں کی) عمارتوں کی بنیادوں کی

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶

پاس (انھیں تباہ کرنے کے لیے) آیا جس کی وجہ سے چھتیں اُن کے اوپر کی طرف سے اُن پر آگریں اور (اس کا یہ) عذاب اُن پر اس راستہ سے آیا جس کو وہ جانتے بھی نہ تھے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۷

پھر وہ قیامت کے دن انھیں رسوا کریگا اور کہے گا کہ اب) کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کی وجہ سے تم (میرے انبیاء سے) دشمنی (اور مخالفت) رکھتے تھے۔ (اور جنھیں علم دیا گیا ہو گا وہ (اس وقت) کہیں گے کہ آج کافروں پر یقیناً رسوائی اور مصیبت (آنے والی) ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸

(ان کافروں پر) جن کی روحوں کو فرشتے (عین) اُس وقت کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں نکالتے ہیں۔ اس پر وہ (یہ کہہ کر) صلح کی طرح ڈالتے ہیں (کہ ہم (تو) کوئی (بھی) بُرائی (کا کام) نہیں کیا کرتے تھے (تب انھیں کہا جائے گا کہ واقعہ) یُوں نہیں۔ بلکہ (اس کے برعکس ہے یاد رکھو) جو کچھ تم کرتے تھے اُسے اللہ خوب جانتا ہے۔

فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۲۹

اس لیے (اب) تم جہنم کے دروازوں میں سے اس میں ہمیشہ کے لیے ٹھکانا بنانے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ تکبّر کرنے والوں کا ٹھکانا بہت ہی بُرا (ہوتا) ہے۔

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۰

اور (جب) ان لوگوں سے جنھوں نے تقویٰ (کا طریق) اختیار کیا ہے کہا گیا (کہ) تمھارے رب نے کیا (شاندار کلام) اُتارا ہے (تو) انھوں نے کہا (ہاں ہاں کیا ہی) بہترین (کلام) ہے جنھوں نے نیکوکاری (کی راہ) اختیار کی ان کے لیے اس دنیا (کی زندگی) میں (بھی) بھلائی (مقدر) ہے اور آخرت کا گھر (تو ان کے لیے) اور بھی بہتر ہو گا اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کا گھر یقیناً بہت (ہی) اچھا (ہوتا) ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۝۳۱

(وہ گھر) دائمی رہائش کے باغات (ہیں) جن میں وہ داخل ہوں گے ان (باغات) کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُن (باغوں) میں جو کچھ وہ چاہیں گے انھیں ملے گا (یاد رکھو) تقویٰ اختیار کرنے والوں کو اللہ اسی طرح جزا دیا کرتا ہے۔

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲

(وہ متّقی) جن کی رُوحوں کو فرشتے اس حالت میں کہ وہ پاک نفس ہوں (یہ کہتے ہوئے) قبض کرتے ہیں کہ (اب) تمھارے لیے سلامتی (ہی سلامتی) ہے (لو اب اپنے نیک) اعمال کے بدلے میں تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ

یہ (کافر لوگ) اس بات کے سوا کس کا انتظار کر رہے ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آسمانی

اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۴﴾

عذاب لے کر آئیں۔ یا تیرے رب کا فیصلہ کن حکم آجائے۔ اسی طرح ان لوگوں نے کیا تھا جو اُن سے پہلے (زمانوں کے) تھے اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

فَاَصَابَهُمۡ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

پس اُن کے عملوں کی سزا نے اُن کو آ پکڑا اور جس (عذاب کی خبر) پر وہ ہنسی کیا کرتے تھے اس نے انھیں گھیر لیا (اور تباہ کر دیا)

وَقَالَ الَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ نَّحۡنُ وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِنۡ دُوۡنِهٖ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ فَهَلۡ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۳۶﴾

اور جن لوگوں نے شرک (کا طریق اختیار) کیا۔ انھوں نے (یہ بھی) کہا ہے کہ اگر اللہ (یہی) چاہتا (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے) تو نہ ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے اور نہ (ہی) ہم اس کے (فرمانے کے) بغیر کسی چیز کو (خود بخود) حرام ٹھہراتے جو (لوگ) ان سے پہلے (سچائی کے دشمن) تھے انھوں نے (بھی) ایسا ہی کیا تھا بھلا (یہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ) رسولوں پر (خدا کا پیغام) پہنچا دینے کے سوا اور کیا ذمہ داری ہے۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَى اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَيۡهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۳۷﴾

اور ہم نے یقیناً ہر قوم میں (کوئی نہ کوئی) رسول (یہ حکم دے کر) بھیجا ہے، کہ (اے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کرو۔ اور ہر حد سے بڑھنے والے[1] سے کنارہ کش رہو اس پر اُن میں سے بعض (تو) ایسے (اچھے ثابت) ہوئے کہ انھیں اللہ نے ہدایت دی اور بعض ایسے کہ اُن پر ہلاکت واجب ہو گئی۔ پس تم (تمام) ملک میں پھرو اور دیکھو کہ (انبیاء کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا تھا۔

اِنۡ تَحۡرِصۡ عَلٰى هُدٰٮهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۳۸﴾

(اے رسول) اگر تُو ان (لوگوں) کی ہدایت کی بہت خواہش رکھتا ہے تو (سمجھ لے کہ) جو لوگ (دوسروں کو دانستہ) گمراہ کر رہے ہوں انھیں اللہ ہرگز ہدایت نہیں دیا کرتا اور نہ ان کا کوئی مددگار ہوتا ہے۔

وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ۙ لَا يَبۡعَثُ اللّٰهُ مَنۡ يَّمُوۡتُ ؕ بَلٰى وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ ﴿۳۹﴾

اور انھوں نے اللہ کی بڑی زور دار قسمیں کھائی ہیں (کہ) جو مر جائے اللہ اسے (پھر کبھی) زندہ نہیں کرے گا (مگر حقیقت) یُوں نہیں۔ یہ (تو) ایک ایسا وعدہ ہے جس (کے پُورا کرنے) کا وہ (اللہ) ذمہ وار ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔

---

[1] طاغوت کے معنے عربی زبان میں سرکش کے ہوتے ہیں (دیکھو مفردات راغب) نیز جو شخص لوگوں کو نیکی کے راستہ سے ہٹائے۔

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ﴿۴۰﴾

(یہ دوبارہ زندگی اس لیے ہوگی کہ) تا وہ ان پر اس (حقیقت) کو ظاہر کرے جس میں وہ (آج) اختلاف کر رہے ہیں اور تا جن لوگوں نے کفر کا طریق اختیار کیا ہے انھیں معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۴۱﴾ ع

ہمارا کام کسی (ایسی) چیز کے متعلق جس (کے کرنے) کا ہم ارادہ کریں صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾

اور جن لوگوں نے اس کے بعد کہ اُن پر ظلم کیا گیا اللہ کے لیے ہجرت اختیار کی (ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ) ہم انھیں ضرور دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو اور بھی بڑا ہوگا کاش یہ (منکر اس حقیقت کو) جانتے۔

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۳﴾

جو (ظلموں کا نشانہ بن کر بھی ثابت قدم) رہے اور (جو ہمیشہ ہی) اپنے ربّ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۴﴾

اور ہم تجھ سے پہلے (بھی ہمیشہ) مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے (اور ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے اور (اے منکرو!) اگر تم (اس حقیقت کو) نہیں جانتے تو اس (اللہ کے بھیجے ہوئے) ذکر (کو ماننے) والوں سے (ہی) پوچھ لو (تا حقیقت تمھیں معلوم ہو سکے)

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۵﴾

(ہم نے انھیں) روشن نشانات اور (الہامی) نوشتے دے کر (بھیجا تھا) اور تجھ پر ہم نے یہ (کامل) ذکر نازل کیا ہے تا کہ تو سب لوگوں کو وہ (فرمانِ الٰہی) جو (تیرے ذریعہ سے) ان کی طرف نازل کیا گیا ہے کھول کر بتائے اور تا کہ وہ (اس پر) تدبّر کریں۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۴۶﴾

پھر کیا جو لوگ (تیرے خلاف) بُری تدبیریں کرتے چلے آئے ہیں وہ اس بات سے امن میں ہیں کہ اللہ انھیں اس ملک میں (ہی) ذلیل (اور رسوا) کر دے یا وہ عذاب (جس کی خبر دی جا چکی ہے) ان پر اس (راستہ) سے آ جائے جس کو وہ جانتے ہی نہ ہوں۔

أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۷﴾

یا وہ انھیں اُن کے سفروں میں تباہ کر دے پس (وہ یاد رکھیں کہ) وہ (ہرگز اللہ کو ان باتوں کے پورا کرنے سے) عاجز نہ پائیں گے۔

أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۴۸﴾

یا وہ انھیں آہستہ آہستہ گھٹا کر ہلاک کر دے کیونکہ تمھارا ربّ یقیناً (مومنوں پر) بہت (ہی) شفقت کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ

اور کیا باوجود اس کے کہ وہ ذلیل ہو رہے ہیں انھوں نے (کبھی) اللہ کے حضور (تذلّل کے ساتھ) جھکتے ہوئے جو کچھ بھی اللہ نے (اُن کے لیے) پیدا کیا ہے اُسے غور سے نہیں

عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

دیکھا کہ اس کے سائے دائیں جانب سے اور شمالی جانبوں سے اِدھر اُدھر ہوتے ہیں (پس اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بڑھے گا اور وہ کفار ذلیل ہو کر رہیں[۱] گے)

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے، اور (نیز) زمین پر جو بھی جاندار (موجود) ہیں اور (تمام) فرشتے بھی اللہ کے حضور میں ہی جھکے رہتے ہیں اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۱﴾

وہ اپنے ربّ سے جو اُن پر غالب ہے ڈرتے رہتے ہیں اور جس بات کا انھیں حکم دیا جاتا ہے (وہی) کرتے ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۲﴾

اور اللہ نے (ہمیشہ ہر قوم کو یہی) فرمایا ہے (کہ) تم دو معبود مت بناؤ۔ وہ (یعنی معبودِ برحق) تو ایک ہی ہے پس تم مجھ سے[۲] ہی (ڈرو) پھر (میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھ سے ہی ڈرو۔

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۗ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور جو کچھ (بھی) آسمانوں اور زمین میں (پایا جاتا) ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور اطاعت ہمیشہ اسی کا حق ہے تو کیا تم اللہ کے سوا اور ہستیوں کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بناتے ہو۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور جو نعمت بھی تمھارے شامل حال ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے پھر جب تمھیں کوئی تنگی اور تکلیف پہنچتی ہے تو (اس وقت بھی) تم اسی کے حضور فریاد کرتے ہو۔

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۵﴾

پھر جب وہ تم سے اس تکلیف کو دور کر دیتا ہے تو تم میں سے بعض لوگ جھٹ (اوروں کو) اپنے ربّ کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۗ فَتَمَتَّعُوْا ۗ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے وہ اس کا انکار کر دیتے ہیں اچھا! تم عارضی (اور وقتی سامانوں) سے نفع اُٹھا لو اور (اس کا انجام بھی) تم جلد معلوم کر لو گے۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۗ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس میں سے ایک حصہ وہ (اپنے اُن جھوٹے معبودوں) کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں جن (کی حقیقت) کے متعلق وہ کچھ علم نہیں رکھتے۔ اللہ کی قسم، جو کچھ تم جھوٹ سے کام لے کر اپنے پاس سے بناتے رہے ہو (ایک دن) اس کی نسبت تم سے یقیناً باز پرس ہوگی۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور وہ اللہ کی طرف لڑکیاں منسوب کرتے ہیں (یاد رکھو) وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے اور لطف یہ ہے کہ انھیں[۳] وہ کچھ حاصل ہے جو وہ چاہتے ہیں (یعنی لڑکے)

---

[۱] قرآن کریم میں ہے وَهُمْ دٰخِرُوْنَ یعنی کفار ذلیل ہو کر رہیں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بڑھنے سے کفار کو ذلت پہنچے گی۔

[۲] اِیَّایَ سے پہلے اِرْهَبُوْا محذوف ہے۔ یہ ایک باریک نحوی مسئلہ ہے اس کے لیے دیکھو املاء مؤلفہ ابو البقاء صفحہ ۱۸ و ۱۹۔

[۳] یعنی کفار کو۔

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اور (اس کے مقابل پر اُن کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خبر مل جائے تو اس کا مُنہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ نہایت رنجیدہ ہوتا ہے۔

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۶۰﴾

(اور جس بات کی اُسے خبر دی گئی ہے اس کی (مزعومہ) شناعت کے باعث وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (اور سوچتا ہے کہ) آیا وہ اُسے (پیش آنے والی) ذلت کے باوجود (زندہ) رہنے دے یا اُسے (کہیں) مٹی میں گاڑ دے۔ سُنو! جو رائے وہ قائم کرتے ہیں بہت بُری ہے۔

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۱﴾ ع

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کی حالت بُری ہے۔ اور ہر اعلیٰ صفت (اور شان) اللہ ہی کی ہے اور وہی غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور اگر اللہ (کی یہ سنت ہوتی کہ وہ) لوگوں کو ان کے (ارتکاب) ظلم پر (فوراً) پکڑ لیتا (اور توبہ کے لیے مہلت نہ دیتا) تو وہ اس (زمین) پر کسی جاندار کو (زندہ) نہ چھوڑتا مگر (اس کی سنت ہے کہ) وہ (اصلاح کے لیے) انھیں ایک معین وقت تک مہلت دیتا رہتا ہے۔ پھر جب اُن (کی سزا) کا وقت آ جاتا ہے تو وہ تو ایک گھڑی پیچھے (رہ کر) بچ سکتے ہیں اور نہ (اس سے) آگے نکل (کر بچ) سکتے ہیں۔

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور وہ اللہ کے لیے وہ چیز تجویز کرتے ہیں جسے وہ (خود اپنے لیے) ناپسند کرتے ہیں اور ان کی زبانیں (بڑی جرأت سے کام لیکر یہ) جھوٹ بولتی ہیں کہ انھیں ضرور بھلائی مل کر رہے گی (مگر یہ) اٹل بات ہے کہ اُن کے لیے (دوزخ کی) آگ (کا عذاب مقدر) ہے اور یہ کہ انھیں (اس میں) چھوڑ دیا جائے گا۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے کی تمام اُمتوں کی طرف رسول بھیجے تھے۔ پھر انھیں شیطان نے ان کے (بد) اعمال خوبصورت کرکے دکھائے، سو آج وہی اُن کا آقا (بنا ہوا) ہے اور (وہ اس کے پیچھے جا رہے ہیں) ان کے لیے ایک دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور ہم نے اس کتاب کو تجھ پر اسی لیے اتارا ہے کہ جس بات کے متعلق انھوں نے (باہم) اختلاف (پیدا) کر لیا ہے اُس (کی اصل حقیقت) کو (وہ کتاب) اُن پر روشن کرے۔ اور (نیز) جو اس پر ایمان لائیں ان کے لیے یہ (کتاب) ہدایت اور رحمت (کا موجب) ہو۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ؀۶۵

اور اللہ نے ہی آسمان سے پانی اُتارا ہے اور اس کے ذریعہ سے اس نے زمین کو اس کے مُردہ ہو چکنے کے بعد (از سرِ نو) زندہ کیا ہے جو لوگ (حق بات کو) سنتے اور اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں ان کے لیے اس میں یقیناً ایک (بہت بڑا) نشان (پایا جاتا) ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ؀۶۶

اور تمھارے لیے چارپایوں میں (بھی) یقیناً نصیحت حاصل کرنے کا ذریعہ (موجود) ہے (کیا تم دیکھتے نہیں کہ) جو کچھ ان کے پیٹوں میں (گند وغیرہ بھرا) ہوتا ہے اس میں سے یعنی گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمھیں پینے کے لیے (ایک) صاف[1] دودھ (مہیا کر) دیتے ہیں جو پینے والوں کے لیے خوشگوار (اور گلے سے آسانی سے) اُترنے والا (ہوتا) ہے۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ؀۶۷

اور کھجوروں کے پھلوں اور انگوروں سے تم شراب (بھی) بناتے ہو اور اچھا رزق (بھی)۔ جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لیے اس میں یقیناً ایک بڑا نشان پایا جاتا ہے۔

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ؀۶۸

اور تیرے ربّ نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ تو پہاڑوں میں اور درختوں میں اور جو (انگوروں وغیرہ کے لیے لوگ) ٹٹیاں بنا لیتے ہیں ان میں (اپنے) گھر بنا۔

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ؀۶۹

پھر ہر قسم کے پھلوں میں سے (تھوڑا تھوڑا لے کر) کھا اور اپنے ربّ کے (بتائے ہوئے) طریقوں پر جو تیرے لیے آسان (کیے گئے) ہیں چل۔ ان (مکھیوں) کے پیٹوں سے (تمھارے) پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جو مختلف رنگوں کی ہوتی ہے (اور) اس میں لوگوں کے لیے شفا (کی خاصیت رکھی گئی) ہے۔ جو لوگ سوچ (اور فکر) سے کام لیتے ہیں۔ ان کے لیے اس میں یقیناً کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ؀۷۰

اور اللہ نے تمھیں پیدا کیا ہے، پھر وہ تمھاری روحیں قبض کرتا ہے اور تم میں سے بعض (آدمی) ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ عمر کی بدترین حالت کی طرف لوٹائے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں وہ علم (والے ہونے) کے بعد (پھر) بے علم ہو جاتے ہیں۔ اللہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) ہر بات پر پورا (پورا) قادر ہے۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض سے رزق میں بڑھایا ہوا ہے اور جن لوگوں کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنا (مقبوضہ) رزق (کسی صورت میں بھی) ان کی طرف جن پر

[1] یعنی شہد۔

فَهُمْ فِيهِ سَوَآءٌ ۚ أَفَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿۷۲﴾

اُن کے داہنے ہاتھ قابض ہیں لوٹانے والے نہیں جس کا نتیجہ یہ ہو کہ وہ اس میں برابر کے حقدار ہو جائیں۔ پھر کیا وہ (اس حقیقت کے جاننے کے باوجود) اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ ﴿۷۳﴾

اور اللہ نے تمہارے لیے تم میں سے (یعنی تمہارے[1] ہی جیسے جذبات رکھنے والی) بیویاں بنائی ہیں اور (نیز) اس[2] نے تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے پیدا کیے ہیں اور اس نے تمہیں تمام (قسم کی) پاکیزہ چیزوں سے رزق بخشا ہے۔ کیا پھر (بھی) ایک ہلاک ہونے والی چیز پر (تو) وہ ایمان رکھیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا وہ انکار کر دیں گے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۷۴﴾

اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستیوں کی پرستش کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے ان کو کچھ بھی دینے کا کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ اور نہ رکھ سکتی ہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۷۵﴾

پس (اے مشرکو! تم) اللہ کے متعلق (اپنے پاس سے) باتیں مت بناؤ۔ اللہ یقیناً (سب کچھ) جانتا ہے اور تم (کچھ بھی) نہیں جانتے۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْرًا ۖ هَلْ يَسْتَوُونَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۷۶﴾

اللہ (تمہارے سمجھانے کے لیے) ایک ایسے بندے کی حالت بیان کرتا ہے جو غلام ہو اور (جو کسی بات کی بھی) طاقت نہ رکھتا ہو اور (اس کے مقابلہ میں اس بندے کی حالت بھی) جسے ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق دیا ہو اور وہ اس میں سے پوشیدہ طور پر (بھی) اور علانیہ طور پر (بھی ہماری راہ میں) خرچ کرتا ہو۔ کیا وہ دونوں (قسم کے لوگ) برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں) ہر تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے لیکن ان میں سے اکثر (لوگ) جانتے نہیں۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۷۷﴾

اور اللہ دو (اور) شخصوں کی حالت (بھی) بیان کرتا ہے جن میں سے ایک (تو) گونگا ہو جو کسی بات کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ اپنے مالک پر بے فائدہ بوجھ ہو جدھر بھی (اس کا آقا) اُسے بھیجے (وہ) کوئی بھلائی (کما کر) نہ لائے (پس) کیا وہ (شخص) اور وہ (دوسرا) شخص جو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہو اور وہ (خود بھی) سیدھی راہ پر (قائم) ہو (باہم) برابر ہو سکتے ہیں؟

ع ۱۶

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ

اور آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو (حاصل) ہے اور اس (موعودہ)

---

[1] قرآن کریم میں ہے مِنْ اَنْفُسِكُمْ اور اقرب الموارد اور شرح مأۃ عامل میں لکھا ہے کہ مِنْ کے معنے بعض کے بھی ہوتے ہیں۔ اس کی رُو سے اس آیت کے یہ معنے نہیں گے کہ تمہاری بیویاں ان ماں باپ کی بیٹیاں ہیں جو تمہاری طرح کے ہیں۔ اس لیے ان کے جذبات بھی وہی ہیں جو تمہارے ہیں۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ نے۔

إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٧٨﴾

گھڑی (کی آمد) کا معاملہ تو ایسا ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا۔ بلکہ وہ (اس سے بھی) قریب تر (وقت میں واقع ہو جانے والا ہے) اللہ یقیناً ہر بات پر پورا (پورا) قادر ہے۔

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٩﴾

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حالت میں پیدا کیا ہے کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور اُس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیے ہیں تاکہ تم شکر ادا کرو۔

أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٨٠﴾

کیا انھوں نے پرندوں کو جو آسمان کی فضا کے اندر مسخر کیے گئے ہیں (غور کی نظر سے) نہیں دیکھا۔ انھیں (تم پر آ گرنے اور نوچ کھانے سے) اللہ کے سوا (اور) کوئی نہیں روک رہا۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے اس میں یقیناً کئی نشان (پائے جاتے) ہیں۔

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّن جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿٨١﴾

اور اللہ نے تمھارے گھروں کو تمھاری رہائش کا ذریعہ بنایا ہے اور (اس نے چارپایوں کے چمڑوں سے (بھی) تمھارے لیے گھر بنائے ہیں۔ جنھیں تم سفر کے وقت ہلکا (پھلکا) پاتے ہو اور (نیز) اپنے قیام کے وقت (اُن سے فائدہ اٹھاتے ہو) اور ان (جانوروں) کی باریک اُونوں اور (نیز) اُن کی موٹی اُونوں اور اُن کے بالوں کو (بھی مستقل سامان اور ایک وقت تک (کے لیے) عارضی سامان (بنانے کا ذریعہ بنایا ہے۔)

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ﴿٨٢﴾

اور اللہ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اُس میں اُس نے تمھارے لیے کئی سایہ دینے والی چیزیں بنائی ہیں (جن کے نیچے تم آرام پاتے ہو) اور پہاڑوں میں (بھی) تمھارے لیے پناہ کی جگہیں بنائی ہیں اور (نیز اُس نے تمھارے لیے کئی قسم کی قمیصیں بنائی ہیں جو تمھیں گرمی سے[۵] بچاتی ہیں اور بعض قمیصیں (یعنی زرہیں) ایسی ہیں جو تمھیں تمھاری (آپس کی) جنگ (کی سختی) سے بچاتی ہیں۔ اسی طرح وہ تم پر اپنے (روحانی) انعام کو (بھی) پورا کرتا ہے تاکہ تم (اس کے) کامل فرمانبردار بنو۔

فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٨٣﴾

پس اگر وہ (اب بھی) پھر جائیں تو (اس کی وجہ سے اے نبی! تجھ پر الزام نہیں آئے گا کیونکہ) تیرے ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

---

[۵] یہاں صرف گرمی کا ذکر ہے۔ مگر عربی کا محاورہ ہے کہ ایسے موقعہ پر جب مناسب ہو ضد کو حذف سمجھ لیتے ہیں (بحر محیط جلد ۵ صفحہ ۵۲۴) پس عربی قاعدہ کے مطابق آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ اس نے وہ کپڑے بھی بنائے ہیں جو گرمی سے بچاتے ہیں اور وہ بھی جو سردی سے بچاتے ہیں۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۴ ع

وہ اللہ کے (اس) انعام کو (بخوبی) پہچانتے ہیں مگر پھر (بھی) اُس کا انکار کر رہے ہیں اور ان میں سے اکثر تو پکّے کافر ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝۸۵

اور (اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن ہم ہر ایک قوم میں ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر (اس وقت) ان لوگوں کو جنھوں نے کفر (کا طریق) اختیار کیا ہے (عذر خواہی یا تلافی کی) اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ (ہی) ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۶

اور جن لوگوں نے ظلم (کا طریق اختیار) کیا ہے وہ جب اس (موعود) عذاب کو دیکھیں گے تو (اس وقت) نہ (تو) وہ (عذاب) اُن پر سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ (ہی) انھیں مہلت دی جائے گی۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۸۷

اور جن لوگوں نے (اللہ کے) شریک بنائے ہیں جب وہ اپنے بنائے ہوئے شریکوں[1] کو دیکھیں گے تو کہیں گے (کہ) اے ہمارے رب! یہ ہمارے بنائے ہوئے شریک ہیں جنھیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے جس پر وہ (مزعومہ شریک جلدی سے) انھیں کہیں گے (کہ) تم یقیناً جھوٹے ہو۔

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ۣ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۸۸

اور اس دن وہ (ظالم جلدی سے) اللہ کے حضور (اپنی) اطاعت کا اظہار کریں گے اور وہ (سب کچھ) جسے وہ اپنے پاس سے گھڑا کرتے تھے، اُن (کے ذہنوں) سے غائب ہو جائے گا۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۝۸۹

جن لوگوں نے (خود بھی) کفر (کا طریق) اختیار کیا ہے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکا ہے اُن کو ہم اس عذاب سے بڑھ کر ایک اور عذاب دیں گے کیونکہ وہ (ہمیشہ) فساد (کے کام) کرتے تھے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اور (اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن ہم ہر قوم کے اندر اُن کے خلاف خود انھی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور (اے رسول!) تجھے ہم ان (سب) کے خلاف گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے یہ کتاب ہر ایک بات کو کھول کر بیان کرنے کے لیے اور (تمام لوگوں کی) راہنمائی کے لیے اور (ان پر) رحمت کرنے اور کامل فرمانبرداری اختیار کرنے والوں کو بشارت

[1] قرآن کریم میں صرف شُرَكَآءَهُمْ کہا گیا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم نے ہی بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ اس لیے ہم نے "بنائے ہوئے" کے الفاظ بڑھا دئے ہیں۔ جو قرآن کریم کے مفہوم کے مطابق ہیں۔

تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ ع ۱۲ ۱۸

دینے کے لیے اُتاری ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩١﴾

اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور (غیر رشتہ داروں کو بھی) قرابت والے (شخص) کی طرح (جاننے اور اسی طرح مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور (ہر ایک قسم کی) بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمھیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٩٢﴾

اور چاہیئے کہ (اللہ کے ساتھ کیے ہوئے اپنے) عہد کو جب تم نے (اس سے کوئی عہد کیا ہو) پورا کرو اور قسموں کو انھیں پختہ کرنے کے بعد جبکہ تم نے اللہ کو (اس کی قسم کھا کر) اپنا ضامن بنا لیا ہے مت توڑو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے یقیناً جانتا ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾

اور اس عورت کی طرح مت بنو جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو اس کے مضبوط ہو جانے کے بعد کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا اسی طرح کہ تم اپنی قسموں کو فریب کے ذریعہ آپس میں رسوخ بڑھانے کا ذریعہ بنا لو۔ اس خوف سے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کے مقابلہ میں زیادہ طاقت ور نہ ہو جائے اللہ تو صرف اس وقت تم کو ان (احکام) کے ذریعہ سے آزما رہا ہے اور قیامت کے دن تم پر ان امور کی ساری حقیقت ضرور کھول دیگا[1] جن میں تم اختلاف رکھتے تھے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾

اگر اللہ اپنی (ہی) مشیت نافذ کرتا تو وہ تم (سب) کو ایک ہی جماعت بناتا لیکن (وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ) جو شخص (گمراہی کو) چاہتا ہے اسے وہ گمراہ کرتا ہے اور جو (ہدایت کو) چاہتا ہے اسے وہ ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اس کے متعلق (قیامت کے دن) تم سے پوچھا جائے گا۔

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٩٥﴾

اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا ذریعہ مت بناؤ ورنہ (تمھارا) قدم بعد اس کے کہ وہ (خوب مضبوطی سے) جم چکا ہو (پھر) پھسل جائے گا اور تم برا انجام دیکھو گے۔ کیونکہ تم نے (اس طرح سے اور لوگوں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکا۔ اور تم پر بڑا عذاب (نازل) ہو گا۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾

اور تم اللہ کے (ساتھ کیے ہوئے) عہد کے بدلہ میں حقیر (اور تھوڑی سی) قیمت (رکھنے والی چیز) مت لو۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو سمجھ لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمھارے لیے یقیناً (اس سے بدرجہا) بہتر ہے۔

---

[1] یعنی حق و باطل کا فرق تم پر کھل جائے گا۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ) رہنے والا ہے اور ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ جو لوگ ثابت قدم رہے ہیں ہم انھیں یقیناً ان کے بہترین عمل کے مطابق (ان کے تمام اعمال صالحہ کا) بدلہ دیں گے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

جو کوئی مومن ہونے کی حالت میں نیک اور مناسب حال عمل کرے گا مرد ہو کہ عورت ہم اس کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان (تمام لوگوں) کو ان کے بہترین عمل کے مطابق (ان کے تمام اعمال صالحہ کا) بدلہ دیں گے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

(اے مخاطب!) جب تو قرآن پڑھنے لگے تو دھتکارے ہوئے شیطان (کے شر) سے (محفوظ رہنے کے لیے) اللہ کی پناہ مانگ (لیا کر)

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

(سچی) بات یقیناً یہی ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اپنے رب (کی پناہ) پر بھروسا رکھتے ہیں، اُن پر اس کا کوئی تسلط نہیں ہے۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

اس کا تسلط صرف اُن لوگوں پر (ہوتا) ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شرک کرتے ہیں۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

اور جب ہم کسی نشان کی جگہ پر کوئی اور نشان لاتے ہیں اور (اس میں کیا شک ہے کہ) اللہ جو کچھ اُتارتا ہے اس (کی ضرورت) کو وہ (سب سے) بہتر جانتا ہے تو (اس موقع پر مخالفین) کہتے ہیں کہ تو مفتری ہے (مگر حقیقت یوں) نہیں بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

تو (ایسے معترض سے) کہہ (کہ) رُوح القدس نے اسے تیرے رب کی طرف سے حق (و حکمت) کے ساتھ اتارا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہیں انھیں وہ (ایمان پر ہمیشہ کے لیے قائم کر دے اور (نیز اس نے) فرمانبرداروں کی (مزید) رہنمائی کے لیے اور (انھیں) بشارت دینے کے لیے (اسے اُتارا ہے)

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾

اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں (کہ یہ وحی الٰہی نہیں بلکہ) ایک آدمی[۲] اسے سکھاتا ہے (مگر وہ نہیں سمجھتے کہ) جس شخص کی طرف وہ (اشارہ کرتے ہیں اور اُن کے ذہن اس کی طرف) مائل ہوتے ہیں اس کی زبان اعجمی ہے اور یہ (قرآنی زبان تو خوب) روشن (کر کے) دکھانے والی (عربی زبان ہے۔

---

[۱] یہاں ضمیر شان آئی ہے جس کے معنے لغت نے یہ کیے ہیں کہ سچی بات یہی ہے (مغنی)

[۲] تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۴۳۰

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٥﴾

جو لوگ اللہ کے نشانوں پر ایمان نہیں لاتے۔ اللہ انھیں ہدایت نہیں دیتا۔ اور اُن کے لیے دردناک عذاب (مقدّر) ہے۔

إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٦﴾

جھوٹ وہی لوگ باندھا کرتے ہیں جو اللہ کے نشانوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور یہی لوگ پکّے جھوٹے ہوتے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٧﴾

جو لوگ (بھی) اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کریں سوائے اُن کے جنھیں (کفر پر) مجبور کیا گیا ہو لیکن اُن کا دل ایمان پر مطمئن ہو (وہ گرفت میں نہ آئیں گے) ہاں وہ جنھوں نے (اپنا) سینہ کفر کے لیے کھول دیا ہو اُن پر اللہ کا (بہت) بڑا غضب (نازل) ہوگا۔ اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب (مقدّر) ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٨﴾

اور ایسا اس سبب سے ہوگا کہ انھوں نے اس ورلی زندگی سے محبّت کر کے اُسے آخرت پر مقدم کر لیا اور نیز اس وجہ سے کہ اللہ کفر اختیار کرنے والے لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٩﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن (کے کفر کی وجہ سے اُن) کے دلوں اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر اللہ نے مُہر لگا دی ہے اور یہ لوگ ہی ہیں جو پکّے غافل ہیں۔

لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١١٠﴾

(اور) اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آخرت میں (سب سے) زیادہ نقصان اُٹھانے والے ہوں گے۔

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١١﴾

اور تیرا رب یقیناً اُن لوگوں کے لیے جو دُکھ میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کر گئے پھر انھوں نے جہاد کیا اور (اپنے عہد پر) ثابت قدم رہے (ہاں) تیرا رب یقیناً اس (شرط کو پورا کرنے) کے بعد ان کے لیے بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا (ثابت) ہوگا۔

يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَتُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١١٢﴾

(اس جزا کا ظہور خصوصیت سے اس دن ہوگا جس دن ہر شخص اپنی جان کے متعلق جھگڑتا ہُوا آئے گا اور ہر شخص نے جو کچھ کیا ہوگا (اس کا اجر) اُسے پُورا پُورا دیا جائے گا۔ اور ان پر (کسی رنگ میں بھی) ظلم نہ کیا جائے گا۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً

اور اللہ (انھیں سمجھانے کے لیے) ایک بستی[1] کا حال بیان کرتا ہے۔ جسے

---

[1] اس جگہ بستی سے مراد مکّہ مکرمہ ہے۔ قرآن کریم میں ماضی کا لفظ ہے۔ مگر بعض دفعہ یقین پر دلالت کرنے کے لیے ماضی کا لفظ حال کی جگہ استعمال کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں ہُوا ہے۔

يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ﴿۱۱۲﴾

(ہر طرح سے) امن حاصل ہے (اور) اطمینان نصیب ہے ہر طرف سے اس کا رزق اسے بافراغت پہنچ رہا ہے۔ پھر (بھی) اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی ہے اُس (کی اِس ناشکری) پر اللہ نے اس (کے باشندوں) پر اُن کے اپنے (گھناؤنے) عمل کی وجہ سے بھوک اور خوف کا لباس[1] نازل کیا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۱۳﴾

اور یقیناً اُن کے پاس انہی میں سے (ہمارا) ایک رسول آچکا ہے مگر انھوں نے اسے جھٹلایا جس پر اس حالت میں کہ وہ ظلم کر رہے تھے (ہمارے) عذاب نے انھیں آپکڑا۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۱۱۴﴾

پس جو حلال (اور) طیّب (مال) اللہ نے تمھیں دیا ہے تم اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو شکر کرو۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۵﴾

اس نے تم پر صرف مُردار کو اور خون کو اور سؤر کے گوشت کو اور (ہر) اس چیز کو حرام کیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور (جو شخص ان میں سے کسی چیز کے کھانے پر) مجبور کیا جائے بحالیکہ وہ (شریعت کا) مقابلہ کرنے والا نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو (یاد رہے کہ) اللہ بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿۱۱۶﴾

اور اپنی زبانوں کے جھوٹے بیانوں کے سبب سے (یہ) مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے (تا ایسا نہ ہو) کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھنے والے بن جاؤ۔ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوتے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾

(یہ دنیا) تھوڑا سا عارضی سامان ہے اور (اس جھوٹ کے نتیجہ میں) اُن کے لیے دردناک عذاب (مقدّر) ہے (پس اس سے بچنا چاہیئے)

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۱۱۸﴾

اور جن لوگوں نے یہودی مذہب اختیار کیا تھا ان پر (بھی) ہم نے اِس سے پہلے وہ (تمام) چیزیں حرام کی تھیں جن کا ذکر ہم نے تجھ سے کیا ہے اور ہم نے اُن پر (یہ احکام دیکر) ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ (اُن احکام کو توڑ کر) اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

---

[1] قرآن مجید میں لفظ اَذَاقَ کا ہے جس کے معنے چکھانے کے ہیں۔ مگر عربی کے محاورہ میں لباس کے لیے بھی بعض دفعہ کھانے کا لفظ آجاتا ہے۔ چنانچہ مشہور شعر ہے ؎
قَالُوا اقْتَرِحْ شَيْئًا نُّجِدْ لَكَ طَبْخَهُ ۔ قُلْتُ اطْبَخُوا لِي جُبَّةً وَّقَمِيصًا ۔ انھوں نے کہا کہ کسی چیز کی خواہش کر دجس کو ہم پکا کر پیش کریں۔ میں نے کہا کہ جبّہ اور قمیص مجھے پکا کر دو۔ اسی محاورہ کے مطابق ہم نے ترجمہ کیا ہے تا چکھانے کا مفہوم بھی نکل آئے اور لباس کا لفظ بھی قائم رہے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

پھر (یاد رکھو کہ) جن لوگوں نے بے خبری کی حالت میں (کوئی) بُرائی کی ہو (اور) پھر اس کے بعد (وہ اُس سے) توبہ کر لیں۔ اور (اپنی غلطی کی) اصلاح (بھی) کریں، اُن کے حق میں تیرا رب ان (شرائط کے پورا کرنے) کے بعد بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا (ثابت) ہو گا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ابراہیم یقیناً ہر (اک) خیر کا جامع اللہ کے لیے "تذلّل" اختیار کرنے والا (اور) ہمیشہ خدا کی کامل فرماں برداری کرنے والا تھا، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾

(وہ) اس[1] کے انعاموں کا شکر گذار تھا، اس (کے رب) نے اسے برگزیدہ کیا تھا اور (ایک) سیدھی راہ کی طرف اس کی راہنمائی کی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ ﴿۱۲۲﴾

اور ہم نے اُسے اِس دنیا میں (بھی بڑی) کامیابی بخشی تھی، اور وہ آخرت میں (بھی) یقیناً صالح لوگوں میں سے ہو گا۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

اور (اے رسول) ہم نے تجھے وحی کے ذریعہ سے حکم دیا ہے کہ (ہماری) کامل فرمانبرداری پر ہمیشہ قائم رہنے والے ابراہیم کے طریق کی پیروی کر۔ اور (اے مکہ والو جانتے ہو کہ) وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

سبت (کا وبال) انہی لوگوں پر ڈالا گیا تھا جنھوں نے اس میں اختلاف کیا تھا اور تیرا رب اس امر کے متعلق جس میں وہ اختلاف کرتے تھے یقیناً قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

(اور اے رسول) تو (لوگوں کو) حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بلا۔ اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو۔ اُن سے (اُن کے اختلافات کے متعلق) بحث کر تیرا رب ان کو (بھی) جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہوں (سب سے) بہتر جانتا ہے اور ان کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

اگر تم (لوگ زیادتی کرنے والوں کو) سزا دو تو جتنی تم پر زیادتی کی گئی ہو تم اتنی (ہی) سزا دو۔ اور (ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے کہ) اگر تم صبر کرو گے تو صبر کرنے والوں کے حق میں وہ (یعنی صبر کرنا) بہتر ہو گا۔

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کے۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

اور (اے رسول) تو صبر سے کام لے اور تیرا صبر کرنا اللہ (کی مدد) سے ہی (ہو سکتا) ہے اور تو اُن (لوگوں کی حالت) پر غم نہ کھا۔ اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں ان کی وجہ سے تکلیف محسوس نہ کر۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع ۱۶ / ۲۲

اور یاد رکھ کہ اللہ یقیناً ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنھوں نے تقویٰ (کا طریق) اختیار کیا ہو اور جو نیکوکار ہوں۔

سُوْرَةُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّاثْنَتَاعَشْرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَاعَشَرَ رُکُوْعًا
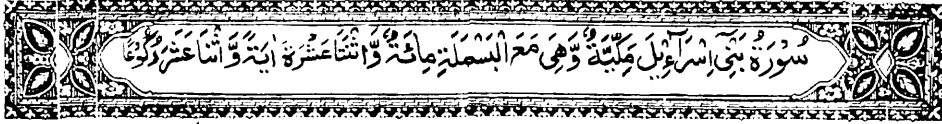
سورۃ بنی اسرائیل، یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو بارہ آیات ہیں اور بارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ②

(میں) اُس (خدا) کی پاکیزگی (بیان کرتا ہوں) جو رات کے وقت اپنے بندے کو (اس) حرمت والی مسجد سے (اُس) دُور والی مسجد تک جس کے ارد گرد کو (بھی) ہم نے برکت دی ہے (اس لیے) لے گیا کہ تا ہم اُسے اپنے بعض نشان دکھلائیں یقیناً وہی (خدا) ہے جو اپنے بندوں کی پکار کو خوب سننے والا (اور ان کی حالتوں کو) خوب دیکھنے والا ہے۔

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ③

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی تورات) دی تھی اور اس کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا تھا اور اس میں اُنھیں حکم دیا تھا کہ تم میرے سوا کسی کو (اپنا) کارساز نہ ٹھہراؤ۔

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ④

(اور یہ بھی کہا تھا کہ اے) ان لوگوں کی نسل! جنھیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کیا تھا (یاد رکھو کہ) وہ یقیناً (ہمارا) نہایت شکر گذار بندہ تھا پس تم بھی شکر گذار بنو۔

وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ⑤

اور ہم نے اس کتاب میں بنی اسرائیل کو یہ بات (کھول کر) پہنچا دی تھی کہ تم یقیناً اس ملک میں دو بار فساد کرو گے اور یقیناً تم بہت بڑی سرکشی (اختیار) کرو گے۔

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑥

اور جب ان دو (بار کے فسادوں) میں سے پہلی (بار) کا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آیا تو ہم نے بعض اپنے ایسے بندوں کو تمھاری سرکوبی کے لیے (تم پر مستولی کر کے) کھڑا کر دیا جو سخت جنگجو تھے[۱] - اور وہ تمھارے گھروں کے اندر جا گھسے اور یہ وعدہ (بہر حال) پورا ہو کر رہنے والا تھا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ

(اس کے بعد) پھر ہم نے[۲] تمھیں (دشمن پر) حملہ کی طاقت عطا کی اور ہم نے مالوں اور

---

[۱] یہ نبوکدنضر بادشاہِ بابل کے حملہ کا ذکر ہے جس نے فلسطین پر حملہ کر کے صدقیاہ کو شکست دی تھی - اور اس کی آنکھیں نکال دی تھیں (دیکھو ۲ سلاطین باب ۲۵)

[۲] اس میں مید اور فارس کے بادشاہ کا ذکر ہے، جس نے بابل پر حملہ کر کے نبوکدنضر کے خاندان کو تباہ کر دیا اور بنو اسرائیل سے خفیہ معاہدہ کر لیا - اور بعد میں اس وعدہ کے مطابق نحمیاہ نبی کے ذریعہ دوبارہ بیت المقدس آباد کروایا - (دیکھو کتاب نحمیاہ باب ۱ و باب ۲)

وَبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۷

بیٹوں کے ذریعہ سے تمھاری مدد کی اور ہم نے تمھیں جتھے کے لحاظ سے بھی (پہلے سے) زیادہ کر دیا۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۸

(سنو!) اگر تم نیکو کار بنو گے تو نیکو کار بن کر اپنی جانوں کو ہی فائدہ پہنچاؤ گے اور اگر تم بُرے اعمال کرو گے تو بھی، ان (یعنی اپنی جانوں) کے لیے (بُرا کرو گے) پھر جب دوسری بار[1] والا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آ گیا، تاکہ وہ (یعنی تمھارے دشمن تمھارے معزز لوگوں سے) ناپسندیدہ معاملہ کریں اور (اسی طرح) مسجد میں داخل ہوں جس طرح وہ اس میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے بالکل تباہ (اور برباد) کر کے رکھ دیں (تو یہ بات بھی پوری ہو گئی)

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۹

(اب بھی کچھ بعید نہیں (بلکہ عین ممکن ہے) کہ تمھارا رب[2] تم پر رحم کرے اور اگر تم (پھر اپنے غلط رویّہ کی طرف) لوٹے تو ہم بھی (اپنی سزا کی طرف) لوٹیں گے اور (یاد رکھو کہ) جہنم کو ہم نے کافروں کے لیے قید خانہ بنایا ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝۱۰

یہ قرآن یقیناً اس (راہ) کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ درست ہے اور مومنوں کو جو مناسبِ حال کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے (بہت) بڑا اجر (مقدر) ہے۔

وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۱

اور (قرآن) یہ (بھی کہتا ہے) کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاۗءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۲

اور انسان شر کو (اسی جوش سے) بلاتا ہے جس جوش سے اللہ[3] اس (بندہ) کو خیر کی طرف بُلا رہا ہوتا ہے اور انسان بڑا ہی جلد باز (واقع ہُوا) ہے۔

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ

اور ہم نے رات اور دن دو نشان بنائے ہیں۔ اس طرح پر کہ رات والے نشان کے اثر کو تو ہم نے مٹا دیا[4] اور دن والے نشان کو ہم نے بینائی بخشنے والا بنایا

[1] اس تباہی کے دوسرے وعدہ سے مراد روم کے شہزادہ ٹائٹس کا حملہ ہے جس نے اس لیے فلسطین پر حملہ کیا کہ اسے بتایا گیا تھا کہ یہودی رومی حکومت سے بغاوت کرنے والے ہیں۔ یہ واقعہ سنہ ۷۰ء بعد مسیح کا ہے۔ (دیکھو انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ جیوز اور ہسٹورینز ہسٹری آف دی ورلڈ)۔ اس وقت ٹائٹس نے بیت المقدس کی سخت ہتک کی تھی اور مسجد میں سؤر کی قربانی کی تھی۔

[2] یعنی یہود کا۔

[3] ضمیر کی بجائے ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے تاکہ آیت کا مفہوم واضح ہو جائے۔

[4] یعنی اندھیرا بنایا ہے۔

رَبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾

تاکہ تم خدا کے فضل کو تلاش کرو اور (آسانی سے) سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرسکو، اور ہم نے ہر ایک چیز کو خوب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

اور ہم نے ہر انسان کی گردن میں اس کے عمل[۱] کو باندھ دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس (کے اعمال) کی ایک کتاب[۲] نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں گے، جسے وہ (بالکل) کھلی ہوئی پائے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿۱۴﴾

(اور اسے کہا جائے گا) اپنی کتاب (خود ہی) پڑھ (کر دیکھ) لے آج تیرا نفس ہی تیرا حساب لینے کے لیے کافی ہے۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

(پس یاد رکھو کہ) جو ہدایت کو قبول کرے گا اُس کا ہدایت پانا اسی کی ذات کے فائدہ کے لیے ہے اور جو اس ہدایت کو رد کر کے گمراہ ہوگا۔ اس کا گمراہ ہونا اسی کے (نفس کے) خلاف پڑیگا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی[۳] جان کسی دوسری (جان) کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور ہم (کسی قوم پر) ہرگز عذاب نہیں بھیجتے جب تک (ان کی طرف) کوئی رسول نہ بھیج لیں۔

وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کریں تو (پہلے) ہم اس کے آسودہ حال لوگوں کو نیکی[۴] کا حکم دیتے ہیں جس پر وہ (اُلٹا) اس (بستی) میں نافرمانی (کی راہ) اختیار کر لیتے ہیں۔ تب اس بستی کے متعلق ہمارا کلام پورا ہو جاتا ہے اور ہم اسے پوری طرح تباہ کر دیتے ہیں۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

اور (اسی قانون کے مطابق) ہم نے نوح (کی قوم) کو اور (اس) کے بعد (یکے بعد دیگرے) بہت سی نسلوں کو ہلاک کیا اور تیرا رب اپنے بندوں کے گناہوں پر (اچھی طرح) آگاہی رکھنے والا (ہے) اور انھیں خوب دیکھتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ

جو شخص (صرف) دنیا کا خواہاں ہو ہم اس قسم کے لوگوں میں سے جس کو چاہتے ہیں

---

[۱] اس آیت میں یہ لفظ ہیں کہ ہر انسان کی گردن میں اس کا پرندہ باندھ چھوڑا ہے۔ لیکن چونکہ لغت میں لکھا ہے کہ پرندہ کے معنے اس عمل کے بھی ہوتے ہیں جس کا انسان عادی ہو جائے (دیکھو اقرب) اس لیے ہم نے ترجمہ میں طائر کی جگہ عمل لکھا ہے۔ گردن میں عمل باندھنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اس کی جزا سے بچ نہیں سکتا۔

[۲] اس لفظ نے واضح کر دیا ہے کہ قرآن مجید نے اس جگہ طائر کے معنے عمل ہی کے لیے تھے۔

[۳] یعنی کوئی شخص جس پر جوابدہی لازمی ہو دوسرے کی جگہ پر جوابدہی نہیں کر سکے گا۔ نیز دیکھو نوٹ سورۃ انعام آیت ۱۶۵۔

[۴] اس آیت کے بہت غلط معنے کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت ابن عباسؓ نے اس کا صحیح مفہوم نکالا ہے جس سے سب اعتراض دور ہو جاتے ہیں۔ (دیکھو بحر محیط جلد ۶ صفحہ ۱۰) ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

نُرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۹﴾

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۰﴾

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۱﴾

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۲﴾

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۳﴾ ع

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۴﴾

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۵﴾

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۶﴾

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۷﴾

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ

اس دنیا میں کچھ جلدی (اور دنیوی) فائدہ دے دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے لیے جہنم (کا عذاب) مقرر کر دیتے ہیں جس میں وہ الزام لگوا کر اور دھتکارا جا کر داخل ہو جاتا ہے۔

اور جن[1] لوگوں نے ایمان کی حالت میں آخرت کی خواہش کی اور اس کے لیے اس کے مطابق کوشش (بھی) کی تو یاد رکھو ایسے ہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔

ہم سبھی کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی (یعنی دین والوں کو بھی) اور اُن کو بھی (یعنی دنیا والوں کو بھی) (اور) یہ مدد تیرے رب کی عطا میں سے ہے اور تیرے رب کی عطا (کسی خاص گروہ سے) روکی نہیں جاتی۔

دیکھ کس طرح ہم نے (دنیوی سامانوں کی رُو سے بھی) ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی (ہوئی) ہے اور آخرت (کی زندگی) تو یقیناً (اور بھی) بڑے درجات والی اور زیادہ فضیلت والی (زندگی) ہوگی۔

پس (اے مخاطب) اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا، ورنہ تو الزام لگوا کر (اور نصرت الٰہی) سے محروم ہو کر بیٹھ جائے گا۔

تیرے رب نے[2] (اس بات کا) تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور (نیز یہ کہ اپنے) ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر یا اُن دونوں پر تیری زندگی میں بڑھاپا آ جائے، تو انہیں (اُن کی کسی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے) اُف تک نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور اُن سے (ہمیشہ) نرمی سے بات کر۔

اور رحم کے جذبہ کے ماتحت اُن کے سامنے عاجزانہ رویہ اختیار کر اور (ان کے لیے دعا کرتے وقت) کہا کر (کہ اے) میرے رب! ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔

تمہارا رب جو کچھ (بھی) تمہارے دلوں میں ہو اُسے (سب سے) بہتر جانتا ہے (اور) اگر تم نیک ہو گے تو (یاد رکھو کہ) وہ بار بار رجوع کرنے والوں کو بہت ہی بخشنے والا ہے۔

اور قرابت والے (رشتہ دار) کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دو اور اسراف کسی رنگ میں (بھی) نہ کرو۔

اسراف کرنے والے لوگ یقیناً شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان

---

[1] مَن کا لفظ مفرد اور جمع دونوں معنے رکھتا ہے۔ ہم نے جمع کے معنے کیے ہیں۔

[2] اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم میں کئی جگہ خطاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے مگر مراد آپ کی اُمت ہوتی ہے کیونکہ یہ حکم ماں باپ سے سلوک کا ہے اور آپ کے والد آپ کی پیدائش سے پہلے اور آپ کی والدہ آپ کے بلوغ سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۸﴾

اپنے ربّ کا بہت ہی ناشکر گذار ہے۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

اور اپنے ربّ کی کسی عظیم الشان رحمت کے حصول کے لیے جس کی تجھے اُمید لگی ہوئی ہو اگر تو اُن (رشتہ داروں) سے اعراض کرے[۱] تو اس صورت میں اعراض جائز ہے مگر تب بھی ان سے تلطف والے طریق پر بات کر۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۳۰﴾

اور تُو نہ (تو بخل سے) اپنے ہاتھ کو باندھ کر اپنی گردن میں ڈال لے اور نہ (اسراف میں پڑ کر) اسے بالکل کھول دے ورنہ (ہر دو باتوں کے نتیجہ میں) تُو ملامت کا نشانہ بن کر یا تھکان کے اثر سے بیٹھ جائے گا۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ ع ۳

تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو وسیع کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے۔ وہ یقیناً اپنے بندوں (کے حالات) کو جاننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۲﴾

اور تم مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو انھیں (بھی) ہم ہی رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی ہم ہی دیتے ہیں انھیں قتل کرنا یقیناً (بہت) بڑی خطا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ﴿۳۳﴾

اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ، وہ یقیناً ایک کھلی بے حیائی اور بہت بُرا راستہ ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۴﴾

اور جس جان کو (مارنا) اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے (شرعی) حق کے سوا قتل نہ کرو۔ اور جو شخص مظلوم مارا جائے اس کے وارث کو ہم نے (قصاص کا) اختیار دیا ہے پس (اس کے لیے یہ ہدایت ہے کہ) وہ (قاتل کو) قتل کرنے میں (ہماری مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھے (اگر وہ حد کے اندر رہے گا) تو یقیناً (ہماری) مدد اس کے شامل حال ہوگی۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا ﴿۳۵﴾

اور تم اس طریق کے سوا جو (یتیم کے حق میں) زیادہ اچھا ہو کسی اور طرح یتیم کے مال کے پاس نہ پھٹکو۔ یہاں تک کہ وہ اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ جائے اور (اپنے) عہد کو پورا کرو۔ (کیونکہ) ہر عہد کی نسبت یقیناً (ایک نہ ایک دن) جواب طلبی ہوگی۔

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۶﴾

اور جب تم (کسی کو کچھ) ماپ کر دینے لگو تو ماپ پورا دیا کرو اور (جب تول کر دو تو بھی) سیدھے ترازو کے ساتھ تول کر دیا کرو۔ یہ بات سب سے بہتر اور انجام کے لحاظ سے سب سے اچھی ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ﴿۳۷﴾

اور (اے مخاطب) جس بات کا تجھے علم نہ ہو اس کی اتباع نہ کیا کر (کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تجھ سے) پوچھا جائے گا۔

---

[۱] یعنی تیرا اعراض اپنے رشتہ داروں سے بخل کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اس لیے ہو کہ مَیں خدا تعالیٰ سے کچھ شئی مانگ رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ وہ مجھے حاصل ہو جائے گی اس وقت تک میں مجبوراً با دلِ ناخواستہ اُن سے اعراض کرتا ہوں۔

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۸﴾

اور زمین پر اکڑ کر مت چل، کیونکہ نہ تو تُو اس طرح ملک کی[1] انتہا کو پہنچ سکتا ہے، اور نہ تُو اس طرح قوم کے سرداروں[2] کے بلند درجہ کو پا سکتا ہے۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۹﴾

ان (حکموں) میں سے ہر ایک (فعل) کی بُری صورت تیرے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔

ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۴۰﴾

یہ (شاندار تعلیم) اس (علم اور) حکمت کا (ایک حصّہ) ہے جو تیرے ربّ نے وحی کے ذریعہ سے تیری طرف بھیجی ہے اور تُو اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت بنا، ورنہ تُو ملامت کا نشانہ بن کر (اور) دھتکارا جا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۱﴾ ع

کیا تمھارے ربّ نے تم کو لڑکوں (کی نعمت) سے مخصوص کر دیا ہے اور (خود) اُس نے بعض فرشتوں کو (اپنی) لڑکیاں بنا لیا ہے۔ یقیناً تم (یہ) بڑی (خطرناک) بات کہتے ہو۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۲﴾

اور ہم نے اس قرآن میں (ہر ایک بات کو) اس لیے بار بار بیان کیا ہے کہ وہ (اس سے) نصیحت حاصل کریں لیکن (با وجود اس کے) وہ (قرآن) انھیں (عُجب اور) نفرت ہی میں بڑھا رہا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۳﴾

تُو کہہ (کہ) اگر ان کے قول کے مطابق اس (اللہ) کے ساتھ (کوئی) اور معبود (بھی) ہوتے تو اس صورت میں وہ (مشرکین ان معبودوں کی مدد سے) عرش والے (خدا) تک پہنچنے کا (کوئی راستہ ضرور[3] ڈھونڈ لیتے۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۴﴾

وہ ان (مشرکین) کی شرک کی باتوں سے پاک اور بہت ہی بالا ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۵﴾

ساتوں آسمان اور زمین اور جو اُن میں (بسنے والے) ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں اور (دنیا کی) ہر چیز اس کی تعریف کرتی ہوئی اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان (اشیاء) کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ وہ یقیناً پردہ پوشی کرنے والا (اور بہت (ہی) بخشنے والا ہے۔

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۶﴾

اور جب تو قرآن کو پڑھتا ہے تو اس وقت ہم تیرے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک مخفی (اور عام نظروں سے پوشیدہ) پردہ پیدا کر دیتے ہیں۔

---

[1] قرآن مجید میں تَخْرِقَ ہے اور تَخْرِقَ کے معنے پھاڑنے کے بھی ہیں اور ملک کے آخر تک پہنچ جانے کے بھی ہیں (دیکھو اقرب)

[2] قرآن مجید میں جِبَال کا لفظ ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ "سردار" کیا ہے کیونکہ یہ بھی لغت سے ثابت ہے (دیکھو اقرب) مطلب آیت کا یہ ہے کہ محض اکڑ کر چلنے سے نہ تو انسان ملک کے لوگوں کی گرفت سے آزاد ہو سکتا ہے اور نہ بڑا عالم بن جاتا ہے اور نہ سردار قوم۔

[3] یعنی وہ تو کہتے ہیں کہ ہم شرک اس لیے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے (زمر ع) اگر یہ بات درست ہے تو کیوں ان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا؟

وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۷﴾

اور ہم اُن کے دلوں پر کئی پردے ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ اس (سچائی) کو سمجھ نہ[51] سکیں اور اُن کے کانوں میں بہراپن (پیدا کردیا) ہے اور جب تو قرآن میں اپنے رب کو جو ایک ہی ہے یاد کرتا ہے تو وہ نفرت سے اپنی پیٹھیں پھیر کر چل پڑتے ہیں۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۸﴾

(اور) جب وہ (بظاہر) تیری باتیں سُن رہے ہوتے ہیں تو جس غرض کے ماتحت وہ تیری باتیں سُن رہے ہوتے ہیں ہم اس کی حقیقت کو خوب جانتے ہیں اور (نیز) جب وہ باہم سرگوشی کر رہے ہوتے ہیں (اس کا بھی ہمیں علم ہوتا ہے) اور جب وہ ظالم (ایک دوسرے سے) کہہ رہے ہوتے ہیں (کہ) تم ایک فریب خوردہ شخص ہی کی پیروی کر رہے ہو (تو اس وقت بھی ہم سُن رہے ہوتے ہیں)

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۹﴾

دیکھ انھوں نے تیرے متعلق کس طرح باتیں بنائی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ گمراہ ہوگئے ہیں اور (اب) وہ (ہدایت کے حاصل کرنے کے لیے) کوئی راہ نہیں پاسکتے۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۵۰﴾

اور انھوں نے (یہ بھی) کہا ہے (کہ کیا) جب ہم (مرکر) ہڈیاں ہوجائیں گے اور کچھ عرصہ کے بعد گل کر (ہڈیوں کا بھی) چُورا بن جائیں گے (تو ہمیں ازسرنو زندہ کیا جائے گا اور) کیا واقعی ہمیں ایک نئی مخلوق کی صورت میں اُٹھایا جائے گا؟

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۱﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۲﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ تم (خواہ) پتھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا کوئی اور ایسی مخلوق جو تمھارے دلوں میں اُس سے بھی سخت نظر آتی ہو (تب بھی تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا) (یہ سُن کر) وہ ضرور کہیں گے (کہ) کون ہمیں دوبارہ (زندہ کرکے وجود میں) لائے گا۔ تو (اُنھیں) کہہ (کہ) وہی (خدا) جس نے تمھیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اس پر وہ لازماً تعجب سے تمھاری طرف (دیکھتے ہوئے) سر ہلائیں گے اور کہیں گے (کہ) یہ (زندہ کیے جانے کا معاملہ) کب ہوگا؟ (جب وہ ایسا کہیں تو) تو (اُن سے) کہہ (کہ) بالکل ممکن ہے کہ وہ (وقت اب) قریب (آچکا) ہو۔[52]

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ

(یہ وعدہ اس دن پورا ہوگا) جس دن وہ تمھیں بلائے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کا[53]

---

[51] یعنی چونکہ ان کے دل گندے ہیں ہم اسلام قبول کرنے سے اُن کو روکتے ہیں تا ان کی بداعمالی کی وجہ سے اسلام بدنام "نہ" ہو۔ نہ کا حرف ہم نے اس لیے بڑھایا ہے کہ عربی کے قاعدہ کے مطابق حسب موقع اَنْ کے بعد لَا یعنی نہ کا حرف محذوف سمجھ لیا جاتا ہے۔

[52] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت دنیوی تباہی اور اس کے بعد کی زندگی کے متعلق ہے۔ کیونکہ اخروی زندگی کے متعلق تو کفار سمجھ نہیں سکتے تھے کہ اس کا وقت قریب آگیا ہے۔ نہ ابھی ہڈیاں ہوکر چُورا ہونے کا وقت آیا تھا۔ پس اس جگہ مراد اسی دنیا کی سیاسی یا قومی موت اور پھر دوبارہ احیا ہے۔

[53] اس میں درحقیقت عرب کے اسلام لاکر زندہ ہونے اور ترقی پانے کا ذکر ہے۔

لَبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۳﴾

حکم مانو گے (اور فوراً حاضر ہو جاؤ گے) اور تم سمجھ رہے ہو گے کہ تم (دنیا میں) تھوڑا ہی ٹھہرے تھے۔

وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۴﴾

اور تو میرے بندوں سے کہہ (کہ) وہی بات کہا کریں جو (سب سے) زیادہ اچھی ہو (کیونکہ) شیطان یقیناً اُن کے درمیان فساد ڈالتا رہتا ہے۔ شیطان انسان کا کھلا (کھلا) دشمن ہے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۵۵﴾

تمھارا رب تمھیں (سب سے) زیادہ جانتا ہے اگر وہ چاہے گا تو تم پر رحم کریگا اور اگر وہ چاہیگا تو تمھیں عذاب دے گا اور (اے رسول!) ہم نے تجھے ان کا ذمہ وار بنا کر نہیں بھیجا۔

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۶﴾

اور جو (وجود بھی) آسمانوں اور زمین میں بسنے والے ہیں انھیں تمھارا رب (سب سے) زیادہ جانتا ہے اور ہم نے یقیناً انبیاء میں سے بعض کو بعض (دوسرے انبیاء) پر فضیلت دی ہے اور داؤد کو (بھی) ہم نے زبور[1] دی تھی۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۷﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ) جن لوگوں کے متعلق تمھارا دعویٰ ہے کہ وہ اس کے سوا الوہیت رکھتے ہیں انھیں (اپنی مدد کے لیے) پکارو (تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ) نہ وہ (تمھاری کسی) تکلیف کو تم سے دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ (تمھاری حالت میں) کوئی تبدیلی پیدا کرنے کی (طاقت رکھتے ہیں)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۸﴾

وہ لوگ جنھیں وہ[2] پکارتے ہیں وہ بھی اپنے رب کے قرب کے لیے کوئی ذریعہ تلاش کرتے ہیں (یعنی یہ دیکھتے رہتے ہیں) کہ کون خدا کے زیادہ قریب ہے (تا کہ ہم اس کی مدد حاصل کریں) اور وہ ہمیشہ اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں تیرے رب کا عذاب یقیناً ایسا ہے جس سے خوف کیا جاتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ

اور (روئے زمین[3] پر) کوئی ایسی بستی نہیں رہو گی جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اسے بہت سخت عذاب نہ دیں۔ یہ بات تقدیر

---

[1] بعض لوگ زبور کو ایک شریعت سمجھتے ہیں مگر زبور کے معنے ٹکڑے کے بھی ہیں پس زبور سے مراد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کچھ نصائح بیان کرنے کے ہیں اور زبور کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسی ہی کتاب ہے۔

[2] معلوم ہوتا ہے اس جگہ معبودانِ باطلہ سے مراد وہ نبی یا فرشتے ہیں جن کو مشرک خدا تعالیٰ کا شریک قرار دیتے تھے ورنہ بتوں یا ادنیٰ لوگوں پر یہ آیت کسی طرح چسپاں نہیں ہو سکتی۔

[3] اس جگہ یہ پیشگوئی ہے کہ آخری زمانہ میں سب دنیا پر عذاب آئے گا اور بقول مسیح علیہ السلام کے قومیں قوموں پر چڑھیں گی اور بقول قرآن کریم يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ (سورۃ نازعات آیت ۷، ۸) مصیبت پر مصیبت آئے گی اور اس طرح متواتر آئے گی کہ انسان حیران ہو جائے گا۔

مَسْطُوْرًا ﴿۵۹﴾

(الٰہی) میں (پہلے سے) لکھی ہوئی ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۶۰﴾

(کیا) ہمیں نشانات کے بھیجنے میں اس کے سوا اور کوئی (امر) مانع ہو سکتا ہے کہ پہلے لوگوں نے (ان نشانات کو) جھٹلا دیا تھا (اور ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تھا۔ لیکن یہ تو کوئی وجہ نشان بھیجنے سے رُکنے کی نہیں) چنانچہ (جب) ہم نے ثمود (کی قوم) کو ایک اونٹنی ایک روشن نشان کے طور پر دی تو انھوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم نشانوں کو (بد انجام سے) ڈرانے کے لیے ہی بھیجا کرتے ہیں۔

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۱﴾ ع

اور جب ہم نے تجھے کہا تھا (کہ) تمھارا رب ضرور ان لوگوں کو ہلاک (کرنے کا فیصلہ) کر چکا ہے (تب بھی انھوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا) اور جو رؤیا ہم نے تجھے دکھائی تھی اسے (بھی) اور اس درخت[1] کو (بھی) جسے قرآن میں ملعون قرار دیا گیا ہے ہم نے لوگوں کے لیے صرف امتحان کا ذریعہ بنایا تھا[2] اور (باوجود اس کے کہ) ہم انھیں ڈراتے (چلے جاتے) ہیں پھر (بھی) وہ (یعنی ہمارا ڈرانا) انھیں ایک خطرناک سرکشی میں بڑھا رہا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۲﴾ ج

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو کہا تھا (کہ تم آدم کے ساتھ (مل کر) سجدہ کرو تو انھوں نے (اس حکم کے مطابق آدم کے ساتھ مل کر) سجدہ کیا تھا۔ مگر ابلیس نے (نہ کیا تھا) اس نے کہا تھا (کہ) کیا میں اس (بشر) کے ساتھ (مل کر) سجدہ کروں جسے تُو نے کیچڑ سے پیدا کیا ہے۔

قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۳﴾

(نیز) اس نے کہا (کہ اے اللہ) تو ہی مجھے (بتا کہ کیا یہ (مِرا مطاع ہو سکتا) ہے جسے تو نے مجھ پر شرف دیدیا ہے اگر تو نے مجھے قیامت کے دن تک مہلت دی تو (مجھے تیری ہی) ذات کی قسم ہے کہ (میں اس کی (تمام) اولاد کو قابو میں کرلونگا۔ سوائے تھوڑے سے لوگوں کے (جنھیں تو بچالے)

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

(اللہ نے) فرمایا (چل (دُور ہو) کیونکہ تیری بھی اور ان میں سے جو تیری پیروی کریں)

---

[1] شجرۃ سے مراد خاندان اور قوم بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ خاندان کے سلسلہ کو شجرۂ نسب کہتے ہیں۔ اقرب نے بھی شجرہ کے ایک معنے شجرۂ نسب یعنی خاندان کے سلسلہ کے کیے ہیں نہ صرف درخت کے۔ چونکہ قرآن کریم میں یہود کی قوم پر لعنت کی گئی ہے۔ اس لیے یہاں انھیں کا ذکر ہے۔

[2] اس جگہ رؤیا اور ایک شجرۂ ملعونہ کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے اس سے مضمون واضح ہو جاتا ہے کیونکہ رؤیا اِسی سورۃ میں اسراء کے واقعہ میں بیان کی گئی ہے اور اسراء وہ کشفی سفر تھا جو فلسطین کی طرف ہُوا جو یہود کا مقام تھا اور شجرۂ ملعونہ سے بھی یہود مراد ہیں پس دونوں کے اکٹھا ذکر کرنے سے ایک واقعہ نے دوسرے کی تفسیر کر دی ہے۔

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾
(اُن کی بھی) سزا جہنم ہے (اور یہ) پورا پورا بدلہ (رہے)

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾
اور (ہم نے کہا جا) ان میں سے جس پر تیرا بس چلے اسے اپنی آواز سے فریب دے کر (اپنی طرف) بلا اور اپنے سواروں اور پیادوں کو ان پر چڑھا لا۔ اور (ان کے) مالوں اور اولادوں میں ان کا حصہ دار بن اور ان سے (جھوٹے) وعدے کر (اور پھر اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھ) اور شیطان جو وعدے بھی کرتا ہے فریب کی نیت ہی سے کرتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾
جو میرے بندے ہیں، اُن پر ہرگز تیرا تسلّط نہیں (ہو سکتا) اور (اے میرے بندے!) تیرا ربّ کارسازی میں (تیرے لیے) کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾
(اور اے میرے بندو!) تمھارا ربّ (تو) وہ ہے جو تمھارے لیے کشتیوں کو سمندر میں چلاتا ہے تاکہ تم اس کے فضل کو ڈھونڈو۔ وہ یقیناً تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾
اور جب سمندر میں (طغیانی پیدا ہونے کی وجہ سے) تمھیں تکلیف پہنچے تو اس کے سوا دوسرے وجود (جن کو تم پکارتے ہو تمھارے ذہنوں سے) غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمھیں بچا کر خشکی پر لاتا ہے تو تم (اس کی طرف سے) اعراض کر لیتے ہو اور انسان بہت ہی ناشکرگذار ہے۔

اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾
کیا پھر تم (یہ سمجھتے ہو کہ تم) اس بات سے بالکل امن میں ہو کہ وہ (یا تو) تمھیں خشکی کے کنارہ پر (زمین میں) دھنسا دے یا تم پر سنگریزے نازل کرے اور پھر تم اپنا کوئی کارساز (اور چارہ گر) نہ پاؤ۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾
یا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ وہ تمھیں (پھر) دوسری بار اس (سمندر) میں لوٹا لائے اور تم پر ایک تند ہوا چھوڑ دے اور تمھارے کفر کی وجہ سے تمھیں غرق کر دے (اور پھر اس (عذاب) پر تم ہمارے خلاف اپنا کوئی مددگار نہ پاؤ۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع
اور ہم نے بنی آدم کو (بہت) شرف بخشا ہے اور ان کے لیے خشکی اور تری میں سواری کا سامان پیدا کیا ہے اور انھیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا ہے اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے ایک کثیر حصہ پر ہم نے انھیں[1] بڑی فضیلت دی ہے۔

---

[1] یعنی انسانوں کو۔

يَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمۡ‌ۚ فَمَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيۡنِهٖ فَاُولٰۤـئِكَ يَقۡرَءُوۡنَ كِتٰبَهُمۡ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ فَتِيۡلًا ﴿۷۲﴾

اور اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن ہم ہر ایک گروہ کو اُن کے پیشوا سمیت بلائیں گے پھر جن کے دائیں ہاتھ میں ان (کے اعمال) کی کتاب دی جائے گی، وہ (بڑے شوق سے) اپنی کتاب کو پڑھیں گے اور اُن پر ذرّہ بھر (بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَمَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ﴿۷۳﴾

اور جو اس (دنیا) میں اندھا رہے گا وہ آخرت میں (بھی) اندھا ہوگا اور (اسی طرح وہ) اپنے (طور اور) طریق میں سب سے بڑھ کر بھٹکا ہُوا ہوگا۔

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ لِتَفۡتَرِىَ عَلَيۡنَا غَيۡرَهٗ‌ ‌ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوۡكَ خَلِيۡلًا ﴿۷۴﴾

اور قریب تھا کہ اس (کلام) کی وجہ سے جو ہم نے تجھ پر وحی نازل کیا ہے وہ تجھے (سخت سے سخت) عذاب میں مبتلا کرتے تاکہ تو اُن سے ڈر کر) اس (کلام) کے سوا کچھ اور (کلام اپنے پاس سے) بنا کر ہماری طرف منسوب کردے اور (اگر تو ایسا کرتا تو) اس صورت میں وہ یقیناً تجھے (اپنا) گہرا دوست بنا لیتے۔

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰكَ لَقَدۡ كِدْتَّ تَرۡكَنُ اِلَيۡهِمۡ شَيۡـئًا قَلِيۡلًا ۙ ﴿۷۵﴾

اور اگر ہم تجھے (قرآن دے کر) ثبات نہ بخش چکے ہوتے تو پھر بھی (یہی ہوتا کہ) تو (بغیر الہام کے بھی) ان کی طرف بہت کم باتوں میں مائل ہوتا (مگر اب تو تجھے وحی الٰہی نے صحیح راستہ بتا دیا ہے)

اِذًا لَّاَذَقۡنٰكَ ضِعۡفَ الۡحَيٰوةِ وَضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيۡنَا نَصِيۡرًا ﴿۷۶﴾

(اور اگر جیسا کہ ان کا خیال ہے تو ہم پر افترا باندھنے والا ہوتا) تو اس صورت میں ہم تجھے زندگی کا بڑا عذاب اور موت کا بڑا عذاب چکھاتے (اور) پھر تو ہمارے مقابل پر اپنا کوئی (بھی) مددگار نہ پاتا۔

وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَسۡتَفِزُّوۡنَكَ مِنَ الۡاَرۡضِ لِيُخۡرِجُوۡكَ مِنۡهَا‌ وَاِذًا لَّا يَلۡبَثُوۡنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۷۷﴾

اور وہ یقیناً تجھے اس ملک سے نکالنے کے مختلف حیلے کرتے رہتے ہیں تاکہ تجھے ڈرا کر ملک سے باہر نکال دیں۔ مگر (ایسا ہُوا تو) وہ (خود بھی) تیرے بعد تھوڑا عرصہ ہی (محفوظ) رہیں گے (اور جلد تباہ ہو جائیں گے)

سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا‌ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۸﴾ ع ۸

یہ سلوک ہمارے اس سلوک کے مطابق ہوگا جو ہم نے تجھ سے پہلے (گذرے ہوئے) اپنے رسولوں (کی قوموں) کے ساتھ کیا تھا اور تو ہمارے طریق عمل میں کوئی فرق نہیں پائے گا۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ‌ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۹﴾

تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) سے لے کر رات کے خوب تاریک ہو جانے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور میں) ایک مقبول عمل ہے۔

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۸۰﴾

اور رات کو بھی تو اس (قرآن) کے ذریعہ سے کچھ سو لینے کے بعد شب بیداری کیا کر، جو تجھ پر ایک زائد انعام ہے (اس طرح پر) بالکل متوقع ہے کہ تیرا ربّ تجھے حمد والے مقام پر کھڑا کر دے۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۱﴾

اور کہہ (کہ) اے میرے ربّ! مجھے نیک طور پر[1] (دوبارہ مکّہ میں) داخل کر[2] اور ذکر نیک چھوڑنے والے طریق پر (مکّہ سے) نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی مددگار (اور) گواہ مقرر کر[3]۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۲﴾

اور سب لوگوں سے کہہ دے (کہ بس اب) حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے اور باطل تو ہے ہی بھاگ جانے والا۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۳﴾

اور ہم قرآن میں سے آہستہ آہستہ وہ تعلیم اتار رہے ہیں جو مومنوں کے لیے (تو) شفا اور رحمت (کا موجب) ہے اور ظالموں کو صرف خسارہ میں بڑھاتی ہے۔

وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۴﴾

اور جب ہم انسان پر انعام کریں تو وہ روگردان ہو جاتا ہے اور اپنے پہلو کو (اس سے) دُور کر لیتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچے تو وہ بہت ہی مایوس ہو جاتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۵﴾ ع ۹

تو انھیں (کہہ کہ ہم میں سے) ہر ایک (فریق) اپنے (اپنے) طریق پر عمل کر رہا ہے پس (اپنے ربّ پر ہی فیصلہ چھوڑ دو کیونکہ) تمھارا ربّ اسے جو زیادہ صحیح رستہ پر ہے بہتر جانتا ہے (اس لیے اس کا فیصلہ سچے کی سچائی کو ضرور روشن کر دے گا)

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۶﴾

اور وہ تجھ سے رُوح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو اُنھیں (کہہ کہ) رُوح میرے ربّ کے حکم سے (پیدا ہوئی) ہے اور تمھیں (اس کے متعلق) علم سے کم ہی (حصّہ) دیا گیا ہے۔

وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۷﴾

اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً جو (کلام الٰہی ہم نے تجھ پر وحی (کے ذریعہ سے نازل) کیا ہے اُسے (دنیا سے) اُٹھا لیں۔ پھر تو اس امر میں اپنے لیے ہمارے خلاف کوئی کارساز نہیں پا سکے گا۔

---

[1] یہ صِدْقٍ کے لفظ کا ترجمہ ہے جس کے معنے ظاہر و باطن میں نیک بات کے ہونے ہیں (مفردات راغب) [2] گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ سے پہلے نکلے اور مدینہ میں بعد میں داخل ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے پہلے داخل ہونے کا ذکر کیا اور پھر نکلنے کا ذکر کیا۔ داخل ہونے سے مراد مدینہ میں داخل ہونا نہیں بلکہ مکّہ کو فتح کر کے دوبارہ مکّہ میں داخل ہونا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صدمہ سے بچا لیا جو مکّہ چھوڑنے کی وجہ سے آپ کو ہو سکتا تھا۔ اور مکّہ چھوڑنے کے وقت ہی ایسی وحی کر دی جس میں یہ اشارہ پایا جاتا تھا کہ تم پھر دوبارہ مکّہ میں آؤ گے۔ [3] اس میں حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ ہے اور دُعا سکھائی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنے پاس سے سچائی کا گواہ اور مددگار عطا فرما۔

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ‌ؕ اِنَّ فَضۡلَهٗ كَانَ عَلَيۡكَ كَبِيۡرًا ﴿۸۸﴾

سوائے اس کے کہ تیرے ربّ کی (خاص) رحمت ہو (جو اسے واپس لے آئے مگر یہ قرآن مٹ نہیں سکتا کیونکہ) تجھ پر تیرے ربّ کا یقیناً (بہت) بڑا فضل ہے۔

قُلْ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا ﴿۸۹﴾

تو (انھیں کہہ (کہ) اگر تمام انسان (بھی) اور جن[1] (بھی) اس قرآن کی نظیر لانے کے لیے جمع ہو جائیں تو (پھر بھی) وہ اس کی نظیر نہیں لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کے مددگار (ہی کیوں نہ) بن جائیں۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۰﴾

اور ہم نے اس قرآن میں یقیناً ہر ایک (ضروری) بات کو مختلف پیرایوں سے بیان کیا ہے۔ پھر (بھی) اکثر لوگوں نے (اس کے متعلق) کفر کی راہ اختیار کرنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا ہے۔

وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ يَنۡۢبُوۡعًا ۙ‏ ﴿۹۱﴾

اور انھوں نے (یہ بھی) کہا ہے (کہ) ہم ہرگز تیری (کوئی) بات نہیں مانیں گے جب تک (ایسا نہ ہو کہ) تو ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرے۔

اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِيۡرًا ۙ‏ ﴿۹۲﴾

یا تیرا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور تو اس کے اندر خوب (کثرت سے) نہریں جاری کرے۔

اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمۡتَ عَلَيۡنَا كِسَفًا اَوۡ تَاۡتِىَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةِ قَبِيۡلًا ۙ‏ ﴿۹۳﴾

یا جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے[2] گرائے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) آمنے سامنے لا کھڑا کرے۔

اَوۡ يَكُوۡنَ لَكَ بَيۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيۡنَا كِتٰبًا نَّقۡرَؤُهٗ‌ ؕ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّىۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ ع

یا تیرا سونے کا کوئی گھر ہو، یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم[3] تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو (اوپر جا کر) ہم پر کوئی کتاب (نہ) اتارے جسے ہم (خود) پڑھیں تو (انھیں) کہہ (کہ) میرا رب (ایسی بیہودہ باتوں کے اختیار کرنے سے) پاک ہے میں (تو) صرف بشر[4] رسول ہوں (آسمان پر نہیں جا سکتا)

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾

اور ان لوگوں کو اس ہدایت پر جو ان کے پاس آئی ہے ایمان لانے سے صرف اس بات نے روکا ہے کہ انھوں نے (اپنے دلوں میں) کہا (کہ) کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجدیا ہے۔

---

[1] دیکھو نوٹ سورۃ انعام آیت ۱۲۹ ۞ [2] اس کی تشریح سورۂ سبا آیت ۱۰ سے ہو جاتی ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس کے معنے عذاب کے ہیں۔

[3] اس آیت سے واضح ہے کہ معراج کا معجزہ بھی کفار کے لیے کافی نہ تھا۔ وہ اس پر مصر تھے۔ کہ آسمان پر جانے کو ہم تب مانیں گے جب ایک کتاب بھی آپ اتار کر لائیں، جسے ہم خود چھو کر دیکھیں اور پڑھیں ورنہ خالی کہہ دینا کہ میں آسمان پر گیا تھا۔ ہمارے لیے کافی نہ ہوگا۔

[4] یعنی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا۔ تعجّب ہے مسلمانوں پر جو اس کے باوجود مسیح کو آسمان پر مانتے ہیں حالانکہ قرآن مجید کے مطابق وہ بشر رسول تھا۔

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۶﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ) اگر زمین پر فرشتے (رہتے) ہوتے جو زمین پر اطمینان سے چلتے پھرتے تو (اس صورت میں) ہم ضرور اُن پر آسمان سے کسی فرشتہ کو ہی (رسول بنا کر) اُتارتے۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ) میرے درمیان اور تمھارے درمیان گواہ کے طور پر اللہ ہی کافی ہے وہ اپنے بندوں کو جاننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۸﴾

اور جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پر ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے تو تو اُس کے (یعنی اللہ کے) مقابل پر اس کا کوئی بھی مددگار نہیں پائیگا اور قیامت کے دن ہم انھیں اُن کے[1] مقاصد (اور نیتوں) کے مطابق اندھے اور گونگے اور بہرے ہونے کی حالت میں جمع کریں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا جب بھی وہ (جہنم ذرا) ٹھنڈی ہوگی تو اُن پر عذاب کو شدید کر دیا جائے گا جو (عذاب کہ) بھڑکنے والی آگ کا ہوگا۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۹﴾

یہ (آگ) (ان کے اعمال کی) جزا ہوگی۔ کیونکہ انھوں نے ہمارے نشانوں کا انکار کیا اور کہا کہ کیا جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور چُورا چُورا ہو جائیں گے تو ہمیں ازسرنو زندہ کیا جائے گا اور (کیا واقعی) ہمیں ایک نئی مخلوق کی صورت میں اُٹھایا جائے گا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۱۰۰﴾

کیا وہ (ابھی تک) سمجھ نہیں سکے کہ وہ ہستی جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ ان جیسے (اور لوگ) پیدا کرے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ان کے لیے ایک میعاد مقرر کر دی ہے پھر (بھی) ان ظالموں نے صرف ناشکری کی راہ اختیار کر لی ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ) اگر تم میرے ربّ کی رحمت کے (غیر متناہی) خزانوں کے (بھی) مالک ہوتے تو (بھی) تم (ان کے) خرچ ہو جانے کے ڈر سے (انھیں) روک ہی رکھتے اور انسان بڑا ہی کنجوس ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

اور ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشان دئے تھے چنانچہ تو بنی اسرائیل سے (ان حالات کو) پوچھ جب وہ (موسیٰ) اُن (اہل مصر) کی طرف آیا تھا تو فرعون نے اس سے کہا تھا (کہ) اے موسیٰ! میں یقیناً تجھے فریب خوردہ سمجھتا ہوں۔

---

[1] دیکھو سورۂ اعراف نوٹ آیت ۱۳۴۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾

اس نے جواب دیا کہ تجھے یقیناً علم ہو چکا ہے کہ ان (نشانات) کو صرف آسمانوں اور زمین کے ربّ نے بصیرت بخشنے والا بنا کر اُتارا ہے اور اے فرعون! میں تیری نسبت یقین رکھتا ہوں کہ تُو اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد ہوگا۔

فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۙ﴿١٠٣﴾

اِس پر اُس نے اُن کو (یعنی موسیٰ اور اس کی قوم کو) ملک سے نکال دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا۔

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ؕ﴿١٠٤﴾

اور اس کے (ڈوب مرنے کے) بعد بنی اسرائیل کو ہم نے کہہ دیا کہ تم اس (موعود) ملک[1] میں (جا کر آرام سے) رہو۔ پھر جب (مسلمانوں کے لیے) دوسری بار[2] (عذاب) کا وعدہ (پُورا ہونے کا وقت) آئے گا تو ہم تم (سب) کو جمع کر کے وہاں[3] لے آئیں گے۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۘ﴿١٠٥﴾

اور اس قرآن کو ہم نے حق (و حکمت) کے ساتھ ہی اُتارا ہے اور حق (و حکمت) کے ساتھ ہی یہ اُترا ہے اور ہم نے تجھے صرف بشارت دینے والا اور (عذاب سے) آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰی مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿١٠٦﴾

اور ہم نے اسے (قرآن بنایا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ہیں (یعنی سورتیں بنائی ہیں) تاکہ تُو اسے (سہولت اور) آہستگی کے ساتھ لوگوں کو پڑھ کر سنا سکے اور ہم نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿١٠٧﴾

تُو (انھیں) کہہ (کہ) تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جن لوگوں کو اس (کے نزول) سے پہلے (الہامی صحیفوں یا فطرتِ صحیحہ کے ذریعہ سے) علم دیا جا چکا ہے جب ان کے سامنے اسے پڑھا جاتا ہے تو وہ (اسے سُن کر) کامل فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے ماتھوں[4] کے بل گر جاتے ہیں۔

---

[1] یعنی فلسطین میں۔

[2] پہلے وعد الاخرۃ آچکا ہے جو یہود کے متعلق تھا۔ اس کے بعد چونکہ دوبارہ وعد الاخرۃ آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اور وعدہ ہے اور وہ مسلمانوں ہی کے متعلق ہو سکتا ہے پس ہم نے مسلمانوں کا لفظ بریکٹ میں لکھ دیا ہے۔ یہ مضمون پہلے مفسرین نے بھی لکھا ہے (دیکھو فتح البیان جو اصل میں علّامہ شوکانی کی تصنیف ہے)

[3] یعنی یہود کو فلسطین میں تیسری دفعہ لائیں گے۔ اس پیشگوئی کے مطابق بنی اسرائیل آج کل فلسطین پر قابض ہو گئے ہیں۔

[4] قرآن مجید میں "ٹھوڑیوں کے بل" کا لفظ ہے ہم نے "ماتھے" سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ عربی زبان میں سجدہ کے لیے گرنے کو ٹھوڑیوں کے بل گرنا کہتے ہیں۔ مگر اُردو میں اسے ماتھے کے بل گرنا کہتے ہیں پس صحیح مفہوم جن الفاظ میں ادا ہو سکتا تھا اُن الفاظ کو ہم نے اختیار کر لیا۔

وَ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۹﴾

اور کہتے ہیں (کہ) ہمارا رب (ہر ایک عیب سے) پاک ہے اور (یہ کہ) ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہنے والا ہے۔[1]

وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَ يَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۱۰﴾ السجدة

اور جب وہ ماتھے کے بل گر جاتے ہیں تو روتے جاتے ہیں اور وہ (قرآن) اُن کی فروتنی کو (اور بھی) بڑھاتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۱﴾

تو (انھیں) کہہ (کہ) خواہ تم (خدا کو) اللہ (کہہ کر) پکارو یا رحمٰن (کہہ کر)[2] جو نام لے کر بھی تم (اسے) پکارو پکار سکتے ہو کیونکہ تمام (بہتر سے بہتر) صفات اسی کی ہیں اور تو اپنے دعائیہ الفاظ اونچی آواز سے نہ کہا کر اور نہ انھیں (بہت) آہستہ کہا کر بلکہ اس کے درمیان[3] (درمیان) کوئی راہ اختیار (کیا) کر۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۲﴾ ع ۱۲

اور (سب دنیا کو سنا سنا کر) کہہ (کہ) ہر تعریف کا مستحق اللہ ہی ہے، جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کو عاجز پا کر کوئی (اور اس پر رحم کر کے) اس کا دوست بنتا ہے (بلکہ جو بھی اس کا دوست ہوتا ہے اس سے مدد لینے کے لیے ہوتا ہے) اور اس کی خوب (اچھی طرح) بڑائی بیان کر۔

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ ذکر ہے کہ جو یہودی قرآن پر ایمان لائے ہیں۔ اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پھر فلسطین آئیں گے۔

[2] یعنی عیسائیوں کو جو یہود کا حصہ ہیں اور صفت رحمٰن کے منکر ہیں۔ چنانچہ ان کی کتابوں پر بسم اللہ لکھی ہوتی ہے مگر رحمٰن کا لفظ اس میں سے کاٹا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ رحمٰن کی صفت کفارہ کو رد کرتی ہے۔

[3] بہت اونچی آواز میں دعا کرنے سے اس لیے روکا کہ اس میں دکھاوا ہو سکتا ہے اور بالکل نیچی آواز سے اس لیے روکا کہ بہت آہستہ پڑھنے سے بات بھول جاتی ہے اور توجہ قائم نہیں رہتی۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ کہف - یہ سورۂ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو گیارہ آیات ہیں اور بارہ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ ②

ہر تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جس نے (یہ) کتاب اپنے بندہ پر اتاری ہے، اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ ③

(اور اُس نے اسے) سچ سے معمور اور صحیح راہنمائی کرنے والی بنا کر اتارا ہے تاکہ وہ (لوگوں کو) اس کی (یعنی اللہ کی طرف سے آنے والے) ایک سخت عذاب سے آگاہ کرے اور ایمان لانے والوں کو جو نیک (اور ایمان کے مناسب حال) کام کرتے ہیں بشارت دے کہ اُن کے لیے (خدا کی طرف سے) اچھا اجر (مقدر) ہے۔

مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ ④

وہ اس (اجر کے مقام) میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۤ ⑤

اور (نیز) اُس نے اِس لیے اسے اُتارا ہے کہ تا وہ ان لوگوں کو (آنے والے عذاب سے) آگاہ کرے جو یہ کہتے ہیں (کہ) اللہ نے (فلاں شخص کو) بیٹا بنا لیا ہے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑥

اُنھیں اس بارہ میں کچھ بھی تو علم (حاصل) نہیں اور نہ اُن کے بڑوں کو (اس بارہ میں کوئی علم تھا) یہ بہت بڑی (خطرناک) بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکل رہی ہے (بلکہ) وہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ⑦

(کیا) اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو ان کے غم میں شدّت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑧

جو کچھ (روئے) زمین پر (موجود) ہے اُسے یقیناً ہم نے اس کی زینت (کا موجب) بنایا ہے تاکہ ہم اُن[1] کا امتحان لیں (کہ) ان میں سب سے اچھا کام کرنے والا کون ہے۔

وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۭ ⑨

اور جو کچھ اس (زمین) پر (موجود) ہے اسے ہم یقیناً (ایک دن) مٹا کر ویران سطح بنا دیں گے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا

کیا تُو سمجھتا ہے کہ کہف اور رقیم والے (لوگ) ہمارے نشانوں میں سے کوئی اچنبھا

[1] یعنی زمین کے باشندوں کا۔

مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑩

(نشان) تھے (جن کی نظیر پھر کبھی نہ پائی جاسکتی ہو)

اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ⑪

جب وہ (چند) نوجوان وسیع غار میں پناہ گزیں ہوئے اور (دعا کرتے ہوئے) انھوں نے کہا (کہ) اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور سے (خاص) رحمت عطا کر اور ہمارے لیے ہمارے (اس) معاملہ میں رشد وہدایت کا سامان مہیّا کر۔

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ⑫

جس پر ہم نے اس وسیع غار میں چند گنتی کے سالوں کے لیے انھیں (بیرونی حالات کے) سُننے سے محروم کر دیا۔

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ⑬ ع

پھر ہم نے اُنھیں اُٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ جتنی مدّت وہ (وہاں) ٹھہرے رہے تھے اُسے (مسیح کے متبع) دونوں گروہوں میں سے زیادہ محفوظ رکھنے والا کونسا گروہ ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ⑭

(اب) ہم ان کی اہم خبر بالکل صحیح طور پر تیرے پاس بیان کرتے ہیں۔ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے ربّ پر (حقیقی) ایمان لائے تھے اور انھیں ہم نے ہدایت میں (اور بھی) بڑھایا تھا۔

وَّرَبَطْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰـهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ⑮

اور جب وہ (اپنے وطن سے نکلنے کے لیے) اُٹھے تو ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ تب انھوں نے (ایک دوسرے سے) کہا (کہ) ہمارا ربّ (وہ ہے جو) آسمانوں اور زمین کا (بھی) ربّ ہے ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو ہرگز (کبھی) نہیں پکاریں گے ورنہ ہم ایک حق سے دُور بات کہنے والے ہوں گے۔

هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ۭ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ⑯

ان لوگوں (یعنی ہماری قوم) نے اس (معبود برحق) کو چھوڑ کر (اپنے لیے) اور (اور معبود) بنا لیے ہیں۔ وہ ان کے ثبوت میں کیوں کوئی روشن دلیل نہیں لاتے۔ پھر (وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ) جو شخص اللہ پر جھوٹ باندھے اس سے بڑھ کر ظالم (اور) کون (ہو سکتا) ہے۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ⑰

اور (اس وقت) (جب) (کہ) تم نے ان سے اور (نیز) اللہ کے سوا جس چیز کی (بھی) وہ پرستش کرتے ہیں (اس سے) کنارہ کشی کر لی ہے تو (اب) تم اس وسیع پہاڑی پناہ گاہ میں بیٹھے رہو (ایسا کرو گے تو) تمھارا ربّ اپنی رحمت (کی کوئی راہ) تمھارے لیے کھول دے گا اور تمھارے لیے تمھارے اس معاملہ میں کوئی سہولت کا سامان مہیّا کر دے گا۔

لہ قرآن مجید میں مثبت کے الفاظ ہیں۔ مگر اُردو میں صحیح ترجمہ "کوئی نہیں" کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ہم نے الفاظ قرآنی کو قائم رکھنے کے لیے مثبت ترجمہ ہی قائم رکھا ہے۔ کیونکہ اس سے مطلب سمجھ میں آجاتا ہے۔

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ
ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ
اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن
تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۸﴾

اور (اے مخاطب) تُو سورج کو دیکھتا ہے کہ جب وہ چڑھتا ہے تو ان کی وسیع جائے پناہ سے[1] دائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور جب وہ ڈوبتا ہے تو اُن سے بائیں طرف کو ہٹ کر گذرتا ہے اور وہ اس غار کے اندر ایک فراخ جگہ میں (رہتے) تھے یہ بات اللہ (کی نصرت) کے نشانوں میں سے (ایک نشان) ہے جسے اللہ (ہدایت کا) راستہ دکھائے وہی ہدایت پر ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اُس کا تُو کبھی کوئی دوست (اور) راہنما نہیں پائے گا۔

ع ۵ / ۱۴

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ
ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ
ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ
فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۹﴾
وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ
مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ
قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم
بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ
طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ
وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿۲۰﴾

نصف القرآن

اور (اے مخاطب) تُو انھیں بیدار سمجھتا ہے حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم انھیں[2] دائیں طرف (بھی) پھرائیں گے اور بائیں طرف (بھی) اور ان کا کُتا[3] (بھی) ان کے ساتھ ساتھ صحن میں ہاتھ پھیلائے (موجود) رہے گا۔ اگر تُو اُن کے حالات سے آگاہ ہو جائے تو تُو اُن سے بھاگنے کے لیے[4] پیٹھ پھیر لے اور ان کی وجہ سے رُعب سے بھر جائے۔

اور اسی طرح ہم نے انھیں (بیکسی کی حالت سے) اُٹھایا۔ اس پر وہ آپس میں (حیرت سے) ایک دوسرے سے سوال کرنے لگے (اور) ان میں سے ایک کہنے لگا (کہ) تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے رہے ہو (جو اس کے مخاطب تھے) انھوں نے کہا (کہ) ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ ٹھہرے ہیں (تب) انھوں نے (یعنی دوسروں نے) کہا (کہ) جو (عرصہ) تم (یہاں) ٹھہرے رہے ہو اُسے تمھارا ربّ (ہی) بہتر جانتا ہے پس (اس بحث کو چھوڑو اور)[5] اپنے یہ پُرانے سکّے دے کر اپنے میں سے کسی ایک کو اس شہر کی طرف بھیجو وہ (جا کر) دیکھے کہ اس (شہر) میں سے کس کا غلہ سب سے اچھا ہے پھر (جس کا غلّہ سب سے اچھا ہو) اس سے کچھ کھانے کا سامان لے آئے اور وہ ہوشیاری سے (لوگوں کی) راز کی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرے اور تمھارے متعلق کسی کو ہرگز (کوئی) علم نہ ہونے دے۔

---

[1] یعنی کہف کا مقام اور اس کا محلِ وقوع اس طرح تھے کہ صبح کو سورج دائیں طرف سے گذرتا تھا اور شام کو بائیں طرف سے گذرتا تھا تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۹۲۶

[2] یعنی اصحاب الکہف دنیا کی ہر جہت میں پھیل جائیں گے اور یہ پھیلنے والی قوم یورپ کے مسیحی ہیں پس انہی کی طرف اصحاب کہف سے اشارہ ہے۔

[3] پالتو کتے جب گھر کی حفاظت کے لیے باہر بیٹھتے ہیں تو ہاتھ پھیلا کر زمین پر بیٹھتے ہیں اور یوروپین لوگ کثرت سے کُتے رکھتے ہیں۔ اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

[4] یعنی مغربی یا شمالی لوگ مشرقیوں یا جنوبیوں سے اس طرح بچ کر رہیں گے کہ اُن کے گھروں میں بے اطلاع جانا مشرقیوں کے لیے ناممکن ہو گا۔

[5] یعنی جب اصحاب الکہف پر زمانہ کی تاریخ روشن ہو گئی اور انھوں نے نسبتاً کچھ امن پایا تو اپنے پُرانے سکّے دے کر اُنھوں نے اپنے میں سے بعض کو خوراک خریدنے کے لیے بھیجا۔

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۱﴾

کیونکہ اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو یقیناً تمھیں سنگسار کردیں گے یا جبراً تمھیں واپس اپنے مذہب میں داخل کرلیں گے اور اس صورت میں تم کبھی (بھی) کامیاب نہیں ہو سکو گے۔

وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۲﴾

اور اسی طرح ہم نے (لوگوں کو) ان (کے حالات) سے آگاہ کیا ہے تا انھیں معلوم ہو کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے اور (یہ بھی) کہ اس (موعودہ) گھڑی (کے آنے) میں کچھ بھی شک نہیں (اور اس وقت کو بھی یاد کرو) جب وہ اپنے کام کے متعلق آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انھوں نے (ایک دوسرے سے) کہا (کہ تم ان کے رہنے کے مقام) پر کوئی عمارت بناؤ۔ ان کا رب اُن (کے حال) کو سب سے بہتر جانتا تھا (آخر) جنھوں نے اپنے قول میں غلبہ حاصل کرلیا انھوں نے کہا (کہ ہم (تو) ان (کے رہنے کے مقام) پر مسجد[1] (ہی) بنائیں گے۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڢ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۳﴾

وہ (لوگ) جو حقیقتِ حال سے بے خبر ہیں ضرور (غیب کے متعلق اٹکل پچو باتیں کرتے ہوئے (کبھی) کہیں گے (کہ وہ صرف) تین (آدمی) تھے جن کے ساتھ چوتھا اُن کا کتا تھا اور (کبھی یہ)[2] کہیں گے (کہ وہ) پانچ تھے جن کے ساتھ چھٹا اُن کا کتا[3] تھا اور ان میں سے بعض یوں بھی کہیں گے (کہ وہ) سات تھے اور ان کے ساتھ آٹھواں ان کا کتا تھا۔ تو انھیں کہہ (کہ) ان کی صحیح گنتی کو اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے (اور) تھوڑے[4] لوگوں کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا۔ پس تو اُن کے متعلق مضبوط بحث کے سوا کوئی بحث نہ کر۔ اور اُن کے بارہ میں اُن میں سے کسی سے حقیقتِ حال دریافت نہ کر۔

ع ۳ ۱۵

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۴﴾

اور تو[5] کسی بات کے متعلق (دعویٰ سے) ہرگز نہ کہہ (کہ) میں کل یہ (کام) ضرور کروں گا۔

---

[1] یہاں مسجد کا لفظ ہے مگر مسیحیوں میں مسجد کی جگہ گرجا ہوتا ہے چنانچہ اب بھی کیٹا کومبز (جن میں اصحاب کہف تھے) کے مُنہ پر گرجا بنا ہوا ہے۔

[2] یہ پرانی غاروں کے مختلف کمروں کی کیفیت ہے بعض کمروں کے کتبے بتاتے ہیں کہ وہاں تین نے پناہ لی، بعض کتبے بتاتے ہیں کہ وہاں سات نے پناہ لی۔ اسی طرح مختلف کمروں کے متعلق مختلف تعداد بتائی گئی ہے۔ [3] کیٹا کومبز میں پناہ گزین مسیحیوں کے ساتھ ہر جگہ کتا بھی دکھایا گیا ہے۔

[4] تعجب ہے کہ قرآن مجید تو کہتا ہے کہ اصحاب کہف کی تعداد صرف تھوڑے لوگ جانتے ہیں مگر تفسیریں دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد بچہ بچہ کو معلوم ہے۔

[5] یعنی اس کہف کی قوم یعنی مسیحی قوم کا مسلمان اپنی طاقت سے مقابلہ نہیں کر سکیں گے بلکہ خدا تعالیٰ کی مدد سے کر سکیں گے پس جب ان کا مقابلہ پیش آئے تو دعوے سے یہ نہ کہو کہ ہم یُوں کردیں گے، وُوں کردیں گے بلکہ یہی کہو کہ اگر خدا نے بھی چاہا تو ہم اس اس طرح ان کا مقابلہ کریں گے۔ مفسرین نے اس جگہ عجیب غیر متعلق کہانیاں لکھ دی ہیں مگر ہماری تشریح سے ساری سورۃ کی صحیح ترتیب کا پتہ لگ جاتا ہے۔

إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَٱذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰٓ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّى لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿۲۵﴾

ہاں (صرف اس طرح کروں گا) جس طرح اللہ چاہے گا۔ اور جب (کسی وقت) تُو بُھول جائے تو (یاد آ جانے پر) اپنے رب (کے وعدوں) کو یاد (کر لیا) کر اور کہہ دیا کر (کہ مجھے کامل) امید ہے کہ میرا رب (آخر مجھے کامیاب کرے گا اور) مجھے اس راستہ پر چلائے گا جو ہدایت پانے کے لحاظ سے (میرے تجویز کردہ) راستے سے بھی (تکمیل کے) زیادہ قریب ہوگا۔

وَلَبِثُوا۟ فِى كَهْفِهِمْ ثَلَٰثَ مِا۟ئَةٍ سِنِينَ وَٱزْدَادُوا۟ تِسْعًا ﴿۲۶﴾

اور (بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) وہ اپنی وسیع پناہ گاہ میں تین[۱] سو سال تک رہے تھے اور (اس عرصہ پر) نو (سال) انھوں نے اور بڑھائے تھے۔

قُلِ ٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا۟ ۖ لَهُۥ غَيْبُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِۦ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَلِىٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِى حُكْمِهِۦٓ أَحَدًا ﴿۲۷﴾

تُو (انھیں) کہہ (کہ جتنا (عرصہ غار میں) وہ ٹھہرے رہے اُسے اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا غیب اسی کے لیے ہے وہ خوب ہی دیکھنے والا اور خوب ہی سُننے والا ہے۔ ان (لوگوں) کا اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں ہے اور وہ اپنے حکم (اور اپنے فیصلوں) میں کسی کو (اپنا) شریک نہیں بناتا۔

وَٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ﴿۲۸﴾

اور تیرے رب کی کتاب میں سے جو (حصّہ) تجھ پر وحی (کے ذریعہ سے نازل) ہوتا ہے اُسے پڑھ (کر لوگوں کو سُنا) اس کی باتوں کو کوئی بھی تبدیل کر سکنے والا نہیں ہے اور اسے چھوڑ کر تو کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائے گا۔

وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِىِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُۥ عَن ذِكْرِنَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمْرُهُۥ فُرُطًا ﴿۲۹﴾

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھ جو اپنے رب کو اس کی خوشنودی چاہتے ہوئے صبح و شام پکارتے ہیں اور تیری نظریں ان کو پیچھے چھوڑ[۲] کر آگے نہ نکل جائیں (اور اگر تو ایسا کرے گا تو) تُو ورلی زندگی کی زینت چاہے گا اور جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہو اور اس نے اپنی گری ہوئی خواہش کی پیروی اختیار کی ہو اور (اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہو اس کی فرمانبرداری مت کر۔

---

[۱] تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف وقتوں میں مسیحیوں پر ظلم ہُوا تھا اور مختلف علاقوں میں ہُوا تھا۔ چنانچہ ایک زمانہ میں روم میں زیادہ ظلم ہُوا تھا اور ایک زمانہ میں اسکندریہ میں زیادہ ظلم ہُوا تھا۔ کیونکہ اسکندریہ بھی رومیوں کے ماتحت آ گیا تھا۔ ان مظالم کے لحاظ سے کبھی وہ لمبے عرصہ تک غار میں چھُپنے پر مجبور ہوئے اور کبھی تھوڑے عرصہ تک۔ لوگوں نے ناسمجھی سے ان وقفوں کو مختلف اور مستقل وقفے سمجھ لیا اور لگے تخمینہ سے باتیں کرنے جن تخمینوں کو اس آیت میں رد کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ تخمینے مختلف وقتوں کے لحاظ سے ہیں۔ ورنہ اصل وقفہ جو ساری قوم پر گزرا۔ اس کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ [۲] یعنی صحابہؓ کی قربانیوں کو بھُولیو نہیں +

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۰﴾

اور (لوگوں کو) کہہ دے (کہ یہ سچائی تیرے رب کی طرف سے ہی (نازل ہوئی) ہے پس جو چاہے (اس پر) ایمان لائے اور جو چاہے (اس کا) انکار کر دے (مگر یہ یاد رکھے کہ) ہم نے ظالموں کے لیے یقیناً ایک آگ تیار کی ہے جس کی چار دیواری نے (اب بھی) انھیں گھیرا ہوا ہے اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا (اور) چہروں کو جھلس دے گا۔ وہ بہت بُری پینے کی چیز ہوگی اور وہ (آگ) بُرا ٹھکانا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۱﴾

(ہاں) جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک (اور مناسب حال) عمل کیے ہیں (وہ یقیناً بڑے اجر پائیں گے) جنھوں نے اچھے کام کیے ہوں ہم اُن کا اجر ہرگز ضائع نہیں کرتے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۲﴾ ع

(ہاں ہاں) انہی لوگوں کے لیے دائمی رہائش کے باغات (مقدر) ہیں۔ (ان میں) ان کے (اپنے انتظام کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کے لیے ان میں سونے کے کنگنوں کی قسم کے زیور بنوائے جائیں گے اور وہ باریک ریشم کے اور موٹے ریشم کے سبز کپڑے پہنیں گے (وہ) ان بہشتوں میں آراستہ پلنگوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے۔ یہ کیا ہی اچھا اجر ہے اور وہ بہت ہی اچھا ٹھکانا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۳﴾

اور تو ان کے سامنے اُن دو شخصوں[1] کی حالت بیان کر جن میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ[2] دیئے تھے اور انھیں ہم نے کھجوروں کے درختوں سے (ہر طرف سے) گھیر رکھا تھا اور ہم نے اُن (دونوں کی مقبوضات[3]) کے درمیان کچھ کھیتی بھی پیدا کی تھی

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۴﴾

ان دونوں باغوں نے (اپنا) اپنا پھل (خوب) دیا اور اس میں سے کچھ (بھی) کم نہ کیا۔ اور اُن کے درمیان ہم نے ایک نہر[4] جاری کی تھی۔

وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ

اور اسے بہت پھل حاصل (ہوتا) تھا۔ اسی وجہ سے اس نے اپنے ساتھی[5] کو اس سے باتیں

---

[1] یعنی مسلمانوں اور مسیحی اقوام کی۔ [2] باغ سے مراد قوم اسرائیل کو ملنے والی دنیوی مال و دولت اور اولاد ہے۔
اس جگہ عیسائی قوم کے دو حصوں کا ذکر ہے اور مراد یہ ہے کہ عیسائی قوم کی پہلی ترقی کے بعد اُن پر کمزوری کا دور آئے گا جس کے بعد وہ پھر دنیوی طور پر ترقی کرنے لگ جائیں گے۔

[3] یہاں مراد ممالک ہیں لیکن چونکہ مثال میں باغوں کا ذکر تھا۔ اس لیے مالکوں کی جگہ ان کے مملوکہ ممالک کا ذکر کر دیا ہے اور تمثیلی طور پر ایسے لفظ اختیار کیے ہیں جن سے یہ سمجھا جائے کہ گویا یہاں کھیتوں کا ذکر ہے۔

[4] نہر سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے جن کے ذریعہ سے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی حقیقی تعلیم کا کچھ حصہ زندہ رہا۔

[5] یعنی آخر میں مسیحیوں نے ترقی کی اور مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ ہماری قوم زیادہ طاقتور ہے۔

اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا ۝۳۵

کرتے ہوئے (فخریہ طور پر) کہا کہ دیکھ تیری نسبت میرا مال زیادہ اور جتھا معزز ہے۔

وَ دَخَلَ جَنَّتَهٗ وَ هُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝۳۶

اور (ایک دفعہ)[1] وہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے اپنے باغ میں داخل ہوا (اور) اُس نے (اپنے ساتھی سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ (میرا باغ) کبھی تباہ ہوگا۔

وَّ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَىِٕنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۷

اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ (موعود) تباہی کی گھڑی (کبھی) آنے والی ہے اور اگر (بالفرض) مجھے میرے رب کی طرف لوٹا (بھی) دیا جائے تو میں (وہاں بھی) یقیناً اس سے بہتر ٹھکانا پاؤں گا۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَ هُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝۳۸

اس کے ساتھی نے اس سے سوال و جواب کرتے ہوئے کہا (کہ) کیا تو نے اُس (ہستی) کا انکار کر دیا ہے جس نے تجھے (اوّلاً) مٹی سے (اور) پھر نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اس نے تجھے پورا آدمی بنایا۔

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَ لَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۝۳۹

(تمہارا تو یہ حال ہے) لیکن (میں تو یہ کہتا ہوں کہ) حق تو یہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو (بھی) اپنے رب کا شریک نہیں بناتا۔

وَ لَوْ لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ۝۴۰

اور جب تو اپنے باغ میں آیا تھا تو کیوں نہ تو نے کہا کہ وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا (کیونکہ) اللہ ہی (کے فضل) سے ہر ایک قوت (حاصل ہوتی) ہے اگر تو مجھ (نا چیز) کو اپنی نسبت مال اور اولاد میں کم سمجھتا ہے۔

فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝۴۱

تو بالکل ممکن ہے، کہ میرا[2] رب مجھے تیرے باغ سے کوئی بہتر (باغ) دیدے اور اس (تیرے باغ) پر اوپر سے کوئی آگ کا شعلہ گرائے جس کی وجہ سے وہ ایک صاف اور چٹیل میدان ہو جائے۔

اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝۴۲

یا اس[3] کا پانی خشک ہو جائے (اور) پھر تو (یعنی اسلام کا دشمن) اس کی تلاش کی (بھی) طاقت نہ پائے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

وَ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَاۤ اَنْفَقَ فِيْهَا وَ هِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

اور اس کے تمام پھلوں کو تباہ کر دیا گیا اور وہ (یعنی باغ کا مالک) اس حال میں کہ وہ (باغ) اپنے سہاروں پر گرا ہوا تھا اس (مال) کی وجہ سے جو اس نے

---

[1] یعنی مسیحی۔

[2] یہ اسلام کے متعلق پیشگوئی ہے کہ بظاہر کمزور نظر آتے ہوئے اسلام بڑی شان کو پہنچے گا اور مسیحی و موسوی قوم کا باغ آسمانی آگ سے تباہ ہو جائے گا۔

[3] پانی خشک ہو جانے سے مراد کلام الٰہی کا سلسلہ بند ہو جانا ہے۔

لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾

اس (باغ کی ترقی) کے لیے خرچ کیا تھا اپنے دونوں ہاتھ ملنے لگا اور کہنے لگا (کہ) اے کاش! میں کسی کو اپنے ربّ کا شریک نہ بناتا۔

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

اور (اس وقت) کوئی جماعت بھی اس کے ساتھ نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اُس کی مدد کرتی۔ اور نہ وہ (اس کا کوئی) انتقام ہی لے سکا۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾

ایسے موقع پر مدد اللہ کی ہی (مفید) ہوتی ہے جو معبودِ حقیقی ہے اور وہ بدلہ دینے میں (بھی) (سب سے) اچھا ہے اور (اچھا) انجام (پیدا کرنے) کی رُو سے بھی سب سے اچھا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾

اور تُو اُن کے سامنے اس ورلی زندگی کی حالت (بھی) کھول کر بیان کر (کہ وہ) اس پانی کی طرح (ہے) جسے ہم نے بادل سے برسایا، پھر اُس میں زمین کی روئیدگی مل گئی۔ پھر (آخر) وہ بھوسے کا چُورا بن گئی۔ جسے ہوائیں اُڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر بات پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾

مال اور بیٹے اس ورلی زندگی کی زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک (اور مناسب حال) کام (ہی جوان چیزوں سے لیے جائیں) تیرے رب کے نزدیک بدلے کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿۴۷﴾

اور (اس دن بھی ان کے بہتر نتائج نمودار ہوں گے) جس دن ہم ان پہاڑوں کو (ان کی اپنی جگہ سے) چلا دیں گے اور تو سب اہل زمین (کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کے لیے) نکلتا ہُوا دیکھے گا[1] اور ہم ان (سب) کو اکٹھا کریں گے اور ان میں سے کسی کو (بھی) باقی نہیں چھوڑیں گے۔

وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

اور وہ صف باندھے ہوئے تیرے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) دیکھو تم (اسی طرح کمزوری کی حالت میں) ہمارے پاس آگئے ہو جس حالت میں ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا (اور تم یہ امید نہیں رکھتے تھے) بلکہ تمہیں دعوی تھا کہ ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ (کے پورا ہونے) کی ساعت مقرر نہیں کریں گے۔

---

[1] یعنی ایک میدان جنگ میں یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ اس وقت سب قومیں آپس میں معاہدے کرکے ایک بڑی عالمگیر جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گی۔

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۵۰﴾

اور (اُن کے اعمال کی) کتاب (ان کے سامنے) رکھ دی جائے گی۔ پس (اے مخاطب) تو ان مجرموں کو اس کی وجہ سے جو اس میں (لکھا) ہوگا ڈرتے دیکھے گا اور (اس وقت) وہ کہیں گے کہ اے (افسوس) ہماری تباہی (سامنے کھڑی ہے) اس کتاب کو کیا (ہوا) ہے (کہ) نہ کسی چھوٹی بات کو اس کا احاطہ کیے بغیر چھوڑتی ہے اور نہ کسی بڑی بات کو اور جو کچھ انھوں نے کیا (ہوا) ہوگا اسے اپنے سامنے حاضر پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۱﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ تم آدم کے ساتھ (مل کر) سجدہ کرو۔ اس پر انھوں نے (تو اس حکم کے مطابق اس کے ساتھ ہو کر) سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا) وہ جنوں[1] میں سے تھا سو اس نے (اپنی فطرت کے مطابق) اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (اے میرے بندو!) کیا تم مجھے چھوڑ کر اس (شیطان) کو اور اس کی نسل کو (اپنے) دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں وہ (شیطان) ظالموں کے لیے بہت ہی بُرا بدلہ ثابت ہُوا ہے۔

مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ﴿۵۲﴾

مَیں نے نہ انھیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش (کے موقعہ) پر حاضر کیا تھا اور نہ (خود) ان کی (اپنی) جانوں کی پیدائش کے موقعہ پر۔ اور نہ ہی میں گمراہ کرنے والوں کو (اپنا) مددگار بنا سکتا تھا۔

وَ یَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۳﴾

اور (اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن وہ (خدائے برتر مشرکوں کو) کہے گا کہ اب تم میرے (ان) شریکوں کو بلاؤ جن کے (شریک ہونے کے) متعلق تم دعویٰ کرتے تھے جس پر وہ انھیں بلائیں گے مگر وہ انھیں (کوئی) جواب نہیں دیں گے اور ان کے (اور ان کے تجویز کردہ شریکوں کے) درمیان ہم ایک آڑ (حائل) کر دیں گے۔

وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَ لَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۴﴾

اور مجرم اس آگ کو دیکھیں گے اور سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں پڑنے والے ہیں اور وہ اس سے پیچھے ہٹنے کی کوئی جگہ نہیں پائیں گے۔

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ﴿۵۵﴾

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے یقیناً ہر ایک (ضروری) بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور (ایسا کیوں نہ کرتے کہ) انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

[1] یعنی مال دار شریر لوگوں میں سے نیز دیکھو سورۃ الانعام نوٹ آیت ١٢٩۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۶﴾

اور ان لوگوں کو جب ان کے پاس ہدایت آئی تو (اس پر) ایمان لانے اور اپنے ربّ سے بخشش چاہنے سے صرف اس بات نے روکا کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر (بھی) آئے، یا پھر عذاب ان کے سامنے آکھڑا ہو۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۷﴾

اور ہم رسولوں کو صرف بشارت دینے والا اور (عذاب کی آمد سے) آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے وہ جھوٹ کے ذریعہ سے اس لیے جھگڑتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے حق کو مٹا دیں اور انھوں نے میرے نشانوں کو (اور) میرے انذار کو ہنسی کا نشانہ بنا لیا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۸﴾

اور اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون (ہو سکتا) ہے جسے اس کے ربّ کے نشانوں کے ذریعہ سمجھایا گیا (لیکن) پھر (بھی) وہ اس سے روگردان ہو گیا اور جو کچھ اس کے ہاتھوں نے (کما کر) آگے بھیجا تھا اُسے اس نے بھلا دیا۔ ان لوگوں کے دلوں پر ہم نے یقیناً کئی پردے ڈال دیئے ہیں تاکہ وہ اُسے نہ سمجھیں[۱] اور ان کے کانوں میں گرانی (پیدا کر دی ہے) اور اگر تو انھیں ہدایت کی طرف بلائے تو (وہ تجھ سے اس قدر حسد رکھتے ہیں کہ) اس صورت میں وہ ہدایت کو (بھی) کبھی قبول نہیں کریں گے۔

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۹﴾

اور تیرا ربّ بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی رحمت کرنے والا ہے۔ اگر وہ ان کے (بُرے) اعمال کی وجہ سے انھیں ہلاک کرنا چاہتا تو وہ ان پر فوراً عذاب نازل کر دیتا۔ (مگر وہ ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کے لیے ایک میعاد (مقرر) ہے جس سے ورے (یعنی پیشتر اس کے کہ وہ عذاب کو بھگت لیں) وہ ہرگز کوئی جائے پناہ نہ پائیں گے۔

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۶۰﴾ ع

اور وہ بستیاں جن کو ہم نے ان کے ظلم کی وجہ سے ہلاک کر دیا ہے (ان کے لیے موجب عبرت ہو سکتی تھیں) اور ہم نے ان کی ہلاکت کے لیے پہلے سے ایک میعاد مقرر کر دی تھی (تا وہ چاہیں تو توبہ کر لیں)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے نوجوان[۲] (رفیق) سے کہا تھا کہ (مَیں جس رستے پر جا رہا ہوں اس پر قائم رہنے سے) نہیں ٹلوں گا یہاں تک کہ

---

[۱] دیکھو نوٹ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۷۔

[۲] نوجوان رفیق سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں جو موسوی سفر کے شریک تھے۔

مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۱﴾

ان دونوں سمندروں کے اکٹھے ہونے[1] کے مقام پر پہنچ جاؤں۔ یا صدیوں تک (آگے ہی آگے) چلتا جاؤں۔

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۲﴾

پس جب وہ (دونوں) ان (دونوں سمندروں)[2] کے باہم ملنے کی جگہ پر (یعنی قربِ زمانۂ نبوی تک) پہنچے تو وہ اپنی مچھلی[3] (وہاں) بھول گئے۔ جس پر اس (مچھلی) نے تیزی سے بھاگتے ہوئے سمندر میں اپنی راہ لی۔

فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۳﴾

پھر جب وہ (اس جگہ سے) آگے نکل گئے[4] تو اس (یعنی موسیٰ) نے اپنے نوجوان (رفیق) سے کہا (کہ) ہمارا صبح کا کھانا ہمیں دو۔ ہمیں یقیناً اپنے اس سفر کی وجہ سے تھکان ہو گئی ہے۔

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿۶۴﴾

اُس نے کہا (کہ) بتائیے (اب کیا ہوگا) جب ہم (آرام کے لیے) اس چٹان[5] پر ٹھہرے تو میں مچھلی (کا خیال) بھول گیا اور مجھے یہ بات شیطان کے سوا کسی نے نہیں بھلائی اور اس نے سمندر میں عجیب طرح سے اپنی راہ لے لی۔

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۵﴾

اس نے کہا کہ یہی وہ (مقام) ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ پھر وہ اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے[6] واپس لوٹے۔

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ

تو انھوں نے ہمارے (برگزیدہ) بندوں میں سے ایک ایسا بندہ[7] (وہاں) پایا جسے ہم نے

---

[1] اس میں اس زمانہ کی طرف اشارہ ہے جب موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ختم ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ شروع ہُوا۔ بے شک بیچ میں حضرت مسیح علیہ السلام آئے مگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی تھے۔

[2] یعنی جب موسوی مسیحی زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ملا تو موسوی قوم اور عیسوی قوم نے اپنی عبادت گاہوں کی اصل غرض کو بھلا دیا اور جب مسیحی قوم سے عبادت کی غرض کھوئی گئی تو آسمان کے فرشتوں نے سمجھ لیا کہ اب آخری موعود کا زمانہ آ گیا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے لگ گئے۔ عبادت گاہ کا مفہوم ہم نے حوت سے نکالا ہے جیسے اگر خواب یا کشف میں دیکھا جائے تو اس کے معنے نیک لوگوں کی عبادت گاہ کے ہوتے ہیں۔

[3] مچھلی حوت کا ترجمہ ہے جس کی تعبیر ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

[4] یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معراج ہے یعنی ایک لطیف کشف ہے جس میں انھوں نے اپنے ہونے والے نائب مسیح کو بھی دیکھا اور اپنی جگہ لینے والے شرعی رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیکھا۔

[5] یعنی جب ترقی کے سامان پیدا ہونے پر قوم عیش و آرام میں مشغول ہوئی تو عبادت گاہ کی حقیقی غرض ہاتھ سے جاتی رہی۔

[6] یعنی ایسی پیشگوئیاں پیچھے چھوڑیں جو بعثت محمدی پر دلالت کرتی تھیں۔ تاکہ ان کی قوم ان پیشگوئیوں سے ہشیار ہو جائے۔

[7] اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے جو معراج موسوی کے ذریعہ سے موسیٰؑ کو ملا۔

عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ﴿۶۶﴾

اپنے حضور سے رحمت (کی سیرت) بخشی تھی اور اسے ہم نے اپنی جناب سے (خاص) علم (بھی) عطا کیا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوۡسٰى هَلۡ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنۡ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمۡتَ رُشۡدًا ﴿۶۷﴾

موسیٰ نے اس سے کہا (کہ) کیا میں اس (مقصد) کے لیے آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں کہ جو علم آپ کو عطا ہوا ہے اس میں سے کچھ رُشد (کی باتیں) مجھے بھی سکھائیں۔

قَالَ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۶۸﴾

اُس نے کہا (کہ) تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکے گا۔

وَكَيۡفَ تَصۡبِرُ عَلٰى مَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ خُبۡرًا ﴿۶۹﴾

اور جس بات کے علم کا تو نے احاطہ نہیں کیا اس پر تُو صبر کر (بھی) کیونکر سکتا ہے۔

قَالَ سَتَجِدُنِىۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَاۤ اَعۡصِىۡ لَكَ اَمۡرًا ﴿۷۰﴾

اس نے کہا (کہ) اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِىۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِىۡ عَنۡ شَىۡءٍ حَتّٰٓى اُحۡدِثَ لَكَ مِنۡهُ ذِكۡرًا ﴿۷۱﴾

اس (روحانی بزرگ) نے کہا (کہ) اچھا اگر تو میرے ساتھ چلے تو تُو کسی چیز کے متعلق جب تک کہ میں اس کے متعلق تجھ سے ذکر کرنے میں پہل نہ کروں مجھ سے سوال مت کیجیو۔

ع ۹ / ۲۱

فَانۡطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيۡنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقۡتَهَا لِتُغۡرِقَ اَهۡلَهَا لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا اِمۡرًا ﴿۷۲﴾

پھر وہ (دونوں وہاں سے) چل پڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خدا کے برگزیدہ) نے اس میں شگاف کر دیا۔ اس پر اس (موسیٰ) نے کہا (کہ) کیا آپ نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ آپ اس کے اندر (بیٹھ کر جانے) والوں کو غرق کر دیں۔ آپ نے یقیناً (یہ) ایک ناپسندیدہ کام کیا ہے۔

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴿۷۳﴾

اُس (برگزیدۂ خدا) نے کہا (کہ) کیا میں نے (تجھے) نہیں کہا تھا (کہ) تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکیگا۔

قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِىۡ بِمَا نَسِيۡتُ وَلَا تُرۡهِقۡنِىۡ مِنۡ اَمۡرِىۡ عُسۡرًا ﴿۷۴﴾

اِس پر اُس (موسیٰ) نے کہا (کہ اس دفعہ) آپ مجھ پر گرفت نہ کریں۔ کیونکہ میں (آپ کی ہدایت کو) بھول گیا تھا اور آپ میری (اس) بات کی وجہ سے مجھ پر سختی نہ کریں۔

فَانۡطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلۡتَ نَفۡسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيۡرِ نَفۡسٍ لَقَدۡ جِئۡتَ شَيۡـًٔـا نُّكۡرًا ﴿۷۵﴾

پھر وہ (دونوں وہاں سے) چل پڑے۔ یہاں تک کہ وہ جب ایک لڑکے[1] کو ملے تو اس (خدا کے بندہ) نے اُسے مار ڈالا۔ (اس پر) اس نے (یعنی موسیٰ نے) کہا (کہ) کیا (یہ سچ نہیں کہ) آپ نے (اس وقت) ایک پاکباز (اور بے گناہ) شخص کو بغیر کسی (کے خون) کے بدلہ کے (ناحق ہی) مار ڈالا ہے آپ نے یقیناً (یہ) بہت بُرا کام کیا ہے۔

---

[1] علم تعبیر میں لڑکے سے مراد نشاط اور قوت کے ہوتے ہیں پس اس کے مارنے سے مراد یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے منع کر دیا جو نشاط اور قوت پیدا کرتی ہیں جیسے شراب اور جوا وغیرہ۔ آج کل مسلمان بھی اعتراض کرتے ہیں کہ لاٹری اور بیمہ سے منع کر کے اسلام نے روحِ نشاط تلف کر دی ہے۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۶﴾

اُس (خدا کے پیارے) نے کہا کہ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہیں کر سکے گا۔

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۷﴾

اُس (یعنی موسیٰ) نے کہا کہ اگر اس کے بعد میں نے کسی بات کے متعلق آپ سے پوچھا تو (بیشک) آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا اور اس صورت میں آپ یقیناً میری اپنی رائے کے مطابق[1] معذور سمجھے جانے کی حد تک پہنچ چکے ہوں گے۔

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ

پھر وہ (وہاں سے بھی) چل پڑے، یہاں تک کہ جب وہ ایک بستی کے لوگوں کے پاس پہنچے تو اس (بستی) کے باشندوں سے انھوں[2] نے کھانا مانگا، مگر اُنھوں نے انھیں (اپنے) مہمان بنانے سے انکار کر دیا۔ پھر انھوں نے اس (بستی) میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے کو تھی[3]۔ اُس

---

[1] قرآن مجید میں مِنْ لَّدُنِّيْ ہے اور لَدُنْ کے معنے لغت میں عِنْدَ کے بھی ہیں جس کے معنے نزدیک کے ہوتے ہیں یا یہ کہ "میرے خیال میں" یا "میرے فیصلہ کے مطابق" (اقرب او مفردات) وہی معنے ہم نے کیے ہیں۔

[2] اس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں اور عیسائیوں سے تعاون کی اپیل کریں گے لیکن وہ اس سے انکار کر دیں گے۔ سب تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے۔

[3] فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ : اِس حصۂ آیت کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ اُن دونوں نے اُس بستی میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے کا ارادہ کر رہی تھی۔ لیکن اس کی بجائے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ "انھوں نے اُس (بستی) میں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے کو تھی"۔ یہ ترجمہ عربی زبان کے محاورہ کے بالکل مطابق ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں بعض دفعہ اَرَادَ کا لفظ تو استعمال کیا جاتا ہے مگر اس سے مراد دماغی ارادہ نہیں ہوتا بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ حالات کے لحاظ سے اس چیز پر قریب وقت میں وہ حالت آنے والی ہے۔ چنانچہ امام ابو منصور ثعالبی جو لغتِ عرب کے مشہور امام ہیں اپنی کتاب فقہ اللغہ میں لکھتے ہیں کہ ابو فراس جو ایک مشہور ادیب تھا دل سے اسلام کا منکر تھا اور اس کا مشغلہ یہی تھا کہ قرآن کریم پر اعتراض کرتا رہے۔ ایک دفعہ خاندان عباسیہ کے ایک وزیر احمد بن حسین کے دربار میں ہم بیٹھے تھے اور وزیر کی آمد کا انتظار کر رہے تھے کہ ابو فراس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا کسی عرب نے کسی عقل نہ رکھنے والی چیز کے بارہ میں کبھی کہا ہے کہ اس نے ارادہ کیا؟ میں نے کہا۔ عرب بعض دفعہ ایک غیر ذی روح چیز کے متعلق کہہ دیتے ہیں کہ اس نے یوں کہا جیسے مثال مشہور ہے کہ اِمْتَلَأَ الْحَوْضُ فَقَالَ قَطْنِيْ یعنی حوض بھر گیا اور اس نے کہا بس بس۔ حالانکہ حوض تو بولتا ہی نہیں۔ اس نے کہا، میں قول کا ذکر نہیں کرتا وہ تو بیشک درست ہے تم یہ بتاؤ کہ عقل نہ رکھنے والی اشیا کے متعلق کبھی ارادہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے؟ اس کی غرض یہ تھی کہ قرآن کریم کی آیت يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ غلط ثابت ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی۔ اور عرب کے شاعر الراعی کا ایک شعر میرے ذہن میں آ گیا جو میں نے اس کے سامنے پڑھا اور وہ شعر یہ ہے ؎

فِيْ مَهْمَهٍ فُلِقَتْ بِهٖ هَامَاتُهَا   فَلْقَ الْفُؤُوْسِ اِذَا اَرَدْنَ نُصُوْلًا

یعنی ایک جنگل میں اس قوم کی کھوپڑیاں اس طرح توڑی گئیں جس طرح کلہاڑے جب چلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو لکڑیوں کو کاٹتے چلے جاتے ہیں۔ میں نے کہا اس جگہ کلہاڑے کی طرف چلنے کے ارادہ کو منسوب کیا گیا ہے کیا اس میں ارادہ ہوتا ہے؟ میرا یہ شعر پڑھنا تھا کہ ابو فراس کا مونہہ بند ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے اُسے بُری طرح ذلیل کیا۔

اسی طرح وہ ابو محمد یزیدی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ میں اور مشہور نحوی کسائی عباس بن حسن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں اُن کا ایک نوکر آیا اور کہنے لگا کہ حضور میں فلاں شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ هُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّمُوْتَ وہ تو مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اس پر ہم سب ہنس پڑے۔ عباس بن حسن نے کہا تم کس بات پر ہنستے ہو۔ ہم نے کہا کبھی کوئی انسان اپنی موت کا آپ بھی ارادہ کیا کرتا ہے؟ انھوں نے کہا کیا قرآن کریم میں نہیں آتا کہ فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ۔ اس پر ہم سمجھ گئے کہ خدا تعالیٰ کی بات درست ہے۔ اور اَرَادَ کا لفظ کبھی قرب و توقع پر دلالت کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق ہم نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾

(خدا کے بندہ) نے اسے درست کر دیا اس پر اُس نے (یعنی موسیٰ نے) کہا (کہ) اگر آپ چاہتے تو یقیناً اس کی کچھ (نہ کچھ) اُجرت لے سکتے تھے۔

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

اُس (خدا کے برگزیدہ) نے کہا (کہ) یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان جدائی (کا وقت) ہے جس بات پر تو صبر نہیں کر سکا میں ابھی تجھے اس کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾

کشتی[1] تو چند مساکین کی تھی جو دریا میں کام کرتے ہیں اور ان کے سامنے (دریا پار) ایک (ظالم) بادشاہ[2] تھا جو ہر ایک کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا، اس لیے میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں۔

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿۸۰﴾

اور (یہ جو) لڑکے (کا واقعہ ہے تو اس) کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے ماں باپ[3] دونوں مومن تھے۔ اس پر اس کی یہ حالت دیکھ کر ہم ڈرے[4] کہ (ایسا نہ ہو کہ بڑے ہو کر) وہ ان پر سرکشی اور کفر کا الزام لگوا دے۔

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾

پس ہم نے چاہا کہ ان کا ربّ ان کو اس (لڑکے) سے پاکیزگی اور رحم و انصاف کے لحاظ سے بہتر (لڑکا) بدل کر دے دے۔

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور (وہ) دیوار[5] اس شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے اُن کا کچھ خزانہ

---

[1] کشتی کے مالکوں سے مراد مسلمان ہیں جو مسکین دل تھے اور اُس میں سُوراخ کرنے سے مراد یہ تھی کہ وہ اپنے مال غربا پر زکوٰۃ وغیرہ کے ذریعہ سے خرچ کریں گے۔

[2] اس سے مراد قیصر و کسریٰ تھے جو عرب پر صرف اس لیے حملہ نہیں کرتے تھے کہ وہ ایک غریب اور بے آب و گیاہ ملک تھا خدا تعالیٰ نے اسے اس ترکیب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے محفوظ رکھا تھا۔ تفسیر کبیر جلد سوم میں ان معنوں کے سوا ایک اور معنے کیے گئے ہیں کیوں کہ قرآن مجید کے کئی بطن ہیں اور ہر بطن کے ماتحت ایک تفسیر ہو سکتی ہے۔

[3] جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے غلام سے مراد حرکت، قوت اور جہالت کی طاقتیں ہیں جو ہر انسان میں پائی جاتی ہیں اور چونکہ یہ معنوی اشیاء ہیں مادی نہیں اس لیے ان کے ماں باپ بھی اسی قسم کے ہونے چاہئیں۔ اس نقطہ نگاہ سے جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوتیں انسانی رُوح اور جسم سے پیدا ہوتی ہیں پس حرکت قوت اور جہالت کے ماں باپ کے مومن ہونے سے یہ مراد ہے کہ بے شک انسانی رُوح اور دماغ میں آگے بڑھنے کا شدید مادہ رکھا گیا ہے بڑے بڑے کام کرنے کی ان میں طاقت پیدا کی گئی ہے اور خطرات برداشت کرنے کی انھیں ہمت دی گئی ہے لیکن یہ طاقتیں اسے خدا تعالیٰ کے قرب میں بڑھنے کے لیے دی گئی ہیں۔ اگر ان قوتوں کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو یہی قوتیں انسان کو کفر کی طرف لے جاتی ہیں اور اسے ہلاک کر دیتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے جلوۂ محمدیؐ یعنی شریعت اسلامی کے ذریعہ سے ان تینوں طاقتوں کو قتل کروا دیا تاکہ اس کے بعد جو جذبات بھی اس میں کام کریں نیکی کی قیود کے ماتحت کریں (تعطیر الانام)

[4] مارنے والا ایک ہے مگر وہ کہتا "ہم" ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اعمال جو ہوں تو درست مگر ظاہر میں شریعت کے خلاف نظر آتے ہوں اولیاء اللہ ان کو کبھی خدائی حکم کے بغیر نہیں کرتے پس چونکہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا وہ اس فعل میں حصہ دار ہو گیا اور فعل ایک کا نہ رہا دو کا ہو گیا جس کی وجہ سے ہم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

[5] دیوار سے مراد یہود اور نصاریٰ کے بزرگ ہیں یعنی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور ان کے باپ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کنز سے مراد وہ علمی خزانہ ہے جسے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی قوموں نے محفوظ کیا ہوا تھا مگر ان کی بے توجہی سے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تب اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محفوظ کر دیا یعنی صحیح کلام کو جو بائبل اور انجیل میں تھا محفوظ کر دیا تاکہ جب بھی یہود اور نصاریٰ کو ہوش آئے وہ اس سے فائدہ اُٹھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔

وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾

(گڑا ہوا تھا۔ اور ان کا باپ (ایک) نیک شخص تھا۔ اس لیے تیرے رب نے چاہا کہ وہ اپنی مضبوطی کی عمر کو پہنچ جائیں اور بڑے ہو کر اپنے خزانہ کو (خود) نکالیں تیرے ربّ کی طرف سے (ان پر خاص) رحم (ہوا) ہے اور یہ (کام) مَیں نے اپنے نفس کے حکم[1] سے نہیں کیا۔ یہ اس بات کی حقیقت ہے جس پر تو صبر نہیں کر سکا۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾

اور وہ تجھ سے ذوالقرنین[2] کے متعلق بھی سوال کرتے ہیں تو (انھیں) کہہ (کہ) مَیں ضرور اس کے متعلق کچھ ذکر تمھارے سامنے کروں گا۔

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾

ہم نے یقیناً اُسے زمین میں حکومت بخشی تھی اور ہم نے اسے ہر ایک چیز (کے حصول) کا ذریعہ عطا کیا تھا۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

تب وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

یہاں تک کہ جب وہ سورج ڈوبنے کے مقام پر پہنچا تو اس نے ایسا پایا کہ (گویا) وہ ایک گدلے[3] چشمے میں ڈوب رہا ہے اور اس نے اس کے پاس کچھ لوگ (آباد)[4] پائے (اس پر) ہم نے (اُسے) کہا (کہ) اے ذوالقرنین! تجھے اجازت ہے کہ ان کو عذاب دے یا ان کے بارہ میں حُسن سلوک سے کام لے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾

اس نے کہا (ہاں میں ایسا ہی کروں گا اور) جو ظلم کرے گا اُسے تو ہم ضرور سزا دینگے۔ پھر وہ اپنے ربّ کی طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اُسے سخت سزا دیگا

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾

اور جو ایمان لائے گا اور نیک (اور مناسب حال) عمل کرے گا اس کے لیے (خدا کے ہاں اس کے اعمال کے بدلہ میں) اچھا انجام (مقدر) ہے۔ اور ہم (بھی) ضرور اس کے لیے اپنے حکم سے آسانی والی بات کہیں گے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾

پھر وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کی وحی سے کیا ہے۔

[2] ذوالقرنین خورس بادشاہ کا نام ہے جو میدیا اور فارس کا بادشاہ تھا۔ اسے ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ دانیال نبی نے اس کے بارہ میں خواب دیکھا تھا کہ دو سینگوں والا مینڈھا راستہ میں کھڑا ہے جس کی نسبت فرشتہ نے کہا کہ یہ میدیا اور فارس کا بادشاہ ہے (پرانا عہدنامہ دانیال باب ۸ آیت ۲۰)

[3] اس سے مراد بحیرہ اسود کا علاقہ ہے جہاں ذوالقرنین گیا تھا۔ اور جہاں پانی سیاہ ہونے کی وجہ سے گدلا نظر آتا ہے اس کو بحیرہ اسود کہتے ہیں۔

[4] اس جگہ جو قومیں آباد تھیں۔ انھوں نے میدیا اور فارس کی کامیابی کے بعد دوسری قوموں سے مل کر خورس یعنی ذوالقرنین پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں خورس نے بھی ان پر چڑھائی کی اور ان کو محکوم بنا لیا۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۱﴾

یہاں تک کہ جب وہ سورج کے نکلنے کے مقام پر پہنچا تو اس نے اسے ایسے لوگوں[1] پر چڑھتا پایا، جن کے لیے ہم نے (اُن کے اور) اُس (سورج) کے درمیان کوئی پردہ[2] نہیں بنایا تھا۔

كَذٰلِكَ ۗ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۲﴾

(یہ واقعہ ٹھیک) اسی طرح ہے اور ہم نے اس کے تمام حالات کا خوب پتا رکھا ہُوا ہے۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۳﴾

پھر وہ ایک راستہ پر چل پڑا۔

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۴﴾

یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا، تو اس نے ان کے ورے کچھ ایسے لوگ پائے جو مشکل اس کی بات سمجھتے تھے۔

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۵﴾

اُنھوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج وماجوج یقیناً اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں پس کیا ہم (لوگ) آپ کے لیے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کر دیں کہ آپ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دیں۔

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۶﴾

اُس نے کہا کہ (اس قسم کے کاموں) کے متعلق میرے رب نے جو طاقت مجھے بخشی ہے وہ (دشمنوں کے سامانوں سے) بہت بہتر ہے اس لیے تم مجھے مقدور بھر مدد دو تاکہ میں تمھارے درمیان اور اُن کے درمیان ایک روک بنا دُوں۔

اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۗ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۷﴾

تم مجھے لوہے کے ٹکڑے دو[3] (چنانچہ وہ روک تیار ہونے لگی) یہاں تک کہ جب اس نے (پہاڑی کی) ان (دونوں) چوٹیوں[4] کے درمیان برابری[5] پیدا کر دی، تو اس نے (اُن سے) کہا (کہ اب اس پر آگ) دھونکو حتیٰ کہ جب اس نے اسے (بالکل آگ کی طرح) کر دیا تو (اُن سے) کہا (کہ اب) مجھے (گلا ہُوا تانبا لاؤ) دو تاکہ میں (اسے) اس پر ڈال دُوں۔

---

[1] اس سے مراد بلوچستان اور افغانستان کا علاقہ ہے جو خورس نے فتح کیا تھا اور بحیرہ اسود سے مشرق کی طرف ہے۔ [2] یعنی چٹیل میدانوں کے لوگ تھے۔

[3] یعنی دیوار دھات کی بنی ہے تم علاقہ کے لوگ ہو دھات مہیّا کرو۔ باقی انجینرنگ کا کام میرے آدمی کریں گے۔

[4] جہاں ذوالقرنین نے دیوار بنائی وہاں ایک طرف بحیرہ اخضر ہے اور دوسری طرف کوہ "قاف"۔ اور یہ دونوں چیزیں دونوں طرف سے سدّ یعنی روک کا کام دے رہی تھیں۔ صرف درمیانی درہ غیر محفوظ تھا۔

[5] ایک طرف سمندر تھا اور ایک طرف پہاڑ۔ ان دونوں میں برابری کے کیا معنے؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں برابری سے مراد یہ ہے کہ درمیانی کھلے میدان کو دیوار سے بند کر دیا تو دشمن نہ پہاڑ سے آسکا اور نہ سمندر سے۔ اس طرح روک کے لحاظ سے برابری ہو گئی۔

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۸﴾

پس (جب وہ دیوار تیار ہوگئی تو) وہ (یعنی یاجوج ماجوج) اس پر چڑھ نہ سکے، اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکے۔

قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۹﴾

(اس پر) اُس نے کہا کہ (یہ کام) محض میرے رب کے خاص احسان سے ہُوا ہے پھر جب (عالمگیر عذاب کے متعلق) میرے رب کا وعدہ (پُورا ہونے پر) آئے گا تو وہ اِس (روک) کو (توڑ کر زمین سے پیوست شدہ) ایک ٹیلہ بنا دے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ (ضرور) پُورا ہو کر رہنے والا ہے۔

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۱۰۰﴾

اور (جب اُس کے پُورا ہونے کا وقت آئے گا تو) اُس وقت ہم انھیں ایک دوسرے کے خلاف[1] جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دینگے اور بگل بجایا جائے گا تب ہم اُن (سب) کو اکٹھا کر دینگے۔

وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۱﴾

اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے۔

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۲﴾

(وہ کافر) جن کی آنکھیں میرے ذکر (یعنی قرآن کریم) کی طرف سے (غفلت کے) پردہ میں تھیں۔ اور وہ سُننے کی طاقت (بھی) نہیں رکھتے تھے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۳﴾

(تو) کیا (یہ سب کچھ دیکھ کر) (پھر بھی) وہ لوگ جنھوں نے کفر (کا طریق) اختیار کیا ہے (یہ) سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بنا سکیں گے۔ ہم نے کافروں کے انعام[2] (یعنی بدلہ) کے طور پر جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۴﴾

تُو (انھیں) کہہ (کہ) کیا ہم تمھیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۵﴾

(یہ وہ لوگ ہیں) جن کی (تمام تر) کوشش اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہے اور (اس کے ساتھ) وہ (یہ بھی) سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ربّ کے نشانوں کا اور اس سے ملنے کا انکار کر دیا ہے اس لیے ان کے (تمام) اعمال گر کر (اسی دنیا میں) رہ گئے ہیں،

[1] یعنی آخری زمانہ میں یاجوج اور ماجوج آپس میں لڑ پڑیں گے۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ روس جس کو بائیبل میں یاجوج قرار دیا گیا ہے اور انگلستان جسے بائبل میں ماجوج قرار دیا گیا ہے (دیکھو حزقیل باب ۳۹) یہ دونوں آج کل قرآنی آیت کے مطابق باہم جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

[2] نُزُلًا کے معنے ضیافت کے بھی ہوتے ہیں اور عطیہ کے بھی (اقرب)

وَزْنًا ﴿١٠٦﴾

چنانچہ قیامت کے دن ہم اُنھیں کچھ بھی وقعت نہیں دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿١٠٧﴾

یہ اُن کا بدلہ (یعنی) جہنم اس وجہ سے ہوگا کہ انھوں نے کفر (کا طریق) اختیار کیا۔ اور میرے نشانوں اور میرے رسولوں کو (اپنی) ہنسی کا نشانہ بنالیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٨﴾

جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انھوں نے نیک (اور مناسب حال) عمل کیے ہیں اُن کا ٹھکانا یقیناً فردوس نامی بہشت ہوں گے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٩﴾

وہ اُن میں رہتے چلے جائیں گے (اور) ان سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١١٠﴾

تو انھیں کہہ (کہ) اگر (ہر ایک) سمندر میرے ربّ کی باتوں (کے لکھنے) کے لیے روشنائی بن جاتا تو میرے ربّ کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے (ہر ایک) سمندر (کا پانی) ختم ہو جاتا گو (اسے) زیادہ کرنے کے لیے ہم اتنا (ہی) اور (پانی سمندر میں) لا ڈالتے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١١﴾ ع ١٢

تو انھیں کہہ (کہ) میں صرف تمھاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے کہ) میری طرف (یہ) وحی (نازل) کی جاتی ہے کہ تمھارا معبود ایک ہی (حقیقی) معبود ہے پس جو شخص اپنے ربّ سے ملنے کی امید رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ نیک (اور مناسب حال) کام کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مریم - یہ سورۃ مکی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی ننانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①
(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

كٓهٰيٰعٓصٓ ②
اے عالم[1] اور صادق خدا تو کافی اور ہادی ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ③ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ④
(اس سورۃ میں) تیرے ربّ کی (اس) رحمت کا ذکر (ہے) جو اس نے اپنے بندے زکریا پر (اس وقت) کی، جب اُس نے اپنے رب کو آہستہ آواز سے پکارا۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ⑤
(اور) کہا، اے میرے ربّ! (میری حالت تو یقیناً ایسی ہے کہ) میری تمام ہڈیاں تک کمزور ہو گئی ہیں اور (میرا) سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اُٹھا ہے اور اے میرے ربّ! مَیں کبھی بھی تجھ سے دعائیں مانگنے کی وجہ سے ناکام (و نامراد) نہیں رہا۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑥
اور مَیں یقیناً اپنے رشتہ داروں سے اپنے (مرنے کے) بعد (کے سلوک سے) ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تُو مجھے اپنے پاس سے ایک دوست (یعنی بیٹا) عطا فرما۔

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑦
جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب (سے جو دین و تقویٰ ہم کو ورثہ میں ملا ہے اس) کا بھی وارث ہو۔ اور اے میرے ربّ اس کو (اپنا) پسندیدہ (وجود) بنائیو۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑧
(اس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی خبر دیتے ہیں (جو جوانی کی عمر تک پہنچے گا اور) اس کا نام (خدا کی طرف سے) یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس نام سے یاد نہیں کیا۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑨
(زکریا نے) کہا۔ اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور مَیں بڑھاپے کی انتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ
(الہام لانے والے فرشتہ نے کہا) جس طرح تُو کہتا ہے (واقعہ) اسی طرح (ہے)

---

[1] كٓهٰيٰعٓصٓ: حروفِ مقطعات میں سے ہے۔ ک سے مراد کافٍ اور ھ سے مراد ھَادٍ ہے۔ یا حرفِ ندا ہے اور ع سے مراد عَالِمٌ اور ص سے مراد صَادِقٌ ہے گویا کٓهٰيٰعٓصٓ میں یہ مفہوم ادا کیا گیا ہے کہ: "اَنْتَ کَافٍ، اَنْتَ ھَادٍ (یا) عَلِیْمٌ یا عَالِمُ یا صَادِقُ۔ یعنی اے عالم اور صادق خدا تو کافی اور ہادی ہے" ان حروف کے ذریعہ درحقیقت عیسائی عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ فتح البیان میں یہ معنی حضرت اُمّ ہانی رضؓ سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں روایت کیے گئے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر تفسیر سورۃ مریم۔

خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿١٠﴾

(مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) مَیں تجھے اس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١١﴾

(زکریا نے) کہا، اے میرے ربّ! میرے لیے کوئی حکم بخش۔ فرمایا تیرے لیے یہ حکم ہے کہ تُو لوگوں سے تین راتیں متواتر کلام نہ کر۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١٢﴾

اس کے بعد (زکریا) محراب سے نکل کر اپنی قوم کے پاس گئے اور اُنھیں آہستہ آواز میں کہا کہ صبح اور شام خدا کی تسبیح کرتے رہو۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ﴿١٣﴾

(اس کے بعد یحییٰ پیدا ہو گیا اور ہم نے اسے کہا) اے یحییٰ! تو (الٰہی) کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور ہم نے اُسے چھوٹی عمر میں ہی (اپنے) حکم سے نوازا تھا۔

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ﴿١٤﴾

(اور یہ بات) ہماری طرف سے بطور مہربانی (اور شفقت کے تھی) اور (اُسے پاک کرنے کے لیے (تھی) اور وہ بڑا متقی تھا۔

وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٥﴾

اور وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا اور ظالم اور نافرمان نہیں تھا۔

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٦﴾ ع ١

اور جب وہ[1] پیدا ہوا تب بھی اس پر سلامتی تھی، اور جب وہ مرے گا اور جب وہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا (تب بھی اس پر سلامتی ہو گی)

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ﴿١٧﴾ وقف لازم

اور تو (اس) کتاب میں مریم کا (جو) ذکر (آتا ہے اسے) بیان کر (خصوصاً اس بات کو کہ) جب وہ اپنے رشتہ داروں سے مشرقی (جانب ایک) جگہ چلی گئی۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۗ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٨﴾

اور (اپنے اور) ان (یعنی رشتہ داروں) کے درمیان پردہ ڈال دیا۔ (یعنی ان سے قطع تعلّق کر کے اپنے آپ کو چھپا دیا) اس وقت ہم نے اس کی طرف اپنا کلام لانے والا فرشتہ (یعنی جبرائیل) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک تندرست بشر کی شکل میں ظاہر ہوا۔

قَالَتْ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٩﴾

(مریم نے اس سے) کہا، میں تجھ سے رحمٰن خدا کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تیرے اندر کچھ بھی تقویٰ ہے۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

(اس پر اُس فرشتہ نے) کہا، مَیں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تاکہ

---

[1] اسی سورۃ کی آیت ۳۴ میں مسیحؑ کی نسبت آتا ہے کہ جب میں پیدا ہوا، تب بھی مجھ پر سلامتی تھی اور جب میں مروں گا تب بھی مجھ پر سلامتی ہو گی۔ مسیحی اس سے مسیحؑ کی فضیلت نکالتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ حضرت یحییٰؑ کے متعلق یہی بات خدا تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ سے کہی تھی۔ پس اگر یہ فضیلت ہے تو اس سے یحییٰؑ کی فضیلت مسیحؑ پر ثابت ہوتی ہے۔

زَكِيًّا ﴿۲۰﴾

مَیں تجھے (وحی کے مطابق) ایک پاک لڑکا دوں[1] (جو جوانی کی عمر تک پہنچے گا)

قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۱﴾

(مریم نے) کہا۔ میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھُوا۔ اور مَیں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔

قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۲﴾

(فرشتہ نے) کہا (بات) اسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے رب نے یہ کہا ہے کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم[2] اس لیے یہ لڑکا پیدا کریں گے) تاکہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (امر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۳﴾

اس پر مریم نے (اپنے پیٹ میں) اس (بچّہ) کو اُٹھا لیا اور پھر اس کو لے کر ایک دُور مکان کی طرف چلی گئی۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۴﴾

پس (جب وہ وہاں پہنچی تو) اسے دردِ زہ (اٹھی اور اُسے) مجبور کر کے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے گئی (جب مریم کو یقین ہو گیا کہ اس کے ہاں بچّہ ہونے والا ہے تو اس نے دنیا کی انگشت نمائی کا خیال کر کے) کہا۔ اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی۔ اور میری یاد مٹا دی جاتی۔

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۵﴾

پس (فرشتہ نے) اس کو نچلی[3] جانب کی طرف سے پکار کر کہا کہ (اے عورت) غم نہ کر، اللہ نے تیری نچلی جانب ایک چشمہ بہایا ہُوا ہے (اس کے پاس جا اور اپنی اور بچّہ کی صفائی کر)

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۶﴾

اور (وہ) کھجور (جو تیرے قریب ہو گی اس) کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی۔

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ

پس (ان کو) کھاؤ اور (چشمہ سے پانی بھی) پیو اور (خود نہا کر اور بچّہ کو نہلا کر) اپنی

---

[1] یعنی اس کی بشارت دوں۔

[2] یورپ کے متعدد ڈاکٹروں نے اب اس بات کا اعلان کیا ہے کہ کنواری کے بطن سے لڑکا پیدا ہونا ممکن ہی نہیں، بلکہ اس کی کئی مثالیں یقینی طور پر طب سے ثابت ہو چکی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر تفسیر سورۂ مریم)

[3] بائبل اور فلسطین کے جغرافیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم کے ہاں جب بچّہ ہوا اُنھیں اُن کے ہونے والے شوہر بیت اللحم لے گئے تھے جو اس وقت ایک پہاڑی پر واقع تھا جس کے نچلی طرف ایک چشمہ تھا۔ اسی طرف سے مریم کو آواز آئی جو ایک فرشتہ نے دی۔

أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿۲۷﴾

آنکھیں ٹھنڈی کرو، پھر اگر (اس عرصہ میں) تُو کسی مرد کو دیکھے تو کہہ دے، میں نے رحمٰن (خدا) کے لیے (ایک) روزے کی نذر کی ہوئی ہے پس آج میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔[1]

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۸﴾

اس کے بعد وہ اس کو لے کر اپنی قوم کے پاس سوار کرا کے[2] لائی جنھوں نے کہا اے مریم! تُو نے بہت بُرا کام کیا ہے۔

يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۹﴾

اے ہارون کی بہن[3]! تیرا باپ تو بُرا آدمی نہیں تھا، اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۳۰﴾

اِس پر اُس نے اُس (بچّہ) کی طرف اشارہ کیا، اس پر لوگوں نے کہا، ہم اس سے کس طرح باتیں کریں جو کہ (کل تک) پنگھوڑے میں بیٹھنے والا بچّہ تھا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴿۳۱﴾

(یہ سُن کر ابن مریم نے) کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس نے مجھے کتاب بخشی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۲﴾

اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نے مجھے بابرکت (وجود) بنایا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی ہے۔

وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿۳۳﴾

اور مجھے اپنی والدہ سے نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے ظالم اور بدبخت نہیں بنایا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۴﴾

اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں مروں گا اور جب مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا (اس وقت بھی مجھ پر سلامتی نازل کی جائے گی)

---

[1] یعنی اس طرح روزہ رکھ کر لوگوں کے سوالات سے اپنی جان چھڑاؤ۔

[2] قرآن مجید میں تَحْمِلُهٗ کا لفظ ہے جس کے عام معنے اُٹھانے کے ہوتے ہیں۔ مگر قرآن کریم اور لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنے سوار کروا کر لے جانے کے بھی ہیں۔ اور یہی معنے اس جگہ ہم نے کیے ہیں (تَحْمِلُهٗ کے ان معنوں کے لیے دیکھو سورۃ توبہ آیت ۹۲۔ نیز دیکھو تفسیر علامہ ابو حیّان ہسپانوی جلد ۵ صفحہ ۸۴ و ۸۵ و لسان العرب۔)

[3] حضرت مریمؑ کو ہارون کی بہن کہا گیا ہے اس پر مسیحی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے جہالت سے مریمؑ اُمّ عیسیٰؑ کو وہ مریم سمجھ لیا ہے جو ہارونؑ اور موسیٰؑ کی بہن تھی۔ مگر ان کا اعتراض خود ان کی جہالت پر دلالت کرتا ہے۔ تمام اقوام میں رواج ہے کہ بچّوں کے نام بزرگوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ مریمؑ کے کسی بھائی کا نام بھی اگر ہارون ہو تو کیا تعجب ہے اُسے موسیٰ کا بھائی قرار دینا خود مسیحیوں کی ایجاد ہے۔ قرآن مجید نے ایسا نہیں کہا۔ یہ سوال خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا گیا تھا۔ اور آپ نے وہی جواب دیا تھا جو ہم نے دیا ہے (دیکھو فتح البیان جلد ۶ صفحہ ۱۶)

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۵﴾

(دیکھو) یہ (حقیقی) عیسیٰ ابن مریم ہے اور یہ (اس کا اصل) سچا واقعہ ہے جس میں وہ (لوگ) اختلاف کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۶﴾

خدا کی شان کے یہ خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔ وہ اس بات سے پاک ہے، وہ جب کبھی کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے (ایسا) ہو جا تو ویسا ہی ہونے لگتا ہے (پھر اسے مدد کے لیے بیٹا بنانے کی کیا ضرورت ہے)

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

اور اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ اُسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۸﴾

مگر مختلف گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا (اور سچائی کو چھوڑ دیا) پس جن لوگوں نے ایک بڑے دن میں حاضر ہونے کا انکار کیا ان پر عذاب نازل ہوگا۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۹﴾

جس دن وہ ہمارے حضور میں حاضر ہونگے اُس دن اُن کی قوت شنوائی بہت تیز ہو گی اور نظریں بھی بہت تیز ہونگی لیکن وہ ظالم آج بہت بھاری گمراہی میں مبتلا ہیں

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور ان کو اس دن سے ڈرا جس دن (افسوس اور) مایوسی چھائی ہوئی ہوگی (یعنی قیامت کے دن سے) جب سب معاملات کا فیصلہ ہو جائیگا اور (اب تو) یہ لوگ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع

ہم یقیناً (ساری) زمین کے بھی وارث ہونگے اور ان لوگوں کے بھی جو اس پر رہتے ہیں اور (آخرکار) سب لوگ ہماری طرف ہی لوٹا کر لائے جائیں گے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۲﴾

اور تو قرآن کریم کے رُو سے ابراہیم کا ذکر کر۔ وہ یقیناً بڑا راستباز تھا اور نبی تھا۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۳﴾

(اور تو اس وقت کو بھی یاد کر۔ اور لوگوں کے سامنے بیان کر) جب ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ اے میرے باپ! تو کیوں اُن چیزوں کی پرستش کرتا ہے جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ تیری کسی تکلیف کو دور کرنے پر قادر ہیں۔

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۴﴾

اے میرے باپ! مجھے ایک خاص علم عطا کیا گیا ہے جو تجھے نہیں ملا۔ پس (باوجود اس کے کہ میں تیرا بیٹا ہوں) تو میری اتباع کر۔ میں تجھے سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۵﴾

اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر، شیطان یقیناً خدائے رحمٰن کا نافرمان ہے۔

يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۶﴾

اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ تجھے خدائے رحمٰن کی طرف سے (نافرمانی کی وجہ سے) کوئی عذاب نہ پہنچے جس کے نتیجہ میں تو شیطان کا دوست ہو جائے۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۷﴾

اس پر (ابراہیم کے باپ نے) کہا، اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے متنفر ہو رہا ہے؟ اے ابراہیم! اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے ضرور سنگسار کر دوں گا اور (بہتر ہے کہ) تو کچھ دیر کے لیے میری نظروں سے اوجھل ہو جا (تا کہ غصّہ میں، میں کچھ کر نہ بیٹھوں)

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۸﴾

(اس پر ابراہیم نے) کہا اچھا میری طرف سے تجھ پر ہمیشہ سلامتی کی دعا پہنچتی رہے (یعنی میں تجھ سے الگ ہو جاتا ہوں) میں اپنے ربّ سے تیرے لیے ضرور مغفرت کی دعا کروں گا، وہ مجھ پر بہت ہی مہربان ہے۔

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۹﴾

اور (اے باپ) میں تم کو اور جن (وجودوں) کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو سب کو چھوڑ دوں گا اور صرف اپنے ربّ کے حضور دعائیں مانگوں گا اور یقیناً میں اپنے ربّ کے حضور دُعا کرنے کی وجہ سے بدنصیب نہیں بنوں گا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۵۰﴾

پھر جب (ابراہیم) ان (یعنی اپنے لوگوں) سے بھی اور جن کی وہ اللہ کے سوا پُوجا کرتے تھے (ان سے بھی) جدا ہو گیا، تو ہم نے اسے اسحاق اور (اس کے بعد) یعقوب عطا فرمائے اور ان سب کو ہم نے نبی بنایا۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۱﴾ ع ۳

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں سے ایک (وافر) حصّہ عطا فرمایا اور ہم نے اُن کے لیے ہمیشہ قائم رہنے والا اعلیٰ درجہ کا ذکرِ خیر مقرر فرمایا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۲﴾

اور تو قرآن[1] کے مطابق موسیٰ کا بھی ذکر کر، وہ ہمارا منتخب بندہ تھا۔ اور رسول (اور) نبی تھا۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۳﴾

اور ہم نے موسیٰ کو طُور کی دائیں طرف سے پکارا اور اس کو اپنے اسرار بتاتے ہوئے اپنے قریب کر لیا۔

---

[1] قرآن میں ذکر کرنے کے یہ معنے ہیں کہ قرآن مجید اُن کے صحیح واقعات بیان کرتا ہے لیکن بائیبل غلطی اور مبالغہ سے کام لیتی ہے اس لیے قرآن کریم کو اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔ پس اصل صحیح تاریخ بیان ہونی چاہیے ورنہ بائیبل کے بیان سے دُنیا گمراہ ہو گی۔

وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

اور ہم نے اُس (موسیٰ) کو اپنی رحمت سے اُس کا بھائی ہارون نبی بنا کر (مددگار کے طور پر) دیا۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾

اور تُو قرآن کے مطابق اسمٰعیل کا بھی ذکر کر، وہ بھی یقیناً سچّے وعدوں والا تھا اور رسول (اور) نبی تھا۔

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

اور اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتا رہتا تھا اور اپنے ربّ کے نزدیک پسندیدہ (وجود) تھا۔

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

اور تُو قرآن کے رُو سے ادریس کا بھی ذکر کر، وہ بھی صدّیق نبی تھا۔
اور ہم نے اُسے نہایت اعلیٰ مقام تک پہنچایا تھا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدۃ

یہ سب کے سب وہ لوگ تھے جن پر خدا نے نبیوں میں سے انعام کیا تھا۔ اُن (نبیوں) میں سے جو آدم کی اولاد تھے اور جو اُن لوگوں کی اولاد تھے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں بچایا اور ابراہیم اور یعقوب کی (اولاد تھے) اور ان (لوگوں) میں سے تھے جن کو ہم نے ہدایت دی اور اپنے لیے منتخب کر لیا جب ان کے اوپر خدائے رحمٰن کا کلام پڑھا جاتا تھا، تو وہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾

پھر اُن کے بعد ایک ایسی نسل آئی جنھوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے پس وہ عنقریب گمراہی کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿۶۰﴾

سوائے اس کے جو توبہ کرلے گا اور ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا۔ یہ (لوگ) جنّت میں داخل ہوں گے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِىْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾

(یعنی ان جنتوں میں) جو ہمیشہ رہنے والی ہیں اور جن کا (خدائے) رحمٰن نے اپنے بندوں سے ایسے وقت میں وعدہ کیا ہے جبکہ وہ ان کی نظروں سے ابھی پوشیدہ ہیں۔ یقیناً خدا کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾

وہ ان (جنّتوں) میں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے بلکہ صرف سلامتی (اور امن) کی باتیں سُنیں گے (اور ان (جنّتوں) میں ان کو صبح اور شام رزق ملے گا۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ

یہ وہ جنّت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُن کو

ؔ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ یہ مسلمانوں کی ترقی کے متعلق ہے ورنہ اگلے جہان کی جنتوں کا مسلمانوں کو زندگی میں کسی وقت بھی علم نہیں ہو سکتا تھا۔

تَقِيًّا ﴿۶۴﴾

کریں گے جو متقی ہوں گے۔

وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ﴿۶۵﴾

اور فرشتے اُن سے کہیں گے کہ ہم تو صرف تمہارے ربّ کے حکم سے اُترتے ہیں اور جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان دونوں (جہات) کے درمیان میں ہے سب کچھ خدا کا ہے اور تمہارا ربّ بھولنے والا نہیں۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ﴿۶۶﴾ ع

(وہ) آسمانوں کا (بھی) ربّ ہے اور زمین کا بھی (ربّ) اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان (رہتا) ہے (پس اے مسلمان) اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر ہمیشہ قائم رہ۔ کیا تو اس کا کوئی ہم صفت جانتا ہے۔

وَ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا ﴿۶۷﴾

اور انسان ہمیشہ یہ کہتا رہے گا کہ کیا جب میں مر جاؤنگا تو پھر زندہ کرکے اُٹھایا جاؤنگا؟

اَوَ لَا یَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ یَكُ شَیْـًٔا ﴿۶۸﴾

کیا انسان کو یہ (بات) یاد نہیں کہ ہم نے اُس کو اس سے پہلے پیدا کیا تھا اور (اس وقت) وہ کوئی چیز نہیں تھا۔

فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّیٰطِیْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِیًّا ﴿۶۹﴾

پس تیرے ربّ کی قسم ہم (جو تیرے ربّ ہیں) ان لوگوں کو (بھی) اور شیطانوں کو بھی (اکٹھا) ایک فوج (اُٹھائیں گے اور) اُٹھائیں گے اور (پھر ان سب کو جہنم کے گرد ایسی صورت میں حاضر کریں گے کہ وہ زانوؤں کے بل گرے[1] ہوئے ہوں گے۔

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا ﴿۷۰﴾

پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ایسے لوگوں کو الگ کرلیں گے جو (خدائے) رحمٰن کے سخت دشمن تھے۔

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِیْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِیًّا ﴿۷۱﴾

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ ان میں سے کون دوزخ میں جانے کے زیادہ قابل ہے۔

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ﴿۷۲﴾

تم میں سے ہر شخص اس (دوزخ) میں[2] جانے والا ہے۔ یہ خدا کا ایسا پکا وعدہ ہے جو ہو کر رہے گا۔

---

[1] یعنی عاجزانہ دعائیں کر رہے ہوں گے۔

[2] قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیں دو ہیں، ایک اس دنیا کی، ایک اگلے جہان کی۔ یہ جو فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص دوزخ میں جائے گا اس سے یہ مراد نہیں کہ مومن بھی دوزخ میں جائیں گے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ مومن دوزخ کا حصہ اسی دنیا میں پا لیتے ہیں۔ یعنی کفار انہیں قسم قسم کی تکالیف دیتے ہیں۔ ورنہ مومن قرآن مجید کی رُو سے اگلے جہان میں دوزخ میں کبھی نہیں جائیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید مومنوں کے متعلق فرماتا ہے کہ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا۔ یعنی مومن دوزخ سے اتنے دُور رہیں گے کہ وہ اس کی آواز بھی نہیں سُن سکیں گے۔ پس مومنوں کے دوزخ میں جانے سے مراد اُن کا دنیا میں تکلیف اُٹھانا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کو بھی ایک قسم کا دوزخ قرار دیا ہے۔ فرمایا اَلْحُمّٰی حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی بخار دوزخ کی آگ کا مومن کے لیے ایک حصہ ہے۔ (فتح البیان جلد ۶ صفحہ ۳۶)

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۳﴾

اور ہم متقیوں کو بچا لیں گے، اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۴﴾

اور جب اُنھیں ہماری کھلی کھلی آیات پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں، تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں (بتاؤ تو) ہم دونوں فریق میں سے کونسا فریق درجہ کے لحاظ سے اور ہم جلیسوں کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۵﴾

اور ہم نے اُن سے پہلے بہت سے زمانوں کے لوگوں کو ہلاک کیا ہے جو سامانوں کے لحاظ سے اور ظاہری شان و شوکت کے لحاظ سے ان لوگوں سے اچھے تھے۔

قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۶﴾

تو کہہ دے کہ جو شخص گمراہی میں (پڑا) ہو (خدائے) رحمٰن اسے ایک عرصہ تک ڈھیل دیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ایسے لوگوں کے سامنے وہ عذاب آ جائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی) یا دنیوی عذاب یا (قومی) کامل تباہی اس وقت وہ جان لیں گے کہ کون شخص مکان کے لحاظ سے بدتر ہے اور دوستوں کے لحاظ سے کمزور ہے۔

وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۷﴾

اور اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کو ہدایت میں بڑھاتا جائے گا اور باقی رہنے والے نیک اعمال خدا کی نظر میں سب سے بہتر شے ہیں جزا کے لحاظ سے بھی اور انجام کے لحاظ سے بھی۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۷۸﴾

کیا تو نے اس شخص کی حالت پر کبھی غور نہیں کیا جس نے ہمارے نشانوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے یقیناً بہت[۱] سا مال اور بہت سے بیٹے دیئے جائیں گے۔

اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۷۹﴾

کیا اُس نے غیب (کا حال) معلوم کر لیا ہے؟ یا (خدائے) رحمٰن سے کوئی وعدہ لیا ہے۔

كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۸۰﴾

ایسا ہرگز نہیں[۲] ہوگا۔ ہم اس کے اس قول کو محفوظ رکھیں گے اور اس کے عذاب کو لمبا کر دیں گے۔

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۱﴾

اور جس (چیز)[۳] پر وہ فخر کر رہا ہے اس کے ہم وارث ہو جائیں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

---

۱ اس میں عیسائیوں کا ذکر ہے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح کی آمد کے بعد موت کا سلسلہ اُٹھ جائے گا اور اسی دنیا میں مسیحی دائمی زندگی پائیں گے۔ گویا جو ترقی اُن کو اب حاصل ہے قیامت تک رہے گی۔ ۲ فرماتا ہے اُن کا یہ عقیدہ غلط ہے اگر مریں گے تو بھی سزا پائیں گے اور اگر اس دنیا میں زندہ رہیں گے تب بھی اُن کے عذاب پانے کی خدا تعالیٰ کوئی صورت نکال دے گا۔

۳ یعنی اسے دنیا پر فخر ہے خدا اس کا وارث ہو جائے گا۔ یعنی اُن سے چھین کر اپنے مخلص بندوں کو دے دے گا۔ اس میں اسلام کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔

وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨٢﴾

اوران لوگوں نے اللہ کے سوا بہت سے معبود بنا چھوڑے ہیں، اس امید سے کہ وہ ان لوگوں کے لیے عزّت کا موجب بنیں (گے)

كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٣﴾ ع

ایسا ہرگز نہیں ہوگا، وہ معبود ایک دن اُن کی عبادتوں کا انکار کریں گے۔ اور اُن کے خلاف کھڑے ہوجائیں گے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٤﴾

کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ کافروں کو اُکساتے رہیں۔

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٥﴾

پس تو اُن کے خلاف جلدی میں کوئی قدم نہ اُٹھا، ہم نے اُن کی تباہی کے دن گن رکھے ہیں۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿٨٦﴾

جس دن ہم متقیوں کو زندہ کر کے (خدائے) رحمٰن کے حضور میں اکٹھا کر کے لے جائیں گے

وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٧﴾

اور مجرموں کو ہانکتے ہوئے جہنّم کی طرف لے جائیں گے۔

لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٨٨﴾

اُس دن کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا، سوائے اس کے جس نے (خدائے) رحمٰن سے عہد لے چھوڑا ہے۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿٨٩﴾

اور یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ (خدائے) رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ہے۔

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ﴿٩٠﴾

(تُو کہہ دے) تم ایک بڑی سخت بات کہہ رہے ہو۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩١﴾

قریب ہے کہ (تمھاری بات سے) آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر (زمین پر) جا پڑیں۔

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿٩٢﴾

اس لیے کہ ان لوگوں نے (خدائے) رحمٰن کا بیٹا قرار دیا ہے۔

وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٣﴾

اور (خدائے) رحمٰن کی شان کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کوئی بیٹا بنائے۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٤﴾

کیونکہ ہر ایک جو آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (خدائے) رحمٰن کے حضور غلام کی صورت میں حاضر ہونے والا ہے۔

لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٥﴾

(خدا نے) اُن کو گھیر رکھا ہے اور گن رکھا ہے۔

وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٦﴾

اور قیامت کے دن وہ سب کے سب (فرداً) فرداً[1] اُس کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

---

[1] اس آیت سے ثابت ہے کہ اس میں دنیوی عذاب کے علاوہ اخروی عذاب کا بھی ذکر ہے۔ جیسے ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق بھگتے گا۔ ہاں اگر فرداً فرداً سے مراد قوم قوم ہو تو پھر یہ آیت اس دنیا کے عذابوں پر بھی لگ سکتی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۷﴾	یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں (خدائے) رحمٰن اُن کے لیے وُدّ پیدا کرے گا۔[1]
فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِیْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۸﴾	پس ہم نے تو اس (قرآن) کو تیری زبان میں آسان کرکے اتارا ہے تاکہ تو اس کے ذریعہ سے متقیوں کو بشارت دے اور اس کے ذریعہ سے جھگڑالو قوم کو ہوشیار کرے۔
وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۹﴾	اور کتنی ہی اُمتیں ہیں جو اُن سے پہلے گذری ہیں کہ ہم اُن کو ہلاک کر چکے ہیں کیا تو اُن میں سے کسی کو بھی کسی حِس کے ذریعہ سے محسوس کرتا ہے یا اُن کی بھنک سُنتا ہے۔

ع ۶ / ۹

---

[1] وُدّ، اُس محبت کو کہتے ہیں جو کیلے کی طرح دل میں گڑی ہوئی ہو۔ پس اس آیت کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے یوں بنتے ہیں کہ مومنوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت کیلے کی طرح گاڑ دیگا۔ یا یہ کہ اپنے دل میں مومنوں کی محبت کیلے کی طرح گاڑ دیگا، یا یہ کہ مومنوں کے دل میں بنی نوع انسان کی محبت کیلے کی طرح گاڑ دے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے دل میں مسلمانوں کی محبت کیلے کی طرح گڑ جائے گی چنانچہ اس کی مثال رومی فتوحات سے ملتی ہے ایک موقعہ پر جب عیسائی لشکر بڑی تعداد میں آگے بڑھا اور مسلمانوں نے سمجھا کہ اب ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو جو روپیہ مسلمانوں نے ملک کی حفاظت کے ٹیکس کے طور پر وصول کیا تھا وہ سب ملک کے لوگوں کو واپس کر دیا۔ اس کا اثر عیسائیوں اور یہودیوں پر اتنا پڑا کہ وہ روتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کو وداع کرنے گئے اور پادری بھی اور دوسرے لوگ بھی دعا کرتے جاتے تھے کہ خدا مسلمانوں کو پھر واپس لائے اور یہودی اتنے متأثر تھے کہ وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم ہم اپنی جانیں دیدیں گے مگر عیسائی لشکر کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ (فتوح البلدان بلاذری ص ۱۴۳) محبت کا یہ عملی وعظ مسیح کی محبت کی تعلیم سے کتنا شاندار ہے۔ مسیح نے تو صرف منہ سے کہا تھا کہ خدا محبت ہے مگر مسلمانوں نے عملاً ثابت کر دیا کہ خدا محبت ہے اور مسیح نے محبت کا لفظ استعمال کیا اور قرآن مجید نے وُدّ کا لفظ استعمال کیا جو اس سے بہت زیادہ شدید ہے اور محبت کے لفظ سے کئی درجے زیادہ محبت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ محبت کے معنے ہیں کہ دل میں ایک دانہ پھوٹ آیا۔ مگر وُدّ کے معنے ہیں کہ محبت اتنی شدید ہو گئی کہ وہ کیلے کی طرح گڑ گئی۔ پس کجا انجیل کی محبت کی تعلیم اور کجا قرآن مجید کی محبت کی تعلیم۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّسِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ
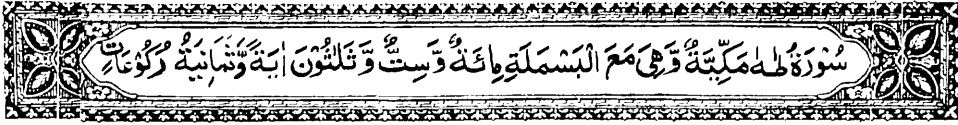
سورۃ طٰہٰ۔ یہ سورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو چھتّیس آیات ہیں اور آٹھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

طٰهٰ ﴿۲﴾
اے کامل قوتوں والے[1] مرد۔

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۳﴾
ہم نے تجھ پر (یہ) قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تو دُکھ میں پڑ جائے۔

اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۴﴾
(یہ تو) صرف (خدا سے) ڈرنے والے انسان کے لیے راہ نمائی اور ہدایت (کے لیے) ہے۔

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۵﴾
(قرآن) اس کی طرف سے اُتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اُونچے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۶﴾
(وہ) رحمٰن (ہے جو) عرش پر مستحکم طور پر قائم ہو گیا ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۷﴾
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اور وہ بھی جو ان دونوں کے درمیان ہے اُسی کا ہے نیز (وہ بھی) جو گیلی مٹی کے نیچے ہے۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۸﴾
اگر تو اُونچی آواز سے بولے تو خدا اُس کو بھی سنتا ہے اور اگر آہستہ آواز سے بولے تو اس کو بھی سنتا ہے کیونکہ وہ پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے اور (جو بہت ہی پوشیدہ ہوتی ہے (اسے بھی جانتا ہے)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۹﴾
اللہ (وہ ذات ہے کہ اس) کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی بہت سی اچھی صفات ہیں

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۰﴾
اور (اس کے ثبوت میں ہم کہتے ہیں کہ) کیا تیرے پاس موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے؟ (یا نہیں)

[1] طٰہٰ حروف مقطعات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ عرب کے مختلف قبائل میں اس کے معنے یَا رَجُلُ کے ہیں یعنی اے مرد کامل القویٰ (فتح البیان) کامل قوتوں والے مرد سے اس طرف اشارہ ہے کہ مردانگی کی صفات شجاعت، سخاوت اور بدی کا مقابلہ کامل طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ آپ کی بیوی حضرت خدیجہ رضؓ نے جب آپ پر پہلا الہام نازل ہوا اور آپ کچھ گھبرا سے گئے تو الہام سن کر اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر یہ شہادت دی کہ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا۔ یعنی آپ کے اندیشے غلط ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ کیونکہ آپ ہمیشہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو دنیا سے مٹ گئے ہیں ان کو پھر سے قائم کر رہے ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر کسی شرارت کے پھنس جاتا ہے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں (بخاری) انسان کی سب سے بڑی گواہ اس کی بیوی ہی ہو سکتی ہے جو ہر وقت اس کے حالات کو دیکھتی ہے پس یہ گواہی سب سے معتبر گواہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ میں طٰہٰ تھے یعنی ایک کامل مرد میں جو فضائل پائے جانے چاہئیں وہ سب کے سب آپ میں بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ⑪

(یعنی) جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اس نے اپنے اہل سے کہا اپنی جگہ ٹھہرے رہو، مَیں نے ایک آگ[1] دیکھی ہے ممکن ہے کہ میں وہاں جا کر اُس آگ میں سے کوئی انگارہ تمھارے لیے بھی لے آؤں یا آگ پر اپنے لیے کوئی رُوحانی، ہدایت حاصل کروں[2]۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ⑫

پھر جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچا تو اسے آواز دی گئی[3] کہ اے موسیٰ!

اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ⑬

مَیں تیرا ربّ ہوں، پس تُو اپنی دونوں جُوتیاں[4] اتار دے، کیونکہ تو اُس پاک وادی طویٰ میں ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ⑭

اور مَیں نے تجھے (اپنے لیے) چُن لیا ہے پس تیری طرف جو وحی کی جاتی ہے اس کو تُو سن (اور اس پر عمل کر)

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ⑮

مَیں یقیناً اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کر۔

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ⑯

قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ قریب ہے کہ مَیں اُسے ظاہر کردوں، تاکہ ہر نفس کو اپنے اعمال کے مطابق جزا دی جائے۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ⑰

پس جو (شخص) قیامت[5] پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے تجھے قیامت[6] پر ایمان لانے سے روک نہ دے، جس کے نتیجہ میں تُو ہلاک ہو جائے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ⑱

اور (ہم نے اس وقت موسیٰ سے کہا کہ) اے موسیٰ یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

---

[1] لفظ "ایک آگ" سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ خود بھی اسے کشف سمجھتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ عام آگ ہوتی تو وہ "ایک آگ" نہ کہتے، بلکہ آگ کہتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کو ایک جلوہ نظر آیا تھا جو آگ کی شکل میں تھا حضرت موسیٰؑ محسوس کرتے تھے کہ جو کچھ نظر آیا ہے وہ خدا تعالیٰ کی ایک تجلّی ہے۔ تبھی انھوں نے رشتہ داروں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔

[2] چونکہ نظارہ آگ کی صورت میں تھا اس لیے اس کی نسبت سے سب لفظ استعارۃً بولے گئے ہیں یعنی اگر تو یہ تجلّی شخصی ہے تو مَیں اپنے لیے ہدایت حاصل کروں گا اور اگر تجلّی قومی ہے تو تمھارے لیے میں وہاں سے روشنی اور ہدایت اور تعلیم کا سامان لاؤں گا جس سے تم فائدہ اُٹھاؤ گے۔

[3] یہ مراد نہیں کہ آگ کے اندر خدا تعالیٰ تھا، بلکہ یہ مراد ہے کہ یہ آگ کا نظارہ دکھانے والا خدا تعالیٰ تھا۔

[4] جوتیوں سے مراد دنیوی تعلقات ہیں۔ نَعْلَیْن کا لفظ اس لیے کہا کہ دنیوی تعلقات رشتہ داری کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں اور قوم کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں پس تعلّقات دو قسم کے ہیں جن کو نَعْلَیْن کی تثنیہ سے ادا کیا۔

[5] و [6] اس جگہ ضمیر کی بجائے ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے۔

قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَ لِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی ﴿۱۹﴾

(اس نے) کہا یہ میرا سونٹا ہے، مَیں اس پر سہارا لیتا ہوں اور اس کے ذریعہ سے اپنی بکریوں پر (درختوں کے) پتّے جھاڑتا ہوں اور اس کے سوا بھی اس میں میرے لیے اور کئی فائدے (پوشیدہ) ہیں۔

قَالَ اَلۡقِهَا یٰمُوۡسٰی ﴿۲۰﴾

اس پر اُس (خدا) نے فرمایا، اے موسیٰ! اس عصا کو زمین پر پھینک دے۔

فَاَلۡقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسۡعٰی ﴿۲۱﴾

سو اس نے اُسے زمین پر پھینک دیا جس کے بعد اس نے اچانک دیکھا کہ وہ سانپ ہے جو دوڑ رہا ہے[1]۔

قَالَ خُذۡهَا وَ لَا تَخَفۡ ٝ سَنُعِیۡدُهَا سِیۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰی ﴿۲۲﴾

اس پر اللہ نے) فرمایا، اس کو پکڑ لے اور ڈر نہیں۔ ہم اس کو پھر اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیں گے۔

وَ اضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ اٰیَةً اُخۡرٰی ﴿ۙ۲۳﴾

اور اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا لے۔ جب تو اسے نکالے گا تو وہ سفید ہوگا مگر بغیر کسی بیماری کے[2]، یہ ایک اور نشان ہوگا۔

لِنُرِیَکَ مِنۡ اٰیٰتِنَا الۡکُبۡرٰی ﴿ۚ۲۴﴾

(اور ہم یہ اس لیے کریں گے) تاکہ اس کے نتیجہ میں ہم تجھ کو اپنے بڑے بڑے نشانات دکھائیں۔

اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۲۵﴾ ع

تو فرعون کی طرف جا، کیونکہ اُس نے سرکشی اختیار کی ہے۔

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿ۙ۲۶﴾

(اس پر موسیٰ نے) کہا، اے میرے ربّ! میرا سینہ کھول دے۔

وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿ۙ۲۷﴾

اور جو فرض مجھ پر ڈالا گیا ہے اُس کو پُورا کرنا میرے لیے آسان کر دے۔

وَ احۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿ۙ۲۸﴾

اور اگر میری زبان میں کوئی گرہ ہو تو اسے بھی کھول دے۔

یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۪۲۹﴾

(حتّٰی کہ) لوگ میری بات آسانی سے سمجھنے لگیں۔

وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ﴿ۙ۳۰﴾

اور میرے اہل میں سے میرا ایک نائب تجویز کر۔

هٰرُوۡنَ اَخِی ﴿ۙ۳۱﴾

(یعنی) ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔

اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِیۡ ﴿ۙ۳۲﴾

اس کے ذریعہ سے میری طاقت کو مضبوط کر۔

وَ اَشۡرِکۡهُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿ۙ۳۳﴾

اور اس کو میرے کام میں شریک کر۔

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر سورۂ طٰہٰ و سورہ اعراف آیت ۱۱۸ و سورۂ نمل آیت ۱۱۔

[2] موسیٰؑ کی کتاب تورات ہے، مگر اس نے یہ ظلم کیا ہے کہ ہاتھ کی سفیدی کو کوڑھ کی طرف منسوب کیا ہے (دیکھو خروج باب ۴ آیت ۶) لیکن قرآن مجید جو تورات کی مدمقابل کتاب ہے اور بنو اسمٰعیل کے ایک فرد پر نازل ہوئی ہے وہ موسیٰؑ پر سے یہ الزام دُور کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہاتھ سفید تو نکلا مگر اس کی سفیدی بیماری کی وجہ سے نہ تھی۔ یہود اور نصاریٰ کو یہ فرق دیکھ کر اور اپنی گندہ دہنی کو دیکھ کر شرمانا چاہیئے۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿۳۴﴾	تا کہ ہم (دونوں) کثرت سے تیری تسبیح کریں۔
وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿۳۵﴾	اور کثرت سے تیرا ذکر کریں۔
إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿۳۶﴾	تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے۔
قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۳۷﴾	(اللہ نے) فرمایا، اے موسیٰ! جو تُو نے مانگا، تجھے دیا گیا۔
وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿۳۸﴾	اور ہم (اس سے پہلے) ایک بار اور بھی تجھ پر احسان کر چکے ہیں۔
إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿۳۹﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿۴۰﴾	جب ہم نے تیری ماں پر وحی کے ذریعہ وہ سب کچھ نازل کر دیا جو (ایسے موقعہ پر) نازل کرنا ضروری تھا (جس کی تفصیل یہ ہے) کہ اس (موسیٰ) کو تابوت میں رکھ دے پھر اس (تابوت) کو دریا میں رکھ دے۔ پھر اس کے بعد یوں ہو کہ دریا ہمارے حکم سے اس (تابوت) کو ساحل تک پہنچا دے (تاکہ) اس کو وہ شخص لے جائے جو میرا بھی اور اس (موسیٰ) کا بھی دشمن ہے[1] اور تجھ پر میں نے اپنی طرف سے محبت نازل کی (یعنی تیرے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کی) اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تُو ہماری آنکھوں کے سامنے پالا گیا[2]
إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿۴۱﴾	(یہ اس وقت ہوا) جب تیری بہن (ساتھ ساتھ) چلتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ اے لوگو! کیا میں تمہیں اس عورت کا پتہ بتاؤں جو اس کو پال لے گی اور اس طرح ہم نے تجھ کو تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ غم نہ کرے۔ اور (اے موسیٰ!) تو نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تجھ کو اس غم سے نجات بخشی اور ہم نے تجھ کو اور کئی امتحانوں میں ڈال کر اچھی طرح آزمایا جس کے بعد تُو کئی سال مدین کے لوگوں میں رہا پھر اے موسیٰ (رہوتے ہوتے) تو اس عمر کو پہنچ گیا جو ہمارے کام کے قابل ہوتی ہے۔
وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿۴۲﴾	اور میں نے تجھ کو اپنی ذات کے لیے (روحانی ترقی دیتے دیتے) تیار کیا۔

[1] یورپین مستشرق اعتراض کرتے ہیں کہ بائبل کے تفصیلی حالات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جا کر یہودیوں سے سُن کر قرآن میں لکھے ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی واقعات سورۃ مریم میں آتے ہیں اور حضرت موسیٰ کے تفصیلی واقعات سورۃ طٰہٰ میں آتے ہیں اور یہ دونوں سورتیں ابتدائی زمانہ کی ہیں (بخاری کتاب التفسیر) پس یہ اعتراض غلط ہے کہ مدینہ کے یہودیوں سے سُن کر آپ نے یہ حالات بیان کیے۔ بلکہ یہودیوں کے ساتھ ملنے سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام حالات سے باخبر کر دیا تھا۔

[2] قرآن کریم میں عَدُوٌّ کا لفظ دو جگہ آیا ہے۔ اُردو میں ایک کافی ہوتا ہے اس لیے ہم نے پہلی جگہ اس کا ترجمہ نہیں کیا، دوسری جگہ کر دیا ہے۔

[3] یعنی ہماری نگہداشت میں (دیکھو اقرب زیر لفظ عین)

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾

(پس جب تُو اس عمر کو پہنچ گیا تو مَیں نے تجھے کہا کہ) تُو اور تیرا بھائی میرے نشان لیکر جاؤ اور میرے ذکر میں کوئی کوتاہی نہ کرو۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾

تم دونوں ہی فرعون کے پاس جاؤ، کیونکہ اس نے سرکشی اختیار کر رکھی ہے۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾

اور[1] تم دونوں اس سے نرم نرم کلام کرو، شاید کہ وہ سمجھ جائے یا (ہم سے) ڈرنے لگے۔

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾

دونوں نے عرض کیا، اے ہمارے رب! ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا ہم پر حد سے زیادہ سختی نہ کرے۔

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾

(اللہ نے) فرمایا تم دونوں بالکل نہ ڈرو، مَیں تمھارے ساتھ ہوں (تمھاری دعائیں بھی) سنتا ہوں اور (تمھاری حالت بھی) دیکھتا ہوں۔

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾

پس دونوں اس کے پاس چلے جاؤ اور اسے کہو ہم دونوں تیرے رب کے رسول ہیں۔ پس ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور ان کو تکلیفیں مت دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے ایک بڑا نشان لے کر آئے ہیں اور (تجھے بتاتے ہیں کہ) جو شخص ہماری لائی ہوئی ہدایت کے پیچھے چلے گا (خدا کی طرف سے) اس پر سلامتی نازل ہوگی۔

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۴۸﴾

ہم پر یہ وحی نازل کی گئی ہے کہ جو کوئی (خدا کے نشان کو) جھٹلائے گا اور پیٹھ پھیرے گا، اس پر عذاب نازل ہوگا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾

(اس پر فرعون نے) کہا، اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾

(موسیٰ نے) کہا، ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو (اس کی ضرورت کے مطابق) اعضا عطا کیے ہیں اور پھر (ان اعضا) سے کام لینے کا طریقہ سکھایا ہے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾

(فرعون نے) کہا۔ (اگر یہ بات ہے) تو پہلے لوگوں کا کیا حال تھا (یعنی وہ تو ان باتوں کو نہیں مانتے تھے ان سے کیا سلوک ہوگا۔)

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾

(موسیٰ نے) کہا ان (پہلے لوگوں) کا علم تو میرے رب کو ہے (ان سب کے حالات) اس کی کتاب میں محفوظ ہیں میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ فَاَخْرَجْنَا

(وہی ہے) جس نے تمھارے لیے اس زمین کو فرش کے طور پر بنایا ہے اور اس میں تمھارے لیے راستے بھی نکالے ہیں اور آسمان سے پانی اتارا ہے پھر (تو) ان سے

[1] ہم کئی جگہ لکھ آئے ہیں کہ فاء عربی زبان میں خالی عطف کے لیے بھی آتا ہے۔

بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٤﴾

یہ بھی کہہ دے کہ) ہم نے اس پانی کے ذریعہ سے مختلف قسم کی روئیدگیوں کے جوڑے پیدا کیے ہیں۔

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿٥٥﴾ ع

(پس) تم بھی کھاؤ اور اپنے جانوروں کو بھی چراؤ۔ اس میں عقل والے لوگوں کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿٥٦﴾

ہم نے اسی (زمین) سے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے اور اسی میں سے تم کو دوسری دفعہ نکالیں گے۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿٥٧﴾

اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنے ہر قسم کے نشان دکھائے مگر (باوجود ان کے) وہ جھٹلانے پر مُصر رہا اور انکار کرتا چلا گیا۔

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٨﴾

اور کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا ہے تاکہ اپنی سحر بیانی کے ذریعہ سے ہم کو ہماری زمین سے نکال دے۔

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٩﴾

(اگر یہ بات ہے) تو ہم بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لائیں گے پس ہمارے درمیان اور اپنے درمیان ایک (وقت اور) مقام موعود مقرر کر، نہ اس سے ہم پیچھے ہٹیں، نہ تو ہٹے وہ (ایک ایسا) مکان (ہو جو) ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہو۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٦٠﴾

(اس پر موسیٰ نے) کہا، کہ تمھارے (ہمارے) اکٹھے ہونے کا دن (تمھاری) عید کا دن ہو اور نیزہ بھر سورج چڑھے سب لوگوں کو جمع کیا جائے۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦١﴾

اِس پر فرعون پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور جو تدبیریں اس سے ممکن ہوسکتی تھیں ان کو مہیّا کیا اور پھر (موسیٰ کی طرف) لوٹا۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦٢﴾

(تب) موسیٰ نے ان سے کہا، اے لوگو! تم پر ہلاکت ہو، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو عذاب کے ذریعہ سے پیس ڈالے، اور جو کوئی (خدا پر) افترا کرتا ہے وہ ناکام ہو جاتا ہے۔

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٣﴾

یہ سُن کر (فرعون اور اس کے ساتھی) آپس میں جھگڑنے لگے اور خفیہ منصوبے کرنے لگے۔

قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

(اور) انھوں نے کہا یہ دونوں (یعنی موسیٰ و ہارون) اور کچھ بھی نہیں صرف جادوگر

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾

ہیں (جو) یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمھاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمھارے اعلیٰ درجہ کے مذہب کو تباہ کر دیں۔

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

پس چاہیئے کہ تم بھی اپنی تدبیریں سوچ لو۔ پھر سب کے سب ایک جماعت کی شکل میں آؤ اور جو شخص آج جیتے گا وہ ضرور بامراد ہوگا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾

(اس پر اُن لوگوں نے جن کو موسیٰ کے مقابلہ کے لیے فرعون نے جمع کیا تھا) کہا کہ اے موسیٰ! یا تُو (اپنی تدبیر) پھینک (یعنی ظاہر کر) یا ہم تجھ سے پہلے پھینکیں۔

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

(تب موسیٰ نے) کہا (بہتر یہ ہے) کہ تم (اپنی تدبیر) پھینکو (یعنی ظاہر کرو) پس (انھوں نے جو تدبیر کی) اس کے نتیجہ میں ان کی رسّیاں اور اُن کے سونٹے موسیٰ کو (ان کے فریب کی وجہ سے) یُوں نظر آئے گویا کہ وہ دوڑ رہے ہیں۔

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾

اور موسیٰ اپنے نفس میں پوشیدہ طور پر ڈرا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾

(تب) ہم نے وحی کی (کہ اے موسیٰ!) مت ڈر کیونکہ تو ہی غالب آئے گا۔

وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾

اور جو کچھ تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اس کو زمین پر ڈال دے جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس سب کو وہ نگل جائے گا (یعنی اس کا بھانڈہ پھوڑ دے گا) انھوں نے جو کچھ کیا ہے وہ تو فریب کاروں کا ایک فریب ہے اور فریب کار جس طرف سے بھی آئے (خدا کے مقابلہ میں) کامیاب نہیں ہو سکتا۔

فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ﴿۷۰﴾

پس (جب موسیٰ کے سونٹا ڈالنے کے بعد فرعون کے لائے ہوئے) چالباز (اپنی کمزوری سمجھ گئے تو وہ اپنی ضمیر کی آواز سے) سجدہ میں گرائے گئے اور کہنے لگے ہم ہارون اور موسیٰ کے ربّ پر ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ﴿۷۱﴾

(اس پر فرعون نے) کہا، کیا تم میرے حکم سے پہلے ہی اس پر ایمان لاتے ہو (معلوم ہو گیا کہ) وہ تمھارا سردار ہے جس نے تم کو یہ چالاکیاں سکھائی ہیں پس (اس فریب کی سزا میں) مَیں تمھارے ہاتھ اور پاؤں (اپنی) خلاف ورزی کی وجہ سے کاٹ دوں گا اور (میں) تم کو کھجور کے تنوں سے باندھ کر صلیب دے دوں گا اور تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دے سکتا ہے۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِىْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ﴿٧٢﴾

(اس پر) انھوں نے (یعنی فرعون کے پہلے ساتھیوں یا ساحروں نے) کہا، ہم تجھ کو ان نشانات پر فوقیت نہیں دے سکتے جو (خدا کی طرف سے) ہمارے پاس آئے ہیں اور نہ اس (خدا) پر جس نے ہم کو پیدا کیا۔ پس جو تیرا زور لگتا ہے لگالے تو صرف اس دنیا کی زندگی کو ختم کرسکتا ہے۔

اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿٧٣﴾

ہم (اب) اپنے رب پر ایمان لاچکے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور اس دھوکا بازی (کے مقابلہ) کو بھی معاف کردے جس کے لیے تُو نے ہم کو مجبور کیا تھا اور اللہ سب سے بہتر ہے اور سب سے زیادہ قائم رہنے والا ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾

حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی شخص اپنے رب کے پاس مجرم کی حیثیت سے حاضر ہوتا ہے اُسے یقیناً جہنم ملتی ہے نہ وہ اس میں مرتا ہے نہ زندہ رہتا ہے۔

وَ مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ ﴿٧٥﴾

اور جو شخص مومن ہونے کی حالت میں جب کہ وہ ساتھ ساتھ مناسب حال عمل بھی کرتا ہوگا اس (خدا) کے پاس آئیگا تو ایسا ہر شخص اعلیٰ درجے پائے گا۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾

(وہ درجے) ہمیشہ رہنے والے باغات (ہوں گے) جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (اور) وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے اور یہ اس (شخص) کا مناسب بدلہ ہے جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔

وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾

اور ہم نے موسیٰ کو وحی کی تھی کہ میرے بندوں (یعنی اپنی قوم) کو رات کے اندھیرے میں نکال کرلے جا، پھر ان کو سمندر میں ایک راستہ بتا جو خشک ہو نہ تم کو یہ ڈر ہوگا کہ کوئی (شخص) آکر پیچھے سے پکڑلے اور نہ تم (سمندر کی تباہی سے) ڈرو گے (اس پر موسیٰ اپنی قوم کو لیکر سمندر کی طرف گئے)

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ؕ ﴿٧٨﴾

اور فرعون اپنے لشکر لیکر ان کے پیچھے پیچھے چلا اور سمندر نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو بالکل ڈھانپ لیا۔

وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ﴿٧٩﴾

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت کا طریق نہ بتایا۔

يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ

اے بنی اسرائیل! ہم تم کو تمھارے دشمن سے نجات دے چکے ہیں اور اس کے بعد ہم تم سے طور کے دائیں طرف ایک بالمقابل[1] وعدہ کرچکے ہیں

[1] بالمقابل وعدہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل اگر تورات کے احکام پر قائم رہیں گے تو خدا تعالیٰ ان کو برکت دے گا۔ مگر بنی اسرائیل کے دوسرے حصّہ (باقی اگلے صفحہ پر)

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ﴿٨١﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨٢﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٣﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٥﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٦﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿٨٧﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٨﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ

اور ہم نے تم پر ترنجبین اور بٹیر بھی اتارے تھے (تاکہ تمھارے لیے خوراک مہیّا کریں) (اور کہا تھا کہ) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے پاک چیزیں کھاؤ۔ اور اس (رزق) کے بارے میں ظلم سے کام نہ لینا تا ایسا نہ ہو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے اور جس پر میرا غضب نازل ہو۔ وہ (بلندی سے) گر جاتا ہے۔ اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے پھر مناسب حال عمل (بھی) کرے اور ہدایت پا جائے تو میں اس کے (بڑے سے بڑے) گناہ معاف کر دیا کرتا ہوں۔ اور (ہم نے کہا) اے موسیٰ! تم اپنی قوم کو چھوڑ کر کس لیے جلدی جلدی آ گئے ہو؟ (موسیٰ نے جواب میں) کہا کہ وہ (لوگ) میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے ربّ! میں اس لیے تیرے پاس جلدی سے آیا ہوں تا کہ تُو (میرے اس فعل پر) خوش ہو جائے۔ (اس پر خدا نے) کہا، ہم نے تیری قوم کو تیرے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے اُن کو گمراہ کر دیا ہے۔ اس پر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصّے سے بھرے ہوئے افسردہ لوٹ گئے (اور اپنی قوم سے) کہا، اے میری قوم! کیا تمھارے ربّ نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیا اس وعدہ کے پورا ہونے میں کوئی دیر ہو گئی تھی یا تم چاہتے تھے کہ تم پر تمھارے ربّ کی طرف سے کوئی غضب نازل ہو، سو تم نے میرے وعدہ کو ردّ کر دیا۔ انھوں نے کہا ہم نے تیرے وعدہ کو اپنی مرضی سے ردّ نہیں کیا بلکہ فرعون کی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لاد دیا گیا تھا۔ اس کو ہم نے پھینک دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اس کو پھینک دیا۔ پھر اس نے اُن کے لیے[1] (یعنی ہمارے لیے) ایک بچھڑا نکالا جو محض جسم ہی

(بقیہ صفحہ سابقہ) یعنی مسیحیوں نے ان احکام میں سے سبت کو چھوڑ دیا جیسا کہ خود مسیحی علماء کا اقرار ہے یعنی ایک رومی بادشاہ کے کہنے کے مطابق ہفتہ کو جو سبت کا دن تھا۔ بدل کر اتوار کو سبت قرار دیدیا۔ اور یہود نے ان کے بالمقابل وعدوں کو اس طرح توڑا کہ اوّل عزرا نبی کو خدا قرار دیا۔ دوم عام آدمی تو الگ رہے بار بار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو موعود نبی تھے قتل کرنے کی کوشش کی اور آپ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

[1] یہ تضاد ڈائرکٹ اور اِن ڈائرکٹ مینتھڈ کی وجہ سے ہے کہ عربی میں انگریزی کی طرح اِن ڈائرکٹ میتھڈ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اردو میں نہیں، اس لیے قرآن مجید میں جو "لَھُمْ" کا لفظ تھا ہم نے اس کا ترجمہ "ہمارے لیے" کیا ہے۔

وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۵ فَنَسِیَ ﴿۸۸﴾

تھا، اس سے ایک بے معنی آواز[1] نکلتی تھی (یعنی حقیقی بچھڑا نہیں تھا) پھر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے) کہا کہ یہ تمہارا بھی اور موسیٰ کا بھی خدا ہے اور وہ اسے بھول (کر پیچھے چھوڑ) گیا ہے۔

اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ ع

(بے شک سامری اور اس کے ساتھیوں نے ایسا کیا) مگر کیا وہ خود نہیں دیکھتے تھے کہ وہ بچھڑا اُن کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ان کو کوئی ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ ﴿۹۰﴾

اور ہارون نے (موسیٰ کے واپس آنے سے بھی) پہلے ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم! تم کو اس (بچھڑے) کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا گیا ہے اور تمہارا رب تو رحمٰن (خدا) ہے پس میری اتباع کرو اور میرے حکم کو مانو (اور شرک نہ کرو)

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

(مگر اس ضدی قوم نے) کہا جب تک موسیٰ ہماری طرف واپس نہ آئے ہم برابر اس کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔

قَالَ یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾

(جب موسیٰ واپس آئے تو انھوں نے ہارون سے) کہا اے ہارون! جب تو نے اپنی قوم کو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو تجھے کس نے منع کیا تھا؟

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ ﴿۹۳﴾

کہ تو میرے نقشِ قدم پر نہ چلے؟ کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی؟

قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ ۚ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ ﴿۹۴﴾

(ہارون نے) کہا، اے میری ماں کے بیٹے! نہ میری ڈاڑھی (کے بال) پکڑ اور نہ میرے سر کے بال (پکڑ) میں تو اس بات سے ڈر گیا تھا کہ تو یہ نہ کہے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے اور میری بات کا خیال نہیں رکھا (کہ قوم کی تنظیم قائم رہے۔)

قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ ﴿۹۵﴾

(اس پر موسیٰ سامری سے مخاطب ہوئے اور) کہا اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً

اس نے کہا، میں نے وہ کچھ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا تھا اور میں نے اس رسول (یعنی موسیٰ) کی باتوں میں سے کچھ اختیار کر لیں[2] (اور کچھ اختیار نہ کیں) پھر (جب موقعہ آیا تو) میں نے

---

[1] خوار کے متعلق دیکھو سورہ اعراف آیت ۱۴۹ نوٹ ۲ ۔ [2] مفسرین کہتے ہیں کہ سامری نے یہ کہا تھا کہ میں نے جبرائیل کو دیکھ لیا تھا اور اس کے گھوڑے کے پاؤں کی مٹی اُٹھالی تھی اس سے یہ بچھڑا تیار کیا تھا۔ مگر قرآن مجید میں رسول کا لفظ ہے جس سے موسیٰ مراد ہیں اور اثر سے مراد بات یا سنت ہے جیسا کہ لغت سے ثابت ہے (اقرب) سامری نے فقط یہ کہا تھا کہ پہلے میں نے اس رسول یعنی موسیٰ کی تعلیم کو اختیار کر لیا تھا۔ پھر جب موقع مناسب دیکھا کہ موسیٰ تردید کرنے کے لیے موجود نہیں تو اس تعلیم کو پھینک دیا۔

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٧﴾

ان اختیار کی ہوئی باتوں) کو بھی پھینک دیا اور میرے دل نے یہی چیز مجھے اچھی کرکے دکھائی تھی۔

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٨﴾

(موسیٰ نے) کہا، اچھا تو جا، تیری اس دنیا میں یہی سزا ہے کہ تو اس (دنیا) میں ہر ایک سے یہ کہتا رہے کہ (مجھے) چھوؤ نہیں (یعنی مجھکو موسیٰ نے گندہ قرار دیدیا ہے) اور (موسیٰ نے سامری سے یہ بھی کہا کہ) تیرے لیے ایک وقت مقرر ہے (یعنی سزا کا) جس کو تو ٹلا نہیں سکے گا اور تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کے سامنے بیٹھ کر تو اس کی پرستش کیا کرتا تھا ہم اس کو جلائیں گے[1] اور پھر اس کو سمندر میں پھینک دیں گے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿٩٩﴾

تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿١٠٠﴾

اسی طرح ہم تیرے سامنے پہلے لوگوں کی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے تجھے اپنے پاس سے ذکر (یعنی قرآن) عطا فرمایا ہے۔

مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠١﴾

جو اس سے منہ پھیریگا وہ قیامت کے دن ایک بہت بڑا بوجھ اٹھائے گا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠٢﴾

(ایسے لوگ) اس حالت میں بڑی دیر تک رہیں گے اور قیامت کے دن یہ بوجھ اور بھی تکلیف دہ ہوگا۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٣﴾

جس دن کہ بگل میں پھونکا جائے گا اور اس دن مجرموں کو ہم اس حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی[2] ہوں گی۔

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٤﴾

وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ تم تو صرف دس (صدیاں اس دنیا میں حاکم) رہے ہو۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً

ہم خوب جانتے ہیں اس کو جو وہ کہیں گے جب ان میں سے سب سے زیادہ ان کے

---

[1] عیسائی مصنف اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ بچھڑا سونے کا تھا اور سونا جل کر راکھ نہیں ہو سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سامری کی غرض فریب تھی اور اس کے لیے بچھڑے کے مونہہ اور دُم میں لکڑی کے خول لگانے ضروری تھے تا ہوا آنے پر آواز نکلے۔ پس جب بچھڑا جلایا گیا تو ساتھ وہ خول بھی جلے اور ان کی راکھ بن گئی جس کو موسیٰ نے سونے کی ریت کے ساتھ دریا میں پھینکوا دیا (نَسَفَ کے معنے لغت میں پھینک دینے کے لکھے ہیں دیکھو مفردات)

[2] اس جگہ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ یوروپین قوموں کا ذکر ہے جن کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ اور اگلی آیت میں بتایا ہے کہ وہ اپنی ترقی کے بعد تنزل کے زمانہ میں کہیں گے کہ ہم تو صرف دس رہے ہیں یعنی دس صدیاں اور یوروپین قوموں کی ترقی کا زمانہ اتنا ہی بنتا ہے۔

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٥﴾ ع ٥/١٤

مذہب[1] پر چلنے والا کہے گا کہ تم صرف ایک تھوڑی سی مدت[2] ٹھہرے ہو۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿١٠٦﴾

اور وہ تجھ سے پہاڑوں[3] کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اُن کو میرا رب اُکھاڑ کر پھینک دیگا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٧﴾

اور اُن کو ایک ایسے چٹیل میدان کی صورت میں چھوڑ دے گا۔

لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٨﴾

کہ نہ تو تُو اس میں کوئی موڑ دیکھے گا اور نہ کوئی اونچائی۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٩﴾

اس دن لوگ پکارنے والے کے پیچھے چل پڑیں گے جس کی تعلیم[4] میں کوئی کجی نہ ہوگی اور رحمٰن (خدا کی آواز) کے مقابلہ میں (انسانوں کی) آوازیں دب جائیں گی پس تو سوائے کھُسر پُھسر[5] کے کچھ نہ سُنے گا۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١١٠﴾

اُس دن شفاعت[6] سوائے اس کے جس کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت رحمٰن (خدا) دیگا اور جس کے حق میں بات کہنے کو وہ پسند کرے گا کسی کو نفع نہ دے گی۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١١﴾

وہ جو کچھ ان کے آگے آنے والا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے گذر چکا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ اپنے علم کے ذریعہ سے اس (خدا) کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١٢﴾

اور (اس دن) زندہ اور قائم رہنے اور قائم رکھنے والے (خدا) کے سامنے سب بڑے لوگ (ادب سے) جُھک جائیں گے اور جو ظلم کرے گا وہ ناکام رہے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٣﴾

اور جس نے وقت کی ضرورت کے مطابق عمل کیے ہوں گے اور وہ مومن بھی ہوگا، وہ نہ تو کسی قسم کے ظلم سے ڈریگا اور نہ کسی قسم کی حق تلفی سے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ

اور اسی طرح ہم نے اس (کتاب) کو عربی زبان کے قرآن کی صورت میں اتارا ہے

---

[1] یعنی پوپ یا ایسا ہی کوئی بڑا مسیحی چنانچہ لغت میں طَرِيْقَةٌ کے معنے شَرِيْفُ الْقَوْمِ کے بھی لکھے ہیں یعنی سردار قوم (اقرب)

[2] جب عذاب آتا ہے تو آرام اور ترقی کا وقت بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

[3] پہاڑ کے معنے ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ لُغت میں بڑے آدمی کے بھی ہوتے ہیں۔ (اقرب)

[4] یعنی جب دوسری قوموں پر تباہی آنی شروع ہو گی اور پہاڑ جیسی مضبوط قومیں تباہ ہو کر زمین سے لگ جائیں گی۔ تب لوگ اس نبی کو ماننے لگ جائیں گے جس کی تعلیم میں کوئی کجی نہ ہو گی۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جیسا کہ قرآن کریم میں قرآنی تعلیم کی بار بار یہی تعریف آتی ہے۔ [5] یعنی ڈر کے مارے آوازیں دب جائیں گی۔

[6] اس آیت میں عیسائیوں کا ردّ کیا گیا ہے۔ جو مسیح کو شفیع کہتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیع ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کیونکہ صرف وہی ہیں جو رحمٰن پر ایمان لانے پر زور دیتے ہیں اور رحمٰن کی شفاعت کو قرآنی کلام نے جائز رکھا ہے لیکن مسیحیت اس کے برخلاف رحمانیت کی منکر ہے اس لیے اس آیت میں شفاعت کی اجازت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔

الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۴﴾

اور اس میں ہر قسم کے انذار کو کھول کھول کر بیان کیا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں یا یہ قرآن اُن کے لیے (خدا کی) یاد کا سامان (نئے سرے سے) پیدا کرے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۵﴾

پس اللہ جو بادشاہ ہے، بڑی شان والا ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اور تُو قرآن (کی وحی) اُترنے سے پہلے اس کے بارے میں جلدی سے کام نہ لے اور (مجملاً یہ) کہتا رہ کہ اے میرے ربّ! میرے علم کو بڑھا۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۶﴾ ع ۶ ۱۵

اور ہم نے اس سے پہلے آدم کو (ایک امر کی) تاکید کی تھی مگر وہ بھول گیا اور ہم نے خوب جانچ لیا کہ اس کے دل میں ہمارا حکم توڑنے کے متعلق کوئی پختہ ارادہ نہیں تھا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۷﴾

اور (یہ بھی یاد کرو کہ) جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم (کی پیدائش کے شکریہ میں خدا) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کر دیا۔ اس نے انکار کیا۔

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۸﴾

اس پر ہم نے (آدم سے) کہا، اے آدم! یہ (ابلیس) یقیناً تیرا اور تیرے ساتھیوں کا دشمن ہے۔ پس تم دونوں (گروہوں) کو یہ جنت سے نہ نکال دے کہ اس کے نتیجہ میں تُو (اور تیرا ہر ساتھی) مصیبت میں پڑ جائے۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۹﴾

یقیناً اِس (جنت) میں تیرے لیے یہ (مقدر) ہے کہ تُو بھوکا نہ رہے (اور نہ تیرے ساتھی) اور تُو ننگا نہ رہے۔[1]

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۲۰﴾

اور نہ تُو پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۱﴾

اس پر شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ[2] (ڈالا اور) کہا، اے آدم! کیا مَیں تجھے ایک ایسے درخت کا پتہ دوں جو سدا بہار ہے اور ایسی بادشاہی (کا پتہ دوں) جو کبھی فنا نہ ہوگی۔

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۲﴾ ۖ

پس ان دونوں نے (یعنی آدم اور اس کے ساتھیوں نے) اس درخت میں سے کچھ کھایا (یعنی اس کا مزہ چکھا) جس پر اُن دونوں کی کمزوریاں ان پر کھل گئیں اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کی زینت کے سامان[3] (یعنی اعمال نیک) لپیٹنے لگ گئے اور آدم نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی پس وہ صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے پہلی تعلیم ہے جو آدمؑ کو ملی تھی۔ یعنی تیری حکومت کا قانون ایسا ہو کہ اس کا اِس اِس طرح نتیجہ نکلے۔
[2] دیکھو سورۃ اعراف آیت ۲۱ نوٹ ۵ ۞ [3] دیکھو سورۃ اعراف آیت ۲۳ نوٹ ۶ ۞

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى ﴿۱۲۳﴾

اِس کے بعد اُس کے رب نے اُس کو چُن لیا اور اُس پر رحم کی نظر ڈالی اور اُسے صحیح طریق کا رستہ دیا۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًاۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقٰى ﴿۱۲۴﴾

(اور خدا نے) کہا، تم دونوں (گروہ) اس میں سے سارے کے سارے نکل جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور نہ کبھی ہلاکت میں پڑے گا۔

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۵﴾

اور جو شخص میرے یاد دلانے کے باوجود اعراض سے کام لے گا۔ اُسے تکلیف والی زندگی ملے گی اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا اُٹھائیں گے۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۶﴾

(جس پر) وہ کہے گا، اے میرے رب! تُو نے مجھے کیوں اندھا اُٹھایا، حالانکہ میں تو خُوب دیکھ سکتا تھا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۷﴾

(اس پر خدا) فرمائے گا، تیرے پاس بھی تو ہماری آیات آئی تھیں جن کو تُو نے بُھلا دیا تھا سو آج تجھ کو بھی (خدا کی رحمت کی تقسیم کے وقت) ترک کر دیا جائے گا۔ اور جو خدائی قانون سے باہر چلا جاتا ہے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لاتا، اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے اور یہ تو صرف دنیوی سلوک ہے) آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور بہت مدت تک چلنے والا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۸﴾

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۹﴾ ع

کیا ان لوگوں کو (اس بات سے) ہدایت حاصل نہ ہوئی کہ ان سے پہلی گزری ہوئی قوموں میں سے بہتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ یہ (لوگ) ان کے گھروں میں چلتے پھرتے ہیں اس میں عقل والے لوگوں کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۳۰﴾

اور اگر ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے نہ گذر چکی ہوتی اور مدّت بھی مقرر نہ ہوتی تو عذاب (ان قوموں کے لیے) دائمی بن جاتا (اور ایک لمبے عرصہ تک جاری رہتا)

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

پس جو کچھ یہ (لوگ) کہتے ہیں تو اس پر صبر کر (کیونکہ تیرے رب کی سنت یہی ہے کہ رحم سے کام لیا جائے) اور سورج کے چڑھنے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بھی کیا کر اور رات کے مختلف حصّوں

وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

اور (اسی طرح) دن کے سب حصّوں میں بھی اس کی تسبیح کیا کر، تاکہ (اس کے فضل کو حاصل کرکے) تو خوش ہو جائے۔

وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

اور ہم نے جو کچھ ان میں سے بعض لوگوں کو دنیوی زندگی کی زیبائش کے سامان دے رکھے ہیں تو اس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کی نظر کو پھیلا پھیلا کر مت دیکھ، (کیونکہ یہ سامان اُن کو اس لیے دیا گیا ہے) کہ ہم اس کے ذریعہ سے اُن کی آزمائش کریں، اور تیرے رب کا دیا ہُوا رزق سب سے اچھا اور باقی رہنے والا ہے۔

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

اور تو اپنے اہل کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی اس (نماز) پر قائم رہ ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے، بلکہ ہم تجھے رزق دے رہے ہیں اور انجام تقویٰ ہی کا بہتر ہوتا ہے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَ لَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں وہ ہمارے پاس اپنے رب کی طرف سے کوئی نشان نہیں لاتا۔ کیا ان کے پاس ویسا نشان نہیں آیا، جیسا کہ پہلی کتابوں میں بیان ہو چکا ہے۔

وَ لَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾

اور اگر ہم ان کو اس (رسول) سے پہلے کسی عذاب کے ذریعہ سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے، اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا۔ (اگر تو ایسا کرتا) تو ہم تیرے نشانوں کے پیچھے چل پڑتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل اور رُسوا ہو جاتے۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

تو کہہ دے، ہر ایک شخص اپنے انجام کی انتظار میں ہے پس تم بھی (اپنے انجام کی) انتظار کرتے رہو۔ اور تم جلدی ہی معلوم کر لو گے کہ کون شخص سیدھے راستہ پر چلنے والوں اور ہدایت پانے والوں میں سے ہے (اور کون نہیں)

سُوْرَةُ الْاَنْبِیَآءِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰیَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ انبیاء، یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو تیرہ آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَ هُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ②

لوگوں سے حساب لینے کا وقت قریب پہنچ چکا ہے مگر وہ (پھر بھی) غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور اعراض کرتے جا رہے ہیں۔

مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَ هُمْ یَلْعَبُوْنَ ③

اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے کبھی کوئی نئی یاد دہانی نہیں آتی مگر وہ اُسے سُنتے بھی جاتے ہیں اور اس سے ہنسی مذاق بھی کرتے جاتے ہیں۔

لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ④

اُن کے دل غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ[1] لوگ جنھوں نے ظلم کیا چُپکے چُپکے مشورے کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ دیکھتے نہیں) یہ شخص تم جیسا ہی ایک بشر ہے پھر کیا تم اس کی فریبانہ باتوں میں آتے ہو، حالانکہ تم خوب سمجھتے ہو۔

قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ⑤

(ان باتوں کو سُن کر محمد رسول اللہ نے) کہا میرا ربّ جانتا ہے اُن باتوں کو جو آسمان میں (کہی جاتی ہیں) اور (ان کو بھی) جو زمین میں (کہی جاتی) ہیں اور وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے

بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْیَاْتِنَا بِاٰیَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑥

بلکہ انھوں (یعنی مخالفین) نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ یہ (کلام) تو پریشان خوابیں ہیں۔ بلکہ (پریشان خوابیں بھی نہیں) اس نے دیدہ و دانستہ یہ باتیں اپنے پاس سے بنائی ہیں بلکہ وہ ایک شاعرانہ مزاج رکھنے والا آدمی ہے (جس کے دماغ میں طرح طرح کے خیال اُٹھتے رہتے ہیں) پس چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشان لے آئے جس طرح کہ پہلے[2] رسول نشانوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ⑦

ان سے پہلی بستیوں میں سے بھی جن کو ہم نے ہلاک کر دیا تھا کوئی ایمان نہیں لایا تھا تو پھر کیا یہ ایمان لے آئیں گے۔

---

[1] قرآن مجید میں "واؤ" کا لفظ ہے مگر اُردو میں اس جگہ اور استعمال کرنے سے معنے خراب ہو جاتے ہیں اس لیے ہم نے اور کا لفظ ترک کر دیا ہے۔

[2] کفار کہ رسولوں کی بعثت کے قائل ہی نہ تھے۔ یہ اعتراض ان کا طنز کے طور پر ہے، مراد یہ ہے کہ تو خود کہتا ہے کہ پہلے رسول قسم قسم کے نشان لائے تھے، پھر تو کیوں نشان نہیں لاتا۔

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ⑧

اور (ہم) تجھ سے پہلے (بھی ہمیشہ) مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے اور ہم ان کی طرف وحی کرتے تھے اور (اے منکرو) اگر تم (یہ بات) نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ کر دیکھ لو۔

وَ مَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ مَا کَانُوۡا خٰلِدِیۡنَ ⑨

اور ہم نے ان رسولوں کو ایسا جسم نہیں دیا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ غیر معمولی عمر[1] پانے والے لوگ تھے۔

ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰهُمۡ وَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ اَهۡلَکۡنَا الۡمُسۡرِفِیۡنَ ⑩

اور ہم نے جو وعدہ ان سے کیا تھا اُسے پورا کر دکھایا اور اُن کو اور اُن کے سوا جن کو چاہا (دشمنوں سے) نجات دی اور جو حد سے بڑھنے والے تھے ان کو ہلاک کر دیا۔

لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡهِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ⑪ ع

ہم نے تمھاری طرف ایک ایسی کتاب اتاری ہے جس میں تمھاری بزرگی کے سامان ہیں کیا تم عقل نہیں کرتے۔

وَ کَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡیَۃٍ کَانَتۡ ظَالِمَۃً وَّ اَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِیۡنَ ⑫

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو ظلم کیا کرتی تھیں کہ ہم نے ان کو کاٹ کر رکھ دیا اور اُن کے بعد ایک اور قوم کو پیدا کر دیا۔

فَلَمَّاۤ اَحَسُّوۡا بَاۡسَنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَرۡکُضُوۡنَ ⑬ؕ

پس جب (ہلاک ہونے والے لوگوں نے) ہمارے عذاب کو محسوس کیا تو لگے (اس سے بچنے کے لیے) دوڑنے۔

لَا تَرۡکُضُوۡا وَ ارۡجِعُوۡۤا اِلٰی مَاۤ اُتۡرِفۡتُمۡ فِیۡهِ وَ مَسٰکِنِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُسۡـَٔلُوۡنَ ⑭

(تب ہم نے کہا) دوڑو نہیں، اور ان چیزوں کی طرف جن کے ذریعہ سے تم آرام کی زندگی بسر کرتے تھے اور اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ تا کہ تم سے تمھارے اعمال کے متعلق سوال کیا جائے۔

قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَاۤ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ⑮

اس کا انھوں نے یہ جواب دیا کہ اے افسوس! ہم تو عمر بھر ظلم ہی کرتے رہے۔

فَمَا زَالَتۡ تِّلۡکَ دَعۡوٰىهُمۡ حَتّٰی جَعَلۡنٰهُمۡ حَصِیۡدًا خٰمِدِیۡنَ ⑯

اور وہ یہی بات کہتے چلے گئے، یہاں تک کہ ہم نے ان کو ایک کٹی ہوئی کھیتی کی طرح کر دیا جس کی سب رونق برباد ہو چکی تھی۔

وَ مَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَ الۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَهُمَا لٰعِبِیۡنَ ⑰

اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے محض کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا (بلکہ ان کی پیدائش میں حکمت تھی)۔

لَوۡ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نَّتَّخِذَ لَهۡوًا لَّاتَّخَذۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّاۤ ٭ۖ اِنۡ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ⑱

اگر ہم نے کوئی دل بہلاوا ہی تجویز کرنا ہوتا، تو اس کو اپنے قرب[2] میں تجویز کرتے۔

---

[1] یہ خالد کا ترجمہ ہے (دیکھو کتاب لغت مفردات راغب زیر لفظ خلود)

[2] یعنی مسیح کو دنیا میں کیوں بھیجتے۔ اپنے پاس ہی رکھتے۔ نیز دیکھو تفسیر کبیر سورۃ الانبیاء۔

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَ لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿١٩﴾

لیکن ہم تو حق کو باطل پر اُٹھا مارتے ہیں اور وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور وہ (باطل) فوراً ہی بھاگ جاتا ہے اور تم پر تمھاری باتوں کی وجہ سے افسوس ہے۔

وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور جو وجود بھی آسمان میں ہیں اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے سرتابی نہیں کرتے اور نہ (اس سے) تھکتے ہیں۔

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿٢١﴾

وہ رات کو بھی اور دن کو بھی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اس سے رکتے نہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿٢٢﴾

کیا ان لوگوں نے زمین میں سے معبود بنا لیے ہیں؟ اور وہ (مخلوقات) پیدا کرتے ہیں۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٢٣﴾

اگر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) میں اللہ کے سوا اور بھی معبود[1] ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے پس اللہ جو عرش کا بھی رب ہے تمام نقصوں سے پاک ہے اور ان (باتوں) سے بھی جو وہ کہتے ہیں۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ﴿٢٤﴾

جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے متعلق وہ کسی کو جواب دِہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ (لوگ) جواب دِہ ہوتے ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۚ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٥﴾

کیا انھوں نے اس کے سوا معبود بنا لیے ہیں؟ تو کہہ دے اپنی دلیل لاؤ۔ یہ (قرآن) تو اُن کے لیے بھی جو میرے ساتھ ہیں شرف کا موجب ہے اور جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں ان کے لیے بھی شرف[2] کا موجب ہے لیکن ان میں سے اکثر حق کو پہچانتے نہیں اس لیے اس سے اعراض کرتے ہیں۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٦﴾

اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں ہم ان میں سے ہر ایک کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ہی خدا ہوں پس (صرف) میری عبادت[3] کرو۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن (خدا) نے بیٹا بنا لیا ہے (اُن کی بات درست نہیں)

---

[1] یعنی ایک سے زیادہ معبودان کامل کے لیے ضروری تھا کہ ان میں سے ہر ایک نیا نظام شمسی بھی بناتا۔ ورنہ ان میں سے کوئی بھی معبود قرار نہیں دیا جا سکتا تھا اور اگر ایک سے زیادہ نظام شمسی ہوتے تو مختلف قوانین قدرت بھی ہوتے جس کی وجہ سے دنیا چکر میں پڑ جاتی اور تباہ ہو جاتی۔

[2] پہلوں کے لیے اس طرح کہ پہلے لوگوں پر جو اُن کی اُمتوں نے جھوٹ باندھ کر اعتراض پیدا کر دئے تھے۔ قرآن نے وہ سب دُور کر دئے اور اس طرح اوّل اور آخر کے لیے شرف کا موجب ہو گیا۔

[3] یہ آیت عربی کے ترجمہ کے لحاظ سے بہت مشکل ہے کیونکہ یہ مضمون اُردو میں مثبت الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔ لیکن عربی میں منفی الفاظ سے۔ ہم نے ترجمہ کی سہولت کے لیے مفہوم کو قائم رکھتے ہوئے ترجمہ مثبت الفاظ میں کر دیا ہے۔

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وہ تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ (جن کو یہ بیٹا کہتے ہیں) وہ خدا کے کچھ بندے ہیں جن کو خدا کی طرف سے عزت ملی ہے۔

لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وہ خدا کی بات سے ایک لفظ بھی زیادہ نہیں کہتے اور وہ اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وہ (خدا) اس کو بھی جانتا ہے جو انھیں آئندہ پیش آنے والا ہے اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ سوائے اس کے جس کے لیے خدا نے یہ بات پسند کی ہو کسی کے لیے شفاعت نہیں کرتے اور وہ اس کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ اور جو بھی ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا کے سوا معبود ہوں ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے اور ہم ظالموں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ کیا کفار نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے، پس ہم نے ان کو کھول دیا[1] اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز کو زندہ کیا ہے۔ پس کیا وہ ایمان نہیں لاتے؟

وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تا ایسا نہ ہو کہ وہ (یعنی زمین) ان (یعنی اہلِ زمین) سمیت شدید زلزلہ میں مبتلا ہو جائے۔ اور ہم نے زمین میں کھلے کھلے راستے بھی بنائے تا کہ یہ لوگ ان کے ذریعہ سے (مختلف مقامات تک) پہنچیں۔

وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣٢﴾ اور ہم نے آسمان کو ایک مضبوط چھت (یعنی حفاظت کا ذریعہ) بنایا ہے اور پھر بھی وہ اس کے نشانوں (یعنی آسمان سے ظاہر ہونے والے نشانوں) سے (جو ان کے فائدہ کے لیے ہیں) اعراض کرتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿٣٣﴾ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ یہ سب (آسمانی سیارے) اپنے اپنے محور میں بے روک چل رہے ہیں۔

---

[1] یعنی جب تک خدا تعالیٰ نے وحی نہ بھیجی آسمان و زمین کی ہدایت کا کوئی سامان نہ ہوا، مگر جب ہم نے اس کو کھولا اور وحی نازل کی تب ہدایت کا سامان پیدا ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ وحی الٰہی کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔
موجودہ سائنس نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب کوئی نیا نظامِ شمسی پیدا ہوتا ہے تو پہلے وہ ایک گیند کی طرح ہوتا ہے۔ پھر اندرونی چکر سے اس کے کنارے دُور دُور پھینکے جاتے ہیں اور نئے کُرے بن جاتے ہیں جو اندرونی محور کے گرد چکر کھانے لگ جاتے ہیں اور ایک نیا نظامِ شمسی بن جاتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور ہم نے کسی اِنسان کو تجھ سے پہلے غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔کیا اگر تو مر جائے تو وہ غیر طبعی[1] عمر تک زندہ رہیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہر جان موت چکھنے والی ہے۔اور ہم تمھاری بُرے اور اچھے حالات سے آزمائش کریں گے اور آخر ہماری طرف ہی تم کو لوٹا کر لایا جائے گا۔

وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْآ إِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور جب تجھے کفار دیکھتے ہیں تو تجھ کو صرف ایک حقیر چیز سمجھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی شخص ہے جو تمھارے معبودوں کی کمزوریاں گنتا ہے۔حالانکہ وہ خود رحمٰن (خدا) کے ذکر کا انکار کرتے ہیں۔

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۗ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۸﴾

انسان کے اندر جلد بازی کا مادہ رکھا گیا[2] ہے، سو یاد رکھو [3]میں تم کو اپنے نشان دکھاؤں گا، پس تم جلد بازی سے کام نہ لو۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

اور (یہ سُن کر) وہ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ (یعنی مسلمان) سچے ہو تو یہ وعدہ کب پُورا ہوگا؟

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۰﴾

اگر کفار اس گھڑی کو جان لیتے جب کہ وہ نہ اپنے مونہوں سے اور نہ اپنی پیٹھوں سے آگ کو ہٹا سکیں گے اور نہ کسی کی طرف سے ان کی مدد کی جائے گی (تو وہ اتنی تعلّی نہ کرتے)

بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

لیکن (وہ عذاب) ان کے پاس اچانک آئیگا اور ان کو حیران کر دے گا پس وہ اس کو رد کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے اور نہ ان کو کوئی مہلت دی جائے گی۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۲﴾ ع ۳

اور تجھ سے پہلے جو رسول گذرے ہیں ان سے بھی ہنسی کی گئی تھی، لیکن نتیجہ یہ ہُوا کہ جنھوں نے اُن رسولوں سے ہنسی کی تھی اُن کو اُنہی باتوں نے آ کر گھیر لیا جن کے ذریعہ سے وہ نبیوں کی ہنسی اڑاتے تھے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۳﴾

تو کہہ دے کہ رات یا دن کے وقت رحمٰن (خدا) کی گرفت سے تم کو کون بچا سکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کے ذکر سے اعراض کر رہے ہیں۔

أَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۴﴾

کیا ان کی تائید میں کوئی (سچے) معبود ہیں جو ان کو ہمارے عذاب سے بچالیں گے؟ وہ (معبود) تو اپنی جانوں کی بھی حفاظت نہیں کر سکتے اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا ساتھ دے سکتا ہے۔

---

[1] دیکھو مفرداتِ راغب ۔ [2] دیکھو سورۃ حجر آیت ۲۸ نوٹ ۱ ۔ [3] یعنی خدا تعالیٰ ۔

بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۵﴾

حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کو بھی اور ان کے باپ دادوں کو بھی بہت سامانِ متاع دے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ان پر ایک لمبا زمانہ گذر گیا پس کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم اُن کے ملک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کناروں[۱] کی طرف سے اس کو چھوٹا کرتے جا رہے ہیں۔ تو کیا (اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ) وہ غالب آئیں گے؟

قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۶﴾

تو اُن سے کہدے کہ مَیں تو تم کو وحی کے ذریعہ سے ہوشیار کر رہا ہوں اور خوب سمجھتا ہوں کہ جب (روحانی) بہروں کو ہوشیار کیا جائے تو وہ آواز نہیں سُن سکتے۔

وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور اگر انکو تیرے ربّ کے عذاب کی گرمی کا کوئی جھونکا لگ جائے تو وہ ضرور کہیں گے، ہم پر افسوس! ہم تو ظلم ہی کرتے رہے۔

وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۗ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور ہم قیامت کے دن لیے تول[۲] کے سامان (یعنی پورا تولنے والے سامان) پیدا کریں گے کہ جن کی وجہ سے کسی جان پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی (کوئی عمل) ہوگا تو ہم (اس کو) موجود کر دیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو امتیازی نشان بخشا تھا اور روشنی بخشی تھی۔ اور متقیوں کے لیے ایک یاددہانی کی تعلیم بخشی تھی۔

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۵۰﴾

وہ (متقی) جو اپنے ربّ سے غیب میں (بھی) ڈرتے ہیں اور جو جزا سزا کے وقت مقرر سے بھی ڈرتے رہتے ہیں۔

وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۗ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع

اور یہ (قرآن) ایک ایسی یاددہانی کرنے والی کتاب ہے جس میں تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں بہہ کر آگئی ہیں[۳] اس کو ہم نے اتارا ہے پس کیا تم ایسی کتاب کے منکر ہو؟

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو اس کی صلاحیت اور قابلیت عطا کی تھی، اور ہم اس کے اندرونہ سے خوب واقف تھے۔

---

۱ یعنی ملک کے کنارے اور نئی اولادیں مسلمانوں کے قبضہ میں آتی جاتی ہیں۔

۲ قرآن مجید میں دو لفظ ہیں اَلْمَوَازِیْنَ اور اَلْقِسْطَ۔ چونکہ قِسْط بھی اَلْمَوَازِیْنَ کا ہم معنی ہے اور ترکیب میں اس کا بدل ہے اس لیے ہم نے دونوں لفظوں کے ایک معنے کر دیئے ہیں۔

۳ قرآن مجید میں مُبٰرَكٌ کا لفظ ہے جو بِرْكَة (یعنی جوہڑ) سے نکلا ہے اس لیے ہم نے "بہہ کر آگئی ہیں" ترجمہ کیا ہے (مفردات)

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝٥٢

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا، یہ کیا مجسّمے ہیں جن کے آگے تم بیٹھے رہتے ہو۔

قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝٥٣

انھوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا تھا کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے۔

قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٥٤

اُس نے کہا، تب تم بھی اور تمھارے باپ دادے بھی ایک کھُلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝٥٥

انھوں نے کہا، کیا تُو ہمارے پاس ایک حقیقت لیکر آیا ہے یا تو ہم سے مذاق کر رہا ہے۔

قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝٥٦

(ابراہیم نے) کہا حقیقت یہ ہے کہ تمھارا رب آسمانوں کا بھی رب ہے اور زمین کا بھی رب ہے (وہی ہے) جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر تمھارے سامنے گواہ ہوں۔

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُم بَعْدَ أَن تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝٥٧

اور اُس نے کہا، خدا کی قسم (جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمھارے بتوں کے خلاف ایک پکّی تدبیر کروں گا۔

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝٥٨

پھر اُس نے (ان بتوں) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سوائے ان میں سے بڑے کے تاکہ وہ (ایک دفعہ پھر) اس کے پاس آئیں۔

قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝٥٩

اس پر انھوں نے کہا کہ ہمارے معبودوں سے یہ کام کس نے کیا ہے ایسا کرنے والا یقیناً ظالموں میں سے ہے۔

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝٦٠

(تب کچھ دوسرے لوگوں نے) کہا، ہم نے ایک نوجوان کو جس کا نام ابراہیم ہے ان کی کمزوریاں[1] بیان کرتے سُنا ہے۔

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝٦١

(تب قوم کے سرداروں نے) کہا۔ (اگر بات یوں ہے تو) اس شخص کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تا شاید وہ (اس کے متعلق) کوئی فیصلہ کریں۔

قَالُوا أَأَنتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝٦٢

(پھر) انھوں نے کہا اے ابراہیم! کیا یہ کام تُو نے ہمارے معبودوں سے کیا ہے؟

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ۝٦٣

(ابراہیم نے) کہا کہ (آخر[2] کسی کرنے والے نے تو یہ کام ضرور کیا ہے۔ یہ سب سے بڑا بُت سامنے کھڑا ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے (یعنی اس بت سے بھی اور دُوسرے بُتوں سے بھی) پُوچھ کر دیکھو۔

---

[1] قرآن مجید میں یہ الفاظ ہیں کہ يَذْكُرُهُمْ اُن کا ذکر کرتے ہوئے سُنا ہے۔ مگر چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کا ذکر تحقیر سے کرتے تھے۔ ہم نے کمزوریوں کا لفظ بڑھا دیا ہے۔

[2] اس محذوف کے لیے دیکھو علامہ ابوالبقاء کی کتاب املاء جلد ۲ ص ۷۱۔

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾
اس پر وہ اپنے سرداروں[1] کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا۔ سچی بات تو یہی ہے کہ ظالم تم ہی ہو۔

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾
اور وہ لوگ اپنے سروں کے بل گرائے گئے (یعنی لاجواب[2] کیے گئے) اور انھوں نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ تو بولا نہیں کرتے۔

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾
(ابراہیم نے) کہا تو کیا تم اللہ کے سوا ایسی شے کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمھیں نفع دیتی ہے، نہ نقصان پہنچاتی ہے۔

اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾
(ہم) تم پر افسوس (کرتے ہیں) اور اس پر بھی جس کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾
(اس پر وہ غصے میں آ کر) کہنے لگے۔ اس شخص کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر تم نے کچھ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾
تب ہم نے کہا، اے آگ! تو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی بھی ہو جا اور اس کے لیے سلامتی کا باعث بھی بن جا۔

وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾
اور انھوں نے اس سے کچھ بُرا سلوک کرنا چاہا مگر ہم نے ان کو ناکام بنا دیا۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾
اور ہم نے اُسے بھی اور لوط کو بھی اس زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے تمام جہانوں کے لیے برکتیں رکھی تھیں۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾
اور ہم نے اُسے اسحٰق بھی بخشا اور یعقوب بھی بطور پوتے کے (دیا) اور ہم نے سب کو نیک بنایا۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾
اور ہم نے اُن کو (لوگوں کا) امام بنایا۔ وہ ہمارے حکم سے ان کو ہدایت دیتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ سب ہمارے عبادت گذار بندے تھے۔

---

[1] اَنْفُس نَفْس کی جمع ہے اور نفس کے معنی روح کے ہیں چونکہ قوم کی روح بھی اس کے سردار ہوتے ہیں اس لیے ہم نے اَنْفُس کا ترجمہ سرداران قوم کیا ہے۔

[2] تفسیر بحر محیط نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ لوگ اس پر ایسے گھبرا گئے کہ ادنیٰ لوگ اپنے سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے کہ وہ اس مشکل کا کوئی حل نکالیں۔ ہمارا ترجمہ تفسیر روح المعانی کے مطابق ہے۔ لیکن غور کریں تو تفسیر بحر محیط اور روح المعانی کا مفہوم ایک ہی ہے۔

وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾

اور (ہم نے اُسے) لوط (بھی بخشا) جسے ہم نے حکم[1] بھی عطا کیا اور علم بھی۔ اور اس کو اس بستی سے نجات دی جو کہ نہایت گندے کام کرتی تھی وہ (یعنی لوط کے شہر کے رہنے والے) ایک بہت بُری قوم یعنی نافرمان تھے۔

وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ ع

اور ہم نے اس (یعنی لوط) کو اپنی رحمت میں داخل کیا وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا۔

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾

اور (یاد کر) نوح کو جب اس نے اس (یعنی ابراہیم کے واقعہ) سے پہلے (ہم کو) پکارا۔ اور ہم نے اس کی دُعا سنی پس ہم نے اس کو بھی اور اس کے اہل کو بھی ایک بڑی گھبراہٹ سے نجات دی۔

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾

اور ہم نے اس کی اس قوم کے مقابلہ میں مدد کی جس نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا۔ وہ بہت بُری قوم تھی پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

اور (یاد کر) داؤد کو بھی اور سلیمان کو بھی جبکہ وہ دونوں ایک کھیتی کے جھگڑے میں فیصلہ کر رہے تھے۔ اس وقت جبکہ ایک قوم کے[2] عامی لوگ اس کو کھا گئے تھے (یعنی تباہ کر گئے تھے) اور ہم ان کے فیصلہ کے گواہ تھے۔

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

ہم نے اصل معاملہ سلیمان کو سمجھا دیا۔ اور سب کو ہی ہم نے حُکم اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ اہلِ جبال کو بھی اور پرندوں کو بھی کام پر لگا دیا تھا وہ سب خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ہم یہ سب کچھ کرنے پر قادر تھے۔

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور ہم نے اس کو ایک لباس کا بنانا سکھایا تھا تاکہ وہ تمہاری جان لڑائی میں بچائے۔ پس کیا تم شکرگذار ہو گے؟

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾

اور ہم نے سلیمان کے لیئے تیز ہوا کو بھی مسخر کر چھوڑا تھا۔ جو اس کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ اس زمین[3] کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم سب کچھ جانتے ہیں۔

---

[1] حکم سے مراد یہ ہے کہ ایسا علم بخشا جس سے وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر سکتے تھے۔ گو اس کے عام معنے حکومت کے ہیں مگر وہ یہاں چسپاں نہیں ہوتے اس لیے کہ لوط کو اُن کی قوم نے نکال دیا تھا اگر وہ حاکم ہوتے تو ان کو نہ نکال سکتے۔

[2] یعنی ہمسایہ قوم کے ڈاکوؤں وغیرہ نے ان کے ملک کو نقصان پہنچایا تھا۔ یہاں غَنَم کا لفظ ہے جس کے معنے مفسر بکریاں کرتے ہیں لیکن درحقیقت غَنَمُ الْقَوْمِ سے مراد ہمسایہ قوم کے عوام ہیں جو سلیمانؑ اور داودؑ کے ملک کے لوگوں کو نقصان پہنچاتے تھے۔ اُردو میں بھی قوم کے عوام کو بھیڑ بکری کہتے ہیں۔

[3] حضرت سلیمان علیہ السلام کے جہاز شام کے اوپر کے علاقہ سے سامان بھر کر نیچے آتے تھے یعنی فلسطین کی طرف، اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔

وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۳﴾

اور کچھ سرکش[1] لوگ ایسے تھے جو اس کے لیے سمندروں میں غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا بھی اور کام کرتے تھے اور ہم ان کے لیے نگرانی کا کام کرتے تھے۔

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ۚۖ

اور (تو) ایوب کو بھی یاد کر جب اس نے اپنے ربّ کو پکار کر کہا کہ میری حالت یہ ہے کہ مجھے تکلیف نے آپکڑا ہے اور اے خدا! تو تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

پس ہم نے اس کی دُعا سنی اور جو تکلیف اُس کو پہنچی ہوئی تھی اس کو دُور کر دیا اور اس کو اس کے اہل (و عیال) بھی دئے اور ان کے سوا اپنی طرف سے رحم کرتے ہوئے اور بھی دئے اور ہم نے اس واقعہ کو عبادت گذاروں کے لیے ایک نصیحت کا موجب بنایا ہے۔

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِدْرِيْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ۚۖ

اور اسمٰعیل کو بھی[2] (یاد کر) اور ادریس کو بھی اور ذوالکفل کو بھی۔ یہ سب کے سب صبر کرنے والے تھے۔

وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت میں داخل کیا تھا اور وہ سب نیکوکار تھے۔

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۸﴾ۚۖ

اور ذوالنون (یعنی یونس) کو بھی یاد کر جب وہ غصہ کی حالت میں چلا گیا اور دل میں پُریقین تھا کہ ہم اس کو تنگ نہیں[3] کریں گے پس مصائب میں اس نے ہم کو پکارا (اور کہا) کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے میں یقیناً ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۹﴾

پس ہم نے اُس کی دُعا کو سنا اور غم سے اسے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

وَ زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۹۰﴾ۚۖ

اور زکریا کو بھی (یاد کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا تھا اور کہا تھا کہ اے میرے[4] ربّ مجھے اکیلا نہ چھوڑ۔ اور تو وارث ہونے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

---

[1] قرآن مجید میں شیطان کا لفظ باغیوں اور سرکشوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہاں بھی یہی مراد ہے۔ خلیج فارس کے ساحلوں پر رہنے والے متمرد لوگ اس کی خدمت پر مامور تھے اور اس کے لیے موتی نکالتے جو بحرین اور مسقط کے علاقہ سے کثرت سے نکلتے ہیں۔

[2] اس جگہ اسمٰعیلؑ، ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کو اکٹھا کر دیا ہے حالانکہ یہ مختلف زمانوں کے نبی ہیں۔ اکٹھا ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب نبی غیر تشریعی تھے اور مصیبتوں کا شکار ہوئے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی ان کی قدر مشترک صبر کو قرار دیا ہے۔ ذوالنون کو بھی مندرجہ بالا وجہ سے اکٹھا بیان کیا گیا ہے۔

[3] قرآن مجید میں لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ کے الفاظ ہیں۔ مترجموں نے غلطی سے ان کے یہ معنے کیے ہیں کہ یونسؑ نے سمجھا کہ ہم اُسے پکڑ نہیں سکیں گے۔ جو کافروں کا خیال ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك۔ مگر لغت میں لکھا ہے کہ قَدَرَ عَلَيْهِ کے معنے تنگی کرنے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب) اور یہی معنے یہاں لگتے ہیں۔ یعنی یونسؑ کو یقین تھا کہ ہم اس واقعہ سے اسے تنگ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ اسے عزت دینا چاہتے ہیں۔ یہی معنے جو ہم نے کیے ہیں ایک نبی کے مناسب حال ہیں۔

[4] زکریا علیہ السلام کا ذکر یہاں اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کے بعد مریمؑ اور اس کے بیٹے کا ذکر ہے جو زکریاؑ کے زمانہ کے اور اس کے رشتہ دار تھے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۱﴾

اور ہم نے اس کی دعا کو سُنا اور اس کو یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کر دیا۔ وہ سب لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو محبّت اور خوف سے پکارتے تھے اور ہماری خاطر عجز کی زندگی بسر کرتے تھے

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۲﴾

اور اس عورت کو بھی یاد کر جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پس ہم نے اس پر اپنا کچھ کلام نازل کیا اور اس کو اور اس کے بیٹے کو دنیا کے لیے ایک نشان[1] بنایا۔

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۳﴾

یہ تمھاری اُمّت ایک ہی اُمّت ہے۔ اور میں تمھارا ربّ ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کرو۔

وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع ۶

اور انھوں (یعنی انبیا کے مخالفوں) نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے (کر کے اپنے مناسب حال ٹکڑے کو اختیار) کر لیا ہے[2] (حالانکہ) وہ سب ہماری طرف لوٹائے جانے والے ہیں۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۵﴾

پس جو کوئی مناسب حال عمل کرے گا اور ساتھ ہی مومن بھی ہوگا، تو اس کی کوشش کو ردّ نہ کیا جائے گا اور ہم اس کے نیک اعمال کو لکھ رکھیں گے۔

وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کے لیے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔

حَتّٰٓي اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۷﴾

یہاں تک کہ[3] جب یاجوج اور ماجوج کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے۔

وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ

اور (خدا کا) سچا وعدہ قریب آ جائے گا تو اس وقت کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی[4]

---

[1] بدقسمتی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مریمؑ اور عیسیٰؑ کے سوا کوئی اور شخص نشان نہ تھا۔ حالانکہ قرآن کریم کے ہر ایک ٹکڑے کا نام آیت یعنی نشان رکھا گیا ہے (دیباچہ) پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر سارا قرآن نازل ہوا سب نشانوں کا مجموعہ تھے۔

[2] یعنی بعض ٹکڑے کسی حصّۂ قوم کے فائدے کے لیے بنا دیئے تھے اور بعض ٹکڑے کسی حصّہ قوم کے فائدہ کے لیے بنا دیئے تھے۔ چنانچہ آج کل علماء نے بھی اپنا رعب جمانے کے لیے کئی قسم کی جمعیتیں بنا لی ہیں۔ کوئی جمعیۃ العلماء کہلاتی ہیں کوئی ندوۃ العلماء۔ کوئی حنفیوں، بریلویوں اور اہلحدیثوں کی جمعیت ہے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی شوکت بڑھانے کے لیے عمل کر رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی مجلسوں اور اپنے لیڈروں کے اعزاز کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

[3] یہ مراد نہیں کہ یاجوج ماجوج سے پہلی سب قومیں زندہ ہو جائیں گی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ یاجوج ماجوج جب دنیا پر چھا جائیں گے تو مُردہ قوموں میں پھر جوش اور غیرت پیدا ہو گی اور وہ پھر بیدار ہونے لگیں گی۔ جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ اسی کا نام اس جگہ دوبارہ زندہ کرنا رکھا گیا ہے۔

[4] یعنی کفار میں سے جو لوگ سمجھتے ہیں کہ مردہ قوموں کو ہم نے ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے ان کو زندہ ہوتے اور اٹھتے دیکھ کر حیران رہ جائیں گے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۹۷

رہ جائیں گی اور وہ کہیں گے۔ہم پر افسوس! ہم تو اس دن کے متعلق سخت غفلت میں پڑے رہے بلکہ ہم لوگ تو ظالم تھے۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۹۸

(اس وقت کہا جائے گا کہ) تم بھی اور جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے سب کی سب جہنم[1] کا ایندھن بنیں گی تم سب اس میں داخل ہو گے۔

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۹۹

اگر یہ (مصنوعی خدا جن کو تم خدا قرار دیتے ہو) واقعہ میں خدا ہوتے تو یہ لوگ کیوں جہنم میں پڑتے اور یہ سب تو مدّتوں اُس میں پڑے رہیں گے۔

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۱۰۰

وہ اس میں چیخیں گے اور وہ اس میں (سمجھانے والوں میں[2] سے کسی کی) بات نہیں سُنیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۱۰۱

یقیناً وہ لوگ جن کے متعلق ہماری طرف سے نیک سلوک کا وعدہ ہو چکا ہے وہ اس دوزخ سے دُور رکھے جائیں گے۔

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۱۰۲

وہ اس کی آواز تک نہیں سُنیں گے اور وہ اس (حالت) میں جسے اُن کے دل چاہتے ہیں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۱۰۳

بڑی پریشانی کا وقت بھی ان کو غمگین نہیں کرے گا اور فرشتے اُن سے ملیں گے اور کہیں گے یہ وہ تمھارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۱۰۴

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح بہیاں تحریر کو لپیٹ لیتی ہیں جس طرح ہم نے تمھاری پیدائش کو پہلی دفعہ شروع کیا تھا اسی طرح پھر اس کو دوہرائیں[3] گے یہ ہم نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے۔ہم ایسا ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۱۰۵

اور ہم نے زبور میں کچھ نصیحتیں کرنے کے بعد یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ارض (مقدس) کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

---

[1] اگلے جہان کی جہنم تو نظر نہیں آتی، لیکن اس آیت میں کفار پر حجّت تمام کی گئی ہے اس لیے دوزخ سے مراد اس جگہ وہ ذلت ہے جو قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد ان کو پہنچنے والی تھی اور ایک لمبے عرصہ تک ان کے ساتھ لگی رہنی تھی۔چنانچہ دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے۔

[2] یعنی اس وقت ایمان لانا کوئی نفع نہ دے گا۔

[3] یعنی اس زمانہ کی دنیا تباہ کر کے اور نئی قومیں جنم لیں گی اور زندہ ہوں گی۔جیسا کہ اس زمانہ میں ظاہر ہے کہ افریقہ جو مجہول تر اعظم کہلاتا تھا زندہ ہو رہا ہے۔

اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۷﴾	اس (مضمون) میں ایک پیغام[1] ہے اس قوم کے لیے جو عبادت گذار ہے۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۸﴾	اور ہم نے تجھے دنیا کے لیے صرف رحمت[2] بنا کر بھیجا ہے۔
قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۹﴾	تو کہدے کہ مجھ پر تو صرف یہ وحی ہوتی ہے کہ تمھارا خدا ایک ہے۔ پس کیا تم اس بات کو مانو گے (کہ نہیں؟)
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۚ وَاِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۱۰﴾	پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو تُو اُن سے کہہ دے کہ مَیں نے تم (میں سے مومن و کافر) کو برابر خبر دے دی ہے اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ امر جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا قریب ہے یا بعید۔
اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	خُدا ظاہر بات کو بھی جانتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اُسے بھی جانتا ہے۔
وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۲﴾	اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ (بات جو اوپر بیان ہوئی ہے) شاید تمھارے لیے ایک آزمائش ہے اور (اس سے) ایک عرصہ تک تمھیں فائدہ پہنچانا مدنظر ہے (یا ہمیشہ ہمیش کے لیے[3])
قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ ع	(اس وحی کے آنے پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا اے میرے رب! تو حق کے مطابق فیصلہ[4] کردے۔ اور ہمارا ربّ تو رحمٰن ہے۔ اور (اے کافرو) جو تم باتیں کرتے ہو اُن کے خلاف اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ ع ۷

---

[1] یعنی مسلمانوں کو اس سے سبق لینا چاہیئے اگر فلسطین چاہتے ہیں تو نیک بنیں۔

[2] یعنی بیشک آخری ایّام میں ایک دفعہ یہودی فلسطین پر قابض ہو جائیں گے۔ مگر مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا نبیؐ رحمت ہو کر آیا ہے۔ اس کے ساتھ تعلّق ان کو گھاٹے میں نہیں ڈالے گا۔

[3] یعنی پھر کبھی یہود فلسطین میں داخل نہ ہوں گے۔

[4] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے مسلمانوں کے لیے پہلے ہی دُعا کروادی ہے کہ خدا تعالیٰ فلسطین ان کو دیدے اور ان کی صداقت ثابت کردے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کبھی ردّ نہیں ہوگی اور دنیا اس کا قبول ہونا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی نہ روس اسرائیل کو فائدہ دے گا اور نہ امریکہ۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حج - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اناسی[79] آیتیں ہیں اور دس[10] رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ②

اے لوگو! تم اپنے ربّ کا تقویٰ کرو۔ کیونکہ فیصلہ والا زلزلہ[1] بہت بڑی چیز ہے۔

يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ③

جس دن[2] تم اس کو دیکھو گے ہر دُودھ پلانے والی عورت جس کو دُودھ پلا رہی ہو گی اُس کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو گرا دے گی۔ اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ بدمستوں کی طرح ہیں، حالانکہ وہ بدمست نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ④

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو اللہ کے بارہ میں بغیر علم کے بحث کرتے ہیں اور ہر حق سے دُور اور سرکش کی اتباع کرتے ہیں۔

كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑤

(حالانکہ) ان (سرکشوں اور حق سے دُور لوگوں) کے متعلق فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو (شخص) بھی ایسے آدمیوں میں سے کسی کے ساتھ دوستی کرے گا وہ (سرکش اور حق سے دور شخص) اس کو بھی گمراہ کر دے گا اور دوزخ کے عذاب کی طرف لے جائے گا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۗ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ

اے لوگو! اگر تم دوبارہ اُٹھائے جانے کے متعلق شبہ میں ہو تو یاد رکھو ہم نے تم کو پہلے مٹی سے پیدا کیا تھا پھر نطفہ سے۔ پھر ترقی دے کر ایک ایسی حالت سے جو کہ چمٹ جانے کی خاصیت رکھتی تھی۔ پھر ایسی حالت سے کہ وہ ایک بوٹی کے مشابہ تھی۔ کچھ عرصہ تک تو وہ ایک کامل بوٹی کی شکل رہی اور کچھ عرصہ تک ناقص بوٹی کی شکل رہی تاکہ ہم تم پر (حقیقت حال) ظاہر کر دیں اور ہم جس چیز کو چاہتے ہیں (رحموں) میں ایک مدت تک قائم کر دیتے ہیں پھر ہم تم کو ایک بچّہ کی شکل میں نکالتے ہیں۔

---

[1] یعنی آخری مصیبت جس سے دنیا کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

[2] یعنی جب وہ دن ہوگا تو دنیا کا یہ حال ہوگا۔

مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑥

رکھ کر بڑھاتے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم اپنی مضبوطی (کی عمر) کو پہنچ جاتے ہو اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو اپنی طبعی عمر کو پہنچ کے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض تم میں سے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی انتہائی بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں۔ تاکہ بہت کچھ علم حاصل کرنے کے بعد بالکل علم سے کورے ہو جائیں۔ اور تو زمین کو دیکھتا ہے کہ وہ (کبھی کبھی) اپنی سب طاقت کھو بیٹھتی ہے۔ پھر جب ہم اس کے اوپر پانی نازل کرتے ہیں تو وہ جوش میں آجاتی ہے اور بڑھنے لگتی ہے اور ہر قسم کی خوبصورت کھیتیاں اُگانے لگتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۙ ⑦

یہ اس لیے ہوتا ہے کہ ظاہر کیا جائے کہ اللہ ہی قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی ہستی ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ⑧

اور ہر چیز کے لیے جو وقت مقرر[1] ہے وہ ضرور آکر رہے گا اس میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ یقیناً اُن کو جو قبروں میں ہیں دوبارہ اُٹھائے گا۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ ⑨

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے متعلق بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے اس حالت میں بحث کرتے ہیں۔

ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑩

کہ اپنے پہلو موڑے ہوئے (ہوتے) ہیں (یعنی اظہارِ تکبر کرتے ہیں) تاکہ اللہ کے راستہ سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہوگی اور قیامت کے دن بھی ہم اُن کو جلنے والا عذاب پہنچائیں گے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۠ ⑪

تمہارے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہ بات ظاہر ہوگی اور اس سے معلوم ہوگا کہ اللہ اپنے بندوں پر ہرگز کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اِۨطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِۨنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ ۫ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ

اور لوگوں میں سے (بعض) ایسے بھی ہوتے ہیں[2] جو اللہ کی عبادت صرف بدلی کرتے ہیں پس اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تو وہ اس (عبادت) پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اپنے منہ کی سیدھ

---

[1] اِس آیت میں اَلسَّاعَۃ کا لفظ ہے۔ اور اٰتِیَۃ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے بعد کا لفظ لوگوں کے ذہنوں میں ہے۔ اس لیے ہم نے وقت مقرر کے الفاظ سے ترجمہ کیا ہے۔

[2] آیت میں مَن کا لفظ ہے جس کے معنے جمع کے بھی ہو سکتے ہیں اور مفرد کے بھی۔

ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٢﴾

لوٹ جاتے ہیں، وہ دنیا میں بھی گھاٹے میں پڑجاتے ہیں اور آخرت میں بھی اور یہی کھلا کھلا گھاٹا ہے۔

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَ مَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٣﴾

وہ اللہ کے سوا اس چیز کو بلاتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچاتی ہے اور نہ نفع دیتی ہے اور یہی انتہائی درجہ کی گمراہی ہے۔

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٤﴾

وہ اس (شخص) کو بلاتے ہیں جس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ قریب ہے ایسا آقا بھی بہت برا ہے اور ایسے ساتھی بھی بہت برے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿١٥﴾

اللہ یقیناً مومنوں کو جو مناسب حال عمل بھی کرتے ہیں، ایسے باغات میں داخل کرے گا، جن (کے سایہ) میں نہریں بہتی ہیں۔ اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٦﴾

جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ اس کی (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد کبھی نہیں کرے گا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں تو اُسے چاہیئے کہ وہ ایک رسّی آسمان تک لے جائے (اور اس پر چڑھ جائے) پھر اسے کاٹ ڈالے[1]۔ پھر وہ دیکھے کہ کیا اس کی تدبیر اس بات کو دُور کر دیتی ہے جو اسے غصّہ دلا رہی ہے (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانی امدادیں اور فتوحات)

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٧﴾

اور ہم نے اسی طرح اس (قرآن) کو کھلے کھلے نشانات بنا کر نازل کیا ہے اور اللہ یقیناً جس کے متعلق ارادہ کرتا ہے اُسے صحیح راستہ دکھا دیتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِــِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ڰ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿١٨﴾

یقیناً جو لوگ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی بن گئے اور صابی اور نصرانی اور مجوسی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے شرک کیا۔ اللہ یقیناً اُن کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔ اللہ یقیناً ہر ایک چیز کا نگران ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ

(اے اسلام کے مخالف) کیا تُو نہیں دیکھتا کہ جو کوئی بھی آسمان میں ہے وہ اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اسی طرح جو کوئی زمین میں ہے اور سورج بھی اور چاند بھی اور ستارے بھی اور پہاڑ بھی اور درخت بھی اور چارپائے بھی اور

---

[1] اور زمین پر گر کر مر جائے۔ کیونکہ اس کی امید کبھی بر نہ آئے گی۔ پس اس کی موت ہی اسے مایوسی دیکھنے سے بچا سکتی ہے۔

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ ﴿۱۹﴾

لوگوں میں سے بھی بہت سے۔ لیکن لوگوں میں سے ایک گروہ کثیر ایسا ہے جس کے متعلق عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جس کو خدا ذلیل کرے اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ ﴿۲۰﴾

یہ دو۱ باہم مخالفت کرنے والے گروہ ایسے ہیں جو اپنے ربّ کے بارہ میں جھگڑ رہے ہیں پس جو اللہ کی مذکورہ بالا صفات کے کافر ہوئے ان کے لیے آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے اور ان کے سروں پر گرم گرم پانی ڈالا جائے گا۔

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ؕ ﴿۲۱﴾

(حتیٰ کہ) اس گرم پانی کی وجہ سے جو کچھ اُن کے پیٹ میں ہے وہ بھی گل جائے گا اور ان کے چمڑے بھی (گل جائیں گے)

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۲﴾

اور اُن کے لیے لوہے کے ہتھوڑے (تیار کیے جائیں گے)

كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۠ ﴿۲۳﴾

جب وہ غم اور فکر کی وجہ سے اس عذاب سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو پھر اسی کی طرف لوٹا دیئے جائیں گے (اور کہا جائے گا) جلانے والا عذاب چکھتے چلے جاؤ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۴﴾

اللہ یقیناً مومنوں کو جو مناسب حال عمل بھی کرتے ہیں ایسے باغات میں رکھے گا جن (کے سایہ) میں نہریں بہ رہی ہوں گی۔ اُن کو اُس میں سونے اور موتیوں کے جڑاؤ والے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا لباس اس میں ریشم کا ہوگا۔

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖۚ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۵﴾

اور ان کی پاک باتوں کی طرف راہنمائی کی جائے گی اور خدا کے طریق کی طرف ہدایت کی جائے گی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۠ ﴿۲۶﴾

(لیکن) وہ لوگ جو کافر ہیں اور اللہ کے راستہ سے اور بیت اللہ کی طرف جانے سے جس کو ہم نے تمام انسانوں کے فائدہ کے لیے بنایا ہے روکتے ہیں (حالانکہ وہ بیت اللہ ایسا ہے جس کو ہم نے تمام انسانوں کے لیے بنایا ہے) ان کے لیے بھی جو اس میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لیے بھی جو جنگلوں میں رہتے ہیں اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کی راہ سے کوئی کجی پیدا کرنا چاہے گا۔ اس کو ہم دردناک عذاب دیں گے۔

---

۱ یعنی مومن اور کافر۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۷﴾

اور (یاد کر) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ پر رہائش کا موقعہ دیا (اور کہا) کہ کسی چیز کو ہمارا شریک[1] نہ بناؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کے لیے اور رکوع کرنے والوں کے لیے اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کر۔

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۸﴾

اور تمام لوگوں میں اعلان کردے کہ وہ حج کی نیت سے تیرے پاس آیا کریں پیدل بھی اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی وجہ سے دُبلی ہو گئی ہو (ایسی سواریاں) دُور دُور سے گہرے راستوں پر سے ہوتی ہوئی آئیں گی۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۹﴾

تاکہ وہ (یعنی آنے والے) ان منافع کو دیکھیں جو اُن کے لیے (مقرر کیے گئے ہیں اور کچھ مقرر دنوں میں اللہ کو ان نعمتوں کی وجہ سے یاد کریں جو ہم نے ان کو دی ہیں (یعنی) بڑے جانوروں کی قسم سے (جیسے گائے اونٹ وغیرہ) پس چاہیے کہ وہ[2] ان کے گوشت کھائیں اور تکلیف میں پڑے ہوئے اور نادار کو کھلائیں

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۰﴾

پھر اپنی میل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور پُرانے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۱﴾

بات یہ ہے، کہ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ عزت والی جگہوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے ربّ کے نزدیک اس کے لیے اچھا ہوتا ہے اور اے مومنو! تمہارے لیے (سب) چوپائے حلال کیے گئے ہیں۔ سوائے اُن کے جن کی حرمت قرآن میں بیان ہو چکی ہے پس چاہیئے کہ تم بت پرستی کے شرک سے بچو اور (اسی طرح اپنی عبادت اور فرمانبرداری صرف اللہ کے لیے مخصوص کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے بچو۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۲﴾

(اور) تم خدا کا شریک کسی کو نہ بناؤ اور جو اللہ کا شریک کسی کو بناتا ہے[3] وہ آسمان سے گر جاتا ہے اور پرندے اس کو اُچک کر لے جاتے ہیں۔ اور[4] ہوا اس کو کسی دُور کی جگہ پر پھینک دیتی ہے۔

---

[1] اس میں اسلامی عبادت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس میں قیام رکوع اور سجود ہوتا ہے۔ یہودی اور عیسائی نمازیں ان کا مجموعہ نہیں ہوتیں۔

[2] اس حصّہ آیت میں مخاطب جمع کا صیغہ ہے لیکن چونکہ آیت کے ابتدا میں اور اس کے بعد غائب کے صیغے استعمال ہوئے ہیں اس لیے آیت کے سیاق و سباق کو مدّنظر رکھتے ہوئے اُردو میں اس کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لیے آیت کے اس حصّہ کا ترجمہ غائب کے صیغوں میں کیا گیا ہے۔

[3] قرآن مجید میں کَاَنَّمَا ہے مگر لغت میں لکھا ہے کہ کَ زائد حرف کے طور پر یعنی صرف تاکید کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اس لیے ہم نے اس کے ترجمہ کو چھوڑ دیا ہے۔

[4] آیت میں "اَوْ" کا لفظ ہے ہم نے اس کے معنے اور کے کیے ہیں اور یہ عربی زبان کے لحاظ سے درست ہے۔

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ نشانیوں کی عزّت کرے گا اُس (کے اس فعل) کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا جائے گا۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٣٣

(یاد رکھو کہ) ان قربانیوں سے ایک مدّت تک تم کو نفع حاصل کرنا جائز ہے پھر خدا کے پُرانے گھر تک ان کو پہنچانا ضروری ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝٣٤

اور ہر ایک قوم کے لیے ہم نے قربانی کا ایک طریق مقرر کیا ہے تاکہ وہ ان چارپایوں پر جو اللہ نے اُن کو بخشے ہیں۔ اللہ کا نام لیں (پس یاد رکھو کہ) تمھارا خدا ایک خدا ہے۔ پس تم اسی کی فرمانبرداری کرو۔ اور جو (خدا کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں اُن کو خوش خبری دیدے۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣٥

ایسے لوگوں کو کہ جب اللہ کا نام اُن کے سامنے لیا جائے تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی (خوش خبری دیدے) جو اپنے پر نازل ہونے والی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے (ہماری خوشنودی کے لیے) اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٣٦

اور ہم نے قربانی کے اونٹوں کو بھی قابلِ عزّت بنایا ہے اُن میں تمھارے لیے بہت بھلائی ہے پس انھیں صفوں میں کھڑا کرکے اُن پر خدا کا نام لو اور جب ان کے پہلو زمین پر لگ جائیں تو اُن (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو اپنی غربت پر قانع ہیں اور ان کو بھی کھلاؤ جو اپنی غربت سے پریشان ہیں۔ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمھارے فائدہ کے لیے بنایا ہے تاکہ تم شکر گذار بنو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٣٧

(یاد رکھو کہ) ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمھارے دل کا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے (درحقیقت) اس طرح اللہ نے ان قربانیوں کو تمھاری خدمت میں لگا دیا ہے تاکہ تم اللہ کی ہدایت کی وجہ سے اس کی بڑائی بیان کرو۔ اور تُو اسلام کے احکام کو پُوری طرح ادا کرنے والوں کو بشارت دے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝٣٨

اللہ یقیناً ان لوگوں کی طرف سے جو کہ ایمان لائے ہیں دفاع کرتا رہے گا۔ اللہ یقیناً ہر خیانت کرنے والے (اور) انکار کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿٣٩﴾

وہ لوگ جن سے (بلا وجہ) جنگ کی جا رہی ہے ان کو بھی (جنگ کرنے کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿٤٠﴾

(یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے[1] اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقتور (اور) غالب ہے۔

الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٤١﴾

یہ (یعنی مہاجر مسلمان) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰتیں دیں گے اور نیک باتوں کا حکم دیں گے اور بُری باتوں سے روکیں گے۔ اور سب کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۙ﴿٤٢﴾

اور اگر (یہ دشمن) تجھے جھٹلاتے ہیں، تو اِن سے پہلے نوح کی قوم نے بھی، اور عاد اور ثمود نے بھی،

وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۙ﴿٤٣﴾

اور ابراہیم کی قوم نے بھی، اور لُوط کی قوم نے بھی،

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٤﴾

اور مدین کے اصحاب نے بھی (اپنے نبیوں کو جھٹلایا تھا) اور موسیٰ کی تکذیب بھی کی گئی تھی پس میں نے انکار کرنے والوں کو کچھ ڈھیل دی پھر ان کو پکڑ لیا پس (سوچو کہ) میرا انکار کیسا خطرناک تھا۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿٤٥﴾

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس حالت میں ہلاک کیا تھا کہ وہ ظلم کر رہی تھیں وہ آج اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں ہیں جو بالکل متروک ہیں اور کتنے اونچے اونچے قلعے ہیں جو تباہ ہو چکے ہیں۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾

کیا وہ زمین میں چل کر نہیں دیکھتے تا کہ اُن کو ایسے دل حاصل ہو جائیں جو (ان باتوں کو) سمجھنے والے ہوں یا کان حاصل ہو جائیں جو ان باتوں کو سننے والے ہوں۔ کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے ہوتے ہیں۔

---

[1] صَوَامِع اور بِيَع دونوں کے معنے گرجے ہیں (اقرب الموارد)

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۸﴾

یہ لوگ عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور اللہ کبھی اپنا وعدہ جھوٹا نہیں کرتا اور (کوئی) کوئی دن خدا کے نزدیک تمھاری گنتی کے ہزار سالوں کے برابر ہوتا ہے۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۹﴾

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو (پہلے تو) میں نے مہلت دی حالانکہ وہ ظلم کر رہی تھیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف سب نے لوٹ کر آنا ہے۔

ع

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ۚ

تو کہہ دے اے لوگو! میں تمھاری طرف صرف ایک ہوشیار کرنے والے کی حیثیت سے آیا ہوں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۱﴾

پس جو ایمان لائیں گے اور (اس کے) مناسب حال عمل کریں گے انھیں (خدا کی) بخشش اور معزز رزق حاصل ہوگا۔

وَ الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۲﴾

اور وہ لوگ جنھوں نے ہمارے نشانوں کے متعلق (اس غرض سے) جدّوجہد کی کہ (وہ ہم کو) عاجز کر دیں وہ لوگ جہنم میں پڑنے والے ہیں۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۙ﴿۵۳﴾

اور ہم نے تجھ سے پہلے[1] نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش[2] کی، شیطان نے اس کی خواہش کے رستہ میں مشکلات ڈال دیں۔ پھر اللہ اس کو جو شیطان ڈالتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو اس کے اپنے نشان ہوتے ہیں ان کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۙ﴿۵۴﴾

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو مشکلات شیطان ڈالتا ہے وہ ان لوگوں کے لیے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جن کے دل سخت ہوتے ہیں اور ظالم لوگ (ہر خدائی بات کی) شدید مخالفت کرنے پر تُلے رہتے ہیں۔

وَّ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

اور (یہ سب کچھ اس لیے ہوتا ہے) تاکہ وہ لوگ جو علم والے ہوتے ہیں جان لیں

---

[1] مفسرین نے لکھا ہے کہ جب کبھی کوئی نبی تلاوت کرتا ہے شیطان اس میں کچھ ملا دیتا ہے۔ سوائے مسیحؑ کے جس کو شیطان نے نہیں چھُوا۔ یہ نبیوں کی صریح ہتک ہے۔ خصوصیت سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی جو سب نبیوں سے افضل تھے۔ اس آیت میں صرف یہ بیان ہے کہ نبی ارادے کرتے ہیں اور شیطان ان کو مٹانا چاہتا ہے مگر خدا تعالیٰ نبیوں کے ارادوں کو پورا کرتا ہے اور شیطان ناکام رہتا ہے۔ یہ بات سچی ہے اور ہر نبی سے ہوئی ہے اور سب سے زیادہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

[2] اُمْنِيَّة کا لفظ جو یہاں استعمال ہُوا ہے۔ اس کے معنے خواہش یا ارادہ کے بھی لغت میں لکھے ہیں (تاج) مطلب یہ ہے کہ ہر نبی دنیا کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان ہر نبی کے راستہ میں یا اس کی خواہشات کے پُورا ہونے کے راستہ میں روکیں ڈالتا ہے۔

فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

کہ وہ (یعنی قرآن) تیرے رب کی طرف سے مجسّم سچائی ہے اور اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں اور اللہ مومنوں کو ضرور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت بخشنے والا ہے۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

اور کافر اس (قرآن) کے متعلق اس وقت تک کہ (تباہی کی) گھڑی اچانک آ جائے یا ان کے پاس اس دن کا عذاب آ جائے جو اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑتا، شبہ میں پڑے رہیں گے۔

اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۷﴾

اس دن سب بادشاہت اللہ ہی کی ہوگی، وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پس مومن جو ایمان کے مناسب حال عمل بھی کرتے ہونگے۔ وہ نعمت والی جنتوں میں رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۸﴾ ع

اور کافر اور ہماری آیتوں کے منکر تو وہ ہیں جن کے لیے رسوائی کا عذاب (مقدر) ہے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۹﴾

اور وہ لوگ جو اللہ کے راستہ میں ہجرت کرتے ہیں پھر مارے جاتے ہیں یا طبعی موت مر جاتے ہیں۔ اللہ اُن کو نہایت اعلیٰ انعام بخشیگا اور اللہ انعام بخشنے والوں میں سب سے اچھا ہے۔

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾

وہ ضرور ان کو ایسی جگہ میں داخل کرے گا۔ جسے وہ پسند کریں گے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بہت سمجھ رکھنے والا ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۱﴾

یہ بات اسی طرح ہے اور جو شخص اتنی ہی سزا دے جتنی اُسے تکلیف دی گئی تھی مگر باوجود اس کے (اس کا دشمن) اُلٹا اس پر چڑھ آئے تو اللہ ضرور اُس کی مدد کریگا۔ اللہ یقیناً بہت معاف کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۲﴾

یہ (سزا و جزا کا سلسلہ) اس لیے (چلتا) ہے کہ ثابت ہو کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اللہ یقیناً (بہت دعائیں) سننے والا (اور بہت حالات) دیکھنے والا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

یہ (دعائیں سننا اور حالات سے واقف رہنا) اس لیے ہے کہ اللہ اپنی ذات میں قائم ہے اور دوسری چیزوں کو قائم رکھتا ہے اور اس لیے کہ جس چیز کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ تباہ ہونے والی ہے اور اس لیے کہ اللہ ہی سب سے اوپر

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۳﴾
ہے اور سب سے بڑا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۴﴾
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا ہے جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اللہ یقیناً (اپنے بندوں سے) مہربانی کا سلوک کرنے والا ہے اور (ان کے حالات سے) بہت باخبر ہے۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۵﴾ ع
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اس کا ہے اور اللہ یقیناً (اپنے سوا سب وجودوں کی مدد سے) بے نیاز (ہے) اور تعریفوں کا مالک ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۶﴾
کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تمہارے کام پر جو کچھ بھی زمین میں ہے اسے بغیر مزدوری کے لگا رکھا ہے اور کشتیاں بھی سمندر میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور اس نے آسمان[1] کو روک رکھا ہے کہ کہیں زمین پر سوائے اس کے حکم کے گر نہ جائے اللہ یقیناً لوگوں سے بہت شفقت کرنیوالا اور (ان پر) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿۶۷﴾
اور وہی ہے جس نے تم کو زندہ کیا۔ پھر تم کو مارے گا پھر تم کو زندہ کرے گا انسان یقیناً بڑا ناشکرا ہے۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۸﴾
ہم نے ہر اُمّت[2] کے لیے ایک عبادت کا طریق مقرر کیا ہے جس کے مطابق وہ چلتی ہے پس اس طریق (یعنی اسلام) کے متعلق وہ تجھ سے بحث نہ کریں (کیونکہ یہ خدا کا مقرر کردہ ہے) اور تو انہیں اپنے رب کی طرف بلا کیونکہ تو سیدھے راستہ پر ہے۔

وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾
اور اگر وہ تجھ سے بحث کریں تو کہہ دے کہ اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۰﴾
اللہ (تمہارے اور میرے درمیان) قیامت کے دن اُن امور میں فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف رکھتے ہو۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۱﴾
(اے محمد رسول اللہ!) کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز کو جو آسمان اور زمین میں ہے جانتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے اور اس طرح (کسی قانون کو محفوظ کر دینا) اللہ کے لیے آسان ہے۔

---

[1] یعنی عذاب کے لیے قیدیں لگا دی ہیں کہ اس کے خاص حکم کے بغیر دنیا پر عذاب نہ آئے۔

[2] اُمّۃ کا لفظ مؤنث ہے لیکن اس کے بعد ھُمْ نَاسِکُوْہُ کے الفاظ ہیں جو مذکر اور جمع کے لیے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں بعض دفعہ جماعت کے افراد کی طرف ضمیر پھیری جاتی ہے اور اس کے مجموعہ کو ضمیر میں ادا کر دیا جاتا ہے پس ھُمْ جو یہاں آیا ہے اسی وجہ سے آیا ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾

اور وہ لوگ اللہ کے سوا اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے لیے اُس نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور جن کے متعلق ان کو کسی قسم کا کوئی علم حاصل نہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیات پڑھی جاتی ہیں تو تُو منکروں کے چہروں میں (صاف صاف) ناپسندیدگی (کے آثار) دیکھتا ہے۔ قریب ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں پر حملہ کر دیں جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہوتے ہیں۔ تو کہہ دے، کیا میں تم کو اس حالت سے بھی ایک بُری حالت کی خبر دوں؟ (اور وہ) جہنم (میں پڑنا) ہے۔ اللہ نے اس کا وعدہ منکروں سے کیا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

ع ۹ / ۱۶

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾

اے لوگو! ایک بات تمھیں بتائی جاتی ہے تم اُسے غور سے سنو! تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے خواہ سب کے سب جمع ہو جائیں، بلکہ اگر ایک مکھی ان کے آگے سے کوئی چیز اُچک کر لے جائے تو وہ اُس چیز کو (بھی) چھڑا نہیں سکتے۔ یہ دُعائیں مانگنے والا (بھی) اور جس سے دعائیں مانگی جاتی ہیں (وہ بھی) کتنے کمزور ہیں۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

ان لوگوں نے اللہ (کی صفات) کا صحیح اندازہ نہیں لگایا۔ اللہ تو یقیناً بڑی طاقت والا (اور) بڑا غالب ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾

اللہ فرشتوں میں سے اپنے رسول منتخب کرتا ہے اور (اسی طرح) انسانوں میں سے (بھی) اللہ بہت (دعائیں) سننے والا (اور حالات کو) بہت دیکھنے والا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

جو کچھ ان کے سامنے ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ وہ پیچھے کر آئے ہیں اُسے بھی جانتا ہے اور سب معاملے اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ السجدة

اے مومنو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اپنے رب کی عبادت کرو اور نیک کام کرو تاکہ تم اپنے مقصود کو پالو۔

(السجدة عند الامام الشافعی)

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۹﴾ ع

اور اللہ کے راستہ میں ایسی کوشش کرو جو مکمّل ہو، کیونکہ اُسی نے تم کو بزرگی بخشی ہے اور دین (کی تعلیم) میں تم پر کوئی تنگی کا پہلو اختیار نہیں کیا۔ (اے مومنو!) اپنے باپ ابراہیم کے دین کو (اختیار کرو کیونکہ) اللہ[1] نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے اِس کتاب میں بھی اور اِس سے پہلی کتب میں بھی، تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم باقی دنیا پر گواہ رہو۔ پس نماز کو قائم کرو، اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہ تمھارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

[1] ضمیر کی بجائے ترجمہ میں ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّتِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ
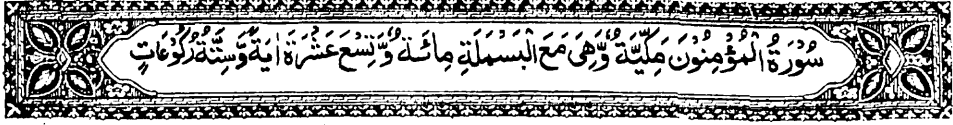
سورۃ مومنون - یہ سورۃ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو انیس آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۲
(کامل) مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۳
وہ (مومن) جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویّہ اختیار کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۴
اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝۵
اور جو زکوٰۃ (باقاعدہ) دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝۶
اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۷
سوائے اپنی بیویوں کے یا جن کے مالک اُن کے دائیں ہاتھ ہوئے ہیں۔[1] پس ایسے لوگوں کو کسی قسم کی ملامت نہیں کی جائے گی۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۸
اور جو اس کے سوا کسی اور بات کی خواہش کریں تو وہ لوگ زیادتی کرنے والے ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝۹
اور وہ لوگ (یعنی کامل مومن) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۱۰
اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝۱۱
یہی لوگ اصل وارث ہیں۔

الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۱۲
جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۱۳
اور ہم نے انسان کو گیلی مٹّی کے خلاصہ سے بنایا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝۱۴
پھر اس کو ایک ٹھہرنے والی جگہ میں نطفہ کے طور پر رکھا۔

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ
پھر نطفہ کو ترقی دے کر ایسی شکل دی کہ وہ چمٹنے والا وجود بن گیا۔ پھر اس

---

[1] یہاں مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ کے الفاظ ہیں۔ ظاہر معنے تو اس کے یہ ہیں کہ دائیں ہاتھ مالک ہوئے، لیکن یَمِیْن کا لفظ طاقت پر بھی دلالت کرتا ہے پس اس لحاظ سے اس کے معنے یہ ہونگے کہ جن پر لڑائی کے بعد تم نے قبضہ کیا۔ اور پھر نہ وہ خود آزاد ہوئیں اور نہ دوسرے لوگوں نے ان کو آزاد کروایا۔ یہ مضمون دوسری آیتوں سے نکلتا ہے ہم نے اس جگہ ان آیتوں کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۵﴾

چمٹنے والے وجود کو ایک بوٹی بنا دیا، پھر اس بوٹی کو ہم نے ہڈیوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ پھر اُن ہڈیوں پر ہم نے گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو ایک اور شکل میں تبدیل کر دیا[1]۔ پس بہت ہی برکت والا ہے وہ خدا جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ؕ ﴿۱۶﴾

پھر تم لوگ اس کے بعد مرنے والے ہو۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۷﴾

پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جانے والے ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۸﴾

اور ہم نے تمھارے اوپر کے درجات کے لیے سات (روحانی) راستے بنائے ہیں۔ اور ہم (اپنی) مخلوق سے غافل نہیں رہے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ ﴿۱۹﴾

اور ہم نے آسمان سے ایک اندازہ کے مطابق پانی اتارا ہے۔ پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا اور ہم اُس کے اُٹھا لینے پر بھی قادر ہیں۔

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ ﴿۲۰﴾

پھر ہم نے تمھارے لیے اس سے باغات بنائے، کھجور کے (بھی) اور انگوروں کے (بھی)۔ ان میں تمھارے لیے بہت سے پھل (پیدا کیے گئے) ہیں اور اُن سے تم کھاتے ہو۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۱﴾

اور (ہم نے تمھارے لیے) وہ درخت بھی (پیدا کیا ہے) جو طور سینا سے نکلتا ہے جو[2] اپنے اندر تیل لیکر اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن لے کر بھی۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ ﴿۲۲﴾

اور تمھارے لیے چارپایوں میں بڑی عبرت ہے۔ ہم تم کو اس چیز سے جو اُن کے پیٹ[3] میں ہوتی ہے پلاتے ہیں۔ اور ان چارپایوں میں تمھارے لیے اور بھی بہت سے نفعے ہیں اور تم اُن میں سے بعض کو کھاتے ہو۔

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اُن پر اور کشتیوں پر اُٹھائے جاتے ہو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا پس اس نے کہا، اے میری قوم

---

[1] یعنی انسانی وجود مکمل کر دیا۔

[2] یہ زیتون کے درخت کا ذکر ہے جس سے تیل بھی نکلتا ہے اور جسے بطور طعام کے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

[3] دودھ کی بناوٹ اس طرح ہے کہ غذا خون بن جاتی ہے اور خون آخر دودھ بن جاتا ہے۔ اس لیے یہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم کو جانوروں کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے دودھ پلایا ہے۔

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ ۲۳

اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا اور کوئی تمھارا معبود نہیں۔ کیا تم اس کا تقویٰ اختیار نہیں کرتے؟

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۲۴

اس پر اس کی قوم کے کافروں کے سرداروں نے کہا یہ شخص تو فقط تمھارے جیسا ایک انسان ہے اور چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت اختیار کرے اگر اللہ پیغمبر بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو اتارتا۔ ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں میں تو کوئی اس قسم کا واقعہ ہوتا سنا نہیں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ ۲۵

یہ تو فقط ایک انسان ہے جس کو جنون ہو گیا ہے پس اس کے انجام کا کچھ دیر انتظار کرو۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ ۲۶

(اس پر نوح نے کہا اے میرے رب! میری مدد کر کیونکہ یہ لوگ مجھے جھٹلاتے ہیں۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ ۲۷

پس ہم نے اس کی طرف وحی کی کہ (جس کشتی کا ہم نے حکم دیا ہے اس کو) ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق بنا۔ پس جب ہمارا حکم آ جائے اور زمین کا سوتا پھوٹ پڑے تو اس کشتی میں ہر ایک جانور میں سے (جس کا ہم حکم دیں)[1] ایک ایک جوڑا رکھ لے اور اپنے رشتہ داروں کو بھی ان کے سوا جن کے خلاف ہمارا حکم پہلے سے اتر چکا ہے سوار کر دے اور جنھوں نے ظلم کیا ہے ان کے متعلق مجھ کو کوئی بات نہ کر کیونکہ وہ تو ضرور غرق کیے جائیں گے۔

فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَي الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۲۸

پس جب تو اور تیرے ساتھی کشتی میں اچھی طرح بیٹھ جائیں تو تم میں سے ہر ایک کہے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ ۲۹

اور (کشتی سے اترتے وقت) کہہ کہ اے میرے ربّ تو مجھے (اس کشتی سے) ایسی حالت میں اتار۔ کہ مجھ پر کثرت سے برکتیں نازل ہو رہی ہوں[2] اور (مجھے اس دعا کی بھی کیا ضرورت ہے جبکہ) تمام اتارنے والوں سے تیرا وجود بہتر ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ۳۰

اس میں بہت سے نشان ہیں اور ہم یقیناً بندوں کا امتحان لینے والے ہیں۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ ۳۱

پھر ہم نے ان کے بعد کئی قومیں پیدا کیں۔

---

[1] چونکہ ساری دنیا کے جانوروں کے جوڑے کشتی میں نہیں آ سکتے۔ اس لیے اس کا یہی مفہوم ہو سکتا ہے کہ جن جانوروں کے رکھنے کا حکم دیں۔ اس لیے ہم نے بریکٹ میں "جس کا ہم حکم دیں" کے الفاظ بڑھا دیے ہیں۔

[2] قرآن مجید میں مُبٰرَك کا لفظ ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "مجھ پر کثرت سے برکتیں نازل ہو رہی ہوں"۔ کیونکہ مُبٰرَكٌ باب مفاعلہ سے ہے جس کی ایک خصوصیت کثرت ہے۔

فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے اُن میں اُنہی میں سے رسول بھیجا (یہ پیغام دیتے ہوئے) کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمھارا کوئی اور معبود نہیں۔ کیا تم اس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ہلاکت سے بچاتے نہیں؟

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور اس (رسول) کی قوم میں سے جنھوں نے کفر کیا تھا اور بعد الموت خدا سے ملنے کا انکار کیا تھا اور جن کو ہم نے اس دنیا کی زندگی میں مالدار بنایا، ان کے سرداروں نے کہا، یہ تو تمھارے جیسا ایک آدمی ہے اُنہی (کھانوں) میں سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور اُنہی (پانیوں) میں سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کی بات مانو گے تو تم گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۶﴾

کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی ہو جاؤ گے اور ہڈیاں بن جاؤ گے تو تم (پھر زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۷﴾

جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ عقل سے بہت ہی دُور ہے اور ماننے کی بات نہیں۔

اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۸﴾

زندگی تو صرف ہماری اس دنیا کی زندگی ہے۔ ہم کبھی مُردہ حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی زندہ حالت میں۔ اور ہم کبھی مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اُٹھائے جائیں گے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۹﴾

یہ تو (صرف) ایک اکیلا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹا افترا کرتا ہے اور ہم اس (کی باتوں) کو کبھی نہیں مانیں گے۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۴۰﴾

(اس پر) اُس نے کہا، اے میرے ربّ! ان لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے، پس تو میری مدد کر۔

قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

(تب خدا نے) فرمایا۔ یہ لوگ تھوڑے ہی عرصہ میں شرمندہ ہو جائیں گے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

اور ان کو ایک عذاب نے پکڑ لیا جس کی پختہ خبر دی گئی تھی اور ہم نے ان کو کوڑا کرکٹ بنا دیا اور (فرشتوں کو حکم دیا کہ) ظالموں کے لیے خدا کی لعنت (مقدر کر دو)[1]

---

[1] "مقدر کر دو" اس لیے نکالا گیا ہے کہ بُعْدًا کے آخر میں نصب آتی ہے اور اس سے پہلے کوئی عامل ہونا ضروری ہے۔

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قُرُوۡنًا اٰخَرِيۡنَ ﴿۴۲﴾
پھر اُن کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں۔

مَا تَسۡبِقُ مِنۡ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾
کوئی قوم اپنی مدّت سے آگے نہیں گذرتی اور نہ ہی اس سے پیچھے رُک رہ سکتی ہے

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ بَعۡضًا وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ ۚ فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۴﴾
پھر ہم نے اپنے رسول متواتر بھیجے جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا تھا وہ اس کو جھٹلاتے تھے پس ہم ان میں سے بعض کو بعض کے پیچھے بھیجتے چلے جاتے تھے (یعنی ہلاک کرتے جاتے تھے) اور ہم نے ان سب کو گذشتہ افسانے کرکے رکھ دیا[1]۔ اور (ان کے متعلق فرشتوں کو حکم دیا کہ) جو لوگ ایمان نہیں لائے اُن کے لیے خدا کی لعنت (مقدر کردو)

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۙ﴿۴۶﴾
اس کے بعد ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنے نشان اور کھلا کھلا غلبہ دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی

اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ ۚ﴿۴۷﴾
طرف بھیجا۔ پس انھوں نے تکبّر کیا۔ اور وہ سرکش لوگوں میں سے بن گئے۔

فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ۚ﴿۴۸﴾
پھر انھوں نے کہا، کیا ہم اپنے جیسے دو انسانوں پر ایمان لے آئیں؟ حالانکہ ان دونوں کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے۔

فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِيۡنَ ﴿۴۹﴾
پس انھوں نے ان دونوں (یعنی موسیٰ اور ہارون) کو جھٹلا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بھی ہلاک ہونے والے لوگوں میں سے بن گئے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۵۰﴾
اور ہم نے موسیٰ کو (وہ) کتاب دی (جس کو سب جانتے ہیں) تاکہ وہ (اور اس کی قوم) ہدایت پائیں

وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيۡنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيۡنٍ ﴿۵۱﴾ ع ۳
اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ہم نے اُن دونوں کو ایک اُونچی جگہ پر پناہ دی[2] جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوۡا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ اِنِّىۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ؕ﴿۵۲﴾
(اور ہم نے کہا) اے رسُولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور مناسب حال عمل کرو (اور) میں اس کو جو تم کرتے ہو جانتا ہوں۔

---

[1] یعنی دنیا میں ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

[2] تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ اونچی جگہ کشمیر تھی۔ بائیبل اور یہودیوں اور ہندوؤں کی تاریخ سے بھی بہت سے حوالے اس کی تائید میں ملتے ہیں۔

وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

اور یہ تمھاری جماعت[1] (یعنی نبیوں کی) ایک ہی جماعت[2] ہے اور میں تمھارا رب ہوں، پس مجھے ہلاکت سے بچنے کے لیے اپنی ڈھال بناؤ۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾

جس کو انھوں (یعنی کفار) نے شریعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور ہر فرقہ نے جو ٹکڑا اپنے لیے اختیار کیا، اس پر فخر کرنے لگے۔

فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾

پس تو اُن کو ایک مدت تک اپنی غفلت میں پڑا رہنے دے۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ﴿۵۵﴾

کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دینا ان کو نیکیوں میں

نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

جلد جلد بڑھانا ہے؟ (ایسا نہیں) بلکہ وہ (حقیقتِ حال کو) سمجھتے نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ﴿۵۷﴾

وہ لوگ جو اپنے رب کے ڈر سے کانپتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۸﴾

اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾

اور جو اپنے رب کا شریک کسی کو نہیں بناتے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾

اور جو (خدا کے بخشے ہوئے) مال کو (آگے مستحقین کو) دیتے رہتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انھیں ایک دن اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾

یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرنے والے ہیں اور وہ ان (نیکیوں) کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور ہم کسی جان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگاتے مگر اس کی طاقت کے مطابق۔ اور ہمارے پاس ایک اعمالنامہ ہے جو سچی سچی بات کہتا ہے اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

لیکن اُن کے دل تو اس تعلیم کے متعلق غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا ان کے اور بھی بہت سے (خراب) اعمال ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ

یہاں تک کہ جب ہم اُن میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں گرفتار کر لیتے

---

[1] یہاں اُمت سے مراد نبی کی قوم نہیں بلکہ جماعت مراد ہے۔

[2] یعنی سب رسول ایک جماعت کا حصہ ہیں۔ ان میں کوئی امتیاز کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ ہم رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔

يَجْـَٔرُوْنَ ﴿۶۵﴾

ہیں تو اچانک وہ فریادیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۶﴾

(اس وقت ہم اُن سے کہتے ہیں) آج فریاد نہ کرو، ہماری طرف سے تمھیں کوئی مدد نہ پہنچے گی۔

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۷﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

میری آیتیں تم کو پڑھ کر سُنائی جاتی تھیں، مگر تم ان سے بے پروائی کا اظہار کرتے ہوئے اور بے ہودہ باتیں کرتے ہوئے اور اس سے روگردانی کرتے ہوئے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جایا کرتے تھے۔

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۹﴾

کیا ان لوگوں نے اس قول (یعنی قرآن) پر غور نہیں کیا۔ یا ان کو وہ (وعدہ) ملا ہے جو اُن کے پہلے باپ دادوں کو نہیں ملا تھا۔

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۷۰﴾

(اور) کیا انھوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا جس کی وجہ سے وہ اس کا انکار کر رہے ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۱﴾

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے (مگر ایسی بات نہیں) بلکہ وہ اُن کے پاس حق لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۲﴾

اور اگر حق اُن کی خواہشات کی اتباع کرتا تو آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر بستے ہیں تباہ ہو جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے پاس اُن کی عزّت کا سامان لے کر آئے ہیں اور وہ اپنی عزّت کے سامان سے اعراض کر رہے ہیں۔

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۳﴾

کیا تُو اُن سے کوئی تاوان مانگتا ہے (ایسا نہیں ہو سکتا) کیونکہ تیرے ربّ کا دیا ہوا مال[1] بہت اچھا ہے اور وہ (ربّ) بہترین رزق دینے والا ہے۔

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۴﴾

اور تُو اُن کو سیدھے راستے کی طرف بُلاتا ہے۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ (سچے) راستہ سے ہٹنے والے ہیں۔

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۶﴾

اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو ضرر اُن کو پہنچ رہا ہے۔ اُس کو دُور کر دیں تو وہ اپنی سرکشی میں اور بھی بڑھ جائیں۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ

اور ہم نے اُن کو سخت عذاب میں جکڑ رکھا ہے پھر بھی وہ اپنے ربّ کے

---

[1] خَرَاجٌ کے معنے ہم نے تاوان کے کیے ہیں۔ لیکن جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے بولا جائے تو اس کے معنے عطیہ کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا کا دیا ہوا تاوان نہیں کہلاتا۔ اس لیے کہ وہ بندوں کے ماتحت نہیں۔

وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾
سامنے عاجزانہ طور پر نہیں جھکے اور نہ اس کے سامنے گریہ وزاری کی۔

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾
یہاں تک کہ جب ہم اُن پر ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہ مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
اور وہ خدا ہی ہے جس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کیا ہے۔ لیکن تم بالکل شکر[1] نہیں کرتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾
اور وہی ہے جس نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور تم اُسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾
اور وہی ہے جو تمھیں زندہ کرتا ہے اور جو تمھیں مارے گا اور رات اور دن کا آگے پیچھے آنا اسی کے اختیار میں ہے کیا تم عقل نہیں کرتے۔

بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾
حقیقت یہ ہے کہ وہ وہی بات کہتے ہیں جو اُن سے پہلوں نے کہی تھی۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾
اُنھوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں بن جائیں گے تو ہم پھر[2] اٹھائے جائیں گے؟

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾
اس سے پہلے اسی بات کا وعدہ ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے کیا گیا تھا (مگر ایسا نہیں ہُوا) یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾
تو کہہ دے کہ اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ تو سہی) یہ سب زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾
یقیناً وہ (اس کے جواب میں) کہیں گے اللہ کا۔ اس پر تو کہہ دے، کیا تم سمجھ سے کام نہیں لیتے؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾
(پھر) تُو اُن سے (کہہ کہ سات آسمان اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾
وہ فوراً کہیں گے (یہ سب) اللہ کے ہیں۔ تو کہہ دے کیا پھر تم (اس خدا کے ذریعہ سے تباہی سے) بچنے کی کوشش نہیں کرتے؟

---

[1] دیکھو سورۃ اعراف۔ آیت ۱۱۔ نوٹ ۲۔ [2] قرآن مجید میں اس جگہ پھر حرف سوال کو دُہرایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اُردو میں ایک دفعہ سوال کا حرف آ جائے تو اگلے تمام فقروں کے ساتھ لگتا جاتا ہے۔ ہم نے ترجمہ میں دوسری جگہ کے سوالیہ حرف کو حذف کر دیا ہے۔

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

(نیز) تو کہہ دے کہ کس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور وہ (سب کو) پناہ دیتا ہے، ہاں اُس کے عذاب کے خلاف کوئی دُوسرا پناہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم جانتے ہو (تو اس کو سمجھ سکتے ہو)

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۹۰﴾

وہ (اُوپر کا سوال سُن کر فوراً) کہیں گے۔ اللہ کے (قبضہ میں) اس پر تو کہہ دے کہ پھر تمھیں دھوکہ دے کر کدھر لے جایا جا رہا ہے۔

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۱﴾

حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے پاس حق لائے ہیں اور وہ اس کے قطعی منکر ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

اللہ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور اس کے ساتھ کوئی معبود نہیں (اگر ایسا ہوتا) تو ہر معبود اپنی پیدا کی ہوئی اشیا کو الگ کر کے لے جاتا۔ اور (ان معبودوں) میں سے بعض بعض پر پلّہ بول دیتے۔ اللہ پاک ہے اس سے جو یہ باتیں کرتے ہیں۔

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۳﴾

وہ غیب کا بھی علم رکھتا ہے اور حاضر کا بھی (علم رکھتا ہے) پس جن کو وہ اس کا شریک بناتے ہیں اُن سے وہ بہت اونچا ہے۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۴﴾

تو کہہ دے اے میرے ربّ! اگر تو میری زندگی میں وہ کچھ دکھا دے جس کا اُن سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾

تو اے میرے ربّ! تو مجھے ظالم قوم میں سے نہ بنائیو[1]

وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۶﴾

اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو اُن سے وعدہ کرتے ہیں تجھے دکھا دیں[2]۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۷﴾

تو اُن کی بُری باتوں کو ایسی (جوابی) باتوں سے دُور کر جو نہایت خوبصورت ہوں۔ ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۸﴾

اور تو کہہ دے اے میرے ربّ میں سرکش لوگوں کی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۹﴾

اور اے میرے ربّ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے (بھی) کہ وہ میرے سامنے آجائیں

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۱۰۰﴾

اور اس وقت[3] جب اُن میں سے کسی کی موت آجائے گی وہ کہے گا اے میرے ربّ! مجھے واپس لوٹا دے، مجھے واپس لوٹا دے، مجھے واپس لوٹا دے۔

---

[1] یعنی اُن کے عذاب میں شریک نہ کیجیو۔

[2] یعنی تیری زندگی میں اس عذاب کا وعدہ پُورا کر دیں۔

[3] یہاں حتّٰی کا لفظ ہے اور حتّٰی کو لغت والے حرفِ ابتدا بھی کہتے ہیں۔ (دیکھو بحر محیط جلد ۶ صفحہ ۴۲۲) جس کے مطابق ہم نے معنے کیے ہیں۔

لَعَلِّيْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

تاکہ میں اس جگہ جس کو میں چھوڑ کر آ گیا ہوں (یعنی دنیا میں) مناسب حال عمل کروں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ صرف ایک منہ کی بات ہے جسے وہ کہہ رہے ہیں اور ان کے پیچھے ایک پردہ[1] ہے اس دن تک کہ وہ دوبارہ اُٹھائے جائیں (پس وہ دنیا کی طرف زندہ کر کے کبھی لوٹائے نہیں جائیں گے)

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

پھر جب بگل میں پھونک ماری جائے گی تو اُس دن اُن کے درمیان کوئی قرابتیں باقی نہیں رہیں گی اور نہ وہ ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

پس جن کے وزن بھاری ہو جائیں گے، وہ لوگ بامراد ہوں گے۔

وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اور جن کے وزن ہلکے ہو جائیں گے وہ لوگ گھاٹے میں پڑیں گے (اور اپنی جانوں کو تباہ کر دیں گے) اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

آگ اُن کے مونہوں کو جھلسے گی اور وہ اس میں روسیاہ ہو جائیں گے۔

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

(اور کہا جائے گا) کیا تمہارے سامنے میری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں؟ اور تم ان کا انکار نہیں کرتے تھے؟

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾

وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم ایک گمراہ جماعت تھے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

اے ہمارے ربّ! ہمیں اس (دوزخ) سے نکال۔ پس اگر ہم (ان گناہوں کی طرف) پھر لوٹیں تو ہم ظالم ہوں گے۔

قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

(خدا) فرمائے گا (دور ہو جاؤ اور) دوزخ میں چلے جاؤ اور مجھ سے کلام مت کرو۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

بات یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو کہتا تھا کہ اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے ہیں۔ سو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں میں سے اچھا ہے۔

---

[1] یہ مراد نہیں کہ مبعوث ہونے کے دن اسی دنیا میں واپس ہو جائیں گے بلکہ یہ مراد ہے کہ اُس دن تو اگلے جہان کا آخری مرحلہ شروع ہو جائے گا۔ واپس آنے کا سوال نہیں ہوگا اور اس دن تک اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کے اس دنیا میں واپس آنے کے رستہ میں روک پیدا کر رکھی ہے۔ یعنی مُردے زندہ ہو کر اس دنیا میں آ ہی نہیں سکتے۔ اب وہ لوگ سوچیں جو ولیوں اور نبیوں کو مُردوں کا زندہ کرنے والا قرار دیتے ہیں۔

[2] ضمیر کی بجائے ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

مگر تم نے اُن کو ہنسی مذاق کا مورد بنالیا، یہاں تک کہ انھوں نے تمھاری دلچسپی کا سامان بنکر تم کو میری یاد بُھلادی اور تم ان سے ہمیشہ ہنسی کرتے رہے۔

اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

اُن کے صبر کرنے کی وجہ سے میں آج اُن کو (مناسب حال) بدلہ دوں گا یقیناً وہ کامیاب ہوں گے۔

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

پھر وہ (یعنی خدا) فرمائے گا، کتنے سال تم زمین میں رہے ہو؟

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْــَٔـلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۴﴾

وہ کہیں گے، ہم ایک ہی دن یا دن کا کچھ حصّہ زمین میں رہے ہیں، تو گننے والوں سے پُوچھ لے۔

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

(اس پر خدا تعالےٰ) فرمائے گا، اگر تم سمجھ سے کام لو تو تم بہت تھوڑا[۱] عرصہ رہے ہو۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

کیا تم یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے تم کو بغیر کسی مقصد کے پیدا کیا ہے؟ اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۷﴾

پس اللہ بڑی بلند شان والا، بادشاہ، اور قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش کریم کا ربّ ہے۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے ربّ کے پاس ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کافر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ ع ۶

اور تُو کہہ دے، اے میرے ربّ! معاف کر، اور رحم کر اور تُو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

---

[۱] یعنی اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیوی زندگی نہایت قلیل ہے اور بوجہ دکھوں سے بھری ہوئی ہونے کے اور بھی قلیل معلوم ہوتی ہے۔

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ نُور - یہ سُورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پینسٹھ آیتیں ہیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ②

(یہ) ایک ایسی سورۃ ہے جو ہم نے اُتاری ہے اور (جس پر عمل کرنا) ہم نے فرض کیا ہے اور اس میں ہم نے اپنے روشن احکام بیان کیے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ③

زانیہ عورت اور زانی مرد اگر اُن پر الزام ثابت ہو جائے تو) اُن میں سے ہر ایک کو سَو سَو کوڑے لگاؤ۔ اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہو تو اللہ کے حکم کے بجالانے میں ان دونوں قسم کے مجرموں کے متعلق تمھیں رحم نہ آئے اور چاہیئے کہ ان دونوں کی سزا کو مومنوں کی ایک جماعت مشاہدہ کرے۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ④

اور ایک زانی زانیہ یا مشرکہ کے سوا کسی سے ہم صحبت نہیں ہوتا۔ اور نہ زانیہ زانی یا مشرک کے سوا کسی سے ہم صحبت[1] ہوتی ہے۔ اور مومنوں پر یہ (بات) حرام کی گئی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑤

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں پھر چار گواہ مہیّا نہیں کرتے تو (ان کی سزا یہ ہے کہ) اُن کو اسی کوڑے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور وہ لوگ (اپنے اس فعل کی وجہ سے شریعت اسلامی کی) اطاعت سے خارج ہیں۔

---

[1] نکاح کے معنے اُردو میں زیادہ تر اس اعلان کے ہوتے ہیں جو ایک مرد اور عورت کے شرعی طور پر جوڑنے کے متعلق ہوتا ہے۔ لیکن عربی میں نکاح کے معنے زیادہ تر ہم صحبت ہونے کے ہوتے ہیں۔ ان معنوں کو مدنظر نہ رکھ کر اس آیت کے مضحکہ انگیز معنے لوگوں نے کیے ہیں۔ اس کے سادہ معنے یہ ہیں کہ جب کوئی شخص زانیہ سے ہم صحبت ہوگا تو وہ زانی ہی ہوگا، اس کا خاوند نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند ہو تو وہ عورت زانیہ نہیں۔ اسی طرح اس کے اُلٹ معاملہ ہے زانیہ وہ اسی صورت میں کہلائے گی کہ غیر مرد سے ہم صحبت ہو۔ اور جب ایک غیر عورت ایک غیر مرد سے ہم صحبت ہو گی تو لازماً وہ مرد بھی زانی کہلائے گا۔ پس آیت کا مطلب صاف تھا لیکن غلط ترجمہ کر کے قرآن مجید کو ہنسی مذاق بنا لیا گیا۔ علاوہ ازیں یہ بات طبعی واقعات کے بھی خلاف ہے کہ زانیہ سے زانی کے سوا کوئی نکاح نہ کرے گا۔ دنیا میں ہزاروں مثالیں اس کے خلاف ملتی ہیں۔ کئی لوگ عورتوں کی اصلاح کے لیے کنچنیوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ گو وہ بعد میں تائب ہو جاتی ہیں مگر نکاح کے وقت وہ زانیہ ہی کہلاتی ہیں۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦﴾

سوائے اُن کے جو بعد میں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں۔ سو ایسا کرنے پر اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور اُن کے پاس سوائے اپنے وجود کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتا تو اُن میں سے ہر شخص کو ایسی گواہی دینی چاہیئے جو اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیوں پر مشتمل ہو اور (ہر گواہی میں) وہ یہ کہے کہ وہ راستبازوں میں سے ہے۔

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٨﴾

اور پانچویں (گواہی) میں (کہے) کہ اُس پر خدا کی لعنت ہو، اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔

وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ ۙ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٩﴾

اور اس بیوی سے (جس پر اس کا خاوند الزام لگائے) اس کا اللہ کی قسم کھا کر چار گواہیاں دینا کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے عذاب دُور کر دے گا۔

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٠﴾

اور پانچویں قسم (اس طرح کھائے) کہ اللہ کا غضب اُس (عورت) پر نازل ہو اگر وہ (الزام لگانے والا خاوند) سچا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ﴿١١﴾ ع

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ نہ ہوتا کہ اللہ بڑا فضل کرنے والا اور بڑی حکمتوں والا ہے (تو تم لوگ تباہی میں پڑ جاتے)

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَكُمْ ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٢﴾

یقیناً وہ لوگ جنھوں نے ایک بڑا اتہام باندھا تھا تمھیں میں سے ایک گروہ ہے تم اس (فعل) کو اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمھارے لیے بہت اچھا تھا (کیونکہ اس کی وجہ سے ایک پُر حکمت تعلیم تم کو مل گئی) اُن میں سے ہر شخص کو اُس نے جتنا گناہ کیا تھا اس کی سزا مل جائے گی اور جو شخص اس گناہ کے بڑے حصے کا ذمہ وار تھا اس کو بہت بڑا عذاب ملے گا۔

لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُبِينٌ ﴿١٣﴾

جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنی قوم کے متعلق نیک گمان کیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ تو ایک بہت بڑا جھوٹ ہے۔

لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٤﴾

اور کیوں نہ وہ لوگ (جنھوں نے یہ جھوٹ پھیلایا تھا) اس پر چار گواہ لائے پس جبکہ وہ گواہ نہیں لائے تو اللہ کے فیصلہ کے مطابق وہ جھوٹے ہیں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتے تو تم کو اس کام (کی وجہ) سے جس میں تم پڑ گئے تھے بہت بڑا عذاب پہنچتا۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾

اس وجہ سے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی زبان سے اس جھوٹ کو سیکھنے لگ گئے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنے لگ گئے جس کا تم کو کوئی علم نہیں تھا (خدا تم پر ناراض ہوا) اور تم اس بات کو معمولی سمجھتے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی تھی۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾

اور کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس بات کو سنا تھا تو فوراً کہہ دیا کہ یہ ہمارا کام نہیں کہ ہم اس بات کو آگے دہرائیں، اے خدا تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ تم کو اس قسم کی بات کے دوبارہ کرنے سے ہمیشہ کے لیے روکتا ہے، اگر تم مومن ہو۔

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۹﴾

اور اللہ تمھارے لیے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۰﴾

یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بدی[1] پھیل جائے اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱﴾ ع

اور اگر اللہ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا اور اگر اللہ بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا نہ ہوتا (تو تم دکھ میں پڑ جاتے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

اے مومنو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ جان لے کہ شیطان بدیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاکباز نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاکباز بنا دیتا ہے اور اللہ بہت دعائیں سننے والا بہت جاننے والا ہے۔

---

[1] یعنی بلا تحقیق فحشاء کے الزام لگانے اور اُن کو پھیلانے سے قوم میں فحشاء کی عظمت کم ہو جاتی ہے اور لوگ فحشاء پر جرأت کرنے لگ جاتے ہیں۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوٓا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۳﴾

اور تم میں سے (دین و دنیا میں) فضیلت رکھنے والے اور کشائش رکھنے والے لوگ قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کے رستہ میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہ کریں گے اور چاہیئے کہ وہ عفو سے کام لیں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے۔ اور اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۴﴾

وہ لوگ جو کہ پاک دامن عورتوں پر الزام لگاتے ہیں۔ جو (شریروں کی شرارت سے) غافل ہیں اور ایمان دار ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جائے گی اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

اُس دن جبکہ اُن کی زبانیں بھی اور اُن کے ہاتھ بھی اور ان کے پاؤں بھی ان کے اُن اعمال کے متعلق جو وہ کرتے تھے اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔

يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۶﴾

اس دن اللہ اُن کو اُن کا صحیح بدلہ دیگا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی صدقِ کامل ہے ایسا صدق جو اپنے آپ کو آپ ظاہر کر دیتا ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۷﴾ ع ۹

خبیث باتیں[1] خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث باتوں کے لیے ہیں اور پاک باتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک باتوں کے لیے ہیں۔ یہ سب لوگ ان باتوں سے جو (دشمن) کہتے ہیں پاک ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور معزز رزق (مقدر) ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾

اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔ اور (داخل ہونے سے پہلے) اُن گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے اچھا ہوگا اور اس (فعل) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (نیک باتوں کو ہمیشہ) یاد رکھو گے۔

---

[1] عام طور پر مفسّر اس آیت کے یہ معنے کرتے ہیں کہ خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں اور خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے۔ مگر یہ درست نہیں۔ باتیں اور اعمال بھی مونث استعمال ہوتے ہیں اور انہی کا یہاں ذکر ہے۔ ورنہ ایک بدکار عورت کسی شریف سے دھوکا دیکر بیاہ کرلے تو اس میں مرد کا کیا قصور؟ اسی طرح اس کا اُلٹ سمجھ لو۔ قرآن مجید تو صرف یہ کہتا ہے کہ جو نیکی میں مشہور رہوں۔ ان پر بدی کا الزام نہ لگاؤ کیونکہ عقلاً شہرتِ نیک رکھنے والا مرد یا عورت نیک کام ہی کریں گے۔

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ، تب بھی اُن میں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں (گھر والوں کی طرف سے) اجازت نہ مل گئی ہو۔ اور اگر (کوئی گھر میں ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (اس وقت چلے جاؤ) تو تم چلے آؤ، یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہوگا، اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۰﴾

تمہارے لیے اُن گھروں میں داخل ہونا گناہ کا موجب نہیں جن میں کوئی رہتا نہیں اور تمہارا سامان اس میں پڑا ہے اور اللہ اُسے بھی جانتا ہے جسے تم ظاہر کرتے ہو اور اُسے بھی جسے تم چھپاتے ہو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۚ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۱﴾

تُو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ اُن کے لیے بہت پاکیزگی کا موجب ہوگا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار[1] ظاہر ہوتی ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں، اور وہ صرف اپنے خاوندوں، یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں، یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی (ہم کفو[2]) عورتوں یا جن کے مالک اُن کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں یا ایسے ماتحت مردوں پر جو ابھی جوان نہیں ہوئے، یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا، اپنی زینت ظاہر کریں۔ ان کے سوا کسی پر نہ ظاہر کریں۔ اور اپنے پاؤں (زور سے زمین پر) اس لیے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں، اور اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

---

[1] جیسے قد اور موٹاپا یا دبلاپن۔

[2] یعنی جو شرافت میں مشہور ہوں۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں کے عام رواج کے مطابق ڈومنیاں ہر وقت گھر میں گھسی رہیں۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۳﴾

اور اپنے میں سے جو بیوائیں ہیں اور جو اپنے غلاموں یا لونڈیوں میں سے نیک ہوں اُن کی شادیاں کر دیا کرو۔ اگر وہ غریب ہیں تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت رکھنے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾

اور چاہیئے کہ وہ لوگ جن کو نکاح کی توفیق نہیں پاکیزگی اختیار کریں یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے غنی بنا دے اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مکاتبت کا مطالبہ کریں اگر تم اُن میں بھلائی[1] دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو اور (اگر ان کے پاس پورا مال نہ ہو تو) جو اللہ نے تم کو مال دیا ہے اس میں سے کچھ مال دے کر (اُن کی آزادی ممکن بنا) دو۔ اور تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر وہ نیک[2] رہنا چاہتی ہوں، تاکہ تم اس ذریعہ سے[3] دنیوی زندگی کا سامان جمع کرو۔ اور جو کوئی اُن کو مجبور کرے۔ تو اللہ اُن عورتوں کی مجبوری کے بعد بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے[4] (وہ اُن پر گرفت نہیں کرے گا)

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾ ع

اور ہم نے تم پر کھلے کھلے نشانات اُتارے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں اُن کے حالات بھی بیان کیے ہیں اور متقیوں کے لیے نصیحت کی باتیں بھی بیان کی ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ

اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے[5] اور زمین کا بھی۔ اُس کے نور کی کیفیت[6] یہ ہے جیسے کہ ایک طاق ہو جس میں ایک دیا پڑا ہو (اور وہ) دیا ایک شیشے کے گلوب کے نیچے ہو (اور) وہ گلوب ایسا چمکدار ہو گویا وہ ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (اور) وہ (چراغ) ایک ایسے برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے جلایا جا رہا ہو کہ وہ (درخت)[7] نہ شرقی ہو نہ غربی۔

---

[1] یعنی وہ مال لٹانے والے نہ ہوں یا آوارہ نہ ہوں لیکن اگر مالک راضی نہ ہو تو مکاتبت چاہنے والا غلام قاضی کے ذریعہ سے آزادی حاصل کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔

[2] یعنی لونڈیوں کی خواہش نکاح کی ہو تو اس سے انھیں روکو نہیں کیونکہ اس کا نتیجہ فسق و فجور ہو گا۔

[3] یعنی عورتوں کو غلام رکھ کر اپنے گھر کی نوکروں کی مشکل حل نہ کرو۔

[4] یعنی قرآن کریم کا حکم ہے کہ نکاح کرو لیکن اگر مالک اس میں روک بنے تو گناہ اس پر ہو گا نہ کہ عورت پر۔

[5] یعنی سب برکت دنیا میں خدا تعالیٰ کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔

[6] یعنی جو تعلیم اس کی طرف سے آتی ہے اس کا مقابلہ دوسری تعلیموں سے ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک مٹی کے دیئے کا ایک ریفلیکٹر رکھنے والے لیمپ سے۔

[7] مشرق و مغرب سے تعلق نہ رکھنے والے درخت سے مراد ایسی تعلیم ہے جس میں نہ مشرقیوں کا لحاظ رکھا گیا ہے اور نہ مغربیوں کا۔ اور یہ تعلیم صرف قرآن مجید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا فَضْلَ لِلْعَرَبِيِّ عَلَى الْاَعْجَمِيِّ۔

نَارٌ ۚ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۚ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

قریب ہے کہ اس کا تیل خواہ اُسے آگ نہ بھی چھوئی ہو بھڑک اُٹھے (یہ چراغ) بہت سے نوروں کا مجموعہ (معلوم ہوتا) ہے اللہ اپنے نور کے لیے جن کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے (تمام ضروری) باتیں بیان کرتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو خوب جانتا ہے۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

یہ (نور[1]) ایسے گھروں میں ہیں جن کے اُونچا کیے جانے کا خدا نے حکم دیدیا ہے اور ان میں خدا کا نام لیا جاتا ہے (اور) ان میں صبح و شام تسبیح کرتے رہتے ہیں کچھ مرد۔

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی نتیجہ یہ ہوگا

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دیگا اور ان کو اپنے فضل سے (مال و اولاد میں) بڑھا دیگا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾

اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں جو ایک وسیع میدان میں نظر آتی ہے جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آجاتا ہے تو وہ اُسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اس کے پاس دیکھ لیتا ہے تب اللہ اُسے اس کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے اور اللہ بہت جلد حساب چکانے والوں میں سے ہے۔

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ ع

یا (اُن کافروں کے اعمال کی کیفیت) ان تاریکیوں جیسی ہے جو ایک گہرے سمندر پر چھائی ہوئی ہوتی ہیں جس پر لہریں اُٹھ رہی ہوتی ہیں اور اُن لہروں پر اور لہریں اُٹھ رہی ہوتی ہیں اور اُن سب کے اوپر ایک بادل ہوتا ہے یہ ایسی تاریکیاں ہوتی ہیں کہ ان میں سے بعض بعض کے اوپر چھائی ہوتی ہیں جب انسان اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو باوجود کوشش کے اس کو دیکھ نہیں سکتا اور جس کے لیے اللہ نور نہ بنائے اس کو کہیں سے نور نہیں ملتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ

کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ وہ ہے کہ جو آسمانوں اور زمین میں رہتے ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہیں۔

---

[1] یعنی خدائی نور کا ثبوت یہ ہوگا کہ جن گھروں میں یہ نور یعنی تعلیم قرآن ہوگی وہ دنیا میں عزت پا جائیں گے اور عبادت سے ہر وقت معمور رہیں گے۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾

اُن میں سے ہر ایک (اپنی) اپنی پیدائش کے مطابق اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو آہستہ آہستہ ہانک کر لاتا ہے پھر اُن کے درمیان اتّصال پیدا کر دیتا ہے پھر اُن کو تہ بہ تہ بنا دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ اُن کے اندر سے بارش ٹپکنے لگتی ہے اور وہ بادل میں سے بہت بڑے حجم کی چیزیں گراتا ہے جن میں سے بعض اولوں کی قسم کی ہوتی ہیں اور اس کو جس (قوم) تک چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اُسے روک لیتا ہے قریب ہوتا ہے کہ اس کی بجلی کی روشنی بعض آنکھوں کو اندھا کر دے۔

يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾

اللہ رات اور دن کو چکّر دیتا رہتا ہے۔ اِس میں عقل والے لوگوں کے لیے بڑی عبرت ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾

اور اللہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے پس کچھ تو ایسے ہیں جو اپنے پیٹ پر چلتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو (اپنے) دو پاؤں پر چلتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

ہم نے کھُلے کھُلے نشانات اُتارے ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور وہ کہتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کا وعدہ کر لیا۔ پھر ان میں سے ایک گروہ اس کے بعد (اپنے اقرار سے) پھر جاتا ہے۔ اور ایسے لوگ ہرگز مومن نہیں۔

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور جب اُن کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف اِس لیے بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اُن میں سے ایک گروہ اعراض کرنے لگتا ہے۔

وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۵۰﴾

اور اگر کوئی بات اُن کے حق میں ہو تو وہ فوراً اظہارِ اطاعت کرتے ہوئے آجاتے ہیں۔

اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۶

کیا اُن کے دلوں میں کوئی بیماری ہے؟ یا وہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں یا وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اُس کا رسول اُن پر ظلم کرے گا۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ وہ خود ظالم ہیں۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۲﴾

مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں یہ ہوا کرتا ہے کہ ہم نے سُنا اور ہم نے مان لیا اور وہی لوگ کامیاب ہوا کرتے ہیں۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کا تقویٰ اختیار کریں وہ بامراد ہو جاتے ہیں۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور وہ لوگ اللہ کی پکّی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تُو ان کو حکم دے تو وہ فوراً گھروں سے نکل کھڑے ہونگے۔ کہو قسمیں نہ کھاؤ۔ ہمارا حکم تو تمھیں صرف ایسی اطاعت کا ہے جو عرفِ عام میں اطاعت سمجھی جاتی ہے اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، یقیناً خبردار ہے۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَي الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۵﴾

تُو کہہ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ پھر جائیں تو اس (رسول) پر صرف اس کی ذمہ واری ہے جو اس کے ذمہ لگایا گیا ہے اور تم پر اس کی ذمہ واری ہے جو تمھارے ذمہ لگایا گیا ہے اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ تو صرف بات کو کھول کر پہنچا دینا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا[1] جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا[2]۔

---

[1] گو لفظ عام ہیں مگر مراد یہ ہے کہ تم میں سے خلیفے بنائے گا۔ یہ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کبھی عام لفظ ہوتے ہیں اور ایک شخص مراد ہوتا ہے اور کبھی ایک شخص کا ذکر کیا جاتا ہے اور ایک جماعت مراد ہوتی ہے۔ (دیکھو فقہ اللغۃ مصنفہ ثعالبی)

[2] پہلے لوگوں میں شخصی خلافت ہوئی۔ جیسے مسیحؑ کے بعد اور موسیٰؑ کے بعد۔ پس اس مثال سے آیت کا مضمون واضح ہو گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ خلافت انتخابی ہو گی نہ کہ نسلی۔ مسیحیوں میں تو نسلی ہو ہی نہ سکتی تھی، کیونکہ ان کے بڑے پادریوں کے لیے شادی حرام ہے اور یہود میں زیادہ تر خلافت الہام سے ہوئی۔ جیسے یوشع موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح داؤدؑ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے اور وہ صاحبِ الہام تھے۔

قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور جو دین اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے وہ ان کے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردیگا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لیے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دئے جائیں گے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو، اور اس رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۸﴾ ع ۱۴

(اور اے مخاطب)[1] کبھی خیال نہ کر کہ کفار زمین میں ہمیں اپنی تدبیروں سے عاجز کردیں گے اور ان کا ٹھکانا تو دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اے مومنو! چاہیئے کہ وہ لوگ جن کے مالک تمھارے دائیں ہاتھ ہیں اور وہ لوگ جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے وہ تین وقتوں میں اجازت لے کر اندر آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے، اور جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتارتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمھارے پردے کے وقت ہیں، اِن وقتوں کے بعد (اندر آنے جانے پر) نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ اُن پر کوئی گناہ ہے۔ کیونکہ بعض تم میں سے بعض کے پاس ضرورتاً اکثر آتے جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بہت علم والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾

اور جب تمھارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو اسی طرح اجازت لیا کریں جس طرح ان سے پہلے (یعنی بڑے) لوگ اجازت لیا کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمھارے لیے بیان کرتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا

اور وہ عورتیں[2] جو کہ بڑھیا ہوگئی ہیں اور نکاح کے قابل نہیں[3]۔ اُن پر

---

[1] اس سے پہلی آیت میں جمع کے صیغے ہیں اور یہاں مفرد کا صیغہ ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جمع جن افراد سے بنی ہے اُن میں سے ہر ایک کا اس جگہ ذکر ہے۔

[2] یعنی بڑھیا عورتوں پر پردہ لازمی نہیں لیکن اگر باہر پھرنے کی مجبوری نہ ہو اور وہ اپنی مرضی سے گھر بیٹھی رہیں تو خدا تعالیٰ کی نظر میں یہ پسندیدہ ہوگا۔

[3] آیت کے لفظی معنے یہ ہیں کہ "نکاح کی امید نہیں رکھتیں"۔ لیکن ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ "جو نکاح کے قابل نہیں" کیونکہ اُردو میں یہ محاورہ درست نہیں کہ وہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں۔ اس سے مراد یہی ہوتا ہے کہ وہ ایسی عمر کو پہنچ گئی ہیں کہ وہ خیال بھی نہیں کر سکتیں کہ ان کا دوبارہ نکاح ہوگا۔

فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾

کوئی گناہ نہیں ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیں اس طرح کہ زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔ اور اُن کا بچے رہنا ان کے لیے بہتر ہوگا اور اللہ بہت سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ ع

نہ اندھوں پر[1]، نہ لنگڑوں پر، نہ مریض پر، نہ تم پر اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادوں کے گھر سے یا اپنی ماؤں (یا ننھیال) کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھر سے یا اپنی بہنوں کے گھر سے یا اپنے چچوں کے گھر سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے یا اپنے ماموؤں کے گھر سے یا اپنی خالاؤں کے گھر سے یا جن کے سامان کے انتظام پر تم مقرر ہو، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کوئی چیز لے کر کھا لینے میں کوئی حرج ہے (اسی طرح) تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پس جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمھیں کھول کر سناتا ہے تا کہ تم عقل سے کام لو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۳﴾

صرف وہی لوگ مومن کہلانے کے مستحق ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی قومی کام کے لیے اس (رسول) کے پاس بیٹھے ہوں تو اُٹھ کر نہیں جاتے جب تک اس کی اجازت نہ لے لیں۔ وہ لوگ جو کہ اجازت لے کر جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب وہ اپنے کسی اہم کام کے لیے تجھ سے اجازت لیں تو اُن میں سے جن کے متعلق تو چاہے انھیں اجازت دے دے۔ اور اللہ سے ان کے لیے بخشش مانگ۔ اور اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

(اے مومنو!) یہ نہ سمجھو کہ رسول کا تم میں سے کسی کو بلانا ایسا ہی ہے

[1] یہودی تعلیم کے مطابق اندھے، لنگڑے اور دوسرے جسمانی عیوب والے ناپاک سمجھے جاتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی غلطی ظاہر کی ہے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۵﴾

جیسا کہ تم میں سے بعض کا بعض کو بُلانا — اللہ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو کہ تم میں سے پہلو بچا کر (مشورہ کی مجلس سے) بھاگ جاتے ہیں پس چاہیئے کہ جو اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے ڈریں کہ ان کو خدا کی طرف سے کوئی آفت نہ پہنچ جائے یا ان کو دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

سُنو، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کا ہی ہے جس (مقام) پر تم (کھڑے) ہو اس کو بھی اللہ ہی جانتا ہے اور جس دن وہ لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ اُن کو ان کے اعمال کا حال بتائے گا اور اللہ ہر ایک چیز کو خوب جانتا ہے۔

ع ۹ ۱۵

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَمَانٍ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ فرقان۔ یہ سورۃ مکی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی اٹھتّر آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ②

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے فرقان[1] اپنے بندے پر اتارا ہے، تاکہ وہ سب جہانوں کے لیے ہوشیار کرنے والا بنے۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ③

وہ (ذات) جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور جس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پھر اس کے لیے ایک اندازہ مقرر کیا ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ④

اور ان لوگوں نے اس (خدا) کے سوا معبود بنا چھوڑے ہیں، جو کچھ (بھی) پیدا نہیں کرتے حالانکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور جو اپنی ذات کے لیے نہ کسی ضرر پر قادر ہیں نہ نفع پر۔ نہ موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ پھر جی اٹھنے کے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۛۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ⑤

اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ایک جھوٹ ہے جو اس نے بنا لیا ہے۔ اور اس کے بنانے پر ایک اور قوم[2] نے اس کی مدد کی ہے۔ پس ان لوگوں نے (یہ بات کہہ کر) بہت بڑا ظلم کیا ہے اور بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ⑥

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو پہلوں کی باتیں ہیں جو اس نے (کسی سے) لکھوا لی ہیں۔ اور اب وہ صبح شام اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (تاکہ وہ قرآن اچھی طرح لکھ لے)

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تُو کہہ دے کہ اس (قرآن) کو تو اُس (خدا) نے اتارا ہے جو آسمانوں

---

[1] یعنی وہ تعلیم جو حق اور باطل میں فرق کر دیتی ہے۔

[2] اس کا جواب دوسری جگہ قرآن مجید میں آچکا ہے۔ کہ قرآن مجید جیسی بلکہ اس کی ایک آیت یا سورۃ کے برابر کوئی اور تعلیم لے آؤ۔ اور سب جن و انس کو مدد کے لیے بلا لو، پھر بھی ناکام رہو گے۔

إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٦﴾

اور زمین کے رازوں سے واقف ہے، وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٨﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نہ اس پر فرشتہ اُتارا گیا، جو اس کے ساتھ کھڑا ہو کر لوگوں کو ہوشیار کرتا۔

أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٩﴾

یا اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا، یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس کے پھل وہ کھاتا، اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جس کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔[1]

انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿١٠﴾ ع

دیکھ! یہ تیرے متعلق کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں اور وہ گمراہ ہو چکے ہیں پس اُن کو کوئی صحیح بات کہنے کا رستہ نہیں ملتا۔

تَبَارَكَ الَّذِي إِن شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّن ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا ﴿١١﴾

بہت برکت والا ہے وہ خدا جو چاہے تو تیرے لیے (اُن کے تجویز کردہ) اس (باغ) سے بہت بہتر باغات[2] پیدا کر دے جن (کے سایہ) میں نہریں بہتی ہوں اور تیرے لیے بڑے بڑے محل تیار کر دے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ﴿١٢﴾

حق یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کا انکار کر رہے ہیں اور ہم نے اس کے لیے جو قیامت کا منکر ہو بھڑکنے والے عذاب کا انتظام کر چھوڑا ہے۔

إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٣﴾

جب وہ (یعنی جہنم) اُن کو دُور سے دیکھے گی تو وہ اس کے جوش کی اور (آنے والی) مصیبت[3] کی آواز کو سُنیں گے۔

وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ﴿١٤﴾

اور جب وہ اس (دوزخ) کے ایک تنگ حصہ میں مشکیں باندھے ہوئے پھینکے جائیں گے اور وہ اس وقت موت کی آرزو کریں گے۔

---

[1] مَسْحُور کے معنے ایسے شخص کے ہیں جس کو کھانا دیا جائے۔ یعنی لوگ اس کو لالچ دینے کے لیے امداد دیں۔

[2] ایسا ہی ہُوا قیصر و کسریٰ کے باغات اور محل مسلمانوں کو ملے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام تھے۔

[3] قرآن مجید میں زَفِیْر کا لفظ ہے جس کے معنے مفردات نے مصیبت کے لکھے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کی تیز آواز سے سمجھ جائیں گے کہ جہنم کا عذاب سخت ہوگا۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۵﴾

(تب خدا کے فرشتے اُن سے کہیں گے) آج ایک موت کی آرزو نہ کرو بلکہ بار بار موت کی خواہش کرو (کیونکہ تم پر بار بار عذاب آنے والے ہیں)

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۶﴾

تُو اُن سے کہہ دے کہ یہ (انجام) بہتر ہے یا دائمی جنّت، جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ ان کا (صحیح صحیح) بدلہ اور آخری ٹھکانا ہوگی۔

لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۷﴾

انھیں اس میں جو کچھ چاہیں گے ملے گا۔ وہ اس میں ہمیشہ کے لیے بستے چلے جائیں گے۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جس کا پُورا کرنا تیرے ربّ پر واجب ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۸﴾

اور جب وہ ان کو اور ان کے جھوٹے معبودوں کو اپنے حضور میں کھڑا کرے گا اور پھر اُن سے کہے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ آپ ہی سیدھے راستہ سے بھٹک گئے تھے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۹﴾

(تب) وہ جواب دیں گے تو پاک ہے ہمیں کوئی حق نہ تھا کہ ہم تیرے سوا اور ہستیوں کو اپنا کارساز بناتے لیکن تُو نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو دنیوی متاع بخشے یہاں تک کہ انھوں نے (تیری) یاد کو ترک کر دیا اور ہلاک ہونے والی قوم بن گئے۔

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾

پس (کفار سے کہا جائے گا کہ دیکھ لو) ان جھوٹے معبودوں[1] نے تمھاری باتوں کو جھٹلا دیا ہے۔ پس آج تم نہ تو عذاب کو ہٹا سکتے ہو، اور نہ کوئی مدد حاصل کر سکتے ہو۔ اور جو کوئی تم میں سے ظالم ہے ہم اُسے بڑا عذاب پہنچائیں گے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۱﴾

اور تجھ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے تھے، وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔ اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے (یہ دیکھنے کے لیے) کہ کیا تم (مسلمان) صبر کرتے ہو (یا نہیں) اور (اے مسلمان) تیرا رب (حالات کو) بہت دیکھنے والا ہے۔

ع ۲

---

[1] ضمیر کی بجائے ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے تا کہ مضمون واضح ہو جائے۔

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا لَوۡ لَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَوۡ نَرٰی رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسۡتَکۡبَرُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ وَ عَتَوۡ عُتُوًّا کَبِیۡرًا ﴿۲۲﴾

اور انھوں نے جو ہماری ملاقات کی امید نہیں کرتے کہہ دیا کہ کیوں ہم پر فرشتے نہیں اُتارے گئے؟ یا ہم اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے؟ انھوں نے اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا ہے اور سرکشی میں بہت آگے نکل گئے ہیں۔

یَوۡمَ یَرَوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ لَا بُشۡرٰی یَوۡمَئِذٍ لِّلۡمُجۡرِمِیۡنَ وَ یَقُوۡلُوۡنَ حِجۡرًا مَّحۡجُوۡرًا ﴿۲۳﴾

(کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ) جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن مجرموں کو کوئی خوشخبری نہیں ملے گی اور (وہ گھبرا کر کہیں گے (ہم سے) پرے ہی رہو۔

وَ قَدِمۡنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰہُ ہَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا ﴿۲۴﴾

اور ہم نے ان کے ہر قسم کے عمل کی طرف توجہ کی جو انھوں نے کیا تھا اور اس کو ہوا میں بکھیر کر اُڑائے ہوئے ذرّات[1] کی طرح کر دیا۔

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ یَوۡمَئِذٍ خَیۡرٌ مُّسۡتَقَرًّا وَّ اَحۡسَنُ مَقِیۡلًا ﴿۲۵﴾

جنّتی لوگ اس دن ٹھکانے کے لحاظ سے بھی اچھے ہوں گے اور خوابگاہوں کے لحاظ سے بھی وہ اعلےٰ مقام پر ہوں گے۔

وَ یَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَ نُزِّلَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ تَنۡزِیۡلًا ﴿۲۶﴾

اور اُس دن (کو یاد کرو) جب آسمان پھٹ جائے گا اور بادل سر پر منڈلا رہے ہوں گے اور فرشتے بار بار اتارے جائیں گے۔

اَلۡمُلۡکُ یَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ لِلرَّحۡمٰنِ ؕ وَ کَانَ یَوۡمًا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ عَسِیۡرًا ﴿۲۷﴾

اس دن بادشاہت سچ مچ رحمٰن (خدا) کے قبضہ میں نظر آئے گی۔ اور (یہ) دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔

وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡہِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ﴿۲۸﴾

اور اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا۔ اے کاش! مَیں رسول کے ساتھ چل پڑتا۔

یٰوَیۡلَتٰی لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا ﴿۲۹﴾

وائے بدبختی! کاش! مَیں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔

لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ؕ وَ کَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا ﴿۳۰﴾

اس نے مجھے خدا کے ذکر سے غافل کر دیا جبکہ وہ (رسول کے ذریعہ سے) میرے پاس آیا تھا۔ اور شیطان آخر انسان کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا ﴿۳۱﴾

اور رسول نے کہا، اے میرے رب! میری قوم نے تو اس قرآن کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا ہے۔

وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ؕ وَ کَفٰی

اور ہم نے اسی طرح مجرموں میں سے سب نبیوں کے دشمن بنائے ہیں،

---

[1] ھَبَآءً کا لفظ جو قرآن کریم میں آتا ہے اس کے اصل معنے اس ہلکے اور باریک ذرّہ کے ہیں جو بعض دفعہ ہوا میں اڑتا ہوا نظر آتا ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ان کو اتنا پیس گے کہ ان کے ذرّات ہلکے ہو کر ہوا میں اُڑنے لگیں گے اور ان کے دوست ان کو جمع بھی نہ کر سکیں گے۔

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّ نَصِيْرًا ﴿۳۲﴾

اور تیرا ربّ ہدایت دینے اور مدد کرنے کے لحاظ سے (بالکل) کافی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۳﴾

اور کافروں نے کہا، کیوں نہ قرآن اس (نبی) پر ایک ہی دفعہ نازل کر دیا گیا۔ ان کا کہنا بھی ایک طرح ٹھیک ہے (لیکن ہم نے اس کو مختلف سورتوں اور ٹکڑوں[1] میں) اس لیے (اتارا) کہ ہم اس (قرآن) کے ذریعہ سے تیرے دل کو مضبوط کرتے رہیں اور ہم نے اس کو نہایت عمدہ بنایا ہے۔

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۴﴾

اور (تیری تردید کے لیے) وہ کوئی بات نہیں کہتے کہ ہم اس کے جواب میں ایک پختہ بات بیان نہیں کر دیتے۔ اور اس کی اچھی سے اچھی توجیہ نہیں کر دیتے۔

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۵﴾ ع

جو لوگ اپنے سرداروں سمیت جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے ان کا مقام بہت برا ہو گا اور ان کا رستہ بڑی گمراہی کا ہو گا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۶﴾

اور ہم نے موسیٰ کو ایک (معلوم[2]) کتاب دی تھی اور ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو بھی نائب بنا کر بھیج دیا تھا۔

فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۷﴾

اور ہم نے اُن سے کہا تھا کہ تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کر دیا ہے پھر (جب وہ تبلیغ کر چکے) ہم نے ان جھٹلانے والوں کو بالکل تباہ کر دیا۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۸﴾

اور قوم نوح کو بھی جب انھوں نے رسولوں کا انکار کیا ہم نے غرق کر دیا اور ہم نے انھیں لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر چھوڑا ہے۔

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۹﴾

اور عاد کو بھی اور ثمود کو بھی اور کنوئیں[3] والے لوگوں کو بھی اور ان کے درمیان اور بہت سی قوموں کو بھی (ہم نے تباہ کر دیا)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے اُترنے سے ایک تو سب مسلمانوں کو قرآن آسانی سے یاد ہو سکتا تھا۔ دوسرے ایک سورۃ میں بیان کردہ پیشگوئی جب پوری ہو جاتی تو دوسری سورۃ میں اس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کے دل مضبوط ہو جاتے۔ اکٹھا نازل ہونے کی صورت میں یہ دونوں اغراض پوری نہیں ہو سکتی تھیں۔

[2] اَل اس چیز کے لیے بھی آتا ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو۔ یا جس کا خیال دماغ میں ہو۔ اس لیے ہم نے اَلْکِتٰب کا ترجمہ "معلوم کتاب" کیا ہے۔

[3] کنوئیں والے لوگوں کے متعلق مفسرین نے بہت اختلاف کیا ہے مگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم ثمود کے بعد گذری تھی اور بحر محیط نے بھی اسی کی تائید کی ہے کیونکہ اس میں حضرت ابن عباسؓ کا قول لکھا ہے کہ یہ قوم ثمود کا حصہ تھی۔ چونکہ ثمود عاد کا آخری حصہ تھے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ نسلِ اسماعیلؑ کے عرب میں پھیلنے سے پہلے یہ لوگ گذرے ہیں جب نسلِ اسمٰعیل عرب میں پھیل گئی تو پھر یہ لوگ شمال کی طرف فلسطین کی جانب چلے گئے جیسا کہ قدیم آثار سے پتہ لگتا ہے (دیکھو العرب قبل الاسلام مصنفہ جرجی زیدان)

وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ؗ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ﴿۳۹﴾

اور اُن میں سے ہر قوم کے لیے ہم نے حقیقت بیان کر دی۔ اور (جب نہ سمجھے تو) سب کو ہلاک کر دیا۔

وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

اور یہ (مکہ کے کفار) اس بستی کے پاس سے گذر چکے ہیں جس[1] پر ایک تکلیف دہ بارش نازل کی گئی تھی۔ کیا یہ اس (بستی کے نشانوں) کو نہیں دیکھتے۔ حقیقت[2] یہ ہے کہ یہ دوبارہ اُٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے تھے۔

وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾

اور جب وہ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے صرف ایک ہنسی ٹھٹھے کی چیز سمجھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا اللہ نے اس شخص کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

اگر ہم اپنے معبودوں پر قائم نہ رہتے تو یہ (شخص) تو ہم کو ان سے گمراہ کرنے ہی لگا تھا۔ اور جب یہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو ضرور حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ کون اپنے طور و طریق میں زیادہ گمراہ تھا۔

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾

(اے رسول!) کیا تو نے اس شخص کا حال بھی معلوم کر لیا جس نے اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا۔ کیا تو اس شخص پر نگران ہے (کہ تو اسے جبرًا گمراہی سے روکے)

اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾ ع

کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ وہ تو فقط جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ رویّہ کے لحاظ سے اُن سے بھی بدتر۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ﴿۴۵﴾

(اے قرآن کے مخاطب) کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے رب نے کس طرح سایہ کو لمبا کیا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو اسے ایک جگہ ٹھہرا ہوا بنا دیتا۔ پھر ہم نے سورج[3] کو اس پر ایک گواہ بنا دیا۔

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾

پھر[4] ہم اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنا شروع کرتے ہیں

---

[1] یعنی لوطؑ کی قوم۔

[2] قرآن کریم میں اس جگہ بَلْ کا لفظ ہے جس کے معنے "بلکہ" کے بھی ہیں۔ اور "اظہار حقیقت" کے بھی ہیں۔ اس لیے ہم نے اس جگہ بلکہ ترجمہ نہیں کیا صرف "حقیقت یہ ہے" کے الفاظ لکھے ہیں۔

[3] یعنی جب معلوم کرنا ہو کہ سایہ کس طرف گیا ہے اور کتنا لمبا ہے تو سورج کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اگر سورج نیچے ہو تو سایہ بالمقابل اور لمبا ہوگا اور اگر سر پر ہو تو بہت چھوٹا اور عین درمیان میں۔

[4] یعنی شام کے دھندلکے سے سایوں کا نشان مٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ روحانی بادشاہت میں بھی ہے یعنی جب کافر قوم تنزل کی طرف جاتی ہے تو اس کا اثر ہمسایہ قوموں سے اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پورے تنزل کے وقت یعنی رات کو سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۸﴾

اور وہی (خدا) ہے جس نے رات کو تمھارے لیے لباس بنایا اور نیند کو آرام کا موجب، اور دن کو پھیلنے اور ترقی[1] کا ذریعہ۔

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۹﴾

اور وہ (خدا) ہی ہے جس نے ہواؤں کو اپنی رحمت سے پہلے بشارت دینے کے لیے بھیجا اور ہم نے بادل[2] سے پاک (وصاف) پانی اُتارا ہے۔

لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۵۰﴾

تا کہ اس کے ذریعہ سے مُردہ ملک کو زندہ کریں اور اسی طرح اس (پانی) سے اپنے پیدا کیے ہوئے چارپایوں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۱﴾

اور ہم نے اس (پانی) کو اُن (انسانوں) میں خوب پھیلا دیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں لیکن لوگوں میں سے اکثر لوگ کفر کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوتے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۲﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ہوشیار کرنے والا نبی یا مامور بھیج دیتے۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۳﴾

پس تو کافروں کی بات[3] نہ مان اور اس (قرآن) کے ذریعہ سے ان سے بڑا جہاد کر۔

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا

اور وہی ہے جس نے دو سمندروں[4] کو چلایا ہے جن میں سے ایک تو بہت میٹھا[5] ہے، اور دوسرا[6] نمکین (اور) کڑوا ہے اور اس (اللہ) نے ان دونوں کے درمیان ایک

---

[1] نَشَرَ الشَّجَرُ کے معنے ہوتے ہیں درخت نے پتے دئے۔ یعنی پھر سے زندہ ہوگیا اور نَشَرَ الثَّوْبَ کے معنے ہوتے ہیں کپڑے کو پھیلا دیا اور نَشَرَ الْمَوْتٰی کے معنے ہوتے ہیں مُردے کو زندہ کر دیا۔ پس نُشُوْر کے معنے ہوئے قوم کو اس کی موت کے بعد زندہ کرکے پھر پھیلانا شروع کر دیا۔ [2] سَمَاء کے معنے آسمان کے علاوہ بادل کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

[3] بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ میں جو فرمایا ہے لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ یہ پہلا حکم ہے۔ حالانکہ سورۃ الفرقان بھی مکی ہے اور اس میں بھی صاف فرما دیا ہے کہ کافروں کی بات کبھی نہیں ماننی اور قرآن کریم سے ان کا ردّ کرنا ہے۔ اس قسم کی کھلی آیات کے موجود ہوتے ہوئے یہ سمجھنا کہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ کی سورۃ اس لیے نازل ہوئی کہ کفارِ مکہ نے یہ پیش کیا تھا کہ کبھی ہم تمھارے خدا کی عبادت کر لیں گے۔ اور کبھی تم ہمارے معبودوں کی عبادت کر لیا کرو جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس معاملہ میں سوچ کر اور خدا تعالیٰ سے ہدایت طلب کرکے جواب دوں گا کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ جب جواب سورۃ فرقان اور بہت سی مکی سورتوں میں موجود تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سوچنے اور مہلت مانگنے کا کیا سوال تھا۔ قرآن مجید صاف طور پر کہہ چکا تھا کہ کفار کے دین کے کسی حصّہ کو تسلیم نہیں کرنا۔ بلکہ قرآنی تعلیم کے ذریعہ سے ان کے کفر کی تعلیم کو ملیا میٹ کر دینا ہے۔

[4] اس جگہ بَحْرٌ کا لفظ ہے اور عربی زبان میں بَحْر سمندر اور دریا دونوں کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہاں مذہبوں کا مقابلہ ہے۔ یعنی کسی کی تعلیم اچھی ہوتی ہے کسی کی بُری لیکن تمثیلی طور پر بتایا ہے کہ دیکھتے نہیں سمندر کا پانی کتنا کڑوا ہوتا ہے اور دریا جو اس میں آگرتے ہیں ان کا پانی میٹھا ہوتا ہے اللہ ہی نے یہ تدبیر کی ہے کہ وہ ہمیشہ میٹھے ہی رہتے ہیں اور سمندر ہمیشہ کڑوا رہتا ہے کیونکہ دریا بارش کے پانی اور برفوں سے بنتے ہیں اور سمندر کی تہ میں اَن گنت پہاڑ نمک کے ہیں۔ اسی طرح جو تعلیمات براہِ راست خدا کی طرف سے آتی ہیں وہ میٹھی ہوتی ہیں اور جو تعلیمیں دیر سے دنیا میں موجود ہیں اور براہِ راست الہام سے محروم ہیں وہ کڑوی ہوتی ہیں جیسے سمندر کا پانی۔

[5] فُرَاتٌ کے معنے بھی میٹھے کے ہیں اور عَذْبٌ کے معنے بھی میٹھے کے۔ اس لیے ہم نے ترجمہ "بہت میٹھا ہے" کے الفاظ سے کیا ہے

[6] قرآن کریم کے لفظ تو هٰذَا کے ہیں جس کا ترجمہ "یہ" اور "وہ" ہے۔ مگر اُردو میں ایک اور دوسرا کے الفاظ ٹھیک رہتے ہیں۔ پس چونکہ اس سے معنوں میں فرق نہیں پڑتا ہم نے "ایک دوسرے" کے لفظ کو اختیار کیا ہے۔

مَّحْجُوْرًا ﴿۵۴﴾

روک بنا دی ہے اور ایسا سامان بنایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو پرے[1] رکھتے ہیں، ملنے نہیں دیتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۵﴾

اور وہ (خدا) ہی ہے جس نے پانی سے[2] انسان بنایا پس اس کو کبھی تو نسب بنایا ہے (یعنی شجرۂ آباء) اور کبھی صِھر بنایا ہے (یعنی شجرۂ سُسرال) اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۶﴾

اور وہ (کافر) اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انھیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ تکلیف پہنچا سکتے ہیں اور کافر ہمیشہ اپنے رب کے (جاری کردہ سلسلوں کے) خلاف ہوتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۷﴾

اور ہم نے تو تجھے صرف بشارت دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنایا ہے۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۸﴾

تُو اُن سے کہہ دے کہ مَیں تم سے اُس (یعنی خدا کا پیغام پہنچانے) کا کوئی اجر[3] نہیں مانگتا۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے چاہے تو اپنے رب کی طرف جانے والی راہ کو اختیار کرلے (وہی میرا بدلہ ہوگا)

وَتَوَكَّلْ عَلَي الْـحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾

اور تُو اس پر توکّل کر جو زندہ ہے (اور سب کو زندہ رکھتا ہے) کبھی نہیں مرتا اور اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بھی کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب واقف ہے۔

معانقۃ ۔ عند المتقدمین

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ڔ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔـلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۶۰﴾

وہ (خدا) جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو چھ اوقات میں پیدا کیا ہے پھر وہ مضبوطی سے عرش پر قائم ہوگیا۔ وہ رحمٰن ہے پس جب بھی (اے انسان) تُو اس کے متعلق کوئی سوال کرے تو خبیر[4] سے سوال کر جو بہت باخبر ہے (اور ٹھیک ٹھیک جواب دے سکتا ہے)

---

[1] یعنی دریاؤں اور سمندروں کو بظاہر ملایا ہے لیکن ایسا انتظام کیا ہے کہ نہ دریا نمکین ہوتے ہیں نہ سمندر میٹھے۔ [2] نطفۂ انسان مراد ہے۔

[3] یہ آیت کتنی واضح ہے کہ اسلام کو جبر سے پھیلانا ناجائز ہے۔ اس آیت میں وضاحت سے کہا گیا ہے کہ میں تبلیغ اسلام کے بدلہ میں کوئی اجر نہیں چاہتا۔ میرا اجر یہی ہے کہ اگر کسی کا دل اسلام کی صداقت کو قبول کرلے تو اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہوجائے۔ مَیں اس پر کوئی جبر نہیں کرسکتا۔ اور نہ کروں گا۔ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اسلام پر کتنا ظلم اور تعدّی ہے۔ کیا کوئی اور مذہب بھی ہے جس نے اپنی اشاعت کے متعلق اس صفائی سے آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ رائے کی تائید کی ہو۔

[4] خبیر سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا وحی سے علم دیا۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ؀۶۱

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ، تو کہتے ہیں رحمٰن کیا چیز ہے؟ کیا ہم اس کے آگے سجدہ کریں جس (کے آگے سجدہ کرنے) کا تو حکم دیتا ہے اور یہ بات ان کو نفرت میں اور بھی بڑھا دیتی ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ؀۶۲

برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں اور اس میں چمکتا ہوا چراغ[1] بنایا ہے اور نور دینے والا چاند بنایا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ؀۶۳

وہی ہے جس نے رات کو اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بنایا ہے اس شخص کے (فائدہ کے) لیے جو نصیحت حاصل کرنا چاہیے یا شکر گذار بندہ بننا چاہیے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ؀۶۴

اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے[2] ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب[3] ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ؀۶۵

اور وہ لوگ بھی جو اپنے ربّ کے لیے راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گذار دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ؀۶۶

اور وہ (رحمٰن کے بندے) کہتے ہیں، اے ہمارے ربّ! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ؀۶۷

وہ (دوزخ) عارضی ٹھکانے کے طور پر بھی بُری ہے اور مستقل ٹھکانے کے طور پر بھی (بُری ہے)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ؀۶۸

اور وہ (اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

---

[1] سِرَاجٌ کے معنے عربی زبان میں چراغ کے ہیں۔ اس لیے کہ چراغ کے اندر تیل پڑنے کے بعد اس کی اپنی روشنی نکلتی ہے جس طرح سورج کی اپنی روشنی نکلتی ہے لیکن چاند باہر سے یعنی سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اس لیے دوسری جگہ قمر کو نور کہا ہے یعنی روشنی تو دیتا ہے مگر وہ روشنی مستعار ہوتی ہے (یونس آیت ۶) چنانچہ لغت میں بھی ہے کہ اَلضَّوْءُ سورج کی روشنی کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ ذاتی روشنی ہوتی ہے (دیکھو اقرب زیر لفظ ضوء) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نور جو اس کے بالمقابل ہے اس کے معنے اکتسابی روشنی کے ہیں (یہ بھی اقرب میں ہی لکھا ہے)

[2] یعنی تکبر کے ساتھ نہیں چلتے۔

[3] یعنی جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾

اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ کسی جان کو جسے اللہ نے حفاظت بخشی ہو قتل کرتے ہیں سوائے (شرعی) حق کے۔ اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کام کرے گا وہ اپنے گناہ کی جزا کو دیکھ لے گا۔

یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾

قیامت کے دن اس کے لیے عذاب زیادہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ذلت کے ساتھ رہتا چلا جائے گا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۷۰﴾

سوائے اس کے جس نے توبہ کرلی اور ایمان لایا اور ایمان کے مطابق عمل کیے پس یہ لوگ ایسے ہوں گے کہ اللہ اُن کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

اور جو توبہ کرے اور اس کے مطابق عمل کرے، تو وہ شخص حقیقی طور پر اللہ کی طرف جھکتا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (الغیر ان میں شامل ہونے کے) گذر جاتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا ﴿۷۳﴾

اور وہ لوگ بھی کہ ان کے رب کی آیات جب انھیں یاد دلائی جائیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں متقیوں کا امام بنا[1]۔

اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے نیکی پر قائم رہنے کی وجہ سے (بہشت میں) بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان کو اس میں دعائیں دی جائیں گی اور سلامتی کے پیغام پہنچائے جائیں گے

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾

وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے۔ وہ (جنت) عارضی قرارگاہ کے طور پر بھی بڑی اچھی ہے اور مستقل قرارگاہ کے طور پر بھی (بڑی اچھی ہے)

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾ ع ۶

(اے رسول) تو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمھاری پرواہی کیا کرتا ہے اگر تمھاری طرف سے دعا اور استغفار نہ ہو۔ پس جبکہ تم نے پیغام الٰہی کو جھٹلا دیا تو اب اس کا عذاب تم سے چمٹا چلا جائے گا۔

---

[1] یعنی ہمارا خاندان ہماری اتباع کرے لیکن وہ متقی ہو۔ صرف رشتہ داری کی ضد میں ہمارا ساتھ نہ دے۔

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَتَانِ وَثَمَانٍ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا
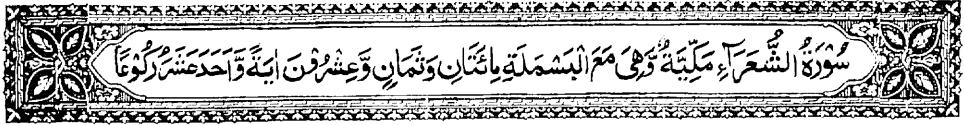
سورۃ شعراء۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی دو سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع ہیں

منزل ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

طٰسٓمّٓ ②

طاہر (اور) سمیع (اور) مجید (خدا اس سورۃ کا نازل کرنے والا ہے)[1]

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ③

یہ آیتیں اس کتاب کی ہیں جو (اپنے مضامین کو) کھول کر بیان کرتی ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ④

شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔[2]

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ⑤

اگر ہم چاہیں تو آسمان سے اُن پر ایک ایسا نشان اتار دیں کہ اس کے سامنے اُن کی گردنیں جُھکی کی جُھکی رہ جائیں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑥

اور رحمٰن کی طرف سے کبھی کوئی نیا ذکر نہیں آتا کہ جس سے لوگ اعراض نہ کرتے ہوں۔[3]

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑦

سو (چونکہ) انھوں نے (خدا تعالیٰ کی آیتوں کو) جھٹلایا ہے اس لیے نتیجہ میں ان کے استہزا کی حقیقت ضرور اُن پر کُھل جائے گی۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑧

کیا وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اس میں قسم قسم کے عمدہ جوڑے بنائے ہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑨

اس میں ایک بڑا نشان ہے،[4] مگر ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔

---

[1] یعنی اس سورۃ میں طہارتِ قلب، قبولیتِ دُعا اور حصولِ بزرگی کے ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے۔

[2] یعنی تیرا پاکیزہ دل کافروں کے سچائی کے انکار کو برداشت نہیں کر سکتا اور خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ہدایت پا جائیں۔

[3] پس چونکہ ہر نبی کا انکار کرنا ایک جاری حقیقت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ ایسے نشان نہیں اُتارتا جو لوگوں کو جبراً مومن بنا دیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ بعض نبیوں کا طرفدار قرار پائے گا۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

[4] یعنی ان لوگوں کا اسلام نہ لانا کوئی حیرت کی بات نہیں۔ قانونِ قدرت سے بھی پتہ لگتا ہے کہ ہر ایک چیز کا خدا تعالیٰ نے جوڑا بنایا ہے۔ نیک کا جوڑا نیک اور بد کا جوڑا بد۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ اطہر کے لیے بھی خدا تعالیٰ نے پاک جوڑے بنائے۔ جیسے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر صحابہؓ کرام کے۔ اگر کفار اپنی شقاوتِ قلبی کی موجودگی میں آپ کے ہاتھ پر جمع ہو جاتے تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ ایک نیک وجود کو گندے جوڑے مل گئے۔ بے شک ابوبکرؓ، عمرؓ وغیرہ بھی پہلے کافر تھے مگر ان کی زندگیاں قلبی لحاظ سے پاکیزہ تھیں۔ اور حضرت علیؓ تو ابھی بچے تھے جن پر شریعت (باقی اگلے صفحہ پر)

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰﴾ ع ۵
اور تیرا ربّ ہی یقیناً غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾
اور (یاد کر) جب کہ تیرے ربّ نے موسیٰ کو پکارا تھا (اور کہا تھا) کہ ظالم قوم

قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۲﴾
یعنی فرعون کی قوم کے پاس جا (اور انسے کہہ کہ) کیا وہ تقویٰ نہیں کرتے ؟

قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۳﴾ ؕ
اس نے (جواب میں) کہا، اے میرے ربّ ! میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری تکذیب کریں۔

وَ يَضِيْقُ صَدْرِیْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۴﴾
اور میرا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) چلتی نہیں پس (میرے ساتھ) ہارون کو بھی مبعوث کر۔

وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۵﴾ ۚ
اور (یہ بات بھی ہے کہ) ان (لوگوں) کا میرے خلاف[1] ایک الزام بھی ہے اور میں ڈرتا ہوں[2] کہ وہ مجھے قتل نہ کردیں۔

قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۶﴾
فرمایا، ہرگز نہیں پس (ہمارا حکم سن کر) تم دونوں ہماری آیتیں لے کر چلے جاؤ ہم تمہارے (اور تمہارے ساتھیوں کے) ساتھ ہوں گے (اور تمہاری دعاؤں کو) سنتے رہیں گے[3]

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۷﴾
پس فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے کہو کہ ہم ربّ العالمین (خدا) کے بھیجے ہوئے ہیں۔

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۸﴾ ؕ
(اس حکم کے ساتھ) کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۹﴾
اس (پر فرعون) نے کہا (اے موسیٰ!) کیا ہم نے تجھ کو اس وقت نہیں پالا جبکہ تُو ابھی بچّہ تھا اور تُو نے ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال گذارے ہیں۔

وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۰﴾
اور تُو نے وہ کام بھی کیا ہے جو تُو کر چکا ہے اور تو ہمارے احسانوں کا ناشکر گذار ہے۔

قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۱﴾ ؕ
(موسیٰ نے) کہا وہ کام (جس کا تُو نے اشارہ کیا ہے) میں نے اس وقت کیا تھا جبکہ حقیقت مجھے معلوم نہ تھی

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۲﴾
پس اس کے نتیجہ میں جب مجھے تم سے ڈر محسوس ہوا تو میں تم سے بھاگ کر چلا گیا۔ اس پر میرے ربّ نے مجھے حکم[4] (یعنی عہدۂ نبوّت) عطا فرمایا اور مجھے رسولوں میں سے (ایک رسول) بنا دیا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) واجب نہیں ہوتی پس ان لوگوں کا ایمان لانا اس دلیل کے خلاف نہیں۔

[1] اس میں اس الزام کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ہاتھ سے نادانستہ طور پر ایک آدمی مارا گیا تھا۔

[2] یہ مراد نہیں کہ اپنے قتل ہونے سے ڈرتا ہوں بلکہ یہ مراد ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ غصّہ سے تیرا پیغام سننے سے پہلے ہی مجھے ماردیں اور پیغام سننے سے محروم ہوجائیں۔ غرض ڈر اپنے مارے جانے کا نہیں بلکہ قوم کے صداقت سے محروم ہونے کا ہے۔

[3] اس آیت میں طٰسٓمّٓ کو سورت کے شروع میں لکھنے کی وجہ بتائی گئی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دُعائیں ہمیشہ سُنتا رہتا ہے۔ اور اسی کی طرف طٰسٓمّٓ میں اشارہ تھا۔

[4] جو اس بات کا ثبوت ہے کہ مَیں نے دیدہ دانستہ کوئی شرارت نہیں کی تھی ورنہ خدا تعالیٰ مجھے اس طرح نہ نوازتا۔

وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾

اور یہ (بچپن میں مجھے پالنے کی) نعمت جس کا تم احسان جتاتے ہو کیا یہ اس بات کے مقابل میں پیش کی جاتی ہے کہ تم نے بنی اسرائیل کی ساری قوم کو غلام بنا چھوڑا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾

اس پر فرعون نے (شرمندہ ہو کر اور بات پھیرنے کے لیے) کہا، یہ ربّ العالمین کون ہے؟ (جس کی طرف سے آنا تم بیان کرتے ہو)

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾

(موسیٰ نے) کہا، آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، اُن کا ربّ۔ اگر تم میں یقین کرنے کی خواہش ہے۔

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾

(اس پر) فرعون نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا۔ کیا تم سُنتے نہیں (کہ موسیٰ کیا کہتا ہے)

قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾

(موسیٰ نے اپنے پہلے بیان کی تشریح کرتے ہوئے) جواب دیا۔ وہی جو تمھارا بھی ربّ ہے اور تمھارے پہلے باپ دادوں کا بھی ربّ تھا۔

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾

(اس پر فرعون) بولا اے لوگو! تمھارا وہ رسول جو تمھاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور پاگل ہے[1]۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

(موسیٰ نے سمجھ لیا کہ وہ بات ٹلانا چاہتا ہے اور) کہا (ربّ العالمین) وہی ہے جو مشرق کا بھی (ربّ ہے) اور مغرب کا بھی (ربّ ہے) اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان کا بھی ربّ ہے) بشرطیکہ تم عقل سے کام لو۔

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾

(اس پر) فرعون نے (طیش میں آکر) کہا[2]۔ اگر میرے سوا تُو نے کوئی اور معبود بنایا تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ج

اس (یعنی موسیٰ) نے کہا، کیا اس صورت میں بھی کہ میں کوئی (حقیقتِ حال کو) کھول دینے والی چیز تیرے پاس لے آؤں (یعنی معجزہ)

قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

(اس پر) فرعون نے کہا۔ اگر تُو سچّا ہے تو لے بھی آ۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ ج

پس اس (یعنی موسیٰ) نے اپنا عصا زمین پر دھر دیا تو اچانک (اہلِ فرعون نے دیکھا کہ) وہ ایک صاف صاف نظر آنے والا اژدہا ہے۔

---

[1] یہ مطلب نہیں کہ میں سوال اور کرتا ہوں اور وہ جواب اور دیتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا جس کے خلاف میں اظہار کر چکا ہوں اور یہ جنون کی علامت ہے۔

[2] کیونکہ اگر فرعون اس موقعہ پر یہ کہتا کہ میں بھی ایسا ہی ہوں تو خود اس کی قوم جو ستارہ پرست تھی اس سے بگڑ جاتی۔

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾	اور اس نے اپنا ہاتھ (اپنی بغل سے) نکالا تو سب دیکھنے والوں نے اچانک دیکھا کہ وہ بالکل سفید ہے۔
قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾	اس پر فرعون نے اپنے ارد گرد کے سرداروں سے کہا یہ تو کوئی بڑا واقفکار جادوگر ہے۔
يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾	یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے ذریعہ سے تم کو تمھارے ملک سے نکال دے۔ پس بتاؤ تم کیا مشورہ دیتے ہو۔
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾	انھوں نے کہا، اس کو اور اس کے بھائی کو (کچھ دن) ڈھیل دے اور مختلف شہروں[1] کی طرف آدمی بھیجوا جو (قابل آدمیوں کو) جمع کر سکیں۔
يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾	(اور) ہر بڑے جادوگر اور بڑے جاننے والے کو تیرے پاس لے آئیں۔
فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾	اس پر سب جادوگر ایک معلوم دن پر جمع کیے گئے۔
وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾	اور لوگوں سے کہا گیا، کیا تم سب (ایک مقصد پر) اکٹھے ہونے کے لیے تیار ہو (کہ نہیں)
لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾	تا اگر جادوگر غالب ہو جائیں تو ہم اُن کے کہنے پر چلیں۔
فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾	پس جب جادوگر آگئے، تو انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب ہوئے تو کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا؟
قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾	(فرعون نے) کہا ہاں! بلکہ اس صورت میں تم دربار میں مقربین میں جگہ پاؤ گے۔
قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾	اس پر موسیٰ نے اُن سے کہا جو تدبیر[2] تم نے کرنی ہے کر لو۔
فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾	اس پر انھوں نے اپنی رسیاں اور اپنے سونٹے (میدان میں نکال کر) رکھ دیے اور کہا، فرعون کے اقبال کی قسم، ہم ضرور غالب آئیں گے۔
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾	تب موسیٰ نے بھی اپنا عصا دے مارا۔ تو اچانک وہ ان کے جھوٹوں کو ملیا میٹ کرنے لگا[3]۔

---

[1] فِي الْمَدَآئِنِ میں فِي بمعنے اِلٰی ہے۔ چنانچہ لغت میں لکھا ہے مُرَادِفَةُ اِلٰی نَحْوُ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ اَيْ اِلَيْهَا یعنی فِي بعض اوقات اِلٰی کے معنوں میں بھی آجاتا ہے جیسے آیت فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ میں ہے۔

[2] اِلْقَاء کے معنے اس طرح پھینکنے کے ہوتے ہیں کہ دوسرے اُسے دیکھنے لگ جائیں۔ پھر عام استعمال میں صرف پھینکنے کے معنے رہ گئے (دیکھو مفردات) پس اِلْقَاء کے معنے اصل میں یہی ہیں کہ جو کچھ دل میں ہے اسے سامنے لے آؤ تا کہ سب دیکھیں۔

[3] دیکھو نوٹ سورۂ اعراف آیت ۱۱۸ نیز سورۂ اعراف میں ہم نے اس آیت کا اور ترجمہ کیا ہے اس جگہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں معنے حقیقتاً ایک ہی ہیں۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿٤٧﴾

تب جادوگر (خدا کے سامنے) سجدہ میں گرا دیئے گئے۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٨﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿٤٩﴾

(اور) انھوں نے کہا، ہم ربّ العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا ربّ ہے ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ۚ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٠﴾

اس پر فرعون (جھنجھلا کر) بولا کہ کیا میرے حکم دینے سے پہلے تم ایمان لے آئے ہو؟ یہ (شخص) یقیناً تمھارا کوئی سردار ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا ہے پس عنقریب تم (اپنا انجام) معلوم کر لوگے میں تمھارے ہاتھوں اور پیروں کو (اپنی) خلاف ورزی کی وجہ سے کاٹ دوں گا اور تم سب کو صلیب پر لٹکا دوں گا۔

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۫ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥١﴾

انھوں نے کہا (اس میں) کوئی حرج نہیں آخر کار ہم اپنے ربّ کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٢﴾

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمارے گناہ اس وجہ سے معاف کر دیگا کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے بن گئے۔ ع

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٣﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جا تمھارا پیچھا کیا جائے گا۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٤﴾

اس پر فرعون نے شہروں کی طرف جمع کرنے والے آدمی بھجوائے۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٦﴾

(یہ کہتے ہوئے) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) تو ایک تھوڑی سی جماعت ہیں باوجود اس کے وہ ہم کو غصّہ دلا رہے ہیں۔

وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٧﴾

اور ہم ایک (بڑی) جماعت ہیں جو بہت محتاط ہیں (پس ہمیں اُن کا مقابلہ کرنا چاہیئے)

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿٥٨﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٥٩﴾

تب ہم نے ان (یعنی فرعون اور اس کی جماعت) کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عزّت والے ملک سے نکال[1] دیا (یعنی محروم کر دیا)

كَذٰلِكَ ۖ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿٦٠﴾

ایسا ہی ہُوا۔ اور ہم نے ان (چیزوں) کا وارث بنی اسرائیل کو کر دیا۔

---

[1] مطلب یہ کہ بنی اسرائیل کو اس جگہ لے گئے، جہاں یہ سب چیزیں میسّر تھیں۔ باغ، چشمے، خزانے اور اعلیٰ درجہ کا ملک (یعنی فلسطین) ورنہ بنی اسرائیل واقعۂ فرعون کے بعد مصر کے حاکم نہیں ہوئے۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۱﴾
پھر صبح کے وقت وہ (یعنی فرعون اور اس کی قوم کے لوگ بنی اسرائیل کو روکنے کے لیے) اُن کے پیچھے چل پڑے۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۲﴾
پھر جب دونوں گروہ ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا، ہم تو پکڑے گئے۔

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۳﴾
(موسیٰ نے) جواب دیا، ہرگز ایسا نہیں ہوگا میرا رب میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے کامیابی کا رستہ دکھائے گا۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۴﴾
تب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے سونٹے کو سمندر پر مار، جس پر (سمندر) پھٹ گیا اور اُس کا ہر ٹکڑا ایک بڑے ٹیلے کی طرح نظر آنے لگا۔

وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۵﴾
اور اس وقت ہم دوسرے گروہ (یعنی فرعون کے گروہ) کو قریب لے آئے۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۶﴾
اور موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو نجات دی۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور دُوسرے گروہ کو ہم نے غرق کردیا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾
اِس (واقعہ) میں ایک بڑا نشان ہے لیکن ان منکروں میں سے اکثر مانتے نہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۶۹﴾ ع
اور تیرا رب یقیناً غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۷۰﴾
اور ان کو ابراہیم کا واقعہ پڑھ کر سُنا۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۱﴾
جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۲﴾
انھوں نے کہا ہم بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے آگے بیٹھے رہتے ہیں۔

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۳﴾
اس پر ابراہیم نے کہا۔ کہ کیا جب تم اُن کو بلاتے ہو تو وہ تمھاری (اس) پکار کو سُنتے ہیں؟

اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۴﴾
یا تمھیں کوئی نفع پہنچاتے یا ضرر دیتے ہیں؟

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۵﴾
انھوں نے کہا، ایسا تو نہیں، لیکن ہم اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے دیکھتے آئے ہیں۔

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۶﴾
اُس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے چلے آئے ہو۔

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿۷۷﴾
تم بھی اور تمھارے پُرانے باپ دادے بھی۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۸﴾
وہ سب کے سب رب العالمین کے سوا میری تباہی چاہتے ہیں۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾	جس (ربّ العالمین) نے مجھے پیدا کیا ہے اور (اس کے نتیجہ میں) وہ مجھے ہدایت بھی دے گا۔
وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾	اور جس کی صفت یہ ہے کہ وہی مجھے کھانا کھلاتا اور وہی مجھے پانی پلاتا ہے۔
وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾	اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔
وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾	اور جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔
وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾	اور وہ ایسا ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ میرے گناہ جزا سزا کے وقت مجھے معاف کر دے گا۔
رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾	اے میرے ربّ! مجھے صحیح تعلیم عطا کر اور نیکوں میں شامل کر۔
وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾	اور بعد میں آنے والے لوگوں میں ایک ہمیشہ قائم رہنے والی تعریف مجھے بخش۔
وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾	اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔
وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾	اور میرے باپ کو معاف کر دے، وہ بھٹک جانے والوں میں سے تھا۔
وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾	اور جس دن لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں مجھے اُس دن رُسوا نہ کیجیو۔
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾	جس دن کہ نہ مال نفع دے گا نہ بیٹے (نفع دیں گے)
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾	ہاں (وہی نفع پائے گا) جو اللہ کے پاس ایک تندرست دل لے کر آئے گا۔
وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾	اور جس دن جنّت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی۔
وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾	اور گمراہوں کے لیے دوزخ پر سے پردے اٹھا دئے جائیں گے۔
وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾	اور کہا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾	کیا وہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں؟ یا تمھارا بدلہ لے سکتے ہیں؟
فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾	پس اس وقت وہ (جھوٹے معبود اور کافر) اور گمراہ اور ابلیس کے لشکر سارے کے سارے اس (دوزخ) میں اوندھے مُنہ گرا دیئے جائیں گے۔
وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾	
قَالُوْا وَ هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾	وہ آپس میں جب کہ وہ اس (جہنم) میں جھگڑ رہے ہوں گے کہیں گے،
تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾	خدا کی قسم ہم کھلی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔
اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾	جبکہ ہم تم کو ربّ العالمین خدا کے برابر درجہ دیتے تھے۔
وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾	اور ہم کو تو مجرموں نے ہی راستہ سے بھٹکایا تھا۔

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ﰀ
پس (آج) شفاعت کرنے والوں میں سے کوئی ہماری شفاعت نہیں کرتا۔

وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ﰁ
اور نہ ہمارا کوئی غمخوار دوست ہے۔

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ﰂ
پس اگر ہمیں لوٹنے کی طاقت ہوتی تو ہم (لوٹ کر) ضرور مومنوں میں (شامل) ہوجاتے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ﰃ
اس (واقعہ) میں ایک بہت بڑا نشان ہے لیکن ان (کافروں) میں سے اکثر ایمان ہی نہیں لاتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ﰄ
اور تیرا ربّ یقیناً غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ﰅ
نوح کی قوم نے (اپنے) رسولوں کا انکار کیا۔[1]

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ﰆ
جبکہ اُن سے اُن کے بھائی نوحؑ نے کہا، کیا تم تقویٰ نہیں کرتے؟

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ﰇ
میں تمھاری طرف ایک امانت دار پیغامبر ہو کر آیا ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ﰈ
پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَمَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ﰉ
اور میں اس (خدمت کے سلسلہ) میں کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو ربّ العالمین (خدا) کے ذمہ ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ﰊ
پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور میری اطاعت کرو۔

قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ﰋ
(ان کافروں نے) کہا کہ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں، حالانکہ نہایت حقیر لوگ تیرے متبع ہوئے ہیں۔

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ﰌ
اس نے کہا، مجھے کہاں سے علم آیا ہے کہ ان کے اندرونی اعمال کیسے ہیں؟

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝ﰍ
ان کا حساب کرنا تو میرے ربّ کے ذمّہ ہے، اگر تم سمجھو۔

وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ﰎ
اور جو شخص مومن ہو کر میرے پاس آتا ہے میرا کام نہیں کہ میں اُسے دھتکاروں۔

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ﰏ
مَیں تو صرف ایک کھلا کھلا ہوشیار کرنے والا (انسان) ہوں۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ۝ﰐ
(ان کافروں نے) کہا اے نوح! اگر تُو باز نہ آیا تو تُو سنگسار کیے جانے والوں میں شامل ہو جائے گا (یعنی ہم تجھے سنگسار کر دیں گے)

[1] اس جگہ صرف نوحؑ کا ذکر ہے مگر انکار رسولوں کا بتایا ہے پس یا تو نوحؑ کو رسولوں کا مجموعہ اس لیے قرار دیا ہے کہ تمام رسولوں میں مشابہت پائی جاتی ہے اور ایک رسول کا انکار حقیقت میں سب رسولوں کا انکار ہوتا ہے یا پھر اس لیے کہ نوحؑ کی امت میں اس کے تابع بہت سے رسول گذرے۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۸﴾

اس پر نوحؑ نے کہا، اے میرے ربّ! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔

فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

پس تو میرے اور اُن کے درمیان ایک قطعی فیصلہ[1] کر۔ اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو (دشمن کے) شر سے بچا لے۔

فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ مَنۡ مَّعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۲۰﴾

پس ہم نے اس کو اور جو اُس کے ساتھ ایمان لائے تھے، ایک بھری[2] ہوئی کشتی کے ذریعہ (شر سے) بچا لیا۔

ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا بَعۡدُ الۡبٰقِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾

پھر اس کے بعد جو باقی لوگ تھے اُن کو غرق کر دیا۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾

اس میں ایک بہت بڑا نشان تھا مگر اُن (کافروں) میں سے اکثر ایمان لانے پر آمادہ نہیں تھے۔

وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۲۳﴾

اور تیرا ربّ ہی غالب (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

کَذَّبَتۡ عَادُ ۣالۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۴﴾

(اسی طرح) عاد نے بھی رسولوں[3] کا انکار کیا۔

اِذۡ قَالَ لَہُمۡ اَخُوۡہُمۡ ہُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾

جبکہ اُن سے اُن کے بھائی ہُود نے کہا، کیا تم تقویٰ نہیں کرتے۔

اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ﴿۱۲۶﴾

مَیں تمھاری طرف ایک امانت دار پیغامبر ہو کر آیا ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ﴿۱۲۷﴾

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور میری اطاعت کرو۔

وَ مَاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۸﴾

اور مَیں تم سے اس (خدمت) پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر صرف ربّ العالمین خدا کے ذمہ ہے (جس نے مجھے بھیجا ہے)

اَتَبۡنُوۡنَ بِکُلِّ رِیۡعٍ اٰیَۃً تَعۡبَثُوۡنَ ﴿۱۲۹﴾

کیا تم ہر ٹیلہ پر فضول کام کرتے ہوئے یادگار (عمارت) بناتے ہو۔

وَ تَتَّخِذُوۡنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمۡ تَخۡلُدُوۡنَ ﴿۱۳۰﴾

اور تم بڑے بڑے محل بناتے ہو، تاکہ تم ہمیشہ قائم رہو۔

وَ اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾

اور جب تم (کسی کو) پکڑتے ہو تو تم ظالموں[4] کی طرح پکڑتے ہو۔

---

[1] یہاں اِفۡتَحۡ کا لفظ ہے جس کے معنے "فیصلہ کر" کے ہیں لیکن چونکہ اس کا مفعول فَتۡحًا آیا ہے۔ ہم نے "قطعی فیصلہ کر" کے الفاظ سے ترجمہ کیا ہے۔

[2] اَلۡمَشۡحُوۡن کا لفظ بھری ہوئی کشتی پر دلالت کرتا ہے۔ مگر بھری ہوئی کشتی میں تو اور سوار نہیں ہو سکتے درحقیقت عربی زبان کا محاورہ ہے کہ کبھی کسی چیز کو اس حالت کے مطابق نام دے دیتے ہیں جو اس پر وارد ہونے والی ہو۔ پس چونکہ وہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں سے بھر جانے والی تھی۔ اس لیے کہہ دیا کہ بھری ہوئی کشتی کے ذریعہ نجات دی۔

[3] قرآن کریم نے بار بار ایک رسول کے انکار کو سب رسولوں کا انکار قرار دیا ہے جس سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ سب رسول ایک منہاج نبوت کے مطابق آتے ہیں پس جب منہاج نبوت کی موجودگی میں ایک رسول کا انکار کیا جائے تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر منکر پہلے کسی رسول کے وقت میں ہوتا تو وہ اس کا بھی انکار کرتا۔ کیونکہ جو دلائل اس کی صداقت کے تھے وہی دلائل اس موجودہ رسول کی صداقت کے ہیں۔

[4] جَبَّار کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو تو اس کے معنے مصلح کے ہوتے ہیں۔ لیکن جب انسانوں کے لیے استعمال ہو تو اس کے معنے دوسرے کو نیچے گرا کر آپ ترقی کرنے کے ہوتے ہیں (مفردات) پس ہم نے ترجمہ "ظالم" کا کیا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۲﴾	پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور میری اطاعت کرو۔
وَ اتَّقُوا الَّذِيْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾	پھر مَیں کہتا ہوں کہ اس (ذات) کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمھاری ان چیزوں سے مدد کی ہے جن کو تم جانتے ہو۔
اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾	اس نے تمھاری مدد کی ہے، چار پائے اور بیٹے
وَ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۳۵﴾	اور باغ اور چشمے دے کر۔
اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۶﴾	مَیں تم پر ایک بڑے دن کا عذاب نازل ہونے سے ڈرتا ہوں۔
قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَاۤ اَوَ عَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۷﴾	اُنھوں نے کہا تیرا وعظ کرنا یا نہ کرنا ہمارے لیے برابر ہے۔ (کیونکہ جو باتیں ہم کرتے ہیں) وہ تو پہلے زمانہ[1] کے لوگوں سے رائج ہیں۔
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۸﴾	
وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۹﴾	اور ہم پر (کبھی) عذاب نہیں آئے گا۔
فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۰﴾	پس اُن کافروں نے اس کو جھٹلا دیا اور ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اس واقعہ میں ایک بہت بڑا نشان ہے۔ لیکن اُن میں سے اکثر مومنوں میں سے نہ بنے۔
وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۱﴾ ع ۷	اور تیرا رب یقیناً غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۲﴾	ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔
اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۳﴾	جبکہ انھیں اُن کے بھائی صالح نے کہا تھا کہ کیا تم تقویٰ نہیں کرتے؟
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۴﴾	میں تمھاری طرف ایک امانت دار پیغامبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۵﴾	پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔
وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۶﴾	اور مَیں اس کام پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے (جس نے مجھے بھیجا ہے)
اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۷﴾	کیا تم خیال کرتے ہو کہ جو کچھ اس (دنیا) میں ہے تمھیں اسی میں امن کے ساتھ (زندگی بسر کرتے ہوئے) چھوڑ دیا جائے گا۔
فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۱۴۸﴾	یعنی باغات اور چشموں میں۔

---

[1] بحرِ محیط نے بھی یہی معنے کیے ہیں اور لکھا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ تیری جیسی نصیحتیں پہلے لوگ بھی کرتے تھے بلکہ یہ مقصود ہے کہ جن باتوں سے تو ہم کو روکتا ہے، وہی باتیں پہلے لوگ بھی کرتے تھے (دیکھو بحر محیط مصنّفہ علامہ ابو حیّان جلد ۷ صفحہ ۳۴) اگر وہ محفوظ رہے تو ہم کیوں نہ رہیں گے۔

وَّ زُرُوۡعٍ وَّ نَخۡلٍ طَلۡعُهَا هَضِيۡمٌ ﴿۱۴۹﴾
اور لہلہاتے کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے پھل بوجھ کی وجہ سے ٹوٹے جا رہے ہوں

وَ تَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا فٰرِهِيۡنَ ﴿۱۵۰﴾
اور تم لوگ پہاڑ کھود کھود کر (اپنی بڑائی پر) اتراتے ہوئے گھر بناتے ہو۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۵۱﴾
پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَ لَا تُطِيۡعُوۡۤا اَمۡرَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۱۵۲﴾
اور حد سے بڑھ جانے والے لوگوں کی باتوں کو مت مانو۔

الَّذِيۡنَ يُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ وَ لَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۳﴾
وہ لوگ جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ﴿۱۵۴﴾
اس پر وہ (کافر) بولے تجھ کو صرف کھانا[1] دیا جاتا ہے۔

مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۖۚ فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۵۵﴾
تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے۔ پس اگر تو سچا ہے، تو کوئی نشان ظاہر کر۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرۡبٌ وَّ لَكُمۡ شِرۡبُ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۱۵۶﴾
اس نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے، ایک دن اس کے لیے گھاٹ پر پانی پینا مقرر ہے اور ایک دن تمہارے لیے گھاٹ سے پانی لینا مقرر ہے۔

وَ لَا تَمَسُّوۡهَا بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابُ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵۷﴾
اور تم اس (اونٹنی) کو کوئی نقصان نہ پہنچانا ورنہ ایک بڑے دن کا عذاب تم کو آ پکڑے گا۔

فَعَقَرُوۡهَا فَاَصۡبَحُوۡا نٰدِمِيۡنَ ﴿۱۵۸﴾
(یہ سن کر بھی) انھوں نے اس (اونٹنی) کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور پھر شرمندہ ہو گئے

فَاَخَذَهُمُ الۡعَذَابُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵۹﴾
تب ان کو (موعود) عذاب[2] نے آ پکڑا۔ اس میں یقیناً ایک بہت بڑا نشان تھا لیکن ان میں سے اکثر مومنوں میں شریک نہ ہوئے۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۶۰﴾ ع ۸ ۱۲
اور تیرا رب یقیناً غالب (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتۡ قَوۡمُ لُوۡطِ ۨالۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾ ۖۚ
لوط کی قوم نے بھی رسولوں کا انکار کیا۔

اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ لُوۡطٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾
جبکہ ان کے بھائی لوط نے کہا۔ کہ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

اِنِّىۡ لَـكُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِيۡنٌ ﴿۱۶۳﴾
میں تمہاری طرف ایک امانت دار پیغامبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيۡعُوۡنِ ﴿۱۶۴﴾
پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

وَ مَاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶۵﴾
اور میں اس (کام) کے بدلہ میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو صرف رب العالمین کے ذمہ ہے۔

---

[1] سَحَّرَ کے معنے کھانا دیا جانے کے بھی ہوتے ہیں۔ قریباً ہر نبی جو دنیا میں آیا اسے کہا گیا ہے کہ تو مُسَحَّر یا مَسۡحُوۡر ہے یعنی کچھ لوگ تجھے رشوت دیکر اپنے کام میں لا رہے ہیں۔ تو نہیں بول رہا، بلکہ تیرے پیچھے کوئی اور طاقت بول رہی ہے جو مال اور دولت سے تجھے تقویت پہنچا رہی ہے۔ پس تو تو ایک ایجنٹ ہے۔ یہی اعتراض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا کرتا تھا اور یہی اعتراض آج کل کے بعض مولوی نما لوگ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔

[2] ال کے معنے موعود کے کیے گئے ہیں۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۶﴾
کیا تمام مخلوقات میں سے تم نے نروں کو اپنے لیے چُنا ہے۔

وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۷﴾
اور تم ان کو چھوڑتے ہو جن کو تمھارے ربّ نے تمھاری بیویوں کی حیثیت سے پیدا کیا ہے (صرف یہی نہیں کہ تم ایسا فعل کرتے ہو) بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) تم (انسانی فطرت کے) تقاضوں کو ہر طرح توڑنے والی قوم ہو۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۸﴾
انھوں نے کہا، اے لُوط! اگر تو باز نہ آیا تو تُو ملک بدر کیے جانے والوں میں شامل ہو جائے گا۔

قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۹﴾
(لوط نے) کہا (بہرحال) میں تمھارے عمل کو نفرت سے دیکھتا ہوں۔

رَبِّ نَجِّنِيْ وَ اَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷۰﴾
اے میرے ربّ! مجھے اور میرے اہل کو ان کے اعمال سے نجات دے۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۱﴾
پس ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو سب ہی کو نجات دی۔

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾
سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو گئی۔

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾
پھر (لُوط کو نجات دینے کے بعد) سب دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۴﴾
اور ہم نے اُن پر (پتھروں کی) بارش برسائی۔ اور جن کو (خدا کی طرف سے) ہوشیار کر دیا جاتا ہے (لیکن پھر بھی باز نہیں آتے) اُن پر برسائی جانے والی بارش بہت بُری ہوتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾
اس واقعہ میں یقیناً ایک بڑا نشان تھا لیکن ان (کفار) میں سے اکثر پھر بھی مومن نہ بنے۔

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۶﴾ ع
تیرا ربّ یقیناً وہ ہے جو غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۷﴾
بَن[1] کے رہنے والوں نے بھی رسولوں کا انکار کیا تھا۔

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۸﴾
جب کہ اُن سے شعیب نے کہا کہ کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۹﴾
مَیں تمھاری طرف ایک امانت دار پیغامبر کی حیثیت سے آیا ہوں۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۸۰﴾
پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور میری اطاعت کرو۔[2]

---

[1] دیکھو سورۃ حجر آیت ۷۹۔

[2] اس آیت سے پہلی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا ذکر کیا جا چکا ہے اب اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ تبھی کامل ہوتا ہے جب وقت کے رسول کی اطاعت کی جائے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی مرضی کا پتہ لگتا ہے۔

وَ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟ؕ (١٨١)

اور میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر صرف رب العالمین (خدا) کے ذمّہ ہے۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۟ۚ (١٨٢)

(اے لوگو) پیمانہ پورا (بھرکر) دیا کرو اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والے مت بنو۔

وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۟ۚ (١٨٣)

اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔

وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۟ۚ (١٨٤)

اور لوگوں کو اُن کی چیزیں (ان کے حق سے) کم نہ دیا کرو، اور ملک میں ہرگز[1] فساد نہ کیا کرو۔

وَ اتَّقُوا الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۟ؕ (١٨٥)

اور جس نے تم کو اور تم سے پہلی مخلوقات کو پیدا کیا ہے اس کا تقویٰ اختیار کرو۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۟ۙ (١٨٦)

(اس پر اس کی قوم نے) کہا تو تو ایسا (شخص) ہے جسے غذا دی[2] جاتی ہے۔

وَ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۟ۚ (١٨٧)

اور تو صرف ہماری طرح کا ایک انسان ہے، اور ہم یقیناً تجھے کاذب سمجھتے ہیں۔

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۟ؕ (١٨٨)

پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر کوئی بادل[3] کا ٹکڑا گرا۔

قَالَ رَبِّىْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۟ (١٨٩)

(اس پر شعیب نے) کہا، میرا رب تمھارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۟ (١٩٠)

مگر (اس کے سمجھانے کے باوجود) انھوں نے اس کو جھٹلایا پس ان کو سایہ کے دن والے عذاب نے آپکڑا (یعنی گھنے اور دیرپا بادلوں کے عذاب نے) وہ یقیناً ایک بڑے بھاری دن کا عذاب تھا۔

---

[1] عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب کسی فعل کے بعد اس کے مطابق معنیٰ حال کو لایا جائے تو اس کے معنے زور دینے کے ہوتے ہیں اور اُردو میں اس کا ترجمہ "ہرگز" یا "بالکل" سے کیا جائے گا۔ کیونکہ لفظی ترجمہ بے معنے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ زمین میں فساد کرتے ہوئے سخت فساد نہ کیا کرو، اور ظاہر ہے کہ یہ معنے درست نہیں لیکن جب ہرگز اور بالکل سے اس کا ترجمہ کیا جائے تو صحیح ترجمہ ہو جائے گا اور یُوں بنے گا کہ ملک میں بالکل یا ہرگز فساد نہ کیا کرو۔

[2] یعنی حضرت شعیب علیہ السلام پر بھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی جیسا کہ دوسری آیتوں سے ثابت ہے اور اسی طرح کئی دوسرے انبیاء پر وہی الزام لگایا گیا، جو حضرت مرزا صاحب کے دشمنوں نے آپ پر لگایا تھا کہ آپ کو انگریز روپیہ دے کر کام کرواتے تھے ورنہ دل سے وہ اپنے عقائد کے قائل نہ تھے۔ حضرت شعیبؑ کو اُن کے دشمنوں نے یہی کہا ہے کہ تجھ کو کوئی شخص یا جماعت روپیہ دے دے کر ان باتوں پر اکسا رہی ہے ورنہ تُو دل سے اِن باتوں کو نہیں مانتا۔

[3] سَمَآءٌ کے معنے عربی زبان میں بادل کے بھی ہیں اور آسمان کے بھی۔ آج کل ہند و پاکستان میں اس قسم کے عذاب کثرت سے آرہے ہیں اور بارشیں ہیں کہ تھمتی ہی نہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۹۱﴾
اس واقعہ میں ایک بڑا نشان تھا اور (اسے دیکھ کر بھی) ان کافروں میں سے اکثر مومنوں میں شامل نہ ہوئے۔

وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۹۲﴾ ع
اور تیرا ربّ یقیناً غالب (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۹۳﴾ؕ
اور یقیناً یہ (قرآن) رب العالمین خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۴﴾ۙ
اس کو لے کر ایک امانت دار کلام بردار فرشتہ (جبریل) تیرے دل پر اُترا ہے

عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ﴿۱۹۵﴾ۙ
تاکہ تُو ہوشیار کرنے والی جماعت میں شامل ہو جائے۔

بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ﴿۱۹۶﴾ؕ
(اس کو جبریل نے خدا کے حکم سے) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں اُتارا ہے

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۷﴾
اور یقیناً اس کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود تھا۔

اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۹۸﴾ؕ
کیا اُن کے لیے یہ نشان کم ہے کہ اس (قرآن) کو علمائے بنی اسرائیل بھی پہچانتے ہیں[1]

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿۱۹۹﴾ۙ
اور اگر ہم اس کو اعجمیوں[2] میں سے کسی پر اُتارتے۔

فَقَرَاَهٗ عَلَیْھِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۰۰﴾ؕ
اور وہ اس کو اِن (کفار) کے سامنے پڑھ کر سُناتا تو وہ کبھی بھی اس پر ایمان نہ لاتے[3]

کَذٰلِکَ سَلَکْنٰهُ فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۰۱﴾ؕ
اِسی طرح ہم نے مجرموں کے دلوں میں یہ (بات) داخل کر چھوڑی ہے۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۲۰۲﴾ۙ
(پس) وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

فَیَاْتِیَھُمْ بَغْتَۃً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ۙ
پس وہ (عذاب) ان کی لاعلمی میں ان کے پاس اچانک آ جائے گا۔

فَیَقُوْلُوْا ھَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ؕ
تب وہ کہیں گے، کیا ہمیں ڈھیل مل سکے گی؟

اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۵﴾
سو (بتاؤ کہ) کیا یہی لوگ ہمارے عذاب کو جلدی مانگا کرتے تھے۔

اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰھُمْ سِنِیْنَ ﴿۲۰۶﴾ۙ
پس کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ اگر ہم اُن کو سالوں تک فائدہ پہنچاتے جاتے۔

ثُمَّ جَآءَھُمْ مَّا کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ۙ
پھر اُن کے پاس وہ (عذاب) آ جاتا جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

مَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ؕ
تو جو کچھ بھی ان کو دیا گیا ہے وہ ان سے اس (عذاب) کو ٹلا نہیں سکتا تھا۔

---

[1] یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔

[2] اَعْجَمِیٌّ یعنی غیر عرب۔

[3] یعنی کہتے کہ ہم عرب ہیں اور یہ رسول غیر زبان بولنے والا ہے۔

وَ مَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٩﴾ ذِكْرٰى وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢١٠﴾

اور ہم نے کسی بستی کو بغیر اس کے کہ اس کی طرف نبی بھیجے ہوں ہلاک نہیں کیا۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ اُن کو نصیحت پہنچ جائے اور ہم ظالم نہیں۔

وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١١﴾

اور شیطان اس (قرآن) کو لے کر نہیں اُترے۔

وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١٢﴾

اور نہ یہ کام اُن کے مطابقِ حال تھا اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔

اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٣﴾

وہ یقیناً (کلام الٰہی کے) سُننے سے دُور رکھے گئے ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٤﴾

پس تُو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار، ورنہ تُو مبتلائے عذاب لوگوں میں سے ہو جائے گا۔

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٥﴾

اور تُو (سب سے پہلے) اپنے سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٦﴾

اور جو تیرے پاس مومن ہو کر آئیں اُن کے لیے محبت کے بازو جھکا دے۔

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٧﴾

پھر اگر کسی وقت وہ تیری نافرمانی کر بیٹھیں، تو کہہ دے کہ میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں۔

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٨﴾

اور غالب (اور) بار بار کرم کرنے والی ہستی پر توکّل کر۔

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٩﴾

جو تجھے اس وقت بھی دیکھتا ہے، جب تُو (اکیلا نماز کے لیے) کھڑا ہوتا ہے۔

وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢٢٠﴾

اور اس وقت بھی جبکہ تو (نماز باجماعت کے لیے) سجدہ کرنے والی جماعت میں اِدھر اُدھر پھر رہا ہوتا ہے۔[1]

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢١﴾

یقیناً وہ (خدا ہی) بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢٢﴾

کیا میں تمھیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اُترتے ہیں؟

تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٣﴾

(شیطان) ہر جھوٹے گناہگار پر اُترتے ہیں۔

يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٤﴾

وہ اپنے کان[2] (آسمان کی طرف) لگاتے ہیں، اور اُن میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔

---

[1] قرآن مجید کے کئی بطن ہیں اور ایک بطن کے لحاظ سے تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ کے وہ معنے بھی ہیں جو ترجمہ میں کیے گئے ہیں۔

[2] سَمْع کے معنے کان کے بھی ہوتے ہیں۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٥﴾

اور شعراء کی جماعت ایسی ہوتی ہے کہ اُن کے پیچھے چلنے والے گمراہ[1] ہوتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٦﴾

(اے مخاطب) کیا تیری سمجھ میں (اب تک) نہیں آیا کہ وہ (شعراء) تو ہر وادی میں بے مقصود[2] کے پھرتے ہیں۔

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٢٢٧﴾

اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں، جو کرتے نہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿٢٢٨﴾ ع ١٥

سوائے (شاعروں میں سے) مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے اور ان کے جو اللہ کا (اپنے شعروں میں) کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور (اگر ہجو کرتے ہیں تو ابتداءً نہیں کرتے بلکہ) مظلوم ہونے کے بعد (جائز) بدلہ لیتے ہیں اور وہ لوگ جو کہ ظالم ہیں۔ ضرور جان لیں گے کہ کس مقام کی طرف اُن کو لوٹ کر جانا ہوگا۔

---

[1] جبکہ اس نبیؐ کے پیچھے چلنے والے نہایت نیک اور متقی ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ شاعر نہیں۔

[2] یعنی شاعروں کے کلام کسی ایک مضمون کے متعلق نہیں ہوتے بلکہ جو جو مضمون اُن کے ذہن میں آتا جاتا ہے اس کو اپنی نظم میں باندھتے جاتے ہیں۔ اصل مقصود ان کے مضمون کی ترتیب نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کے قافیوں اور ردیف کو اکٹھا کرنا ہوتا ہے۔ پس اشارۃً اس آیت میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ آئندہ شاعری کی رَد قافیہ اور ردیف کی طرف منتقل ہو جائے گی جو طریقہ کہ فارسی اور اُردو شعراء نے اختیار کیا ہے۔ ورنہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ہے عرب شعراء میں حقیقی معنوں میں ردیف کا استعمال شروع نہیں ہوا تھا۔

سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ اَرْبَعٌ وَّ تِسْعُوْنَ اٰیَۃً وَّ سَبْعَۃُ رُکُوْعَاتٍ
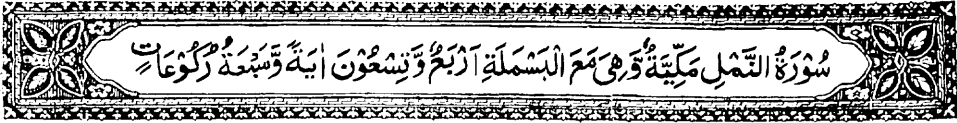
سورۃ نمل۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چورانوے آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ②

طاہر (اور) سمیع (یعنی پاک اور دعاؤں کا سُننے والا خدا اس سورۃ کا اُتارنے والا ہے) اس کی آیتیں قرآن اور مدلّل کتاب کا حصّہ ہیں۔

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ③

(جو) مومنوں کے لیے ہدایت اور بشارت (کا موجب) ہیں۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④

(ایسے مومن) جو نماز با جماعت ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہتے ہیں اور اُخروی زندگی پر (اور بعد میں آنے والی موعود باتوں پر) یقین رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ⑤

وہ لوگ جو اُخروی زندگی پر ایمان نہیں لاتے ہم نے اُن کے اعمال کو اُن کے لیے خوبصورت[1] کرکے دکھایا ہے پس وہ بھٹکے بھٹکے پھرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑥

اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، اور وہ اُخروی زندگی میں سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہوں گے۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑦

اور تجھ کو یقیناً قرآن اس (ہستی) کی طرف سے مل رہا ہے جو بہت حکمت والی (اور) بہت جاننے والی ہے۔[2]

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيْكُمْ

(یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا کہ میں نے ایک آگ[3] دیکھی ہے۔ میں یقیناً

---

[1] یہ مطلب نہیں کہ اُن کے بُرے اعمال خدا تعالیٰ ان کو خوبصورت کرکے دکھاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ الہٰی قانون ہے کہ جب کوئی شخص سچے راستہ کو چھوڑ کر بُرا راستہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے نفس کو یہ جھوٹ بول بول کر خوش کر لیتا ہے کہ یہی راستہ اچھا ہے چونکہ یہ انسانی اعمال کا ایک طبعی نتیجہ ہوتا ہے۔ قرآنی اصطلاح میں اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ فطرت اور طبیعت خدا نے پیدا کی ہے۔ اگر کہو کہ پھر اس شخص کا کیا قصور؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے بار بار کہا ہے کہ جو بات ہم کہتے ہیں اس کی دلیل بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سورۃ کے شروع میں بھی قرآن کریم کو مدلّل کتاب قرار دیا گیا ہے پس گو بدعملی کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ بدعملی اچھی لگنے لگ جاتی ہے مگر دلیل اور فطرت پھر بھی انسان کو متنبہ کرتی رہتی ہے کہ وہ غلط راستہ پر چل رہا ہے۔

[2] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جیسے وحی کے ایک لمبے عرصہ تک رُک جانے کے بعد موسیٰؑ پر وحی نازل ہوئی تھی اسی طرح اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔

[3] آیت کا یہ بھی مفہوم ہے کہ موسیٰؑ نے شروع نبوت میں ایک آگ دیکھی تھی جس کی تعبیر انھوں نے یہ کی کہ مجھ پر وحی الہٰی نازل ہونے والی ہے اگر حقیقی آگ ہوتی تو اس جگہ ایک آگ کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا صرف آگ کہا جاتا۔ چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ کشفی نظارہ ہے تبھی انھوں نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ربانی (صفحہ ۴۸۴ پر)

مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ⑧

تمھارے پاس اس (آگ) سے کوئی (عظیم الشان) خبر لاؤں گا یا تمھارے پاس ایک چمکتا ہُوا انگارہ لاؤں گا تاکہ تم آگ سینکو۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ⑨

پھر جب وہ اس (آگ) کے پاس آئے تو اُن کو آواز دی گئی کہ جو کوئی آگ میں ہے اور جو اس کے گرد ہے اس کو برکت[۱] دی گئی ہے اور اللہ ربّ العالمین پاک ہے۔

یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ⑩

اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ مَیں اللہ ہوں[۲] جو غالب (اور) حکمت والا ہوں۔

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ ۫ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ⑪

تو اپنی لاٹھی پھینک۔ اور جب اُس نے اُس (لاٹھی) کو دیکھا کہ وہ ہل رہی ہے گویا کہ وہ ایک چھوٹا سانپ[۳] ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا (تب ہم نے کہا) اے موسیٰ! ڈر نہیں، مَیں وہ ہوں کہ رسول میرے حضور میں ڈرا نہیں کرتے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) الٰہی تجلّی ہونے والی ہے مَیں وہاں جاتا ہوں۔ اور اگر وہ تجلّی صرف میری ذات کے لیے ہوئی تو یہ عظیم الشان خبر تمھیں یعنی اپنی بیوی اور دوسرے رشتہ داروں کو آ کر سناؤں گا اور اگر یہ تجلّی میری قوم اور ملک کے لیے عام ہوئی تو پھر کوئی دہکتا ہُوا انگارہ یعنی کوئی ایسی تعلیم لاؤں گا جو دلوں میں محبّتِ الٰہی پیدا کرے تاکہ تم بھی اس کو سینک سکو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو نظارہ غارِ حرا میں دیکھا، اس کی خبر سب سے پہلے اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اور دوسرے رشتہ داروں کو دی اور اس طرح آپ کی مشابہت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ثابت ہو گئی۔

[۱] اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ اس آگ میں خدا تعالیٰ کا وجود تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ خود برکت دیتا ہے، اس کو کوئی برکت نہیں دیتا۔ یعنی وہ تَبَارَكَ کہلا سکتا ہے بُوْرِكَ نہیں کہلا سکتا۔ دوسرے یہ کہ مَنْ فِی النَّارِ کے ساتھ وَمَنْ حَوْلَهَا بھی کہا گیا ہے یعنی جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے گرد کھڑا ہے اس کو بھی برکت دی گئی ہے، یعنی موسیٰ بھی مہبطِ انوار ہے اور آگ کا جلوہ بھی مہبطِ انوار ہے یعنی دونوں کے ذریعہ سے ہستیٔ باری کو ظاہر کیا جا رہا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ کے فقرہ میں بھی اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ خدا آگ میں تھا۔ کیونکہ ربّ العالمین کہہ کر اس کو سب تعامات سے آزاد کر دیا گیا اور سبحان اللہ کہہ کر اس کو کسی جسمانی شکل میں ظاہر ہونے سے پاک قرار دیا گیا ہے۔

[۲] اس کے یہ معنے نہیں کہ آگ میں خدا تھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو الہاماً یہ کہا گیا تھا کہ دیکھ میرا جلوہ ہر چیز سے ظاہر ہے۔ آگ سے بھی، اس کے گرد کی چیزوں سے بھی، عصا سے بھی اور اس کی کشفی شکل سے بھی جو سانپ کی تھی۔ پس یہ کہنا بالکل قرآن مجید اور عقل کے خلاف ہے کہ اس آگ میں خدا تھا۔ بلکہ جو باطنی نظارہ اس آگ یا سونٹے یا سانپ کے ذریعہ دکھایا گیا تھا وہ سب نظارے خدا کی ذات کو انسان کے قریب کرتے تھے نہ یہ کہ واقعہ میں خدا تھے۔

[۳] یہاں جَآنٌّ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، جو چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں ثُعْبَان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنے بڑے سانپ کے ہوتے ہیں اور ایک تیسری جگہ حَیَّةٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنے محض سانپ کے ہوتے ہیں۔ بعض بیوقوفوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ اختلاف ہے حالانکہ جہاں چھوٹے سانپ کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں کہا ہے کہ اس طرح ہلتا تھا جیسے چھوٹا سانپ۔ گویا چھوٹے سانپ کا لفظ اس کی تیز حرکت کی وجہ سے بولا گیا اور بڑے سانپ کا لفظ اس کے بڑے نظر آنے والے جسم کی وجہ سے بولا گیا اور سانپ کا لفظ محض اس کی جنس پر دلالت کرنے کے لیے بولا گیا ہے۔ گویا ہر موقعہ کے لحاظ سے ہر لفظ استعمال ہُوا ہے۔

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوٓءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑫

مگر جس نے ظلم کیا لیکن پھر اس ظلم[1] کو چھوڑ کر نیکی اختیار کی، میں (اس کے لیے) بڑا بخشنے والا اور بار بار کرم کرنے والا ہوں۔

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ ۖ فِي تِسْعِ ءَايَٰتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ ⑬

اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا۔ یہ اُن نو نشانوں[2] میں سے ہے جو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجے جانے والے ہیں۔ وہ اطاعت سے نکل جانے والی قوم ہے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ ءَايَٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا۟ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑭

پس جب ان کے پاس ہمارے نشانات جو آنکھیں کھول دینے والے تھے آئے تو انھوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔

وَجَحَدُوا۟ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ

اور انھوں نے اصرار سے ظلم اور تکبّر کرتے ہوئے ان (نشانوں) کا انکار کیا،

---

[1] ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ کئی جگہ پر نبی مخاطب ہوتا ہے۔ اور مراد اس سے جماعت ہوتی ہے۔ یہاں بھی پہلی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ نبی مجھ سے نہیں ڈرتے۔ مگر لعد میں فرمایا کہ ہاں جس نے ظلم کیا اور لعد میں اس کو نیکی سے بدل دیا اس کو خدا بخش دے گا۔ اور یہ آیت نبیوں پر نہیں لگتی۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس جگہ مراد نبیوں کے اتباع ہیں جو نبیوں کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض پہلے کافر ہوتے ہیں اور لعد میں مومن ہو جاتے ہیں۔

[2] فِي تِسْعِ ءَايَٰتٍ - فرعون اور اس کی قوم کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے نو نشان دکھائے تھے جن میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ اپنے ہاتھ کو اپنی بغل میں دباؤ۔ جب نکالو گے تو وہ سفید ہو گا بغیر اس کے کہ کوئی بیماری ہو۔

ہاتھ عربی زبان کے محاورہ میں بھائیوں اور قوم کو کہتے ہیں پس اس کا مطلب یہ تھا کہ اے موسیٰ! اپنی قوم کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری تربیت سے وہ نیک اور اچھی ہو جائے گی۔ اور بے عیب بن جائے گی اور کوئی بُرائی اس میں باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ موسیٰؑ کی قوم موسیٰؑ کے آنے سے پہلے نہایت گندی ہو گئی تھی اور ابراہیمی تعلیم کو اس نے بھلا دیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر اُن میں بڑے بڑے اولیا پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بھی وہ موسیٰؑ سے دُور ہوتی تھی۔ اس میں بدی پیدا ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پہاڑ پر جانے پر چند دن کی جدائی میں ہی انھوں نے بچھڑے کو خدا بنا لیا اور پُوجنے لگے۔

یہ جو نو معجزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان کی تشریح مختلف جگہ قرآن مجید میں آتی ہے۔ دو تو یہیں بیان ہیں، یعنی یَدِ بیضاء اور عصا۔ تیسرا معجزہ قحط ہے چوتھا معجزہ اولادوں کا مرجانا ہے جو ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ۔ پانچواں معجزہ طوفان کا تھا کہ ان پر ایک عظیم الشان طوفان آیا تھا۔ میرے نزدیک طوفان کا معجزہ وہی تھا جو بحیرہ احمر میں ظاہر ہوا جب فرعون اور اس کے لشکر اس میں غرق کر دیئے گئے تھے۔ اس وقت بھی ایک بڑا طوفان آیا تھا جس سے سمندر زمین سے پرے ہٹ گیا تھا اور زمین ننگی ہو گئی تھی اور جب موسیٰؑ پار چلے گئے تو فرعون اُن کا پیچھا کرتے ہوئے اپنے لشکروں سمیت اس میں گھس کر آخر غرق ہو گیا تھا۔ چھٹا معجزہ ٹڈیوں کا تھا۔ یعنی ٹڈیوں نے فصلیں تباہ کر دی تھیں اور قحط پڑ گیا تھا۔ ساتواں معجزہ اَلْقُمَّل یعنی جوؤں کا معجزہ تھا۔ یعنی جوئیں ملک میں بہت بڑھ گئی تھیں غالباً ایسی سردی پڑی تھی کہ غسل کرنا اُن کے لیے مشکل ہو گیا تھا اور جوئیں پڑ گئی تھیں۔ آٹھواں معجزہ اَلضَّفَادِع یعنی مینڈکوں کا تھا۔ جب بارشیں زیادہ ہوتی ہیں تو مینڈک بڑھ جاتے ہیں اس میں اشارہ ہے کہ بارشیں بہت زیادہ ہوئی تھیں اور جیسا کہ تجربہ ہے کہ ہر دیوار پر مینڈکوں کے انڈے سُوکھ جاتے ہیں اور بارش کے پڑتے ہی چھوٹے چھوٹے مینڈک بارش کی طرح گرنے لگ جاتے ہیں۔ گرم ملکوں میں ایسا اکثر ہوتا ہے۔ نواں معجزہ اَلدَّم یعنی خون کا تھا جس سے مراد طاعون کی وہ قسم ہے جس میں نکسیر پھوٹنے لگ جاتی ہے اور آدمی مرجاتا ہے وہ اس قوم میں پُھوٹ پڑی تھی۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

حالانکہ اُن کے دل اُن پر یقین لا چکے تھے پس دیکھ کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہُوا کرتا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا کیا اور دونوں نے کہا، اللہ ہی سب تعریف کا مالک ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی ہے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾

اور سلیمان داؤد کا وارث بنا اور اس نے کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں[1] کی زبان سکھائی گئی ہے اور ہر ضروری چیز (یعنی تعلیم) ہم کو دی گئی ہے یہ کھلا کھلا فضل ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور (ایک دفعہ) سلیمان کے سامنے جنّوں اور انسانوں اور پرندوں میں سے اس کے لشکر ترتیب وار اکٹھے کیے گیے (پھر اُن کو کُوچ کا حکم ملا)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۹﴾

یہاں تک کہ جب وہ وادی نملہ[2] میں پہنچے تو نملہ قوم میں سے ایک شخص نے کہا، اے نملہ قوم اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر (تمھارے حالات کو) نہ جانتے ہوئے تمھیں پیروں کے نیچے مسل دیں۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۰﴾

پس سلیمان اس کی بات سن کر ہنس پڑا اور کہا، اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والد پر کی ہے شکریہ[3] ادا کر سکوں اور ایسا مناسب عمل کروں جسے تُو پسند فرمائے اور (اے خدا) اپنے رحم کے ساتھ تو مجھے اپنے بزرگ بندوں میں داخل کر۔

---

[1] ہم دوسری جگہ لکھ چکے ہیں کہ طَیْر کے معنے آسمانی پرواز کرنے والے لوگوں (یعنی برگزیدہ لوگوں) کے ہوتے ہیں۔ وہی معنے اس جگہ پرندوں کے ہیں۔

[2] وادیٔ نمل ساحل سمندر پر یروشلم کے مقابل پر یا اس کے قریب دمشق سے حجاز کی طرف آتے ہوئے ایک بیچ میچ کی وادی ہے جسے استعارۃً وادیٔ نمل کہتے ہیں۔ اندازاً دمشق سے نو میل نیچے کی طرف واقع ہے۔ ان علاقوں میں حضرت سلیمانؑ کے وقت تک عرب اور مدین کے بہت سے قبائل بستے تھے (دیکھو نقشۂ فلسطین و شام بعہد قدیم و جدید و نیلسنز انسائیکلو پیڈیا) اور نملہ ایک قوم تھی جو وہاں رہتی تھی اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی قوم جان بوجھ کر کسی کو نقصان نہیں پہنچاتی تھی بلکہ اگر اس کو پتہ لگ جاتا کہ کوئی قوم کمزور ہے تو اس کو بچانے کی کوشش کرتی تھی۔

[3] یعنی ایک وحشی قبیلہ کے لوگ بھی یہ جانتے ہیں کہ میں جان بوجھ کر اُن کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ (دیکھو پہلی آیت)

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿۲۱﴾

اور اس نے سب پرندوں کی حاضری لی۔ پھر کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ میں ہُدہُد[1] کو نہیں دیکھتا، یا وہ (جان بوجھ کر) غیر حاضر ہے۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

میں اس کو یقیناً سخت سزا دوں گا، یا اُسے قتل[2] کردوں گا۔ یا وہ میرے سامنے کوئی کھلی دلیل (اپنی غیر حاضری کی) پیش کرے گا۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۳﴾

پس کچھ دیر وہ ٹھیرا (اتنے میں ہُدہُد حاضر ہُوا) اور اُس نے کہا کہ میں نے اس چیز کا علم حاصل کیا ہے جو تجھے حاصل نہیں اور میں سبا (کی قوم کے علاقہ) سے تیرے پاس (آیا ہوں) (اور) ایک یقینی خبر لایا ہوں۔

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۴﴾

(جو یہ ہے کہ) میں نے (وہاں) ایک عورت کو دیکھا جو اُن (کی ساری قوم) پر حکومت کر رہی ہے اور ہر نعمت اسے حاصل ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔

وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور میں نے اُس کو اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے آگے سجدہ کرتے دیکھا اور شیطان نے اُن کے عمل ان کو خوبصورت کرکے دکھائے ہیں اور ان کو سچے راستہ سے روک دیا ہے[3] جس کی وجہ سے وہ ہدایت نہیں پاتے۔

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور مُصر ہیں کہ اللہ کو سجدہ نہ کریں جو کہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ تقدیر کو ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اُن (تدبیروں) کو بھی جانتا ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۷﴾ السجدۃ

(حالانکہ) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ) ایک بڑے تخت کا مالک ہے۔

---

[1] کئی ادومی بادشاہوں کا نام ہَدَد تھا جس کو عرب لوگ اپنے لہجہ کے لحاظ سے ہُدہُد کہتے تھے۔ یہ نام بنو اسمٰعیل میں عام رائج تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دوبار کے ایک سردار کا نام بھی ہدہد تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے موآب کو جو ایک بڑا انجنیئر تھا، اس کی سازش کی وجہ سے قتل کرایا تو یہ ہُدہُد بھاگ کر مصر چلا گیا کہ کہیں مجھے بھی نہ مار ڈالیں۔ پھر بعد میں معافی مانگ کر اور سفارشیں کرا کے واپس آگیا (دیکھو جیوش انسائیکلوپیڈیا) ممکن ہے کہ چونکہ یہ عام نام تھا بعض اور سرداروں کا بھی یہ نام ہو۔ اور چونکہ عربی میں ہُدہُد ایک پرندے کا بھی نام ہے مفسرین نے سمجھ لیا کہ غالباً یہ اسی پرندے کا ذکر ہے۔

[2] عربی میں ذبح بمعنے قتل بھی آتا ہے۔ (تاج العروس)

[3] اس کے یہ معنے نہیں کہ شیطان لوگوں کو زبردستی ہدایت سے روکتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم کئی بار پہلے لکھ چکے ہیں شیطان کے معنے عربی زبان میں حق سے دُور رہنے والے اور دُور کرنے والے کے بھی ہیں اور اس جگہ یہی مراد ہے کہ حق سے دُور رہنے والوں اور دُور کرنے والے لوگوں نے ان کی نظر میں وہ خلافِ شریعت اور خلافِ عقل امور جن سے فطرتِ صحیحہ متنفر ہوتی ہے اچھے کرکے دکھائے۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

(اِس پر سلیمان نے) کہا کہ ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ بولا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

تو میرا یہ خط لے جا اور اسے اُن کے (یعنی سبا کی قوم کے) سامنے پھینک دے پھر (ادب سے) پیچھے ہٹ (کر کھڑا) ہو جا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾

(جب اس نے ایسا کیا تو وہ (ملکہ) بولی۔ اے میرے درباریو! میرے سامنے ایک معزز خط رکھا گیا ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾

(جس کا مضمون یہ ہے کہ) یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ جو بے انتہا رحم کرنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے، اس کے نام سے ہم شروع کرتے ہیں۔

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع

(اور کہتے ہیں) کہ ہم پر زیادتی نہ کرو اور ہمارے حضور میں فرمانبردار بن کر حاضر ہو جاؤ۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

پھر اس (ملکہ) نے کہا۔ اے سردارو! میرے معاملہ میں اپنی پختہ رائے دو۔ کیونکہ میں کبھی کوئی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس حاضر نہ ہو (اور مشورہ نہ دے لو)

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾

(درباریوں نے) کہا ہم بڑی طاقت والے ہیں اور بڑے جنگجو ہیں اور آخری (معاملہ آپ کے) ہاتھ میں ہے پس غور کر لیں کہ آپ کیا حکم دینا چاہتی ہیں (ہم اسکی اتباع کریں گے)

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

اس نے کہا کہ جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے باشندوں میں سے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور وہ اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور (میں نے فیصلہ کیا ہے کہ) میں ان کی طرف ایک تحفہ[1] بھیجوں گی پھر دیکھوں گی کہ میرے ایلچی کیا جواب لے کر واپس آتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

پھر جب وہ تحفہ سلیمان کے سامنے لا کر رکھا گیا تو اس نے کہا کیا تم مال کے ذریعہ سے میری مدد کرنا چاہتے ہو اگر یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ اللہ نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ اس سے بہت بہتر ہے جو تم کو دیا ہے اور (معلوم ہوتا ہے کہ) تم اپنے تحفہ پر بڑے نازاں ہو۔

---

[1] پُرانے زمانہ میں بادشاہوں کا قاعدہ تھا کہ وہ زیادہ زبردست بادشاہوں کا منہ رشوت سے بند کیا کرتے تھے جب ملقیس کے تحفے حضرت سلیمانؑ کو پہنچے تو انھوں نے سمجھا کہ اس نے مجھے ایسا ہی بد اخلاق قرار دیا ہے اور اس کے اس فعل پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۸﴾

(اے ہُدہُد!) تُو اُن کی طرف لَوٹ جا اور (اُن سے کہدے کہ) میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ اُن کے پاس آؤں گا ایسا لشکر کہ اس کے مقابلہ کی ان کو طاقت نہ ہوگی اور میں اُن کو اس (ملک) سے (مفتوح ہونے کے بعد) ایسی حالت میں نکال دُوں گا کہ (وہ بادشاہت کی) عزّت[1] کھو چکے ہونگے۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

(اس کے بعد) اس نے (اپنے درباریوں سے مخاطب ہوکر) کہا۔ اے درباریو! تم میں سے کون اس کے تخت کو میرے پاس لے آئے گا پیشتر اس کے کہ وہ (لوگ) فرمانبردار ہوکر میری خدمت میں حاضر ہوں۔

قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿۴۰﴾

(پہاڑی قوموں میں سے) ایک سرکش سردار[2] نے کہا۔ آپ کے (اس) مقام سے جانے سے پہلے میں وہ (عرش) لے آؤں گا اور میں اس بات پر بڑی قدرت رکھنے والا (اور) امانت دار ہوں۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۚ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۱﴾

(اس پر) اُس شخص[3] نے جس کو (الہٰی) کتاب کا علم حاصل تھا کہا کہ میں تیرے پاس اس (تخت) کو تیرے آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ پس جب (سلیمانؑ) نے اُس کو پاس رکھا ہُوا دیکھا تو اس نے کہا۔ یہ میرے ربّ کے فضل کی وجہ سے ہُوا ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ مَیں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر کرے وہ اپنی جان کے فائدہ کے لیے ایسا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً میرا ربّ بے نیاز (اور) بڑی سخاوت کرنے والا ہے۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۲﴾

(پھر) اس نے کہا اس (ملکہ) کے لیے اُس کا عرش[4] حقیر کرکے دکھاؤ (ہم دیکھیں گے) کہ کیا وہ ہدایت پاتی ہے یا ان لوگوں میں سے بنتی ہے جو ہدایت نہیں پاتے۔

---

[1] هُمْ صَاغِرُوْنَ۔ یعنی جب وہ بادشاہت کی عزّت کو کھو بیٹھیں گے۔

[2] قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ کے الفاظ قرآن مجید میں ہیں اور اس سے مراد پہاڑی قوموں کے افراد میں سے ایک سردار ہے۔

[3] چونکہ ملک یہود کا تھا اس لیے عبرانی عالم کو یقین تھا کہ یہودی میرے لیے بہت جلد کام کریں گے پس اس نے عفریت سے پہلے عرش لانے کا وعدہ کیا اور کہا کہ میں تخت کو فوراً حاضر کردوں گا۔ مختلف زبانوں میں آنکھ جھپکنے کا محاورہ جلدی پر دلالت کرتا ہے اور اسے لفظی نہیں قرار دیا جاتا۔ یہاں بھی انھیں معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔

[4] یعنی ایسا تخت بناؤ جو اس کے تخت سے بھی اعلیٰ ہو۔ الفاظ قرآنی نَكِّرُوْا کے ہیں جس کے معنے نکرہ کردینے کے ہیں یعنی وہ چیز خاص نظر نہ آئے عام ہوجائے یعنی ایسا تخت بناؤ کہ ملکہ کا تخت اس کے مقابلہ پر اسے ایک عام چیز نظر آئے۔ (دیکھو اقرب)

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۳﴾

پس جب وہ آگئی تو کہا گیا، کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ اس پر اُس نے کہا، کہ یُوں معلوم ہوتا ہے یہ وہی ہے اور ہم کو اس سے پہلے ہی علم حاصل ہو چکا تھا اور ہم (تیرے) فرمانبردار بن چکے تھے۔

وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۴﴾

اور سلیمان نے ملکہ کو اللہ کے سوا پرستش کرنے سے روکا۔ وہ یقیناً کافر قوم میں سے تھی۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۭ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾ ع

اور اسے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو جاؤ۔ پس جب اُس نے اس (محل) کو دیکھا تو اس کو گہرا پانی سمجھا اور گھبرا گئی۔ تب سلیمان نے کہا یہ تو محل ہے جس میں شیشہ کے ٹکڑے لگائے گئے ہیں۔ تب وہ (ملکہ) بولی۔ اے میرے ربّ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ ربّ العالمین خدا پر ایمان لاتی ہوں[1]۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور ہم نے ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو ضرور رسول بنا کر بھیجا تھا، (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کی عبادت کرو۔ پس وہ (سنتے ہی) دو گروہ ہو گئے جو آپس میں جھگڑنے لگے۔

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

اس (صالح) نے کہا، اے میری قوم! تم خوشحالی کے آنے سے پہلے خرابی کے لیے کیوں جلدی کرتے ہو کیا تم خدا سے اپنے گناہوں پر استغفار نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

انھوں نے کہا (اے صالح ہم نے خوب سوچا ہے) تجھے اور تیرے ساتھیوں کو منحوس ہی پایا ہے[2]۔ صالح نے کہا تمھاری نحوست کا سبب تو اللہ کے پاس ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم ایک ایسی قوم ہو جس کو آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔

وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور شہر میں نو آدمی[3] تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے۔ اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ

انھوں نے کہا کہ تم سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم اس کے اور اس کے گھر والوں پر

---

[1] یعنی سلیمان علیہ السلام کی اس تدبیر سے کہ پانی پر شیشے کی سلیں لگا دی گئی تھیں۔ وہ اپنی غلطی سمجھ گئی۔ کہ جس طرح شیشے کے نیچے پانی نظر آتا ہے۔ اسی طرح سورج کا نور خدا سے ہے۔ اس لیے سورج کو پُوجنا غلطی ہے اور خدا تعالیٰ ایک ہی ہے۔

[2] یعنی تم لوگ اپنی قوم کے لیے کسی ترقی کا نہیں بلکہ تباہی کا موجب ہو گے۔

[3] رَھْطٌ کے معنے قبیلہ یا عدد کے ہوتے ہیں۔ اس جگہ چونکہ قبیلہ کے معنے نہیں ہو سکتے اس لیے عدد کے معنے لگیں گے۔

لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٥٠﴾

رات کے وقت حملہ کریں گے پھر جو بھی اس کے خون کا مطالبہ[1] کرنے آئیگا ہم اس سے کہیں گے کہ ہم نے اس کے اہل کی ہلاکت (کے واقعہ) کو نہیں دیکھا اور ہم سچے ہیں۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥١﴾

اور انھوں نے ایک تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی اور وہ جانتے نہیں تھے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥٢﴾

پھر دیکھ کہ ان کی تدبیر کا نتیجہ کیا نکلا۔ ہم نے اُن کو اور اُن کی قوم کو سب کو تباہ کر کے رکھ دیا۔

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٣﴾

پس (دیکھ) یہ ان کے گھر ہیں جو اُن کے ظلموں کی وجہ سے گرے ہوئے ہیں۔ اس میں علم والی قوم کے لیے بڑا نشان ہے۔

وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٤﴾

اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور تقویٰ کرتے تھے نجات دی۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٥﴾

اور (ہم نے) لُوط کو (بھی رسول بنا کر بھیجا) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بدیاں کرتے ہو اور تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٦﴾

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت کی نیت سے آتے ہو حقیقت یہ ہے کہ تم ایک جاہل قوم ہو۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾

پس اس کی قوم کا جواب صرف یہ تھا کہ (اے لوگو) لوط کے خاندان کو اپنے شہر سے نکال دو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو بڑا نیک بننا چاہتے ہیں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٨﴾

نتیجہ[2] یہ ہوا کہ ہم نے اس (لوط) کو اور اس کے خاندان کے لوگوں کو سوائے اس کی بیوی کے نجات دی۔ ہم نے اس (بیوی) کو پیچھے رہنے[3] والوں میں گن چھوڑا تھا۔

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٩﴾ ع ١٩

اور ہم نے اُن پر ایک بارش برسائی اور جن کو عذاب کا پیغام پہنچ چکا ہو اُن کی بارش بہت بُری ہوتی ہے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٠﴾

تُو کہہ دے ہر تعریف کا اللہ (ہی) مستحق ہے اور اس کے وہ بندے جن کو اُس نے چُن لیا ہو اُن پر ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی ہے۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو وہ (اس کا) شریک قرار دیتے ہیں؟

---

[1] قرآن مجید میں وَلِیٌّ کا لفظ ہے اور وَلِیٌّ کے معنے ایسے شخص کے ہوتے ہیں جو کسی کے کاموں کا ذمہ دار اور اس کا مددگار ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی کی موت کے بعد اس کے قتل کے بدلہ کا مطالبہ کرے اس کو بھی عربی میں وَلِیٌّ کہتے ہیں۔ کیونکہ ایسا شخص اس کا مددگار ہوتا ہے۔

[2] فَا کے معنے اَور کے بھی، پس کے بھی، اور نتیجہ کے بھی ہوتے ہیں۔

[3] یعنی وہ اپنے اعمال کی وجہ سے نظر آتی تھی کہ پیچھے رہ جائے گی۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿٦١﴾

(بتاؤ تو) آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور (کس نے) تمھارے لیے بادل[1] سے پانی اتارا ہے پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے خوبصورت باغ نکالے ہیں تم ان باغوں کے درخت نہیں اُگا سکتے تھے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہے؟ (جو سب کائنات عالم کا انتظام کر رہا ہے) لیکن یہ (کافر) ایسی قوم ہیں جو اُس کے شریک بنا[2] رہے ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾

(بتاؤ تو) کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا ہے؟ اور اس کے بیچ میں دریا چلائے ہیں اور اس کے (فائدہ کے) لیے پہاڑ بنائے ہیں اور دو سمندروں[3] کے درمیان (جن میں سے ایک میٹھا اور ایک کھاری ہوتا ہے) ایک روک بنائی ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٣﴾

(نیز بتاؤ تو) کون کسی بے کس کی دُعا سنتا ہے جب وہ اس (خدا) سے دُعا کرتا ہے اور (اس کی) تکلیف کو دُور کر دیتا ہے اور وہ تم (دُعا کرنے والے انسانوں) کو (ایک دن) ساری زمین کا وارث بنا دیگا۔ کیا (اس قادر مطلق) اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تم بالکل[4] نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

(بتاؤ تو) خشکیوں اور سمندروں کی مصیبتوں میں کون تم کو نجات کی راہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے خوشخبری کے طور پر ہواؤں کو بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟ اللہ تمھاری شرک کی باتوں سے بہت بلند ہے۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٥﴾

(بتاؤ تو کہ) وہ جو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور پھر (پیدائش کے) سلسلہ کو جاری کرتا ہے اور جو بادلوں اور زمین سے تمھیں رزق دیتا ہے۔ کیا (اس قادر مطلق) اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ تو کہہ دے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو (کہ اس کے ثانی اور بھی ہیں)

---

[1] سَمَآءٌ کے معنے آسمان کے علاوہ بادل کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

[2] عَدَلَ بِرَبِّہٖ کے معنے ہوتے ہیں اَشْرَكَ (اقرب) یعنی شریک قرار دیا۔

[3] تفصیل کے لیے دیکھو نوٹ سورۂ فرقان آیت ۵۴۔

[4] قَلِيْل کا لفظ عربی زبان کے محاورہ میں کلّی نفی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اُردو میں بھی کہتے ہیں "تم مانتے تھوڑا ہی ہو" جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم بالکل نہیں مانتے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۶﴾

(پھر تو) کہہ دے کہ آسمانوں اور زمین میں جو مخلوق بھی ہے خدا کے سوا ان میں سے کوئی) غیب کو نہیں جانتی اور اُن میں سے کوئی یہ بھی نہیں سمجھتا کہ ان کو کب زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ ع

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اخروی زندگی کے بارہ میں ان کا علم بالکل ختم ہو گیا ہے بلکہ وہ اس کے بارہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ اس کے بارہ میں بالکل اندھے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور کافر کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادے مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر (زمین سے) زندہ کرکے نکالے جائیں گے۔

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۹﴾

ہم اور ہمارے باپ دادوں سے اس سے پہلے ایسا ہی وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر یہ صرف پہلے لوگوں کی باتیں ہیں (جو کبھی پوری نہیں ہوتیں)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۷۰﴾

تو کہہ دے کہ زمین میں پھرو اور دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیسا ہُوا تھا۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۱﴾

اور تو اُن پر غم نہ کھا۔ اور اُن کی تدبیروں کی وجہ سے تنگی محسوس نہ کر۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۲﴾

اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب کا) وعدہ کب پُورا ہو گا؟

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

تو کہہ دے کہ ممکن ہے کہ وہ (عذاب) جس کے لیے تم جلدی کر رہے ہو اس کا کچھ حصّہ تمھارے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہو۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور تیرا ربّ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اُن میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

اور تیرا ربّ اُن چیزوں کو بھی جانتا ہے جن کو ان کے سینے چُھپا رہے ہیں ہیں اور جن کو وہ ظاہر کر رہے ہیں۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۶﴾

اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی چھپی ہوئی چیز ہے ایک بیان کرنے والی کتاب میں (محفوظ) ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں سناتا ہے جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾

اور وہ ضرور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿۷۹﴾

تیرا ربّ ان (بنی اسرائیل) کے درمیان اپنے حکم (یعنی قرآن) کے ساتھ (سچا) فیصلہ کرتا ہے۔ اور وہ غالب (اور) بہت بڑے علم والا ہے۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿۸۰﴾

پس اللہ پر توکّل کر، تُو یقیناً ایک مدلّل حق پر قائم ہے۔

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿۸۱﴾

تُو ہرگز مُردوں کو نہیں سُنا سکتا اور نہ بہروں کو ہی (اپنی) آواز سنا سکتا ہے (خصوصاً) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔

وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿۸۲﴾

اور تو اندھوں کو بھی ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت نہیں دے سکتا۔ تُو تو صرف انہی کو سُناتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ (عملاً بھی) فرمانبردار[1] ہوتے ہیں۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿۸۳﴾ ع

اور جب اُن کی تباہی کی پیشگوئی[2] پوری ہو جائے گی تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک کیڑا[3] نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا۔ اس وجہ سے کہ لوگ ہمارے نشانات پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿۸۴﴾

اور اُس دن (کو یاد کرو) جب ہر (اس) قوم میں سے جو ہمارے نشانات کا انکار کرتی رہی ہو گی ہم ایک بڑا گروہ کھڑا کریں گے۔ پھر اس (گروہ) کو (جواب دہی کے لیے) مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا

حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ

اور جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے۔ وہ اُن سے کہے گا۔ کیا تم نے میرے نشانات کا اس کے باوجود انکار کیا تھا کہ تم نے علم کے

---

[1] یہاں مُسْلِم کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں عملاً فرمانبرداری کرنے والا۔ (مفرداتِ راغب)

[2] یہاں عَلَيْهِمْ آیا ہے۔ اور عَلٰی بالعموم یہ بتاتا ہے کہ جس کے متعلق عذاب کی خبر ہے اس کے خلاف بات ظاہر ہو گئی پس وَقَعَ الْقَوْلُ کے بعد چونکہ عَلٰی کا لفظ آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تباہی کی خبر پوری ہو جائے گی۔

[3] دَآبَّةً سے مراد طاعون کا کیڑا ہے جس کے آخری زمانہ میں ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ وہ کیڑا جس کے جسم کو کاٹ کر اندر داخل ہو جاتا ہے۔ وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا کہ آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ دَآبَّۃُ الْاَرْض پیدا فرمائے گا (دیکھو ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان سورۂ نمل ص۲۳۱) اسی طرح دوسری حدیث میں فرمایا کہ آخری زمانہ میں نغف کی بیماری پیدا ہو گی (مسلم) ان دونوں حدیثوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حدیثوں میں یہ خبر دی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں طاعون کی مرض پھیلے گی جو ایک مخفی کیڑے کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہے اور پھوڑے کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہے۔

تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

ذریعہ سے ان کی پوری واقفیت حاصل نہیں کی تھی یا یہ بتاؤ کہ تم (اسلام کے خلاف کیا) کیا سازشیں کیا کرتے تھے۔[1]

وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۶﴾

اور ان کے ظلموں کی وجہ سے اُن کے خلاف کی گئی پیشگوئی پوری ہو جائے گی۔ اور وہ کچھ بات[2] نہ کر سکیں گے۔

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۷﴾

کیا ان کو معلوم نہیں کہ ہم نے رات کو اس لیے بنایا ہے کہ وہ اس میں آرام حاصل کریں اور دن کو دیکھنے کی طاقت دینے والا بنایا۔ اس میں یقیناً مومن قوم کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور (اس دن کو بھی یاد کرو) جس دن بگل میں ہوا پھونکی جائے گی جس کے نتیجہ میں آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے گھبرا اُٹھے گا۔ سوائے اس کے جس کے متعلق اللہ چاہے گا (کہ وہ گھبراہٹ سے محفوظ رہے) اور سب کے سب اس (خدا) کے حضور مطیع و فرمانبردار ہو کر آئیں گے۔

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۹﴾

اور تو پہاڑوں کو اس صورت میں دیکھتا ہے کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں[3] کی طرح چل رہے ہیں۔ یہ اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے وہ تمہارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۹۰﴾

جو کوئی نیکی کرے گا اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن خوف سے (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) محفوظ رہیں گے۔

وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور جو لوگ بُرے عمل لے کر خدا کی خدمت میں حاضر ہوں گے اُن کے سرداروں[4] کو دوزخ میں اوندھا کر کے گرا دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ کیا تمہاری جزا تمہارے عمل کے مطابق نہیں۔

---

[1] یعنی پوری طرح تحقیقات نہ کی تھی صرف قوم کے لیڈروں کے بھڑکانے سے بھڑک اُٹھے تھے۔

[2] یعنی کوئی دلیل اپنی مخالفت کی پیش نہ کر سکیں گے۔

[3] اس میں زمین کے چلنے کا ذکر ہے برخلاف پُرانے جغرافیہ نویسوں کے جو سُورج کو چلتا بتاتے ہیں اور زمین کو ساکن۔

[4] قرآن مجید میں وُجُوْهُهُمْ کے الفاظ ہیں یعنی ان کے مُنہ دوزخ میں اوندھے کر کے گرائے جائیں گے۔ مگر وَجْہ کے معنے عربی زبان میں منہ کے علاوہ سردار کے بھی ہوتے ہیں۔ دوسرے معنے چونکہ زیادہ واضح ہیں اس لیے ان کو ترجمہ میں اختیار کیا گیا ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ٘ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴿۹۲﴾

مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے ربّ کی جس کو اس (ربّ) نے معزز بنا دیا ہے عبادت کروں اور ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں۔

وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ﴿۹۳﴾

اور یہ بھی کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں۔ پس جو اسے سُن کر ہدایت پا جائے گا تو اس کا ہدایت پانا صرف اسی کی جان کے کام آئے گا اور جو اسے سُن کر گمراہ ہو جائے گا تو تُو اُسے کہہ دے کہ میں صرف ایک ہوشیار کرنے والا (وجود) ہوں۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴿۹۴﴾ ع

اور یہ بھی کہہ دے کہ اللہ ہی سب تعریفوں کا مستحق ہے وہ تم کو اپنے نشان دکھائے گا یہاں تک کہ تم ان کو پہچان لوگے اور تمھارا ربّ تمھارے عمل سے غافل نہیں۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ قصص۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی نواسی ۸۹ آیات ہیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

طٰسٓمّٓ ②

طاہر (پاک)، سمیع (دعائیں سننے والا)، مجید (بڑی بزرگی والا خدا اس سورۃ کو نازل کرنے والا ہے)

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ③

یہ (یعنی اس سورۃ کی آیات) ایک مدلّل کتاب کی آیات ہیں۔

نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ④

مومن قوم کے فائدہ کے لیے ہم موسیٰ اور فرعون کے صحیح سوانح تیرے سامنے پڑھتے ہیں۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ⑤

فرعون نے (اپنے) ملک میں بڑی تعلّی سے کام لیا تھا اور اس کے رہنے والوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ وہ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کرنا چاہتا تھا (اس طرح کہ) ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا اور وہ یقیناً فسادیوں میں سے تھا۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑥

اور ہم نے ارادہ کر رکھا تھا کہ جن لوگوں کو ملک میں کمزور سمجھا گیا تھا اُن پر احسان کریں اور ان کو سردار بنا دیں اور ان کو (تمام نعمتوں کا) وارث کر دیں۔

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑦

اور ان کو ملک میں تمکنت بخشیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو ان سے وہ کچھ دکھائیں جس کا ان کو خوف لگا ہوا تھا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ⑧

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی تھی کہ اس کو (یعنی موسیٰ کو) دودھ پلا پس جب تو اس (کی جان) کے متعلق خائف ہو تو اس کو دریا میں ڈال دے اور ڈر نہیں اور نہ کسی پچھلے واقعہ کی وجہ سے غم کر ہم اس کو تیری طرف لوٹا کے لائیں گے اور اس کو رسولوں میں سے ایک رسول بنائیں گے۔ (چنانچہ موسیٰ کی ماں نے اس وحی کے مطابق عمل کیا اور موسیٰ کو دریا میں ڈال دیا)

فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـٕیْنَ ⑨

سو اس کے بعد اس (موسیٰ) کو فرعون کے خاندان میں سے ایک نے اُٹھا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ[1] ایک دن وہ ان کے لیے دشمن ثابت ہوا اور غم کا موجب بنا۔ فرعون اور ہامان[2] اور ان دونوں کے لشکر غلطی میں مبتلا تھے۔

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ⑩

اور فرعون (کے خاندان) کی (ایک) عورت[3] نے کہا، یہ تیرے لیے اور میرے لیے آنکھ کی ٹھنڈک کا موجب ہوگا۔ اس کو قتل نہ کرو ممکن ہے کہ ایک دن وہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اس کو بیٹا بنا لیں اور ان کو اصل حقیقت[4] معلوم نہ تھی

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ⑪

اور موسیٰ کی ماں کا دل (غم سے) فارغ ہوگیا۔ قریب تھا کہ اگر ہم اس کے دل کو مومن بنانے کے لیے مضبوط نہ کرتے تو وہ اس واقعہ کی سب حقیقت ظاہر کر دیتی۔

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ ؗ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۙ⑫

اور اس (یعنی موسیٰ کی ماں) نے اس (یعنی موسیٰ) کی بہن سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا۔ پس وہ اس کو دُور سے دیکھتی رہی اور وہ (یعنی فرعون کے لوگ) بے خبر تھے۔

وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ⑬

اور ہم نے اس (یعنی موسیٰ) پر اس سے پہلے دودھ پلانے والیوں کو حرام[5] کر دیا۔ پس اس (یعنی موسیٰ کی بہن) نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر والوں کی خبر دوں جو اس کو تمہارے لیے پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ثابت ہونگے

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ⑭ ع

اس طرح ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کرے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ لیکن (منکروں میں سے) اکثر جانتے نہیں۔

---

[1] لِ کے معنے کبھی نتیجہ کے ہوتے ہیں اور اسے لامِ عاقبت کہتے ہیں۔

[2] کہتے ہیں کہ ہامان فرعون کے درباریوں میں سے تھا پس لشکر کو اس کی منزلت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کیا ہے یا ممکن ہے کہ وہ کمانڈر انچیف ہو۔

[3] اس سے مراد اس کی لڑکی ہے۔ کہتے ہیں جس عورت کو موسیٰ دریا کے کنارہ پر ملے وہ فرعون کی بیٹی تھی (خروج باب ۲ آیت ۵) وہ چاہتی تھی کہ ایک اچھا لڑکا پالے۔

[4] یعنی خدا تعالیٰ نے اس لڑکے کو فرعون اور اس کی قوم کی تباہی کے لیے ان کے گھر میں رکھوایا۔

[5] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جس ٹوکرے میں تھے وہ بہتا بہتا پہلے کنارہ پر جا لگا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن احتیاط سے بہت آہستہ آہستہ پیچھے رہی تھی۔ اس عرصہ میں فرعون کی بیٹی نے کئی دودھ پلانے والیاں بُلا کے انھیں موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام نے ان کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ الٰہی تدبیر کے مطابق وہ اپنی ماں کے پاس لوٹ آئے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور جب وہ اپنی پختہ جوانی کو پہنچا[1] اور اپنے اعلیٰ اخلاق پر مضبوطی سے قائم ہوگیا تو ہم نے اسے حکم اور علم بخشا اور ہم محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶﴾

اور (ایک دن) وہ شہر میں ایسے وقت میں آیا کہ لوگ غفلت کی حالت[2] میں تھے اُس نے اس شہر میں دو آدمیوں کو دیکھا کہ آپس میں لڑ رہے تھے ایک اس کے دوستوں کے گروہ میں سے تھا اور دُوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پس اس نے جو اُس کی جماعت میں سے تھا اس شخص کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا اس کی مدد طلب کی۔ اس پر موسیٰ نے اس (دشمن) کو ایک گھونسا[3] مارا اور اس (گھونسے) نے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر موسیٰ نے کہا یہ سب واقعہ شیطانی کرتوت[4] سے ہوا ہے۔ وہ (شیطان) (مومن کا) دشمن اور (اُسے امن کے راستہ سے) کھلا کھلا بہکانے والا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷﴾

پھر موسیٰ نے دُعا کی کہ اے میرے ربّ! میں نے اپنی جان کو تکلیف میں ڈال دیا ہے پس تُو میرے اس فعل پر پردہ ڈال دے۔ سو اس نے اس فعل پر پردہ ڈال دیا۔ وہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾

تب موسیٰ نے عرض کی اے میرے ربّ! چونکہ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے[5] میں بھی کبھی مجرموں میں سے کسی مجرم کی مدد نہیں کروں گا۔

فَاَصْبَحَ فِى الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِى اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ لَغَوِىٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۹﴾

اس کے بعد وہ شہر میں صبح کے وقت دشمنوں سے خوف کرتا ہوا اور ادھر اُدھر دیکھتا ہوا نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ جس نے اس سے کل مدد طلب کی تھی وہ پھر اسے مدد کے لیے بلا رہا ہے اس پر موسیٰ نے اُس سے کہا تو یقیناً ایک کھلا کھلا گمراہ ہے۔

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی عمر کو پہنچا جس میں وحی نازل ہو جاتی ہے یعنی ۳۰ سے لیکر ۴۰ تک یا اس سے اوپر۔

[2] یعنی آرام سے اپنے گھروں میں سو رہے تھے۔ دوپہر کو یا آدھی رات کو۔

[3] گھونسا، جسے پنجابی میں مُکا کہتے ہیں۔

[4] یعنی شیطان نے میری قوم کے آدمی اور فرعون کی قوم کے آدمی کو غصہ دلا کر آپس میں لڑوا دیا۔ اور مجھے اپنی قوم کے آدمی کی جو مظلوم تھا مدد کرنی پڑی اور فرعون کی قوم کا آدمی مرگیا۔

[5] یعنی مجھے ایک مظلوم کی مدد کا موقعہ دیا ہے پس اس کے شکریہ میں میں ہمیشہ مظلوم کی ہی مدد کرتا رہوں گا۔ ظالم کی مدد کبھی نہیں کروں گا

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

پس جب اس نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو پکڑے جو ان دونوں کا دشمن تھا تو اس (شخص)[1] نے کہا کہ اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے قتل کر دے جس طرح تو نے کل ایک اور شخص کو قتل کیا تھا تو صرف یہ چاہتا ہے کہ کمزوروں کو ملک میں دبائے اور اصلاح کرنے والوں میں شامل ہونا تیری غرض نہیں۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور اس وقت ایک شخص شہر کے دور کے حصہ سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے موسیٰ (ملک کے) رؤسا مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں[2] پس (میری بات سن اور) اس شہر سے نکل جا، میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ ع

تب وہ اس شہر سے ڈرتے ہوئے نکل گیا اور وہ ہوشیاری سے اِدھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا اُس وقت اُس نے دعا کی اور کہا اے میرے ربّ! مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

اور جب وہ مدین[3] شہر کی طرف چلا، تو اس نے کہا مجھے امید[4] ہے کہ میرا ربّ مجھے سیدھا راستہ دکھا دے گا۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۡ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

اور جب وہ مدین شہر کے چشمہ کے پاس آیا تو اس نے اس پر لوگوں کا ایک گروہ کھڑا دیکھا جو (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے تھے اور ان سے پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوئی دو عورتیں[5] دیکھیں جو اپنے جانوروں کو (ہجوم سے پرے) ہٹا رہی تھیں۔ موسیٰ نے اُن سے کہا تم دونوں کو کیا اہم کام[6] درپیش ہے۔ اس پر دونوں عورتوں نے کہا، ہم پانی نہیں پلا سکتیں جب تک کہ دوسرے چرواہے چلے نہ جائیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے (اس لیے ہمارے ساتھ نہیں آسکا)

---

[1] یعنی جو بنی اسرائیل میں سے تھا اس نے غلطی سے یہ سمجھا کہ وہ مجھے مارنے لگا ہے اور زور سے کہا۔ کہ کل کی طرح تم آج بھی خون کرنا چاہتے ہو۔
[2] یعنی کسی طرح کل کے واقعہ کی بھنک ان کے کان میں پڑ گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ شخص موسیٰ کے ہم خیالوں اور دوستوں میں سے تھا۔
[3] مصر سے عبرانی علاقہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں مدین آتا تھا۔ اس وقت مدین میں عاد قوم کے عرب رہتے تھے۔ اسرائیلیوں نے عربوں کو موسیٰ کے بچانے کا اچھا بدلہ دیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔
[4] عسیٰ عربی زبان میں کسی چیز کے تسلی رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے (مغنی اللبیب)
[5] قرآن مجید میں دو عورتوں کا ذکر ہے مگر بائبل خروج باب ۲ آیت ۱۶ میں لکھا ہے کہ سات لڑکیاں آئی تھیں۔ یہ فرق اس لیے ہے کہ قرآن کریم میں صرف بڑی لڑکیوں کا ذکر ہے۔ کیونکہ آگے بیاہ کا معاملہ آنے والا تھا۔ بائبل نے اس کے خلاف جتنی لڑکیاں اپنی بہنوں کے ساتھ آئی تھیں خواہ چھوٹی تھیں یا بڑی سب کا ذکر کر دیا۔
[6] یہاں خَطْب کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں بڑا اہم کام۔

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝۲۵

پس اس نے اُن دونوں کی خاطر (جانوروں کو) پانی پلایا۔ پھر ایک سایہ کی طرف ہٹ گیا۔ پھر کہا اے میرے ربّ! اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ؗ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٙ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۶

اس کے بعد ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک چلتی ہوئی آئی اور وہ شرما رہی تھی اور اس نے کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تاکہ تجھے ہماری جگہ پر (جانوروں کو) پانی پلانے کا اجر عطا کرے۔ پس جب وہ اس (یعنی لڑکیوں کے باپ) کے پاس آیا اور اس کے آگے (اپنا) سارا واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا ڈر نہیں، تو اب ظالم قوم کے پنجہ سے نجات پا گیا ہے۔

قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ؗ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ۝۲۷

اس پر اُن (دونوں لڑکیوں) میں سے ایک نے کہا، اے میرے باپ! اس کو تُو ملازم رکھ لے کیونکہ جن کو تُو ملازم رکھے اُن میں سے بہتر شخص وہی ہوگا جو مضبوط؎ بھی ہو اور امانت دار بھی۔

قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۸

تب وہ شخص بولا اے موسیٰ! میں چاہتا ہوں کہ اس شرط پر اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا تجھ سے نکاح کر دوں کہ تو آٹھ سال تک میری خدمت کرے پس اگر تو (آٹھ کے عدد کی جگہ پر) دس کے عدد سے اپنے وعدہ کو مکمل کر دے تو یہ تیرا احسان ہوگا اور میں تجھ پر کوئی بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا اگر اللہ نے چاہا تو تُو مجھے نیک معاملہ کرنے والوں میں سے پائے گا۔

قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَىَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۹ ع

(اس پر موسیٰ نے) کہا۔ یہ بات میرے اور تیرے درمیان پختہ ہو گئی۔ ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی میں پوری کروں مجھ پر کوئی الزام نہیں ہوگا اور جو کچھ ہم کہتے ہیں، اللہ اس پر گواہ ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ

جب موسیٰ نے وقت مقررہ کو پُورا کر لیا اور اپنے گھر والوں کو لے کے چلا تو اس نے طُور کی طرف سے ایک آگ دیکھی (اور) اپنے گھر والوں سے کہا

؎ وہ لڑکیاں اجنبی تھیں۔ پھر تعریف موسیٰ کی انھوں نے کیوں کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سے چرواہوں کو ہٹا کر چشمہ سے جانوروں کو پہلے پانی پلا دینا مضبوط لوگوں کا کام ہے۔ پھر پانی پلانے کے بعد ایک طرف سائے میں جا بیٹھنا اور لڑکیوں سے کسی شکریہ کی اُمید نہ رکھنا ایک امانت دار آدمی کا کام ہے۔ یہ دونوں باتیں دیکھ کر لڑکی نے صحیح نتیجہ نکالا۔

نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۳۰﴾

تم یہاں ٹھہرو، مَیں نے ایک آگ[1] دیکھی ہے، شاید مَیں وہاں سے تمہارے لیے کوئی (ضروری) خبر لاؤں یا کوئی آگ کا انگارہ لاؤں تاکہ تم سینکو۔

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۱﴾

پھر جب وہ اس (آگ) کے پاس پہنچا، تو مبارک مقام کے ایک مبارک حصّہ[2] کی طرف سے ایک درخت کے پاس سے اُسے پکارا گیا کہ اے موسیٰ! مَیں اللہ ہوں سب جہانوں کا ربّ۔

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور یہ کہ تو اپنا عصا پھینک دے پس جب اس نے اس (عصا) کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا گویا کہ وہ ایک چھوٹا سانپ[3] ہے، وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مُڑ کر نہ دیکھا (تب اسے کہا گیا) اے موسیٰ! آگے بڑھ اور ڈر نہیں تو سلامتی پانے والے لوگوں میں سے ہے۔

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۳﴾

(اور) اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال، وہ بغیر کسی بیماری کے سفید نکلے گا اور اپنے بازو کو خوف کی وجہ سے (زور سے) کھینچ کر (اپنے جسم سے) ملالے یہ دو دلیلیں (علاوہ دوسری دلیلوں کے) ہیں جو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تیرے ربّ کی طرف سے بھیجی گئی ہیں کیونکہ وہ اطاعت سے نکلنے والے لوگ ہیں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۴﴾

(موسیٰ نے) کہا، اے میرے ربّ! مَیں نے فرعون کی قوم میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا پس مَیں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں (اور تیرا پیغام[4] نہ پہنچ سکے)

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۫ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۵﴾

اور میرا بھائی ہارون بات کرنے میں مجھ سے زیادہ فصیح ہے پس اس کو میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج۔ تاکہ وہ میری تصدیق کرے۔ مَیں ڈرتا ہوں کہ وہ میری تکذیب نہ کریں۔

---

[1] دیکھو نوٹ سورۂ نمل آیت ۸۔

[2] اَیْمَن کے معنے بھی مبارک کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ وادی بھی مبارک تھی اور درخت کے قریب کی زمین جہاں سے آواز آئی وہ بھی مبارک تھی کیونکہ اس جگہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ تجلّی موسیٰؑ نے دیکھی۔

[3] دیکھو نوٹ سورۂ نمل آیت ۱۱۔

[4] یعنی ڈر کی وجہ جان کا خوف نہیں، بلکہ پیغام نہ پہنچ سکنے کا خوف ہے۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۶﴾

فرمایا، ہم تیرے بھائی کے ساتھ تیرے بازو کو مضبوط کریں گے اور تم دونوں کے لیے غلبہ کے سامان پیدا کریں گے۔ پس وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے تم دونوں اور جو تم دونوں کے متبع ہوں گے ہماری آیات کے ذریعہ سے غالب ہونگے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۷﴾

پس جب موسیٰ ہماری کھلی کھلی آیتیں لے کر آیا تو فرعون کے لوگوں نے کہا، یہ تو ایک فریب ہے جو بنا لیا گیا ہے۔ ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسی بات کبھی نہیں سُنی۔

وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور موسیٰ نے کہا، میرا ربّ اس کو جو اس کی طرف سے ہدایت لائے خوب جانتا ہے اور اس کو بھی جس کا انجام اچھا ہو۔ حق یہ ہے کہ ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾

اور فرعون نے کہا۔ اے درباریو! مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں۔ پس اے ہامان! میرے لیے گیلی مٹّی پر آگ جلا (یعنی اینٹیں بنوا) پھر میرے لیے ایک قلعہ[1] تیار کر۔ شاید اس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے خدا کو معلوم کروں۔ اور مَیں تو اس کو جھوٹوں میں سے سمجھتا ہوں۔

وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور اس نے بھی اور اس کے لشکروں نے بھی ملک میں بغیر کسی حق کے تکبّر سے کام لیا اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹا کر نہیں لائے جائیں گے۔

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

پس ہم نے اس کو بھی اور اس کے لشکروں کو بھی پکڑ لیا اور ان کو سمندر[2] میں پھینک دیا۔ پس دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا ہُوا؟

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ہم نے اُن (فرعونیوں) کو سردار بنایا تھا جو (اپنی سرداری کے غرور میں) لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن اُن کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

---

[1] اہلِ مصر کا عقیدہ تھا کہ آسمانی روحیں اونچے مقامات پر اُترتی ہیں۔ اس لیے وہ روحانی کسبِ کمال کے لیے اونچی عمارتیں بناتے تھے۔ اہرامِ مصر اسی عقیدہ کی یادگار ہیں۔

[2] یَمّ کے معنے عام طور پر لوگ دریا کے کرتے ہیں۔ مگر تاریخوں سے پتہ لگتا ہے کہ موسیٰؑ اور فرعون بحیرہ احمر جہاں وادیٔ سینا سے ملتا ہے وہاں سے گذرے تھے۔ پس ہم نے یَمّ کے معنے سمندر کے کیے ہیں اور لغت میں بھی اس کے معنے سمندر کے لکھے ہیں (دیکھو اقرب)

وَ اَتۡبَعۡنٰهُمۡ فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا لَعۡنَةً ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ هُمۡ مِّنَ الۡمَقۡبُوۡحِیۡنَ ﴿۴۳﴾

اور اس دنیا میں بھی ہم نے اُن پر لعنت بھیجی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَهۡلَکۡنَا الۡقُرُوۡنَ الۡاُوۡلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَ هُدًی وَّ رَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور ہم نے موسیٰ کو بعد اس کے کہ ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک کر دیا تھا، کتاب بخشی۔ اس کی تعلیم لوگوں کو روحانی بینائی بخشتی تھی۔ اور وہ ہدایت اور رحمت کا موجب تھی (اور) اس غرض سے (دی گئی تھی) کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَ مَا کُنۡتَ بِجَانِبِ الۡغَرۡبِیِّ اِذۡ قَضَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسَی الۡاَمۡرَ وَ مَا کُنۡتَ مِنَ الشّٰهِدِیۡنَ ﴿۴۵﴾

اور تُو (طور کے) مغربی جانب نہیں تھا جب ہم نے موسیٰ کے سپرد (رسالت کا) کام کیا تھا[1] اور نہ تُو (اس وقت) گواہوں میں سے ایک گواہ تھا۔

وَ لٰکِنَّاۤ اَنۡشَاۡنَا قُرُوۡنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیۡهِمُ الۡعُمُرُ ۚ وَ مَا کُنۡتَ ثَاوِیًا فِیۡۤ اَهۡلِ مَدۡیَنَ تَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا ۙ وَ لٰکِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۴۶﴾

لیکن ہم نے بہت سی قوموں کو پیدا کیا۔ پس اُن پر عمر[2] لمبی ہوگئی (اور وہ اپنی پیشگوئیوں کو بھول گئے) اور تُو اہلِ مدین[3] کے ساتھ بھی نہیں رہتا تھا کہ اُن کے سامنے ہمارے نشانات پڑھ کر سُناتا۔ لیکن ہم ہی رسول[4] بھیجنے والے ہیں۔

وَ مَا کُنۡتَ بِجَانِبِ الطُّوۡرِ اِذۡ نَادَیۡنَا وَ لٰکِنۡ رَّحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّکَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰهُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۷﴾

اور تُو طور کی جانب نہیں تھا۔ جب کہ ہم نے (موسیٰ کو) پکارا لیکن یہ سب کچھ تیرے ربّ کی طرف سے رحمت ہے تاکہ تو اس قوم کو ہوشیار کرے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ہشیار کرنے والا نہیں آیا تھا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں[5]۔

---

[1] اس موقعہ پر وہ مشہور پیشگوئی موسیٰ علیہ السلام کو بتائی گئی تھی جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ تو اس وقت نہیں تھا تو پھر تُو نے موسیٰ علیہ السلام سے پیشگوئی کس طرح کروائی؟

[2] یعنی موسیٰؑ کی پیشگوئیوں کے باوجود یہودیوں کا انکار اس وجہ سے ہے کہ ان کی عمر لمبی ہوگئی۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بڑی لمبی مدّت گذر گئی ہے اور یہ لوگ ان پیشگوئیوں کو بھول گئے ہیں۔

[3] مدین کی طرف دوبارہ جاتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی تھی اس لیے دوبارہ مدین کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

[4] یعنی موسیٰ کی کتاب میں تیری پیشگوئیاں ہیں جو اس وجہ سے کہ تُو موسیٰؑ کے بہت بعد پیدا ہوا ہے ایک بیّن ثبوت ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں تیرے کہنے پر موسیٰؑ نے ایسی پیشگوئیاں نہیں کیں اور نہ جب موسیٰؑ مدین گیا تو تُو اس وقت اس کے پاس تھا۔ پس اب جو تجھے نبوت ملی ہے کسی سمجھوتہ کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ خدا کی طرف سے ملی ہے اور خدا ہی رسول بھیجا کرتا ہے۔

[5] یعنی کفارِ مکّہ گو ابراہیمؑ کی نسل سے تھے مگر ابراہیمؑ اُن سے صدیوں پہلے گذرے تھے۔ پس ضروری تھا کہ کوئی نیا نبی آکر ان کو خدا کی طرف توجہ دلائے۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے کسی مصیبت کے آنے پر کہیں گے اے ہمارے ربّ! تُو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا، تاکہ ہم تیری آیتوں کے پیچھے چلتے اور مومنوں میں سے بن جاتے (تو شاید ہم تجھے رسول بنا کر نہ بھیجتے مگر کفّار پر حجّت قائم کرنا ضروری تھا)۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۚ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۗ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

پس جب اُن کے پاس ہماری طرف سے حق آ گیا تو انھوں نے کہا کیوں اس (یعنی محمد رسول اللہ) کو ویسی تعلیم نہیں ملی جیسی کہ موسیٰ کو ملی تھی۔ کیا انھوں نے موسیٰ کی تعلیم کا اس سے پہلے انکار نہیں کیا تھا؟ انھوں نے تو کہہ دیا تھا کہ یہ دو بڑے جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور کہہ دیا تھا کہ ہم ان میں سے ہر ایک کے دعویٰ کے منکر ہیں۔

قُلْ فَأْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۵۰﴾

تُو کہہ دے کہ (اگر موسیٰ اور ہارون اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب کی باتیں جھوٹی ہیں تو) اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے ایک ایسی کتاب لاؤ جو ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت دیتی ہو تاکہ میں اس کی اتباع کروں۔

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع

پھر اگر وہ کوئی جواب نہ دیں، تو جان لے کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اللہ کی ہدایت کو نظر انداز کر کے اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے اللہ یقیناً ظالم قوم کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم ان کے لیے پے در پے وحی اتارتے رہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۳﴾ نصف

وہ لوگ جن کو ہم نے اس (قرآن) سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر (دل میں) ایمان رکھتے ہیں[1]۔

وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

اور جب وہ (قرآن) اُن کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ ہمارے ربّ کی طرف سے برحق کلام ہے ہم تو اس دن سے پہلے ہی مسلمان تھے۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ

ان لوگوں کو ان کا بدلہ اُن کے صبر[2] کی وجہ سے[3] دو دفعہ ملے گا اور وہ

۱؎ یعنی وہ لوگ جو اپنی کتاب کی پیشگوئیوں کی معرفت رکھتے اور اُنھیں سچّا سمجھتے ہیں۔ ۲؎ صَبَرُوْا یعنی وہ پہلی تعلیم یعنی تورات پر بھی قائم رہے اور قرآن مجید پر بھی ایمان لائے۔ ۳؎ یعنی اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾

نیکی سے بدی کا مقابلہ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس کو خرچ کرتے ہیں۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

اور (یہودیوں میں سے مسلمان ہونے والے جب) کوئی لغو[1] بات سنتے ہیں تو اُس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے کافرو ہمارے عمل ہمارے لیے ہیں اور تمھارے عمل تمھارے لیے ہیں۔ تم پر سلامتی نازل ہو (یعنی خدا تمھیں ایمان نصیب کرے) ہم جاہلوں سے تعلق رکھنا پسند نہیں کرتے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾

تو جس کو پسند کرے ہدایت[2] نہیں دے سکتا لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

اور وہ کہتے ہیں اگر ہم اس ہدایت کی جو تجھ پر نازل ہوتی ہے اتباع کریں تو اپنے ملک سے اُچک[3] لیے جائیں گے (تو کہہ دے) کیا ہم نے اُن کو محفوظ اور امن والے مقام میں جگہ نہیں دی۔ جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں۔ یہ ہماری طرف سے عطیہ ہے۔ مگر ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور بہت سی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کیا جو اپنی معیشت (کے افراط) کی وجہ سے متکبر ہو گئی تھیں۔ پس (دیکھ) یہ اُن کی بستیاں ہیں جن میں اُن کے بعد کوئی نہیں رہا[4] اور ہم ہی ان کے وارث بنے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى

اور تیرا رب جب تک کسی مرکزی بستی میں ایسا رسول نہ بھیج دے جو اُن کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے ان بستیوں کے مجموعہ[5] (یعنی ملک) کو ہلاک کرنے کا ارتکاب نہیں کر سکتا تھا (کیونکہ یہ انصاف کے خلاف ہے) اور ہم بستیوں کو

---

[1] یعنی مشرکین وغیرہ سے جب خدائی باتوں کے متعلق ہنسی ٹھٹھے کی بات سنتے ہیں۔

[2] یعنی ہدایت زبردستی نہیں ٹھونسی جاتی۔ جو ہدایت قبول کرتا ہے اُسے ہی ہدایت ملتی ہے۔ اس لیے اللہ نے جو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔ ہدایت کا دینا اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

[3] یعنی لوگ ہم کو ہلاک کر دیں گے۔

[4] یہاں قرآن مجید میں اِلَّا قَلِيْلًا کے لفظ ہیں مگر بتایا جا چکا ہے کہ "لَا قَلِيْلًا وَّلَا كَثِيْرًا" کے معنے ہیں "بالکل نہیں"۔

[5] اُردو میں بستی کی جمع بستیاں بغیر خاص ضرورت کے نہیں آتی اور عربی میں بستیوں سے مراد ملک ہوتا ہے۔

اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

کبھی ہلاک نہیں کرتے سوائے اس کے کہ ان کے رہنے والے ظالم ہو جائیں۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اور جو کچھ تمھیں دیا جاتا ہے وہ تو صرف ورلی زندگی کا سامان ہے اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾

کیا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا (یعنی اخروی زندگی کی کامیابی کا) وعدہ کیا ہو اور وہ اسے (یقیناً) پا لینے والا ہو اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کو ہم نے صرف دنیوی زندگی کا کچھ سامان دیا ہو۔ پھر وہ قیامت کے دن (خدا کے روبرو جواب دہی کے لیے) پیش کیا جانے والا ہو۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور (یاد کرو) جس دن وہ (اللہ) اُن کو بلائے گا پھر پوچھے گا کہ میرے مزعومہ شرکا کہاں ہیں جن کو تم میرے مقابل پر معبود قرار دیتے تھے۔

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

(تب) جن پر ہمارے عذاب کی خبر پوری ہو چکی ہو گی کہیں گے اے ہمارے ربّ! یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا تھا ہم نے ان کو اسی طرح بہکایا تھا جس طرح ہم خود بہک گئے تھے۔ آج ہم تیرے پاس اپنی گمراہی سے براءت ظاہر کرتے ہیں وہ لوگ ہمارے عبادت گذار نہیں تھے (بلکہ اپنے خیالوں کے پیچھے چلتے تھے)

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور کہا جائے گا (تم اپنے شریکوں کو بلاؤ، پس وہ اُن کو بلائیں گے مگر وہ اُن کا جواب نہ دیں گے اور (مشرک) مقررہ عذاب دیکھ لیں گے۔ کاش کہ وہ ہدایت پا جاتے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾

اور اس دن کو بھی یاد کرو جب خدا اُن کو پکاریگا اور کہے گا تم نے رسولوں (کے وعظ) کا کیا جواب دیا تھا؟

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

پس اس دن ساری دلیلیں اُنھیں بھول جائیں گی اور وہ ایک دوسرے سے کوئی سوال نہ کر سکیں گے۔

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾

پس جو کوئی توبہ کریگا اور ایمان لائے گا اور مناسب حال عمل کرے گا قریب ہو گا کہ وہ بامراد لوگوں میں شامل ہو جائے۔

ل یعنی یا تو وہ موت کے بعد دوزخ میں جا چکے ہوں گے یا اس دنیا میں ان پر عذاب نازل ہو چکا ہو گا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞	اور تیرا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ ان کو اِس بارہ میں کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اللہ پاک ہے اور ان کی مشرکانہ باتوں سے بلند ہے۔
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۞	اور تیرا ربّ اس کو بھی جانتا ہے جس کو وہ سینہ میں چھپاتے ہیں اور اُسے بھی جسے وہ ظاہر کرتے ہیں۔
وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞	اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی ذات ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ابتدائے آفرینش میں بھی وہ تعریف کا مستحق تھا۔ اور آخرت میں بھی وہی تعریف کا مستحق ہوگا۔ سب بادشاہت اسی کے قبضہ میں ہے اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا۔
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۞	تُو (ان سے) کہہ، مجھے بتاؤ[1] تو سہی اگر اللہ تمھارے لیے قیامت کے دن تک رات کو لمبا کر دے تو اللہ کے سوا اور کون ہے جو تمھارے پاس روشنی لائے گا؟ کیا تم سنتے نہیں؟
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۞	تو کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر اللہ دن کو قیامت کے دن تک تمھارے لیے لمبا کر دے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تمھارے پاس رات کو لے آئے جس میں تم سکون پاؤ۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔
وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞	اور یہ اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمھارے لیے رات اور دن بنائے ہیں کہ اس (رات) میں تم سکون حاصل کرو۔ اور اِس دن میں تم اس کا فضل تلاش کرو۔ تاکہ تم شکر گذار بنو۔
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۞	اور جس دن وہ اُن کو پکارے گا اور کہے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے مزعومہ شُرکا جن کو تم (معبود) خیال کرتے تھے۔
وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞ ع	اور ہم ہر ایک اُمّت میں سے ایک گواہ نکال کھڑا کریں گے پھر کہیں گے اپنی دلیل لاؤ۔ تب وہ جان لیں گے کہ کامل حق اللہ ہی کے پاس ہے اور ان کا سب افترا اُن سے کھویا جائے گا۔
اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ	قارون (در اصل) موسیٰ کی قوم میں سے تھا۔ مگر وہ اُنہی کے

[1] اَرَءَيْتُمْ محاورہ ہے جس کے معنے ہیں مجھے خبر دو۔

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۚ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴿۷۶﴾

خلاف ظلم پر آمادہ ہوگیا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے[۲] دئے تھے کہ جن کی کنجیاں[۳] ایک مضبوط جماعت کے لیے بھی اُٹھانا مشکل تھیں۔ (یاد کرو) جب اُس کی قوم نے اُسے کہا کہ (اتنا) فخر مت کر۔ اللہ فخر کرنے والوں کو یقیناً پسند نہیں کرتا۔

---

[۱] فَبَغٰى عَلَيْهِمْ: ظالم بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ وہ چھوٹے عہدوں پر رعایا میں سے کچھ لوگ مقرر کرتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہم قوموں پر ظلم کرنے میں خود حاکموں سے بھی آگے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ انگریز کے زمانہ میں دیکھ لو، انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس اور انگریز ڈپٹی کمشنر اتنا ظلم نہیں کرتا تھا جتنا کہ ایک ہندوستانی تھانیدار یا کانسٹیبل یا پٹواری یا تحصیلدار ظلم کرتے تھے۔ فرعون نے بھی یہی چال چلی تھی۔ اور بعض ریونیو افسر یا تحصیلدار خود بنی اسرائیل سے مقرر کردیئے تھے۔ اور وہ لوگ قبطیوں سے بھی زیادہ اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل پر ظلم کرتے تھے۔ کیونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ بادشاہ غیر قوم کا ہے۔ ہمارے ان کاموں کی وجہ سے وہ ہمیں اور زیادہ رتبہ بخشے گا۔

[۲] اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ: اس سے یہ مراد نہیں کہ یہ خزانے اس کے ذاتی تھے، بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ایک تحصیلدار یا افسر مال تھا یا افسر خزانہ تھا جس کی تحویل میں سرکاری خزانے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی اپنے وقت کے فرعون کے ملازم تھے۔ سورۃ یوسف رکوع ۷ میں ہے کہ جب فرعون مصر نے یوسف علیہ السلام کو قید سے نکالنے کے بعد کہا کہ ہم تم کو اپنے دربار میں بڑا مقام دیں گے۔ تو یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے آپ ملک کے خزانوں کا افسر بنا دیں۔ میں اس فن کو خوب جانتا ہوں اور اقتصادیات کا ماہر ہوں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بنی اسرائیل کو مالی معاملات کا بڑا تجربہ تھا اور وہ اپنے آپ کو دوسری قوموں سے اس فن میں زیادہ ماہر سمجھتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہرت حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکومتِ فرعون نے بنی اسرائیل کے اس ہنر کو تسلیم کرلیا۔ اور خزانوں کے اوپر عام طور پر انہی کو مقرر کرنا شروع کیا۔

[۳] اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ: بعض مفسرین نے اس آیت سے قارون کی دولت کا ایک الف لیلوی اندازہ لگایا ہے۔ حالانکہ اس آیت سے یہ تو پتہ لگتا ہے کہ قارون مال دار آدمی تھا مگر کوئی جناتی خزانہ اس کے قبضہ میں ثابت نہیں ہوتا۔ یہ کہ خزانہ کی کنجیاں ایک مضبوط جماعت کے لیے بھی اٹھانی مشکل تھیں۔ اس کی توجیہ کرتے ہوئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ خزانہ حکومت کا تھا اور اس وقت بادشاہ جب ملک میں سفر کرتے تھے تو سینکڑوں ہزاروں اونٹوں پر خزانے کے دوہرے بکس رکھ کر ساتھ لے جاتے تھے کیونکہ اس وقت موٹر نہیں ہوتے تھے نہ مختلف علاقوں میں سرکاری خزانے بنے ہوئے ہوتے تھے۔ بادشاہ کے ساتھ ساتھ ہی اس کا خزانہ جاتا تھا۔ راستے میں ہی سب ملازموں کی تنخواہیں تقسیم ہوتی تھیں اور راستہ میں ہی ان کی خوراک خریدی جاتی تھی۔ اگر فرض کرو کہ دس ہزار آدمی بھی بادشاہ کے عملہ میں ہو اور وہ چھ مہینے کی مہم پر باہر جا رہا ہو تو کم سے کم تین چار ہزار اونٹ اس کے جلو میں ضرور ہوتا ہوگا جس پر اگر دو دو صندوق ہوتے ہوں تو آٹھ ہزار صندوق خزانہ کا ہوتا ہوگا۔ اوّل تو اس زمانہ میں کنجیاں لکڑی کی ہوتی تھیں جیسا کہ اب تک بھی مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح میں لکڑی کی کنجیاں استعمال کی جاتی ہیں دوسرے اگر فی صندوق حفاظت کی غرض سے دو دو تالے سمجھے جائیں تو سولہ ہزار کنجیاں بنتی ہیں۔ اگر ایک ایک کنجی آدھ آدھ سیر کی ہو تو آٹھ ہزار سیر ہو جاتا ہے یعنی دو سو من۔ اور ظاہر ہے کہ دو سو من کو بیس پچیس آدمی بھی بمشکل اُٹھا سکتے ہیں خصوصاً جب انھوں نے لمبا سفر کرنا ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نہیں لکھا کہ آدمی اُن کنجیوں کو اٹھاتے تھے۔ وہ کنجیاں یقیناً اونٹوں پر لادی جاتی ہوں گی۔ یہاں صرف اتنا لکھا ہے کہ کنجیاں اگر آدمی اٹھاتے تو آدمیوں کی ایک مضبوط جماعت پر بھی بھاری ہوتیں۔ یعنی دس بارہ آدمی بھی ان کو بمشکل اُٹھا سکتے۔ اگر لوہے کے تالوں کا اُن میں رواج تھا تو اس وقت لوہے کے تالے بھی بہت بھاری بنائے جاتے تھے۔ سولہ ہزار لوہے کی کنجیاں بھی یقیناً اتنی بوجھل ہوتی تھیں کہ دس بارہ آدمیوں کے لیے ان کا اُٹھانا مشکل ہوتا تھا۔ یہ جو ہم نے لکھا ہے کہ قارون فرعون کا افسر خزانہ تھا تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس آیت میں لکھا ہے کہ وہ اپنی قوم پر ہی ظلم کرنے لگ گیا تھا اور محض مالدار ہونے کی وجہ سے کوئی شخص اپنی قوم پر ظلم نہیں کرسکتا۔ عہدہ دار ہونے کی وجہ سے ظلم کرسکتا ہے پس اس جگہ ایک مالدار قارون کا ذکر نہیں بلکہ ایک ایسے قارون کا ذکر ہے جو شاہی خزانوں پر متمکن تھا۔ اور بڑا افسر ہونے کی وجہ سے قوم پر ظلم کرنے کی اس میں طاقت تھی۔

وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۷۸﴾

اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے اخروی زندگی کے گھر کی تلاش کر۔ اور دنیوی زندگی سے تجھے جو حصّہ ملا ہے اُسے بھی بُھول نہیں (ہم تجھے ایک حد تک دُنیا کی آسائشوں کے استعمال سے روکتے نہیں) اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی لوگوں پر احسان کر اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش نہ کر۔ اللہ یقیناً مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَ لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ اَكْثَرُ جَمْعًا وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

(قارون نے) کہا۔ یہ سب رتبہ[1] مجھے ایک ایسے علم کی وجہ سے ملا ہے، جو صرف مجھے حاصل ہے۔ کیا وہ[2] جانتا نہیں تھا کہ اس سے پہلے اللہ نے بہت سی نسلوں کو جو اس سے زیادہ طاقتور اور اس سے زیادہ مالدار تھیں ہلاک کر دیا تھا اور مجرموں[3] کو (جب عذاب دیا جاتا ہے تو) اُن کے گناہوں کے متعلق اُن سے پُوچھ گچھ نہیں کی جاتی۔

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۸۰﴾

(ایک دن ایسا ہُوا کہ) وہ اپنی قوم کے سامنے اپنی زینت[4] (یعنی اپنے باڈی گارڈ) کے ساتھ نکلا۔ اس پر وہ لوگ جو کہ دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے تھے بول اُٹھے، اے کاش! ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا۔ اس کو تو (دنیا کا ایک) بہت بڑا حصّہ ملا ہے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَ لَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ بولے، تمہارا ستیاناس۔ اللہ کی طرف سے ملنے والی جزا[5] مومن اور ایمان کے مناسب حال عمل کرنے والے کے لیے بہت اچھی ہوتی ہے اور یہ (جزا) صرف صبر کرنے والوں کا گروہ ہی پاتا ہے۔

---

[1] یہ فقرہ بھی بتاتا ہے کہ قارون ایک بڑا افسر تھا جس کی لیاقت کی وجہ سے اس کو خزانہ کا افسر بنایا گیا تھا۔

[2] اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سرکاری خزانہ کا افسر تھا۔ اس کی ذاتی دولت نہ تھی۔ اگر ذاتی دولت ہوتی تو اس جگہ یہ فرمایا جاتا کہ اس سے بھی بڑے مالدار لوگوں کو خدا تباہ کر چکا ہے۔ مگر یہاں قارون کے مقابلہ میں قوموں اور اُمتوں کی دولت کو پیش کیا گیا ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ قارون کے قبضہ میں بھی قوم اور اُمّت کی دولت تھی یعنی وہ سرکاری افسر تھا۔ اس کی ذاتی دولت کا اس جگہ ذکر نہیں۔

[3] یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا آتی ہے وہ طبعی ہوتی ہے۔ دنیوی بادشاہوں کی طرح حاکمانہ نہیں ہوتی۔ طبعی سزا آپ ہی بتا دیتی ہے کہ مجرم اس کا مستحق تھا۔ مثلاً کوئی شخص انکارِ حق کی وجہ سے ہدایت سے محروم ہو جائے یا دماغ سے کام نہ لینے کی وجہ سے سوچنے سے محروم ہو جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ پہلے اس کے جرم کی تحقیقات کیوں نہ کی گئی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس کی سزا اس کے عملوں کے عین مطابق ہے اور سزا کا وجود ہی بدعملی کا ثبوت ہے۔

[4] اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سرکاری افسر تھا۔

[5] یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے کہ جس دولت کا ذکر ہے وہ فرعون کے بخشے ہوئے مرتبہ کی وجہ سے ملی تھی۔ بے شک عام دولت کے متعلق بھی کہا جاتا ہے (باقی ۵۱۱ صفحہ پر)

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۲﴾

پھر ہم نے اس کو اور اس کے قبیلہ کو مکروہات میں مبتلا کر دیا اور کوئی جماعت ایسی نہ نکلی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتی۔ اور کسی تدبیر سے بھی وہ (اپنے دشمن سے) بچ نہ سکا[1]۔

وَ اَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

اور وہ لوگ جو کل تک اس کے مقام پر پہونے کی تمنا کرتے تھے کہنے لگ گئے تجھ پر ہلاکت ہو۔ اللہ ہی یقیناً اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں فراخی دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کرتا ہے اگر ہم پر اللہ نے احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی مصیبتوں کا شکار کر دیتا۔ تجھ پر ہلاکت ہو (بات یہی ہے کہ) کافر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۴﴾

یہ (جو) اخروی زندگی (ہے) ہم اسے انہی کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں جو ملک میں ناجائز غلبہ اور فساد نہیں چاہتے۔ اور انجام متقیوں کا ہی (اچھا) ہوتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

جو شخص پسندیدہ عمل کرے، اسے اُس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور جو کوئی بُرا عمل کرے گا تو بُرے اعمال کرنے والوں کو اُن کے اپنے عمل کے برابر جزا دی جائے گی۔

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۶﴾

وہ خدا جس نے تجھ پر یہ قرآن فرض کیا ہے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ وہ تجھے اُس[2] مقام کی طرف لوٹا کر لائے گا[3] جس کی طرف لوگ لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔ تو کہہ دے، میرا ربّ (اس کو بھی) خوب جانتا ہے جو ہدایت پر قائم ہوتا ہے اور (اس کو بھی) جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۱۰) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے لیکن یہاں چونکہ دو دولتوں کا مقابلہ کیا گیا ہے اللہ کی دی ہوئی اور غیر اللہ کی دی ہوئی۔ اس لیے ایک دولت کے متعلق کہنا پڑے گا کہ وہ اپنی کمائی کی نہ تھی، بلکہ فرعون کی طرف سے ملی تھی۔

[1] اِنْتَصَرَ کے معنے ہیں اِمْتَنَعَ مِنْ ظَالِمِهٖ: اپنے دشمن سے بچ گیا (اقرب) اور یہی معنے ہم نے اختیار کیے ہیں۔

[2] اَلْمَعَادُ کے معنے اَلْمَرْجِعُ کے ہوتے ہیں یعنی جس کی طرف لوگ لوٹ لوٹ کر آتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد مکّہ ہے جہاں لوگ بار بار حج اور عمرہ کے لیے جاتے تھے۔

[3] اس میں فتح مکّہ کی طرف اشارہ ہے جس کی طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لانے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور قرآن کے فرض کرنے سے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئے تو یہ قرآن کی سچائی پر ایک حرف ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ قرآنی شریعت کے ذکر کے ساتھ اپنی قسم کھا کر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورا ہو کر رہے گا۔

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور تُو (کوئی) اُمید نہیں رکھتا تھا کہ تجھ پر ایک مکمل کتاب نازل کی جائے گی مگر تیرے ربّ کی طرف سے رحمت کے طور پر ایسا ہُوا۔ پس تو کافروں کا مددگار کبھی نہ بنیو۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۸﴾

اور تجھے کوئی شخص اس کے بعد کہ اللہ کی آیتیں تجھ پر اُتاری گئیں اُن سے روکنے والا نہ بنے اور تُو اپنے ربّ کی طرف (لوگوں کو) بُلا اور مشرکوں میں شامل نہ ہو۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۣ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۭ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۹﴾

اور (اے مخاطب) اللہ کے سوا کسی معبود کو مت پکار۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے[1] سوائے اس کے جس کی طرف اس (اللہ) کی توجہ ہو۔ حکم اسی کے اختیار میں ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹا کر لے جائے جاؤ گے۔

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک مادی چیز نہ کہ اگلی دنیا کی نعمتیں یا روحانی علوم۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے سامنے جب لبیدؔ نے یہ شعر پڑھا کہ ؎

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ ۔۔۔ وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَّا مَحَالَةَ زَائِلٌ

تو عثمان بن مظعونؓ بڑے جوش سے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ نَعِيْمُ اللّٰهِ لَا يَبْطُلُ یعنی جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہیں ہوں گی۔ سو كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ سے مراد مادی چیزیں ہیں نہ جنت پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ روحانی علوم پر۔ پس صحابہؓ کی تشریح کے ساتھ اس آیت کی تشریح ہو جاتی ہے اور وہی ٹھیک ہے۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ عنکبوت ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ستّر آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ②

میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔[1]

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ③

کیا (اس زمانہ کے) لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ④

حالانکہ جو (لوگ) ان سے پہلے گذر چکے ہیں اُن کو ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا سو اللہ ظاہر[2] کر دے گا اُن کو بھی جنھوں نے سچ بولا اور اُن کو بھی جنھوں نے جھوٹ بولا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ⑤

کیا جو لوگ بدیاں کرتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہماری سزا سے بچ جائیں گے۔ اُن کا فیصلہ بہت بُرا ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑥

جو شخص اللہ کی ملاقات کی امید رکھتا ہے (اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ) اللہ کا مقرر کردہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ⑦

اور جو شخص خدا کے لیے کوشش کرتا ہے درحقیقت وہ اپنی جان ہی کے لیے کرتا ہے اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے (اور ان کی عبادت کا محتاج نہیں)۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ایمان کے مطابق[3] انھوں نے عمل کیے ہم ان کی

---

[1] حروف مقطعات ایک ایک لفظ یا جملہ کے قائم مقام ہیں جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یا بعض جگہ وہ قائم مقام ہوتے ہیں اعداد کے۔ الٓمّٓ میں الف اَنَا کا قائم مقام ہے اور "ل" اللہ اور "م" اَعْلَمُ کا یعنی میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

[2] یعنی علم ازلی کو علمِ وقوعہ سے بدل دیگا۔

[3] صَالِح صَلُحَ سے نکلا ہے اور صَلُحَ کے معنے ہوتے ہیں کسی چیز کے مطابق ہونا پس عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے معنے ہوئے اپنے ایمان کے مطابق عمل کیا۔ لوگ عام طور پر صَالِح کے معنے نیک کے کرتے ہیں لیکن عربی زبان کے لحاظ سے اس کے معنے ہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے والا اور نیکی ایک نسبتی چیز ہے کوئی معیّن چیز نہیں جو کام بعض حالات میں نیک ہوتا ہے۔ دوسرے حالات میں وہی بُرا ہو جاتا ہے۔

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑦

بدیوں کو اُن سے دُور کردیں گے اور جو کام وہ کرتے تھے اس کے مطابق جو بہترین جزا اُن کو مل سکتی ہو گی وہ ہم اُن کو دیں گے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧

اور ہم نے اِنسان کو اپنے والدین سے اچّھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (کہا ہے کہ) اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات میں بحث کریں کہ تُو کسی کو میرا شریک قرار دے حالانکہ اس کا تجھے کوئی علم نہیں تو اُن دونوں کی فرمانبرداری[1] نہ کر کیونکہ تم سب نے میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے اور مَیں تمھارے عمل (کی نیکی بدی) سے تم کو واقف کروں گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ⑨

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اس کے مطابق انھوں نے عمل بھی کیا ہے ہم اُن کو اچھے بندوں میں داخل کریں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَاۤ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ⑩

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں (جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں پھر جب اللہ کی وجہ سے ان کو تکلیف دی جاتی ہے وہ لوگوں کے عذاب کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتے ہیں اور اگر تیرے ربّ کی طرف سے مدد آتی ہے تو وہ کہتے ہیں (درحقیقت) ہم بھی تمھارے ساتھ تھے کیا دنیا جہان کے لوگوں کے دلوں میں جو کچھ ہے اس کو اللہ اچھی طرح نہیں جانتا؟

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ⑪

اور اللہ ضرور ظاہر کر دیگا اُن کو بھی جو ایمان لائے اور ان کو بھی جو منافق ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑫

اور کافر مومنوں سے کہتے ہیں، تم ہمارے پیچھے چلو۔ ہم تمھارے[2] گناہ اُٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ اُن کے گناہ (بالکل) نہیں اُٹھا سکتے۔ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ⑬ ع

حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے سوا اَور لوگوں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے (جن کو وہ دھوکا دیتے ہیں) اور قیامت کے دن اُن سے اس افترا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

---

[1] مطلب یہ نہیں کہ ان کی فرمانبرداری لازم نہیں رہی، بلکہ یہ ہے کہ اس خاص حکم میں فرمانبرداری نہ کر۔

[2] آیت میں واؤ کا لفظ آتا ہے جس کا ترجمہ "اور" ہوتا ہے لیکن چونکہ اُردو میں یہ بے معنے ہو جاتا ہے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تھا پس وہ ان میں نو سو پچاس[1] سال تک رہا، سو اس کی قوم کے لوگوں کو طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

پس ہم نے اس کو اور اس کی کشتی میں بیٹھنے والے ساتھیوں کو نجات دی اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان کے لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دیا۔

وَ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور (ہم نے) ابراہیم کو (بھی رسول بنا کر بھیجا تھا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے لیے بہت اچھا ہے۔

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۸﴾

تم اللہ کے سوا دوسری ہستیوں کی عبادت کرتے ہو اور (مذہب کے بارے میں) جھوٹی باتیں بناتے ہو۔ وہ (ہستیاں) جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو تمھیں رزق نہیں دے سکتیں۔ پس اللہ سے اپنا رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔ تم کو اُسی کی طرف لَوٹا کر لے جایا جائے گا۔

وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۹﴾

اور اگر تم میری بات کو جھوٹا قرار دو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں، تم سے پہلی قوموں نے بھی (اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا اور رسول کا کام تو صرف کھول کھول کر پہنچا نا ہوتا ہے (زبردستی منوانا نہیں ہوتا)۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۲۰﴾

کیا اُن کو معلوم نہیں کہ اللہ پیدائش عالم کو کس طرح پہلی دفعہ شروع کرتا ہے پھر اس کو بار بار لَوٹاتا جاتا ہے یہ کام اللہ کے لیے[2] بالکل آسان ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

تو کہہ ملک میں چاروں طرف پھرو پھر دیکھو کہ اللہ نے مخلوق کی پیدائش کس طرح شروع کی تھی پھر مرنے کے بعد[3] ان کو دوبارہ زندہ کرتا چلا گیا اللہ

---

[1] مراد نوحؑ کی عمر نہیں بلکہ اُن کی نبوت کا زمانہ مراد ہے یا اُن کی قوم کا وہ زمانہ مراد ہے جس میں وہ نیک ہی چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (صافات ع ۳) یعنی ابراہیمؑ بھی نوحؑ کے اتباع میں سے تھے پس نوحؑ کی عمر اوّل ابراہیمؑ تک لمبی ہوتی اور پھر حضرت یوسفؑ بلکہ حضرت موسیٰؑ تک لمبی ہوتی۔ [2] علیٰ کے معنے لام کے بھی آتے ہیں جس کے معنے ”لیے“ کے ہوتے ہیں اور وہی معنے اس جگہ اختیار کیے گئے ہیں۔

[3] اس جگہ آخرت کا ذکر نہیں بلکہ اس دنیا کا ذکر ہے اور اس دنیا میں مُردے زندہ ہو کر نہیں آتے پس یہ آیت ایک واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ پیدائش اوّل سے مراد قوموں کو تمکنت بخشنا اور پیدائش ثانی سے مراد غالب قوموں کے زوال کے بعد پھر دوبارہ ان میں بیداری پیدا کرنا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۱﴾

ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ اِلَیۡہِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴿۲۲﴾

وہ جس کو چاہتا ہے[1] عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹا کر لایا جائے گا۔

وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۲۳﴾ ع

اور تم نہ زمین میں نہ آسمان میں خدا کو اُس کی مرضی کے خلاف مجبور کر سکو گے اور خدا کے سوا نہ کوئی تمھارا دوست ہے نہ مددگار۔

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ لِقَآئِہٖۤ اُولٰٓئِکَ یَئِسُوۡا مِنۡ رَّحۡمَتِیۡ وَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۴﴾

اور وہ لوگ جو اللہ کے نشانوں کا اور اس سے ملاقات[2] ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ لوگ ایسے ہیں جو میری رحمت سے مایوس ہو گئے ہیں اور وہی ہیں جن کو دردناک عذاب ملے گا۔

فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا اقۡتُلُوۡہُ اَوۡ حَرِّقُوۡہُ فَاَنۡجٰىہُ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۵﴾

پس اس کی (یعنی ابراہیم کی) قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا اس کو قتل کر دو یا اس کو جلا دو (چنانچہ انھوں نے اس کو آگ میں ڈال دیا) مگر اللہ نے اس کو آگ سے بچا لیا، اس میں یقیناً مومن قوم کے لیے بڑے نشان ہیں

وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَوۡثَانًا ۙ مَّوَدَّۃَ بَیۡنِکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ ثُمَّ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکۡفُرُ بَعۡضُکُمۡ بِبَعۡضٍ وَّ یَلۡعَنُ بَعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ۫ وَّ مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۲۶﴾

(ابراہیم نے) کہا، تم نے اللہ کے سوا بتوں سے تعلق قائم کر چھوڑا ہے (اور تمھارا یہ فعل) دنیا کی زندگی میں دوسرے مشرکوں سے محبت بڑھانے کے لیے[3] (ہے) پھر قیامت کے دن تم میں سے بعض بعض کا انکار کریں گے اور تم میں سے بعض بعض پر لعنت ڈالیں گے اور تمھارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور جن کو تم مددگار سمجھتے ہو اُن میں سے کوئی تمھاری مدد کو نہ آئے گا۔

(بقیہ صفحہ ۵۱۵) اُخروی زندگی ہے ہی نہیں۔ بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ اس آیت میں اس دنیا میں قوموں کے آثار چڑھاؤ کا ذکر ہے جیسا کہ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کے الفاظ سے اور ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ دنیا پر غور کرو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلی دفعہ پیدائش کا کام شروع کیا۔ اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندگی دینی شروع کی۔

[1] قرآن کریم کی دوسری آیات سے ثابت ہے کہ عذاب اللہ تعالیٰ اسی کو دیتا ہے جو مستحق ہوتا ہے پس اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس کا علم کامل جس شخص یا قوم کو عذاب کا مستحق قرار دیتا ہے اس کو عذاب دیتا ہے نہ یہ کہ اندھا دھند بغیر استحقاق کے عذاب دیتا ہے۔

[2] اصل میں تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات مومنوں کو ہوتی ہے۔ مگر کافروں کے لیے وہ عذاب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور جب کبھی اُن کے دل میں ندامت پیدا ہو تو رحم اور معافی کی تدبیروں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہے پس اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے منکر ہوتے ہیں درحقیقت وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کبھی ہمیں معاف نہیں کریگا اور رحمت کے ذریعہ سے اپنا جلوہ ہم پر ظاہر نہیں کرے گا پس خدا تعالیٰ بھی اُن کے یقین کے مطابق ان سے سلوک کرتا ہے اور دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

[3] یعنی تمھارا مذہب دلیل پر مبنی نہیں بلکہ اپنی قوم کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ہے۔ سچا دین ہمیشہ دلیلوں پر قائم ہوتا ہے۔ مگر کفار کے دین کی بنیاد اس بات پر ہوتی ہے کہ دنیا کے لوگ خوش ہو جائیں خواہ خدا تعالیٰ ناراض ہی ہو جائے۔ لیکن اس کے نتیجہ میں اس دنیا میں بھی ایسا وقت آتا ہے کہ جن کو خوش کرنے کے لیے کافر سچائی کا انکار کرتے ہیں وہی ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اور اگلے جہان میں بھی ایسا وقت آئے گا۔ اور یہ دنیا کے دوست اس وقت کوئی کام نہ دیں گے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۲۷﴾

اس (نصیحت) کے بعد لُوط اُس پر ایمان لے آئے اور (ابراہیم نے) کہا، میں تو اپنے ربّ کی طرف ہجرت کرکے جانے والا ہوں[1] وہ یقیناً غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْکِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے اُسے اسحاق اور یعقوب بخشے، اور اُس کی ذرّیت کے ساتھ نبوّت اور کتاب مخصوص کردی اور ہم نے اس کو دنیا میں بھی اس کا اجر بخشا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں شامل کیا جائے گا۔[2]

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَکُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۹﴾

اور لُوط کو بھی (ہم نے رسول بنا کر بھیجا) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایک ایسی بدی کرتے ہو جس کا ارتکاب دُنیا میں تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔

اَئِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ ۬ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ الْمُنْکَرَ ؕ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۰﴾

کیا تم (عورتوں کو چھوڑ کر) مردوں کے پاس آتے ہو اور ڈاکے مارتے ہو۔ اور اپنی مجالس میں ناپسندیدہ حرکتیں کرتے ہو۔[3] اِس پر اُس کی قوم کا جواب اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اُنھوں نے کہہ دیا کہ اگر تو سچّے لوگوں میں سے ہے تو اللہ کا عذاب ہم پر نازل کردے۔

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۳۱﴾

اِس پر لُوط نے کہا، اے میرے ربّ! مُفسد قوم کے خلاف میری مدد کر۔

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِکُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۳۲﴾

اور جب ہمارے رسول ابراہیم کے پاس بشارت لائے۔[4] تو انھوں نے کہا۔ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اِس کے باشندے ظالم ہیں۔

---

[1] یعنی ہجرت کے ارادہ کا اعلان کردیا۔

[2] یہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کہا گیا ہے کہ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اِس کے ایک معنے تو یہ ہیں کہ آخری زمانہ میں بھی ابراہیمؑ کو لوگ بہت نیک قرار دیں گے۔ چنانچہ اس آخری زمانہ میں بھی جو امتیں قائم ہیں وہ ساری کی ساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتی ہیں یعنی مسلمان بھی، یہودی بھی اور عیسائی بھی۔ دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ساعتِ آخرۃ میں جو بروزِ ابراہیمؑ ظاہر ہوگا وہ بھی خدا کے نزدیک اپنے کام کا اہل ہوگا۔ اور اس پر اعتراض کرنے والے غلطی کریں گے۔

[3] یعنی مسافروں سے ہنسی مذاق کرتے یا ان پر ظلم کرتے ہو۔

[4] آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابراہیمؑ کے پاس ہمارے رسول بُشْرٰی لائے۔ اور اُردو میں بُشْرٰی کا لفظ بشارت یعنی خوشخبری کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ حالانکہ آگے چل کر انھوں نے خبر یہ دی ہے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ جو بظاہر ایک بُری خبر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان میں بُشْرٰی کے معنے ایک بڑی اور اہم خبر کے ہوتے ہیں جس کا اثر چہرہ پر ظاہر ہو جائے۔ لازمی طور پر اچھی خبر کے لیے یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا پس چونکہ نبی نرم دل ہوتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے قرآن کریم میں خاص طور پر ذکر ہے کہ وہ بڑے نرم دل تھے۔ جب انھوں

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٚ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ٚ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

(ابراہیم نے جواب میں) کہا کہ اس (بستی) میں تو لُوط بھی رہتا ہے انھوں نے کہا ہم اس (بستی) کے رہنے والوں کو خوب جانتے ہیں۔ ہم اس (یعنی لُوطؑ) کو اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو جائے گی نجات دیں گے۔

وَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ٙ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ

اور جب ہمارے رسول لُوط کے پاس آئے تو ان کی وجہ سے اُسے دُکھ پہنچا نیز اُن کی وجہ سے اس کا دل[1] تنگ ہو گیا۔ اور (اُس کی اس حالت کو دیکھ کر اُن پیغام لانے والوں نے) کہا۔ کسی (آئندہ) بات کا خوف نہ کر اور نہ کسی گذشتہ واقعہ پر افسوس کر۔ ہم تجھ کو اور تیرے

(بقیہ صفحہ ۵۱۷) نے یہ سُنا کہ لُوطؑ کی بستی کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے، تو غم سے اُن کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس خیال سے بھی کہ اس بستی میں تو لُوطؑ بھی ہے اور اس خیال سے بھی کہ اس بستی میں اور بہت سے لوگ بھی ہیں۔ چنانچہ بائیبل میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے دُعا کی کہ اے خدا! کیا تو نیکوں کی موجودگی میں بُروں کو ہلاک کر دے گا۔ اور فرمایا اگر اُس میں پچاس نیک ہوں اور باقی بُرے ہوں تو کیا اُن پچاس کی خاطر تو اُن باقیوں کو نہیں بچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں الہام کیا کہ اے ابراہیم! اگر ان میں اتنے نیک ہُوئے تو میں اُن کی خاطر باقیوں کو بھی بچا لوں گا۔ آخر گرتے گرتے حضرت ابراہیم نے کہا کہ اگر دس نیک ہوں تو کیا دس کی خاطر دوسروں کو نہیں بچائے گا؟ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کی ہر ایک بات کو مانتا گیا۔ آخر ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ دس نیک بھی اس بستی میں موجود نہیں اور خاموش ہو گئے (پیدائش باب ۱۸)

رُسُلُنَا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ رُسُلُنَا سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ انھوں نے کہا کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ رسولوں سے مراد بعض نیک لوگ تھے جو خدا سے وحی پا کر پہلے حضرت ابراہیمؑ کے پاس اور پھر لوطؑ کے پاس آئے تھے۔ چند آیات پہلے یہ ذکر ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ میں اپنے وطن سے ہجرت کر جاؤں گا۔ اور تورات اور تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے وطن سے ہجرت کر کے فلسطین کے علاقہ میں آ گئے اور لوطؑ بھی اُن کے ساتھ تھے پس وہ اس علاقہ میں اجنبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی ڈھارس بندھانے کے لیے اس علاقہ کے کچھ لوگوں کو الہام کے ذریعہ ان کے پاس بھیجا تھا تا کہ عذاب کے وقت وہ اپنے آپ کو بے یار و مددگار نہ پائیں۔ اور حضرت لُوطؑ کو کسی امن کی جگہ پر پہنچا دیں۔ فرشتہ بھی تو خود عذاب نہیں دیا کرتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے عذاب یا نجات کی خبر دیتا ہے۔ یہی حال انسانی ملہوں کا ہوتا ہے۔ پس آگے جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ ویسا ہی فرشتوں پر لگ سکتا ہے جیسا کہ آدمیوں پر اور مراد یہ ہے کہ اللہ کی خبر کے ماتحت ہم یہ خبر دیتے ہیں کہ لوطؑ اور اس کے اکثر اہل بیت بچ جائیں گے اور مخالف تباہ ہو جائیں گے۔

[1] سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا: اس کے یہ معنے نہیں کہ مہمان نوازی کا خیال لُوطؑ کو بُرا لگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ لوطؑ کی قوم نے اُن کو منع کیا تھا کہ وہ غیر معروف مسافروں کو گھر میں نہ لایا کریں۔ اس لیے حضرت لوط علیہ السلام کو یہ رسول دیکھ کر دُکھ پہنچا اور ان کا دل تنگ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو میری قوم مجھے مہمان نوازی سے روکے اور مہمانوں کو دکھ دے چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

گھر والوں کو سوائے تیری بیوی کے جو پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو جائے گی، نجات دینے والے ہیں۔

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم اس بستی پر اُن کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب نازل کرنے والے ہیں۔

وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۶﴾

اور ہم نے اس بستی کے (واقعہ کے) ذریعہ سے ایک کھلی عبرت کا سامان عقل والے لوگوں کے لیے پیچھے چھوڑا ہے۔

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور مدین کی طرف ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو رسول بنا کر بھیجا تھا (جب وہ آیا تو) اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو اور اُخروی زندگی کے وقت کو یاد رکھو اور ایسے مفسدانہ کام نہ کرو کہ ملک میں تمہارے کاموں کی وجہ سے فساد پھیل جائے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۸﴾

اس پر اُنھوں نے اس کو جھٹلا دیا۔ اور ایک ہلا دینے والے عذاب نے اُن کو پکڑ لیا۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے گھروں میں (زمین سے) چمٹے کے چمٹے رہ گئے۔

وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَا۠ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۙ ﴿۳۹﴾

اور عاد کو بھی اور ثمود کو بھی (ہماری طرف سے ایک ہلا دینے والے عذاب نے پکڑ لیا) اور (اے اہل مکہ!) تم پر اُن کی بستیوں کا حال ظاہر ہے اور شیطان نے اُن کو اُن کے عمل اچھے کر کے دکھائے[۲] اور اُس (شیطان) نے اُن کو (اللہ کے) راستہ سے روکا۔ حالانکہ وہ خوب سمجھتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۸) اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (حجر ع ۵) اے لوط! کیا ہم نے تجھے غیر معلوم مسافروں کے گھر میں لانے سے نہیں روکا ہوا؟ اس زمانہ میں شہر چھوٹے چھوٹے اور دُور دُور ہوتے تھے اور غیر معلوم مسافروں کے لانے سے ڈر ہوتا تھا کہ کہیں ڈاکہ نہ پڑے۔ خود لوطؑ کی بستی کے لوگ بھی ڈاکو تھے اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے حضرت لوط علیہ السلام چونکہ مہمان نواز تھے اُن کی قوم ان کو اس بات سے روکتی تھی۔

[۱] اِنَّا مُنَجُّوْكَ: یہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن کریم میں عربی قاعدہ کے مطابق انتشارِ ضمائر کثرت سے استعمال ہوتا ہے یعنی غائب سے بدل کر حاضر کی ضمیر اور حاضر سے بدل کر غائب کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھو کہ چند آیتیں نیچے فرماتا ہے ہم نے اس واقعہ کو نشان کے طور پر پچھلی قوموں میں چھوڑا۔ اور اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو رسول کر کے بھیجا تھا۔ یہ دونوں آیتیں رسولوں کی طرف خواہ انھیں فرشتہ سمجھو یا انسان منسوب نہیں ہوسکتیں، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب ہوسکتی ہیں پس "ہم تجھ کو نجات دینے والے ہیں" بھی خدا کا ہی کلام ہے۔

[۲] یعنی وہ دیر تک بدعملیوں کے مرتکب رہے۔ یہاں تک کہ ان کو عادت ہوگئی اور وہ ان کو اچھی لگنے لگ گئیں۔

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

اور قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی (ہم نے عذاب میں گرفتار کیا) اور موسیٰ اُن کے پاس کھُلے کھُلے نشان لے کر آئے تھے۔ پھر بھی (وہ نہ مانے بلکہ) انھوں نے ملک میں تکبر (اور ردیہ) اختیار کیا اور ہمارے عذاب سے بھاگ کر بچ نہ سکے۔

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

پس ہم نے اُن میں سے ہر ایک کو اس کے گناہ کی وجہ سے پکڑ لیا۔ سو اُن میں سے کوئی تو ایسا تھا کہ ہم نے اس پر پتھروں کا مینہ برسایا اور کوئی ایسا تھا کہ اس کو کسی اور سخت عذاب نے پکڑ لیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ ہم نے اُس کو ملک میں ذلیل کر دیا۔ اور کوئی ایسا تھا کہ ہم نے اُسے غرق کر دیا۔ اور اللہ اُن پر ظلم کرنے والا نہیں تھا، بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۖۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

اُن لوگوں کا حال جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور دوست بنا لیے، مکڑی کا سا حال ہے، جس نے (اپنے لیے) ایک گھر تو بنایا لیکن گھروں میں سے سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہی ہوتا ہے کاش! کہ یہ لوگ جانتے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

اللہ ہر اس چیز کو جس کو یہ لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں جانتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں۔ لیکن عالموں کے سوا کوئی ان کو اپنے پلّے نہیں باندھتا۔

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ ع

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس میں مومنوں کے لیے ایک بڑا نشان ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اس کتاب (یعنی قرآن) میں سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اُسے پڑھ[1] اور لوگوں کو پڑھ کر سنا) اور نماز کو (اس کی سب شرائط کے ساتھ) ادا کر یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً (اور سب کاموں سے) بڑی ہے اور اللہ تمھارے اعمال کو جانتا ہے۔

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور اہلِ کتاب سے کبھی بحث نہ کرو مگر اعلیٰ اور مضبوط دلیل کے ساتھ سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظلم کرنے والے ہوں (اُن کو الزامی جواب دے سکتے ہو) اور اُن سے کہو کہ جو ہم پر نازل ہُوا ہے ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو تم پر نازل ہُوا ہے اس پر بھی۔ اور ہمارا خدا اور تمھارا خدا ایک ہے اور ہم اُس کے فرمانبردار ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور اسی طرح ہم نے تجھ پر یہ مکمل کتاب اتاری ہے پس وہ لوگ جن کو ہم نے یہ کتاب دی ہے، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں سے (یعنی اہلِ کتاب میں سے بھی) بعض اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں کا ضد کے ساتھ انکار صرف کافر ہی کرتے ہیں۔[2]

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اس (قرآن) کے نازل ہونے سے پہلے تُو کوئی کتاب نہ پڑھتا تھا، نہ لوگوں کو سُناتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے والے شبہ میں پڑ جاتے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

مگر یہ (قرآن) تو کھلی نشانیاں ہیں[3] اُن لوگوں کے دلوں[4] میں جن کو علم دیا گیا ہے اور ہمارے نشانات کا ظالموں کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ کیوں اس کے ربّ کی طرف سے اس پر کوئی نشانات نہیں اُترے۔ کہو کہ نشانات تو خدا کے پاس ہیں (جب وہ فائدہ دیکھتا ہے اُتارتا ہے) اور میں تو ایک کھلا کھلا ہوشیار کرنے والا ہوں۔

---

[1] تَلا کے معنے پڑھنے اور تَلا علیہ کے معنے سُنانے کے ہوتے ہیں۔ اور چونکہ عربی میں بعض دفعہ صلہ حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے دونوں معنے کیے جا سکتے ہیں۔ پڑھنا بھی اور سُنانا بھی۔

[2] کافر کے یہ معنے نہیں کہ مکّہ والے لوگ، بلکہ کافر کا لفظ قرآن مجید میں اہلِ کتاب کے لیے بھی استعمال ہُوا ہے۔ کافر کا صرف یہ مطلب ہے کہ انسان کسی صداقت کا انکار کرے لازمی طور پر اس کے معنے مشرک کے نہیں (دیکھو سورۃ بیّنہ)۔

[3] یعنی اُن کے دل مانتے ہیں۔ [4] یعنی یہودیوں میں سے مسلمان لوگوں کے دلوں میں۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع	کیا اُن کے لیے (یہ نشان) کافی نہ تھا کہ ہم نے تجھ پر ایک مکمل کتاب (قرآن) کو نازل کیا جو اُنھیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہے۔ اس امر میں مومنوں کے لیے تو بڑی رحمت اور نصیحت کے سامان ہیں۔
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۳﴾	تو کہہ دے میرے اور تمھارے درمیان بطور گواہ فیصلہ کرنے والا اللہ ہی کافی ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اُسے وہ جانتا ہے اور جو لوگ باطل پر عمل کرتے ہیں اور اللہ کے احکام کا انکار کرتے ہیں وہی گھاٹے میں پڑنے والے ہیں۔
وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۴﴾	اور وہ تجھ سے عذاب کے جلدی لانے کی خواہش کرتے ہیں اور اگر ایک مقررہ وقت نہ ہوتا تو عذاب ان کے پاس آ جاتا اور اب بھی وہ ان کے پاس ضرور آئے گا اور اچانک آئے گا اس حالت میں کہ وہ جانتے بھی نہ ہوں گے۔
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۵﴾	(اور) وہ تجھ سے عذاب کے جلدی[1] لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور جہنّم کافروں کو یقیناً تباہ کرنے والی ہے۔
يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۶﴾	جس دن (کہ جہنم کا عذاب کافروں کو گھیر کر تباہ کر دے گا) (یہ وہ دن ہوگا کہ خدائی) عذاب اُن کے اوپر سے بھی انھیں ڈھانک لیگا اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے نکل کر بھی اُن کو گھیر لیگا اور (خدا) کہیگا! اپنے عملوں کا نتیجہ چکھو۔
يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۷﴾	اے میرے مومن بندو! میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی عبادت کرو۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۸﴾	ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر ہماری طرف ہی تم (سب) کو لوٹایا جائے گا۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ	اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اس کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں ہم اُن کو جنّت میں بالا خانوں میں جگہ دیں گے (ایسی جنت میں) کہ اس کے

[1] متواتر ایک مطالبہ کو آگے پیچھے بیان کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مطالبہ دنیوی عذاب کے متعلق ہے اور دوسرا مطالبہ اخروی عذاب کے متعلق ہے۔ ایک مطالبہ سے یہ مراد ہے کہ ہم پر تیری پیشگوئیوں کے مطابق دنیا میں عذاب کیوں نہیں آ جاتا اور دوسرے مطالبہ سے یہ مراد ہے کہ کیوں ہم تیری مخالفت کی وجہ سے مر نہیں جاتے۔ اور جہنم میں داخل نہیں ہو جاتے۔ چنانچہ دوسرے مطالبہ کے بعد جہنم کا بھی ذکر ہے جو پہلے مطالبہ کے بعد نہیں ۔

نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۵۹﴾

(سایوں) تلے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ (مومن) اُن جنّتوں میں ہمیشہ کے لیے رہتے چلے جائیں گے اور اچھے عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ہوتا ہے۔

الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۶۰﴾

ان (مومنوں) کا جو اپنے عقیدہ اور عمل پر جمے رہتے[1] ہیں اور اپنے ربّ پر توکّل کرتے ہیں۔

وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا ٭ۖ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَ اِیَّاکُمۡ ۫ۖ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۱﴾

اِس دُنیا میں بہت سے جانور بھی ہیں جو اپنے ساتھ (انسانوں کی طرح) اپنا رزق نہیں اُٹھائے پھرتے، اللہ ہی اُن کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی[2]۔ اور وہ بہت دُعائیں سُننے والا (اور حالات سے خوب آگاہ ہے۔

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۶۲﴾

اور اگر تُو اُن لوگوں سے پُوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور سورج اور چاند کو (بغیر مزدوری[3] کے) کس نے انسانوں کی خدمت میں لگایا ہُوا ہے؟ تو وہ کہیں گے۔ اللہ نے (پھر جب وہ یہ بات جانتے ہیں) تو کس طرف کو بہکائے جا رہے ہیں۔

اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ لَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۳﴾

اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ اللہ یقیناً ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡ بَعۡدِ مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۴﴾ ع

اور اگر تُو اُن سے پُوچھے کہ بادل سے کس نے پانی اُتارا ہے؟ اور پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے۔ یقیناً اللہ نے۔ تُو کہہ دے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے لیکن ان (انسانوں) میں سے اکثر سمجھتے نہیں۔

وَ مَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۵﴾

اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان ہے اور اُخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصل زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے کاش کہ وہ لوگ جانتے۔

فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا ہُمۡ

اور جب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنی عقیدت کو خالصۃً اللہ کے لیے کرکے اس سے دُعا مانگتے ہیں مگر جب وہ ان کو خشکی کی طرف نجات دیکر پہنچا دیتا ہے تو اچانک

---

[1] صَبَرُ کے ایک معنے پختہ رہنے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

[2] یعنی بظاہر انسان کمائی کرکے رزق حاصل کرتا ہے مگر جانور اور کیڑے مکوڑے گھاس پھُونس یا اپنے سے باریک کیڑے کھا کر گذارہ کرتے ہیں پس جانوروں کے لیے رزق مہیّا کرنا بتاتا ہے کہ انسان کے لیے بھی خدا ہی رزق مہیّا کر رہا ہے اور اس کی کمائی صرف ایک پردہ ہے۔

[3] سَخَّرَ سے مراد بغیر مزدوری کے کسی آسمانی قانون کے ماتحت خدمت میں لگا دینے کے ہیں۔

يُشْرِكُوْنَ ۝۶۶
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۗ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۶۶

پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔
تاکہ ہم نے[1] جو کچھ انھیں دیا ہے اس کا انکار کردیں (اور اس انعام کو خدا کے سوا دوسرے شریکوں کی طرف منسوب کردیں) اور اس (عارضی توبہ) کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ ان کو چھوڑ دیتا ہے اور) وہ ایک عرصہ تک دنیوی سامانوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں پس (ایک دن یہ بخشش ختم ہوجائے گی اور) وہ (اپنی حقیقی جزا کو) دیکھ لیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝۶۸

کیا انھیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم (یعنی مکہ) کو امن کی جگہ بنادیا ہے اور ان لوگوں کے اردگرد سے (یعنی مکہ کے باہر سے) لوگ اُچک لیے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ جھوٹ پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۶۹

اور جو شخص اللہ پر جھوٹ باندھ کر افترا[2] کرتا ہے، اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے یا (اس سے) جو سچی بات کو اس وقت جھٹلاتا ہے جب وہ اس کے پاس آجاتی ہے کیا ایسے کافروں کی جگہ جہنم میں نہیں ہونی چاہیئے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۷۰ ع

اور وہ (لوگ) جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اُن کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے۔

[2] ایک تو وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا تو کرتا ہے گر وہی بات اس کی طرف منسوب کرتا ہے جو اس کے الہام میں موجود ہوتی ہے گو اسے نہیں کہی جاتی۔ اور ایک اور شخص ہوتا ہے جو اللہ کی طرف ایک بات غلط طور پر منسوب کرتا ہے اور خدا تعالیٰ نے وہ بات کسی کتاب میں بھی نہیں کہی ہوتی۔ پس یہ شخص افترا بھی کرتا ہے اور اس افترا کی بنیاد بھی جھوٹ پر ہوتی ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ روم - یہ سورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی اکسٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بیحد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ②

میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔[1]

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ③ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ④ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑤

رُومی لوگ (یعنی قیصر کے ساتھی) قریب کی زمین میں مغلوب ہو گئے[2] اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد پھر چند سال میں دوبارہ غالب آجائیں گے۔ اس واقعہ سے پہلے بھی اللہ کی حکومت ہوگی اور بعد میں بھی (اس کی حکومت ہوگی) اور اس دن مومن اللہ کی مدد سے بہت خوش ہوں گے۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥

اللہ جسے پسند کرتا ہے اُس کی مدد کرتا ہے اور وہ غالب (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑦

اللہ کے وعدہ (کو خوب یاد رکھو) (اور) اللہ اپنے وعدوں کو جھوٹا نہیں کرتا مگر اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ⑧

وہ لوگ ورلی زندگی کے ظاہر (یعنی اس کی شان و شوکت) کو تو خوب سمجھتے ہیں، لیکن اُخروی زندگی سے بالکل ناواقف ہیں۔

---

[1] دیکھو نوٹ سورۃ بقرہ آیت ۲۔

[2] اس آیت کی دو قرأتیں آتی ہیں، ایک تو اس طرح کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ - جس کے معنے یہ ہیں کہ رُومی حجاز کے قریب کے علاقہ میں کسریٰ سے مار کھا گئے ہیں لیکن مار کھانے کے بعد وہ عنقریب پھر طاقت پکڑ جائیں گے اور کسریٰ کو شکست دے دیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور پہلے تو رومیوں نے شکست کھائی مگر پھر رومیوں نے ایرانیوں کو شکست دی اور یہ خبر بدر کی فتح کے موقعہ پر مسلمانوں کو پہنچی۔ اور اس طرح یہ الفاظ پورے ہوئے کہ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ کہ اس دن مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد کی وجہ سے خوش ہو رہے ہوں گے۔

دوسری قرأت اس آیت کی یہ ہے کہ:-

غَلَبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيُغْلَبُوْنَ -

یعنی رومی ایرانیوں کے ہاتھ سے قریب کے علاقہ میں شکست کھا گئے ہیں، لیکن اس شکست کے بعد وہ ایک دفعہ پھر فتح پا جائیں گے اور اس فتح پانے کے بعد دوبارہ ایک اور قوم کے ہاتھوں سے زبردست شکست کھائیں گے یعنی مسلمانوں کے ہاتھ سے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ پانچویں دفعہ یہ پیشگوئی سلطان محمد فاتح کے وقت میں پوری ہوئی یعنی پہلے تو جب تک مسلمان خشکی کی طرف سے حملہ کرتے رہے۔ قسطنطنیہ کا بادشاہ غالب آتا رہا لیکن جب سلطان محمد فاتح بیڑہ لیکر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا تو اس وقت خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دیدی اور وہ قسطنطنیہ میں داخل ہوئے اور قریباً ایک ہزار سال سے اس پر قابض ہیں۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ﴿٩﴾

کیا اُنھوں نے اپنے دل میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، خدا نے کسی حکمت کے مطابق اور ایک وقت مقررہ کے لیے پیدا کیا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٠﴾

کیا وہ زمین میں نہیں پھرے اور یہ نہیں دیکھا کہ جو اُن سے پہلے لوگ تھے ان کا انجام کیا ہُوا تھا؟ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور انھوں نے زمین کو خوب اکھیڑا (یعنی ہل چلایا) تھا اور اسے اس سے زیادہ آباد کیا تھا جو انھوں نے کیا ہے اور اُن کے رسول اُن کے پاس دلائل لیکر آئے تھے کیونکہ اللہ کی شان کے مطابق نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا۔ بلکہ وہ لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيٰتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١١﴾

پھر اُن لوگوں کا جنھوں نے بُرے کام کیے تھے۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے بُرا ہی انجام ہُوا۔ اور وہ اللہ کی آیات سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٢﴾

اللہ پیدائش عالم کو شروع بھی کرتا ہے اور پھر اس سلسلہ کو دہراتا بھی جاتا ہے۔ پھر تم سب اس کی طرف لوٹا کرلے جائے جاؤ گے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٣﴾

اور جس دن قیامت برپا ہوگی مجرم مایوس ہو جائیں گے۔

وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعٰؤُا وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كٰفِرِينَ ﴿١٤﴾

اور جن کو وہ خدا کا شریک بناتے تھے اُن میں سے کوئی اُن کا شفیع نہ بنے گا اور وہ اپنے (بنائے ہُوئے) شرکا کا انکار کر دیں گے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ﴿١٥﴾

اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن سب (مشرک) الگ الگ ہو جائیں گے۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٦﴾

پھر وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اپنے ایمان کے مطابق عمل بھی کیا۔ انھیں عالی شان باغ میں خوشی پہنچائی جائے گی۔

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيٰتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٧﴾

اور وہ (لوگ) جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کا اور اُخروی زندگی کے حاصل ہونے کا انکار کیا عذاب کے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔

فَسُبْحٰنَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿١٨﴾

پس اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کے وقت میں داخل ہو یا صبح کے وقت میں داخل ہو۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿١٩﴾

اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی تعریف ہے اور بعد دوپہر بھی اس کی تسبیح کرو اور اسی طرح (عین) دوپہر کے وقت بھی۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

وہ زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے

الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۲۰﴾

اور زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ﴿۲۱﴾

اور اس کے نشانات میں سے (ایک) یہ (نشان بھی) ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس پیدائش کے نتیجہ میں تم بشر بن جاتے اور (تمام زمین میں) پھیل جاتے ہو۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۲﴾

اور اس کے نشانوں میں سے (ایک) یہ (نشان بھی) ہے کہ اُس نے تمھاری ہی جنس میں سے تمھارے لیے جوڑے بنائے ہیں تاکہ تم ان کی طرف (مائل ہو کر) تسکین حاصل کرو۔ اور تمھارے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ پیدا کیا ہے اس میں فکر کرنے والی قوم کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْعَالِمِينَ ﴿۲۳﴾

اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا اختلاف بھی ہے اس میں تمام جاننے والوں کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿۲۴﴾

اور اس کے نشانوں میں سے رات کے وقت اور دن کے وقت تمھارا سونا اور اس کے فضل کے حاصل کرنے کے لیے محنت کرنا بھی ہے۔ اس میں سننے والی قوم کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۵﴾

اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو بجلی، خوف اور طمع پیدا کرنے کے لیے دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے۔ پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اس میں عقل والے لوگوں کے لیے بڑے نشان ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِنَ الْأَرْضِ ۖ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿۲۶﴾

اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کا اس کے حکم سے کھڑا رہنا بھی ہے۔ پھر (اس کا یہ نشان بھی ظاہر ہوگا کہ) جب وہ تم کو زمین سے نکلنے کے لیے ایک آواز دے گا تو اچانک تم زمین میں سے نکلنے لگو گے۔

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴿۲۷﴾

اور آسمانوں اور زمین میں بسنے والے، تمام وجود اس کے فرمانبردار ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ

اور وہ پیدائش (عالم) کو شروع بھی کرتا ہے اور پھر اس کو بار بار دہراتا

عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۸﴾

رہتا ہے اور یہ امر اس کے لیے بہت آسان ہے اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کی شان سب سے بالا ہے اور وہ غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ ع ۲

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۹﴾

اس نے تمھارے سمجھانے کے لیے تمھاری ہی جنس کی ایک حالت بیان کی ہے (جو یہ ہے کہ) جن لوگوں کے تمھارے دائیں ہاتھ مالک ہوتے ہیں۔ کیا اُن میں کوئی اس (مال) میں جو ہم نے تم کو دیا ہے تمھارا برابر کا شریک بھی ہوتا ہے اس طرح کہ تم سب (مالک و غلام) اس (مال و دولت) میں برابر ہو جاتے ہو اور ان (غلاموں) سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم اپنے آپ سے ڈرتے ہو[1] اسی طرح ہم عقل والی قوم کے لیے نشان کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ظالم لوگ بغیر علم کے اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑے ہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے (اور) ان (لوگوں) کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۱﴾

پس تُو اپنی ساری توجہ دین کے لیے مخصوص کر دے ایسی صورت میں کہ تجھ میں کوئی کجی نہ ہو[2] (تو) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت[3] کو اختیار کر (وہ فطرت) جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی پیدائش میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی قائم رہنے والا دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۲﴾

(پس) تم سب اس (خدا) کی طرف جھکتے ہوئے دینِ فطرت اختیار کرو۔ اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور نماز کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا کرو اور مشرکوں میں سے مت بنو۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍ

یعنی ان (مشرک) لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے دین کو پراگندہ کر دیا۔[4]

---

[1] یعنی جس طرح اُن کو مال سپرد کرنے سے پہلے تم اپنے مال کے مالک تھے اور جتنا چاہتے تھے اپنی جان پر خرچ کر سکتے تھے۔ کیا تم اپنے غلاموں کو مال پر اتنا قبضہ بھی دیا کرتے ہو کہ پھر تم ڈرنے لگو کہ معلوم نہیں یہ ہمیں کچھ کھانے کو بھی دینگے یا نہیں اور تمھارے قبضہ کی کوئی علامت باقی نہ رہتی ہو۔

[2] حنیف کے معنے ہوتے ہیں جس میں کوئی کجی نہ ہو۔

[3] یعنی جس فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گی اور اس کو کوئی انسان بدل نہیں سکتا۔

[4] مشرک چونکہ بتوں، فرشتوں، روحوں اور انسانوں میں سے مختلف معبود بناتے ہیں۔ اس لیے وہ کبھی ایک نقطہ پر جمع نہیں ہو سکتے ایک نقطہ پر صرف موحد جمع ہو سکتے ہیں جس طرح وہ لوگ جو اپنے آپ کو مختلف حکومتوں کا باشندہ کہیں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اکٹھے ہونے کے لیے ضرورت ہے کہ ایک حکومت کا اپنے آپ CITIZEN یعنی شہری قرار دیں۔

بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾

اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور ہر گروہ اس خیال سے خوش ہے کہ جو ٹکڑہ ہم نے لیا ہے وہی بہتر ہے۔[۱]

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور جب انسانوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اپنے رب کو اسی کی طرف جھکتے ہوئے پکارتے ہیں پھر جب اس کی طرف سے انھیں کوئی رحمت پہنچتی ہے تو ان میں سے ایک گروہ اپنے ربّ کے مدّمقابل شریک بنانے لگ جاتا ہے۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

جس کا نتیجہ[۲] یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے وہ عملاً اس کا انکار کرنے لگ جاتے ہیں (نبی اُن سے کہا جاتا ہے۔ دنیا سے) جو کچھ فائدہ اُٹھانا ہے اُٹھا لو۔ کیونکہ[۳] تم جلد ہی اپنا انجام دیکھ لوگے۔

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾

کیا ہم نے اُن کے لیے کوئی (شرک کی) دلیل اتاری ہے جو اُن سے وہ باتیں کہتی ہے جو شرک کے متعلق وہ بیان کرتے ہیں۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

جب ہم لوگوں سے رحم کا سلوک کرتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انھیں اپنے سابقہ اعمال کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اچانک مایوس ہو جاتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے پسند کرتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لیے پسند کرتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے اس میں ایمان لانے والے لوگوں کے لیے بہت سے نشانات ہیں۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

پس چاہیئے (کہ جب خدا رزق میں فراخی دے تو اے قرآن کے پڑھنے والے) قریبی، مسکین اور مسافر کو اس کا حق بخش۔[۴] یہ بات بہت بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہی لوگ بامراد ہونے والے ہیں

---

[۱] جیسا کہ آج کل کے نام نہاد علماء کرتے ہیں۔

[۲] یہاں "لام" ہے جس کے معنے "لیے" کے بھی ہوتے ہیں اور نتیجہ کے بھی یعنی جس فقرہ پر وہ آئے وہ فقرہ پہلی بات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

[۳] فاء کے معنے "کیونکہ" کے ہیں۔

[۴] قرآن کریم میں کئی جگہ ظاہراً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوتے ہیں مگر مراد آپ کے اَتباع یا قرآن پڑھنے والے ہوتے ہیں اس جگہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں کیونکہ اس جگہ پر صدقہ اور خیرات کا حکم ہے اور آپ پہلے سے ہی تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں رشتہ داروں کی خبرگیری کرتے تھے اور مسکینوں اور مسافروں کی مدد کرتے رہتے تھے۔ اس لیے اس جگہ آپ کی امت کے افراد مراد ہیں آپ مراد نہیں۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور جو روپیہ تم سُود[1] حاصل کرنے کے لیے دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے مالوں میں بڑھے تو وہ روپیہ اللہ کے حضور میں نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا[2] حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ کے طور پر دیتے ہو تو یاد رکھو کہ اسی قسم کے لوگ خدا کے ہاں (روپیہ) بڑھا رہے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع

اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے پھر اس نے تم کو رزق دیا ہے۔ پھر وہ تمھیں مارے گا، پھر وہ تمھیں زندہ کرے گا۔ کیا تمھارے (تجویز کردہ) شرکا میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو اس کام کا کوئی حصّہ بھی کرتا ہو؟ وہ ان کے شرک سے پاک، اور بلند شان رکھنے والا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۲﴾

(اس زمانہ میں خشکی اور تری میں لوگوں کے کاموں کی وجہ سے فساد نمایاں ہو گیا ہے جس کا نتیجہ[3] یہ ہوگا کہ خدا لوگوں کو اُن کے عملوں کے کچھ حصّے کی سزا (اس دنیا میں) دیگا۔ تاکہ وہ (اپنی نافرمانی سے) لوٹ آئیں۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۳﴾

تو کہہ دے، ملک میں پھرو۔ اور دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے اُن کا کیا انجام ہُوا تھا۔ اُن میں سے اکثر مشرک تھے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۴﴾

پس تُو اپنی توجہ کو قائم رہنے والے دین کی طرف پھیرے پیشتر اس کے کہ وہ دن آئے جس کو ٹلانے کے لیے اللہ کی طرف سے کوئی علاج نہیں اُترا جس دن وہ (مومن اور کافر) ایک دُوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔[4]

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۵﴾

جس نے کفر کیا اُس پر اس کے کفر کا وبال پڑے گا۔ اور جس نے اپنے ایمان کے مطابق عمل کیا وہ اپنے ہی نفس کے فائدہ کے لیے تیاری کر رہا ہے۔

---

[1] قرآن کریم نے سود کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ سودی کاروبار جو غریبوں سے کیا جاتا ہے اس کو بھی منع کیا گیا ہے، لیکن اس آیت سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اس جگہ اُس سودی کاروبار کا ذکر ہے جو مالداروں سے کیا جاتا ہے تاکہ وہ مالدار اسے تجارت میں لگائیں اور روپیہ دینے والے کا روپیہ بھی بڑھے۔ بعض مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ مال داروں یا کمپنی والوں کو روپیہ سُود پر دینا یا بنک میں سود پر روپیہ لگانا اسلام میں منع نہیں حالانکہ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اس قسم کا سودی کاروبار بھی منع ہے اگر ان کا خیال ٹھیک ہوتا تو یہ آیت کیوں نازل ہوتی اور اس کی کیا غرض تھی۔ قرآن کریم کا نازل کرنے والا عالم الغیب خدا ہے وہ جانتا تھا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں نے سود کو حلال کرنے کی کوشش کرنی ہے پس اس نے آئندہ پیدا ہونے والے شبہات کو بھی اس آیت میں دُور کر دیا ہے۔

[2] لغت میں وَجْہٌ کے معنے مَرْضَاۃ کے بھی لکھے ہیں (اقرب) یعنی رضا۔

[3] یہاں لام عاقبت کا ہے۔

[4] یعنی مسلمان غالب آجائیں گے اور اپنا طریق حکومت چلائیں گے جس کا ذکر سورۃ براءۃ میں کیا گیا ہے۔

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۶

تاکہ خدا مومنوں اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے وہ یقیناً منکروں سے محبّت نہیں کرتا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۴۷

اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہواؤں کا بشارت دیتے ہوئے بھیجنا بھی ہے اور وہ اس لیے ایسا کرتا ہے تا وہ تم کو اپنی رحمت (کا پھل) چکھائے اور کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کے فضل کو حاصل کرو اور تم شکر گذار بنو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۚ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۸

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے تھے پس وہ اُن کے پاس کھلے کھلے نشان لے کر آئے اور ہم نے مجرموں سے مناسب بدلہ لیا، اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۹

اللہ وہ ہے جو کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے، پھر وہ ہوائیں بادل کی شکل میں بخارات اُٹھاتی ہیں۔ پھر وہ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور وہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے[1] کر دیتا ہے اور تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) میں سے ٹپکتی ہے پھر جب خدا اُس بادل کو اپنے بندوں میں سے جس تک پسند کرے پہنچا دیتا ہے تو اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝۵۰

گو[2] وہ اس (بارش) کے نازل ہونے سے پہلے بالکل نا اُمید ہو گئے تھے۔

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۱

پس (اے مخاطب) اللہ کی رحمت کے نشانوں کو دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کے مرجانے کے بعد اس کو زندہ کرتا ہے۔ یہی خدا ہے جو قیامت کے دن) مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ۝۵۲

اور اگر ہم ہوا چلائیں اور یہ لوگ اس (یعنی کھیتی) کو زرد زرد دیکھیں، تو اس نظارہ کے بعد (بجائے نصیحت حاصل کرنے کے) ناشکر گذار بن جائیں گے۔

---

[1] یعنی ایک بادل کے کئی بادل بنا دیتا ہے۔ تا ایک لمبے علاقہ کو سیراب کر سکیں۔

[2] آیت کے شروع میں واؤ کا لفظ ہے جس کے معنے اور کے ہیں۔ مگر یہ اُردو میں نہیں سجتا۔ اور اس کے حذف کرنے سے معنوں میں فرق نہیں آتا اس لیے ہم نے اسے حذف کر دیا ہے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾

(پس تُو اُن کو ایسا کرنے دے) کیونکہ نہ تو تُو مُردوں کو سُنا سکتا ہے اور نہ بہروں کو اُس وقت (اپنی) آواز سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹ جائیں۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور نہ تو اندھوں کو اُن کی گمراہی سے ہٹا کر سیدھے راستہ پر لا سکتا ہے تو صرف اُنہی کو سُنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار بن جاتے ہیں۔ ع۶

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾

اللہ وہی ہے جس نے تم کو اس حالت میں پیدا کیا کہ تمھارے اندر کمزوری پائی جاتی تھی پھر کمزوری کے بعد تم کو قوت بخشی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا دیا۔ وہ جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑے علم والا اور (بڑی) قدرت والا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جس دن مقررہ گھڑی آجائیگی مجرم قسمیں کھائیں گے کہ وہ ایک چھوٹے وقفہ کے[1] سوا (دنیا میں) نہیں رہے۔ وہ اسی طرح بہکی بہکی باتیں بناتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہیں گے تم اللہ کے حساب میں اس دن تک ٹھہرے ہو جو تمھارے پھر اُبھرنے[2] کے لیے مقرر تھا اور یاد رکھو کہ یہی پھر اُبھرنے[3] کا دن ہے۔ لیکن تم جانتے نہیں۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

پس آج ظالموں کو اُن کا کوئی عذر نفع نہیں دیگا اور نہ انھیں معاف کرکے ڈیوڑھی تک آنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور ہم نے لوگوں کی خاطر اس قرآن میں ہر قسم کی حقیقتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں اور اگر تُو اُن کے پاس کوئی نشان لائے تو کافر ضرور کہیں گے کہ تم لوگ تو صرف جھوٹی باتیں پیش[4] کرنے والے ہو۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾

اسی طرح اللہ بے علم لوگوں کے دلوں پر مُہر[5] لگا دیتا ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

پس (اے قرآن کے مخاطب) استقلال سے (اپنے ایمان پر) قائم رہ۔ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور چاہیئے کہ جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تجھے دھوکہ دیکر (اپنی جگہ سے) ہٹا نہ دیں۔ ع۶

---

[1] اس جگہ عیسائیوں کی اس حالت کی طرف اشارہ ہے جو عیسائیت کے اٹلی میں پھیل جانے کے بعد ہوئی تھی۔ اس دفعہ وہ اس دور تکلیف سے گذر گئے تھے جو اصحاب کہف کے زمانہ میں ان پر وارد ہوا تھا اس کے بعد کچھ عرصہ تک ان کو ترقی ملی لیکن اسلام کی ترقی کے زمانہ میں وہ پھر گرے۔ اور پھر اسلام کی ترقی کے زمانہ میں اُن پر جو تنزل کا دور آیا تھا اس کو یاد کرکے افسوس کرنے لگے کہ ہم نے بہت ہی کم لذت اُٹھائی ہے زیادہ تر تکلیف میں ہی عمر گذاری ہے۔ [2] الفاظ بتاتے ہیں کہ اس جگہ دنیا میں قومی ترقی کا ذکر ہے نہ کہ آخرت میں دوبارہ جی اُٹھنے کا۔

[3] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ اسلام کی ترقی کے پہلے زمانہ میں تمھاری آخری تباہی نہیں تھی تمھاری آخری تباہی اسلام کے دوبارہ احیا کے وقت میں ہوگی جس کے بعد تم تباہ ہوئے تو پھر اٹھارہویں اور انیسویں صدی کی شان کے برابر نہیں اٹھ سکو گے۔ [4] اَبْطَلَ کے معنے ہیں جھوٹ کو پیش کیا (اقرب) اس کے پیش نظر ہم نے مُبْطِلُوْنَ کے معنے جھوٹی باتوں کے پیش کرنے والوں کے کیے ہیں۔ [5] یہ آیت بالکل واضح ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی وجہ کے دل پر مہر نہیں لگاتا (باقی صفحہ ۵۴۳ پر)

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
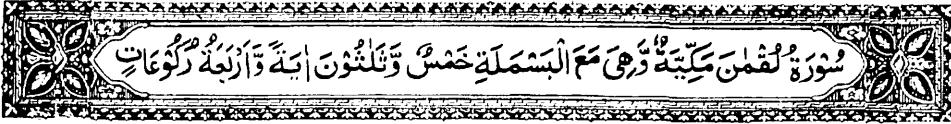
سورۃ لقمان۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(مَیں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ②

مَیں[1] اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ③

یہ (یعنی اس سورۃ کی آیات) اس کامل کتاب کی آیات ہیں جو بڑی حکمتوں والی ہے۔

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ④

(اور) اپنے فرائض[2] کو صحیح طور پر ادا کرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا موجب ہے۔

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ⑤

وہ لوگ جو نماز کو (اس کی شرائط کے ساتھ) ادا کرتے ہیں اور (غریبوں اور مسکینوں کو) زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اخروی زندگی پر یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑥

یہ لوگ اپنے ربّ کی طرف سے آنے والی ہدایت پر بھی مضبوطی سے قائم ہیں اور ایسے ہی لوگ (ہر میدان میں) کامیاب[3] ہوں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑦

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو (اپنا روپیہ ضائع کر کے) کھیل تماشہ کی باتیں لیتے رہتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکیں اور اس (یعنی اللہ کے راستہ) کو ہنسی کے قابل چیز بنا لیتے ہیں ان لوگوں کے لیے ذلّت والا عذاب ہوگا۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑧

اور جب ایسے شخص کے سامنے[4] ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ تکبر کرتے ہوئے پیٹھ پھیر لیتا ہے گویا کہ اس نے اُن کو سنا ہی نہیں (وہ اس حد تک بے پروائی کرتا ہے) گویا اس کے کانوں میں بہرہ پن ہے پس تو اس کو ایک دردناک عذاب کی اہم خبر سنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۲) پہلے آدمی جھوٹ کے پیچھے چلنا شروع کرتا ہے اور پھر ایک عرصہ کے بعد اس کے دل پر مہر لگتی ہے۔

[1] الٓمّٓ کے لیے دیکھو نوٹ[1] سورہ بقرہ آیت ۲۔

[2] قرآن کریم میں مُحْسِنٌ کا لفظ ہے جو اَحْسَنَ سے نکلا ہے اور اَحْسَنَ کے معنے لغت میں یہ لکھے ہیں کہ جو کام کو اچھی طرح کرے (اقرب) پس ہم نے اس کا ترجمہ "اپنے فرائض کو اچھی طرح ادا کرنے والے" کا کیا ہے۔ جو محاورہ کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔

[3] اَلْمُفْلِحُ کے معنے ہیں کامل طور پر کامیاب۔ اس لیے ہم نے ترجمہ "ہر میدان میں کامیاب" کے الفاظ سے کیا ہے۔

[4] جس کا پہلی آیت میں ذکر ہوا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے اس کے مناسب حال عمل کیے اُن کو نعمت والے باغات ملیں گے۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰﴾

جن میں وہ رہتے چلے جائیں گے۔ یہ اللہ کا کیا ہُوا پختہ وعدہ ہے اور وہ غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾

اُس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور زمین میں پہاڑ اس ڈر سے ڈال چھوڑے ہیں کہ وہ تمھارے سمیت شدید زلزلہ میں مبتلا نہ ہو جائے[1] اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور بادلوں سے پانی اتارا ہے۔ پھر اس میں ہر قسم کے عمدہ[2] جوڑے پیدا کیے ہیں۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ع

یہ اللہ کی مخلوق ہے پس تم مجھے دکھاؤ کہ اس کے سوا جن کو تم شریک قرار دیتے ہو۔ انھوں نے کیا پیدا کیا ہے (کچھ بھی نہیں) بلکہ حق یہ ہے کہ ظالم کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۳﴾

اور ہم نے لقمان کو حکمت دی تھی اور کہا تھا کہ اللہ کا شکر ادا کر۔ اور جو شخص بھی شکر کرتا ہے اس کے شکر کرنے کا فائدہ اُسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے (اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ) اللہ سب قسم کے شکروں سے بے نیاز ہے (اور) بڑی حمد والا ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾

اور (یاد کرو) جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کا شریک کسی کو مت قرار دے شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ

اور ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر، انسان کو اپنے والدین کے متعلق (احسان کرنے کا) تاکیدی حکم دیا تھا (اور) اس کی ماں نے اسے کمزوری

---

[1] قرآن مجید نے مصدری مثبت جملہ استعمال کیا ہے۔ ہم نے ترجمہ میں مصدری منفی جملہ استعمال کیا ہے اور یہ عربی قاعدہ کے مطابق ہے۔ جس میں اَنْ کے بعد "لا" کا نکالنا نحوی لوگ جائز قرار دیتے ہیں۔

[2] قرآن کریم میں لفظ اَنْۢبَتْنَا ہے جس کے معنے اُگانے کے بھی ہیں اور بڑھانے کے بھی ہیں چونکہ آگے جوڑے کا ذکر آتا ہے اور قرآنی اصطلاح میں جوڑا جانوروں کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور نباتات کے لیے بھی اس لیے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ اس میں ہر قسم کے جوڑے پیدا کیے۔

اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾

کے (ایک دور کے) بعد کمزوری (کے دوسرے دور) میں اُٹھایا تھا۔ (اور اس کا دودھ چھڑانا دو[1] سال کے عرصہ میں تھا) یاد رکھو کہ میری ہی طرف (تجھ کو) لوٹ کر آنا ہوگا۔

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا٘ وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک مقرر کرے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو اُن دونوں کی بات مت مانیو۔ ہاں دنیوی معاملات میں اُن کے ساتھ نیک تعلقات قائم رکھیو اور اس شخص کے پیچھے چلیو جو میری طرف جھکتا ہے اور تم سب کا لوٹنا میری طرف ہی ہوگا۔ اس وقت میں تم کو تمہارے عمل سے خبردار کروں گا۔

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۷﴾

(لقمان نے کہا کہ) اے میرے بیٹے! بات یہ ہے کہ اگر ایک عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو پھر وہ (رائی کے برابر عمل کسی) پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں چھپا ہوا ہو تو اللہ اس کو ظاہر کر دے گا۔ اللہ باریک سے باریک راز کو پا لینے والا اور بہت خبردار ہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸﴾

اے میرے بیٹے! نماز کو (تمام شرائط سے) قائم رکھ! اور معروف[2] باتوں کا حکم دیتا رہ اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتا رہ اور جو (تنگی ترشی) تجھے پہنچے اس پر صبر سے کام لے یہ بات یقیناً نہایت ہی ہمت والے کاموں[3] میں سے ہے۔

وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۹﴾

اور اپنے گال لوگوں کے سامنے (غصہ سے) مت پھلا۔ اور زمین میں تکبر سے مت چل۔ اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے (اور) فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۲۰﴾

اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھا کر (کیونکہ) آوازوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے (جو بہت اونچی ہوتی ہے)

---

[1] سورۂ احقاف میں کہا گیا ہے کہ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (آیت ۱۶) یعنی بچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے کی مدت میں ختم ہوتا ہے لیکن یہاں دو سال کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض بچے جلد پیدا ہو جاتے ہیں اور کمزور ہوتے ہیں بعض زیادہ دن میں پیدا ہوتے ہیں اور مضبوط ہوتے ہیں۔ دوسری آیت میں بتایا ہے کہ جب بچہ کمزور ہو اور جلد پیدا ہو جائے تو اس کے دودھ پلانے کا عرصہ لمبا کر دیا جائے تاکہ وہ مضبوط ہو جائے۔

[2] مَعْرُوْف یعنی وہ باتیں جو عرف عام میں اچھی سمجھی جاتی ہیں۔

[3] قرآن مجید میں مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ہے۔ مگر محاورہ کے مطابق اس کے معنے اَلْاُمُوْرُ الْمَعْزُوْمَةُ کے ہیں۔ یعنی ایسے کاموں کے جن کے لیے کمر ہمت کسنی پڑتی ہے۔ یہ ترکیب ایسی ہے جیسی مَسْجِدُ الْجَامِعِ کی ترکیب ہے۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۱﴾

کیا تم (لوگوں) نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے تمھاری خدمت میں لگایا ہُوا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں خواہ ظاہری ہوں یا باطنی پانی کی طرح بہا دی ہیں اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کی دلیل کے اللہ کے بارہ میں بحث کرتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۲﴾

اور جب انھیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اتارا ہے اس کی اتباع کرو۔ تو کہتے ہیں نہیں! ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔ کیا اگر شیطان (اُن کے باپ دادوں کے ذریعہ سے) ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بُلا رہا ہو (پھر بھی وہ ایسا کریں گے)

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۳﴾

اور جو شخص اپنی توجہ کو اللہ کی طرف پھیر دیتا ہے اور وہ اپنے عمل میں بھی پورا[1] محتاط ہے تو وہ ایسا ہے کہ (گویا) اس نے ایک مضبوط کڑے[2] کو پکڑ لیا ہے اور اللہ کی طرف ہی تمام کاموں کا انجام پھرتا ہے[3]۔

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

اور جو لوگ کفر کریں ان کا کفر تجھے غمگین نہ کرے۔ اُن کو[4] آخر ہماری طرف ہی لوٹنا پڑے گا۔ پھر ہم اُن کو اُن کے اعمال کی حقیقت سے خبردار کریں گے۔ اللہ یقیناً سینہ کے[5] اندر کی سب باتوں کو جانتا ہے۔

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۵﴾

ہم اُن کو کچھ عرصہ تک دنیوی فائدہ پہنچائیں گے۔ پھر ہم اُن کو مجبور کر کے بڑے سخت عذاب[6] کی طرف لے جائیں گے۔

---

[1] اَحْسَنَ کے معنے جَعَلَهٗ حَسَنًا کے ہیں (اقرب) یعنی پورا کام کیا ادھورا نہ چھوڑا۔

[2] عُرْوَة چھاگل کے پیچھے جو ہتھی بنی ہوتی ہے اسے عُرْوَة کہتے ہیں۔

[3] یہاں "پھرتا ہے" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو اُردو میں اس موقعہ پر استعمال نہیں ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے اور انسان کی کوششیں اس میں بے نتیجہ رہتی ہیں۔

[4] پہلے مَنْ آیا ہے اور واحد کے صیغے آئے ہیں۔ پھر جمع کا صیغہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مَنْ کی طرف معنوں کے لحاظ سے جمع کی ضمیر پھیرنی جائز ہے اور لفظ کے لحاظ سے واحد کی ضمیر پھیرنی جائز ہے۔

[5] اُردو میں جن کو دلی خیالات کہتے ہیں عربی میں ان کے لیے سینہ کی باتوں کا محاورہ آتا ہے۔ اسی طرح دماغ میں جو خیالات آتے ہیں عربی میں ان کے لیے بھی سینہ کی باتوں کا محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

[6] قرآن مجید میں لفظ غلیظ ہے جس کا ترجمہ اُردو میں "گاڑھا" ہوتا ہے۔ مگر اُردو میں "گاڑھا عذاب" نہیں کہتے۔ "سخت عذاب" کہتے ہیں۔ عربی میں "گاڑھا عذاب" کہتے ہیں یعنی ایسا عذاب جس میں سے آدمی نکل نہ سکے۔ اس لیے ہم نے ترجمہ "سخت عذاب" کیا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اگر تُو اُن سے پُوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ تو اُن سے کہہ ٹھیک ہے، سب تعریف اللہ ہی کی ہے مگر ان (منکروں) میں سے اکثر یہ بات نہیں جانتے۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۷﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے۔ اللہ ہی یقیناً وہ (ذات) ہے جو (ہر عبادت اور تعریف سے) بے نیاز ہے (مگر ساتھ ہی) وہ سب تعریفوں کا بھی مستحق ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں اُن کی قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی سے بھرا ہُوا ہو۔ اس طرح کہ سات اور سیاہی کے سمندر اس میں ملا دیئے جائیں تو بھی اللہ کے نشان[۱] ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ یقیناً غالب (اور) بڑی حکمتوں والا ہے

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۹﴾

تم سب کی پیدائش اور تمہارا زندہ کر کے اُٹھایا جانا صرف ایک شخص کی پیدائش کی طرح ہے اللہ یقیناً بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۳۰﴾

کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ اللہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور سورج اور چاند کو اس نے خدمت پر لگا چھوڑا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مدّت مقررہ تک کے لیے چلتا چلا جاتا ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۱﴾ ع

یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ اللہ کی ذات سچی اور قائم رہنے والی ہے اور اس لیے کہ جن کو وہ لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں وہ جھوٹے اور فنا[۲] ہونے والے ہیں اور اللہ یقیناً بہت بلند اور وسیع شان والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ

کیا تو نے دیکھا نہیں کہ کشتیاں اللہ کی نعمت[۳] کے ساتھ سمندر میں چلتی

---

[۱] كَلِمَةٌ بمعنے آیت ہے۔

[۲] بَاطِلٌ کے معنے جھوٹے کے بھی ہیں اور تباہ ہونے والے کے بھی۔ چونکہ یہ حقّ کے مقابلہ کا لفظ ہے، اس لیے باطل کے ہم نے وہی دونوں معنے کیے ہیں جو حقّ کے مقابل کے ہیں۔

[۳] نعمت سے مراد انسانوں کے کام آنے والا وہ سامان ہے جس کو لیکر جہاز مختلف ملکوں کی طرف جاتے رہتے ہیں۔

مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

ہیں تاکہ وہ تم کو اپنے نشانات دکھائے۔ اس میں ہر بڑے صبّار[1] اور ہر بڑے شکر گذار بندے کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

اور جب اُنھیں کوئی موج سایہ کی طرح ڈھانک لیتی ہے تو وہ عبادت کو صرف اللہ کے لیے مخصوص کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انھیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ میانہ روی پر قائم رہتے ہیں (اور کچھ پھر وہی ظلم اور شرک کرنے لگ جاتے ہیں) اور ہماری آیتوں کا انکار صرف بدعہد[2] اور ناشکرا ہی کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی باپ بھی اپنے بیٹے کے کام نہ آسکے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کام آسکیگا۔ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہنا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ دھوکا دینے والا شیطان تم کو اللہ کے بارے میں دھوکا میں ڈالے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

قیامت (یا کسی قوم کے آخری فیصلہ) کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے اور رحموں میں جو کچھ ہے اُسے جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا اور نہ کوئی شخص جانتا ہے کہ وہ کس زمین میں مریگا۔ اللہ ہی یقیناً جاننے والا (اور) خبر رکھنے والا ہے۔ ع ۴

---

[1] صَبَّار صَابِر سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور شَکُوْر شَاکِر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔
[2] خَتَّار: کے معنے لغت میں بدعہد کے لکھے ہیں۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ اِحْدٰی وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثَۃُ رُکُوْعَاتٍ

سُورۃ سجدہ - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

الٓمّٓ ②

میں اللہ ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ③

اس کتاب کا (جس کی یہ ایک سورۃ ہے) ربّ العالمین کی طرف سے اُتارا جانا ایک یقینی بات ہے، جس میں کوئی شبہ نہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ④

کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے اس کو اپنے پاس سے بنا لیا ہے۔ ایسا نہیں بلکہ یہ کتاب تیرے ربّ کی طرف سے نازل ہونے والی (اور قائم رہنے والی) کتاب ہے۔ تاکہ تو اس قوم کو ہشیار کرے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ⑤

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، اُس سب کو چھ وقتوں[1] میں پیدا کیا۔ اس کے بعد وہ عرش حکومت پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ تمہارا اُس (خدا) کے سوا نہ کوئی حقیقی دوست ہے، نہ سفارشی کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ

وہ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرے گا پھر

---

[1] یعنی چھ زمانوں میں یا چھ عظیم الشان تغیرات سے اس دنیا کی پیدائش ہوئی۔ یہ نہیں بتایا کہ ہر زمانہ کتنا لمبا تھا۔ یوم کے معنے عربی زبان میں زمانہ کے بھی ہوتے ہیں۔ لوگوں نے غلطی سے یوم کے معنی سورج نکلنے سے سورج غروب ہونے تک کا وقت سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ لغت میں لکھا ہے یوم کے معنی ہیں اَلْوَقْتُ مُطْلَقًا۔ یعنی زمانہ خواہ وہ کروڑ سال کا ہو یا ارب سال کا ہو یا اس سے بھی زیادہ ہو یَوْمٌ کہلاتا ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ چھ دَوروں میں خواہ ہر دَور کتنا ہی لمبا ہو زمین اور آسمان کی پیدائش کی گئی۔ اور ساتواں دَور تکمیل پیدائش کا آیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرش پر سے اپنے قانون کو نازل کرنا شروع کیا۔ گویا اس کی بادشاہت نے ظاہری طور پر مکمل صورت اختیار کر لی۔ اور پیدائش کا مقصد پورا ہو گیا۔

كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۶

وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایسے ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو چڑھنا شروع کرے گا۔[1]

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۷

یہ غیب اور حاضر کا جاننے والا (خدا) ہے جو غالب (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔[2]

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۸

جس نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اعلیٰ طاقتوں سے پیدا کیا ہے اور انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۹

پھر اس کی نسل کو ایک حقیر سیال چیز کے خلاصہ (یعنی نطفہ) سے پیدا کیا ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰

پھر اس کو مکمل طاقتیں دیں اور اس میں اپنی طرف سے روح ڈالی[3] اور تمہارے لیے کان، اور آنکھ، اور دل بنائے۔ مگر تم بالکل شکر نہیں کرتے۔

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۱

اور وہ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم زمین میں کھوئے جائیں گے تو ہمیں ایک نئی مخلوق کی شکل میں کھڑا کر دیا جائے گا (یہ لوگ اس نئی پیدائش کے منکر نہیں) بلکہ اپنے ربّ کی ملاقات کے منکر ہیں۔[4]

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۲

تُو کہہ کہ وہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے، ضرور تمہاری روح قبض کرے گا۔ پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَ لَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا

اور اگر تجھے وہ حالت معلوم ہو جائے[5] جب کہ مجرم اپنے ربّ کے سامنے اپنا سر[6] ڈالے کھڑے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے ربّ! ہم نے (جو کچھ تُو نے کہا تھا)

---

[1] بہائی لوگ اس آیت کے غلط معنے کرکے مسلمانوں کو بہکاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسلام کی زندگی صرف ایک ہزار سال ہے پھر وہ منسوخ ہو جائے گا اور بہائی مذہب اس کی جگہ لے لے گا۔ حالانکہ آیت کے معنی صاف ہیں کہ اسلام ہزار سال میں آسمان پر چڑھے گا۔ اس کے معنے منسوخ ہونے کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ منسوخ تو ایک آیت سے ایک منٹ میں ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا میں کمزور ہوتے جائیں گے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کو قائم کرنے والا مامور آجائے گا۔ اور اسلام پھر مضبوطی سے قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی سورت میں آیت ۵۱ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ بعض وجودوں کو چن کر ان میں کلام الٰہی ڈالتا ہے۔

[2] یعنی وہ اسلام کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

[3] یعنی تکمیل جسم کے بعد جسمانی روح ڈالی اور تکمیل روحانیت کے بعد کلام الٰہی اس پر نازل کیا۔

[4] یعنی اگر خالی مرنے کے بعد اٹھنے کی تعلیم ہوتی تو بڑے شوق سے مان لیتے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور جزا سزا کا ذکر ہے اس لیے منکر ہوتے ہیں۔

[5] رَاٰی کے بعد جب دو مفعول آئیں تو وہاں دل کا دیکھنا مراد ہوتا ہے نہ کہ آنکھوں کا اس وجہ سے ہم نے "معلوم ہو جائے" ترجمہ کیا ہے دیکھنا نہیں کیا۔

[6] عربی میں رُءُوس کا لفظ جمع آیا ہے مگر اُردو میں اس موقعہ پر مفرد استعمال کرتے ہیں وہی ہم نے کیا ہے۔

مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

دیکھ لیا اور سُن لیا پس اب تو ہمیں واپس لوٹا دے تاکہ تیرے حکم کے مطابق عمل کریں۔ ہم اب تیری بات پر پوری طرح یقین کر چکے ہیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کے مناسب حال ہدایت دیتے۔ لیکن میری بات پوری ہوگئی کہ میں ضرور جہنم کو جنوں اور انسانوں سے پُر کروں گا۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

پس آج کے دن کی ملاقات کو بھول جانے کی وجہ سے اور اپنے عملوں کی وجہ سے دیرپا عذاب کا مزہ چکھو اور یاد رکھو کہ ہم نے بھی (آج) تم کو اپنے ذہن سے اتار دیا ہے (یعنی تمھاری پروا کرنی چھوڑ دی ہے)

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ السجدة

ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو اُن کے متعلق یاد دلایا جاتا ہے تو وہ سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر جاتے ہیں اور اپنے ربّ کی تعریف اور تسبیح کرتے ہیں اور تکبّر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

(اور اُن (مومنوں) کے پہلو اُن کے بستروں سے الگ ہوتے جاتے ہیں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے) (اور) وہ اپنے ربّ کو اس کے عذابوں سے بچنے کے لیے اور اس کی رحمتوں کو حاصل کرنے کے لیے پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور (حقیقت یہ ہے کہ) کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنوں) کے لیے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

کیا جو شخص مومن ہو اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اطاعت سے باہر نکل جائے ایسے لوگ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اس کے مطابق انھوں نے عمل کیے ہیں انھیں رہائش کے قابل جنّتیں ملیں گی۔ یہ اُن کے اعمال کے مطابق مہمان داری ہوگی۔

۱؎ عربی میں بعض دفعہ شرط ظاہر کی جاتی ہے اور جزا محذوف کر دی جاتی ہے۔ اس جگہ بھی ایسا ہی ہے اور مراد یہ ہے کہ اگر اس وقت کا نظارہ تیرے ذہن میں آجائے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ نہایت ہی ذلت اور شرمندگی محسوس کر رہے ہونگے۔ ۲؎ عربی الفاظ کے معنے یہ ہیں کہ ہم اسے اس کی ہدایت دیتے مگر مطلب یہ ہے کہ اس کے مناسب حال ہدایت دیتے۔ ۳؎ یہاں پر فاء ہے ہم نے اس کے معنے "اور" کے کیے ہیں کیونکہ عربی کے لحاظ سے یہ جائز ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور جو لوگ اطاعت سے نکل گئے ہیں ان کو رہنے کے لیے دوزخ ملے گی جب کبھی اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اسی کی طرف واپس کر دیئے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا کہ اب دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور اس بڑے آنے والے عذاب سے پہلے ہم اس دنیا کا چھوٹا عذاب بھی اُن کو چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹیں (اور توبہ کریں اور اُخروی عذاب سے بچ جائیں)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع ۱۵

اور جس کو اُس کے ربّ کی آیات یاد دلائی جائیں پھر بھی وہ اُن سے اعراض کرے اُس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے۔ ہم یقیناً مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۴﴾ ۚ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پس تو بھی ایک مکمل کتاب کے ملنے کے متعلق شبہ نہ کر اور ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۫ وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور ہم نے اُن میں سے امام بنائے تھے[1] جو کہ ہمارے حکم کے ساتھ لوگوں کو ہدایت دیتے تھے۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے استقلال[2] سے کام لیا اور وہ لوگ ہماری آیتوں پر مکمل یقین رکھتے تھے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۶﴾

تیرا ربّ وہ ہے جو ان کلام الٰہی کے پہنچانے والوں اور اُن کے منکروں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ ہر اس امر کے متعلق جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا اُن کو اس بات نے ہدایت نہیں دی کہ ہم نے بہت سے زمانوں کے لوگوں کو اُن سے پہلے ہلاک کر دیا تھا (اور اب) یہ لوگ اُنھی کے گھروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں یقیناً بہت سے نشان ہیں مگر کیا وہ سنتے نہیں؟

---

[1] یعنی وہ مامور تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحی اُن پر نازل ہوتی تھی کہ لوگوں کو ہدایت کی طرف لاؤ۔

[2] صبر کے معنی استقلال کے ہوتے ہیں یعنی جب کبھی دنیا میں خرابی پیدا ہوئی اور بعض لوگوں نے خدا کی کتاب کی تبلیغ شروع کی تو جو لوگ خراب ہو گئے تھے اُنھوں نے اُن پر ظلم کرنے شروع کیے۔ مگر وہ اپنی تعلیم اور تبلیغ پر قائم رہے۔ اور انھوں نے ظلم برداشت کیے۔ آخر اُن کی اس قربانی کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے اُن پر وحی نازل کی اور اپنے زمانہ کے لیے ان کو امام بنا دیا۔ تاکہ جو کام پہلے وہ اپنے شوق سے کرتے تھے اب خدا کی وحی کے مطابق کرنے لگ جائیں گویا آسمانی بادشاہت کے ایک افسر بن جائیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۸﴾	کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم ایک بنجر زمین کی طرف پانی کو ہانک کر لے جاتے ہیں پھر اُس (پانی) کے ذریعہ سے کھیتی نکالتے ہیں جس سے اُن کے جانور بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی کھاتے ہیں کیا وہ دیکھتے نہیں ؟
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾	اور وہ کہتے ہیں کہ یہ فتح[1] جس کا تم ذکر کرتے ہو اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ کب ہوگی۔
قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۳۰﴾	تو کہہ دے کہ اس فتح[2] کے دن کفار کو اُن کا ایمان نفع نہیں دے گا اور نہ ان کو ڈھیل دی جائے گی۔
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۱﴾	پس تو اُن سے اعراض کر اور (اُن کے انجام کا) انتظار کر، وہ بھی کچھ عرصہ تک ابھی اور انتظار کریں گے۔

---

[1] فتح سے مراد کفار کی اس تباہی کی خبر ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اخروی عذاب سے پہلے اس دنیا میں بھی ان پر عذاب آئے گا۔ تاکہ نصیحت حاصل کرلیں اور پھر آیت ۲۶ میں کہا گیا ہے کہ اُن سے پہلے زمانہ کے لوگوں کو بھی ہلاک کیا گیا تھا۔ کیا یہ اُن سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ کہ اُن کی باری بھی آنے والی ہے، ان کا ملک ان کو ملا ہے تو ویسے ہی اعمال کرنے پر سزا بھی تو ان کو ملے گی۔

[2] فتح کے وقت ایمان لانے والے لوگ کچھ دنیوی فائدے تو اُٹھا لیتے ہیں مگر اخروی انعامات ان کو کم ملتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ عمل میں بہت زیادہ بڑھ جائیں اور دیر لگانے کا کفارہ کر دیں۔
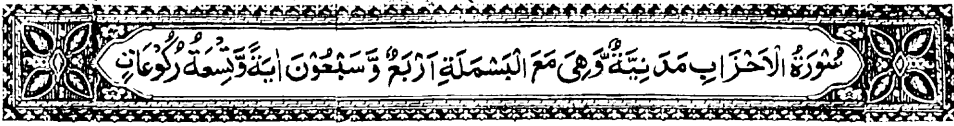
سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اَرْبَعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ احزاب - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چوہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ⓵

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⓶

اے نبی! اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان۔ اللہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⓷

اور (صرف) اُس وحی کی پیروی کر جو تیرے ربّ کی طرف سے تجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ⓸

اور اللہ پر توکل کر اور اللہ کارساز ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ⓹

اللہ نے کسی مرد کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور نہ تمہاری بیویوں کو جن کو تم (بعض دفعہ) ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری مائیں بنایا ہے اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا ہے۔ یہ سب تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ ہی سچی بات کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⓺

(چاہیئے کہ) اِن (لے پالکوں) کو اُن کے باپوں کا بیٹا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ فعل ہے اور اگر تم کو معلوم نہ ہو کہ اُن کے باپ کون ہیں تو (بہر حال) وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور دینی دوست ہیں اور جو تم غلطی سے پہلے کر چکے ہو اس کے متعلق تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن جس بات پر تمہارے دل پختہ ارادہ کر بیٹھے ہوں (وہ قابل سزا ہے) اور اللہ (ہر توبہ کرنے والے کے لیے) بہت بخشنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب[1] ہے اور

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کی جو باتیں بتانا انسان کے لیے جائز نہیں اور جن باتوں کو چھپانا انسان کے لیے جائز ہے اس سے بڑھ کر نبی کے معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نبی کو باپ اور اس کی بیویوں کو مائیں قرار دیا ہے کیونکہ اگر اس طرح نبی اور اس کی بیویوں کو باقی مومنوں سے ممتاز درجہ نہ دیا جاتا تو جن باتوں کا چھپانا مقصود تھا وہ چھپائی نہ جاتیں اور جن باتوں کو ظاہر کرنا مقصود تھا وہ ظاہر نہ ہوتیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ کے کوئی حالات نہیں چھپائے پس اس سے یہ مراد نہیں کہ نبی کوئی گناہ کرتا ہے جس کو چھپانا مقصود ہوتا ہے بلکہ (باقی اگلے صفحہ پر)

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں اور رحمی رشتہ داروں میں سے اللہ کی کتاب کے مطابق بعض بعض سے زیادہ قریبی ہیں۔ بہ نسبت (غیر رشتہ دار) مومنوں اور مہاجروں کے ہاں تمھارا اپنے دوستوں سے نیک سلوک کرنا (جائز ہے) یہ بات قرآن میں لکھی جاچکی ہے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے نبیوں سے ان پر عائد کردہ ایک خاص بات کا وعدہ لیا تھا اور تجھ سے بھی (وعدہ لیا تھا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے ایک پختہ عہد لیا تھا۔

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

تاکہ اللہ سچوں سے اُن کے سچ کے متعلق سوال کرے اور کافروں کے لیے اُس نے ایک دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

ع

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

اے مومنو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کی جبکہ تم پر کچھ لشکر چڑھ آئے تھے اور ہم نے اُن کی طرف ایک تیز ہوا بھیجی تھی اور ایسے لشکر بھیجے تھے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور اللہ تمھارے اعمال کو خوب دیکھتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝

رہاں! اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمھارے مخالف تمھاری اوپر کی طرف سے بھی (یعنی پہاڑی کی طرف سے بھی) اور نیچے کی طرف سے بھی (یعنی نشیب کی طرف سے بھی) آگئے تھے اور جبکہ آنکھیں گھبرا کر ٹیڑھی ہوگئی تھیں اور دل دھڑکتے ہوئے حلق تک آگئے تھے اور تم اللہ کے متعلق مختلف شکوک میں مبتلا ہوگئے تھے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِىَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

اس وقت مومن ایک (بڑے) ابتلا میں ڈال دیئے گئے تھے اور سخت ہلا دیئے گئے تھے

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جبکہ منافق اور جن لوگوں کے دلوں میں بیماری تھی، کہنے لگ گئے تھے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے ہم سے صرف ایک جھوٹا وعدہ کیا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۵۴۴) اصل مقصود یہ ہے کہ اگر نبی کے تمام اعمال کا اُمت کو پتہ لگ جائے جو وہ اپنے گھر میں کرتا تھا جن کو اس کی بیویوں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا، تو امت اُن کی نقل کی کوشش کرکے مشکلات میں مبتلا ہوجائے گی۔

ل اس میں سورۃ آل عمران کی آیت ۸۲ کی طرف اشارہ ہے کہ ہر نبی کو اس کے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی گئی تھی اور اس کی قوم پر واجب کیا گیا تھا کہ اس پر ایمان لائے۔

ل اس میں غزوۂ احزاب کا ذکر ہے جبکہ عین اس دن جب دشمن غالب آنے کا امیدوار تھا تیز ہوا چلی اور رات کو مختلف کیمپوں کی آگیں بجھ گئیں جسے عرب لوگ منحوس خیال کرتے تھے اسے دیکھ کر دیوانہ وار سب جرنیل اپنے قبیلوں کو لے کر بھاگ گئے اور مسلمان اُن کی یورش سے محفوظ ہوگئے۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۴﴾

اور جبکہ اُن میں سے ایک گروہ یہ بھی کہنے لگ گیا تھا کہ اے مدینہ کے لوگو! (اب) تمھارے لیے کوئی ٹھکانا نہیں پس (اسلام سے) مرتد ہو جاؤ، اور اُن میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگنے لگ گیا تھا اور کہنے لگ گیا تھا کہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں حالانکہ وہ دشمن کی زد میں نہیں تھے وہ صرف بھاگنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۵﴾

اور اگر مدینہ کی مختلف طرفوں سے اُن پر (فوجیں) داخل کر دی جائیں اور پھر اُن سے (کافروں کی طرف سے) ارتداد کا مطالبہ کیا جائے تو یہ ضرور اس مطالبہ کو قبول کر لیں گے۔ لیکن[1] وہ اس (یعنی مدینہ) میں (اس کے بعد) تھوڑا سا ہی رہنے[2] پائیں گے۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْــــُٔوْلًا ﴿۱۶﴾

اور (حقیقت یہ ہے کہ) اس سے پہلے ان (منافقوں) نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ کبھی پیٹھ نہ پھیریں گے (اور ثابت قدم رہیں گے) اور اللہ سے باندھے جانے والے عہد کے متعلق ضرور سوال کیا جائے گا۔

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۷﴾

تو اُن سے کہہ دے کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگو گے تو تمھارا بھاگنا تمھیں ہرگز نفع نہیں دے گا اور اس صورت میں تم کوئی فائدہ[3] نہیں اُٹھاؤ گے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْۗءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۸﴾

تُو کہہ دے کہ وہ کون ہے جو تمھیں اللہ کی گرفت سے اگر وہ تمھیں سزا دینا چاہے بچائے گا۔ یا اگر وہ تم پر رحم کرنا چاہے (تو اس سے تمھیں محروم کر سکے گا) وہ اللہ کے سوا اپنے لیے نہ کوئی حقیقی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ (یعنی جب بھی کام آئے گا خدا ہی آئے گا)

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۹﴾

اللہ اُن لوگوں کو پوری طرح جانتا ہے جو تم میں سے دوسروں کو (جہاد سے) پیچھے ہٹاتے تھے۔ اور اپنے بھائیوں سے کہتے تھے کہ ہماری طرف آؤ (اور جہاد میں شامل نہ ہو) اور وہ خود بھی دشمن سے بالکل جنگ[4] نہ کرتے تھے۔

---

[1] واؤ بمعنی لیکن بھی آتا ہے۔
[2] یعنی باوجود ارتداد کے کفار اُن کو چھوڑیں گے نہیں، کیونکہ ان کے دل میں ہر مسلمان کہلانے والے کا بغض ہے خواہ وہ منافق ہی ہو۔
[3] یعنی اگر تم بھاگو گے تو یا تو کفار تمھیں قتل کر دیں گے یا خدا تعالیٰ اسلام کو پھر جلد غلبہ دے دیگا اور مسلمان تمھیں سزا دیں گے جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔
[4] یہاں قلیل کا لفظ ہے لیکن ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قلیل کا لفظ عربی میں بالکل نفی کے لیے آتا ہے۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۲۰﴾

وہ تمھارے متعلق بہت بخل رکھنے والے ہیں (یعنی کبھی نہیں چاہتے کہ تمھیں کوئی خیر پہنچے) اور جب اُن پر کوئی خوف کا وقت آئے تو تو انھیں دیکھے گا کہ وہ تیری طرف اس طرح دیکھتے ہیں کہ اُن کے ڈیلے چکر کھا رہے ہوتے ہیں بالکل اس شخص کی طرح جو موت کی غشی میں مبتلا ہو پھر جب خوف کا وقت جاتا رہتا ہے تو وہ تم پر تلوار کی طرح کاٹنے والی زبانیں چلاتے ہیں[1] وہ ہر خیر کے متعلق بخیل ہیں (اور چاہتے ہیں کہ تم کو نہ ملے) یہ لوگ (درحقیقت) ایمان لائے ہی نہ تھے۔ سو اللہ نے ان کی سب کوششیں ضائع کر دیں، (جو وہ اسلام کے خلاف کرتے تھے) اور اللہ پر یہ بات بالکل آسان تھی۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۱﴾

(اور) یہ لوگ تو اب بھی امید رکھتے ہیں کہ (کاش) (کفار کا لشکر ابھی گیا نہ ہو حالانکہ اگر کفار کا) لشکر واپس آجائے تو بجائے اُن کے آنے پر خوش ہونے کے) یہ لوگ خواہش کریں گے کہ کاش وہ جنگلی لوگوں میں رہ رہے ہوتے (اور اے مومنو! تمھارے متعلق (لوگوں سے) دریافت کر رہے ہوتے (کہ ابھی زندہ ہیں یا تباہ ہو چکے ہیں) اور اگر یہ (ضرورت کے موقع پر) تمھارے ساتھ رہتے تو تب بھی تمھاری طرف سے بالکل نہ لڑتے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۲﴾

تمھارے لیے (یعنی اُن لوگوں کے لیے جو اللہ اور اخروی دن سے ملنے کی امید رکھتے ہیں اور اللہ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی انھیں پیروی کرنی چاہیئے)

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۳﴾

چنانچہ[2] (دیکھو) جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی (لشکر) ہیں جن[3] کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے بالکل سچ بولا تھا اور ان کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں ہی بڑھایا (کمزور نہیں کیا)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ڮ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۴﴾

ان مومنوں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اس وعدہ کو جو انھوں نے اللہ سے کیا تھا سچا کر دیا۔ پس بعض تو ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا (یعنی لڑتے لڑتے مارے گئے) اور اُن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انھوں نے نہیں آنے دیا۔

---

[1] یعنی طعنہ دیتے ہیں ؛ [2] واؤ بعض دفعہ دورانِ کلام میں چنانچہ کے معنی بھی دے دیتی ہے۔

[3] قرآن کریم میں احزاب کے حملہ کی پہلے سے خبر تھی۔ اسی کی طرف اشارہ ہے (دیکھو سورۃ قمر آیت ۴۶، سورۃ ص آیت ۱۲)

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۵﴾

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ایسے صادقوں کو اُن کے صدق کا بدلہ دے گا اور اگر چاہے گا تو منافقوں کو عذاب دے گا۔ یا اُن پر رحم کرے گا اور اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۶﴾

اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ نے کفار کو اُن کے سب غصّہ سمیت (مدینہ سے) واپس لوٹا دیا اور کسی قسم کا فائدہ اُن کو نہیں پہنچا، اور اللہ نے مومنوں کی طرف سے خود لڑائی کی اور اللہ بڑا طاقتور (اور) غالب ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۷﴾

اور اس (اللہ) نے اُن اہل کتاب کو جنھوں نے اُن (حملہ آور مشرکوں) کی مدد کی تھی، اپنے قلعوں سے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں رُعب داخل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم اُن میں سے ایک حصّہ کو قتل کرنے پر اور ایک حصّہ کو قید کرنے پر قادر ہو گئے۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۸﴾ ع

اور اُن کی زمینوں اور اُن کے گھروں اور اُن کے مالوں کا تم کو وارث کر دیا نیز اس زمین کا بھی جس پر ابھی تمھارے قدم نہیں پڑے[1] اور اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۹﴾

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دنیوی سامان دے دیتا ہوں اور تم کو نیک طریق سے رخصت کر دیتا ہوں۔

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور اخروی زندگی کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم میں سے پوری طرح اسلام پر قائم رہنے والیوں کے لیے بہت بڑا انعام تجویز کر رکھا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۱﴾

اے نبی کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی اعلےٰ ایمان کے خلاف بات کرے[2]، تو اس کا عذاب دُگنا کیا جائے گا۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

---

[1] یعنی خیبر کا۔ یہ ایک زبردست پیشگوئی ہے احزاب خیبر سے پہلے ہوئی۔ بلکہ خیبر صلح حدیبیہ کے بھی بعد ہوئی ہے۔ لیکن اس جگہ یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ وہ زمین بھی مسلمان فتح کر لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ ایک واضح پیشگوئی ہے جس کا دشمن سے دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ دشمن بھی متفق ہیں کہ خیبر کی جنگ احزاب سے بہت بعد ہوئی ہے۔

[2] فَاحِشَةٌ اس بُرے کام کو کہتے ہیں جس کی بُرائی نظر آ جائے۔ چونکہ نبی کی بیویوں کو اعلیٰ نیکیوں کی تعلیم دی گئی ہے اس لیے اگر اُن سے کوئی ایسا کام ظاہر ہو جو اعلیٰ نیکی نہیں گو عام نیکی ہے تب بھی وہ محاورہ میں فَاحِشَةٌ کہلائے گا۔

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور اس (فرمانبرداری کی شان) کے مطابق کام بھی کرے گی تو ہم اسے انعام بھی دُگنا دیں گے اور ہم نے ہر ایسی (بیوی) کے لیے معزز رزق تیار کیا ہُوا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

اے نبی کی بیویو! اگر تم اپنے مقام کو سمجھو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو پس چبا کر (یعنی ناز و نخرے کے ساتھ) بات نہ کیا کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ تمہارے متعلق کوئی بد ارادہ کرے اور ہمیشہ لوگوں کو نیک باتیں کہا کرو۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہا کرو اور پُرانے زمانے کی جاہلیت (کے طریقوں) کی طرح اپنی زینت (غیر لوگوں پر) ظاہر نہ کیا کرو اور نماز کو (با شرائط) ادا کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو۔ اے اہلِ بیت! اللہ تم سے ہر قسم کی گندگی دُور کرنا اور تم کو کامل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

اور جو کچھ تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے اس کو یاد رکھو اللہ بہت مہربانی کرنے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

یقیناً کامل مسلمان مرد اور کامل مسلمان عورتیں اور کامل مومن مرد اور کامل مومن عورتیں اور کامل فرمانبردار مرد اور کامل فرمانبردار عورتیں اور کامل راست گو مرد اور کامل راست گو عورتیں اور کامل صبر کرنے والے مرد اور کامل صبر کرنے والی عورتیں اور کامل عجز دکھانے والے مرد اور کامل عجز دکھانے والی عورتیں اور کامل صدقہ کرنے والے مرد اور کامل صدقہ کرنے والی عورتیں اور کامل روزہ گذار مرد اور کامل روزہ گذار عورتیں اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور پوری طرح اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش کا سامان اور بڑا انعام تیار کر رکھا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ کر دیں تو وہ (پھر بھی) اپنے معاملے کا اپنی مرضی سے فیصلہ کریں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نا فرمانی کرتا ہے وہ کُھلی کُھلی گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

اور (اے نبی! یاد کر) جب تو اُس شخص کو جس پر اللہ نے اور تو نے انعام کیا تھا، کہتا تھا کہ اپنی بیوی کو روک رکھ (اور طلاق نہ دے) اور اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور تُو اپنے دل میں[1] وہ بات چُھپاتا تھا جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ اور تُو لوگوں سے ڈرتا تھا، حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تو اُس سے ڈرے پس جب زید نے اُس (عورت) کے بارے میں اپنی خواہش پُوری کر لی (یعنی طلاق دیدی) ہم نے اس (عورت) کا تجھ سے[2] بیاہ کر دیا تا کہ مومنوں کے دلوں میں اپنے لے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے کے متعلق اُن کو طلاق مل جانے کی صورت میں کوئی خلش نہ رہے اور خدا کا فیصلہ بہر حال پورا ہو کر رہنا تھا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

نبی پر اس معاملے میں جو اُس پر اللہ نے فرض کیا ہے کوئی الزام نہیں۔ یہی طریق اللہ نے پہلے لوگوں میں جاری کیا تھا اور خدا کا حکم تو ایک فیصلہ شدہ چیز ہے (کوئی اُسے ٹلا نہیں سکتا)

الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۳۹﴾

(یہی سُنّت پہلے گذرے ہوئے پیغمبروں میں جاری تھی) جو اللہ کے پیغام لوگوں کو پہنچا دیتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور حساب لینے میں اللہ کافی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ

نہ محمّد تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں[3] (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسُول

---

[1] بعض مفسرین کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ دل میں حضرت زینب رضؓ کو نکاح میں لانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر اس کو چھپاتے تھے تا کہ لوگ ٹھوکر نہ کھائیں مگر اصل میں اس کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت زیدؓ حضرت زینبؓ کو طلاق دینا چاہتے ہیں اور آپ اس معاملہ کو پوشیدہ رکھ کر حضرت زیدؓ کو نصیحت کرتے تھے تا کہ لوگوں کو یہ ٹھوکر نہ لگے کہ ایک شریف خاندان کی لڑکی ایک آزاد غلام سے بیاہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا کام نہیں کیا بلکہ فتنہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ زینبؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا تعالیٰ نے عرش پر پڑھ دیا تھا اس لیے دنیا میں ان کا نکاح نہیں پڑھا گیا۔ مگر یہ درست نہیں تاریخ میں یہ روایت موجود ہے کہ حضرت زینبؓ کا نکاح آپ سے پڑھا گیا۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد سوم صفحہ ۳۴)

[2] ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تھا مگر اس آیت میں زَوَّجْنٰكَهَا کے الفاظ ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ "ہم نے تجھ سے اس کا بیاہ کر دیا" سو یاد رکھنا چاہیئے کہ عربی زبان میں جو فعل کسی کے دخل دینے سے ہو وہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ چونکہ الہاماً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکاح کا حکم ہوا تھا اس لیے یہ فعل اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا گیا۔

[3] مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ کے الفاظ قرآن مجید میں ہیں اور عربی کا قاعدہ ہے کہ کَانَ استمرار کے معنے بھی دیتا ہے (دیکھو تاج العروس و مغنی اللبیب) پس ہم نے استمرار کے لحاظ سے آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ کسی کے باپ تھے، نہ ہیں، نہ ہوں گے۔

اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۴۱﴾ ع

ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر نبیوں کی مُہر ہیں[1] اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ﴿۴۲﴾

اے مومنو! اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔

وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ﴿۴۳﴾

اور صبح شام اُس کی تسبیح کیا کرو۔

ہُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِجَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَکَانَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَحِیۡمًا ﴿۴۴﴾

وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تمہارے لیے دعائیں[2] کرتے ہیں تاکہ (اس کا نتیجہ یہ نکلے کہ) وہ تم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے[3] اور وہ مومنوں پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تَحِیَّتُہُمۡ یَوۡمَ یَلۡقَوۡنَہٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَہُمۡ اَجۡرًا کَرِیۡمًا ﴿۴۵﴾

اُن کو جب وہ اس سے ملیں گے دُعا کا تحفہ سلامتی کی شکل میں ملے گا[4] اور وہ اُن کے لیے ایک بڑا عزّت والا بدلہ تیار کرے گا۔

---

[1] یعنی آپ کی تصدیق کے بغیر اور آپ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوّت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ لوگوں نے نبیوں کی مُہر کی جگہ آخری نبی کے معنے لیے ہیں۔ مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن میں فرق نہیں آتا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے معراج کو مدّنظر رکھا جائے تو انبیاء کا شجرہ مطابق مسند احمد بن حنبلؒ یوں بنتا ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ	محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
ساتواں آسمان	حضرت ابراہیم علیہ السلام
چھٹا آسمان	حضرت موسیٰ علیہ السلام
پانچواں آسمان	حضرت ہارون علیہ السلام
چوتھا آسمان	حضرت ادریس علیہ السلام
تیسرا آسمان	حضرت یوسف علیہ السلام
دوسرا آسمان	حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ علیہما السلام
پہلا آسمان	حضرت آدم علیہ السلام
اہل زمین	

اس نقشہ کو دیکھو تو مخلوق کے مقام پر جو شخص کھڑا ہوگا، اس کی نظر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر پڑے گی اور سب سے آخر اس کی نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے گی۔ گویا سب نبیوں میں آخری نبی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دے گا۔ اس کے علاوہ اگر اس حدیث کو لیں کہ آدمؑ ابھی پیدا بھی نہ ہوا تھا، تب بھی میں خاتم النّبیین تھا۔ تو بھی شجرہ انبیاء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو مقام کے لحاظ سے اوپر کی جگہ حاصل ہے۔ پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں سب سے اوپر گئے تو مقام محمدی آخری نبوت کا مقام بنا۔ اس طرح بھی وہی معنے ٹھیک رہے جو ہم نے کیے ہیں۔ یعنی ختم نبوت کے یہ معنے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے۔

[2] یہاں اللہ اور اس کے ملائکہ کے لیے یُصَلِّیْ کا فعل استعمال کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لیے یُصَلِّیْ آئے تو اس کے معنے رحمت بھیجنے کے ہوتے ہیں اور جب ملائکہ یا انسانوں کے لیے آئے تو اس کے معنے دُعا یا استغفار کرنے کے ہوتے ہیں۔ (اقرب) اس لیے ہم نے دونوں فاعلوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے یُصَلِّیْ کے دو معنے کر دیئے یعنی اللہ تعالیٰ کے لحاظ سے بھی اور فرشتوں کے لحاظ سے بھی تاکہ مفہوم غلط نہ ہو جائے۔

[3] یعنی خدا تعالیٰ کی رحمتیں اور فرشتوں کی دعائیں تم کو اندھیروں سے نُور کی طرف لے جائیں۔

[4] اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب مومن مرنے کے بعد اُٹھیں گے تو اُن کی تسلّی اور اطمینان کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو سلام بھیجا جائے گا (یعنی سلامتی کا پیغام) اور اس لفظی سلام کو عملی شکل دینے کے لیے ان کے لیے عزت والے سامان تیار کیے جائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۴۶

اے نبی! ہم نے تجھ کو اس حال میں بھیجا ہے کہ تُو دنیا کا نگران[1] بھی ہے (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا بھی ہے اور کافروں کو ڈرانے والا بھی ہے۔

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝۴۷

اور نیز اللہ کے حکم سے اُس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج[2] بنا کر بھیجا ہے)

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝۴۸

اور مومنوں کو بشارت دیدے کہ ان کو اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ملے گا۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۴۹

اور کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مان، اور اُن کی ایذا دہی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ کارسازی میں کافی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۵۰

اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے شادی کرو، پھر اُن کو اُن کے چھونے سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کوئی حق نہیں کہ اُن سے عدّت کا مطالبہ کرو، پس چاہیئے کہ اُن کو کچھ دنیوی نفع پہنچا دو اور اُن کو عمدگی کے ساتھ رخصت کرو۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ

اے نبی! تیری موجودہ بیویوں میں سے وہ جن کو تُو نے اُن کا حق مہر ادا کر دیا ہے ہم نے تیرے لیے حلال[3] کر دی ہیں۔ اسی طرح آئندہ[4] کے لیے وہ عورتیں جن کے مالک تیرے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں جن کو اللہ تیرے قبضہ

---

[1] نگران کے معنے یہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ کے لوگوں پر بطور داروغہ مقرر کیے گئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں صاف آتا ہے کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۔ مراد یہ ہے کہ تُو عملی نمونہ سے اُن پر نگران ہوگا نہ کہ جبر کے ذریعہ۔

[2] اس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام روشن کرنے والا چراغ یا سورج رکھا گیا ہے یعنی آپ سے نُور پا کر ظلّی طور پر ایسے لوگ تیار ہوتے رہیں گے جو دنیا کو روشن کرتے رہیں گے۔ جیسا کہ چاند سورج سے روشنی پا کر اندھیرے کو دُور کرتا ہے۔

[3] بیویاں تو سب کی حلال ہوتی ہیں۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا ذکر اس جگہ کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسی سورت کی آیت ۲۹ میں فرمایا تھا کہ اے بیویو! اگر تمہارے دل میں دنیا کی خواہش ہے تو میں دنیا دے کر تم کو آزاد کر دیتا ہوں۔ اس طرح اُن کا معاملہ معلّق ہو گیا تھا۔ لیکن اس آیت کے اعلان کے بعد کسی ایک بیوی نے بھی نہیں کہا کہ مجھے دنیا دے کر چھوڑ دیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب بیویوں کے دل میں دین کی خواہش تھی۔ دنیا کی خواہش نہیں تھی۔ اس آیت میں یہی بتایا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے دل میں دنیا چھوڑنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے پس اب وہ محمد رسول اللہ کے لیے لفظاً و معناً جائز ہو گئی ہیں۔

[4] یہ صرف اجازت ہے عملاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجازت سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اگر حضرت ماریہ قبطیہؓ کی مثال پیش کی جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ماریہؓ اور گروہ میں سے ہیں۔ اس آیت میں جنگ میں پکڑی جانے والی عورتوں کا ذکر ہے اور حضرت ماریہؓ کو مقوقس مصر نے اپنے ملک کے رواج کے مطابق لونڈی کے طور پر تحفۃً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا پس وہ اس آیت کے حکم سے باہر ہیں اور ان سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ثابت ہے۔

خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ؗ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۱﴾

ہیں جنگ کے بعد لایا ہے اور اسی طرح تیرے چچے کی بیٹیاں اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور ایسی مومن عورت بھی جس نے اپنی جان کو نبی کے لیے ہبہ کر دیا بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کا ارادہ کرے[2]۔ یہ حکم خاص تیرے لیے ہے[1]۔ باقی مومنوں کے لیے نہیں ہم اس کو جو ہم نے ان (مسلمانوں) پر اُن کی بیویوں کے متعلق اور اُن کی لونڈیوں کے متعلق فرض کیا ہے خوب جانتے ہیں[3]۔ تاکہ تجھ پر کوئی ناواجب قید نہ ہو اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ

تُو اُن (بیویوں) میں سے جس کو چاہے الگ کر دے[4] اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ لے اور ان عورتوں میں سے جن کو تو نے الگ کر دیا ہے کسی کو اپنے پاس لے آئے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ امر اس بات کے بہت زیادہ قریب ہے،

---

[1] اِس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ مخالف جو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم خاص طور پر اپنے لیے نازل کر لیا ہے درست نہیں کیونکہ اس آیت میں صاف لکھا ہے کہ یہ حکم تمام انبیاء کے لیے ہے۔ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہیں۔ کیونکہ جہاں یہ فرمایا ہے کہ یہ حکم خاص تیرے لیے ہے وہاں آگے یہ بڑھا دیا ہے کہ مومنوں کے سوا جس کے یہ معنے ہیں کہ مومنوں کے لیے یہ حکم نہیں لیکن مومنوں کے سوا جو انبیاء ہیں اُن کے لیے یہ حکم ہے خواہ وہ گذشتہ تھے یا آئندہ ہوں گے۔

[2] ایسی کسی عورت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی نہیں کی۔ یہ سب احکام بطور اجازت ہیں۔ دشمن اعتراض کرتا ہے کہ اپنے لیے خاص حکم آپ نے اتار لیے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان اجازتوں پر عمل ہی نہیں کیا تو دشمن کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کے لیے خاص مراعات قرآن کریم نے بیان کر دی ہیں آیت ۳ سے بھی ظاہر ہے کہ یہ حکم صرف بعض بیویوں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک رائے ظاہر کرنے کے لیے ہے آپ کے لیے کوئی خاص راستہ کھولنے کے لیے نہیں۔

[3] "خوب جانتے ہیں" سے مراد یہ ہے کہ اس کو تجھ پر ظاہر بھی کر دیا ہے چنانچہ فرمایا "تاکہ تجھ پر تنگی نہ ہو" یعنی مسئلہ بتاتے وقت یہ خیال نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی مرضی معلوم نہیں۔

[4] اس آیت اور پہلی آیت میں یہ فرق ہے کہ سورۂ احزاب کی آیت ۲۹ میں تو یہ کہا گیا تھا کہ اے بیویو! اگر تمھارے دل میں دنیا کی فراخی دین کی فراخی پر مقدم ہو تو تم کہہ دو۔ میں تم کو دنیا کی فراخی دے کر رخصت کر دوں گا۔ مگر اس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ عورتوں نے تو فیصلہ دے دیا کہ وہ چُپ رہیں اور اس طرح انھوں نے عملاً کہہ دیا کہ ہم دین پر راضی ہیں دنیا پر نہیں۔ لیکن میاں بیوی کے تعلقات کا ایک پہلو اور بھی ہوتا ہے یعنی عورت خواہ سمجھتی ہو کہ میں دین دار ہوں مگر مرد بعض باتیں اُس میں ایسی دیکھتا ہے جن سے وہ اُسے دنیا دار سمجھتا ہے۔ پس اس کو بھی حق ہونا چاہیئے کہ اگر وہ سمجھے کہ اصل میں وہ دنیا دار ہے لیکن ظاہر میں وہ اپنے آپ کو دین دار کہتی ہے تو اُسے طلاق دیکر الگ کر دے اس آیت میں یہی بتایا گیا ہے کہ جہاں عورتوں کو حق تھا کہ روپیہ لے کر الگ ہو جائیں وہاں تجھے بھی حق ہے کہ دنیا کی فراخی دے کر الگ کر دے۔ گویا یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون کا ٹکڑا ہیں اس آیت کے بعد چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی عورت کو طلاق نہیں دی اس لیے معلوم ہوا کہ جس طرح سورۂ احزاب کی آیت ۱۵ نے ثابت کیا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (باقی صفحہ ۵۵۴ پر)

اٰتَیۡتَہُنَّ کُلُّہُنَّ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۲﴾

کہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں اور جو کچھ تُو نے اُن کو دیا ہے[۱] اس پر سب کی سب راضی ہو جائیں اور اللہ تمھارے دلوں کی ہر بات کو جانتا ہے اور وہ بہت جاننے والا اور بہت سمجھ بوجھ سے کام لینے والا ہے۔

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِہِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَکَ حُسۡنُہُنَّ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ یَمِیۡنُکَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ﴿۵۳﴾ ع

تیرے[۲] لیے (مزید) عورتیں اس کے بعد حلال نہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ اِن موجودہ بیویوں کو بدل کر اور بیویاں کر لے خواہ اُن کا حُسن تجھے کتنا ہی پسند ہو۔ سوائے اُن عورتوں[۳] کے جن کے مالک تیرے دائیں ہاتھ ہوئے اور اللہ ہر ایک چیز کا نگران ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰىہُ ۙ وَ لٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَ لَا مُسۡتَاۡنِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی

اے مومنو! نبی کے گھروں میں سوائے اس کے کہ تمھیں کھانے کے لیئے بلایا جائے ہرگز داخل نہ ہُوا[۴] کرو۔ وہ بھی اس شرط سے کہ کھانا پکنے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہا کرو۔ اور نہ باتیں کرنے کے شوق میں بیٹھے رہا کرو۔ ہاں! جب تم کو بُلایا جائے تو بھر ضرور چلے جایا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنے اپنے گھروں کو چلے جایا کرو۔[۵] یہ امر (یعنی بے فائدہ بیٹھے رہنا) یا

(بقیہ صـ۵۵۳) پر دنیا مقدم نہیں تھی۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کے بعد کسی کو طلاق نہیں دی۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فیصلہ تھا کہ ان عورتوں نے نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے اور گو مجھے خدا نے طلاق کا اختیار دیا ہے لیکن مجھے ان عورتوں پر طلاق کا اختیار برتنا نہیں چاہیئے۔

[۱] یعنی بیویاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے واقف تھیں جب معاملہ خدا تعالیٰ نے آپ پر چھوڑا تو وہ خوش ہو گئیں کہ اب جو کچھ ہوگا ٹھیک ہوگا۔ قرآن کریم میں بہت جگہ "دیا ہے" "دے گا" کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو سلوک بھی تو اُن سے کرے گا اس حکم کے ماتحت وہ اس پر خوش ہو جائیں گی اور سمجھ لیں گی کہ تو محبت اور انصاف کا سلوک کر رہا ہے۔

[۲] پہلی آیت میں بظاہر اجازت تھی کہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو بدل کر اور نکاح کر لے۔ اس آیت میں فرمایا کہ تُو موجودہ بیویوں کو بدل نہیں سکتا اور نہ اور زائد نکاح کر سکتا ہے۔ یہ اختلاف نہیں۔ کیونکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ فیصلہ یہ دیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہیں کریں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے عالم الغیب خدا کو معلوم تھے پس آیت میں ان ارادوں کی ترجمانی کی گئی ہے اختلاف کوئی نہیں۔

دوسرے معنے یہ ہیں کہ "اس کے بعد" سے مراد زمانہ کا بُعد نہیں بلکہ پہلی گنائی ہوئی اقسام کا بعد ہے اور مراد یہ ہے کہ اوپر کی عورتوں کے علاوہ اور کوئی تجھ پر جائز نہیں۔ یعنی مہاجرات رشتہ دار حلال عورتوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے لیکن غیر سے نہیں۔ اس طرح حکم محدود کر دیا گیا لیکن چونکہ اجازت تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجازت سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔

[۳] اس کے متعلق بھی لکھا جا چکا ہے کہ محض اجازت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل نہیں کیا۔

[۴] یعنی عین وقت پر داخل ہوا کرو۔ بے وقت داخل ہو کر نبیؐ کا وقت ضائع نہ کیا کرو۔

[۵] اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف نبی کے گھر میں اجازت کے بغیر کھانے کے لیے نہ جایا کرو۔ کیونکہ دوسری آیات سے ثابت ہے کہ (باقی صـ۵۵۵ پر)

النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾

پہلے آجانا) نبی کو تکلیف دیتا تھا۔ مگر وہ (تمہارے جذبات کا خیال کر کے تم کو منع کرنے) سے حیا کرتا تھا۔ مگر اللہ سچی بات بیان کرنے سے (لوگوں کے خیالات کی وجہ سے) باز نہیں رہتا اور (چاہیئے کہ) جب تم اُن (یعنی نبی کی بیویوں) سے کوئی گھر کی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے بہت اچھی ہے اور اللہ کے رسول کو تکلیف دینا تمہارے لیے جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو یہ بات اللہ کے فیصلہ کے مطابق بہت بُری ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا شَیْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۵۵﴾

اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، تو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىِٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ وَ اتَّقِیْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۶﴾

ان (یعنی ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنے باپوں یا اپنے بیٹوں[1] یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں یا اپنی ہم کفو عورتوں یا اپنی زیر تصرف لونڈیوں کے سامنے ہونے میں کوئی پابندی نہیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ ہر ایک چیز کو دیکھ رہا ہے۔

(بقیہ ۵۵۴) ہر مومن کے گھر میں بغیر اجازت جانا ناجائز ہے پس اس آیت سے ایک نئے مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ چونکہ پہلی آیتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کا باپ اور آپ کی بیویوں کو ان کی مائیں قرار دیا گیا ہے اس لیے اس سے یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ نبی کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہونا جائز ہے پس اس آیت میں اس کا رستہ روک دیا۔ دوسرے یہ کہ بچے اپنے ماں باپ کے گھر میں دیر تک بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن نبی چونکہ روحانی باپ ہوتا ہے اس کے بچے تو کئی ہزار ہوتے ہیں لیکن مومنوں کے تو چار چار پانچ پانچ ہوتے ہیں۔ اگر ان کے گھروں میں کھانے کے بعد بچے بیٹھے رہیں تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اگر نبی کے گھر میں سارے مومن گھسنے شروع ہو جائیں اور پہلے تو کوئی چیز اٹھا کر کھا جائیں اور پھر باری باری یہاں تک بیٹھنا شروع کر دیں کہ دوسرا دن چھوڑ دوسرا مہینہ آجائے تو اس طرح نبی کا خاندان تو بالکل پریشان ہو جائے اور گھر کا امن برباد ہو جائے پس اس آیت میں وہ سارے طریقے بند کر دیئے گئے ہیں جن سے نبیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

[1] یہاں بیٹوں کا لفظ ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی کے ہاں کوئی جوان بیٹا نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض دفعہ حکم عام دیا جاتا ہے لیکن اس میں استثنا بھی ہوتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ (بنی اسرائیل ع ۳) یعنی اگر تم میں سے کسی کے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو انھیں اُف بھی نہ کہو۔ حالانکہ مسلمانوں میں لاکھوں آدمی ایسے نظر آتے ہیں جن کی اولاد کوئی نہیں تو لَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ کا مخاطب کون ہوا۔ کیا ایسی صورت میں ہم اس حکم کو بے فائدہ کہیں گے؟ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر حکم میں استثناء ہوتا ہے۔ بعض پر وہ چسپاں ہوتا ہے اور بعض پر نہیں ہوتا۔ اور بعض دفعہ سب پر ہی چسپاں نہیں ہوتا۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَٰٓئِكَتَهُۥ يُصَلُّونَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ ۚ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ صَلُّوا۟ عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا۟ تَسْلِيمًا ﴿۵۷﴾

اللہ یقیناً اس نبی[1] پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی یقیناً اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں (پس) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور اُن کے لیے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) اُن کے لیے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿۵۸﴾

وہ لوگ جو کہ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اللہ اُن کو (اس) دنیا میں اور آخرت میں اپنے قرب سے محروم کر دیتا ہے اور اس نے اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر چھوڑا ہے۔

وَٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتِ بِغَيْرِ مَا ٱكْتَسَبُوا۟ فَقَدِ ٱحْتَمَلُوا۟ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۹﴾ ع

وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کوئی قصور کیا ہو تکلیف دیتے ہیں اُن لوگوں نے خطرناک جھوٹ اور کھُلے کھُلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر اُٹھا لیا ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۶۰﴾

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ (جب وہ باہر نکلیں) اپنی بڑی چادروں[2] کو سروں پر سے گھسیٹ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں یہ امر اس بات کو ممکن بنا دیتا ہے کہ وہ پہچانی[3] جائیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَٱلْمُرْجِفُونَ فِى ٱلْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَآ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۶۱﴾ مَّلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا ثُقِفُوٓا۟ أُخِذُوا۟ وَقُتِّلُوا۟ تَقْتِيلًا ﴿۶۲﴾

اگر منافق مرد اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے پھرتے ہیں باز نہ آئیں گے تو ہم تجھے ان لوگوں کے خلاف (ایک دن) کھڑا کر دیں گے پھر وہ تیرے ساتھ اس شہر میں بہت ہی تھوڑی مدت تک ہمسائیگت میں بسر کریں گے۔

وہ جہاں کہیں بھی تمھارے قابو میں آئیں چاہیئے کہ پکڑے جائیں اور قتل کر دیئے جائیں کیونکہ وہ خدا کے رحم سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔

---

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] اِس میں پردہ کی تفصیل ہے۔ عرب عورتیں باہر نکلتے ہوئے پنجابی عورتوں کی طرح بڑی چادریں چھوٹی چادروں پر اوڑھتی تھیں چھوٹی چادروں سے سینہ ڈھانکتیں اور بڑی چادروں سے گھونگھٹ نکالتی تھیں۔ قریباً ایسا ہی رواج پنجاب میں بھی ہے۔ فرماتا ہے عورتیں جب باہر نکلیں تو سر پر ڈالی ہوئی بڑی چادر کو سر سے کھینچ کر سینہ تک لے آئیں یعنی گھونگھٹ ایسا ہو کہ چہرہ ننگا نظر نہ آئے۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے بے پردگی نکالی ہے حالانکہ یہ آیت پردہ کی صاف توضیح کر دیتی ہے۔

[3] یعنی ہر ایک کو معلوم ہو جائے کہ یہ عورت مسلمان ہے اور کافر عورت سمجھ کر اس سے چھیڑ خانی نہ کریں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾
اللہ کی اس سنت کو اختیار کرو جو ان لوگوں میں جاری ہوئی تھی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائے گا۔

ع

یَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ﴿۶۳﴾
لوگ تجھ سے خاتمہ کر دینے والی گھڑی کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور تم کو یہ بات کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ﴿۶۴﴾
اللہ نے یقیناً کافروں کو اپنے قرب سے محروم کر دیا ہے اور اُن کے لیے ایک بھڑکنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۶۵﴾
جس میں وہ ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے (اور وہاں) نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾
جس دن اُن کے بڑے بڑے آدمیوں کو آگ پر اُلٹا پلٹایا[1] جائے گا۔ اور وہ کہیں گے اے کاش! ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرلیتے۔

وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ﴿۶۷﴾
اور (عام لوگ) کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی پھر انھوں نے ہم کو (اصلی) راستہ سے گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ﴿۶۸﴾
اے ہمارے رب! اُن کو دُہرا عذاب دے اور ان کو اپنے رحم سے دُور کر دے۔

ع ۵

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ﴿۶۹﴾
اے مومنو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنھوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تھی جس پر اللہ نے اس کو اُن کے اقوال سے بری قرار دیا تھا اور وہ اللہ کے حضور میں بڑی شان رکھتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾
اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو، (بلکہ سچی ہو)

یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾
(اگر تم ایسا کرو گے) تو اللہ تمھارے اعمال کو درست کر دے گا۔ اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ بڑی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ
ہم نے کامل امانت (یعنی شریعت) کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں

---

[1] جس طرح سیخی کباب کو الٹایا پلٹایا جاتا ہے۔

الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کے اُٹھانے سے انھوں نے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اُٹھا لیا۔ وہ یقیناً بہت ظلم[1] کرنے والا (اور) عواقب سے بے پروا تھا۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع ۹

(ہمارے اس شریعت کے بوجھ لادنے کا) نتیجہ یہ ہُوا کہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اللہ نے عذاب دیا۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر فضل کیا اور اللہ ہے ہی بڑا بخشش کرنے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا۔

---

[1] علماء نے لکھا ہے اور یہی درست ہے کہ ظلم کرنے والے سے مراد اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے یعنی اپنے نفس کو حرام چیزوں سے جبراً روک سکتا ہے۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ سبا۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پچپن آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ②

سب تعریف اللہ ہی کی ہے (اور) جو آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) اسی کا ہے اور جس طرح ابتدا[1] میں وہ حمد کا مستحق ہے انجام کار بھی وہی حمد کا مستحق ہوتا ہے اور وہ بڑی حکمتوں[2] کا مالک ہے (اور) ہر چیز سے خبردار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ③

جو کچھ زمین میں داخل[3] ہوتا ہے اُسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے، اسے بھی جانتا ہے نیز اسے بھی جو آسمان سے اُترتا ہے اور اسے بھی جو آسمان کی طرف چڑھتا ہے اور وہ بار بار رحم کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ④

اور کافروں نے کہا کہ ہماری قوم کی تباہی کی آخری گھڑی ہم نہیں دیکھیں گے[4] تو کہہ دے ایسا نہیں مجھے اپنے (اس) ربّ کی قسم جو غیب کا جاننے والا ہے اور آسمانوں اور زمین میں سے کوئی چیز خواہ ایک سُرخ چیونٹی کے برابر ہو یا اُس سے بھی چھوٹی یا اس سے بڑی ہو اس کی نظروں سے غائب نہیں رہتی۔ یہ گھڑی تم ضرور دیکھو گے کیونکہ وہ ایک ظاہر کر دینے والی تحریر میں محفوظ ہے۔

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

(اس گھڑی کا آنا اس لیے ضروری ہے) تاکہ اللہ مومنوں اور ایمان کے مطابق

---

[1] قرآن کریم میں ابتدا کا لفظ نہیں صرف آخرت کا ہے مگر عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جو لفظ بالمقابل ہوں اُن میں سے ایک کو حذف کر دیتے ہیں اور بعد میں عبارت سے اس کو نکال لیتے ہیں۔ چونکہ یہاں آخرت کا لفظ موجود تھا ہم نے ابتدا کا لفظ نکال لیا۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ نے کلام کے نازل کرنے میں بڑی حکمت رکھی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے انسان ہدایت پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے یعنی اس کو پتہ تھا کہ انسان بغیر خدا کی ہدایت کے کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔

[3] یعنی زمین کے اندر رہنے والے جانوروں اور اس سے نکلنے والے جانوروں سب کو جانتا ہے اسی طرح تنزل کرنے والی قوموں کو بھی جانتا ہے جو اوپر سے نیچے گر رہی ہوتی ہیں اور ترقی کرنے والی قوموں کو بھی جانتا ہے جو گویا زمین سے آسمان کی طرف جا رہی ہوتی ہیں۔

[4] یعنی ہمارے زمانہ میں وہ دن نہیں آئے گا۔

مَّغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۝۵

عمل کرنے والوں کو اُن کے ایمان اور عمل کے مطابق جزا دے۔ وہ یقیناً ایسے ہیں کہ اُن کو خدا کی طرف سے مغفرت اور معزز رزق ہمیشہ پہنچتا رہے گا۔

وَالَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ۝۶

اور وہ لوگ جو ہمارے نشانوں کے بارے میں (ہم کو) عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اُن کے گناہ کی وجہ سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

وَيَرَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ هُوَ الۡحَـقَّ ۙ وَيَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۝۷

اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے اس چیز کو جو تیری طرف تیرے ربّ کی طرف سے نازل ہوئی ہے حق جانتے ہیں اور یہ (بھی جانتے ہیں) کہ (وہ تعلیم) غالب اور حمد والے خدا کی طرف لے جاتی ہے۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمۡ اِذَا مُزِّقۡتُمۡ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمۡ لَفِىۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝۸

اور وہ (لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے کہتے ہیں کہ اے لوگو!) کیا ہم تم کو ایک ایسے شخص کا پتہ دیں جو تم کو یہ بتاتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) ذرّہ ذرّہ کردیئے جاؤ گے تو پھر جُڑ کر تم ایک نئی مخلوق کی صورت میں بدل جاؤ گے۔

اَفۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمۡ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ فِى الۡعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الۡبَعِيۡدِ ۝۹

کیا وہ شخص اللہ پر جھوٹ باندھ رہا ہے یا اس کو جنون ہے؟ یُوں نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ (ایسے بُرے خیالات کی وجہ سے ابھی سے) عذاب اور خطرناک گمراہی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

اَفَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ نُسۡقِطۡ عَلَيۡهِمۡ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبۡدٍ مُّنِيۡبٍ ۝۱۰ ع

کیا انھوں نے اس چیز کی طرف نہیں دیکھا جو آسمان اور زمین سے اُن کے آگے کی طرف سے اور اُن کے پیچھے کی طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے اگر ہم چاہیں تو اُن کو اُنہی کے ملک میں مصائب میں مبتلا کردیں یا اُن پر بادل کے کچھ ٹکڑے[1] نازل کریں اس میں خدا کی طرف جھکنے والے ہر بندہ کے لیے ایک نشان ہے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِىۡ مَعَهٗ وَ

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضل عطا کیا تھا (اور کہا تھا کہ) اے پہاڑو[2] (کے

---

[1] یعنی پے در پے بارش اُن کے ملک پر آئے اور اُن کو تباہ کردے۔

[2] قرآن مجید میں "یاجبالُ" ہے جس کے معنے ہیں "اے پہاڑو"۔ مفسرین یہ معنے کرتے ہیں کہ داؤد کے ساتھ پہاڑ بھی زور زور سے تسبیح کیا کرتے تھے مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم میں سورۂ یوسف میں بیان ہُوا ہے کہ وَسۡـَٔلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا الخ یعنی ابنائے یعقوبؑ نے کہا کہ اگر بن یامین کے متعلق ہم جھوٹ بولتے ہیں تو اس بستی سے پوچھیے جس میں ہم رہتے تھے۔ حالانکہ بستیاں کبھی بولا نہیں کرتیں۔ عرب کے ادیب کہتے ہیں کہ اس سے مراد بستی والے ہیں اور عیر کے معنے گدھے کے ہیں لیکن اس کے معنے ادباء یہ بیان کرتے ہیں کہ ابنائے یعقوبؑ کا یہ مطلب تھا کہ گدھوں والوں سے پوچھو۔ اسی محاورہ کے مطابق یہاں کہا گیا ہے کہ یَاجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ۔ اے پہاڑو! داؤدؑ کی تسبیح کا تسبیح سے جواب دیا کرو۔ اور معنے یہ ہیں کہ اے پہاڑوں کے رہنے والو! (باقی صفحہ ۵۶۱ پر)

(باقی صفحہ ۵۶۱ پر)

الطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۱﴾

کے رہنے والو! تم بھی اور اے پرندو[1] تم بھی اس کے ساتھ خدا کی تسبیح کرو! اور ہم نے اس کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۲﴾

(اور کہا تھا کہ) پورے سائز کی زرہیں بناؤ اور اُن کے حلقے چھوٹے بنانا اور (اے داؤد کے ساتھیو!) اپنے ایمان کے مطابق عمل کرو، میں تمھارے عمل کو دیکھ رہا ہوں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۳﴾

اور (ہم نے) سلیمان کو ایسی ہوا (عطا کی تھی) جس کا صبح کا چلنا[2] ایک مہینے کے برابر ہوتا تھا اور شام کا چلنا بھی ایک مہینہ کے برابر ہوتا تھا اور ہم نے اس کے لیے تانبہ[3] کا چشمہ پگھلا دیا تھا اور ہم نے اس کو جنوں[4] کی ایک جماعت بھی عطا کی تھی جو اس کے ربّ کے حکم سے اس کے تابع فرمان عمل کرتی تھی اور ان کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے کجروی اختیار کرے گا ہم اس کو بھڑکتا ہوا عذاب پہنچائیں گے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۴﴾

وہ جو کچھ چاہتا تھا جن[5] (یعنی سرکش قوموں کے سردار) اس کے لیے بناتے تھے یعنی مساجد اور ڈھلے ہوئے مجسّمے اور بڑے بڑے لگن جو حوضوں کے برابر ہوتے تھے اور بھاری بھاری دیگیں[6] جو ہر وقت چولھوں پر دھری رہتی تھیں (اور ہم نے کہا) اے داؤد کے خاندان کے لوگو! شکر گذاری کے ساتھ عمل کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم لوگ شکر گذار ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰي مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَاۗبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

پھر جب ہم نے اس کے لیے موت کے وارد ہونے کا فیصلہ کیا تو اُن (یعنی سرکش قوموں) کو اس کی موت کی صرف ایک زمین کے کیڑے[7] نے خبر دی جو

(بقیہ صـ۵۶۰) تم بھی داؤدؑ پر ایمان لاؤ اور اس کی تسبیح میں شریک ہو جاؤ۔

[1] یعنی نیک لوگ۔ نیز دیکھو نوٹ سورۂ مائدہ آیت ۱۱۱۔

[2] یعنی خلیج فارس سے انطاکیہ تک ہوائیں نہایت عمدگی سے چلتی رہتی تھیں جس سے سلیمانؑ کے زمانہ میں بحری تجارت اچھی ہوتی تھی۔

[3] یعنی تانبہ کے پگھلانے والی فیکٹریاں بنانے کی اُسے توفیق دی تھی۔

[4] دیکھو نوٹ سورۂ نمل آیت ۴۰۔

[5] ضمیر کی جگہ ظاہر اسم استعمال کیا گیا ہے۔

[6] جیسے اجمیر شریف کی دیگیں۔

[7] یعنی ان کا وارث دنیا کا کیڑا تھا۔ نیک بندہ نہ تھا۔ سلیمانؑ کے بعد اس کے رویّہ سے لوگ بدک گئے اور بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ (دیکھو بائبل ۱۔ سلاطین باب ۱۲)

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۵﴾

اس کے عصاء (حکومت) کو کھا رہا تھا پھر جب وہ گر گیا، تو جنوں پر ظاہر ہو گیا کہ اگر اُن کو غیب کا علم[1] ہوتا تو وہ ذلّت والے عذاب میں پڑے نہ رہتے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۗ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۶﴾

سبا کے لیے اُن کے اپنے ملک میں ایک بڑی نشانی موجود تھی (اور وہ) دو باغوں کی صورت میں تھی جن میں سے ایک دائیں طرف تھا اور ایک بائیں طرف (تھا) (اور ہم نے اُن سے یہ کہا تھا کہ) اپنے ربّ کے رزق کو کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو (تمہارا) شہر ایک خوبصورت شہر ہے اور (تمہارا) ربّ بہت بخشنے والا ہے۔

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۷﴾

پھر بھی انھوں نے (حق سے) پیٹھ پھیر لی تب ہم نے (اُن کے حق پانے سے مایوس ہو کر) اُن پر ایسا سیلاب بھیج دیا جو ہر چیز کو تباہ کرتا جاتا تھا اور ہم نے اُن کے دو اعلیٰ درجہ کے باغوں کی جگہ اُن کو دو ایسے باغ دیئے جن کے پھل بدمزہ تھے، اور جن میں جھاؤ پایا جاتا تھا یا کچھ تھوڑی سی بیریاں تھیں۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۸﴾

یہ سزا ہم نے اُن کو اُن کی ناشکری کی وجہ سے دی تھی اور ناشکروں کو ہی ہم ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

اور ہم نے اُن کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت دی تھی، (یعنی فلسطین جو سلیمان کا ملک تھا) بہت بستیاں آباد کر دی تھیں جو ایک دوسرے کے سامنے اور قریب (قریب) تھیں اور ہم نے ایک بستی سے دوسری بستی تک جانے کا سفر چھوٹا کر دیا تھا اور کہا تھا کہ راتوں کو بھی اور دنوں کو بھی اُن میں امن کے ساتھ سفر کرو۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ

مگر بجائے شکریہ ادا کرنے کے (انھوں نے یہ) کہا کہ اے ہمارے ربّ ہمارے سفروں کو لمبا کر دے[2] (تاکہ سیر و سفر کا مزہ آئے) اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پس ہم نے ان کا نام مٹا دیا اور ان کو قدیم زمانہ کے افسانے بنا دیا،[3]

---

[1] یعنی اگر وہ سمجھتے کہ سلیمانؑ جیسے بادشاہ کے ملک پر بھی ایک دن تباہی آئے گی تو وہ اس آزادی کے دن کی انتظار میں ان کی فرمانبرداری ہی نہ کرتے۔

[2] حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں فلسطین بلکہ ایک ملک اوپر سے لیکر تمام عرب کا ساحل بشمولیت یمن اُن کے ماتحت تھا۔ پھر ان کی حکومت عدن سے ہوتی ہوئی خلیج فارس کے اوپر تک عرب ساحل پر جاتی تھی۔ مگر بعد میں تباہی آئی تو عرب آزاد ہو گیا۔ اور ملک میں طوائف الملوکی قائم ہو کر آبادیاں اُجڑ گئیں اور سفر لمبے اور تکلیف دہ ہو گئے۔

[3] یعنی ان کی تاریخ ایسی مٹی کہ ان کے واقعات لوگوں کو کہانی معلوم ہوتے تھے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٢٠﴾

اور تباہ کر کے ذرّہ ذرّہ کر دیا۔ اس میں صبر کرنے والے اور بہت شکر کرنے والے بندہ کے لیے بڑے نشانات ہیں۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١﴾

اور ابلیس نے اُن کے بارہ میں اپنے خیال کو سچّا ثابت کر دیا اور مومنوں کے ایک گروہ کو چھوڑ کر بقیہ لوگوں (یعنی کفار) نے اس کی پیروی کی۔

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢٢﴾

حالانکہ اُس (یعنی شیطان) کو اُن پر کوئی قبضہ حاصل نہیں تھا یہ صرف اس لیے ہُوا کہ تا ہم ان کو جو آخرت پر ایمان لانے والے ہیں اُن کے مقابلہ میں جو آخرت پر شک رکھتے ہیں ممتاز کر کے اُن کی اندرونی حقیقت کھول دیں۔ اور تیرا ربّ ہر چیز کا نگران ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٣﴾

تُو کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم اپنے خیال کے مطابق اللہ کے سوا پکارتے ہو اُن کو (اپنی مدد کے لیے) بلا لو وہ آسمانوں اور زمین میں ایک چھوٹی چیونٹی کے برابر بھی کسی چیز کے ہرگز مالک نہیں اور ان دونوں (کی ملکیت) میں ان کو کوئی شرکت حاصل نہیں اور نہ اس کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٤﴾

اور اس (اللہ) کے حضور اس شخص کی شفاعت کے سوا جس کو اللہ نے اجازت دی ہو[1] (یا جس شخص کے حق میں اللہ نے شفاعت کرنے کی اجازت دی ہو) کسی شخص کی شفاعت نفع نہیں بخشتی۔ یہاں تک کہ جب (اُن شفاعت کی اجازت پانے والے گروہ) کے دلوں پر سے رُعب جاتا رہتا ہے تو دوسرے لوگ اُن سے کہتے ہیں کہ ابھی تمہارے ربّ نے تم سے کیا کہا تھا۔ اس پر وہ جواب دیتے ہیں کہ جو کچھ کہا تھا، سچ ہی کہا تھا اور وہ بلند شان اور بڑے اختیارات والا ہے[2]۔

---

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] چونکہ پہلے یہ کہا گیا تھا کہ کفار کے حق میں کبھی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور اب یہ کہا گیا ہے کہ سفارش قبول کی جائے گی اور یہ اختلاف تھا اس لیے اس آیت میں اس اختلاف کو دور کیا گیا ہے اور فرماتا ہے کہ شفاعت قبول تو ہو گی مگر اُس کی جس کو خدا تعالیٰ اجازت دیگا اور چونکہ شفاعت کا قبول ہونا اِذن پر مبنی ہے۔ اس لیے جن کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی وہ بھی گھبرا جائیں گے اور کہیں گے کہ یہ غیر معمولی کام ہم سے کیوں لیا جاتا ہے۔ تب اُن کے ارد گرد کے دوسرے ملائکہ یا دوسری مخلوق ان سے پُوچھے گی کہ ابھی راز کے طور پر تم کو خدا تعالیٰ نے کیا کہا ہے۔ وہ کہیں گے بظاہر تو انہونی بات ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے کہی ہے اس لیے ضرور پوری ہو کر رہے گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی بلند شان ہے۔ اور وہ بڑی طاقتوں والا ہے۔ جب تک ایسے کام ظاہر نہ ہوں جن کو بعض دفعہ نبی اور فرشتے بھی ناممکن سمجھیں اس کی اعلیٰ شان اور بڑی طاقتوں کا پتہ نہیں لگ سکتا۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۵﴾

(اور) تو کہہ دے (کہ اے لوگو!) آسمانوں اور زمین سے تمہیں کون رزق دیتا ہے (اور پھر خود ہی اس سوال کے جواب میں) کہہ اللہ (اور کون) اور مَیں اور تم[1] یا تو ہدایت پر قائم ہیں یا کُھلی کُھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۶﴾

تو کہہ دے (اگر ہم تمہارے خیال کے مطابق مجرم ہیں تو) ہمارے جرموں کے متعلق تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور نہ ہم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۷﴾

اور یہ بھی کہہ دے کہ ہمارا ربّ (ایک دن) تم کو اور ہم کو (ایک جنگ کے میدان میں) جمع کریگا پھر حق اور انصاف کے ساتھ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ کردیگا اور وہ سب سے بڑا (اور) اچھّا فیصلہ کرنے والا ہے اور ہر بات کو خوب جانتا ہے۔

قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۸﴾

کہو اُن کو مجھے دکھاؤ تو سہی جن کو تم شریک بنا کر اس کے ساتھ ملاتے ہو (اس کا کوئی شریک بنانا) ہرگز درست نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ اللہ غالب (اور) بڑی حکمتوں والا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور ہم نے تجھ کو تمام بنی نوع انسان کی طرف[2] (جن میں سے ایک بھی تیرے حلقۂ رسالت سے باہر نہ رہے ایسا) رسول بنا کر بھیجا ہے جو مومنوں کو خوشخبری دینا اور (کافروں کو) ہوشیار کرتا ہے لیکن انسانوں میں سے اکثر اس حقیقت سے واقف نہیں۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور وہ (جوش میں آکر) کہہ دیتے ہیں یہ (ساری دنیا تک رسالت کا پیغام دینے کا) وعدہ اگر تم سچے ہو کب پُورا ہوگا؟

---

[1] یہ لفّ ونشر کی مثال ہے یعنی دو گروہوں کا ذکر ہے اور دو جزاؤں کا۔ پہلی اور دوسری کو اکٹھا بیان کر دیا ہے ترجمہ کرتے وقت پہلی جزا کو پہلی قوم کی طرف پھیرا جائے گا اور دوسری جزا کو دوسری قوم کی طرف، اور مطلب یہ ہو جائے گا کہ مَیں تو ہدایت پر ہوں اور تم جن کا بعد میں ذکر ہے بعد میں مذکورہ جزا پاؤ گے یعنی گمراہی تمہارے حصّہ میں آئیگی۔ اسے علمِ معانی میں لفّ ونشر کہتے ہیں۔ یعنی بولنے میں اختصار اور تشریح میں تفصیل بیان ہو جاتی ہے۔

[2] یہاں کَآفَّةً لِّلنَّاسِ کے الفاظ ہیں اور کَفَّ الشَّیْءَ کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو اس طرح جمع کیا جائے کہ اس کا کوئی حصّہ باہر نہ رہے (اقرب) یہ آیت اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ یہودی ہو یا عیسائی، یا اور کسی مذہب کا۔ اور خواہ قیامت تک کسی صدی میں پیدا ہونے والا ہو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے ماتحت ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں، نہ ویدوں میں۔ بلا استثنا سب مذاہب کی طرف اور سب زمانوں کی طرف اور سب قوموں کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ جو اس آیت سے ثابت ہے۔ پہلے نبیوں نے جو دعوے کیے ہیں کسی نبی کا ایسا وسیع اور مکمل دعویٰ نہیں۔ پس جب وہ خود ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرتے ہیں تو اُن کی اُمتوں کے لیے مسلمانوں سے ٹکرانے کی دلیل ہی کیا رہ جاتی ہے۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۳۱

تو کہہ دے کہ تمھارے لیے ایک[1] دن کی میعاد مقرر ہے نہ تو تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ ایک گھڑی آگے بڑھ سکو گے۔ ع

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۳۲

اور کافر کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانتے ہیں اور نہ ان پیشگوئیوں کو جو اس کے متعلق کی گئی ہیں اور اگر تو ظالموں کو اس وقت دیکھے جب کہ وہ اپنے ربّ کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اور اُن میں سے بعض بعض سے بحث کر رہے ہوں گے اور کمزور طبقہ متکبّر طبقہ سے کہہ رہا ہو گا کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۳۳

تب متکبّر طبقہ جواب میں کمزور طبقہ سے کہے گا، کہ جب ہدایت تمھارے پاس آگئی تھی تو کیا ہم نے تمھیں اس سے روکا تھا؟ (ہرگز نہیں) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۳۴

اور وہ لوگ جن کو ضعیف سمجھا گیا تھا، اُن لوگوں کو جو متکبر تھے کہیں گے ہم یُونہی مجرم نہیں بن گئے تھے، بلکہ تمھاری رات اور دن کی تدبیروں نے ہم کو ایسا بنا دیا جبکہ تم ہمکو اللہ کے احکام کا انکار کرنے اور اس کا شریک بنانے کی تعلیم دیا کرتے تھے اور جب (ان سرکشیوں کے نتیجہ میں) انھوں نے ایک خطرناک عذاب دیکھا۔ تو وہ جو لوگ اپنے آپ کو بڑا سمجھتے تھے (انھوں نے) اپنے دل کی شرمندگی کو چھپانا شروع کیا[2]۔ اور ہم اُن میں سے جو پکّے کافر ہو گئے ان کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے (اور یہ سزا اُن کی بدعملیوں سے زیادہ نہیں ہو گی، کیا وہ سمجھ نہیں سکتے کہ) اُن کو جو سزا دی جائے گی وہ اُن کے عمل کے مطابق ہو گی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۳۵

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ہوشیار کرنے والا (نبی) نہیں بھیجا کہ اس کے مالداروں نے یہ نہ کہا ہو کہ (اے رسولو!) ہم تمھاری رسالت کے منکر ہیں۔

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۳۶

نیز وہ یہ بھی کہتے رہے ہیں کہ ہم تم سے مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر کبھی بھی عذاب نازل نہیں ہو گا۔

---

[1] ایک دن سے مراد ایک ہزار سال ہے یعنی اسلام کی ترقی کے پہلے تین سو سال حدیث کے مطابق ملا کر تیرھویں صدی ہجری تک یہ وعدہ چلے گا۔ اور تیسری صدی کے بعد جب ہزار سال پورا ہو جائے گا یعنی اصطلاحاً ایک دن تو اسلام کی ترقی کا زمانہ آجائے گا۔

[2] یعنی ہم تو اس بات سے خوش تھے کہ ہمیں خدا کا شریک قرار دیا جاتا ہے اور آج ہمیں ایک بڑا عذاب مل رہا ہے۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۳۷

تُو کہہ دے میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر جانتے نہیں۔ ع

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ۳۸

اور تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں، ہاں جو ایمان لاتا ہے اور اس کے مناسب حال عمل کرتا ہے (وہی ہمارا مقرب بنتا ہے) اور ایسے ہی لوگوں کو اُن کے اچھے اعمال کی وجہ سے بڑھ بڑھ کر بدلے ملیں گے اور وہ بالاخانوں میں امن سے زندگی بسر کریں گے۔

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۳۹

اور وہ لوگ جو کہ ہمارے نشانوں کے متعلق ہم کو عاجز کرنے کے لیے کوششیں کرتے ہیں وہ لوگ سخت عذاب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۴۰

(اور) تو کہہ دے میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے رزق کو چاہتا ہے وسیع کرتا ہے اور جس کے رزق کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو، وہ اس کا نتیجہ ضرور نکالے گا۔ وہ سب رزق دینے والوں میں سے اچھا (اور کامل) ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۴۱

اور جس دن وہ (اللہ) اُن سب کو اکٹھا کرے گا پھر وہ فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۴۲

وہ کہیں گے کہ تُو پاک ہے۔ ان کو چھوڑ کر فقط تو ہمارا دوست ہے (پس یُوں نہیں جس طرح کفار کہیں گے) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خیالی اور مخفی ہستیوں کی عبادت کرتے تھے اور اُن میں سے اکثر اُن ہستیوں پر ایمان لاتے تھے۔

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۴۳

پس اُن سے کہا جائے گا، آج تم میں سے بعض بعض کو نہ نفع پہنچا سکیں گے، نہ ضرر۔ اور ہم ظالموں سے کہیں گے، کہ اس دوزخ کا عذاب چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ ۚ وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب اُن کے سامنے ہمارے کھلے کھلے نشانات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص صرف ایسا آدمی ہے جو تم کو ان (ہستیوں) کی عبادت سے روکنا چاہتا ہے، جن کی تمہارے باپ دادے عبادت کرتے تھے اور کہتے ہیں یہ قرآن صرف جھوٹ ہے۔ جو اپنے نفس سے بنا لیا گیا ہے اور جب کامل سچائی اُن کے پاس آجاتی ہے

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۴۴

تو کافر مجبور ہو کر یُوں کہتے ہیں کہ یہ تو ایک کُھلا کُھلا فریب[1] ہے۔

وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ۝۴۵

اور ہم نے ان کو کوئی (آسمانی) صحیفے نہیں دیئے جن کو وہ پڑھتے ہوں (اور ان میں ایسی بیہودہ باتیں لکھی ہوں) اور نہ ہم نے اُن کی طرف تجھ سے پہلے کوئی (ایسا) ڈرانے والا بھیجا ہے (جس نے ایسی بیہودہ باتیں انھیں سکھائی ہوں)

وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۝۴۶ ع

اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی (اپنے رسولوں کو) جھٹلایا ہی تھا اور اس زمانے کے لوگوں کو اس طاقت کا دسواں حصّہ بھی نہیں ملا جو ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو دی تھی لیکن ان لوگوں نے (بھی باوجود پہلوں سے ذلیل ہونے کے اور اُن کی سزا کو دیکھ لینے کے) ہمارے رسولوں کا انکار ہی کیا۔ سو اب دیکھ لیں کہ ان حالات میں (میرے انکار کا نتیجہ (یعنی عذاب) کیسا ہوتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝۴۷

تُو کہہ دے میں تم کو ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں (کم سے کم وہ تو مانو) وہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے دو دو ہو کر اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر غور کرو (تو لازماً یہی نتیجہ نکلے گا) کہ تمھارا یہ رسول مجنون نہیں وہ صرف تمھیں آئندہ آنے والے سخت عذاب سے ہوشیار کرنے والا (شخص) ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝۴۸

تو کہہ دے میں نے تم سے (تبلیغ رسالت کے بدلہ میں) جو بھی اُجرت مانگی ہو وہ تم ہی لے لو میرا حق صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝۴۹

(پھر اُن سے) کہہ دے کہ میرا رب یقیناً حق کے ذریعہ سے (جھوٹ کو) ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور وہ ہر غیب کو اچھی طرح جانتا ہے۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝۵۰

(اور) کہہ دے کہ کامل حق آگیا ہے اور باطل کوئی چیز پیدا نہیں کرتا اور نہ کسی ہلاک شدہ چیز کو واپس لا سکتا ہے[2]۔

---

[1] سحر کے معنے عربی زبان میں جادو کے بھی ہوتے ہیں اور دلفریب بات کے بھی۔ پس جب کفار یہ دیکھتے تھے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ کامل سچائیاں لوگوں کے دلوں کو موہ رہی ہیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو دھوکا دینے کے لیے یہ کہتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دھوکا دینے والے الفاظ میں کچھ باتیں کہہ دیتا ہے ورنہ ہے وہ (نعوذ باللہ) جھوٹا۔

[2] مطلب یہ ہے کہ سچّی اور کامیاب تحریکیں حق سے پیدا ہوتی ہیں۔ باطل کوئی کامیاب تحریک نہیں چلا سکتا جو حق کے مقابلہ میں ٹھہر سکے اور جب حق آجائے اور باطل تباہ ہو جائے جیسا کہ فرمایا قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (سورۂ بنی اسرائیل ع ۹) تب باطل میں یہ طاقت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی مُردہ تحریک کو زندہ کر سکے یہ طاقت حق ہی میں ہے کہ وہ مر مر کر زندہ ہوتا ہے اور اپنے دشمنوں کو ناکام کرتا رہتا ہے جیسا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اس کا ثبوت دے رہی ہے۔

قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَآ أَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ إِلَيَّ رَبِّيْ ۭ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝۵۱

تو کہہ دے کہ اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا وبال صرف میری ذات پر پڑے گا۔ اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو صرف اس وحی کی وجہ سے ہوں جو میرے رب نے مجھ پر نازل کی ہے وہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا (اور بندے کے پاس ہی) موجود رہنے والا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۵۲

اور اگر تُو اس حالت کو دیکھے جبکہ یہ (خدا کے عذابوں کی وجہ سے) گھبرا جائیں گے اور انھیں بھاگنے کا کوئی رستہ نہ ملے گا اور ایک قریب کے مکان سے وہ پکڑ لیے جائیں گے (تو تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ کیسے ٹھرڈ دلے ہیں)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَأَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝۵۳

اور کہیں گے ہم اس (کلام) پر ایمان لے آئے لیکن اُن کو اس (یعنی ایمان) کا حاصل کرنا اتنی دُور جا کر کس طرح نصیب ہو سکتا ہے۔

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝۵۴

اور وہ اس سے پہلے اس کا انکار کر چکے ہیں اور دُور بیٹھے بغیر غور و فکر کے اٹکل پچو اعتراض کرتے رہے ہیں۔

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ إِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۵ ع

اور اُن کے درمیان اور اُن کی خواہشات کے درمیان روکیں ڈال دی گئیں۔ اُسی طرح جس طرح اُن کے ہم جنس لوگوں سے ان سے پہلے کیا گیا تھا۔ وہ بھی (اور یہ بھی) ایک ایسے شک میں مبتلا تھے جو بےچینی پیدا کر دینے والا تھا۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ فاطر۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اِس کی چھیالیس آیات ہیں اور پانچ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ②

اللہ ہی کی سب تعریف ہے جو آسمانوں اور زمین کو (ایک نئے نظام کے مطابق) پیدا کرنے والا ہے[1] اور فرشتوں کو ایسی حالت میں رسول بنا کر بھیجنے والا ہے جبکہ کبھی تو ان کے دو دو پر ہوتے ہیں[2] کبھی تین تین اور کبھی چار چار۔ (اور ان فرشتوں کے پروں کی) پیدائش میں وہ (اللہ) جتنی چاہتا ہے زیادتی بخشتا ہے اللہ ہر ایک چیز پر بہت قادر ہے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③

جو رحمت کا سامان اللہ لوگوں کے لیے کھولے اُسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس رحمت کے سامان کو وہ بند کرے اس کو خدا کے فعل کے بعد کوئی جاری کرنے والا نہیں۔ اور وہ بڑا غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ④

اے لوگو! اللہ کی جو نعمت تم پر نازل ہوئی ہے، اس کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو آسمان اور زمین سے تم کو رزق دیتا ہو؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر بہکا کر لے جائے جا رہے ہو۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤

اگر یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو (کیا حرج ہے) تجھ سے پہلے جتنے رسول گذرے ہیں اُن کو بھی جھٹلایا گیا تھا اور تمام معاملات (فیصلہ کے لیے) اللہ کے حضور ہی پیش کیے جائیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑥

اے لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے پس تم کو ورلی زندگی دھوکا میں نہ ڈالے اور کوئی دھوکا دینے والا تم کو اللہ کے بارہ میں دھوکا نہ دے۔

---

[1] چونکہ زمین و آسمان پہلے سے پیدا شدہ ہیں۔ دوسرے فاطر کے معنے بالکل نئی پیدائش کے ہیں۔ اس لیے دو پیدائشوں کے مقابلہ اور فاطر کے لفظ کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجمہ میں "نئے نظام کے مطابق" کے الفاظ بڑھا دیئے گئے ہیں۔

[2] اس جگہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی برتری بتاتی ہے کہ اب اس رسول پر ایسے فرشتے نازل ہونگے جو خدا تعالیٰ کی کئی کئی صفات کے حامل ہوں گے۔ دو دو صفات کے تین تین کے اور چار چار کے۔ مگر ان پر ہی بس نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے گا تو قرآنی وحی لانے والے فرشتوں کے پروں یعنی صفاتِ الٰہیہ کو جس کے وہ ظاہر کرنے والے ہوں گے، بڑھا دے گا۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۷

شیطان تمھارا یقیناً دشمن ہے پس اس کو دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنے ساتھیوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ دوزخی بن جائیں۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۸ ع ۱ ۱۳

وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے اُن کے لیے سخت عذاب مقدر ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان کے مطابق انھوں نے کام بھی کیے، اُن کے حصے میں بخشش اور بہت بڑا انعام ہے۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۹

کیا جس شخص کے لیے اس کی بد اعمالی خوبصورت کرکے دکھائی گئی ہو اور وہ اس کو اچھا سمجھتا ہو (وہ ہدایت پا سکتا ہے؟) پھر یاد رکھو کہ اللہ جس کو چاہتا ہے (یعنی اس کے قابل پاتا ہے) اسے ہلاک کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (یعنی قابل پاتا ہے) اس کو کامیابی کا راستہ دکھا دیتا ہے پس تیری جان اُن کی وجہ سے حسرت و غم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے اللہ اُن کے اعمال کو خوب جانتا ہے (پس خدا کی سزا عمل کے عین مطابق ہوتی ہے بلا وجہ نہیں ہوتی)

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۱۰

اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اس کو ایک مُردہ ملک کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں اور اس کے ذریعے سے زمین کو اس کی ویرانی کے بعد آباد کر دیتے ہیں اسی طرح موت کے بعد اٹھنے کا قانون مقرر ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۱

جو کوئی عزت چاہتا ہے اُسے یاد رہے کہ عزت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پاک باتیں اسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور ایمان کے مطابق عمل اُن کو[1] اٹھاتا ہے اور جو لوگ (تمھارے خلاف) بُری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب (مقدر) ہے اور ان لوگوں کی تدبیر ہی تباہ ہونے والی شے ہے (نہ کہ تم)

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۱۲

اور اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اس کے بعد نطفہ سے۔ پھر جوڑوں کی شکل میں بنایا ہے۔ اور کسی عورت کو حمل نہیں ہوتا اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر وہ خدا کے علم کے مطابق ہوتا ہے اور نہ کوئی بڑی عمر والا بڑی عمر پاتا ہے اور نہ کسی کی عمر میں کوئی کمی کی جاتی ہے مگر وہ ایک قانون کے مطابق ہے۔ یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔

---

[1] قرآن کریم میں ضمیر واحد ہے ہم نے ترجمہ میں جمع کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے اَلْکَلِمُ کا لفظ آیا ہے جو جمع ہے اور عربی میں کبھی جمع کے لیے مفرد کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک کے ساتھ یہ سلوک ہوتا ہے۔

وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور ایسے دو سمندر (یا دریا) ہرگز برابر نہیں ہو سکتے کہ (ان میں سے) ایک تو میٹھا اور پسندیدہ ہو اور اس کا پانی آسانی سے گلے سے اُترجاتا ہو اور ایک (دوسرا) نمکین گلا جلا دینے والا ہو اور تم (اس کے باوجود) ان دونوں سمندروں (یا دریاؤں) سے تازہ بتازہ گوشت کھاتے ہو اور اُن میں سے زیور کے طور پر استعمال ہونے والی چیزیں نکالتے ہو۔ (یعنی موتی وغیرہ) جن کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ ان میں لہروں کو چیرتی ہوئی چلی جاتی ہیں تاکہ تم اس (خدا) کے فضل کی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گذار بنو۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ ؗ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ﴿۱۳﴾

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو اس نے (تمام مخلوق کی) خدمت میں لگا یا ہوا ہے ان میں سے ہر ایک مقررہ مدت کے لیے چلتا چلا جا رہا ہے۔ یہ ہے تمھارا ربّ۔ بادشاہت اسی کی ہے اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے درمیانی چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾

اگر تم اُن کو بلاؤ تو وہ کبھی تمھاری دُعا نہیں سُنیں گے اور اگر سن بھی لیں تو تمھارے فائدے کے لیے اُسے قبول نہیں کر سکیں گے اور پھر قیامت کے دن تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے اور تجھ کو واقف کار سے زیادہ اچھی خبر[1] کوئی نہیں دے سکتا۔ ع ۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ کسی کا محتاج نہیں، بلکہ سب تعریفوں کا مالک ہے (یعنی دوسروں کی حاجتیں پوری کرتا ہے)

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ﴿۱۶﴾

اگر وہ چاہے تو تم سب کو تباہ کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔

وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾

اور اللہ پر یہ بات ہرگز دشوار نہیں۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی اور اگر کوئی بوجھ سے دبا ہوا اپنے بوجھ کے اُٹھانے کے لیے کسی کو پکارے تو اس کا ذرا سا بھی بوجھ نہیں اٹھایا جائے گا خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو تو تو صرف اُن لوگوں کو ہوشیار کرتا ہے جو اپنے رب سے علیحدگی میں بھی ڈرتے ہیں اور نمازیں (باشرائط) ادا کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ صرف اپنی جان کے فائدہ کے لیے پاک ہوتا ہے اور آخر کار سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

---

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا جو صاحب وحی والہام ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝۲۰

اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝۲۱

اور نہ اندھیرے اور نُور (برابر ہو سکتے ہیں)

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝۲۲

اور نہ سایہ اور دھوپ (برابر ہو سکتے ہیں)

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝۲۳

اور نہ زندے اور مُردے (برابر ہو سکتے ہیں) اللہ یقیناً جس کو چاہتا ہے سُنا سکتا ہے مگر تُو اُن کو نہیں سُنا سکتا، جو قبروں میں دبے ہوئے ہوں۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ۝۲۴

تُو تو صرف ایک ہوشیار کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝۲۵

ہم نے تجھے ایک قائم رہنے والی صداقت کے ساتھ ایک خوشخبری دینے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں (خدا کی طرف سے) کوئی ہوشیار کرنے والا نہ آیا ہو۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝۲۶

اور اگر یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو اُن لوگوں نے بھی جو اُن سے پہلے گذرے تھے (اپنے وقت کے رسولوں کو) جھٹلایا تھا۔ اُن کے پاس بھی ان کے زمانہ کے رسول دلائل کے ساتھ اور بعض تعلیمات کے ساتھ آئے تھے اور (ان میں سے بعض) روشن کرنے والی کتاب کے ساتھ (بھی آئے تھے)

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝۲۷ ع ۱۵

پھر میں نے کافروں کو ان کے جھٹلانے کے سبب (عذاب سے) پکڑ لیا سو اب دیکھ لیں کہ ان حالات میں) میرے انکار کا نتیجہ (یعنی عذاب) کیسا ہوتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝۲۸

کیا تُو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے بادل سے پانی اُتارا ہے پھر ہم نے اس سے مختلف رنگ کے پھل پیدا کیے ہیں اور پہاڑوں میں سے مختلف رنگوں کے پہاڑ ہوتے ہیں (جو ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں) بعض سفید بعض سُرخ مختلف رنگوں کے اور کالے سیاہ بھی۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝۲۹

اور لوگوں اور چارپایوں اور جانوروں میں سے بھی بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ہر ایک کا رنگ دوسرے سے جدا ہوتا ہے۔ حقیقت اسی طرح ہے (اور) اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اُس سے ڈرتے ہیں۔ اللہ بڑا غالب (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور نماز (باجماعت) ادا کرتے ہیں اور

اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۳۰﴾

جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے خفیہ بھی اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں وہی درحقیقت ایسی تجارت[1] کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۱﴾

کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو اُن کے اعمال کے پُورے پُورے اجر دیگا اور ان کو (ان کے اعمال کے اجر کے علاوہ) اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیگا (جس کی وجہ سے اُن کی حالت اس دُنیا سے ہزاروں گُنے بہتر ہوگی) اس لیے کہ وہ (خدا) بہت بخشنے والا (اور) بہت قدر کرنے والا ہے۔

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۲﴾

اور وہ بات جو ہم نے اس قرآن میں سے تجھ پر وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے بالکل سچی ہے اور پوری ہو کر رہنے والی ہے اور اس سے پہلے جو وحی آچکی ہے اس کو پُورا کرنے والی ہے اللہ اپنے بندوں سے یقیناً باخبر ہے (اور ان کی حالت کو) دیکھتا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۳﴾

پھر حقیقت یہ ہے کہ نزولِ وحی کے بعد ہم نے اپنی کتاب کا ہمیشہ انہی لوگوں کو وارث بنایا ہے جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چُن لیا پس اُن میں سے کوئی کوئی آدمی تو ایسا ثابت ہُوا جو اپنی جان پر انتہائی ظلم کرنے والا تھا اور کوئی اُن میں سے ایسا نکلا جو درمیانی چال چلنے والا تھا اور کوئی کوئی ایسا نکلا جو نیکیوں میں اللہ کے حکم سے دوسروں سے آگے بڑھنے والا تھا۔ یہ (اللہ کا) بڑا فضل ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۴﴾

(اس مقام کا بدلہ) ہمیشہ رہنے والی وہ جنتیں ہونگی جن میں وہ (لوگ) داخل ہونگے (اور) اُن میں اُن کو سونے کے کنگن[2] پہنائے جائیں گے اور موتی (کے زیور) بھی اور ان کا لباس اس میں ریشم (کا بنا ہُوا) ہوگا۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۵﴾

اور وہ کہیں گے کہ سب تعریف اللہ ہی کی ہے جس نے ہمارا غم دُور کر دیا۔ ہمارا ربّ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے۔

---

[1] یعنی وہ تجارت جو خدا تعالیٰ سے کی جاتی ہے۔

[2] یہ استعارہ ہے۔ کیونکہ بادشاہ پہلے زمانہ میں جس کو خلعت بخشتے اُسے موتیوں کے ہار پہناتے یا جڑاؤ کنگن دیتے۔ مگر یہ اُن کی مرضی ہوتی تھی کہ آپ پہنتے یا بیویوں کو دیتے۔ یہاں بھی اسی مثال کو لیا ہے۔ جنتیوں کو جب انعام ملیں گے تو جس طرح دنیوی انعام پا کر انسان خوش ہوتا ہے ان انعامات کو پا کر وہ اسی طرح خوش ہوں گے۔ آگے جو لباس اور زیور ان کو دیا جائے گا وہ اپنے ساتھ جنت میں جانے والی بیویوں کو دے دیں گے۔ اس پر کیا اعتراض ہے۔ اگر روحانی ہار مراد ہوں تو مرد خود بھی پہنیں گے۔

الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۶﴾

وہ (خدا) جس نے اپنے فضل سے ہم کو ٹھہرنے کے لیے ایک ایسی جگہ پر رکھا ہے کہ جس میں نہ تو ہم کو کوئی تکلیف ہوتی ہے اور نہ تھکان۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۷﴾

اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے انھیں جہنّم کی آگ جلائے گی۔ نہ تو اُن پر موت کا فیصلہ صادر ہوگا کہ وہ مر جائیں اور نہ جہنّم کے عذاب میں ان کی خاطر کوئی کمی کی جائیگی۔ ہم ہر ناشکرے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرتے ہیں۔

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۸﴾

اور وہ اس (جہنّم) میں چلّائیں گے (اور کہیں گے) اے ہمارے ربّ! ہم کو اس جہنّم سے نکال دے تو ہم (مومنوں کی طرح) نیک کام کریں گے، اُن سے مختلف جو ہم پہلی زندگی میں کیا کرتے تھے (ہم اُن سے کہیں گے) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں نصیحت حاصل کرنے کا خواہشمند نصیحت حاصل کر لیتا ہے اور تمھارے پاس ہوشیار کرنے والے (بھی) تو آئے تھے (پھر تم نے ان کی بات کیوں نہ مانی) پس (اب) عذاب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۹﴾

اللہ آسمانوں اور زمین کے غیب کو جاننے والا ہے۔ وہ دلوں کی باتوں کو بھی خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۴۰﴾

وہی ہے جس نے تم کو دنیا میں (پہلے لوگوں کا) قائم مقام بنایا پس جو انکار کرے گا اُس کے انکار کی سزا اُسی پر پڑے گی اور کافروں کا کفر انھیں اُن کے رب کی نظر میں صرف خفگی میں ہی بڑھاتا ہے اور کافروں کا کفر اُن کو صرف گھاٹے میں ہی بڑھاتا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۱﴾

تُو کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی اپنے (مزعومہ) شریک جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (اور اگر وہ نظر نہیں آتے تو) مجھے اُن کی وہ مخلوق دکھاؤ جو انھوں نے زمین میں پیدا کی ہے، یا کیا اُن کی آسمانوں کے بنانے میں کوئی شراکت ہے؟ کیا ہم نے اُن کو کوئی کتاب دی ہے؟ کہ وہ اُس کی بیان کردہ دلیل اپنے ساتھ رکھتے ہیں (کہو ایسا ہرگز نہیں) بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے سے صرف دھوکا دینے والے وعدے کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۲﴾

اللہ نے ہی آسمانوں اور زمین کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائیں اور اگر وہ ٹل جائیں تو اس کے بعد کوئی اُن کو (تباہ ہونے سے) روک نہیں سکے گا یقیناً وہ بڑی سمجھ بوجھ والا (اور) بہت معاف کرنے والا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾

اور وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی نبی آجائے تو وہ تمام اُمتوں میں سے ہر ایک سے زیادہ ہدایت پانے والے بن جائیں گے مگر جب اُن کے پاس نبی آیا تو اُس کا آنا اُنھیں صرف نفرت میں بڑھانے کا موجب ہُوا۔

اِسْتِكْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّیِّئِ ؕ وَلَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾

کیونکہ وہ زمین میں بڑا بننا چاہتے تھے اور بُری تدبیریں کرنا چاہتے تھے اور بُری تدبیر اس کے کرنے والوں کو ہی ہلاک کیا کرتی ہے پس کیا وہ صرف پہلوں کی سُنت (یعنی عذاب) کا تو انتظار نہیں کر رہے (اور اگر تو غور کرے) تو اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائیگا اور نہ تو کبھی سُنت اللہ کو ٹلتے ہوئے دیکھے گا۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۵﴾

کیا وہ زمین میں نہیں پھرے (اگر ایسا کرتے) تو دیکھتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہُوا؟ حالانکہ وہ اُن سے طاقت میں زیادہ تھے۔ اور کوئی چیز اللہ کو آسمانوں میں اور زمین میں اپنے ارادہ میں ناکام نہیں کر سکتی۔ وہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) بڑی قدرت والا ہے۔

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ﴿۴۶﴾ ع

اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے کاموں کی وجہ سے پکڑنا شروع کر دیتا تو زمین کی سطح پر کسی جاندار کو باقی نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ اُن کو ایک مدت تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب اُن کی مقررہ مدت آجاتی ہے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ (اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا تھا۔

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اَرْبَعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسَةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ یٰسٓ۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چوراسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰسٓ ② اے سیّد![1]

وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ③ ہم حکمت والے قرآن کو تیرے سیّد ہونے کی شہادت میں پیش کرتے ہیں۔[2]

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ④ یقیناً تُو رسولوں میں سے ہے۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ⑤ (اور) سیدھے راستہ پر (ہے)

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑥ (اور قرآن) غالب (اور) بے انتہا رحم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑦ اس غرض سے کہ تُو اس قوم کو ہوشیار کرے جن کے باپ دادوں کو ہوشیار نہیں کیا گیا تھا اور وہ غافل پڑے تھے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑧ ہمارا دعویٰ[3] ان میں سے اکثر کے متعلق پورا ہو گیا ہے چنانچہ وہ ایمان نہیں لاتے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑨ ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق[4] ڈالے ہوئے ہیں اور وہ ان کی ٹھوڑیوں تک چڑھ گئے ہیں اور وہ (دُکھ سے بچنے کے لیے اپنی گردنیں اونچی کر رہے ہیں۔

---

[1] س سَیِّدٌ کا قائم مقام ہے۔ اگلی آیتوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیّد ہونے کی دلیل دی ہے۔ اور وہ دلیل قرآن حکیم ہے۔

[2] واؤ عربی زبان میں قسم کے معنے بھی دیتا ہے، اور قرآن کریم میں جہاں بھی قسم کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس میں ایسی شہادت کا ذکر ہوتا ہے، جو پہلے مضمون کی دلیل ہوتی ہے۔ کیونکہ قسم کی بڑی غرض اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی غرض بتمام و کمال شہادت سے پوری ہوتی ہے۔

[3] اس دعویٰ سے مراد وہ آیت ہے جو قرآن کریم کی اسی سورۃ میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ یعنی افسوس لوگوں پر کہ اُن کے پاس کبھی کوئی رسول نہیں آیا جس کا انھوں نے انکار نہ کیا ہو، اور جس سے تمسخر اور استہزا نہ کیا گیا ہو۔

[4] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جب شریعت نازل نہیں ہوتی تو انسان اپنی من گھڑت رسوم کے طوق اپنی گردن میں ڈال لیتا ہے۔ اور ان رسوم کی سختی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنے سامنے کی چیز بھی نہیں دیکھ سکتا اور ان سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کر کے اپنی گردن اونچی کرنے لگتا ہے یعنی آنکھیں کھول کر یہ بھی نہیں دیکھتا کہ میں بیہودہ رسوم میں جکڑا ہوا ہوں مگر تکلیف دور کرنے کے لیے کبھی کبھی اپنی گردن اونچی کرتا ہے۔ یعنی قوم سے چوری چھپے ان رسوم کی تکلیف سے بچنا بھی چاہتا ہے۔

وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور ہم نے اُن کے آگے بھی ایک روک[1] بنا دی ہے اور اُن کے پیچھے بھی ایک روک بنا دی ہے اور اُن کو ڈھانک[2] دیا ہے پس وہ دیکھ نہیں سکتے۔

وَ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور تیرا ڈرانا یا نہ ڈرانا اُن کے لیے برابر ہے وہ (جب تک اپنے دل میں تبدیلی پیدا نہ کریں گے) ایمان نہیں لائیں گے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۲﴾

تُو تو صرف اس شخص کو ہوشیار کر سکتا ہے جو یاد دہانی کو مان لیا کرتا ہے اور رحمٰن (خدا) سے علیحدگی میں بھی ڈرتا ہے پس ایسے شخص کو تُو ایک عظیم الشان معافی اور ایک عزّت والے بدلہ کی خبر سُنا دے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۗ وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۳﴾

ہم ہی[3] مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آئندہ زندگی کے لیے آگے بھیجتے ہیں اس کو بھی محفوظ رکھتے ہیں اور جو اعمال اُنھوں نے دنیا میں کیے تھے اُن کے جو نتائج نکلیں گے اُن کو بھی ہم محفوظ رکھتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں گن رکھا ہے

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور تو اُنکے سامنے ایک گاؤں والوں کی حالت بیان کر جب کہ اُن کے پاس اُن کے رسول آئے۔

اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

یعنی جس وقت ہم نے پہلے تو اُن کی طرف دو رسول بھیجے لیکن اُنھوں نے اِن دونوں کا انکار کر دیا، اس پر ہم نے پہلے دو رسولوں کو ایک تیسرا رسول بھیجکر طاقت بخشی[4] پھر اُن سب نے ملکر اپنی قوم سے کہا کہ ہم تمھاری طرف ایک پیغام لیکر تمھارے ربّ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

---

[1] یعنی ایک طرف تو ان کے بیوی بچّے اُن کو رسوم کی پابندی پر مجبور کرتے ہیں۔ کوئی شادی بیاہ ہوتا ہے تو بیٹا کہتا ہے "ابّا فلاں کی شادی پر تو ایسے باجے بجے تھے اور اتنا خرچ ہُوا تھا، میری شادی بھی شاندار کریں اور اتنے زیور بنوائیں"۔ کبھی بیوی ایسی ہی باتیں کہہ کر اس کو ایسی رسوم پر مجبور کرتی ہے جو اُس کا گلا گھونٹ دیتی ہیں اور کبھی پُرانے بزرگ باپ، دادا اور چچا وغیرہ جو پچھلی نسل کے ہیں قسم قسم کی باتیں بنا کر اس کو رسوم کے گڑھے میں گرانا چاہتے ہیں اور مصیبت محسوس کر کے جو عقل اس کو آتی ہے اُس کی طرف اُسے لَوٹنے نہیں دیتے غرض چاروں طرف سے اس کی عقل پر اتنے پردے ڈالے جاتے ہیں کہ وہ بالکل سوچنے کے قابل نہیں رہتا۔

[2] قرآن مجید میں فَاَغْشَيْنٰهُمْ کے الفاظ ہیں جس کے معنے ہیں کہ ہم نے ان کو ڈھانک دیا ہے۔ یہ قرآنی محاورہ ہے۔ چونکہ تمام نتائج خدا تعالیٰ نکالتا ہے اس لیے بہت سی جگہوں پر عمل کو بھی خدا تعالیٰ اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے تا انسان کو یہ سمجھ آئے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق اپنی بد اعمالی سے نہیں ہٹ سکتا بلکہ متواتر بد اعمالی کے بعد خدا تعالیٰ کی طبعی سزا مجھ پر نازل ہو جائے گی اور میں اپنی بد اعمالی کے جال میں ایسا پھنس جاؤں گا کہ اس سے نکلنا میرے لیے مشکل ہو جائے گا۔

[3] جب ضمیر دہرائی جائے تو اس سے مراد حصر ہوتا ہے اس لیے ہم نے ترجمہ میں "ہی" کا لفظ بڑھا دیا ہے۔

[4] اس آیت میں کہا گیا ہے کہ ہم نے دو رسول پہلے بھیجے۔ پھر اُن کو تقویت دینے کے لیے تیسرا بھیجا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ تیسرا رسول بھی وہی باتیں کرتا تھا جو پہلے کرتے تھے ورنہ اگر نئی باتیں کرتا تو ان کو اس سے کیا تقویت ہوتی۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ بغیر شریعت کے بھی نبی ہوتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۶﴾

اُنھوں نے (جواب میں) کہا کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو اور رحمٰن خدا نے کوئی چیز (بطور الہام کے) نہیں اُتاری، تم صرف جھوٹ بول رہے ہو۔

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

انھوں نے کہا، کہ ہمارا رب اس بات کو جانتا ہے کہ ہم تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۸﴾

اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم کھُلی کھُلی تبلیغ کریں۔

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۹﴾

اس پر کفار نے کہا، ہم تو تمھارا اپنی طرف آنا منحوس قرار دیتے ہیں اگر تم اپنی باتوں سے رُکو گے نہیں، تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

قَالُوْا طٰٓىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۲۰﴾

اُنھوں نے کہا کہ تمھارا عمل[1] تو تمھارے ساتھ ہے (تم جہاں بھی ہو گے تمھارے عملوں کا بد نتیجہ نکلتا رہے گا) کیا تم یہ بات اس لیے کہتے ہو کہ ہم تم کو اچھے کام یاد دلاتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ تم حد سے گذرنے والی قوم ہو (اس لیے لازماً سزا پاؤ گے)

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۙ ﴿۲۱﴾

اور شہر کے دُوسرے سرے سے ایک شخص دَوڑتا ہُوا آیا، اور اُس نے کہا کہ اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾

ان کی اتباع کرو، جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے، اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۵۷۷) کیونکہ اگر اس سے پہلے کوئی شریعت والے نبی گذرے ہیں اور وہ بھی اُن جیسی باتیں کرتا ہے تو اس کے معنے یہی بن سکتے ہیں کہ وہ اپنی قوم سے کہتا ہے کہ تم بھی اُن کی شریعت پر عمل کرو میں انھی کی شریعت قائم کرنے کے لیے آیا ہوں۔ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا۔

[1] طائر کے معنے عمل کے کیے گئے ہیں اس کے لیے دیکھو سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۴ نوٹ ۲

وَمَا لِيَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِيۡ فَطَرَنِيۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾

اور مجھے کیا ہوا ہے کہ مَیں اُس (خدا) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور تم سب اُسی کی طرف لَوٹا کر لے جائے جاؤ گے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّيۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾

کیا مَیں اس کے سوا اور معبود اختیار کرسکتا ہوں اگر رحمٰن (خدا) مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان (معبودوں) کی شفاعت مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور نہ وہ مجھے (اس کے ضرر سے) بچا سکتے ہیں۔

اِنِّيۡۤ اِذًا لَّفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۴﴾

(اگر مَیں ایسا کروں) تو مَیں یقیناً کُھلی کُھلی گمراہی میں مبتلا ہوں گا۔

اِنِّيۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿۲۵﴾

مَیں تمھارے ربّ پر ایمان لایا ہوں پس میری بات سُنو۔

قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَـنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِيۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾

(تب اُسے خدا کی طرف سے) کہا گیا، جنّت میں داخل ہو جا (اس پر) اُس نے کہا، کاش! میری قوم کو (میرا انجام) معلوم ہوتا۔

بِمَا غَفَرَ لِيۡ رَبِّيۡ وَجَعَلَنِيۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾

کہ کس طرح میرے ربّ نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے معزّز گروہ میں شامل کیا ہے۔

وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى قَوۡمِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنۡزِلِيۡنَ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے (اُن کو تباہ کرنے کے لیے) کوئی لشکر نہیں اُتارا، اور نہ ہم ایسا لشکر اُتارا ہی کرتے ہیں۔

اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿۲۹﴾

صرف ایک خطرناک عذاب اُن پر آیا اور وہ اپنی سب شان و شوکت کھو بیٹھے۔

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۰﴾

ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)

اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَـكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۳۱﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ہی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں (اور یہ بھی کہ جنکو ہلاک کیا گیا تھا) وہ واپس نہیں لوٹتے۔

وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اور سب[1] لوگ ضرور ہمارے حضور میں حاضر کیے جائیں گے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الۡاَرۡضُ الۡمَيۡتَةُ ۖۚ اَحۡيَيۡنٰهَا وَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهَا حَبًّا فَمِنۡهُ يَاۡكُلُوۡنَ ﴿۳۳﴾

اور ان (کفّار) کے لیے مُردہ زمین بھی ایک نشان ہے ہم نے اسے زندہ کیا ہے اور اس سے اناج نکالا ہے۔ سو یہ اس سے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِيۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ وَّفَجَّرۡنَا

اور ہم نے زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ بھی اُگائے ہیں۔

---

[1] قرآن مجید میں "سب" کے لفظ پر دلالت کرنے کے لیے دو لفظ آئے ہیں، مگر اُردو میں صرف ایک لفظ کافی ہوتا ہے۔ اس لیے ہم نے ایک کا ترجمہ کردیا ہے اور دوسرے کو چھوڑ دیا ہے۔

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝۳۵

اور اس میں چشمے پھوڑے ہیں۔

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝۳۶

تاکہ وہ اس (یعنی باغ) کے پھل سے (حسب ضرورت) کھائیں اور اس (باغ) کو اُن کے ہاتھوں نے نہیں اُگایا (بلکہ ہم نے اُگایا ہے) کیا وہ شکر نہیں کرتے؟

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کیے ہیں اس میں سے بھی جس کو زمین اُگاتی ہے اور خود اُن کی جانوں میں سے بھی اور اُن چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ښ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۸

اور اُن کے لیے رات بھی ایک بڑا نشان ہے جس میں سے کھینچ کر ہم دن نکال لیتے ہیں جس کے بعد اچانک وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۹

اور سورج ایک مقررہ جگہ کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ غالب (اور) علم والے (خدا) کا مقرر کردہ قانون ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝۴۰

اور چاند کو (دیکھو کہ) ہم نے اس کے لیے بھی منزلیں مقرر کر چھوڑی ہیں یہاں تک کہ وہ (ان منزلوں پر چلتے چلتے) ایک پُرانی شاخ[1] کے مشابہ ہو کر پھر لوٹ آتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۴۱

نہ تو سورج کو طاقت ہے کہ وہ اپنے سال کے دورہ میں کسی وقت چاند کے قریب جا پہنچے (کیونکہ اگر ایسا ہو تو سارا نظام شمسی تباہ ہو جائے) اور نہ رات کو (یعنی چاند کو) طاقت ہے کہ وہ مسابقت کرتے ہوئے دن کو (یعنی سورج کو) پکڑ لے[2] بلکہ یہ سب کے سب ایک مقررہ راستہ پر نہایت سہولت سے چلتے چلے جاتے ہیں[3]۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۴۲

اور اُن کے لیے یہ بھی نشانی ہے کہ ہم ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتیوں میں اُٹھائے پھرتے ہیں۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝۴۳

اور ہم ان کے لیے اسی قسم کی اور (چیزیں) بھی پیدا کریں گے[4] جن کو وہ سواری کے کام میں لائیں گے۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ

اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر دیں پھر کوئی ان کا فریاد سُننے والا نہ ہوگا اور نہ ہماری

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جب چاند دوبارہ ظاہر ہوتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مڑی ہوئی درخت کی پُرانی شاخ ہے۔

[2] اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ چاند کو بھی طاقت نہیں کہ وہ سورج کے قریب چلا جائے، کیونکہ اس صورت میں بھی تباہی آ جاتی ہے۔

[3] چونکہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے چلنے میں کوئی روک نہیں، اس لیے یَسْبَحُوْنَ کا لفظ استعمال کیا گیا جس کے معنے تیرنے کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ سہولت کے ساتھ چلتے چلے جاتے ہیں۔ اور کوئی روک ان کے راستہ میں پیدا نہیں ہوتی۔ یعنی کوئی سیّارہ دوسرے سیّارے کے راستہ میں آ کر اس کو تباہ نہیں کرتا۔

[4] اس سے مراد آئندہ ظاہر ہونے والی سواریاں ہیں مثلاً ریل، موٹر، لاری، دُخانی جہاز، ہوائی جہاز وغیرہ۔ یہ کتنی روشن پیشگوئی ہے جو قرآن کریم نے کی ہے۔ مگر پادری پھر بھی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ قرآن کریم میں کوئی پیشگوئی نہیں۔

یُنۡقَذُوۡنَ ﴿۴۴﴾
رحمت کے سوا کسی اور ذریعہ سے وہ بچائے جائیں گے۔

اِلَّا رَحۡمَۃً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۴۵﴾
اور وہ صرف ایک مدّت تک دنیاوی فائدہ اُٹھائیں گے۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمُ اتَّقُوۡا مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ مَا خَلۡفَکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾
اور جب اُن سے کہا جائے کہ جو کچھ تمہارے آگے آنے والا ہے (اس سے بچو) اور جو اعمال تم پیچھے چھوڑ آئے ہو اُن کی جزا سے بھی بچنے کی کوشش کرو[1] تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ نصیحت پکڑنے کی بجائے اس کی تحقیر کرتے ہیں اور فائدہ نہیں اُٹھاتے[2])

وَ مَا تَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ مِّنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِمۡ اِلَّا کَانُوۡا عَنۡہَا مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴۷﴾
اور ان کے ربّ کے نشانوں میں سے جو کوئی اہم نشان ظاہر ہوتا ہے، وہ اس سے بھی منہ پھیر لیتے ہیں۔

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰہُ اَطۡعَمَہٗۤ ٭ۖ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۴۸﴾
اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم کو خدا نے دیا ہے اس سے خرچ کرو، تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کو کھلائیں جن کو اگر اللہ چاہتا تو آپ بھی کھلا سکتا تھا تم (تو خدا کی مرضی کے خلاف تعلیم دیکر) کھُلی کھُلی گمراہی میں مبتلا ہو۔

وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۹﴾
اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ وہ (عذاب کا) وعدہ کب پُورا ہوگا۔

مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً تَاۡخُذُہُمۡ وَ ہُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ ﴿۵۰﴾
وہ صرف ایک اچانک عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو اُن کو آ پکڑے گا اور وہ جھگڑوں میں ہی لگے ہوئے ہوں گے۔

فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَۃً وَّ لَاۤ اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ع
اس وقت نہ تو وہ ایک دوسرے کو کوئی نصیحت[3] کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جاکر اُن کو سمجھا سکیں گے۔

وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا ہُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾
اور بگل بجایا جائے گا۔ اور وہ اچانک قبروں میں سے نکل کر اپنے ربّ کی طرف بھاگ کھڑے ہوں گے۔

قَالُوۡا یٰوَیۡلَنَا مَنۡۢ بَعَثَنَا مِنۡ مَّرۡقَدِنَا ٜ ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ وَ صَدَقَ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۵۳﴾
(اور ایک دوسرے سے) کہیں گے، ہائے ہلاکت! ہمیں قبروں سے نکال کر کس نے کھڑا کر دیا ہے یہ تو وہی بات ہے جس کا رحمٰن (خدا) نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے جو کچھ کہا تھا سچ ہی کہا تھا۔

اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا
یہ (محض) ایک اچانک عذاب ہوگا جس کے نتیجہ میں وہ سب کے سب

---

[1] یعنی آئندہ کے لیے دُعا اور گذشتہ کے لیے توبہ کے ذریعہ۔
[2] یہاں جزا محذوف ہے جس کو ہم نے عبارت کے مطابق ظاہر کر دیا ہے۔
[3] وَصَّاہُ۔ عَہِدَ اِلَیۡہِ۔ اس کو کسی کام کے کرنے کی نصیحت کی۔ (اقرب)

مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾	اکٹھے کیے جاکر ہمارے حضور میں پیش کیے جائیں گے۔
فَالۡيَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔا وَّلَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۴﴾	اور اس دن کسی جان پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، اور تم کو تمھارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔
اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِىۡ شُغُلٍ فٰكِهُوۡنَ ﴿۵۵﴾	جنّتی لوگ اس دن ایک اہم کام[1] (یعنی ذکر الٰہی) میں مشغول ہونگے اور (اپنی حالت کو دیکھ کر) خوشی سے ہنس رہے ہوں گے۔
هُمۡ وَاَزۡوَاجُهُمۡ فِىۡ ظِلٰلٍ عَلَى الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ ﴿۵۶﴾	وہ بھی اور ان کے ساتھی بھی چھپر کھٹوں پر تکیئے لگائے بیٹھے ہوں گے (اور خدا کی رحمت کے) سایوں تلے (ہونگے)
لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ ﴿۵۷﴾	اُن کے لیے اُن جنّتوں میں میوے مہیّا کیے جائیں گے اور جو کچھ وہ طلب کریں گے اُنھیں دیا جائے گا۔
سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ﴿۵۸﴾	(اور) اُن کو سلام کہا جائے گا جو بار بار کرم کرنے والے ربّ کی طرف سے ان کی طرف پیغام ہوگا۔
وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۵۹﴾	اور (ہم یہ بھی کہیں گے کہ) اے مجرمو! آج تم (مومنوں سے) الگ ہو جاؤ۔
اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۶۰﴾	اے بنی آدم! کیا میں نے تم پر یہ ذمہ واری نہیں لگائی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کیا کرو، وہ تمھارا کھلا کھلا دشمن ہے۔
وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ﴿۶۱﴾	اور صرف میری عبادت کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔
وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ؕ اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۲﴾	اور شیطان تو بہت سی مخلوق کو ہلاک کر چکا ہے، کیا تمھاری سمجھ میں یہ نہیں آتا؟
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۳﴾	(دیکھو) یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔
اِصۡلَوۡهَا الۡيَوۡمَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۶۴﴾	اپنے کفر کی وجہ سے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔
اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۶۵﴾	اس دن ہم (اُن کے کفر کی وجہ سے) اُن کے مونہوں پر مُہر لگا دینگے (یعنی بولنے کی ضرورت نہیں ہوگی) اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن کی کرتوتوں پر گواہی دیں گے۔[2]

[1] "اہم" کے معنے شُغُلٍ کی تنوین سے نکلے ہیں جس کے معنے بڑی چیز کے ہوتے ہیں۔

[2] تفصیل تو تفسیر کا کام ہے۔ موٹی مثال اس کو حل کرنے کے لیے یہ ہے کہ آتشک کے مریض کے ناک اور حلق پر اس مرض کا اثر ظاہر ہوتا ہے گویا جسم بول کر کہہ دیتا ہے کہ اس شخص نے زنا کیا ہے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾	اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیں پھر وہ بے دیکھے ایک راستہ کی تلاش میں چل پڑیں مگر اس حالت میں وہ (سچے راستہ کو) دیکھ کس طرح سکتے ہیں۔
وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۸﴾	اور اگر ہم چاہیں تو جہاں وہ ہیں وہیں اُن کی شان کو باطل کر دیں۔ پھر وہ نہ تو کہیں آگے جانے کی طاقت پائیں اور نہ واپس لوٹنے کا راستہ پائیں۔
وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۹﴾	اور جس کی ہم بہت زیادہ لمبی عمر کرتے ہیں اُس کو جسمانی طاقتوں میں کمزور کرتے جاتے ہیں، کیا وہ سمجھتے نہیں[1]
وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾	اور ہم نے اسے (یعنی محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو) شعر کہنا نہیں سکھایا، اور نہ یہ کام اس کی شان کے مطابق تھا۔ یہ قرآن تو صرف ایک نصیحت ہے اور بار بار پڑھنے والی کتاب ہے جو کہ (دلائل ساتھ ساتھ) بیان کرتی ہے۔
لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾	تا کہ جو زندہ (دل) ہے اُسے ہوشیار کر دے اور کافروں کے متعلق خدا کا فیصلہ پورا ہو جائے
اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۲﴾	کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے لیے اپنی خاص قدرت سے چار پائے بنائے ہیں اور وہ ان کے مالک ہیں۔
وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾	اور ہم نے اُن چار پایوں کو اُن کے تابع کر دیا ہے۔ پس اُن میں سے بعض پر تو وہ سوار ہوتے ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں۔
وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۴﴾	اور اُن سے کئی قسم کے فائدے اُٹھاتے ہیں اور پینے کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں کیا وہ شکر نہیں کرتے؟
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۷۵﴾	اور ان لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور معبود بنا چھوڑے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کی مدد کی جائے۔
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۶﴾	وہ (معبود) ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے اور وہ (معبود ان کی مدد تو کیا کریں گے) اُلٹا اُن کے خلاف سب ایک لشکر کی شکل میں اکٹھے ہو کر گواہی دیں گے۔
فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾	پس تجھ کو اُن کی باتیں غمگین نہ کریں ہم اسے بھی جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور اُسے بھی جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔
اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ	کیا انسان کو معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو ایک (حقیر) قطرہ سے پیدا کیا ہے،

[1] یعنی بنو اسرائیل نے لمبی عمر پائی ہے اور اب اُن کی کمزوری کا زمانہ آچکا ہے۔ کیونکہ قوموں کی مثال بھی افراد کی طرح ہوتی ہے۔

خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٨﴾

پھر (جب) وہ (پیدا ہوتا ہے تو) اچانک سخت جھگڑالو بن جاتا ہے۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿٧٩﴾

اور ہماری ہستی کے متعلق باتیں بنانے لگ جاتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ جب ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو اُن کو بھلا کون زندہ کریگا۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿٨٠﴾

تُو کہہ دے کہ ایسی ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا جس نے اُن کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کی حالت سے خوب واقف ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿٨١﴾

وہ (خدا) جس نے تمھارے لیے سبز درختوں میں سے آگ پیدا کی ہے پس تم اس کے ذریعہ سے آگ جلاتے ہو۔

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٢﴾

کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر نہیں کہ اُن کی طرح کی اور مخلوق پیدا کرے۔ ایسا خیال (کہ وہ پیدا نہیں کر سکتا) درست نہیں بلکہ وہ بہت پیدا کرنے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٣﴾

اس کا معاملہ تو یوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے وہ اس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اس طرح ہو جا اور وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٤﴾

پس پاک ہے وہ جس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب کو لوٹا کر لے جایا جائے گا۔

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسَةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ صافّات - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو تراسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے (پڑھتا ہوں)

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝۲

(میں) شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں اُن نفوس کو جو دشمنانِ صداقت[1] کے سامنے صفیں باندھے کھڑے ہیں۔

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۳

اور جو بُرے کام کرنے والوں کو ڈانٹتے ہیں۔

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝۴

اور ذکر الٰہی (یعنی قرآن) کو پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۵

یقیناً تمھارا معبود اکیلا معبود ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۶

آسمانوں کا بھی رب ہے، اور زمین کا بھی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کا بھی اور تمام روشنی کے طلوع کرنے کی جگہوں کا بھی۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۣ الْكَوَاكِبِ ۝۷

ہم نے ورلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ زینت دی ہے۔

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۸

اور ہم نے اس کو ہر سرکش شیطان سے محفوظ کیا ہے۔

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۹

وہ (سرکش شیطان) اُوپر کی زبردست ہستیوں[2] کی بات نہیں سُنتے[3] اور ہر طرف سے اُن کو (کوڑے مار مار کر) دُور کیا جاتا ہے[4]۔

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۱۰

اور اُن کے لیے ایک مستقل عذاب ہے۔

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۱

مگر اُن میں سے جو فرد کوئی بات شرارت[5] سے اُڑا لے جائے تو اس کے پیچھے ایک شہابِ ثاقب آتا ہے۔

---

[1] یعنی صحابۂ کرامؓ - ان کے حالات سے کفارِ مکّہ کا مقابلہ کرو تو اسلام کی سچائی خوب ظاہر ہو جائے گی۔ [2] یعنی ملائکہ کرام کی۔

[3] مطلب یہ ہے کہ اصل حقیقت نہیں پاتے صرف ظاہراً سنتے ہیں۔

[4] یعنی جب شیطان کے مظاہر دنیا میں نبیوں کے الہام کو لیکر اسے بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں تو فوراً خدا تعالیٰ کا عذاب آجاتا ہے اور کوڑے مار مار کر اُن کو بھگا دیا جاتا ہے۔

[5] یعنی مخالف ہونے کی وجہ سے اگر قرآن کا کوئی ٹکڑا مخالف اُڑا لے جائے تاکہ لوگوں کو دھوکا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے ایسے بندے جو شیطانوں کو مارنے کی طاقت رکھتے ہوں کھڑے کیے ہوئے ہیں جو کلامِ الٰہی کو بگاڑ کر پیش کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ⑫

پس تُو اُن سے پُوچھ کہ کیا پیدائش کے لحاظ سے اُن کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا اِن کے سوا نظام عالم کو جو ہم نے بنایا ہے؟ ہم نے ان کو ایک چپکنے والی مٹّی سے بنایا ہے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَ يَسْخَرُوْنَ ⑬

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تو ان کی باتوں پر تعجّب کرتا ہے اور وہ تیری باتوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ⑭

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ⑮

اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑯

اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک کُھلا کُھلا مکر ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ⑰

کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں ہو جائیں گے ہم کو پھر سے اُٹھا کر کھڑا کر دیا جائے گا؟

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ⑱

اور (اسی طرح) ہمارے پہلے باپ دادوں کو بھی؟

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ⑲

تُو کہہ دے، ہاں! (ہاں!) بلکہ تم ذلیل ہو جاؤ گے۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑳

وہ گھڑی تو صرف ایک ڈانٹ (کی مثال) ہے کہ (جونہی وہ ڈانٹ پڑے گی) وہ (زندہ ہو کر) دیکھنے لگیں گے۔

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ㉑

اور کہیں گے، اے افسوس ہم پر! یہی تو جزا سزا کا دن ہے۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ㉒ ع

(اور خدا کی طرف سے آواز آئے گی) یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ㉓ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ㉔ ع

(ہم فرشتوں سے کہیں گے کہ) جنھوں نے ظلم کیا تھا اُن کو بھی اور ان کے ساتھیوں کو بھی اور اللہ کے سوا جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان کو بھی زندہ کر کے کھڑا کر دو، پھر ان سب کو جہنم کے رستے کی طرف لے جاؤ۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ㉕

پھر (وہاں تک لے جا کر) ان کو کھڑا کر دو کیونکہ وہاں ان سے کچھ سوال کیے جائیں گے۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ㉖

(اور ان سے پوچھا جائے گا) تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ㉗

حقیقت یہ ہے کہ (مدد کرنا تو الگ رہا) وہ اس دن بالکل ہتھیار ڈال دیں گے۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ㉘

اور اُن میں سے ایک فریق دوسرے سے بحث[1] کرے گا۔

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ㉙

(اور) اُسے مخاطب کر کے کہے گا کہ تم ہمیشہ ہماری دائیں[2] طرف سے آتے تھے۔

---

[1] یہاں لفظ یَتَسَآءَلُوْنَ ہے مگر لغت میں لکھا ہے کہ تَسَاءُل بمعنے بحث بھی آتا ہے (اقرب)

[2] دایاں پہلو مذہب پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ مذہب کا اوڑھنا اوڑھ کر ہم کو دھوکا دیتے تھے۔

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾

(ان کے مزعومہ معبود جواب میں) کہیں گے یوں نہیں حقیقت یہ ہے کہ تم میں خود (ایمان کا مادہ) نہ تھا۔

وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور ہم کو تم پر کوئی غلبہ حاصل نہیں تھا، بلکہ تم ایک سرکش قوم تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ إِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

پس آج ہم سب کے متعلق ہمارے رب کی بات پُوری ہو گئی کہ ہم (عذاب) چکھنے والے ہیں۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور (یہ) درست ہے کہ ہم نے تم کو گمراہ کیا تھا کیونکہ ہم خود بھی گمراہ تھے۔

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

پس (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اس دن وہ سب عذاب میں شریک ہوں گے۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾

ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾

جب کبھی اُن سے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبّر کیا کرتے تھے۔

وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾

اور کہا کرتے تھے، کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور مجنون کے کہنے پر چھوڑ دیں گے۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾

حقیقت یہ ہے کہ وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کامل سچائی لے کر آیا ہے اور سب پہلے رسولوں کو سچّا قرار دیتا ہے۔

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

(اے منکرو!) تم یقیناً دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔

وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور جو کچھ تم کرتے تھے اسی کے مطابق سزا پاؤ گے۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

مگر جو اللہ کے چُنے ہوئے بندے ہیں (اُن کو دردناک عذاب نہیں ملے گا)

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾

(بلکہ) ان کو معلوم[1] رزق ملے گا۔

فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾

(یعنی)[2] پھلوں کی قسم سے، اور اُن کی نعمت والے باغوں میں عزّت کی جائے گی۔

فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

وہ چھپر کھٹوں پر آمنے سامنے[3] بیٹھیں گے۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾

(چشموں کے) پانیوں سے بھرے ہوئے گلاس اُن کے پاس لائے جائیں گے۔

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾

جو سفید ہوں گے اور پینے والوں کے لیے لذّت کا موجب ہوں گے۔

---

[1] یعنی جس رزق کی مختلف جگہ پر قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے۔

[2] یعنی ان کے اعمال کی جزا۔ کیونکہ پھل عمل کی جزا کو کہتے ہیں۔

[3] یعنی ایک مسلمان دوسرے کا دشمن نہ ہوگا یعنی اس کی طرف منہ کرے گا۔ اس سے منہ نہیں پھیرے گا۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾
نہ تو اُن سے سر درد ہو گا اور نہ وہ لوگ ان کے باعث عقل کھو بیٹھیں گے۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾
اور اُن کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی نیچی نظریں رکھنے والی عورتیں ہوں گی۔

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾
گویا کہ وہ ڈھکے ہوئے انڈے ہیں۔[1]

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾
پھر اُن میں سے بعض بعض کی طرف سوال کرنے کے لیے متوجہ ہوں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾
اور کوئی شخص اُن میں سے یہ کہے گا کہ ایک میرا ساتھی ہوتا تھا۔

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾
وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تُو بھی (حشر و نشر کے) ماننے والوں میں سے ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾
(اور اگر یہ بات ہے تو بتا کہ) کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم کو ہمارے اعمال کی جزا دی جائے گی؟

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾
اس پر وہ (مومن شخص) کہے گا، کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جھانک کر دیکھے کہ اس (شخص) کا کیا حال ہے۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾
پھر وہ آپ ہی حال معلوم کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنے دنیوی ساتھی کو جہنّم میں پڑا ہُوا دیکھے گا۔

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾
پھر اس سے کہیگا، خدا کی قسم! تُو تو مجھے بھی ہلاک کرنے لگا تھا۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾
اور اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی آج دوزخ کے سامنے حاضر کیے جانے والوں میں سے ہوتا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾
(اے جہنمی!) اب تو بتا۔ کیا سوائے پہلی موت کے ہمارے لیے اور کوئی موت نہیں؟[2]

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾
اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا؟

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾
یہ (مومن کی حالت) بے شک بڑی کامیابی ہے۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾
اور عمل کرنے والوں کو اسی مقام کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیئے۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾
کیا یہ مہمان نوازی بہتر ہے یا تھوہر کا درخت؟

---

[1] عرب لوگ سب سے زیادہ خوبصورت رنگ شتر مرغ کے انڈے کا سمجھتے ہیں۔ ڈھکے ہوئے ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس پر کوئی میل نہ ہو گی۔ عربی محاورہ کے مطابق یہ رنگ کی انتہائی تعریف ہے۔

[2] یعنی جسمانی موت کے بعد کوئی ایسا عذاب نہیں جسے دائمی موت قرار دیا جائے۔ مومن تو جنّت میں ہو گا جو دائمی حیات ہے۔ مگر یہ قول طنز کے طور پر ہے جو مومن کافر سے کہے گا۔

إِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾
ہم نے اسے ظالموں کے لیے ایک آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ أَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾
وہ ایک ایسا درخت ہے جو دوزخ کے پیندے میں اُگتا ہے۔

طَلْعُهَا كَأَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾
اُس کا پھل ایسا ہوتا ہے جیسا کہ سانپوں کے سر۔

فَإِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾
سو وہ اس درخت سے کھائیں گے اور اس سے اپنے پیٹ بھریں گے۔

ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾
اور اس کے علاوہ اُن کے پینے کے، پانی میں تیز اُبلتا ہُوا پانی ڈالا جائے گا۔

ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾
پھر ان سب کو لَوٹا کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾
انھوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا۔

فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾
اور وہ بھی اُن کے نقوشِ قدم پر دوڑ پڑے۔

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾
اور ان سے پہلے بہت سی پہلی قومیں بھی گمراہ ہو چکی ہیں۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾
اور ہم ان میں رسول بھیج چکے ہیں۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾
پھر دیکھو جن کو ڈرایا گیا تھا، ان کا انجام کیا ہُوا؟

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾
سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔ ع ۲

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾
اور ہمیں (رسولوں میں سے) نوح نے بھی پکارا تھا اور ہم بڑا اچھا جواب دینے والے ہیں

وَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾
اور ہم نے اس کو بھی اور اس کے اہل کو بھی بڑی گھبراہٹ سے نجات دی تھی۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾
اور صرف اس کی اولاد کو ہی دنیا میں باقی رکھا تھا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾
اور اس کے بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا ذکرِ خیر قائم رکھا تھا۔

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾
تمام قوموں کی طرف سے نوح پر سلامتی کی دُعا ہو رہی ہے۔

إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾
ہم محسنوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

إِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾
وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾
اور دوسرے لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا تھا۔

وَإِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَإِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾
اور اسی کی جماعت میں سے ابراہیم بھی تھا۔

إِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾
جب وہ اپنے رب کے حضور میں ایک ایسا دل لیکر آیا تھا جو (ہر قسم کے کفر و شرک سے) پاک تھا۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾
اور اس وقت اس نے اپنے باپ سے بھی اور اپنی قوم سے بھی پوچھا تھا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔

أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿٨٧﴾
کیا جھوٹ کی؟ یعنی اللہ کے سوا اور معبودوں کو چاہتے ہو۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨٨﴾
پس بتاؤ، تمھارا ربّ العالمین کی نسبت کیا خیال ہے ؟

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ﴿٨٩﴾
پھر اس نے ستاروں کی طرف دیکھا۔

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿٩٠﴾
اور کہا کہ میں بیمار[1] ہونے والا ہوں۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿٩١﴾
پس وہ لوگ[2] اُسے چھوڑ کر چلے گئے۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٩٢﴾
اور وہ بھی اُن کے معبودوں کی طرف چپکے سے چلا گیا اور انھیں دیکھ کر کہا، کیا تم کچھ کھاتے نہیں ؟

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿٩٣﴾
تمھیں کیا ہوا کہ تم بولتے بھی نہیں ؟

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿٩٤﴾
پھر چپکے سے اپنے دائیں ہاتھ سے ایک کاری ضرب اُن پر لگائی۔

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٥﴾
جب لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔

قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٦﴾
(ابراہیم نے اُن سے) کہا، کیا تم اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے (بتوں) کی پوجا کرتے ہو۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾
حالانکہ اللہ نے ہی تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تمھارے عمل[3] کو بھی۔

قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٨﴾
ان سب (لوگوں) نے کہا کہ اس کے اردگرد ایک دیوار کھڑی کرو (اور اس میں آگ جلاؤ) پھر اس کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔

فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٩﴾
اور انھوں نے اس سے ایک چالاکی[4] کرنی چاہی مگر ہم نے ان کو نہایت رُسوا کر دیا۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿١٠٠﴾
اور ابراہیم نے کہا، میں اپنے ربّ کی طرف جاؤں گا وہ مجھے ضرور کامیابی کا رستہ دکھائے گا۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠١﴾
(اور کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠٢﴾
تب ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔

---

[1] یعنی اپنی قوم کے دستور کے مطابق ستاروں کی چال سے اندازہ لگایا۔ حالانکہ جیسا کہ قرآن کریم بتا چکا ہے۔ ابراہیمؑ ان باتوں پر ایمان نہیں رکھتا تھا مگر اپنی قوم کو شرمندہ کرنے کے لیے اس نے کہا کہ تمھاری جوتش کے اصول سے تو بیمار ہونے والا ہوں۔ مگر دیکھنا کہ خدا تعالیٰ مجھے کیا توفیق دیتا ہے اور تم کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔

[2] کیونکہ وہ ستاروں کی تاثیروں کو مانتے تھے۔

[3] یہ معنے نہیں کہ انسان کے سب عمل جبری ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ہاتھ پاؤں جن سے تم عمل کرتے ہو خدا تعالیٰ کے ہی پیدا کردہ ہیں ورنہ قرآن کریم میں متواتر بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر جبر کرتا تو سب دنیا کو ہدایت دیتا۔ بدی کے لیے وہ کبھی جبر نہیں کرتا۔ اور چونکہ نیکی جبر سے کروانی بھی بے فائدہ ہے نیکی کے لیے بھی وہ جبر نہیں کرتا۔

[4] کَیْدٌ کا لفظ جب خدا تعالیٰ کے لیے آئے تو اس کے معنے محض تدبیر کے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر انسان کے لیے ہو تو اس کے معنے چالاکی کے ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْٓ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

پھر جب وہ لڑکا اس کے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہو گیا تو اس نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں تجھے ذبح کر رہا ہوں[1] پس تو فیصلہ کر کہ اس میں تیری کیا رائے ہے۔ (اس وقت بیٹے نے) کہا اے میرے باپ جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو انشاء اللّٰہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۴﴾

پھر جب وہ دونوں فرمانبرداری پر آمادہ ہو گئے اور اس (یعنی باپ) نے اس (یعنی رضامندی ظاہر کرنے والے بیٹے) کو ماتھے کے بل گرا لیا۔[2]

وَنَادَيْنٰهُ أَنْ يّٰٓإِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۵﴾

اور ہم نے اس (یعنی ابراہیم) کو پکار کر کہا، اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

تو اپنی رؤیا پوری کر چکا، ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ[3] دیا کرتے ہیں۔

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۷﴾

یہ یقیناً ایک کھلی کھلی آزمائش تھی۔

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۸﴾

اور ہم نے اس (یعنی اسمٰعیل) کا فدیہ[4] ایک بڑی قربانی کے ذریعہ سے دے دیا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور بعد میں آنے والی قوموں میں اس کا نیک ذکر باقی رکھا۔

---

[1] اس خواب کے اصل معنے یہ تھے کہ تجھے مکّہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ کر آنے والا ہوں۔ جو ایک قسم کی موت ہے اور یہ تعبیر لفظاً پوری ہوئی گو چھری سے ذبح کرنا لفظاً پورا نہ ہوا۔

[2] جو معنے ہم نے اوپر کے نوٹ میں بیان کیے ہیں وہ قرآنی الفاظ کے خلاف نہیں۔ کیونکہ قرآنی الفاظ میں بھی استعارۃً "مکہ" میں اسمٰعیلؑ کے چھوڑ آنے کو موت کے قائمقام بتایا گیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں حضرت اسمٰعیلؑ کا ظاہری طور پر ذبح کیا جانا نہ قرآن سے ثابت ہے اور نہ بائیبل سے۔ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لگے تو انھیں آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ! تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیوں کہ میں اب جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اور پھر انھوں نے پیچھے نگاہ کی تو ایک مینڈھا دیکھا جسے انھوں نے اسماعیلؑ کی جگہ ذبح کر دیا (پیدائش باب[22] نیز دیکھو نوٹ[4])۔
حدیثوں میں بھی کہیں حضرت اسماعیلؑ کو چھری سے ذبح کرنے کا ذکر نہیں بلکہ یہی ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کی والدہ کو مکّہ میں چھوڑ آئے تھے اور پھر جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے اور شکار کے لیے جنگلوں میں جانے لگ گئے تو اس زمانہ میں حضرت ابراہیمؑ فلسطین سے اُن کو ملنے کے لیے گئے تھے۔

[3] یعنی تو اور تیرا بیٹا قربانی کے لیے تیار ہو گئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے تم کو قرب کا مقام بخشا جو محسنوں کا بدلہ ہے۔

[4] یاد رکھنا چاہیئے کہ بنو اسرائیل کہتے ہیں کہ قربانی کے لیے اسحاقؑ کو چُنا گیا تھا اور وہی پلوٹھا تھا۔ مگر قرآن کریم اس کے خلاف اسماعیلؑ کا نام لیتا ہے اور وہی سچّا ہے۔ کیونکہ بائیبل کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو وہ کہتی ہے کہ پلوٹھا یعنی سب سے بڑا بیٹا قربان ہوگا۔ اور سب سے بڑا بیٹا خود بائیبل کے قول کے مطابق اسمٰعیلؑ تھا نہ کہ اسحٰقؑ (پیدائش باب[16] آیت ۱۵) پس جہاں جہاں بھی قربانی کے ذکر میں کسی بیٹے کا ذکر ہے وہاں مراد اسمٰعیلؑ ہے نہ کہ کوئی اور۔ جب حضرت اسماعیل نے قربان ہونے پر آمادگی ظاہر کی تو چونکہ خواب کی اصل تعبیر یہ تھی کہ اسماعیلؑ کو ایک بے آب گیاہ وادی میں چھوڑ آؤ خدا تعالیٰ نے الہام کیا کہ ظاہری قتل کے مقابلہ میں جنگل میں رہ کر ہر وقت کی موت قبول کرنا بہتر فدیہ ہے تم اور تمھارا بیٹا اس فدیہ کو قبول کرو تو خدا تعالیٰ کے مقرب ہو جاؤ گے اور سمجھ لیا جائے گا کہ تم نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا ہے اور تمھارے بیٹے نے اپنی خوشی سے ذبح ہونا منظور کر لیا ہے۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۱۰﴾	ابراہیم پر سلامتی نازل ہوتی رہے۔
كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾	ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	وہ یقیناً ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔
وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۳﴾	اور ہم نے اُسے اسحاق کی بھی خبر دی تھی جو نبی تھا اور صالحین میں سے تھا۔
وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۴﴾ ع ۴	اور ہم نے اس (یعنی ابراہیم) پر اور اسحاق پر برکتیں نازل کیں اور ان کی اولاد میں سے بھی کچھ لوگ پورے فرمانبردار تھے اور بعض اپنی جانوں پر کھلا کھلا ظلم کرنے والے تھے۔
وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۵﴾	اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی احسان کیا تھا۔
وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۶﴾	اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو ایک بڑے غم اور بوجھ سے نجات دی تھی۔
وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور ہم نے ان سب کی مدد کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ غالب ہو گئے۔
وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۸﴾	اور ہم نے ان کو ایک کامل کتاب دی جو تمام احکام کو کھول کھول کر بیان کرتی تھی۔
وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۹﴾	اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھا راستہ دکھایا تھا۔
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	اور آنے والی قوموں میں اُن کے لیے ذکرِ خیر چھوڑا تھا۔
سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾	موسیٰ اور ہارون پر ہمیشہ سلامتی ہوتی رہے۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾	ہم اسی طرح محسنوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔
اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	وہ دونوں ہمارے مومن بندے تھے۔
وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾	اور الیاس یقیناً رسولوں میں سے تھا۔
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۵﴾	(یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا، کیا تم تقویٰ نہیں کرتے۔
اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	کیا تم بعل بُت کو پکارتے ہو؟ اور جو بہترین پیدائش کرنے والا ہے (یعنی اللہ) اُسے چھوڑتے ہو۔
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۷﴾	جو تمہارا بھی ربّ ہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی ربّ ہے۔
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۸﴾	(یہ سُن کر) اس کی قوم نے اس کو جھٹلایا۔ پس وہ یقیناً عذاب کے لیے پیش کیے جائیں گے۔
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۹﴾	سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے (کہ اُن سے یہ معاملہ نہیں ہوگا)
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	اور ہم نے اس (یعنی الیاس) کے لیے آخری قوموں میں ذکرِ خیر چھوڑا۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۱﴾	الیاسینؑ[1] پر ہمیشہ ہمیش سلامتی ہوتی رہے۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾	ہم اسی طرح محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	وہ (یعنی پہلا الیاس) ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔
وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۴﴾	اور لُوط بھی یقیناً مرسلوں میں سے تھا۔
اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۵﴾	(چنانچہ یاد کرو اس وقت کو) جبکہ ہم نے اس کو اور اس کے اہل کو بھی سب کے سب کو
اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾	ایک بڑھیا عورت کے سوا جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی نجات دی۔
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۷﴾	پھر ہم نے باقی سب کو تباہ کر دیا۔
وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۸﴾	اور تم اُن (کے علاقہ) پر سے کبھی صبح کے وقت اور کبھی شام کے وقت گذرتے ہو[2]
وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾	کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔
وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۰﴾	اور یُونس بھی یقیناً رسولوں میں سے تھے۔
اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۱﴾	(یاد کرو) جب وہ بھاگ کر ایک ایسی کشتی کی طرف گئے جو پُر ہونے[3] والی تھی۔
فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۲﴾	(اور طوفان نے اُن کو آلیا اور ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا) تب انہوں نے (باقی سب سواروں سے مل کر) قرعہ اندازی کی اور (چونکہ قرعہ میں ان کا نام نکلا) وہ (قرعہ کی رُو سے) دریا میں پھینکے جانے والے ہو گئے۔
فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾	جس پر اُسے ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا جبکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہا تھا۔
فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۴﴾	اور اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا،
لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۵﴾	تو اس مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک پڑا رہتا (یعنی مر جاتا)
فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۶﴾	پھر ہم نے اس کو ایک کھلے میدان میں پھینک دیا[4]، جبکہ وہ بیمار تھا۔
وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۷﴾	اور ہم نے اس کے پہلو میں ایک کدّو کا درخت اُگایا۔

[1] بعض نے کہا ہے کہ یہ الیاس کی قرأت ہے مگر یہ درست نہیں۔ الیاس کی جمع الیاسین بھی ہوتی ہے۔ اور یہودی اور اسلامی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ الیاس تین ہیں۔ ایک الیاسؑ جو حضرت موسیٰؑ سے پہلے گذرے تھے۔ اور ایک یحییٰؑ جن کا نام پیشگوئی میں الیاس آیا تھا۔ اور حضرت مسیحؑ نے بھی ان کو الیاس قرار دیا ہے۔ اور ایک آخری زمانہ میں آنے والا الیاس جو مسیح موعودؑ سے پہلے اسی طرح ظاہر ہونا تھا جس طرح مسیح ناصریؑ کے لیے یحییٰؑ تھے۔ یہ الیاس حضرت سیّد احمد بریلوی تھے جن کی قبر اس وقت بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں ہے۔

[2] دیکھو سورۂ حجر آیت ۷۷، نوٹ ۵ ۔ [3] دیکھو نوٹ سورۂ شعراء آیت ۱۲۰ ۔

[4] یعنی مچھلی کے دل میں تحریک کی کہ وہ قے کر کے اس کو میدان میں پھینک دے۔

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

اور ہم نے اس کو ایک لاکھ سے کچھ زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا۔

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۹﴾

پس وہ سب ایمان لے آئے اور ہم نے ایک لمبے عرصہ تک اُن[1] کو دنیوی فائدے پہنچائے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

پس تو اُن[2] سے پُوچھ کہ کیا تیرے ربّ کی تو بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں؟

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

کیا ہم نے فرشتوں کو مادہ کی شکل میں پیدا کیا اور وہ اُن کی پیدائش کے گواہ ہیں؟

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

کان کھول کر سُنو وہ اپنے دل کے گھڑے ہوئے جھوٹ کے مطابق یہ باتیں کرتے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

کہ اللہ کے بھی اولاد ہے۔ لیکن وہ قطعاً جھوٹے ہیں۔

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۴﴾

کیا اس نے بیٹے چھوڑ کر بیٹیاں چُن لی ہیں[3]۔

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

تمھیں کیا ہو گیا، کہ تم ایسے بے وقوفی کے فیصلے کرتے ہو۔

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

کیا تم سمجھتے نہیں۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۷﴾

کیا تمھارے پاس کوئی کُھلی کُھلی دلیل ہے؟

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۸﴾

پس اپنی اس کتاب کو لاؤ جس میں یہ لکھا ہے اگر تم سچے ہو۔

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور یہ لوگ اس کے (یعنی خدا کے) اور جنّوں کے درمیان رشتہ تجویز کرتے ہیں حالانکہ جنّ کے نام کی مستحق قوم (بڑے آدمی اور پہاڑوں پر رہنے والے) خوب جانتی ہے کہ وہ بھی اگر دین حق پر قائم نہ ہو گی تو اسے بھی عذاب کی کیفیت دکھائی جائے گی۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

اللہ اُن کی بیان کردہ باتوں سے پاک ہے (یعنی فرشتے بیٹیاں نہیں بلکہ عبادت گذار بندے ہیں)

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے (کہ وہ ایسا نہیں کرتے)

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

پس (سُن رکھو کہ) تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

---

[1] یعنی ایمان لانے والوں کو۔ [2] یعنی کفار مکّہ سے۔

[3] پہلی آیت میں تو یہ ذکر تھا۔ کفار یہ قرار دیتے ہیں کہ خدا کے بیٹے بھی ہیں اور بیٹیاں بھی ہیں حالانکہ قرآن کریم ان آیتوں سے بھرا ہُوا ہے کہ کفار خدا تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں یعنی بتوں اور فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت میں اس کے اُلٹ آتا ہے۔ یہ اختلاف نہیں کفار کی کئی اقسام ہیں۔ مسیحی خدا کا بیٹا تجویز کرتے ہیں اور اسی طرح یہودی بھی عُزیر کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے بُت پرست اور مکّہ کے بت پرست خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ چونکہ پہلی آیت میں یہ فرمایا تھا کہ بعض کفار خدا کے بیٹے مانتے ہیں۔ اور بعض کفار خدا کی بیٹیاں مانتے ہیں اس لیے دونوں کو ردّ کرنے کے لیے دوسری آیت میں فرمایا کہ خواہ وہ بیٹے بھی مانیں مگر اتنا تو مانا کہ خدا تعالیٰ نے بعض بیٹوں کے ہمراہ بعض بیٹیاں بھی اپنے گھر پیدا کر لی ہیں حالانکہ جیسا کہ قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے خواہ کافر کے کتنے بھی بیٹے ہوں اگر ایک بیٹی بھی پیدا ہو جائے تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔

مَآ اَنۡتُمۡ عَلَیۡهِ بِفٰتِنِیۡنَ ﴿۱۶۲﴾	خدا کے خلاف کسی کو بہکا نہیں سکتے۔
اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۶۳﴾	سوائے اس بدقسمت کے جو جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔
وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۱۶۴﴾	اور ہم سب کے لیے ایک مقررہ مقام ہے۔
وَّ اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ﴿۱۶۵﴾	اور ہم[1] سب خدا کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہیں۔
وَ اِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ﴿۱۶۶﴾	اور ہم سب تسبیح کرنے والے ہیں۔
وَ اِنۡ کَانُوۡا لَیَقُوۡلُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾	اور کبھی یہ لوگ (یعنی اہلِ مکہ) کہا کرتے تھے۔
لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِکۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶۸﴾	(کہ) اگر پہلی قوموں کی طرح کا رسول[2] ہمارے پاس بھی آتا ،
لَکُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۱۶۹﴾	تو ہم بھی اللہ کے برگزیدہ بندے بن جاتے۔
فَکَفَرُوۡا بِهٖ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾	پس انھوں نے اس (اللہ) کا انکار کر دیا اور وہ جلدی ہی اپنا انجام سمجھ جائیں گے۔
وَ لَقَدۡ سَبَقَتۡ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾	اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لیے پہلے گذر چکا ہے۔
اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿۱۷۲﴾	(جو یہ ہے) کہ ان کی مدد کی جائے گی۔
وَ اِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾	اور ہمارا لشکر (یعنی مومنوں کا گروہ) ہی غالب رہے گا۔
فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۱۷۴﴾	پس تو اُن سے ایک عرصہ کے لیے مُنہ موڑ لے۔
وَّ اَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۵﴾	اور اُن کو خوب دیکھتا رہ۔ وہ بھی عنقریب (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔
اَفَبِعَذَابِنَا یَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۱۷۶﴾	کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلدی مانگ رہے ہیں ؟
فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۱۷۷﴾	پس جب وہ (عذاب) اُن کے صحنوں پر نازل ہوگا تو وہ قوم جس کو ڈرایا گیا ہے اس کی صبح نہایت افسوسناک ہوگی۔
وَ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۱۷۸﴾	اور (ہم پھر کہتے ہیں کہ) ان سے کچھ عرصہ کے لیے مُنہ موڑ لو۔
وَّ اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۹﴾	اور اُن کا حال دیکھتے رہو اور وہ بھی یقیناً (اپنا انجام) دیکھ لیں گے
سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾	تیرا رب جو تمام بڑائیوں کا مالک ہے ، ان کی بیان کردہ باتوں سے پاک ہے۔
وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾	اور رسولوں پر ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی رہے گی۔
وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۸۲﴾ ع	اور سب تعریف اللہ کی ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

[2] ذِکۡر کے معنے قرآن کریم میں رسول کے بھی آئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا رَّسُوۡلًا (سورۃ طلاق ع ۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف ذکر یعنی رسول بھیجا ہے۔

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسَةُ رُكُوْعَاتٍ
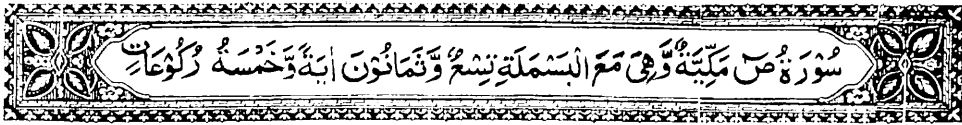
سُورۃ صٓ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نواسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ②

اس قرآن کو صادق خدا نے اُتارا ہے۔ ہم اس دعوٰی کے ثبوت میں قرآن کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو ہر قسم کی نصائح سے پُر ہے۔

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ③

لیکن جنھوں نے کفر کیا ہے وہ تکبر میں مبتلا ہیں اور (اپنی جھوٹی بات کو سچا کرنے کے لیے) اختلاف کرنا اُن کا شیوہ ہے۔

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ④

ہم نے کتنی ہی قومیں ان سے پہلے ہلاک کی ہیں جس پر انھوں نے فریاد کی، لیکن یہ وقت نجات کا نہیں ہوتا۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ⑤

اور وہ تعجب کرتے ہیں کہ اُن کے پاس اُنہی کی قوم میں سے ہوشیار کرنے والا آگیا۔ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو ایک فریبی[1] اور جھوٹا ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ⑥

کیا اس نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود[2] بنا دیا ہے؟ یہ بڑی عجیب بات ہے۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ⑦

اور ان میں سے بڑے لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یہاں سے چلو۔ اور اپنے معبودوں پر مضبوطی سے قائم رہو یہ (بات یعنی قرآن کا دعوٰی) یقیناً ایسی بات ہے کہ اس میں کچھ منصوبہ ہے (یعنی کسی غرض کے ماتحت کہی گئی ہے۔)

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ⑧

ہم نے اس (قسم کی بات) کا ذکر اپنے سے پہلی قوم میں کبھی نہیں سُنا یہ محض ایک جھوٹ ہے۔

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ

کیا ہماری ساری قوم میں سے اسی پر ذکر نازل ہوا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کو

---

[1] صٓ کے معنے صادق کے ہیں۔ یعنی اس قرآن کو صادق خدا نے اُتارا ہے۔

[2] ان کو یہ تعجب ہے کہ معبود تو در حقیقت کئی ہیں۔ یہ شخص جو ایک خدا کہتا ہے تو شاید اس نے سب معبودوں کو کوٹ کاٹ کر ایک معبود بنا دیا ہے۔ اس طرح اپنی حماقت کو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

مِنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨

میری طرف سے ذکر کے نازل ہونے میں ہی شبہ ہے (اصل میں یہ شبہ نہیں کہ اس شخص پر ذکر نازل ہوا یا نہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) انھوں نے اب تک میرا عذاب نہیں چکھا (اس لیے دلیر ہو گئے ہیں)

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝٩

تیرا ربّ جو غالب اور بخشنہار ہے، کیا اس کی رحمت کے خزانے انہی کے پاس ہیں (کہ چاہے دیں چاہے نہ دیں۔)

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝١٠

کیا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے اُن سب کی بادشاہت انہی کے قبضہ میں ہے؟ اگر ایسا ہے تو چاہیئے کہ رسّوں کے ذریعہ سے اوپر چڑھ جائیں (اور کوئی خدائی شہادت یعنی لکھی ہوئی کتاب لے آئیں جس کو کفار پڑھ سکیں جیسا کہ وہ محمد رسول اللہ سے مانگتے تھے)[1]

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝١١

ایک (غیر منتظم) منظم لشکر (کی ہم خبر دیتے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حملہ کرے گا مگر) آخر وہاں سے بھاگ جائے گا۔[2]

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝١٢

ان سے پہلے نوحؑ کی قوم اور عاد اور فرعون نے (بھی) جو بڑی طاقت والا تھا جھٹلایا تھا۔

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۝١٣

اسی طرح ثمود نے اور لُوط کی قوم نے اور ایکہ[3] والے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا یہ سب ایک (غیر منتظم) منظم گروہ تھے۔

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝١٤ ع ۱

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پس آخر میرا عذاب نازل ہو کے رہا۔

وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝١٥

اور یہ لوگ صرف ایک اچانک آنے والے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ نہیں ہوگا۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٦

اور کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہمارا حصّہ جو کچھ بھی ہے ہم کو جلدی سے حساب کے وقت سے پہلے ہی دے دے۔

---

[1] سورۂ بنی اسرائیل میں کفار کے ایسے ہی مطالبہ کا ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا گیا ہے (دیکھو بنی اسرائیل ع ۱۰)

[2] اس آیت میں غزوۂ احزاب کی پیشگوئی ہے۔ یہ آیت غزوۂ احزاب سے بلکہ ہجرت سے بھی پہلے نازل ہوئی تھی اور اس میں احزاب کے حملہ آور کافروں کی شکست کی خبر دی گئی تھی۔ سبحان اللہ!

[3] ایکہ کی تشریح کے لیے دیکھو سورۂ حجر نوٹ آیت ۷۹۔

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۸﴾

جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر تو صبر سے کام لے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کر جو بڑی طاقت کا مالک تھا یقیناً وہ بار بار خدا کی طرف جھکتا تھا۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِشْرَاقِۙ ﴿۱۹﴾

ہم نے پہاڑ کے رہنے والے لوگوں کو اس کے تابع کر دیا تھا اور وہ شام اور صبح تسبیح میں لگے رہتے تھے۔

وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةًؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۲۰﴾

اور بلند پرواز[1] انسانوں کو بھی جمع کر کے اس کے ساتھ لگا دیا تھا وہ سب کے سب خدا کی طرف جھکنے والے تھے۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۱﴾

اور ہم نے اس کی حکومت کو مضبوط کیا تھا اور اس کو حکمت اور قاطع دلیل بخشی تھی۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَۙ ﴿۲۲﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۳﴾

اور کیا تمھیں اُن دشمنوں کی خبر معلوم ہے جبکہ وہ دیوار پھاند کر اندر آگئے تھے۔ جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گیا۔ انھوں نے کہا ڈر نہیں ہم (دونوں) دو جھگڑنے والے فریق ہیں ہم میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کر رہا ہے پس تو ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دے اور ظلم نہ کیجیو اور ہماری سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کر۔

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۴﴾

یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے[2] دُنبیاں ہیں اور میری صرف ایک دُنبی ہے پھر بھی وہ کہتا ہے کہ اپنی دُنبی مجھے دے دے۔ اور بحث میں مجھے دبایا جاتا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

اس پر (داؤد نے) کہا تیری دُنبی طلب کرنے میں اس نے[3] ظلم سے کام لیا ہے اور بہت سے شرکا ایسے ہوتے ہیں جو ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں سوائے مومنوں کے

---

[1] طیر اور جبال کی تشریح کے لیے دیکھو سورۂ سبا آیت ۱۱۔

[2] مفسر کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں، مگر ایک جرنیل کی بیوی آپ کو پسند آگئی۔ انھوں نے جرنیل کو خطرناک مقام پر بھجوا دیا تا مارا جائے پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے سبق دینے کے لیے فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے نعوذ باللہ یہ دُنبیوں والا جھوٹ بنایا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کی بادشاہت جب لمبی ہو گئی تو اُن کے دشمنوں نے سر اُٹھانا شروع کیا۔ اور ان کے دشمن گھر میں کود کر آگئے۔ جب حضرت داؤدؑ کو چوکس پایا تو ڈر گئے کہ ایک آواز پر باڈی گارڈ جمع ہو جائیں گے اور گھبراہٹ میں یہ قصّہ گھڑ کر سنایا جس کی تعبیر درحقیقت یہ تھی کہ انھوں نے حضرت داؤدؑ پر یہ الزام لگایا کہ تم طاقتور ہو کر اردگرد کے غریب قبائل کو کھاتے جاتے ہو حالانکہ وہ تعداد میں تھوڑے ہیں اور تم زیادہ ہو۔ لیکن یہ بات غلط تھی حضرت داؤدؑ کا ملک بہت چھوٹا تھا اور ان کے اردگرد کے قبائل عراق تک پھیلے ہوئے تھے جن کی تعداد حضرت داؤدؑ کے قبیلہ کی تعداد سے سینکڑوں گُنے زیادہ تھی۔

[3] یعنی اگر یہ تمثیل سچ ہے۔ ورنہ وہ جانتے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ﴿٢٥﴾ السجدة

اور اُن کے جو ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں اور وہ لوگ تھوڑے ہیں۔ اور داؤد کو یقین ہوگیا کہ ہم نے اُسے آزمائش میں ڈالا ہے[1] (یعنی دشمنوں کے سر اُٹھانے کی وجہ سے) پس اُس نے اپنے ربّ سے استغفار کرنا شروع کیا اور اطاعت ظاہر کرتے ہوئے زمین پر گر گیا اور (خدا کی طرف) متوجہ ہوگیا۔

فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٦﴾

تب ہم نے اس کی ان سب کمزوریوں پر پردہ ڈال دیا،[3] کیونکہ حقیقۃً داؤد ہمارا مقرب تھا اور اسے ہمارے پاس اچھا ٹھکانا ملے گا۔[4]

يٰدَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ ع

(پھر ہم نے اسے کہا) اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ حکم کر اور اپنی خواہش کی پیروی مت کر۔ وہ تجھے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔ وہ لوگ جو کہ اللہ کے راستہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کو سخت عذاب ملتا ہے کیونکہ وہ حساب کے دن کو بھلا بیٹھتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٨﴾

اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے اس کو یونہی ضائع ہونے والا نہیں بنایا، یہ گمان اُن لوگوں کا ہے جو کافر ہیں۔ پس کافروں پر آگ کے عذاب کی وجہ سے ہلاکت نازل ہونے والی ہے۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٩﴾

کیا ہم مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کو زمین کے اندر فساد کرنے والوں کے برابر سمجھ لیں۔ یا ہم متقیوں کو فاجروں کے برابر سمجھ لیں۔

كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيٰتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبٰبِ ﴿٣٠﴾

یہ (قرآن) ایک کتاب ہے، جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے سب خوبیوں کی جامع ہے تاکہ وہ اس (اللہ) کی باتوں پر غور کریں اور تاکہ عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمٰنَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣١﴾

اور ہم نے داؤد کو سلیمان بخشا اور وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا وہ خدا کی طرف بہت ہی جھکنے والا تھا۔

---

[1] یعنی دشمنوں کو ایسی جرأت کا پیدا ہو جانا ہے کہ فتنہ ملک میں سر اُٹھا رہا ہے۔

[2] یعنی اس طرح کا واقعہ بادشاہ کے ساتھ کبھی پیش نہیں آسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا منشا بھی ویسا ہی نہ ہو تبھی "ہم نے اُسے آزمائش میں ڈالا ہے" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اور مراد یہ ہے کہ اس فیصلہ میں نظامِ آسمانی شامل ہے۔

[3] یہ کمزوریاں جسمانی تھیں، روحانی نہیں تھیں۔

[4] اگر واقعہ میں وہ کسی کی بیوی چھینتا یا کمزور قبائل کو ظلماً اپنے ماتحت کرتا تو ہمارا پیارا کس طرح ہو سکتا تھا۔

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۲﴾

اور یاد کر جب اس کے سامنے شام کے وقت اعلیٰ درجہ کے گھوڑے پیش کیے گئے۔

فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۳﴾

تو اس نے کہا، میں دنیا کی اچھی چیزوں سے اس لیے محبّت رکھتا ہوں کہ وہ مجھے میرے رب کی یاد دلاتی ہیں، یہاں تک کہ جب وہ گھوڑے اوٹ میں آ گئے۔

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۴﴾

(اس نے کہا) اُن کو میری طرف واپس لاؤ (جب وہ آئے) تو وہ اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تھپکنے لگا۔[2]

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۵﴾

اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور اُس کے تخت پر ایک بے جان[3] جسم کو بٹھانے کا فیصلہ کر لیا، پھر جب یہ نظارہ اس نے کشف میں دیکھا، تو وہ اپنے ربّ کی طرف جھکا۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۶﴾

اور اس (سلیمان) نے اپنے بیٹے کی حقیقت خدا سے معلوم کر کے کہا کہ اے میرے ربّ میرے عیبوں کو ڈھانک دے اور مجھ کو ایسی بادشاہت[4] عطا کر جو میرے بعد آنے والی اولاد کو ورثہ میں نہ ملے تو یقیناً بڑا بخشنہار ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۷﴾

اور ہم نے اس کے لیے ہوا کو خدمت پر لگا دیا جو اُن کے حکم کے مطابق جدھر وہ جانا چاہتے تھے نرمی سے اسی طرف کو چلنے لگتی۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۸﴾

اسی طرح ہم نے سرکش شیطانوں کو یعنی ان میں سے تمام انجنیروں اور معماروں کو اسی طرح غوطہ خوروں کو اس کی خدمت پر لگا دیا تھا

---

[1] قرآن کریم میں اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ ہے مفسرین نے کہا ہے کہ گھوڑے دیکھتے ہوئے نماز کا وقت جاتا رہا لیکن اصل مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں کو میں نے خدا کی یاد میں خریدا ہے یعنی جہاد کے لیے اور یہی بات نبی کے شایانِ شان ہے۔ نہ وہ جو کہ مفسرین کہتے ہیں۔ چنانچہ عَنْ کے معنے لغت میں "سبب سے" کے بھی ہیں (اقرب)

[2] قرآن کریم میں مَسْح کا لفظ ہے جس کے معنے تھپکنے اور کاٹ ڈالنے دونوں کے ہوتے ہیں۔ مفسرین چونکہ ایک غلطی کر چکے تھے اُنھوں نے کاٹ ڈالنے کے معنے کو تھپکنے کے معنے پر ترجیح دی اور آیت کے یہ معنے کر دیئے کہ گھوڑے واپس بلا کر اس غصہ میں کہ ان کے دیکھنے میں نماز جاتی رہی، ان کو کاٹ ڈالا۔ حالانکہ یہ فعل ایک مجنون کا تو ہو سکتا ہے خدا کے نبی کا نہیں ہو سکتا۔ حقیقتہً اس جگہ یہی ذکر ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے گھوڑے واپس بلائے اور چونکہ اُن کو جہاد کے لیے پالا تھا ان کے پٹھوں پر ہاتھ مار کر تھپکنے لگے اور پیار کرنے لگے کہ میں نے ایسے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے جہاد کے لیے تیار کیے ہیں۔

[3] بے جان جسم سے مراد یہ ہے کہ ان کا وارث ایک ایسا بیٹا ہوگا جس کے اندر روحانی روح نہیں ہوگی بلکہ صرف مادی جسم ہوگا

[4] یہاں مُلک سے مراد نبوت یعنی روحانی بادشاہت ہے جو بعد میں آنے والوں کو بھی عطاء الہٰی کے طور پر ملتی ہے۔ والد سے ورثہ کے طور پر نہیں۔ اس لیے حضرت سلیمانؑ نے دعا کی کہ اے اللہ روحانی فضل بڑھا۔ دنیوی ترقی جو اولاد کے ہاتھوں ضائع ہو سکتی ہے مجھے اس کی خواہش نہیں۔

وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۹﴾
اور کچھ اور لوگوں کو بھی، جو زنجیروں[1] میں بندھے رہتے تھے۔

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾
یہ ہماری بے حساب عطا ہے[2]۔ پس خواہ تو اُن قوموں پر احسان کر، خواہ جتنی سختی[3] مناسب ہو، اُن سے کر۔

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۱﴾
اور اس (یعنی سلیمان) کو ہمارے نزدیک بہت قرب حاصل ہے اور ہمارے پاس اس کا بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۲﴾
اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر جب اس نے اپنے ربّ کو یہ کہتے ہوئے پکارا کہ مجھے ایک کافر دشمن نے بڑی سخت تکلیف اور عذاب پہنچایا ہے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۳﴾
(ہم نے اسے کہا کہ) اپنی سواری کو ایڑی مار۔ یہ (سامنے) ایک نہانے والا پانی ہے جو ٹھنڈا بھی ہے اور پینے کے قابل بھی (یعنی صاف ہے)

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۴۴﴾
اور ہم نے اس کو اس کے اہل بھی دیئے اور اُن جیسے اور بھی اپنے رحم سے دیئے اور عقل والوں کے لیے ایک نصیحت کا سامان بھی بخشا۔

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۵﴾
اور (ایوب سے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں ایک کھجور کی گچھے دار[4] ٹہنی پکڑ لے اور اس کی مدد سے تیزی کے ساتھ سفر کر[5] (یعنی اس سے مار مار کر سواری کے جانور کو دوڑا) اور حق سے باطل کی طرف مائل نہ[6] ہو۔ ہم نے اس (یعنی ایوب) کو صابر پایا تھا وہ بہت اچھا بندہ تھا۔ وہ یقیناً خدا کی طرف کثرت سے جھکنے والا تھا۔

---

[1] پرانے زمانہ میں غلاموں کو خصوصاً جو سمندر میں کام کرتے تھے، زنجیروں میں باندھ کر رکھتے تھے، تا وہ کشتی سے کود کر کہیں بھاگ نہ جائیں۔ رومی تاریخ اس پر شاہد ہے اور اس جگہ پر سمندر میں کام کرنے والے ملاحوں کا ہی ذکر ہے کیونکہ اوپر کشتیوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو دُور دُور جاتی تھیں۔

[2] یعنی ہمارے فضل سے یہ کامیاب بیڑے تجھے ملے ہیں اور تجھے سرکش قوموں پر قبضہ ملا ہے۔

[3] اس سے پتہ لگتا ہے کہ جنگی قیدیوں پر اس حد تک سختی کی جاسکتی ہے جس سے ان کو بھاگنے سے روکا جائے اس سے زیادہ سختی کرنی جائز نہیں۔

[4] پہاڑی لوگ لمبی شاخ جس کے آگے پتے ہوتے ہیں مار کر گھوڑے کو دوڑاتے ہیں۔ اسی حالت کا یہاں ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوب پہاڑ کے رہنے والے تھے۔ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے کہ ضِغْث کے معنے کھجور کی گچھے دار ٹہنی کے بھی ہوتے ہیں (جلد ۸ صـ ۱۱۷)

[5] ضَرَبَ کے معنے سفر کرنے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب الموارد)

[6] حِنْث کے معنے ہوتے ہیں حق سے باطل کی طرف مائل ہونا۔ اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ دشمن تجھ کو ہدایت سے پھرا کر اپنی طرف لانا چاہتے ہیں لیکن گو تو فطرتاً ایسا نہیں کر سکتا پھر بھی دشمنوں کی مخالفت کی وجہ سے تجھے تکلیفیں پہنچیں گی۔ سو ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ ایک سواری پر بیٹھ جا اور ایڑیاں اور ٹہنیاں مار مار کر اس کو دوڑا (یعنی تیزی سے دشمن کے ملک سے نکل جا تا کہ دشمن کا تجھ پر قبضہ نہ رہے اور تو اُن کے باطل سے جس طرح روحانی طور پر محفوظ ہے جسمانی طور پر بھی محفوظ ہو جائے۔

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ﴿۴۶﴾

اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو، جو بڑے فعّال[1] اور دُور اندیش تھے۔

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴿۴۷﴾

ہم نے اُن کو ایک خالص بات کے لیے چُن لیا تھا، اور وہ اصل گھر (یعنی آخرۃ) کی یاد تھی۔

وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ﴿۴۸﴾

اور وہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بڑی خیر والے لوگ تھے۔

وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ﴿۴۹﴾

اور اسمٰعیل[2] اور الیسع (یعنی الیسعیاہ) کو یاد کرو۔ اور ذُوالکفل (یعنی حزقیل[3]) کو (یاد کرو) اور یہ سب کے سب ہمارے نہایت نیک بندوں میں سے تھے۔

هٰذَا ذِكْرٌ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ﴿۵۰﴾

یہ (تذکرہ) اُن لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیے ایک یاد دہانی ہے اور متقیوں کے لیے یقیناً نہایت اعلیٰ درجہ کا ٹھکانا مقرر ہے۔

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴿۵۱﴾

(یعنی) ہمیشہ رہنے والے باغات جن کے دروازے ہمیشہ اُن کے لیے کھلے رہیں گے۔

مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّ شَرَابٍ﴿۵۲﴾

وہ اس میں تکیے لگا کر بیٹھے ہوتے ہوں گے، وہ اس میں ہر قسم کا میوہ جو بڑی مقدار میں ہوگا طلب کریں گے اور اسی طرح پینے کی چیز بھی۔

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ﴿۵۳﴾

اور اُن کے پاس نظریں نیچے رکھنے والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ﴿۵۴﴾

یہ وہ باتیں ہیں جن کا تم سے قیامت کے دن ملنے کا وعدہ کیا جاتا ہے،

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ﴿۵۵﴾

یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔

هٰذَا وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ﴿۵۶﴾

یہ (مومنوں کی موعودہ چیز ہے) لیکن سرکشوں کے لیے بہت بُرا ٹھکانا (مقرر) ہے،

جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ﴿۵۷﴾

یعنی جہنّم جس کے اندر وہ داخل ہونگے اور وہ بُری رہنے کی جگہ ہے۔

هٰذَا فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ﴿۵۸﴾

یہ (کفار کی موعودہ چیز ہے) پس چاہیئے کہ وہ اس سے چکھیں یعنی گرم پانی اور زخموں کے دھوون کو۔

وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ﴿۵۹﴾

اور اسی (گروہ) کے مشابہ کچھ اور گروہ بھی ہونگے (جن کے اعمال آپس میں ملتے جلتے ہونگے)

---

[1] یہ اُولِی الْاَیْدِیْ کا ترجمہ ہے۔ یَدٌ یعنی ہاتھ کام پر دلالت کرتا ہے۔ پس جن کے بہت ہاتھ تھے درحقیقت وہ بہت کام کرنے والے تھے۔ اور دُور اندیش اُولِی الْاَبْصَارِ کا ترجمہ ہے کیونکہ بہت سی آنکھوں سے مراد دُور اندیشی ہی ہوسکتی ہے۔

[2] دیکھو نوٹ سورۃ انعام آیت ۸۶۔

[3] ذُوالکفل کے حزقیل ہونے کے متعلق دیکھو تفسیر سورۃ انبیاء آیت ۸۶۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۶۰﴾	(ان میں سے ایک جماعت ایک پہلی جماعت کی طرف اشارہ کرکے کہے گی) یہ بھی ایک گروہ ہے جو تمہارے ساتھ جہنّم میں داخل ہوگا (اور) ان کو کوئی خوش آمدید کہنے والا نہ ہوگا وہ ضرور جہنّم میں داخل ہونگے۔
قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۱﴾	(اس پر) وہ گروہ جس سے یہ بات کہی جائے گی کہے گا، ہمارا ذکر چھوڑو تم بھی ایسے لوگ ہو کہ جن کو خوش آمدید کہنے والا کوئی نہیں تم نے (ہم کو بہکا بہکا کر) اس (دوزخ) کو ہمارے لیے آگے بھیجا[1] تھا اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔
قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۲﴾	(اس پر) وہ گروہ جس سے وہ یہ باتیں کہیں گے کہیگا۔ اے ہمارے ربّ! جس کسی نے (بھی تیری نظر میں) ہمارے لیے اس دوزخ کو آگے بھیجا ہے (یعنی ہمارے لیے ممکن بنایا ہے) تو اس کو آگ میں زیادہ سے زیادہ عذاب دے۔
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۳﴾	اور (اس وقت دوزخی) کہیں گے ہمیں کیا ہوا کہ ہم آج ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرا قرار دیا کرتے تھے۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۴﴾	کیا ہم اُن کو (یونہی اپنے دلی خیال کی وجہ سے) حقیر سمجھتے تھے یا اس وقت ہماری آنکھیں کج ہوگئی ہیں (اور وہ ہمیں نظر نہیں آتے)
اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۵﴾	؏ ۴ دوزخیوں کا یہ جھگڑا ایک سچّی بات ہے اور ایسا ہی ہو کر رہے گا۔
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ڰ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۶﴾	تو (ان سے) کہہ دے کہ مَیں تو صرف ایک ڈرانے والا ہوں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا (اور) غالب ہے۔
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۷﴾	آسمانوں اور زمین کا ربّ ہے، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، اس کا بھی۔ (وہ) غالب ہے (اور اس کے باوجود) بخشنے والا[2] ہے۔

[1] یعنی ایسے اعمال اور عقیدے ہمارے سامنے پیش کیے جن کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہمیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑا۔

[2] دنیا میں تو انسان یہ کرتے ہیں کہ جب غالب آجائیں تو اپنے دشمن کو پیس ڈالتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے متعلق آتا ہے کہ وہ غالب بھی ہے اور بڑا بخشنے والا بھی۔ یعنی تمام کافر اس کے قبضہ میں ہیں پھر بھی وہ سزا دینے میں ڈھیلا ہے اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق بتائے گئے ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (بخاری) یعنی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات حسنہ بیان کی گئی ہیں وہ ساری کی ساری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھیں پس گو یہ الفاظ خدا تعالیٰ کے لیے بولے گئے ہیں لیکن ان سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ چنانچہ فتح مکّہ کے موقعہ پر آپ نے یہی نمونہ دکھایا کہ جب سارے کفار جو رات اور دن آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دُکھ دیتے تھے آپ کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ۔ آج تم میں سے کسی پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ (سیرۃ حلبیہ و زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ و ۳۰۳ مطبوعہ مطبع ازہریہ مصر)

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ۝٦٨

تُو کہہ دے، کہ یہ ایک بڑی خبر ہے۔

أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۝٦٩

(مگر) تم اِس سے مُنہ پھیر رہے ہو۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰٓ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝٧٠

مجھے بلند شان فرشتوں کا کوئی علم نہیں تھا جبکہ وہ (یہ) بحث کر رہے تھے (کہ اس زمانہ میں ہدایت دینے کے لیے کون شخص مناسب ہے)

إِن يُوحَىٰٓ إِلَيَّ إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٧١

مجھے تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ مَیں کھول کھول کر بیان کرنے والا نذیر (یعنی نبی) ہوں۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي خَٰلِقٌۢ بَشَرًا مِّن طِينٍ ۝٧٢

(یاد کر) جبکہ تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ مَیں گیلی مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں۔

فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُۥ سَٰجِدِينَ ۝٧٣

پس جب مَیں اُسے مکمّل کر لُوں اور اُس میں اپنا کلام ڈال دوں، تو تم لوگ فرمانبرداری کے ساتھ اس کے آگے جُھک جاؤ۔

فَسَجَدَ الْمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝٧٤

پس سب کے سب ملائکہ نے اس کی فرمانبرداری اختیار کر لی۔

إِلَّآ إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَٰفِرِينَ ۝٧٥

سوائے ابلیس کے جس نے تکبّر کیا اور وہ پہلے سے ہی کافر تھا۔

قَالَ يَٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝٧٦

(اللہ نے) فرمایا، اے ابلیس! تجھے کس نے اس بات سے روکا کہ جس کو مَیں نے اپنے دونوں ہاتھوں[۱] سے بنایا تھا اس کی فرمانبرداری کرتا۔ کیا تُو نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا یا تو واقعہ میں میرے حکم ماننے سے بالا ہے۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُۥ مِن طِينٍ ۝٧٧

(شیطان نے) کہا کہ مَیں کم سے کم اس شخص (یعنی آدم) سے اچھا ہوں تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو گیلی مٹی[۲] سے پیدا کیا ہے۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝٧٨

اِس پر (اللہ نے) فرمایا، اس (جگہ) سے نکل جا۔ کیونکہ تو ہماری درگاہ سے دھتکارا گیا ہے۔

وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝٧٩

اور جزا سزا کے وقت تک تجھ پر ہماری دھتکار پڑتی رہے گی۔

قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝٨٠

اِس پر اس نے کہا اے میرے ربّ! (اگر ایسا ہی کرنا ہے) تو مجھے اس وقت تک مہلت دے جب تک ان کو زندہ کر کے پھر کھڑا کر دیا جائے۔

---

[۱] یعنی تمام صفات اس کے اندر جمع کر دی ہیں کیونکہ عربی میں تثنیہ جمع کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے (دیکھو فقہ اللغہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

[۲] آگ سے پیدا ہونے اور گیلی مٹی سے پیدا ہونے کی تشریح کے لیے دیکھو سورۃ اعراف آیت ۱۳ نوٹ ۳۳

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۱﴾
اس پر (اللہ نے) فرمایا، (یہی خواہش ہے) تو اپنے آپ کو ڈھیل دیئے جانے والوں میں سے سمجھ لے۔

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۲﴾
یہ (ڈھیل) ایک معلوم وقت تک ہو گی۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۳﴾
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۴﴾
تب اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان میں سے سب کے سب کو سوائے چیدہ بندوں کے گمراہ کروں گا۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۵﴾
تب (اللہ نے) فرمایا۔ کہ حقیقت یہ ہے۔ اور میں حقیقت ہی بیان کیا کرتا ہوں۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۶﴾
کہ میں جہنّم کو تجھ سے اور ان میں سے جو تیری اتباع کریں گے، سب سے بھر دوں گا۔

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۷﴾
تو کہہ دے کہ میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں تکلّف سے بات کرنے کا عادی ہوں۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۸﴾
یہ (قرآن) تو سب جہانوں کے لیے ایک نصیحت کی کتاب ہے۔

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۹﴾
اور تم کچھ عرصہ کے بعد اس کی خبر کو[1] سُن لو گے۔

---

[1] یعنی اس کی پیشگوئیاں پوری ہو جائیں گی۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ زمر۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چھہتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲

اس کتاب کا اُترنا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب (اور) سب کام حکمتوں کے ماتحت کرنے والا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۳

ہم نے تیری طرف یہ کتاب (یعنی قرآن) کامل سچائیوں پر مشتمل اُتاری ہے، پس تُو اطاعت کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کر۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۴

سُنو، اطاعت خالص اللہ ہی کا حق ہے اور جو لوگ اس کے سوا اور ہستیوں کو دوست بناتے ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب[1] کر دیں۔ اللہ اُن کے درمیان ان باتوں کے متعلق جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں فیصلہ کرے گا۔ اللہ یقیناً جھوٹے اور ناشکر گذار کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۵

اگر اللہ بیٹا بنانے کا ارادہ رکھتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چُن لیتا۔ وہ (حقیقی بیٹے کے نقص سے) پاک ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے (اور) غالب ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۶

اُس نے آسمانوں اور زمین کو ایک کامل مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ رات کو دن پر اُڑھا دیتا ہے اور دن کو رات پر اُڑھا دیتا ہے اور سورج اور چاند کو اُس نے ایک قانون کا پابند بنا کر کام پر لگا رکھا ہے دونوں (میں سے ہر ایک) ایک مقررہ مدّت کے لیے ایک رستہ پر چل رہے ہیں سنو! وہ بڑا غالب (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ

تم کو اس نے ایک جان سے پیدا کیا ہے۔ پھر اُس نے اسی جنس میں سے اس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لیے چارپایوں میں سے اس نے آٹھ جوڑے بنائے ہیں وہ تم کو تمہاری

---

[1] آج کل مسلمانوں میں سے ملحد اسی بہانہ سے شرک کرتے ہیں مگر پُرانے مشرکوں میں سے بھی بعض لوگ شرک کی یہی تاویل کرتے تھے۔

فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑦

ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے (یعنی) ایک پیدائش کے بعد دوسری پیدائش میں بدلتے ہوئے تین ظلمتوں[ۓ] میں سے گذار کر۔ یہ اللہ تمھارا ربّ ہے، بادشاہت اسی کے قبضہ میں ہے صرف وہی ایک معبود ہے پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑧

اگر تم کفر کرو تو اللہ تمھارا محتاج نہیں، اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو کبھی پسند نہیں کرتا، اور اگر شکر کرو تو وہ اس کو تمھارے لیے پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ[ۖ] اُٹھانے والی ہستی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اُٹھا سکتی اور تم سب کو اپنے ربّ کی طرف ہی لَوٹ کر جانا ہوگا تب وہ تمھیں تمھارے اعمال سے خبردار کرے گا وہ سینوں کے اندر کی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے[ۗ] والا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑨

اور جب کبھی انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اُسے پکارتا ہے پھر جب وہ انسان کو اپنی طرف سے نعمت عطا کر دیتا ہے تو انسان اس غرض کو بھول جاتا ہے جس کے لیے وہ خدا کو پکارتا تھا اور خدا کے شریک مقرر کر دیتا ہے تاکہ اس کے راستہ سے (لوگوں کو) گمراہ کر دے۔ تو کہہ دے (اے انسان) کچھ دیر اپنے کفر کی وجہ سے فائدہ اُٹھا لے آخر کار تو دوزخ میں پڑنے والا ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑩ ع

کیا جو شخص رات کی گھڑیوں میں سجدہ اور قیام کی صورت میں فرمانبرداری کا نمونہ دکھاتا ہے اور آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے ربّ کی رحمت کی امید رکھتا ہے (وہ نافرمان کی طرح ہو سکتا ہے) تو کہہ دے کیا علم والے لوگ اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں، نصیحت تو صرف عقلمند لوگ حاصل کیا کرتے ہیں۔

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ

(اسی طرح) کہہ دے کہ اے میرے مومن بندو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو۔ وہ لوگ جو اس دنیا میں (الٰہی) احکام کو پوری طرح ادا کرتے ہیں ان کے لیے

ۓ اس کے یہ معنے ہیں کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو تین وقت اس پر خطرہ کے آتے ہیں، جب ڈر ہوتا ہے کہ ذراسی بے احتیاطی سے اسقاط ہو جائے گا۔ یعنی دوسرے سے تیسرے مہینے تک۔ پھر تیسرے سے پانچویں مہینے تک اور پھر آٹھویں مہینے کے شروع میں۔ چنانچہ طبّی طور پر اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ یہ تین وقت ہی زیادہ تر اسقاط کے ہوتے ہیں۔

ۖ دیکھو نوٹ سورۃ انعام آیت ۱۶۵ ۔ ۗ یعنی دل کی باتوں کو۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۱﴾

(اگلے جہان میں) نیک بدلہ مقرر ہے اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے[1] صابروں کو اُن کا اجر[2] بغیر حساب کے پورا پورا دیا جائے گا۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۲﴾

تو کہہ دے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ اطاعت صرف اسی کے لیے مخصوص کر دوں۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مَیں سب سے بڑا فرمانبردار بنوں۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۴﴾

کہہ، اگر مَیں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں، تو مَیں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِیْ ﴿۱۵﴾

(اور پھر) کہہ دے کہ مَیں اللہ کی عبادت اپنی اطاعت کو صرف اس کے لیے وابستہ کرتے ہوئے کرتا ہوں۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

(باقی رہے تم) سو تم اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو (اور یہ بھی) کہہ دے کہ پوری طرح گھاٹے میں پڑنے والے لوگ وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو بھی اور اپنے رشتہ داروں کو بھی قیامت کے دن گھاٹے میں ڈال دیا سنو! یہی کھلا کھلا گھاٹا ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۷﴾

اُن کے اُوپر بھی آگ کے سائے ہونگے اور نیچے بھی آگ کے سائے ہوں[3] گے یہ وہ چیز ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۸﴾

اور جو لوگ سرکش ہستیوں کی فرمانبرداری سے بچتے ہیں اور اللہ کی طرف جھکتے ہیں ان کے لیے بڑی خوشخبری ہے پس تو میرے اُن بندوں کو خوشخبری دے

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾

جو ہماری بات کو سنتے ہیں اور پھر اس میں سے سب سے بہتر حکم کی اتباع کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی اور وہی لوگ عقل مند ہیں۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۲۰﴾

کیا وہ شخص جس پر عذاب کی پیشگوئی پوری ہو گئی (اُسے کوئی بچا سکتا ہے؟) (اور) کیا تو آگ میں پڑنے والوں کو بچا سکتا ہے۔

---

[1] یعنی اگر مومن بندوں کو کسی جگہ تکلیف پہنچے تو انھیں ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جانا چاہیئے۔

[2] یعنی اُن کا اجر ہوگا بھی بے حساب، اور بے حساب ہوتے ہوئے بھی بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

[3] یعنی ان کا اوڑھنا بچھونا آگ ہی ہوگا۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۱﴾

لیکن وہ لوگ جو اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کو کئی منزل والے مکان عطا ہونگے جن کے اوپر اور منزلیں مضبوطی کے ساتھ بنی ہوں گی۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی یہ اللہ کا ایک پختہ عہد ہے (اور) اللہ اپنے وعدں کو توڑا نہیں کرتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۲﴾ ع

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا ہے۔ پھر اس کو زمین میں سے چشمے بنا کر چلایا ہے۔ پھر وہ اس کے ذریعہ سے مختلف رنگوں کی کھیتی اُگاتا ہے۔ پھر وہ پکنے پر آجاتی ہے تو تُو اُسے زرد زرد دیکھتا ہے۔ پھر اللہ اس کو خس و خاشاک کی طرح کر دیتا ہے اس میں عقلمندوں کے لیے بڑی نصیحت ہے

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾

کیا جس کا سینہ اللہ فرمانبرداری کے لیے کھول دے اور اس کو اپنے ربّ کی طرف سے نُور بھی ملا ہو (وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں) پس افسوس اُن پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے سختی محسوس کرتے ہیں۔ وہ بڑی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۴﴾

اللہ وہ ہے جس نے بہتر سے بہتر بات یعنی وہ کتاب اتاری ہے، جو متشابہ[1] بھی ہے۔ اور اس کے مضمون نہایت[2] اعلیٰ[3] ہیں۔ جو لوگ اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں ان کے جسموں کے رونگٹے اس کے پڑھنے سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اُن کے چمڑے اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف جھک جاتے ہیں۔ یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے (یعنی قرآن جس ہدایت کا مالک ہے وہ اللہ کی ہدایت ہے) جس کے ذریعہ سے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ قرار دیدے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

---

[1] یعنی کچھ آیات قرآن مجید کی تو وہ ہیں جن کا مضمون بائیبل اور پچھلی کتب سے ملتا ہے اور کچھ آیات ایسی ہیں جو نئے مضمون بیان کرتی ہیں اور اپنی شان میں اعلیٰ ہیں اور اُن کو کوئی پہلی کتاب نہیں پہنچتی۔

[2] یہ مثانی کا ترجمہ ہے۔

[3] قرآن مجید میں مثانی کا لفظ ہے اور مثانی کے معنے موڑ کے بھی ہوتے ہیں اور دوتارہ کے تار کے بھی، جسے عام طور پر ناخنوں سے بجاتے ہیں (ناخنوں کو عربی میں ظُفر کہتے ہیں۔ اسی کو بگاڑ کر انگریزی میں اس باجہ کا نام ظفر (ZITHER) رکھا گیا ہے) اور جس سے آواز بہت بلند اور سُریلی نکلتی ہے۔ پس اس آیت میں قرآن کریم کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ پہلی کتابوں کے مقابلہ میں اس کی تعلیم نہایت سُریلی اور بلند شان ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھو سیر روحانی جلد دوم صـ ۱)

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۵﴾

کیا وہ شخص جو اپنے منہ[1] کو قیامت کے دن سخت عذاب (یعنی دوزخ) سے بچنے کے لیے ڈھال بناتا ہے (وہ جنّت میں جانے والے کے برابر ہو سکتا ہے) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ اپنے عملوں کا نتیجہ چکھو۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

اُن سے پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں (پھر اس کے نتیجہ میں) اُن کے اوپر عذاب ایسی ایسی طرفوں سے آیا جن کو وہ سمجھتے نہیں تھے۔

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور اللہ نے ان کو دنیوی زندگی کی ذلّت بھی دی اور آخرت میں جو عذاب آئے گا اگر وہ سمجھیں تو وہ اس سے بھی بڑا ہوگا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی باتیں بیان کر دی ہیں، تاکہ وہ (یعنی کفار) نصیحت حاصل کریں۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۹﴾

ہم نے اس کو قرآن بنایا ہے جو اپنا مطلب کھول کر بیان کرنے والا ہے اس میں کوئی کجی نہیں (یہ اس لیے اترا ہے) تا لوگ تقویٰ اختیار کریں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

اللہ اس شخص کی حالت کو (عبرت کے لیے) بیان کرتا ہے جس کے کئی مالک ہیں جو آپس میں اختلاف بھی رکھتے ہیں اور ایک شخص پورا کا پورا ایک آدمی کی ملکیت ہے۔ کیا یہ دونوں[2] شخص اپنے حال میں برابر ہو سکتے ہیں؟ سب تعریف اللہ ہی کی ہے لیکن اُن میں سے اکثر جانتے نہیں۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۱﴾

تُو بھی ایک دن مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

پھر تم سب کے سب قیامت کے دن اپنے ربّ کے سامنے اپنے اپنے عقائد اور اعمال کو پیش کرو گے۔

---

[1] بعض جگہ ہم نے وَجۡہٌ کے معنے "سردار" کے بھی کیے ہیں مگر یہ معنے دنیوی عذاب پر لگ سکتے ہیں اخروی عذاب پر نہیں۔ کیونکہ دنیا میں انسان اپنی جگہ پر اپنے سرداروں کو عذاب کی طرف دھکیل سکتا ہے مگر آخرت میں ایسا نہیں کر سکتا۔ پس ہم نے اس جگہ وَجۡہٌ کے معنے منہ کے کیے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن عذاب کی سختی کی وجہ سے کفار ایسے مدہوش اور پاگل ہو جائیں گے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے منہ کو بچائیں جو اصل بچانے کی چیز ہے۔ وہ باقی بدن کو پیچھے کر دیں گے اور منہ آگے کر دیں گے۔ گویا خدا تعالیٰ ان کے دل میں ایسی خواہش پیدا کر دیگا کہ وہ بے تحاشا پیٹوں کے بل گھسٹتے ہوئے دوزخ کی طرف جائیں گے۔

[2] یعنی مشرک اور موحد۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور (خدا کی طرف سے آنے والے) سچ کو جب وہ اس کے پاس آئے جھٹلائے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنّم نہیں ہے؟

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور (ہر) وہ شخص جو خدا کی طرف سے سچی تعلیم لائے اور (ہر) وہ شخص جو ایسی تعلیم کی تصدیق کرے ایسے لوگ ہی متقی ہوتے ہیں۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

وہ جو کچھ چاہیں گے ان کو اپنے رب کے ہاں مل جائے گا۔ محسنوں کا بدلہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

تاکہ اللہ اُن کے اعمال کے بد پہلوؤں کو ڈھانک دے اور اُن کا بدلہ اُن کے اعمال میں سے جو سب سے اچھے اعمال ہوں اُن کے مطابق دے دے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں؟ اور وہ لوگ تجھے اُن سے ڈراتے ہیں جو اس (خدا) کے علاوہ ہیں اور جس کو اللہ گمراہ سمجھے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ اور جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیا اللہ غالب (اور) بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟[1]

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور اگر تو اُن سے پُوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ تو کہہ دے کیا تم کو معلوم ہے کہ تم اللہ کے سوا کِس کو پکارتے ہو؟ اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ[2] (جھوٹے معبود) اس کے نقصان کو دُور کر سکتے ہیں؟ یا اگر اللہ مجھے رحمت پہنچانا چاہے تو کیا وہ (معبود) اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ تو کہہ دے مجھے اللہ کافی ہے۔ سب (سچے) متوکّل اُسی پر توکّل کرتے ہیں۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

تو کہہ دے، اے میری قوم! تم اپنی اپنی جگہوں پر عمل کرو۔ مَیں بھی (اپنی جگہ پر) عمل کروں گا۔ پس تم ضرور جان لو گے۔

---

[1] یعنی کفار تو کوشش کرتے تھے کہ مومن کسی طرح گمراہ ہو جائیں لیکن مومنوں کی قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مومن بڑھیں اس لیے اس آیت میں فرماتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ غالب نہیں کہ جو اس کا منشا ہے اس کو پورا کرے اور جو دشمنوں کا منشا ہے اس کو ناکام کرے۔

[2] قرآن مجید میں ھُنَّ کا لفظ ہے جو جمع مؤنث کے لیے آتا ہے۔ یہ لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو معبود تھے کفار ان کو عورتیں سمجھتے تھے۔

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۱﴾

(کہ) کس کو ایسا عذاب آتا ہے جو اُسے رسوا کر دیتا ہے اور کس پر وہ عذاب آتا ہے جو دائمی ہوتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۲﴾

ہم نے تجھ پر (یہ) کتاب یقیناً لوگوں کے فائدہ کے لیے حق اور حکمت کے ساتھ اتاری ہے سو جس نے ہدایت پا لی اُس کا نفع اُسی کی جان کو حاصل ہوگا اور جو گمراہ ہوگیا اس کی گمراہی اسی پر پڑے گی اور تُو اُن پر کارساز کے طور پر مقرر نہیں کیا گیا۔ ع

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اللہ ہر شخص کی رُوح اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی (اس کی رُوح) اس کی نیند کے وقت (قبض کرتا ہے) پھر وہ جس کی موت کا حکم جاری کر چکا ہوتا ہے اُس کی رُوح کو روک کے رکھتا ہے اور دُوسری کو ایک مدّتِ مقررہ کے لیے واپس کر دیتا ہے اس میں فکر کرنے والی قوم کے لیے نشانات ہیں۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْــــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

کیا انھوں نے اللہ کے سوا کچھ شفیع قرار دے چھوڑے ہیں؟ کہہ دے کہ گو اُن کے قبضہ میں کوئی طاقت نہ ہو اور نہ اُن کو کسی قسم کی سمجھ بوجھ ہو (پھر بھی تم انھیں شفیع قرار دو گے)

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

تُو کہہ دے کہ شفاعت کا اختیار سب کا سب اللہ کے ہاتھ میں ہے (جس کو چاہتا ہے یہ اختیار دیتا ہے) آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے اور تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور جب خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اُن کے دل (ایسے وعظ سے) نفرت کرنے لگ جاتے ہیں[1] اور جب اُن (بتوں) کا جو خدا کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہیں ذکر کیا جاتا ہے تو وہ یکدم خوش ہونے لگ جاتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۷﴾

تو کہہ دے اے اللہ! (اے) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے غیب اور ظاہر کا علم رکھنے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان تمام چیزوں کا فیصلہ کرنے والا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اور اگر ظالم لوگ زمین میں جو کچھ ہے اس کے مالک ہوتے بلکہ اتنا ہی اور بھی ان کے پاس ہوتا تو وہ قیامت کے دن عذاب سے بچنے کے لیے اسے فدیہ

---

[1] یعنی مشرک لوگ توحید کے ذکر سے بہت چڑتے ہیں۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

کے طور پر دے دیتے اور اللہ کی طرف سے اُن پر وہ کچھ ظاہر ہو جائے گا۔ جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اُن پر اُن کے اعمال کی بُرائیاں ظاہر ہو جائیں گی اور جس عذاب سے وہ ہنسی کیا کرتے تھے (وہ بھی) اُن کو ہر طرف سے گھیر لے گا۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور جب انسان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے یہ نعمت اپنے علم کی بنا پر ملی ہے (یہ درست نہیں) بلکہ اس کا ملنا ایک آزمائش ہے لیکن اِن میں سے اکثر جانتے نہیں۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

یہی (بات) ان سے پہلے لوگ بھی کہہ چکے ہیں۔ پھر بھی اُن کے اعمال اُن کے کام نہ آئے۔

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

بلکہ اُن کے اعمال کی بدیوں (کی جزا) نے اُن کو آپکڑا اور اِس زمانہ کے لوگوں میں سے جو ظالم ہیں ان کو بھی اُن کے اعمال کی بدیاں پکڑ لیں گی اور وہ خدا کو اس کے ارادہ سے روک نہ سکیں گے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں فراخی دے دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں تنگی کر دیتا ہے۔ اور اس میں مومن قوم کے لیے بڑے بڑے نشان ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

تُو (ان کو ہماری طرف سے) کہدے اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور تم سب اپنے ربّ کی طرف جھکو اور پیشتر اس کے کہ تم پر ایسا عذاب نازل ہو جس کے نزول کے بعد تمھاری مدد کے لیے کوئی نہ پہنچ سکے اس کے پورے فرمانبردار بن جاؤ۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور جو کچھ تمھاری طرف اُترا ہے اس میں سے اپنے مطابق حال (سب سے بہتر[1]) حکم کی پیروی کرو پیشتر اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تم جانتے بھی نہ ہو۔

---

[1] یعنی جو زیادہ سے زیادہ توفیق ہو اس کے مطابق کام کرنے کی کوشش کرو۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

تا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ جو کچھ اللہ کے بارے میں مَیں نے کمی کی ہے اس کی بنا پر مجھ پر افسوس! اور مَیں تو وحیِ الٰہی کو حقیر سمجھتا رہا تھا۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۸﴾

یا کوئی یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے (جبراً) ہدایت دے دیتا تو مَیں بھی متقیوں میں سے ہو جاتا۔

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۹﴾

یا جب عذاب کو دیکھے تو کہنے لگے کہ اگر مجھے واپس جانے کا موقعہ ملتا، تو مَیں محسنوں میں شامل ہو جاتا۔

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

(ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) بلکہ تیرے پاس ہمارے نشانات آ چکے تھے پھر بھی تُو نے اُن کا انکار کیا اور تکبّر سے پیش آیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۱﴾

اور قیامت کے دن تُو ان لوگوں کو دیکھے گا جنھوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا۔ کہ اُن کے مُنہ کالے ہوں گے کیا متکبّروں کی جگہ جہنّم میں نہیں ہے

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور اللہ متقیوں کو اُن کی شان کے مطابق کامیابی عطا کر کے ہر قسم کے غم سے نجات بخشے گا نہ تو تکلیف اُن کو پہنچے گی اور نہ وہ (کسی گذشتہ کوتاہی پر) غم کریں گے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۳﴾

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر ایک کام کے لیے کافی ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۴﴾ ع

آسمانوں اور زمین کی کُنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں، وہی گھاٹے میں پڑتے ہیں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۵﴾

تُو کہہ دے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ اللہ کے سوا مَیں کسی (اور ہستی) کی عبادت کروں۔

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

حالانکہ خود خدا کی طرف سے تیری طرف اور تجھ سے پہلے (نبیوں) کی طرف وحی کی گئی ہے (اور ہر ایک نبی کو کہا گیا تھا کہ) اگر تو شرک کرے گا تو تیرے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تُو اُن لوگوں میں سے ہو جائے گا جو گھاٹے میں پڑ جاتے ہیں۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۷﴾

(پس ایسا نہ کر) بلکہ اللہ کی عبادت کر اور شکر گذار بندوں میں شامل ہو جا۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ڰ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

اور ان لوگوں نے اللہ کی صفات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا حالانکہ زمین سب کی سب اس کی مملوکہ ہے اور آسمان (اور زمین دونوں) قیامت کے دن اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے[1] ہوئے ہونگے وہ پاک ہے (اور ان کے مشرکیہ عقیدوں سے بہت بالا ہے۔

---

[1] لپیٹے ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب آدمی کسی چیز کو لپیٹ لیتا ہے تو وہ اس کے ہاتھ سے باہر نہیں نکل سکتی مثلاً رسّی کو کوئی شخص پکڑے تو دبانے سے وہ اس کے ہاتھ سے باہر چلی جاتی ہے۔ لیکن اگر روئی کو لپیٹ لے تو وہ زور لگانے سے زیادہ سے زیادہ قبضہ میں آ جاتی ہے باہر نہیں نکلتی۔ اسی مفہوم کی طرف مزید اشارہ بِيَمِيْنِهٖ سے فرمایا۔ یعنی اس دن زمین و آسمان خالی ہمارے ہاتھوں میں لپیٹے ہوئے نہیں ہوں گے بلکہ وہ ہمارے دائیں ہاتھ میں جو قوت کی نشانی ہے لپیٹے ہوئے ہوں گے۔

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور بگل میں پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے اس پر ایک بے ہوشی طاری ہو جائے گی سوائے اس (شخص) کے جس کو اللہ چاہے گا (کہ بچائے) پھر دوسری دفعہ بگل میں پھونکا جائے گا اور اچانک وہ سب (اپنے متعلق فیصلہ کا) انتظار کرتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِآيْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾

اور زمین اپنے ربّ کے نُور سے روشن ہو جائے گی۔ اور کتاب سامنے رکھ دی جائے گی اور نبیوں اور دُوسرے گواہوں کو حاضر کیا جائے گا پھر اُن تمام انسانوں کے درمیان پُورا پُورا سچائی کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

اور ہر نفس نے جو کیا ہو گا اس کے مطابق اُسے پُورا پُورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ (اللہ) اُن کے اعمال سے پُوری طرح واقف ہے۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

اور کافروں کو جہنّم کی طرف گروہ در گروہ بنا کر ہنکایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان (کافروں) سے اس (دوزخ) کے داروغے کہیں گے۔ کیا تمھاری طرف تمھاری ہی قوم میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمھارے سامنے تمھارے ربّ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے اور آج کے دن کی ملاقات سے تم کو ہوشیار کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں! ایسا ہی ہُوا تھا۔ لیکن کافروں پر عذاب کی پیشگوئی پوری ہونی ہی تھی (یعنی ہم کافر تھے ہم رسولوں کو کس طرح مان سکتے تھے)

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۳﴾

اُن سے کہا جائے گا کہ جہنّم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس صورت میں کہ ایک لمبا عرصہ تمھیں اس میں رہنا پڑے گا۔ پس متکبّروں کا ٹھکانا بہت بُرا ہے۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ

اور جو لوگ تقویٰ کرتے تھے اُن کو جنّت کی طرف گروہ در گروہ دھکیل کر لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ جنّت تک پہنچ جائیں گے تو اس کے

لے جنّت کی طرف جانے والا تو دوڑ کے جاتا ہے، مگر اس جگہ دھکیلنے کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک نتیجہ ظاہر نہ ہو انسان پر خوف غالب رہتا ہے اور وہ ہر قدم احتیاط سے اُٹھاتا ہے۔

خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے تم پر ہمیشہ سلامتی ہو تم بڑی اچھی حالت کو پہنچے ہو پس اس (جنّت) میں داخل ہو جاؤ اس فیصلہ کے ساتھ کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

اور وہ کہیں گے، اللہ ہی کی سب تعریف ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اس جگہ کا ہم کو وارث بنا دیا۔ ہم جنّت میں جہاں چاہیں گے رہیں گے سو ثابت ہوا کہ (پوری طرح عمل کرنے والوں کا انعام بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور تُو اُس دن ملائکہ کو دیکھیگا کہ عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی کر رہے ہیں اور ان (لوگوں) کے درمیان پُورے پُورے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ ہی کو حاصل ہے جو سب جہانوں کا ربّ ہے۔ ع ۸

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعَةُ رُكُوْعَاتٍ
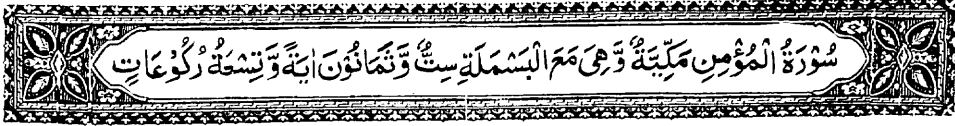
سورۃ مومن۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھیاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

یہ سورۃ خدا کی حمد[1] اور اس کی بزرگی کو ثابت کرتی ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ③

یہ کتاب غالب (اور) علم والے اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ④

جو گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے (اور اس وجہ سے حمد کا مستحق ہے) سزا دینے میں سخت ہے[2] بڑا احسان کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ⑤

کافروں کے سوا اللہ کی آیات کے متعلق کوئی شخص مجادلانہ بحث نہیں کرتا پس ان کا مختلف ملکوں میں (تجارت وغیرہ کے لیے آزادی سے) گھومتے پھرنا تجھ کو دھوکہ میں نہ ڈالے۔ (کیونکہ ان کے اعمال اُن کی ہی تباہی کا باعث ہیں)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑥

ان سے پہلی قوموں نے بھی (اپنے رسولوں کا) انکار کیا تھا۔ نوح کی قوم نے بھی اور ان کے بعد اور مختلف قوموں نے (جنھوں نے اپنے نبیوں کے خلاف جتھے بنا لیے) اور ہر قوم نے اپنے رسول کے متعلق ارادہ کر لیا کہ اس کو گرفتار کر لیں اور جھوٹی دلیلوں کے ساتھ بحث کرنی شروع کر دی تاکہ اپنی کج بحثی سے حق کو اس کے مقام سے ہٹا دیں پس مَیں نے اُن کو پکڑ لیا۔ اب بتاؤ، میری سزا کیسی ہوئی؟

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ⑦

اور اس طرح تیرے ربّ کا فیصلہ کافروں کے متعلق پورا ہو گیا (یعنی یہ) کہ وہ دوزخی ہیں۔

الَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ

وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی پاکیزگی بھی بیان کرتے ہیں اور اس (کے

[1] حٰمٓ۔ حاء حَمِیْد کا قائم مقام ہے اور میم مَجِیْد کا۔

[2] یعنی معاف تو بہت کرتا ہے مگر اس کی سزا انسانی سزا جیسی نہیں ہوتی بلکہ سخت ہوتی ہے۔

اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۸

پر پُورا ایمان رکھتے ہیں اور مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے رب! ہر ایک چیز کا تُو نے اپنی رحمت اور علم سے احاطہ کیا ہُوا ہے پس توبہ کرنے والوں کو اور اپنے راستے کے اوپر چلنے والوں کو معاف فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹

اے ہمارے رب! اور ان کو اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو بھی دائمی جنتوں میں داخل کر جن کا تُو نے اُن سے وعدہ کیا ہُوا ہے تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰ ع

اور تُو ان کو تمام تکلیفوں سے بچا۔ اور جس کو تُو اس دن تکلیفوں سے محفوظ رکھے تو یقیناً تُو نے اس پر رحم کیا۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۱

اور کافروں کو یقیناً (موت کے بعد) کہا جائے گا کہ آج تم جتنا اپنی جانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو اللہ کی نفرت (جو وہ تم سے کرتا ہے) اس سے زیادہ ہے (یاد کرو) جب تمھیں ایمان کی طرف پکارا جاتا تھا تو تم کفر کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۲

وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! تُو نے ہم کو دو دفعہ مارا[1] اور دو دفعہ زندہ کیا[2]۔ سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں پس (تُو بتا کہ) اب (اس گرفت سے) نکلنے کی کوئی صورت بھی ہے۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۳

تمھارا یہ حال اِس لیے ہے کہ جب صرف اللہ کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے اور جب اس کا کوئی شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تم ایمان لے آتے تھے پس (آج ثابت ہو گیا کہ) سب حکومت عالیشان وسیع مملکت والے اللہ ہی کی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ

وہی تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے اور آسمان سے تمھارے لیے رزق اتارتا ہے

---

[1] اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ میں ایک تو وہ موت مراد ہے جو پیدائش سے پہلے زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس کو یاد دلا کر وہ کہتے ہیں کہ الٰہی تُو نے دو دفعہ ہم پر ایسی حالت طاری کی کہ ہم مُردوں کی مانند تھے۔ ایک دفعہ پیدائش سے پہلے اور ایک دفعہ زندگی کے بعد۔ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ میں بھی دو زندگیوں کی طرف اشارہ کیا ہے ایک دفعہ جب ماں کے پیٹ سے بچہ نکلا اور اس نے سانس لیا اور دوسری دفعہ جب وہ اس دنیا میں زندگی گذار کر مرے گا اور پھر زندہ کیا جائے گا۔

[2] یعنی دو دفعہ موت کے بعد ہمیں زندگی ملی مگر پھر بھی ہم نے نصیحت حاصل نہ کی۔ تو کیا یہ ہمارا گناہ ناقابلِ معافی ہوگا یا کوئی ایسا ذریعہ بھی ہے جس سے معافی مل جائے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں تو یہ موقعہ ہے کہ انسان وقت کے نبی کو قبول کرے اور توبہ کرے تو اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دوسرا موقعہ مرنے کے بعد شفاعت کا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آچکا ہے کہ نبیوں اور فرشتوں کے ذریعہ سے جن کو خدا تعالیٰ شفاعت کرنے کی اجازت دے گا بعض لوگ نجات پا جائیں گے (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی و بخاری جلد ۴ کتاب الرقاق)

السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۴﴾

اور نصیحت صرف وہی حاصل کرتا ہے جو خدا کی طرف جھکتا ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

پس اپنی اطاعت کو خالص اسی کے لیے کرتے ہوئے اللہ کو پکارو، خواہ کفار اسے ناپسند ہی کریں۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۶﴾

(وہ) اونچے درجوں والا (ہے) عرش کا مالک ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل کرتا ہے تاکہ وہ (بندۂ خدا کی) ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۷﴾

جس دن وہ سب کے سب لوگ خدا کے سامنے آ حاضر ہوں گے، ان کی کوئی چیز بھی اللہ پر مخفی نہ ہوگی۔ اس دن بادشاہت کس کو حاصل ہوگی؟ (صرف) اللہ کو جو اکیلا ہے (اور) سب پر غالب ہے۔

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۸﴾

اُس دن ہر جان کو اس کے عمل کی جزا دی جائے گی اور اس دن کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا۔ اللہ بہت جلدی[1] حساب لے لیتا ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۹﴾

اور تو اُن کو اُس دن سے ڈرا جو قریب سے قریب تر ہوتا جاتا ہے جبکہ دل غم سے بھرے ہوئے (ہونگے اور) مُنہ تک آجائیں گے۔ ظالموں کا اس دن نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی شفیع رہوگا جس کی بات مانی جائے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۲۰﴾

اللہ آنکھوں کی خیانت[2] تک کو جانتا ہے اور اُسے بھی جس کو سینے یا دل چھپائے ہوئے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۱﴾ ع

اور اللہ ہمیشہ انصاف کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں، وہ کوئی بھی فیصلہ نہیں کرتے۔ اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) بہت دیکھنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ

کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرتے تا دیکھتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا تھا؟ وہ لوگ اُن سے طاقت اور پیچھے چھوڑے ہوئے[3] نشانوں کے لحاظ سے بڑے تھے۔ سو اللہ نے اُن کو اُن کے گناہوں کی وجہ سے تباہ کر دیا اور کوئی بھی اللہ کی

---

[1] یہ مطلب نہیں کہ بُرے اعمال کی فوراً سزا مل جاتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ حساب لینے میں اسے تھوڑا وقت لگتا ہے اور جزا کی بنیاد فوراً پڑ جاتی ہے۔

[2] یعنی بدنظری یا غصّہ سے یا حقارت سے دوسرے کو دیکھنا جس کو انسان لفظوں میں ڈر یا شرم سے ظاہر نہیں کرتا۔

[3] یعنی ان قلعوں اور محلّوں کے کھنڈرات جو انھوں نے چھوڑے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان لوگوں کو وہ فنون حاصل نہیں جو پہلوں کو تھے۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۲﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا
فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۳﴾
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۵﴾
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ
الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۶﴾
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ
رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ
فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۷﴾
وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ
مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۸﴾ ع
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ
اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ
كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ
يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

گرفت سے اُن کو بچانے والا پیدا نہ ہُوا۔
یہ بیکسی اس وجہ سے تھی کہ اُن کے پاس اُن کے رسول نشانات لیکر آتے رہے اور انھوں نے (ہمیشہ) انکار سے کام لیا پس اللہ نے بھی انکو ہلاک کردیا وہ بڑا قوی ہے (اور) اسکا عذاب سخت ہے۔
اور ہم نے موسیٰ کو بھی اپنے نشانات کے ساتھ اور کُھلے کُھلے غلبہ کے ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون[1] کی طرف بھیجا تھا مگر انھوں نے کہا یہ شخص دھوکا دینے والا اور جھوٹا ہے۔
پس جب وہ (موسیٰ) ہماری طرف سے حق لے کر اُن کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا جو لوگ ایمان لا کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ ان کے بیٹوں کو ہلاک کر دو۔ اور اُن کی عورتوں کو زندہ رکھو اور کافروں کی تدبیر ہمیشہ اُلٹی ہی پڑتی ہے[2]۔
اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو[3] تا میں موسیٰ کو قتل کروں اور چاہیئے کہ وہ اپنے ربّ کو پکارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ تمھارے دین کو بدل نہ دے یا ملک میں کوئی فساد نہ پیدا کر دے۔
(اس پر) موسیٰ نے کہا، میں اپنے ربّ سے اور تمھارے ربّ سے ہر متکبّر کی شرارت سے جو یومِ حساب پر ایمان نہیں لاتا پناہ مانگتا ہوں۔
اور آلِ فرعون میں سے ایک شخص جو ایماندار تھا، مگر اپنا ایمان چھپاتا تھا اس نے کہا اے لوگو! کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لیے مارتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے اور وہ تمھارے ربّ کی طرف سے نشانات بھی لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچّا ہے تو اس کی کی ہوئی بعض (انذاری) پیشگوئیاں تمھارے متعلق پوری ہو جائیں گی۔

---

[1] فرعون تو بادشاہ تھا ہی، ہامان بھی اس کا انجنیئر اِن چیف تھا اور غالباً ملک میں بہت با رسوخ تھا۔ قارون خود بنی اسرائیل سے تھا مگر فرعون نے اس کو خزانوں پر مقرر کیا ہُوا تھا۔ گویا ریونیو کا افسر تھا اس لیے اس کا اثر بھی قوم پر بہت تھا۔ اسی وجہ سے تینوں نام اکٹھے کیے گئے ہیں۔
[2] بعض دفعہ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ نبی کے مقابلہ میں کفار کی تدبیر کامیاب رہی مگر یہ ایک بہت چھوٹے عرصہ کے لیے ہوتا ہے۔ اصل کامیابی وہی ہوتی ہے جو مستقل ہو۔ اور کافروں کو کبھی مستقل کامیابی نہیں ملتی۔ بلکہ مستقل کامیابی صرف انبیاء اور ان کی جماعتوں کو ملتی ہے۔
[3] یعنی اب میں موسیٰ کے قتل پر تُلا ہُوا ہوں۔ اس کے خلاف مجھے کوئی مشورہ نہ دو۔

كَذَّابٌ ﴿۲۹﴾

اللہ حد سے بڑھے ہوئے اور بہت جھوٹ بولنے والے کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔[1]

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۰﴾

اے میری قوم! آج تمھاری ایسی حکومت ہے، کہ تم ملک پر غالب ہو، پس بتاؤ کہ اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں اگر وہ ہم پر نازل ہوگیا تو ہماری مدد کون کرے گا؟ فرعون نے کہا، مَیں تمھیں وہی بتاتا ہوں جو خود مجھے ٹھیک نظر آتا ہے اور مَیں تمھیں صرف ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۱﴾

اور وہ شخص جو (درحقیقت) ایمان لا چکا تھا اس نے کہا کہ اے میری قوم! گذشتہ بڑی بڑی قوموں کی ہلاکت کے دن کی طرح مَیں تمھاری ہلاکت کے دن سے بھی ڈرتا ہوں۔

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۲﴾

جیسا کہ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود پر گذرا۔ اور جو لوگ اُن کے بعد گذرے۔ اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۴﴾

اور اے میری قوم! مَیں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں جس دن لوگ ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکاریں گے۔ جس دن تم پیٹھ پھیر کر (خدائی لشکروں کے سامنے سے) بھاگ جاؤ گے اور اللہ کے مقابلہ میں کوئی تم کو بچانے والا نہیں ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ قرار دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿۳۵﴾

اور یوسف اس سے پہلے دلائل کے ساتھ تمھارے پاس آچکا ہے مگر تم جو کچھ وہ تمھارے پاس لایا تھا اس کے بارہ میں شک ہی میں رہے، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگیا تو تم نے (مایوسی سے) کہنا شروع کیا کہ اللہ اس کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کریگا[2] اسی طرح اللہ ہر حد سے گذرنے والے (اور) شبہ کرنے والے کو گمراہ قرار دیتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۶﴾

جو لوگ اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس (اللہ کی طرف سے) آئی ہو بحثیں کرتے ہیں (اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ) یہ اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک بہت برا ہے اسی طرح اللہ متکبر انسان کے پورے کے پورے دل پر مُہر لگا دیتا ہے۔[3]

---

[1] یہ مطلب نہیں کہ جو حد سے بڑھ کر جھوٹ بولے، اسے کامیاب نہیں کرتا، بلکہ عربی زبان میں بعض دفعہ مبالغہ پر نفی لائی جاتی ہے اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس قسم کی تھوڑی سی چیز بھی برداشت نہیں کی جائے گی۔

[2] جیسے مسلمان عوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہتے ہیں۔

[3] بظاہر یہ الفاظ ہونے چاہئیں۔ کہ ہر متکبر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے مگر قرآن مجید کہتا ہے کہ متکبر کے سارے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ قرآن مجید کا یہ استعمال بے نظیر ہے۔ کیونکہ ہر متکبر کے دل پر مہر لگنے سے وہ بات نہیں نکلتی جو ایک کامل متکبر کے سارے دل پر مہر لگانے سے نکلتی ہے کیونکہ اس دوسری بات سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہدایت کی راہیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک گمراہ شخص بھی ہدایت کی کوئی راہ پا سکتا ہے لیکن جو کامل متکبر ہو اس کے لیے سب ہدایت کی راہیں بند ہو جاتی ہیں اور دل کے ہر حصہ پر مہر لگ جاتی ہے کوئی راہ ہدایت کی اس کے لیے کھلی نہیں رہتی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾

اور فرعون نے کہا، اے ہامان! میرے لیے ایک محل بنوا۔ تاکہ مَیں اُن راستوں پر جا پہنچوں،

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾

جو آسمان کے راستے ہیں اور اس طرح موسیٰ کے خدا پر آگاہ ہو جاؤں۔ کیونکہ مَیں اُسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور اس طرح فرعون کی نظر میں اس کے اعمال کی بدیاں خوبصورت کرکے دکھائی گئی تھیں اور وہ حقیقی راستہ سے (اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے) رُکا گیا تھا اور فرعون کی تدبیر ناکامی کی صورت میں ہی ظاہر ہونے والی تھی۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾

اور وہ شخص جو ایمان لایا تھا، اس نے کہا، اے میری قوم! میری اتباع کرو، میں تم کو ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾

اے میری قوم! یہ ورلی زندگی صرف ایک چند روزہ فائدہ ہے، اور اُخروی زندگی ہی یقیناً پائیدار ٹھکانا ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

جو بُرا عمل کرے گا۔ اس کو اسی کے مطابق نتیجہ ملے گا اور جو کوئی ایمان کے مطابق عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان میں سچا ہو وہ اور اس کے ہم مشرب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو اس میں بغیر حساب کے انعام دیا جائے گا۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

اور اے میری قوم! میرا بھی کیا عجیب حال ہے کہ مَیں تو تم کو نجات کی طرف بُلاتا ہوں، اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾

تم مجھے اس غرض سے بلاتے ہو کہ مَیں اللہ کا کفر کروں اور اس کے شریک اُن کو قرار دوں جن کے شریک ہونے کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں اور میں تم کو ایک غالب (اور) بخشنے والی ہستی کی طرف بلاتا ہوں۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم مجھے اس ہستی کی طرف بلاتے ہو جس کی کوئی (مؤثر) آواز نہ اس دُنیا میں ہے نہ اگلے جہان میں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم سب کے اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور یہ کہ حد سے گذرنے والے لوگ دوزخی ہیں۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

پس میں جو کچھ تمہیں نصیحت کرتا ہوں اس کو تم جلدی ہی یاد کرو گے اور مَیں تمہاری دھمکیوں سے ڈرتا نہیں، میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ یقیناً (اپنے) بندوں کا نگران ہے۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

اس پر اللہ نے اس (مومن شخص) کو اُن (کفّار) کی تدبیروں کے بدنتائج سے بچالیا اور آلِ فرعون کو دردناک عذاب نے چاروں طرف سے گھیرلیا۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۛ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۷﴾

یعنی آگ کے جس کے سامنے وہ صبح اور شام پیش کیے جاتے ہیں اور جب مقرّرہ گھڑی آئے گی (فرشتوں سے کہا جائیگا کہ) فرعون کے ساتھیوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۸﴾

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ (فرعون کے ساتھی) آگ میں بحث کر رہے ہوں گے اور اُن میں سے کمزور بڑے لوگوں سے کہہ رہے ہونگے کہ ہم تمھارے متّبع تھے پس کیا آج تم ہم کو آگ کے عذاب کے کسی حصّہ سے بچا سکتے ہو؟

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۹﴾

بڑے لوگ کہیں گے، ہم سب اس عذاب میں مبتلا ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان جو فیصلہ کرنا تھا کر دیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِى النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۵۰﴾

اور دوزخی لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے، تم اپنے ربّ کو پکارو کہ عذاب کا کچھ وقت تو ہم سے کم کرے۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۱﴾ ع

وہ کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تمھارے رسول دلائل لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے ہاں۔ کیوں نہیں! اس پر وہ (دوزخ کے داروغے) کہیں گے اب تم (جتنا چاہو) پکارتے جاؤ۔ اور کافروں کی دُعا رائیگاں ہی جاتی ہے۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۲﴾

ہم اپنے رسولوں کی اور اُن پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی ضرور مدد کریں گے اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہونگے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۳﴾

جس دن ظالموں کو اُن کا عذر کوئی نفع نہیں دیگا اور ان پر (خدا تعالیٰ کی) لعنت نازل ہوگی۔ اور ان کو بُرا گھر (رہنے کو) ملیگا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۴﴾

اور ہم نے یقیناً موسیٰ کو ہدایت دی تھی اور بنی اسرائیل کو (اس) کتاب (یعنی تورات) کا وارث بنا دیا تھا۔

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۵۵﴾

جو عقلمندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت کا موجب تھی۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۶﴾

پس تو صبر کر۔ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہیگا اور جو تیرے گناہ لوگوں نے کیے ہیں اُن کی بھی اُن کے حق میں بخشش مانگتا رہ[1] اور اپنے ربّ کی شام و صبح حمد کے ساتھ ساتھ تسبیح بھی کرتا رہا کر۔

[1] اس کی تشریح کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد ۲ آخر تفسیر سورۃ النصر۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾

وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی دلیل کے جو اُن کے پاس (خدا کی طرف سے) آئی ہو بحث میں لگے رہتے ہیں ان کے دلوں میں بڑی بڑی خواہشیں ہیں جن کو وہ کبھی نہ پہنچیں گے پس اللہ کی پناہ مانگتا رہ۔ وہ بہت سننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے۔ مگر اکثر انسان جانتے نہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور اندھے اور آنکھوں والے برابر نہیں ہو سکتے اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ایمان کے مطابق انھوں نے کام کیے۔ وہ بدکاروں کے برابر نہیں ہو سکتے تم لوگ بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تباہی کی گھڑی[1] ضرور آنے والی ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو، میں تمھاری دعا سنوں گا، جو لوگ ہماری عبادت کے معاملہ میں تکبر سے کام لیتے ہیں وہ ضرور جہنم میں رسوا ہو کر داخل ہوں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾

اللہ وہ ہے جس نے تمھارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو، اور دن کو دکھانے والا بنایا ہے۔ اللہ لوگوں پر بڑا افضل کرنے والا ہے، لیکن لوگوں میں سے اکثر شکر نہیں کرتے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾

یہ اللہ تمھارا وہ رب ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس بتاؤ تو سہی تمھیں کس طرف پھیر کر لے جایا جا رہا ہے۔

كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

اسی طرح ان لوگوں کو کم عقلی کی باتوں کی طرف پھیر کر لیجایا جاتا ہے جو اللہ کی آیتوں کا بقصد انکار کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ

(حالانکہ) اللہ وہ ہے جس نے زمین کو تمھارے لیے قرار کی جگہ بنایا ہے اور آسمان کو ایک مکان کی صورت میں (حفاظت کے لیے بنایا ہے) اور اس نے تم کو مختلف طاقتیں بخشی ہیں اور پھر اُن طاقتوں کو نہایت اعلیٰ درجہ کا اور مضبوط

---

[1] اس جگہ اَلسَّاعَۃ سے دنیوی تباہی کی گھڑی بھی مراد ہو سکتی ہے اور اُخروی بھی۔ لیکن دنیوی تباہی کی گھڑی چونکہ کفار کو نظر آ سکتی ہے اس لیے اس کو مقدم سمجھنا چاہیئے اور اُخروی تباہی کی گھڑی چونکہ نظر نہیں آ سکتی اس لیے اس کو مؤخر سمجھنا چاہیئے۔

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

بنایا ہے اور تم کو پاکیزہ رزق بخشا ہے۔ یہ اللہ ہے جو تمھارا رب بھی ہے۔ پس بہت برکت والا ہے اللہ جو سب جہانوں کا رب ہے۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾

وہ زندہ (اور دوسروں کو زندگی دینے والا) ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے لیے[1] عبادت کو خالص کرتے ہوئے اس کو پکارو، سب تعریف اللہ ہی کی ہے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾

تو کہہ دے کہ مجھے اس سے روکا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، خصوصاً جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی نشانیاں بھی آچکی ہیں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف سب جہانوں کے رب کی اطاعت کروں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾

وہی ہے جس نے تم کو (پہلے دَور میں) مٹی سے پیدا کیا پھر (دوسرے دَور میں) نطفہ سے، پھر (تیسرے دَور میں) ایک خون کے لوتھڑے سے۔ پھر (اس سے) تم کو ایک بچہ بناکر نکالتا ہے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاتے ہو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم اپنے بڑھاپے کو پہنچ جاتے ہو اور تم میں سے کسی کی روح اس (عمر کو پہنچنے) سے پہلے (یعنی بڑھاپے کی عمر سے پہلے) قبض کر لی جاتی ہے اور وہ ایسا اس لیے کرتا جاتا ہے کہ تم اس مدّت کو پہنچ جاؤ جو تمھارے لیے مقرر کی گئی ہے اور تاکہ تم (اس ڈھیل کے زمانہ سے فائدہ اُٹھاکر) عقل سے کام لو۔

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۹﴾

وہ خدا ہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر دیتا ہے تو اس کے بارہ میں کہتا ہے ہو جائے، سو وہ ہو جاتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۷۰﴾

کیا تُو نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں کے متعلق جھگڑتے رہتے ہیں وہ کدھر پھیرے جاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾

یہ (اسی قسم کے) لوگ ہیں جنھوں نے ہماری کتاب کا بھی اور ہمارے رسول جو پیغام لائے ہیں اُن کا بھی انکار کر دیا ہے پس اب یہ جلدی اپنے انجام کو دیکھ لیں گے۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۲﴾

جبکہ طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ہوں گی اور وہ (ان زنجیروں کے) ذریعہ سے چلائے جا

[1] عربی کے الفاظ کے لحاظ سے یہاں ضمیر استعمال ہونی چاہیئے مگر چونکہ پہلے اللہ کا ذکر گذر چکا ہے اور اُردو میں مضمون واضح نہیں ہوتا ہم نے اس جگہ اللہ کا لفظ کھول کر لکھ دیا ہے اور اس کے بعد ضمیر ہی رہنے دی ہے یہ صرف عربی اور اُردو کے طریق بیان کا فرق ہے۔

فِي الْحَمِيمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿۷۳﴾

گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے، پھر دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے۔

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿۷۴﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُو مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿۷۵﴾

پھر اُن سے کہا جائے گا، وہ (معبود) کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا (خدائی کا) شریک بناتے تھے، وہ کہیں گے اس وقت وہ ہم سے کھوئے گئے ہیں (پھر کہیں گے) یُوں نہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے پہلے کسی چیز کو خدا کا شریک بناتے ہی نہیں تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

ذَٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿۷۶﴾

یہی (حقیقت) ہے جس کے باعث تم بغیر کسی دلیل کے خوشیاں منایا کرتے تھے اور جس کی وجہ سے تم بلاوجہ اترایا کرتے تھے۔

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۷۷﴾

(اب جاکر) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (کیونکہ تمہارے لیے فیصلہ ہوچکا ہے کہ) تم اس میں رہتے چلے جاؤ گے اور متکبروں کا ٹھکانا بہت بُرا ہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿۷۸﴾

پس صبر کر اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور اگر ہم تجھ کو اُن باتوں میں سے جن کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے بعض (تیری وفات تک) دکھا دیں (تو بعض پیشگوئیاں تیری وفات کے بعد پُوری ہونگی اور اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ) وہ ہماری طرف لوٹائے جائیں گے (اور وہاں ان کا انجام ان پر کھل جائے گا)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۷۹﴾ ع

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے تھے بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے کر دیا ہے اور بعض کا ذکر ہم نے تیرے سامنے نہیں کیا اور کسی رسول کی یہ طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی کلام لے آئے اور جب اللہ کا حکم آجاتا ہے تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے لوگ گھاٹے میں پڑ جاتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۸۰﴾

اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے چار پائے پیدا کیے ہیں تاکہ اُن میں سے بعض پر تم سواری کرو اور اُن میں سے بعض (کا گوشت) کھاؤ۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۸۱﴾

اور ان چار پایوں میں تمہارے لیے اور بھی کئی فائدے ہیں اور یہ (غرض بھی ہے) کہ تم اُن پر باربرداری وغیرہ کر کے اپنے دلوں کی حاجت پوری کر لیا کرو۔ اور ان (چار پایوں) پر اور کشتیوں پر تم کو سوار کیا جاتا ہے۔

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿۸۲﴾

اور وہ (یعنی خدا) تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے۔ پس تم اللہ کے نشانوں میں سے کس نشان کا انکار کر سکتے ہو۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

کیا یہ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیسا ہُوا؟ وہ ملک میں ان سے تعداد اور طاقت میں بھی زیادہ تھے اور عمارت وغیرہ کے فنون میں بھی زیادہ (ماہر) تھے۔ لیکن ان کے اعمال نے اُن کو کوئی نفع نہیں دیا تھا۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾

اور جب اُن کے پاس اُن کے رسول نشانات لے کر آئے، تو اُن کے پاس جو تھوڑا بہت علم تھا اس پر فخر کرنے لگے اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے اسی نے اُن کو گھیر لیا۔

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾

پھر جب اُنھوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہہ اُٹھے ہم تو اللہ کو ایک قرار دیتے ہوئے اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے ساتھ جن چیزوں کو ہم شریک قرار دیا کرتے تھے اُن کا ہم انکار کرتے ہیں۔

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ ع ۹ ۱۴

پس جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان نے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ یہی اللہ کی مقررہ سنّت ہے جو اس کے بندوں میں جاری چلی آتی ہے اور اس وقت کافر گھاٹے میں پڑ گئے۔

سُورَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةُ رُكُوْعَاتٍ
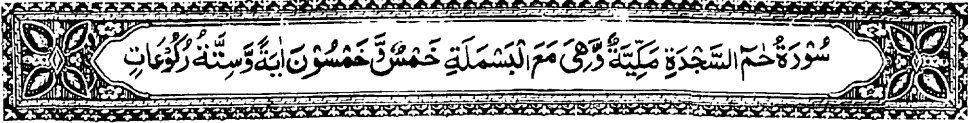
سورۃ حٰمٓ سجدہ - یہ سورۃ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی پچپن آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

حمید[1] اور مجید (خدا کی صفات اس سورۃ میں بیان کی گئی ہیں)

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ③

یہ قرآن بے انتہا رحم کرنے والے (اور) بار بار کرم کرنے والے (خدا) کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ④

(اور) ایسی کتاب ہے جس کی آیات خوب تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور جو (کتاب) خوب پڑھی جائے گی اور (وہ) ایسی زبان میں ہے جو (اپنا مطلب آپ کھول کر) بیان کرتی ہے مگر (یہ کتاب) انہی کو فائدہ دیتی ہے جو (رُوحانی) علم رکھتے ہوں۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ⑤

(نیکوں کو) خوشخبری دینے والی اور (بدوں کو) ہوشیار کرنے والی ہے۔ پھر (بھی) اُن میں سے اکثر نے اعراض کیا اور وہ اس کے سُننے کو بھی تیار نہیں۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑥

اور کہتے ہیں جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس کے ماننے سے ہمارے دل پردوں میں ہیں (یعنی وہ ہمارے دلوں پر اثر نہیں کر سکتی) اور ہمارے کانوں میں بہراپن[2] ہے (جس کی وجہ سے ہم تمھاری بات سُن ہی نہیں سکتے) اور ہمارے اور تمھارے درمیان ایک پردہ[3] ہے پس تو (اپنے عقیدہ کے مطابق) کام کر ہم (اپنے عقیدہ کے مطابق) کام کریں گے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ⑦

تو کہہ دے (میں بھی تمھاری طرح کا ایک آدمی ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا صرف ایک خدا ہے پس اس کا خیال کرکے استقلال دکھاؤ۔ اور اس سے استغفار کرتے رہو (کہ پاؤں نہ پھسل جائے) اور (یاد رکھو کہ) مشرکوں کے لیے عذاب (مقدر) ہے۔

---

[1] حٰمٓ مقطعات قرآنی میں سے ہے - حا حَمِیْد کا قائم مقام ہے اور مِیم مَجِیْد کا تفصیل کے لیے دیکھو سورۂ بقرہ نوٹ آیت ۲

[2] بہراپن سے مراد یہ ہے کہ دل راغب نہیں تو کان کس طرح سے سنیں۔

[3] پردہ سے مراد طبائع کا اختلاف ہے۔

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۸

وہ مشرک جو نہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور نہ آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۹ ع ۱/۱۵

یقیناً وہ (لوگ) جو ایمان بھی لائے اور اس کے مطابق انھوں نے عمل بھی کیے، اُن کے لیے ایک نہ ختم ہونے والا اجر (مقدر) ہے۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

تُو کہہ دے، کیا تم اُس خدا کا انکار کرتے ہو، جس نے زمین کو دو[۲] دَور میں پیدا کیا ہے، اور اس کے شریک مقرر کرتے ہو۔ یہ (خدا تو) سب جہانوں کا ربّ ہے۔

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۱۱

اور اُس نے زمین میں اُس کے اُوپر پہاڑ بنائے ہیں اور اس میں بڑی برکت رکھی ہے اور اس میں رہنے والوں کے کھانے پینے کے لیے ہر چیز کو اندازہ کے مطابق بنا دیا ہے یہ سب کچھ چار دَور میں کیا ہے۔ یہ بات[۲] سب پوچھنے والوں کے لیے برابر ہے۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝۱۲

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور وہ محض ایک کُہر کی طرح تھا۔ اور اُس نے اس سے اور زمین سے کہا دونوں اپنی مرضی سے یا مجبور ہو کر میری فرمانبرداری کے لیے آجاؤ۔ اُن دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہو کر آگئے ہیں۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۳

پھر اُن کو سات آسمانوں کی صورت میں دو دور میں بنایا اور ہر آسمان میں جو کچھ ہونا تھا اس کی طاقت اس میں ودیعت کر دی اور ہم نے نچلے آسمان کو روشنیوں کے ساتھ خوبصورت بنایا اور (علاوہ خوبصورت بنانے کے) حفاظت کے لیے بھی (اس میں سامان پیدا کیا) (اور) یہ غالب (اور) جاننے والے خدا کی تقدیر ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ

پھر اگر وہ اعراض کریں تو ان سے کہہ دے کہ مَیں نے تم کو اس عذاب سے

---

[۱] اِس آیت سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ ایک زمانہ میں زمین کو پوری غذا پیدا کرنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کا ردّ کرتا ہے اور فرماتا ہے ہم نے زمین میں ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں جن کی وجہ سے وہ حسب ضرورت غذا دے گی۔ خواہ زمین سے نکال کر، یا نئی غذا کے ایجاد ہونے سے، یا آسمانی شعاعوں کی مدد سے۔

[۲] مطلب یہ ہے کہ لاکھ آدمی بھی سوال کریں تو ہمارا جواب یہی ہوگا۔ چنانچہ غذا کا مسئلہ دنیا میں کوئی دو سو سال سے مختلف ممالک میں زیر بحث چلا آرہا ہے سب کو اوپر کا جواب پڑھنا چاہیئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ ایک دفعہ مسٹر کوپر جو پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر غذا تھے مجھ سے ملنے کے لیے قادیان آئے اور مَیں نے قرآنی آیات سے ان کو غذا کا معاملہ سمجھایا تو بہت حیران ہوئے اور خواہش کی کہ یہ آیات مجھے لکھ دی جائیں چنانچہ مَیں نے ان کو لکھوا دیں۔

صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۴﴾

جو عاد اور ثمود کا سا عذاب ہے ہوشیار کر دیا ہے۔

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

یعنی جب اُن کے پاس اُن کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی رسول آئے (یعنی قومی زندگی کے دوران میں متواتر رسول آئے) یہ کہتے ہوئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، تو انھوں نے اُن کو جواب دیا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ہم پر خود فرشتے نازل کر دیتا پس ہم اس تعلیم کا جس کے ساتھ تم کو بھیجا گیا ہے انکار کرتے ہیں۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور عاد کی قوم نے زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر سے کام لیا اور کہا ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ جس خدا نے اُن کو پیدا کیا ہے وہ اُن سے زیادہ طاقتور ہے اور وہ ہماری آیتوں کا بقصد انکار کرتے تھے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۷﴾

پس ہم نے اُن پر ایک ایسی ہوا بھیجی جو بڑی تیز تھی اور منحوس دنوں میں آئی تھی تاکہ ہم اُنھیں اس دنیا میں رسوائی کا عذاب چکھائیں اور اخروی زندگی کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر رسوائی کا ہے اور وہاں اُن کی کسی رنگ میں مدد نہ کی جائے گی۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور ثمود (کا یہ حال تھا کہ) ہم نے اُن کو ہدایت کا راستہ دکھایا تھا لیکن انھوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی پس ان کو ایک رسوائی کے عذاب نے اُن کے اعمال کی وجہ سے آگھیرا۔

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع

اور جو متقی تھے اور مومن تھے ان کو ہم نے نجات دے دی۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور جس دن اللہ کے دشمن (یعنی کافر) زندہ کر کے آگ کی طرف لے جائے جائیں گے پھر اُن کو مختلف درجوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱﴾

یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس پہنچ جائیں گے اُن کے کان اور ان کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے عمل کی وجہ سے اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ اور ان کے چمڑے جواب میں کہیں گے ہم سے اسی خدا نے کلام کروایا ہے جس نے ہر چیز سے کلام کروایا ہے اور اس نے تم کو پہلی دفعہ بھی پیدا کیا تھا اور پھر بھی تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور تم اپنے عیب اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ کہیں تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں اور تمھارے چمڑے تمھارے خلاف گواہی نہ دے دیں (بلکہ دوسرے لوگوں کی انگشت نمائی کے ڈر سے ایسا کرتے تھے) بلکہ تم کو یقین تھا، کہ اللہ کو تو بہت سی تمھاری باتوں کا علم ہی نہیں[1]۔

وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

اور یہی وہ بدظنی تھی جو تم نے اپنے ربّ کے متعلق کی جس نے تم کو ہلاک کر دیا اور تم ہر طرح نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾

پس اگر یہ لوگ صبر سے کام لیں تو آگ اُن کا ٹھکانا ہے اور اگر یہ خدا کے حضور میں حاضر ہونا چاہیں تو اُن کو خدا کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع

اور ہم نے ان کے ساتھ کچھ ایسے ہم نشین لگا دیئے جنھوں نے ان کے اعمال کو خوبصورت کر کے دکھایا۔ اور اُن کے اوپر وہی حکم جاری ہو گیا جو جنّوں اور انسانوں میں سے اُن سے پہلے گذری ہوئی قوموں پر جاری ہوا تھا (یعنی یہ) کہ وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کفار نے کہا، اِس قرآن کی تعلیم مت سُنو اور اس کے سُنانے کے وقت شور مچا دو۔ تاکہ اس طرح تم غالب آ جاؤ۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

سو اس کے نتیجہ میں ہم کفار کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور اُن کے بدترین اعمال کی جزا اُن کو دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

(اور) اللہ کے دشمنوں کی جزا یہی ہے یعنی آگ، اس میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والا گھر ان کو ملیگا یہ جزا انھیں اس لیے ملے گی کہ وہ ہماری آیتوں کا بقصد انکار کرتے تھے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا

اور کفار کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تو ہمیں جنّ و انس میں سے وہ لوگ دکھا جو ہمیں گمراہ کیا کرتے تھے تاکہ ہم اُن کو اپنے پیروں کے نیچے

---

[1] یعنی اور کوئی شخص ہمارے خلاف گواہی دینے والا نہیں پس اسی کی وجہ سے چوری چھپے گناہ کرنے پر تم دلیری کرتے تھے۔

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝۳۰

مَسلیں اور اس کے نتیجہ میں وہ ذلیل ترین[1] لوگ بن جائیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۱

وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے، اُن پر فرشتے اُتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنّت[2] کے ملنے سے خوش ہو جاؤ، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۲ؕ

ہم دنیا میں بھی تمھارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمھارے دوست رہیں گے اور اس (جنّت) میں جو کچھ تمھارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۳ ع ۱۸

یہ بخشنے والے (اور) بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۴

اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہو گی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے، اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝۳۵

اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی۔ اور تُو بُرائی کا جواب نہایت نیک سلوک سے دے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے، وہ تیرے حسنِ سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۶

اور (باوجود ظلموں کے سہنے کے) اس (قسم کے سلوک) کی توفیق صرف انہی کو ملتی ہے جو بڑے صبر کرنیوالے ہیں اور یا پھر اُن کو ملتی ہے جن کو (خدا کی طرف سے نیکی کا) ایک بہت بڑا حصّہ ملا ہو۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

اور اگر شیطان (یعنی حق سے دُور ہستی) تجھے تکلیف پہنچائے تو (فوراً اس کا بدلہ لینے کے لیے تیار نہ ہو جایا کر بلکہ) اللہ سے پناہ مانگا کر کہ وہ تجھے

---

[1] چونکہ دنیا میں گمراہ کرنے والے لوگ بڑے معزز سمجھے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن ادنیٰ درجہ کے لوگ جو ان کی اتباع کیا کرتے تھے، خدا تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ اگر تُو ان کو ہمارے حوالہ کرے تو ہم ان کو پیروں کے نیچے مَسلیں، تاکہ اُن کی ساری عزّت جاتی رہے اور وہ ذلیل ترین آدمی بن جائیں۔

[2] قرآن مجید میں دو جنّتوں کا ذکر ہے دنیوی اور اُخروی۔ اس جگہ جنت سے ہر دو مراد لی جاسکتی ہیں۔

الْعَلِيْمُ ﴿۳۷﴾

اس ادنیٰ درجہ کے خلق سے بچائے) اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور اس کے نشانوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی اور سورج بھی ہے اور چاند بھی۔ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو۔ بلکہ صرف اللہ کو جس نے ان دونوں کو پیدا کیا ہے، سجدہ کرو اگر تم پکے موحّد ہو۔

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ۩ ﴿۳۹﴾

پھر اگر یہ لوگ تکبّر کریں، تو یاد رکھ کہ وہ لوگ جو تیرے ربّ کے مقرب ہیں وہ رات اور دن اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ کبھی نہیں تھکتے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

اور اس کے نشانوں میں سے (ایک نشان) یہ بھی ہے کہ تُو زمین کو (بعض وقتوں میں) ویران دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ایک نئی زندگی پالیتی ہے اور (سبزی کو) خوب بڑھاتی ہے[۱]۔ وہ (خدا) جس نے اس (زمین) کو زندہ کیا ہے وہ یقیناً مُردوں کو بھی زندہ کرے گا۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۱﴾

وہ لوگ جو ہماری آیات میں سے پیچ در پیچ غلط باتیں نکالتے رہتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں۔ کیا وہ شخص جو دوزخ میں ڈالا جائے زیادہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے ساتھ (ہمارے پاس) آئے۔ (اے لوگو) جو کچھ چاہو[۲] کرو۔ اللہ تمہارے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ

وہ لوگ جو کہ اس ذکر (یعنی قرآن) کا جب وہ ان کے پاس آیا انکار کرتے ہیں حالانکہ

---

[۱] قرآن کریم میں اور دوسری زبانوں میں کبھی کبھی تقلیب نسبت بھی استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً کہتے ہیں پرنالہ چلتا ہے، حالانکہ پرنالہ کبھی نہیں چلتا بلکہ پانی چلتا ہے اسی طرح کہتے ہیں سورج زمین کے گرد چکر کھا رہا ہے حالانکہ ادنیٰ غور سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ سورج زمین کے گرد چکر نہیں کھا رہا بلکہ زمین سورج کے گرد چکر کھا رہی ہے یا اسی طرح تیز گاڑی میں بیٹھے ہوئے سڑک پر درخت ہوں تو انسان سمجھتا ہے کہ درخت بھاگے جا رہے ہیں، حالانکہ درخت نہیں بھاگ رہے ہوتے بلکہ گاڑی بھاگ رہی ہوتی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی تقلیب نسبت سے کام لیا گیا ہے یعنی اِهْتَزَّتْ وَرَبَتْ کہا گیا ہے۔ حالانکہ نہ تو زمین پھوٹنے لگتی ہے اور نہ اُگنے لگتی ہے۔ بلکہ پھوٹتی بھی اندر سے سبزی ہے اور اگتی بھی سبزی ہے پس تقلیب نسبت کے طور پر جیسے کہتے ہیں "پرنالہ چلتا ہے"۔ کہہ دیا گیا ہے کہ زمین جوش میں آجاتی ہے اور اُگنے لگتی ہے۔

[۲] اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنے اعمال میں مجبور نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جو مرضی آئے کرے اس پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے نیکی بھی ظاہر کر دی ہے اور بدی بھی ظاہر کر دی ہے۔ اب باوجود نیکی کے جاننے کے اگر کوئی شخص بدی کرتا ہے تو وہ خود ذمہ وار ہے اور ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے کہ وہ اپنی مرضی سے بدی اختیار کر رہا ہے یہ نہیں کہیں گے کہ اس پر جبر ہو رہا ہے۔

عَزِیْزٌ ﴿۴۲﴾

وہ ایک بڑی عزّت والی کتاب ہے، (وہ اپنی تباہی کا سامان اپنے ہاتھوں کر رہے ہیں)۔

لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۳﴾

باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے، بڑی حکمتوں والے اور بڑی تعریفوں والے خدا کی طرف سے وہ اُترا ہے۔[1]

مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۴۴﴾

تجھ سے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں۔ جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھیں۔ تیرا رب بڑی بخشش والا ہے اور اس کا عذاب بھی دردناک ہوتا ہے۔

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۴۵﴾

اگر ہم اس قرآن کو اعجمی بناتے (یعنی عربی زبان کے سوا کسی اور زبان میں اُتارتے) تو وہ (مکّہ والے) کہہ سکتے تھے کہ اس کی آیتیں کھول کر کیوں نہیں بیان کی گئیں۔ کیا اعجمی زبان اور عربی نبی کوئی بھی مشابہت رکھتے ہیں؟[2] تُو کہہ دے وہ مومنوں کے لیے ہدایت اور شفا رکھتا ہے (یعنی عربی میں اُتارا گیا ہے اور مکّہ کے لوگ اسے سمجھ سکتے ہیں) اور جو ایمان ہی نہیں لاتے اُن کے کانوں میں تو بہرا پن ہے اور وہ (یعنی اس کی حقیقت) ان پر مخفی ہے وہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے کسی کو دُور کی جگہ سے[3] پکارا جائے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۶﴾

اور ہم نے موسیٰ کو بھی ایک اعلیٰ کتاب دی تھی اور اس کے بارہ میں بھی اختلاف کیا گیا تھا اور اگر ایک بات تیرے رب کی طرف سے پہلے گذر نہ چکی ہوتی تو اُن لوگوں کا کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ وہ اس (قرآن) کے بارے میں ایک ایسے شک میں پڑے ہوئے ہیں جو اُن کے امن کو کاٹ دیتا ہے (یعنی انتہائی شکوک میں مبتلا رہتے ہیں اور اُس پر غور نہیں کرتے)

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۷﴾

جو شخص ایمان کے مطابق عمل کرے تو اس کا فائدہ اس کی اپنی جان کو پہنچتا ہے اور جو بد اعمالی کرے اُس کا عذاب بھی اسی پر نازل ہوتا ہے اور تیرا رب اپنے بندوں پر کوئی ظلم[4] نہیں کرتا۔

---

[1] یعنی یہ ایسی کتاب ہے کہ نہ اس کے سامنے باطل ٹھہر سکتا ہے اور نہ اس کی تعلیم کے جاری کرنے کے نتیجہ میں باطل کو کوئی مدد مل سکتی ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اس قرآن کو بڑی حکمت والے اور بڑی تعریفوں والے خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔ [2] مطلب یہ ہے کہ جو نبی ساری دنیا کی طرف آنا تھا اس نے بہر حال ایک ہی ملک میں آنا تھا اور ایک ہی قوم کو اس نے ابتداءً مخاطب کرنا تھا۔ باقی قوموں نے اس قوم سے سیکھ کر اس کو دنیا میں پھیلانا تھا پس بتایا ہے کہ قرآن کریم ہم نے عربی زبان میں اُتارا ہے پس مکّہ والوں میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں گے اُن کو اس سے ہدایت اور شفا ملے گی اور دوسرے لوگ اُن سے سیکھ لیں گے۔ [3] جب کوئی شخص دُور ہو اور اندھا بھی ہو تو اس کو ہدایت دینا مشکل ہوتا ہے دُور ہونے کی وجہ سے وہ آواز نہیں سُن سکتا اور اندھا ہونے کی وجہ سے وہ اشارے نہیں سمجھ سکتا۔

[4] آیت میں ظَلَّام کا لفظ ہے جس کے معنے ہیں کہ تیرا رب اپنے بندوں پر بڑا ظلم کرنے والا نہیں ہے، اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تھوڑا سا ظلم کر لیتا ہے۔ بلکہ یہ عربی زبان کا محاورہ ہے کہ جب مبالغہ پر نفی آئے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نہ بہت نہ تھوڑا۔ جیسے قَلِیْل کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اس کے معنے نہ تھوڑا نہ بہت کے ہوتے ہیں۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿۴۸﴾

قیامت کا علم اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے (یعنی قیامت کا کامل علم اسی کو حاصل ہے) اور گابھوں میں سے (بھی) کوئی پھل نہیں نکلتے اور عورتیں بھی اپنے پیٹ میں کچھ نہیں اٹھاتیں اور نہ جنتی ہیں مگر وہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے جس دن وہ ان لوگوں کو پکاریگا اور کہیگا کہاں ہیں میرے شریک؟ وہ کہیں گے ہم نے تجھے کھول کر کہہ دیا ہے کہ ہم میں سے کوئی اس بات کا گواہ نہیں۔

وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿۴۹﴾

اور جن (معبودوں) کو وہ اس سے پہلے پکارتے تھے وہ ان سے کھوئے جائیں گے اور ان کو یقین ہو جائے گا کہ اب ان کے لیے کہیں بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں۔

لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿۵۰﴾

انسان اچھی چیزوں کے مانگنے سے کبھی نہیں تھکتا لیکن اگر اسے کبھی کوئی تکلیف پہنچ جائے تو (پہلی حالت کو بھول کر) مایوس ہو جاتا ہے۔

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۱﴾

اور اگر ہم اس کو دکھ پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کہتا ہے یہ تو میرا حق ہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اور اگر مجھے میرے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو اس کے پاس میرے لیے (اس دنیا سے) اعلیٰ انعامات موجود ہوں گے اور ہم کافروں کو ضرور ان کے اعمال کے متعلق خبر دیں گے اور ان کو ایک سخت[1] عذاب چکھائیں گے۔

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ﴿۵۲﴾

اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور ہم سے ایک طرف ہو جاتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿۵۳﴾

تو ان سے کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہوا اور تم اس کا انکار کر دو۔ تو اس شخص سے جو حق سے بہت دور بھاگ گیا ہے کون زیادہ گمراہ ہوگا؟

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۵۴﴾

ہم ان لوگوں کو تمام اطراف عالم میں بھی ضرور اپنے نشان دکھائیں گے اور خود ان کی جانوں (اور خاندانوں) میں بھی۔ یہاں تک کہ یہ (امر) ان کے لیے بالکل ظاہر ہو جائیگا کہ یہ (قرآن) حق ہے کیا تیرے رب کا ہر چیز پر نگران ہونا ان کے لیے کافی نہیں؟

أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ﴿۵۵﴾

خبردار! یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے بارہ میں شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کان کھول کر سنو! اللہ ہر چیز پر حاوی (اور اس کے تباہ کرنے پر قادر)[2] ہے۔

---

[1] عربی میں سخت کی جگہ غلیظ (یعنی گاڑھے) کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عذاب صرف سخت ہی نہیں ہوگا بلکہ اس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ کیونکہ گاڑھی چیز میں انسان پھنس جاتا ہے اور اس میں سے نکل نہیں سکتا۔
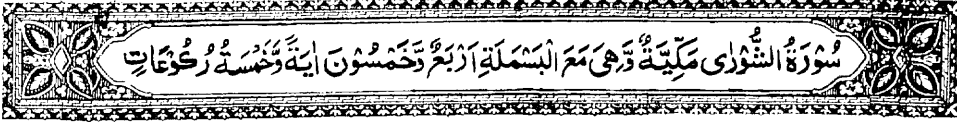
[2] دیکھو نوٹ سورۃ آل عمران آیت ۱۲۱۔

سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسَۃُ رُکُوْعَاتٍ

سُورۃ شوریٰ ۔ یہ سُورۃ مکی ہے ۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چوّن آیتیں ہیں ، اور پانچ رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

(یہ سورۃ) حمید[1] (و) مجید

عٓسٓقٓ ③

علیم ، سمیع (اور) قدیر (خدا نے اُتاری ہے)

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

اِسی طرح اللہ تجھ پر بھی وحی کرتا ہے اور اُن پر بھی (وحی کر چکا ہے) جو (لوگ) تجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ غالب بھی ہے (اور) حکمت والا بھی ہے ۔

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ⑤

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے ۔ اور وہ بلند شان ہے ۔ اور اس کی حکومت[2] ہر طبقہ کی مخلوق پر پھیلی ہوئی ہے ۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑥

قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر (غالب ذات[3] کے حکم کی وجہ) سے پھٹ کر گر جائیں باوجود اس کے کہ ملائکہ اپنے ربّ کی حمد بھی کر رہے ہیں اور تسبیح[4] بھی کر رہے ہیں اور جو لوگ زمین میں ہیں اُن کے لیے استغفار بھی کر رہے ہیں (پھر بھی خدا اپنے عذاب کو روکے گا نہیں تاکہ اُس کی غفاری اور رحیمیت ظاہر ہو) سُنو اللہ[5] بہت بخشنے والا (اور) بے انتہا رحم کرنے والا ہے ۔

---

[1] حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ مقطّعات میں سے ہیں اور حا حمید کا قائم مقام ہے ، میم مجید کا ۔ عٓسٓقٓ سے خدا تعالیٰ کی علیم ، سمیع اور قدیر کی صفات مراد ہیں تفصیل کے لیے دیکھو سورۃ بقرۃ نوٹ آیت ۲ ۔ [2] یہ عظیم کے تفسیری معنے ہیں ۔

[3] فوق کے معنے اوپر کے ہیں اور مِن کے معنے سبب اور غایت کے بھی ہوتے ہیں ۔ آسمان پر فوق خدا تعالیٰ ہے پس ہم نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ آسمان اپنے اوپر غالب ہستی کے حکم سے پھٹ کر گر جائیں ۔ [4] اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گو ملائکہ انسانوں کی مغفرت کے لیے دعائیں کر رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حمد اور تسبیح بھی کر رہے ہیں لیکن پھر بھی انسان اتنا گندہ ہو گیا ہے کہ آسمانوں کا ربّ اس کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے حکم تباہی کے مقابلہ میں فرشتوں کا آسمان کے کناروں پر دعائیں کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا ۔ [5] اس حصۂ آیت سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ باوجود فرشتوں کے استغفار کرنے کے خدا تعالیٰ کا نظام دنیوی کو توڑ دینا اور انسان کو ہلاک کر دینا خدا تعالیٰ کی غفاری اور رحیمیت کے خلاف نہیں کیونکہ جو انسان دنیا میں ہلاک کیے جائیں گے وہ اپنی بدیوں کی وجہ سے ہلاک کیے جائیں گے اور ان کے متعلق سورۃ الفرقان میں خدا تعالیٰ پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ (ع ۶) تُو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ طور پر نہ گرو تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے جیسے ذلیل لوگوں کے ہلاک کرنے کی پروا ہی کیا ہو سکتی ہے ۔ پس اس دنیا کے گنہگاروں کی تباہی سورۃ الفرقان کی آیت کے عین مطابق ہے ۔ اور اس آیت میں جو اَلْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ کہا گیا ہے اس کے بھی خلاف نہیں کیونکہ جب تک اس دنیا کے لوگ مریں گے نہیں وہ اگلے جہان کے انعام کس طرح پا سکیں گے اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت کا نظارہ کس طرح دیکھیں گے ۔ پس اَلَآ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غفاریت اور رحیمیت کامل طور پر اگلے جہان میں ہی ظاہر ہوگی اگر

(باقی اگلے صفحہ پر)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ⑦

وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا پناہ دینے والا بناتے ہیں اللہ نے اُن کے خلاف پڑنے والے سب اعمال کو محفوظ کر چھوڑا ہے اور تو اُن پر نگران نہیں (خدا ہی نگران ہے)

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ⑧

اور اسی طرح (یعنی اپنے نگران ہونے کے ثبوت میں) ہم نے قرآن کو عربی زبان میں تیری طرف اتارا ہے تاکہ تو ملک کے مرکز کے لوگوں کو اور اس کے اردگرد کے رہنے والوں کو ہوشیار کرے اور تاکہ تو اس وقت سے ہوشیار کرے جب تمام لوگ جمع کیے جائیں گے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اُس دن ایک گروہ تو جنت میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ۗ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ⑨

اور اگر اللہ اپنی مرضی سے کام لیتا (یعنی جبر کرتا) تو ان سب کو ایک جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی پناہ دہندہ ہوتا ہے نہ مددگار۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ⑩ ع

کیا انھوں نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پناہ دینے والا تجویز کیا ہے؟ پس (یاد رہے کہ) اللہ ہی پناہ دینے والا ہے اور وہی مُردے زندہ کرتا ہے اور وہ اپنے ہر ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ⑪

اور جس کسی (امر) میں تم اختلاف کرو اس کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے یہ ہے تمھارا اللہ جو میرا بھی رب ہے۔ میں نے اُسی پر توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑫

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمھاری ہی جنس سے تمھارے ساتھی بنائے ہیں اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے ہیں اور اس طرح وہ تم کو زمین میں بڑھاتا[ل] ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ⑬

آسمانوں کی کُنجیاں بھی اس کے ہاتھ میں ہیں اور زمین کی بھی وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں فراخی دے دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں تنگی کر دیتا ہے وہ ہر ایک امر کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۳۶) اس دنیا کے لوگوں پر عذاب نہ آئے اور ایک عمدہ طریق پر مومنوں کو بھی موت نہ آئے تو خدا تعالیٰ کی غفاری اور رحیمیت کس طرح ثابت ہو گی۔ پس خدا تعالیٰ کی غفاری اور رحیمیت کے لیے ضروری ہے کہ کفار عذاب سے مریں اور مومن نیک کام کرتے ہوئے مریں تاکہ کفار جہنّم میں جا کر اپنا بدلہ پا لیں اور مومن جنت میں جا کر اپنا انعام حاصل کر لیں۔

ل یعنی نسل کو بڑھا بڑھا کر زمین کو آباد کرتا جاتا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑭

اس (اللہ) نے تجھ کو (اصولی طور پر) وہی دین دیا ہے جس کی تاکید اس نے نوح کو کی تھی اور جو ہم نے اب تجھ پر (قرآن کے ذریعہ سے) اتارا ہے اور جس کی تاکید ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی اور وہ یہ تھا کہ (اللہ کی) اطاعت کو دنیا میں قائم کرو، اور اس (دین) کے بارہ میں اختلاف کبھی نہ کیا کرو۔ مشرکوں پر وہ (تعلیم بڑی) گراں گذرتی ہے جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے حالانکہ اللہ کی نظر میں جو پسندیدہ ہوتا ہے وہ اسے اس (دین) کے لیے چُن لیتا ہے اور یہ تعلیم اسی کو ملتی ہے جو خدا کی طرف ہمیشہ جُھکا رہتا ہے۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ⑮

اور کفّار نے دین کے معاملہ میں اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس ایک کامل علم (یعنی قرآن) آگیا اور یہ اختلاف انھوں نے کسی عقلی دلیل کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ (باہمی بغض) حسد کی وجہ سے کیا ہے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک مدّت مقررہ تک کے لیے ایک بات کا فیصلہ[1] نہ ہو چکا ہوتا تو ان کفار کی تباہی کبھی کی ہو چکی ہوتی اور وہ لوگ جن کو اُن (پہلے لوگوں) کے بعد کتاب کا وارث کیا گیا ہے وہ اس کتاب کی وجہ سے ایک ایسے شک میں مبتلا ہیں جو اُن کے دلوں میں قلق پیدا کر رہا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ⑯

پس تُو اسی دین کی طرف (لوگوں کو) پکار۔ اور تُو اسی طرح (دین پر) استقلال سے قائم رہ جس طرح تجھے کہا گیا ہے اور اُن کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور کہہ دے کہ اللہ نے اپنی کتاب سے جو کچھ اتارا ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان عدل سے فیصلہ کروں۔ اللہ ہمارا بھی رب ہے، اور تمھارا بھی رب (ہے) ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمھارے اعمال تمھارے ساتھ (ہیں) تمھارے اور ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ہمیں (ایک دن) جمع کر دے گا اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ

اور وہ لوگ جو اللہ کے بارہ میں بحثیں کرتے ہیں جبکہ (لوگوں کی ایک بڑی تعداد) اس کی آواز کو قبول کر چکی ہے ان کی دلیل اُن کے رب کے حضور توڑی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ مختلف کفار کے متعلق کئی پیشگوئیاں قرآن مجید اور احادیث میں بیان ہیں اگر ان کو ابھی تباہ کر دیا جائے تو اپنے اپنے وقت پر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ پس یہ دیر قرآن اور حدیث کے سچّا کرنے کے لیے ہے نہ کہ ان لوگوں کے کسی حق کی وجہ سے۔

غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ⑯

جانے والی ہے اُن پر غضب نازل ہوگا اور اُن کے لیے سخت عذاب (مقدر) ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ⑰

اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ اس کامل کتاب (قرآن) اور میزان[1] کو اتارا ہے اور تم کو کس (بات) نے بتایا ہے کہ مقررہ وقت قریب آگیا ہے۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ⑱

جو لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے وہ اس کے جلد لانے کے خواہاں[2] ہیں اور مومن تو اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ واقع ہوکر رہنے والی ہے۔ سنو! جو لوگ قیامت میں شبہ کرتے ہیں، وہ ایک لاعلاج گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ⑲

اللہ اپنے بندوں کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے جس کو چاہتا ہے رزق وافر دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے رزق میں کمی کر دیتا ہے۔ وہ بڑی طاقت والا (اور) غالب ہے۔

ع

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ⑳

جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی (آخرت کی) کھیتی کو اس کے لیے بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور جو کوئی اس دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کو اسی دنیا کی کھیتی میں سے اس کا حصہ دیدیتے ہیں (یعنی دنیوی متاع اسے مل جاتا ہے) اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ㉑

کیا اُن کے لیے کوئی ایسے شریک ہیں جنھوں نے اُن کے لیے ایسی ہی تعلیم تجویز کی ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا اور اگر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)[3] آخری فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا[4] اور ظالموں کو یقیناً دردناک عذاب پہنچے گا۔

---

[1] قرآن کریم کا ایک نام میزان رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں جو بات کہی جاتی ہے دلیل کے ساتھ کہی جاتی ہے اور دلیل سب انسانوں کے درمیان قدر مشترک ہے اور جب تک کوئی اسے جھوٹا نہ ثابت کردے اُسے ردّ نہیں کرسکتا۔ پس قرآن کریم چونکہ ہر بات بادلیل کہتا ہے اس لیے وہ میزان ہے یعنی جو بات اس کے ترازو میں پوری اُترے وہی سچی ہے باقی سب باتیں غلط ہیں کیونکہ وہ عقل کے ترازو میں پوری نہیں اُترتیں۔

[2] یعنی چونکہ وہ مانتے ہی نہیں کہ ہم پر عذاب آنا ہے اس لیے وہ کہتے رہتے ہیں کہ جلدی عذاب لاؤ کیونکہ جب اُن کے نزدیک عذاب نے آنا ہی نہیں تو وہ جلدی آئے یا دیر سے آئے اُن کے نزدیک ایک سی بات ہے۔

[3] دیکھو سورۃ الشوریٰ آیت ۱۵۔

[4] یعنی ان پر تباہی آجاتی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قطعی فیصلہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ کہ جب تک حجت تمام نہ ہو کسی قوم کو تباہ نہیں کیا جاتا۔ اس لیے ان کو ڈھیل مل رہی ہے۔

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

تو ظالموں کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے عمل کی وجہ سے ڈر رہے ہیں حالانکہ وہ (موعود عذاب) اُن پر ضرور نازل ہونے والا ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ایمان کے مطابق عمل کیا، وہ گھنے باغوں میں ہوں گے (اور) اُن کے ربّ کے پاس ان کے لیے وہ سب کچھ موجود ہو گا جس کی اُن کو خواہش ہو گی (یہی بڑا فضل ہے۔

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۴﴾

یہی وہ چیز ہے جس کی اللہ اپنے مومن بندوں کو بشارت دیتا ہے، ایسے مومن بندوں کو جو ایمان کے مطابق عمل بھی کرتے ہیں۔ تو کہہ دے میں اپنی خدمت کے بدلہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، سوائے اس محبّت کے جو اپنے قریب ترین[1] رشتہ داروں سے کی جاتی ہے اور جو شخص کوئی نیکی کا کام کرتا ہے ہم اس کی نیکی کو اس کے لیے اور زیادہ حسین[2] بنا دیتے ہیں اللہ بہت بخشنے والا اور (قدر دان ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۵﴾

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ پس اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مُہر[3] لگا دے۔ اور اللہ ہمیشہ باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے نشانوں کے ذریعہ قائم کر دیتا ہے۔ وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے۔

---

[1] شیعہ لوگ اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ میں اور کوئی اجر نہیں مانگتا صرف میرے رشتہ داروں سے محبّت کرو۔ حالانکہ یہ بھی تو اجر ہے اس آیت کے اصل معنے وہی ہیں، جو ہم نے کیے ہیں۔ اَلْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى، چاہتا ہوں یعنی بحیثیتِ رسول اس کا مطالبہ کرتا ہوں، کہ جو قریب ترین رشتہ دار سے محبّت کی جاتی ہے وہ مجھ سے کرو۔ چنانچہ ایک دوسری جگہ اس مضمون کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ خدا اور رسول سے رشتہ داروں سے بھی زیادہ محبّت ہونی چاہیئے چنانچہ فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (سورۃ توبہ آیت ۲۴) یعنی اگر تمہیں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابل پر اپنے والدین، بیٹوں، بھائیوں، بیویوں اور رشتہ داروں سے زیادہ محبّت ہے اور اسی طرح خدا اور رسول کے مقابلہ میں اپنے اموال اور تجارتیں اور جائیدادیں زیادہ پسند ہیں تو پھر اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو۔ جو یہ بتا دے گا کہ تم غلط طریق اختیار کیے ہوئے تھے۔ پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ہر مومن کو رشتہ داروں سے بڑھ کر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبّت کرنی چاہیئے یعنی اس کی بات کے مقابلہ میں کسی رشتہ دار کی بات نہیں ماننی چاہیئے۔

[2] یعنی وہ نیکیوں پر اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر پڑتا ہے جیسے کسی حسین چیز پر عاشق گرتا ہے۔

[3] یعنی اگر جھوٹ بولتا تو اس کا تقویٰ ضائع ہو جاتا اور دل پر مہر لگ جاتی۔ مگر یہ تو نزولِ قرآن کے بعد تقویٰ میں بڑھ گیا ہے۔ پس دشمن کا الزام جھوٹا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم میں کفار کے لیے بھی مُہر کا لفظ آتا ہے مگر وہاں اس کے یہ معنے ہیں کہ اس درجہ کے بعد ان کے دل میں کسی قسم کا تقویٰ داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ مراد ہے کہ یہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اس کے دل میں کسی قسم کا کفر داخل نہیں ہو سکتا۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے یعنی وہ جو بات بھی میرے دل میں ڈالتا ہے وہ نیکی کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۷۲ مطبوعہ مصر، و مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ مطبع ازہر مصر)

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے۔

وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۷﴾

اور مومنوں (اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے (جتنے بدلہ کے وہ مستحق ہوتے ہیں اس سے بھی) زیادہ ان کو دیتا ہے، اور کافروں کے لیے سخت عذاب مقرر ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق کو بہت وسیع کر دیتا تو وہ ملک میں بہت سرکشی کرنے لگ جاتے، لیکن وہ جو کچھ چاہتا ہے اندازہ کے مطابق اتارتا ہے وہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر (اور) ان کے حالات کو دیکھنے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۹﴾

اور وہی ہے جو مایوسی کے بعد بارش اُتارتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے، اور وہی (سچا) پناہ دینے والا اور (سب تعریفوں کا مالک ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۳۰﴾ ع

اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان جانداروں کی قسم سے اس نے پھیلایا ہے اس کے نشانوں میں سے ہے اور جب وہ چاہے گا اُن سب کے جمع کرنے پر قادر ہوگا۔[1]

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۱﴾

اور ہر مصیبت جو تم کو پہنچے وہ تمھارے اعمال کے سبب سے ہوتی ہے اور اللہ تمھارے اکثر قصوروں کو معاف کرتا ہے۔

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۲﴾

اور تم (اللہ کو) اس کے ارادے میں کہیں بھی زمین پر ناکام نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تمھیں کوئی پناہ دینے والا نہیں، نہ کوئی تمھارا مددگار ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۳﴾

اور اس کے نشانات میں سے پہاڑوں کی طرح سمندر میں چلنے والی کشتیاں ہیں (یعنی جو بہت اونچی اونچی ہوتی ہیں)

اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ

اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے اور وہ سمندر کی سطح پر کھڑی کی کھڑی رہ

---

[1] جمع کرنے کے معنے عام طور پر قیامت کے ہوتے ہیں لیکن اس جگہ دَآبَّۃ کا لفظ ہے جس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا جانوروں کا بھی حشر ہوگا۔ سو اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ دَآبَّۃ کا لفظ قرآن کریم میں انسانوں کے لیے بھی بولا گیا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کا بھی حساب ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیامت کے دن ایک بکری دوسری بکری کو سینگ مار رہی ہے اس لیے کہ اُسے دوسری بکری نے دنیا میں سینگ مارا تھا پس دونوں صورتوں میں اس آیت کے معنے درست ہیں (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۴﴾

جائیں۔ اس میں ہر صبر کرنے والے قدر دان کے لیے نشانات ہیں۔

أَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۵﴾

یا اگر وہ چاہے تو کشتی[1] والوں کو ان کے اعمال کی وجہ سے ہلاک کر دے اور وہ بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

وَّ يَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾

اور تا وہ لوگ جو ہمارے نشانوں میں بحث کرتے ہیں جان لیں کہ ان کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ ﴿۳۷﴾

اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے وہ ورلی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ مومنوں اور اپنے ربّ پر توکّل کرنے والوں کے لیے زیادہ اچھا اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ ﴿۳۸﴾

اور ان کے لیے جو بڑے گناہوں اور بدکاری سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ ﴿۳۹﴾

اور جو اپنے ربّ کی آواز کو قبول کر لیتے ہیں اور نمازیں با جماعت ادا کرتے ہیں اور ان کا طریق یہ ہے کہ اپنے ہر معاملہ کو باہمی مشورہ سے طے کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۴۰﴾

اور جب اُن پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو وہ بدلہ لے لیتے ہیں (مگر یہ یاد رکھتے ہیں)

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾

کہ بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدّنظر رکھے تو اس کو بدلہ دینا اللہ کے ذمّے ہوتا ہے وہ (اللہ) ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ ﴿۴۲﴾

اور جو لوگ اپنی ذات پر ظلم کیے جانے کے بعد مناسب بدلہ لیتے ہیں۔ ان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۳﴾

اعتراض صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو لوگوں پر ظلم (اور حملہ) میں ابتدا کرتے ہیں اور زمین میں بغیر کسی حق کے زیادتی کرنے لگ جاتے ہیں ایسے لوگوں کو دردناک عذاب ملیگا۔

---

[1] ہم نے "کشتی والے" معنے کیے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں ہے کہ کشتیوں کو ہلاک کر دیں۔ ہم نے یہ معنے اس لیے کیے ہیں کہ کشتی والوں کا رزق کشتی کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اگر کشتیاں تباہ ہو جائیں تو کشتی والے بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ پس حذفِ مضاف کے ذریعہ سے ہم نے ترجمہ ٹھیک کر لیا ہے اسی طرح اس آیت میں ہے کہ ہم کشتیوں کو اُن کے اعمال کی وجہ سے تباہ کریں گے۔ اور اعمال کشتی والے کرتے ہیں نہ کہ کشتیاں۔ پس اس دلالت نے بھی بتا دیا کہ اس جگہ کشتی والوں کا ذکر ہے نہ کہ کشتیوں کا۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ ع

اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو (اس کا یہ کام) بڑی ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۵﴾

اور جس کو اللہ گمراہ قرار دے[1] تو اس (اللہ) کو چھوڑ کر اس کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا اور تو ظالموں کو دیکھے گا کہ جب وہ عذاب آتا دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کیا اس عذاب کو لوٹانے کی کوئی تدبیر بھی ہے!

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۶﴾

اور تُو ان کو دیکھے گا کہ وہ اس عذاب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ذلت کی وجہ سے سر جھکائے ہوئے نیچی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور مومن کہیں گے کہ اصل گھاٹا پانے والے وہی ہیں جنھوں نے اپنی جانوں اور اہل و عیال کو قیامت کے دن گھاٹے میں ڈالا۔ کان کھول کر سن لو! ظالم لوگ ایک قائم رہنے والے عذاب میں ہوں گے۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ ﴿۴۷﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۸﴾

اور اُن کو پناہ دینے والے کوئی نہیں ہوں گے جو اُن کی اللہ کے مقابلہ میں مدد کر سکیں اور جس کو اللہ گمراہ سمجھتا ہے[1] اس کو راستہ پر لانے کی کوئی تدبیر نہیں۔ تم اپنے رب کی آواز کا (اس پر لبیک کہتے ہوئے) جواب دو پیشتر اس کے کہ وہ وقت آجائے جس کو اللہ کے مقابلہ میں لوٹانے والا کوئی نہیں۔ اس دن تمھارے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہو گی اور تمھارے لیے[2] انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۹﴾

پھر بھی اگر وہ اعراض کریں تو (در گزر کرتے رہیں) ہم نے تجھے اُن پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔ تجھ پر صرف بات کا پہنچا دینا فرض ہے اور جب کبھی ہم انسان کو اپنی طرف سے رحمت پہنچاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر اس کے کسی عمل کی وجہ سے جو اس نے کیا ہو ہماری طرف سے اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو انسان ناشکر گذار بن جاتا ہے (اور پہلے تمام فضلوں کا انکار کر دیتا ہے)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ

اللہ ہی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا

---

[1] اَضَلَّ کے ایک معنے گمراہ کرنے کے ہوتے ہیں اور دوسرے گمراہ قرار دینے کے (دیکھو مفردات صفحہ ۳)

[2] اس جگہ لفظ نَکِیْر ہے جس کے معنے انکار کے ہیں (مفردات)

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۵۰﴾

کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے، لڑکے دیتا ہے۔

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۱﴾

یا لڑکوں اور لڑکیوں کو ملا جُلا دیتا ہے (یعنی لڑکیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور لڑکے بھی) اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے وہ بڑے علم والا اور (قدرت والا) ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۗ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾

اور کسی آدمی کی یہ حیثیت نہیں کہ اللہ اس سے وحی[1] کے سوا یا پردے کے پیچھے بولنے کے سوا کسی اور صورت سے کلام کرے یا (اس کی طرف فرشتوں میں سے) رسول (بنا کر) بھیجے جو اس کے حکم سے جو کچھ وہ کہے بات پہنچا دیں۔ وہ بڑی شان (والا اور) حکمتوں کا واقف ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۗ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۗ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۳﴾

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے کلام نازل کیا ہے تُو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتا تھا کہ ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے اس (تیری وحی) کو نور بنا دیا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہم ہدایت دے دیتے ہیں اور تو یقیناً لوگوں کو سیدھے راستہ کی طرف لا رہا ہے۔

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۴﴾

ع

اللہ کے راستہ کی طرف جو اس کا بھی مالک ہے جو آسمانوں میں ہے اور اس کا بھی جو زمین میں ہے سنو! سب باتیں خدا ہی کی طرف جاتی ہیں (یعنی تمام باتوں کی ابتدا اور انجام خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں)۔

---

[1] وحی کے اصل معنے ایسے اشارہ کے ہوتے ہیں جو جلدی سے کیا جائے اور دوسروں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ خدا تعالیٰ کے کلام کو اس لیے وحی کہتے ہیں کہ اس کا نزول جلدی جلدی ہوتا ہے اور ملہم کے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی اور کو بھی خود اس میں شامل کرے۔
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندہ سے کلام کرنے کے تین طریق بیان فرمائے ہیں (۱) پہلا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بندہ پر بغیر کسی واسطہ کے نازل ہو۔ (۲) دوسرا طریق وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الفاظ نازل نہ ہوں بلکہ مضمون کو تعبیر طلب امثال میں یا بے تعبیر طلب نظارہ میں دکھایا جائے اسی کو اس آیت میں مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔ یعنی اصل مقصد پردہ کے پیچھے ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا طریق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا کلام فرشتہ پر نازل کرے اور فرشتہ بندے تک پہنچا دے (تفصیل کے لیے دیکھو تفسیر کبیر جلد ششم تفسیر سورۂ زلزال)

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ زخرف، یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نوّے آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

حمید و مجید (خدا کی طرف سے یہ سورۃ نازل ہوئی ہے)

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ③

ہم اس کتاب کی قسم کھاتے ہیں (یعنی اسے بطور شہادت کے پیش کرتے ہیں) جو اپنے مضمون کو کھول کر بیان کرنیوالی ہے۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ④

ہم نے اس کتاب کو قرآن بنایا ہے (اور قرآن بھی) ایسا جو عربی[1] ہے تا کہ تم سمجھو۔

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ⑤

اور وہ (یعنی قرآن) ام الکتاب[2] میں ہے، اور ہمارے نزدیک بڑی شان والا اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ⑥

کیا ہم تمہارے سامنے ذکر (یعنی کتاب) کا بیان کرنا صرف اس لیے چھوڑ دیں کہ تم حد سے بڑھی ہوئی قوم ہو۔

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ⑦

اور ہم نے پہلی قوموں میں بہت سے نبی بھیجے ہیں۔

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑧

اور اُن کے پاس کوئی نبی نہ آتا تھا کہ وہ اس سے ہنسی نہ کرتے ہوں (پھر بھی ہم نے اُن کی طرف وحی نازل کی)

فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ⑨

اور ہم نے اُن سے زیادہ طاقتور لوگوں کو (انکار کی وجہ سے) ہلاک کر دیا تھا (پھر ان کو ہلاک کرنے میں کیا دقّت ہے) اور اِن لوگوں کے سامنے پہلے لوگوں کے حالات گذر ہی چکے ہیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ⑩

اور اگر تو اُن سے پُوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ کہیں گے غالب (اور) بہت علم رکھنے والی ہستی نے اُن کو پیدا کیا ہے۔

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اُس (ہستی) نے جس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لیے

---

[1] یہاں قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ شاید بعض لوگوں کے نزدیک اس کا سمجھنا مشکل ہو، اُن کے لیے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ قرآن کا لفظ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ کتاب کثرت سے پڑھی جائے گی یعنی اس کا پڑھنا سہل ہوگا اور عَرَبِيًّا سے یہ بتایا ہے کہ اس کے مفہوم کا سمجھنا بھی آسان ہوگا۔ کیونکہ یہ ہر بات دلیل کے ساتھ بیان کرے گی۔

[2] اس جگہ ایک استعارہ استعمال کیا گیا ہے کہ تمام شریعتیں کسی اصل کے نیچے ہوتی ہیں اور وہ اصل کتاب کے لیے بطور ماں کے ہوتا ہے جس طرح ایک عورت انسانوں کے لیے ماں ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اُمُّ الْكِتٰب میں ہے یعنی جو اصولی کتاب دنیا میں نازل کرنی خدا تعالیٰ کے مدّنظر تھی اس میں یہ قرآن شامل تھا۔ گویا ازل سے خدا تعالیٰ کے یہ مدنظر تھا کہ دنیا کی کامل ہدایت کے لیے وہ قرآن کریم بھجوائے گا۔

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰﴾

راستے بنائے ہیں تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿۱۱﴾

اور اُسی نے بادل سے ایک اندازہ کے مطابق پانی اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ سے ایک مُردہ زمین کو زندہ کر دیا ہے اسی طرح تم بھی زندہ کرکے نکالے جاؤ گے۔

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿۱۲﴾

اور اُسی نے تمھارے لیے ہر قسم کے جوڑے پیدا کیے ہیں اور اسی طرح چوپائے پیدا کیے ہیں اور کشتیاں بنائی ہیں جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾

جب تم اچھی طرح اُن پر بیٹھ جاؤ، تو پھر اپنے ربّ کی نعمت کو یاد کرو اور یہ کہو کہ پاک ہے وہ خدا جس نے ہم کو ان پر قبضہ بخشا ہے حالانکہ ہم اپنے زور سے ان کو اپنے تابع فرمان نہیں بنا سکتے تھے۔

وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿۱۴﴾

اور ہم یقیناً ایک دن اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ ع ۱۶

(مگر حال یہ ہے کہ) انھوں نے اس (خدا) کے لیے اس کے بندوں میں سے ایک حصّہ (یعنی بیٹیاں) تجویز کر رکھا ہے انسان یقیناً کھلا کھلا ناشکر گزار ہے۔

أَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُم بِالْبَنِينَ ﴿۱۶﴾

(ان سے پوچھو تو سہی) کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لیے تو بیٹیاں بنا لیں اور تم کو بیٹوں سے فضیلت دی؟

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾

اور جب اُن میں سے کسی کو اس چیز کی خبر دی جاتی ہے جس کو وہ رحمٰن (خدا) کی طرف منسوب کرتا ہے تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے اور وہ غصّہ سے بھر جاتا ہے۔

أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾

کیا وہ جو زیورات میں پلتی ہے اور جھگڑے میں اپنا ما فی الضمیر ٹھیک طرح ادا نہیں کر سکتی (وہ خدا کے حصّہ میں آتی ہے اور غالب رہنے والا مرد انسان کے حصّہ میں)۔

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿۱۹﴾

اور انھوں نے ملائکہ کو جو رحمٰن (خدا) کے بندے ہیں عورتیں قرار دے دیا ہے کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ اگر یہ بات ہے تو ضرور ان کی شہادت لکھی جائے گی اور اُن سے (قیامت کے دن) اس بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُم ۗ مَّا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾

اور وہ کہتے ہیں اگر رحمٰن (خدا) چاہتا تو ہم اس کے سوا دوسرے معبودوں کی پرستش نہ کرتے یہ بات وہ محض ڈھکوسلے سے کہتے ہیں اس کا انھیں حقیقی علم ہرگز حاصل نہیں۔

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾

کیا ہم نے ان کو اس (قرآن) سے پہلے کوئی ایسی کتاب دی ہے (جس میں یہ بات لکھی ہے) کہ وہ اس کے ذریعہ سے دلیل پکڑ رہے ہیں۔

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾

ایسا نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اس بات پر مُصر ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا تھا اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلتے جائیں گے۔

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور (اے رسول!) تجھ سے پہلے ہم نے کسی بستی میں بھی رسول نہیں بھیجا کہ انہی کی طرح اس کے مالداروں نے یہ نہ کہہ دیا ہو کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا تھا، اور ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۗ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾

(اس پر ہر رسول نے) جواب دیا کہ کیا اگر میں تمہارے پاس اس سے بہتر تعلیم لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا تھا (تب بھی تم اس پر مُصر رہو گے؟) تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جس تعلیم کے ساتھ تم کو بھیجا گیا ہے، ہم اس کے منکر ہیں!

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ پس دیکھ لے کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہُوا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ جن (ہستیوں) کی تم عبادت کرتے ہو، مَیں اُن سے سوائے اس (خدا) کے جس نے مجھے

اِلَّا الَّذِىْ فَطَرَنِىْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾

پیدا کیا ہے بیزار ہوں، اور وہ مجھے یقیناً ہدایت دے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور ابراہیم نے اس تعلیم کو اپنی نسل میں ایک مستقل یادگار چھوڑا تاکہ وہ (شرک سے) باز آجائیں۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾

حقیقت یہ ہے کہ مَیں نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو دنیوی فائدہ پہنچایا یہاں تک کہ اُن کے پاس حق بھی اور کھول کر بیان کرنے والا رسول بھی آگیا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

اور جب اُن کے پاس حق آگیا تو اُنھوں نے کہا یہ تو محض دلفریب باتیں ہیں اور ہم اس کے منکر ہیں۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾

اور یہ بھی اعتراض کیا کہ یہ قرآن دونوں[1] بڑے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہُوا؟

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک یتیم پر کیوں نازل ہُوا۔ ہم سرداران قوم کو منوانا تھا تو طائف اور مکّہ کے کسی بڑے رئیس پر یہ کلام نازل ہوتا یہ پُرانا اعتراض ہے اور اب تک کیا جاتا ہے اس زمانہ کے لوگ بھی مصلحین پر یہی اعتراض کرتے ہیں۔

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۳۲

کیا وہ تیرے ربّ کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ (یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟) ہم نے اُن کے درمیان دُنیوی زندگی سے تعلّق رکھنے والے اُن کی معیشت کے سامان تقسیم کیے ہیں اور اُن میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے جس کے نتیجہ میں اُن میں سے بعض (بڑے) بعض (چھوٹوں) کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں اور تیرے ربّ کی رحمت اس سب مال و متاع سے جو وہ جمع کرتے ہیں اچھی ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝۳۳

اور اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ سب کے سب ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے، تو ہم رحمٰن (خدا) کا کفر کرنے والے لوگوں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو جن پر وہ چڑھتے چاندی کا بنا دیتے۔

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝۳۴

اور اُن کے گھروں کے دروازوں کو بھی (چاندی کا بنا دیتے) اور (اسی طرح) وہ چھپر کھٹ جن پر وہ تکیئے لگاتے ہیں (ان کو بھی چاندی کا بنا دیتے)

وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۵ ع

بلکہ سونے کا بنا دیتے، لیکن یہ سب کچھ ورلی زندگی کا سامان ہے اور آخرت (کا آرام) تیرے ربّ کے فیصلہ کے مطابق متقیوں کے لیے مخصوص ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶

اور جو کوئی رحمٰن (خدا) کے ذکر سے مُنہ موڑ لیتا ہے ہم اس پر ایک شیطانی خصلت وجود کو مستولی کر دیتے ہیں اور وہ اس کا ہر وقت کا ساتھی ہو جاتا ہے۔

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۷

اور وہ (شیاطین)[1] ان کو کامل راہ (سچّے) راستہ سے روکتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ سچّے راستہ پر چل رہے ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝۳۸

مگر (یہ اسی وقت تک ہوتا ہے جب تک ایسا انسان زندہ رہتا ہے) جب وہ ہمارے پاس آجاتا ہے تو (ساری غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور وہ) کہنے لگتا ہے اے کاش! مجھ میں اور (اے شیطان) تجھ میں مشرق و مغرب کا بُعد ہوتا۔ پس (خود انسان کی شہادت سے ثابت ہو گیا کہ) وہ (یعنی شیطان) بہت بُرا ساتھی ہے۔

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝۳۹

اور (ہم اس دن انسانوں سے کہیں گے کہ) جب تم ظلم کر چکے ہو تو یہ بات کہ تم اور تمھارے بہکانے والے عذاب میں شریک ہو تم کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔

---

[1] پہلے شیطان کا لفظ گذرا ہے مگر شیطان چونکہ اسم جنس ہے اس لیے دوسرے حصّۂ آیت میں اس کی طرف جمع کی ضمیر پھیری گئی ہے۔

أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۴۱﴾

کیا تو بہرے کو سُنا سکتا ہے اور اندھے کو راستہ دکھا سکتا ہے اور اسی طرح جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہو اس کو راستہ دکھا سکتا ہے؟

فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ﴿۴۲﴾

پس اگر ہم تجھ کو اس دنیا سے لے بھی جائیں (یعنی وفات دیدیں) تو بھی ہم اُن سے بدلہ ضرور لیں گے۔

أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ﴿۴۳﴾

یا ہم تجھے وہ چیز دکھا دیں گے جس کا ہم نے اُن سے وعدہ کیا ہے[1] (یاد رکھیں) ہم ان پر پوری طرح تصرّف رکھتے ہیں۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴۴﴾

اور تو اس کلام کو جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے مضبوطی سے پکڑلے کیونکہ تو سیدھے راستہ پر ہے۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿۴۵﴾

اور یہ (کلام) تیرے لیے بھی شرف اور عزّت کا موجب ہے اور تیری قوم کے لیے بھی، اور تم سے ضرور تمھارے اعمال کے متعلّق سوال کیا جائے گا۔

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿۴۶﴾ ع

اور جن رسولوں کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا، اُن سے پوچھ[2] کیا ہم نے رحمٰن (خدا) کے سوا اور معبودوں کا بھی (اپنی کتابوں میں) ذکر کیا تھا؟ جن کی عبادت کی جاتی تھی۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۷﴾

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے نشان دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تھا اور اس (ان کے پاس جاکر) کہا تھا کہ میں جہانوں کے رب کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔

فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ﴿۴۸﴾

پھر جب وہ اُن کے پاس ہمارے نشان لے کر آیا تو وہ سُنتے ہی اس پر ہنسی کرنے لگ گئے۔

وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۹﴾

اور ہم اُن کو جو نشان بھی دکھاتے تھے وہ اپنے سے پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کر دیا تھا تاکہ وہ (اپنی بداعمالیوں سے) لوٹ جائیں۔

وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿۵۰﴾

باوجود اس کے وہ یہی کہتے جاتے تھے کہ اے جادوگر! اپنے رب کے سامنے ہمارے حق میں اُن تمام وعدوں کا واسطہ دیکر دُعا کر جو (وعدے) اس نے تجھ سے کیے ہیں (اگر عذاب ٹل گیا) تو ہم ضرور ہدایت پا جائیں گے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿۵۱﴾

پھر جب ہم نے اُن سے عذاب ٹلا دیا تو وہ فوراً عہد شکنی کرنے لگ گئے۔

---

[1] یعنی موعود عذاب کفار پر تیری زندگی میں آجائیں گے یا تیری وفات کے بعد اور یہ دونوں باتیں خدا کی قدرت سے بعید نہیں۔

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ جو پہلے رسولوں کی تعلیم تھی اس کے متعلق کفار سے سوال کرو کہ تمھارے پاس وہ تعلیمیں موجود ہیں۔ کیا اُن میں ایک سے زیادہ خداؤں کا ذکر ہے؟ اگر نہیں تو تم اپنے رسولوں کے خلاف تعلیم کیوں پھیلا رہے ہو؟

وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝۵۱

اور فرعون نے اپنی قوم میں یہ اعلان کیا - کہ اے میری قوم! کیا مصر کی حکومت میرے قبضہ میں نہیں؟ اور یہ دریا (دیکھو) میرے تصرّف کے ماتحت چل رہے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں؟

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ۝۵۲

کیا میں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور کھول کر بات بھی نہیں کر سکتا اچھا ہوں (یا وہ اچھا ہے؟)

فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝۵۳

(سو اگر وہ اچھا ہے) تو اس پر سونے کے کڑے کیوں نہیں نازل ہوئے۔ یا اس کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں آئے جو اس کے اردگرد (اس کی حفاظت کے لیے) جمع ہوں۔

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۵۴

سو اس طرح اس نے اپنی قوم کو بہکا دیا اور انھوں نے اُس کی بات مان لی۔ وہ لوگ عہدِ خداوندی توڑنے والے تھے۔

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۵۵

پھر جب انھوں نے ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا اور ان سب کو غرق کر دیا۔

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ۝۵۶ ع

اور ہم نے اُن کو (ایک گذرا ہُوا) افسانہ بنا دیا نیز بعد میں آنیوالوں کے لیے ایک عبرت کا ذریعہ (بھی) بنا دیا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۝۵۷

اور جب بھی ابنِ مریم[1] کا واقعہ (قرآن میں) بیان کیا جاتا ہے، تو تیری قوم اس (بات) پر شور مچانے لگ جاتی ہے۔

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝۵۸

اور یہ بھی کہنے لگ جاتی ہے کہ کیا ہمارے معبود[2] اچھے ہیں یا وہ (یعنی عیسیٰ) اچھا ہے۔ وہ یہ بات تیرے سامنے صرف جھگڑے کی غرض سے کرتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس قوم میں حق کے خلاف بحثیں کرنے کی عادت ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۵۹

وہ (یعنی عیسٰی) تو صرف ایک بندہ تھا جس پر ہم نے انعام کیا تھا اور اس کو بنی اسرائیل کے لیے بطور عبرت کے بنایا تھا۔

---

[1] یعنی قرآن مجید میں ابن مریم کے دوبارہ آنے کی خبر جب پڑھتے ہیں تو شور مچا دیتے ہیں کہ کیا وہ ہمارے معبودوں سے اچھا ہے کہ ہمارے معبودوں کو تو جہنم میں پھینکا جاتا ہے اور اسے دنیا کی اصلاح کے لیے واپس لایا جاتا ہے۔ حالانکہ دونوں واقعات میں زمین و آسمان کا فرق ہے مسیح خود اپنی بندگی کا اقرار کرتا ہے اور وہ مردِ صالح تھا اس کا مقابلہ مشرکوں یا مشرکوں کے سرداروں سے نہیں ہو سکتا۔

[2] "ہمارے معبود" سے مراد وہ بزرگ ہیں جن کو وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں عظمت دیتے ہیں خواہ ان کے آگے عملاً سجدہ نہ کرتے ہوں۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک یعنی اہل تشیع وغیرہ جو کہتے ہیں کہ مہدی کے آنے پر سب رسول زندہ کیے جائیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور اگر ہم چاہتے[1] تو تم میں سے بھی بعض کو ملائکہ بنا دیتے جو زمین میں تمھاری جگہ آباد ہوتے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اور وہ (یعنی قرآن) آخری گھڑی[2] کا علم بخشتا[3] ہے پس تم ساعت کے متعلق شبہ نہ کرو اور (اے لوگو) تم میری اتباع کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۳﴾

حق سے دُور ہو جانے والا شخص تم کو سیدھے راستے سے روکے نہیں۔ وہ تمھارا کھُلا کھُلا دشمن ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۴﴾

اور جب عیسٰی[4] (بعثت ثانیہ میں) نشانات کے ساتھ آئے[5] گا، تو وہ کہے گا کہ میں تمھارے پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں تاکہ تمھیں بعض وہ باتیں سمجھادوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۵﴾

اللہ ہی میرا بھی اور تمھارا بھی ربّ ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۶﴾

سو یہ سُن کر اس کے مخالف گروہ آپس میں مختلف باتیں کرنے لگ گئے پس جن لوگوں نے ظلم کیا ایک تکلیف دہ وقت کے عذاب کے ذریعہ سے اُن کے لیے ہلاکت مقدر ہے۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

وہ فقط قیامت کا انتظار کر رہے ہیں جس کے لیے اچانک آنا مقدر ہے۔ مگر وہ اسے سمجھتے نہیں۔

---

[1] یعنی مسیح پر فرشتے اُترے کیونکہ وہ روحانی طور پر فرشتہ بن گیا تھا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگ یا آپ کے بعد کے لوگ بھی مسیح جیسے بن جاتے تو ان پر بھی فرشتے اُترنے لگ جاتے اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ موجودہ مسلمان محض ہٹ دھرمی سے اس امکان کے منکر ہیں۔

[2] بعض علماء نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ اِنَّهٗ کی ضمیر جس کو ہم نے قرآن کی طرف پھیرا ہے مسیح کی طرف جاتی ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کو قیامت کا علم ہے۔ حالانکہ علم کے معنے مصدر کی حیثیت میں اسم فاعل کے بھی ہوتے ہیں جیسے کہ مفسرین خود بھی تسلیم کرتے ہیں اور اس صورت میں اس کے معنے وہی بن جاتے ہیں جو ہم نے کیے ہیں۔

[3] قیامت کا علم بخشنے کے یہ معنے ہیں کہ دنیا میں جو جو بڑی تباہیاں آنے والی ہیں ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے مسلمانوں کی ابتدائی تباہی کا بھی اور ان کی آخری تباہی کا بھی، عیسائیوں کی ابتدائی تباہی کا بھی اور ان کی آخری تباہی کا بھی اور اسی طرح دوسری بڑی بڑی قوموں کی تباہی کا بھی۔

[4] اس جگہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بعثتِ ثانیہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ اوپر کی آیت میں بھی اسی کا ذکر تھا۔

[5] کئی جگہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ماضی بمعنے مضارع بھی آتا ہے (دیکھو فقہ اللغۃ ثعالبی صفحہ ۲۱۵)

اَلۡاَخِلَّآءُ یَوۡمَئِذٍۭ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۶۸﴾

بہت سے دوست اس دن آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقیوں کے۔

عٰ ۱۲

یٰعِبَادِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۹﴾

(کہ اُن سے خدا کہیگا) اے میرے بندو! آج تمھیں کسی خوف کا سامنا نہیں اور نہ کسی پچھلی غلطی کے غم میں تم مبتلا ہو سکتے ہو۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۷۰﴾

(یہ انعام پانے والے وہ لوگ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور جنھوں نے فرمانبرداروں کی سی زندگی بسر کی تھی۔

اُدۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ اَنۡتُمۡ وَ اَزۡوَاجُکُمۡ تُحۡبَرُوۡنَ ﴿۷۱﴾

(اللہ اُن سے کہیگا) تم بھی اور تمھارے ساتھی بھی خوشیاں مناتے ہوئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّ اَکۡوَابٍ ۚ وَ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَ تَلَذُّ الۡاَعۡیُنُ ۚ وَ اَنۡتُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۷۲﴾

ان کے پاس سونے کے طشت اور کوزے بار بار لائے جائیں گے اور اس (جنّت) میں جو کچھ دل چاہے گا اور آنکھیں پسند کریں گی موجود ہوگا اور (کہا جائے گا کہ) تم اس میں ہمیشہ رہتے چلے جاؤ گے۔

وَ تِلۡکَ الۡجَنَّۃُ الَّتِیۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۳﴾

اور یہ وہ جنّت ہوگی جس کا تم کو تمھارے اعمال کے سبب سے وارث بنایا جائے گا۔

لَکُمۡ فِیۡهَا فَاکِهَۃٌ کَثِیۡرَۃٌ مِّنۡهَا تَاۡکُلُوۡنَ ﴿۷۴﴾

تمھارے لیے اس میں کثرت سے پھل موجود ہونگے جن میں سے تم حسبِ ضرورت کھاؤ گے۔

اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ﴿۷۵﴾

مجرم یقیناً جہنّم کے عذاب میں مدّتوں مبتلا رہیں گے۔

لَا یُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَ هُمۡ فِیۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۶﴾

اُنکے عذاب میں وقفہ نہیں ڈالا جائے گا اور وہ اس میں مایوس ہو جائیں گے۔

وَ مَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۷۷﴾

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

وَ نَادَوۡا یٰمٰلِکُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّکَ ؕ قَالَ اِنَّکُمۡ مّٰکِثُوۡنَ ﴿۷۸﴾

اور وہ پکاریں گے کہ اے مالک (یعنی افسر دوزخ) تیرے ربّ کو چاہیئے کہ ہمیں موت دیدے۔ وہ کہیگا۔ تم دیر تک اس میں رہو گے۔

لَقَدۡ جِئۡنٰکُمۡ بِالۡحَقِّ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَکُمۡ لِلۡحَقِّ کٰرِهُوۡنَ ﴿۷۹﴾

(خدا تعالیٰ کہتا ہے) ہم تمھارے پاس حق لے کر آئے تھے، لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرتے تھے۔

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ﴿۸۰﴾

کیا اُن لوگوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا) کوئی فیصلہ کر لیا ہے (اگر ایسا ہے) تو ہم نے بھی ان کی تباہی کا فیصلہ کر لیا ہے۔

لہ کتنا بڑا الشان ہے زخرف مکّی سورۃ ہے۔ اس میں ایک تو یہ خبر دی ہے کہ کفارِ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خطرناک منصوبہ کریں گے اور دوسری خبر یہ دی ہے کہ وہ ناکام رہیں گے اور ہم ان کو تباہ کر دیں گے اور یہ دونوں پیشگوئیاں پوری ہو گئیں منکرینِ قرآن کے لیے اب انکار کی کیا گنجائش ہے۔

اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّہُمۡ وَ نَجۡوٰىہُمۡ ؕ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیۡہِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۸۱﴾

کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اُن کی پوشیدہ باتوں اور پوشیدہ مشوروں کو نہیں سنتے یہ بات نہیں بلکہ ہمارے رسول[1] اُن کے پہلو میں بیٹھے لکھ رہے ہیں۔

قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ ٭ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۲﴾

تو کہہ دے کہ اگر رحمٰن (خدا) کا کوئی بیٹا ہوتا تو مَیں[2] اس کی سب سے پہلے عبادت کرتا۔

سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۸۳﴾

آسمانوں اور زمین کا رب اور عرش کا رب اِن سب (صفاتِ شرکیہ) سے پاک ہے جو مشرک بیان کرتے ہیں۔

فَذَرۡہُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَ یَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَہُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۸۴﴾

پس (اے پیغمبر!) تُو ان کو چھوڑ دے کہ گند اُچھالتے رہیں اور اس وقت تک کھیلتے رہیں کہ وہ اپنے اس عذاب کے وقت کو پالیں جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا۔

وَ ہُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّ فِی الۡاَرۡضِ اِلٰہٌ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۵﴾

اور وہ (خدا) ہی آسمانوں اور زمین میں واحد معبود ہے اور وہ بڑی حکمتوں والا اور بہت جاننے والا ہے۔

وَ تَبٰرَکَ الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۚ وَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۶﴾

اور بڑی برکتیں بخشنے والی وہ ہستی ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، ان سب کی بادشاہت کی مالک ہے اور قیامت کا علم صرف اس کو حاصل ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹایا جائے گا۔

وَ لَا یَمۡلِکُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنۡ شَہِدَ بِالۡحَقِّ وَ ہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۸۷﴾

اور جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی شفاعت کا حق رکھتا ہے جو سچ کی گواہی[3] دے اور وہ (کفار اس حقیقت کو) خوب سمجھ سکتے ہیں۔

---

[1] عام مفسرین تو اس سے فرشتے مراد لیتے ہیں۔ لیکن چونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یَوۡمَ تَشۡہَدُ عَلَیۡہِمۡ اَلۡسِنَتُہُمۡ وَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (نور ع۳) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے ہی نہیں انسان کا اپنا بدن بھی ہر فعل کے لیے کوئی نشان رکھتا ہے اور وہ نشان قیامت کے دن اس کے جرم کو ظاہر کر دیگا۔ اس لیے اس جگہ رُسُل سے مراد انسان کے اپنے اعضا بھی ہو سکتے ہیں۔ تازہ ڈاکٹری تحقیقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسانی نطفہ میں ہر کیڑا اپنے بزرگوں کے بعض اخلاق کے نشان اپنے اوپر رکھتا ہے اور جب بھی وہ نشان غالب آجاتا ہے اس سے پیدا ہونے والا بچہ انہی اخلاق کو ظاہر کرتا ہے گویا نہ صرف ایک انسان کے اعمال محفوظ رہتے ہیں بلکہ کئی پشتوں تک کے اعمال محفوظ رہتے ہیں اور نطفہ در نطفہ وہ نشانات چلے جاتے ہیں۔

[2] کیونکہ مَیں خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والا ہوں، اور اس کا فرمانبردار ہوں۔ مگر نہ آسمانی دلیل اس کے حق میں ہے نہ عقلی۔ اس لیے میں مجبوراً بیٹے کے خیال کی تردید کرتا ہوں۔

[3] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس آیت نے حل کر دیا کہ شفاعت صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی جائے گی کیونکہ دشمنوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی صادق اور امین کا نام دیا تھا اور بنی اسرائیل کے بعض نبیوں نے بھی آپ کو صادق کا خطاب دیا تھا (دیکھو یسعیاہ باب ۹)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٨٧

اور اگر تو اُن سے پُوچھے کہ اُن کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر وہ کس طرف کو پُھسلا کر لے جائے جا رہے ہیں۔

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨

اور ہم کو اس (رسول) کے اس قول کی قسم[1] جب اس نے کہا تھا اے میرے رب یہ قوم تو ایسی ہے کہ کسی سچائی پر ایمان نہیں لاتی۔

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝٨٩

سو (ہم نے اس کو جواب دیا تھا کہ) ان سے درگذر کر اور صرف اتنی دعا کر دیا کر کہ تم پر خدا کی سلامتی نازل ہو، تو اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ (حق کو) جاننے لگ جائیں گے۔

[1] یعنی ہم اس قول کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ

سُورۃ دخان ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ۝۲

(یہ) حمید و مجید (خدا کی طرف سے اتاری ہوئی سورۃ ہے)

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۳

ہم (اس سچائی کے ثبوت کے لیے) اس کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی قسم کھاتے ہیں (یعنی اس کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝۴

ہم نے اس (کتاب) کو ایک برکت والی رات میں نازل کیا ہے کیونکہ ہم گمراہوں کو ہمیشہ سے ہوشیار کرتے آئے ہیں۔

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝۵

اس رات[۱] میں ہر حکمت والا[۲] امر بیان کیا جاتا ہے۔

اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝۶

ہر وہ امر[۳] جس کا ہم نے اپنے حضور سے حکم دیا ہے ہم ایسے موقع پر ہمیشہ ہی رسول بھیجا کرتے ہیں

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۷

یہ تیرے رب کی طرف سے رحمت کے طور[۴] پر ہوتا ہے۔ وہ بہت دعائیں سننے والا (اور) دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝۸

(یعنی) اس رب کی طرف سے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کا رب ہے بشرطیکہ تمھاری نیت یقین کرنے کی ہو۔

---

[۱] یعنی وہ رات جس میں نبی آتا ہے اور خدائی تعلیم دنیا کو سُناتا ہے بڑی مبارک ہوتی ہے اس وقت نظامِ عالم میں بڑا گند نظر آتا ہے لیکن حقیقتہً خدا تعالیٰ کا منشا اس وقت سچی تعلیم بھیجنے کا ہوتا ہے اور اس وجہ سے وہ ظاہر میں بُری نظر آنے والی رات درحقیقت سب سے اچھا زمانہ ہوتی ہے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو نئی ہو بلکہ آدمؑ کے زمانہ سے برابر یہ دَور چلے آتے ہیں اور قرآن کریم کی یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ قیامت تک چلتے چلے جائیں گے۔

[۲] اس حصّہ آیت میں اس مضمون کو واضح کردیا گیا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ یعنی یہ رات ایسی ہے جس میں انبیاء دنیا کو الٰہی تعلیم دیتے ہیں اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی باتوں کا نام امرِ حکیم رکھا گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا اپنا نام حکیم ہے پس اس کی طرف سے جو بات آتی ہے وہ حکمتوں سے پُر ہوتی ہے۔

[۳] اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تعلیم قطعی طور پر ہماری طرف سے ہوتی ہے اور ہم ہی اس کے اتارنے والے ہوتے ہیں خواہ لوگ اس کا کتنا ہی انکار کریں۔

[۴] یعنی اس تعلیم کا اتارنا انسانوں کے کسی استحقاق کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو جو زمانہ کے بگاڑ کی وجہ سے آسمان کی طرف بھیجی جاتی ہیں خوب سنتا ہے اور اُن تباہیوں کی بنیادوں کو جو انسان اپنی بدعملیوں سے رکھ رہا ہوتا ہے خوب دیکھتا ہے۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٩﴾

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے وہ تمھارا بھی رب ہے اور تمھارے پہلے باپ دادوں کا بھی ربّ تھا

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ﴿١٠﴾

لیکن وہ شک میں مبتلا ہیں (اور) کھیل رہے ہیں۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿١١﴾

پس تو اُس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھوآں ظاہر ہوگا[1]۔

يَغْشَى النَّاسَ ۖ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٢﴾

جو سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہوگا۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾

(لوگ اس کو دیکھ کر کہنے لگیں گے) اے ہمارے ربّ! ہم سے یہ عذاب ٹلا دے ہم ایمان لے آتے ہیں۔

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٤﴾

اُس دن ایمان لانے کی توفیق اُن کو کہاں سے ملے گی حالانکہ اُن کے پاس ایک حقیقت کو کھول کر بیان کرنے والا رسول آچکا ہے (جس کو انھوں نے نہیں مانا)

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٥﴾ وقف لازم

اور اس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے اور کہنے لگے، یہ کسی کا سکھایا ہُوا پاگل ہے۔

إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٦﴾ وقف لازم

ہم عذاب کو تھوڑی دیر کے لیے ہٹا دیں گے مگر تم پھر وہی (کرتوتیں) کرنے لگ جاؤ گے۔

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٧﴾

جس دن ہم بڑی گرفت میں تم کو لے آئیں گے (تم پر کھل جائے گا کہ) ہم انتقام لینے پر قادر ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٨﴾

اور ہم نے اُن سے پہلے فرعون کی قوم کی بھی آزمائش کی تھی اور اُن کے پاس ایک معزز رسول آیا تھا۔

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٩﴾

(اور اس رسول نے اُن سے کہا تھا کہ) خدا کے بندے میرے سپرد کر دو، میں تمھاری طرف ایک امانت دار رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

وَأَنْ لَّا تَعْلُوا عَلَى اللّٰهِ ۖ إِنِّي آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢٠﴾

اور اس حکم کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ خدا کے معاملہ میں زیادتی سے کام مت لو (اور میرے لائے ہوئے دلائل پر غور کرو) میں تمھاری طرف یقیناً ایک کھلی کھلی دلیل لانے والا ہوں۔

وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢١﴾

اور میں اپنے ربّ اور تمھارے رب سے پناہ مانگتا ہوں کہ کہیں تم جلد بازی میں مجھے سنگسار نہ کر دو۔

---

[1] یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس آیت میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر ہے جن کے پھینکنے پر تمام جوّ میں دھوآں پھیل جاتا ہے اور ان بموں کو اس وقت سائنس دان قیامت کا پیش خیمہ بھی بتا رہے ہیں۔

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۲﴾	اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے، تو (کم سے کم یہ کرو کہ) مجھ کو بالکل اکیلا چھوڑ دو۔
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۳﴾	اس پر موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ یہ قوم تو مجرم ہے (مجھ پر ایمان لاتی ہوئی نظر نہیں آتی)۔
فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۴﴾	تب (خدا نے) کہا، تو میرے بندوں کو راتوں رات (اس ملک سے) نکال کر لے جا اور یہ خیال رکھ کہ قوم فرعون تمہارا پیچھا کرے گی۔
وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۵﴾	اور سمندر کو ٹیلوں پر سے گذرتے ہوئے پیچھے چھوڑ جا[۱] (یعنی ٹیلوں پر سے چلتے چلتے سمندر سے گذر جا) وہ (یعنی فرعون کا) لشکر تو غرق ہی ہو کر رہے گا۔
كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۶﴾	انھوں نے (یعنی فرعون کی قوم نے) اپنے پیچھے بہت سے باغ اور چشمے
وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۷﴾	اور کھیتیاں اور بڑے آرام دِہ مقام اور ایسی رہائش والی جگہیں
وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۸﴾	جن میں خوب خوش رہا کرتے تھے چھوڑیں۔
كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۹﴾	اسی طرح ہُوا، اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک[۲] اور قوم کو کردیا۔
فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع	پس آسمان اور زمین اُن پر نہیں[۳] روئے - اور ان کو ڈھیل نہیں دی گئی۔
وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۱﴾	اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی طرف سے ملنے والے رُسوا کُن عذاب سے نجات دی تھی۔
مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۲﴾	اور وہ (یعنی فرعون) بڑا متکبّر تھا اور حد سے بڑھا ہُوا تھا۔
وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾	اور ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے زمانہ کی تمام قوموں پر اُن کے حالات کی بنا پر فضیلت دی تھی۔
وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰۗـؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۴﴾	اور ہم نے ان کے پاس ایسے نشانوں میں سے ایک نشان بھیجا تھا جس میں ان کی بڑی آزمائش تھی۔

[۱] دیکھو تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۴۱۷ تا صفحہ ۴۲۲۔

[۲] اس سے مراد استعارۃً بنی اسرائیل بھی ہیں جن کو بعد میں بڑی عزّت ملی اور انھوں نے مصر کو ایک دفعہ تہ و بالا کر دیا اور اس سے مراد فرعون اور اس کی قوم کی نسل بھی ہے کہ گو انھوں نے فرعون جیسی شان نہیں پائی مگر پھر بھی ایک حد تک مصر پر حکومت کرتے رہے۔

[۳] یعنی نہ آسمانی لوگوں کو غم ہوا نہ زمینی لوگوں کو۔

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۵﴾
یہ لوگ (یعنی اہل مکّہ) کہتے ہیں۔

إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۶﴾
ہم کو صرف پہلی موت سے واسطہ پڑے گا اور ہم کو پھر زندہ کرکے نہیں کھڑا کیا جائیگا۔

فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۷﴾
پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو دوبارہ اس دنیا میں لا کر دکھا دو۔

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۳۸﴾
کیا وہ اچھے ہیں یا تبّع کی قوم، اور وہ لوگ جو تبّع سے پہلے تھے (دنیوی طاقت میں اُن سے اچھے تھے) ہم نے اُن سب کو ہلاک کردیا، وہ لوگ یقیناً مجرم تھے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ﴿۳۹﴾
اور آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے ہم نے کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیا۔

مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾
ہم نے ان کو صرف ایک اٹل رہنے والے مقصد کے لیے پیدا کیا تھا۔ لیکن اُن میں سے اکثر جانتے نہیں۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۱﴾
فیصلہ کا دن ان سب کا موعود وقت ہے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۲﴾
جس دن کوئی دوست کسی دوست کی ضرورت پوری نہیں کرسکے گا اور نہ ان میں سے کسی کی مدد کی جائے گی۔

إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۴۳﴾
صرف (اسی کی مدد کی جائے گی) جس پر اللہ رحم کرے گا۔ وہ غالب (اور) بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔

معانقہ ۱۲ عند المتأخرین ع

إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿۴۴﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿۴۵﴾
تھوہر[1] کا درخت یقیناً گناہگار کا کھانا ہے۔

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿۴۶﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿۴۷﴾
پیپ کی مانند بدمزہ جو پیٹوں میں پگھلائے ہوئے تانبا کی طرح اُبلے گا۔ جس طرح گرم پانی اُبلتا ہے۔

خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۴۸﴾
اور ہم فرشتوں سے کہیں گے اس گنہگار کو پکڑلو۔ اور جہنم کے درمیان تک اس کو گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ۔

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿۴۹﴾
پھر اس کے سر پر بہت سا گرم پانی ڈال دو جس سے اسے سخت گرمی کا عذاب پہنچے گا۔

---

[1] تھوہر کا لفظ قرآن مجید میں مکروہ چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے (دیکھو مفردات صـ ۲۱۲)

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۵۰﴾	(اور ہم اس شخص سے کہیں گے) تو یہ عذاب چکھ تو (اپنے خیال میں) غالب (اور) باعزت (اور) اعلیٰ تھا[1]۔
اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۱﴾	(پھر کہیں گے) یہی تو ہے جس کے بارہ میں تم شبہ کیا کرتے تھے۔
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۲﴾	متقی یقیناً ایک امن والے مقام میں رہیں گے۔
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۳﴾	یعنی جنتوں اور چشموں میں۔
يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۴﴾	وہ ریشم اور تافتہ پہنیں گے۔ اور ایک دوسرے کے مقابل پر بیٹھے ہوئے ہوں گے۔
كَذٰلِكَ ۟ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۵﴾	(ایسا ہی ہوگا) اور ہم اُن کو ساتھی کے طور پر بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی عورتیں دیں گے۔
يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۶﴾	وہ اُن جنتوں میں ہر قسم کے میوے منگوائیں گے اور امن سے (زندگی) بسر کریں گے۔
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۷﴾	اُن کو ان (جنتوں) میں کوئی موت نہیں آئے گی[2]، سوائے پہلی موت کے (جو اخروی زندگی سے پہلے آچکی ہے) اور اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے بچائے گا۔
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۟ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۸﴾	یہ بھی تیرے رب کی طرف سے فضل کے طور پر ہوگا (نہ کہ حق کے طور پر) اور یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۹﴾	سو سُن لے کہ ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں آسان کر کے اُتارا ہے تاکہ یہ لوگ (عرب والے) اس سے نصیحت حاصل کرسکیں۔
فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع	پس تو بھی انجام کا انتظار کر، وہ بھی انتظار کریں گے۔

[1] یہ طنزیہ کلام ہے اور مراد یہ ہے کہ تُو اپنے آپ کو ایسا سمجھتا تھا۔
[2] یعنی وہ ایک طویل عرصہ تک اگلے جہان کی زندگی کا مزا اُٹھاتے رہیں گے۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَمَانٍ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ جاثیہ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

حمید (اور) مجید (خدا اس سورۃ کو اتارنے والا ہے)

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ③

غالب اور حکمت والے اللہ کی طرف سے اس کتاب کو اتارا گیا ہے۔

اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ④

آسمانوں اور زمین میں مومنوں کے لیے بڑے نشانات ہیں۔

وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ⑤

اور اسی طرح تمھاری پیدائش میں اور اس میں جو وہ (اللہ) جانداروں میں سے (زمین میں) پھیلاتا ہے یقین کرنے والی قوم کے لیے نشانات ہیں۔

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑥

اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں بھی اور جو اللہ نے رزق کا موجب (یعنی پانی) بادل سے اتارا ہے پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا ہے (اس میں بھی) اور ہواؤں کے اِدھر اُدھر چلانے میں بھی عقل والی قوم کے لیے بہت سے نشانات ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ⑦

یہ سب اللہ کے نشان ہیں جن کو ہم تیرے سامنے پوری سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں پھر (بتاؤ تو) اللہ اور اس کے نشانوں کے بعد وہ کس چیز پر ایمان لائیں گے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ⑧

ہر جھوٹے اور گنہگار کے لیے عذاب مقدر ہے۔

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑨

جو اُن آیات کو جو اس کے سامنے بیان کی جاتی ہیں سنتا ہے۔ پھر تکبر کے ساتھ اپنی ہر بات پر اصرار کرتا رہتا ہے گویا کہ اس نے خدا کے نشان سُنے ہی نہیں۔ پس ایسے شخص کو دردناک عذاب کی خبر دے۔

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا ۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؕ ⑩

اور جب وہ شخص ہماری آیتوں میں سے کسی کی خبر پاتا ہے تو اس سے تمسخر کرنے لگ جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو رُسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ؕ ⑪

اُن کے آگے جہنم ہے اور ان کے اعمال اُن کو کچھ بھی نفع نہیں دیں گے اور نہ وہ معبود (نفع دیں گے) جن کو انھوں نے اللہ کے سوا اختیار کر رکھا ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب پہنچے گا۔

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

یہ (سچی) ہدایت ہے اور جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا کفر کیا ہے ان کو بُتوں کی پرستش کی وجہ سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ ع

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾

اللہ وہی ہے جس نے سمندر کو تمھاری خدمت پر لگایا ہوا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم (ان کے ذریعہ سے) اس کے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کا سب اس نے تمھاری خدمت پر لگایا ہُوا ہے اس میں فکر کرنے والی قوم کے لیے بڑے نشان ہیں۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۵﴾

تُو مومنوں سے کہدے کہ جو لوگ اللہ کی سزا سے نہیں ڈرتے اُن کو معاف کردیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا (خود) ایسی قوم کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۶﴾

جو کوئی ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو کوئی بُرے کام کرتا ہے اس کا نقصان[1] (بھی) اسی کی جان کو پہنچتا ہے پھر تم اپنے ربّ کی طرف لوٹا کرلے جائے جاؤ گے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت بخشی تھی اور پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا فرمایا تھا اور اپنے زمانہ کے لوگوں پر اُن کو فضیلت بخشی تھی۔

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا ۢ بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور ہم نے ان کو کھلی کھلی شریعت عطا کی تھی اور بنی اسرائیل نے اسی وقت اس کے بارہ میں اختلاف کیا جب ان کے پاس کامل علم (قرآن) آگیا (یہ اختلاف) اُن کی باہمی سرکشی کی وجہ سے تھا (تیرا ربّ اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں کے متعلق فیصلہ کرے گا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور ہم نے تجھ کو شریعت کے ایک طریقے[2] پر مقرر کیا ہے پس تو اس کے پیچھے چل اور اُن لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے مت چل جو علم نہیں رکھتے۔

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۚ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۰﴾

وہ اللہ کے مقابلہ میں تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اور ظالم آپس میں ایک دوسرے کو پناہ دینے والے ہیں اور اللہ متقیوں کو پناہ دینے والا ہے۔

---

[1] یہاں علیٰ کا صلہ ہے جس کے معنے کسی مخالف چیز کے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ نقصان کیا ہے۔

[2] شریعت کے مختلف طریقے ہیں۔ مثلاً توراۃ بدلہ لینے پر زور دیتی ہے اور انجیل معاف کرنے اور نرمی کرنے پر زور دیتی ہے۔ اسلام ان کے درمیان اصلاح پر زور دیتا ہے اور سختی کے موقعہ پر سختی اور نرمی کے موقعہ پر نرمی کی تعلیم دیتا ہے پس اس کی تعلیم مسیحی اور موسوی تعلیم کے طریق سے مختلف ہے۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہ (تعلیمات) لوگوں کے لیے عقلی دلیلیں ہیں اور یقین رکھنے والی قوم کے لیے ہدایت اور رحمت کا موجب ہیں۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

کیا جن لوگوں نے بدیاں کی ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کا سا درجہ دیں گے یہاں تک کہ اُن دونوں کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی[۲]۔ وہ بہت بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

ع ۲ / ۱۸

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ایک بڑی قانون کے مطابق پیدا کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر شخص کو اس کے عمل کے مطابق جزا ملے گی۔ اور اُن میں سے کسی پر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کیا تُو نے اس شخص کی حالت پر بھی غور کیا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور اللہ نے اس کو (اپنے) علم کامل کی بنا پر گمراہ قرار دیا ہے، اور اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سوا اللہ کے (اس فعل کے) بعد اس کو کون ہدایت دے سکے گا؟ کیا تم نصیحت نہیں حاصل کرتے؟

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۵﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ یہی ورلی زندگی ہمارے لیے مقدر ہے اسی زندگی کو گذارتے ہوئے ہم مریں گے اور اسی کا لطف اُٹھاتے ہوئے ہم زندہ رہیں گے اور زمانہ ہی ہمیں (اپنے اثر سے) ہلاک کرتا ہے لیکن ان کو اس بات کا کوئی حقیقی علم نہیں وہ صرف ڈھکوسلے مار رہے ہیں۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

اور جب انھیں ہماری کھلی کھلی آیات سُنائی جاتی ہیں تو اُن کا اس کے سوا کوئی جواب نہیں ہوتا کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو بھی (زندہ کرکے) لے آؤ۔

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى

تو کہہ دے کہ اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے۔ پھر وہی تم کو مارے گا۔ پھر وہی

---

[۱] یعنی اگر تاریخ انسانی پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ظالم ہمیشہ ظالموں کی مدد کرتے آئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی متقیوں کی مدد کرتا آیا ہے۔ اور ان کو پناہ دیتا آیا ہے۔

[۲] یعنی زندگی میں بھی اور موت میں بھی ان سے ایک سا معاملہ کیا جائے گا۔

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

تم کو قیامت کے دن تک جمع کرتا جائیگا[1] (اور) اس میں کوئی شبہ نہیں لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے اور جس وقت موعود گھڑی آئے گی اُس دن جھوٹ بولنے والے بڑے خسارہ میں ہوں گے۔

وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

اور تو ہر ایک امت کو دیکھے گا کہ وہ زمین پر گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی۔ ہر ایک قوم کو اپنی شریعت[2] کی طرف بلایا جائے گا۔ اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۰﴾

(اور ہم کہیں گے دیکھو) یہ ہماری کتاب[3] ہے جو تمہارے خلاف سچی سچی شہادت دے رہی ہے۔ جو کچھ تم عمل کرتے تھے ہم اس کو لکھتے جاتے تھے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۱﴾

پس جو لوگ مومن تھے اور جنھوں نے نیک عمل کیے تھے انھیں ان کا رب اپنی رحمت کے (سایہ کے) نیچے رکھے گا اور یہی کھلی کھلی کامیابی ہے۔

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے تھے (اُن سے کہا جائیگا کہ) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہ سُنائی جاتی تھیں، مگر (باوجود اس کے) تم تکبر کرتے تھے۔ اور تم مجرم قوم میں شامل ہو گئے تھے۔

وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور جب اُن سے یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ تو سچا ہے اور (دنیا کی آخری تباہی) ضرور آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں تو اس پر وہ[4] کہہ دیتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں تو اس کے متعلق صرف گمان سا ہے اور ہمیں اس پر یقین کوئی نہیں۔

وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

اور اُس وقت اُن پر اُن کے اعمال کی خرابیاں ظاہر ہو جائیں گی اور جن باتوں

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ موت و حیات اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اور وہی مارنے کے بعد روحوں کو قیامت تک زندہ رکھتا چلا جائیگا۔ لیکن چونکہ یہ باتیں نظروں سے اوجھل ہوتی ہیں اکثر لوگ اس کو جانتے نہیں:۔

[2] یعنی ہر قوم کا پہلا فیصلہ اس کی شریعت کے مطابق ہوگا کیونکہ وہ دوسری شریعت کو تو جھوٹا سمجھتی تھی مگر کیا اپنی شریعت پر اس کا عمل تھا؟ موجودہ زمانہ میں دیکھو تو اس اصل کو مدنظر رکھ کر نہ مسلمان نجات پاتے ہیں نہ عیسائی، نہ کوئی اور قوم۔ کیونکہ دوسری شریعتوں کو چھوڑ کر وہ اپنی شریعت پر بھی عمل نہیں کرتے۔

[3] یعنی انسان کا اعمال نامہ۔ [4] دیکھو سورۃ الحج آیت ۲۹ نوٹ ۲ :۔

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾

پر وہ ہنسا کرتے تھے (یعنی ان کا انکار کیا کرتے تھے) وہ اُن کا احاطہ کرلیں گی (اور سچ مچ اُن کی آنکھوں کے آگے آجائیں گی)

وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور اُن سے کہا جائے گا کہ آج ہم نے تم کو اسی طرح بے مدد چھوڑ دیا ہے جس طرح کہ تم نے اس دن کی ملاقات کے خیال کو چھوڑ دیا تھا اور تمھارا ٹھکانا آگ ہوگا اور کوئی تمھاری مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾

یہ اس لیے ہوگا کہ تم نے اللہ کے نشانوں کو ہنسی کا موجب بنالیا تھا اور دُنیا کی زندگی نے تم کو دھوکا دیدیا تھا۔ پس آج نہ تو وہ اس عذاب سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی طرف سے خدا کو راضی کرنے کی کوشش قبول کی جائے گی۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾

پس اللہ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور تمام جہانوں کا ربّ ہے سب تعریف اُسی کی ہے۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

اور آسمانوں اور زمین میں سب بڑائی بھی اسی کی ہے۔ اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
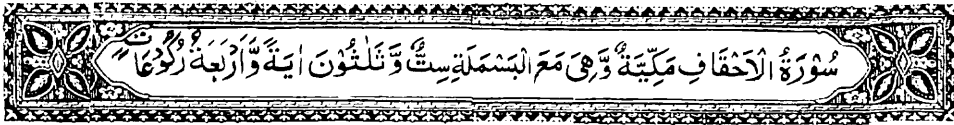
سورۂ احقاف - یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

حٰمٓ ②

حمید و مجید (خدا اس سورۃ کو نازل کرنے والا ہے۔)

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ③

اللہ (یعنی) غالب اور حکمت والی ہستی کی طرف سے اس کتاب (مجید) کو اتارا گیا ہے۔

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ④

(اور وہ کہتا ہے کہ) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بلا وجہ پیدا نہیں کیا اور نہ بغیر کوئی مدت مقرر کرنے کے پیدا کیا ہے اور وہ لوگ جنھوں نے انکار کیا ہے وہ اس بات سے اعراض کر رہے ہیں جس سے وہ ڈرائے گئے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑤

تو (ان سے) کہہ دے کہ مجھے بتاؤ تو سہی کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو، انھوں نے زمین کی کون کون سی چیز پیدا کی ہے؟ یا ان کا آسمان کی پیدائش میں کوئی دخل ہے۔ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو، تو اس سے پہلے کی کسی کتاب کی دلیل پیش کرو۔ یا اگر (کوئی کتاب نہیں اور) تم سچے ہو، تو کوئی علمی دلیل ہی پیش کرو۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑥

اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا اُن (ہستیوں) کو پکارتا ہے جو قیامت تک اُس کی کوئی دعا قبول نہیں کر سکتیں، بلکہ وہ (ہستیاں) ان کی دعاؤں سے بالکل بے علم ہیں۔

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑦

اور جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا وہ (جھوٹے بنائے ہوئے معبود) اُن کے دشمن ہوں گے اور اُن کی عبادت کا انکار کریں گے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ ⑧

اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیات سنائی جاتی ہیں تو کفار حق کی بات سن کر کہتے ہیں۔ کہ یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے (پھر ہم اسے کیونکر مانیں)۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ

کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) اس نے اپنے پاس سے بنا لیا ہے تو ان سے

ل اس سے مراد وہ معبود ہیں جن کا ذکر پہلی آیت میں ان الفاظ میں آچکا ہے کہ جو شخص اللہ کے سوا ان ہستیوں کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتیں بلکہ وہ ہستیاں اس کی دعاؤں سے بالکل غافل ہیں، وہ اپنے پکارنے والے سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹﴾

کہدے کہ اگر مَیں نے اس کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو مَیں خدا کی سزا کا مستحق ہوں اور تم مجھے خدا کے عذاب کے کسی حصّہ سے بھی بچا نہیں سکتے وہ ان باتوں کو خوب جانتا ہے جو تم بے مطلب کرتے رہتے ہو، وہ تمھارے اور میرے درمیان گواہ کے طور پر کافی ہے اور وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰﴾

تو اُن سے کہدے کہ مَیں دنیا میں پہلا رسول تو نہیں آیا مجھ سے پہلے اور کئی رسول گذر چکے ہیں اور مَیں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ خدا کیا معاملہ کرے گا۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمھارے ساتھ کیا معاملہ کریگا مَیں تو صرف اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اور مَیں تو صرف ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ ع

تو کہدے مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میری وحی خدا کی طرف سے ہوئی اور تم نے اس کا انکار کردیا، باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی موسیٰ) گواہی دے چکا ہے کہ اس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا[1] (تو کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی کہ وہ جو پہلے گذرا تھا) وہ تو ایمان لے آیا اور تم رحمٰن کے زمانہ میں وہ آیا ہے) تکبر سے کام لے رہے ہو اللہ ظلم کرنیوالوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھاتا۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ﴿۱۲﴾

اور کفار مومنوں سے کہتے ہیں کہ اگر قرآن کوئی اچھی تعلیم ہوتا تو یہ مومن ہم سے پہلے اس پر ایمان نہ لاتے اور چونکہ ان (کفار) پر اس کی صداقت نہیں کھلی وہ (نامرادی اور غصّہ سے یہی بات) کہیں گے کہ یہ تو ایک پرانا جھوٹ ہے (جو پہلے لوگ بھی خدا کے متعلق بولتے آئے ہیں)۔

وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳﴾

حالانکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گذر چکی ہے جو راہنمائی کرنے والی بھی تھی اور رحمت بھی تھی۔ اور یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق[2] کرتی ہے اور عربی زبان میں ہے تاکہ جنھوں نے ظلم کیا ہے ان کو ڈرائے[3] اور جو لوگ خدائی حکم کے مطابق کام کرتے ہیں اُن کو بشارت دے۔

---

[1] اس میں استثنا باب ۱۸ آیت ۱۸ کی اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ "خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا"۔

[2] یسعیاہ باب ۲۱ آیت ۱۳ تا ۱۷ میں عرب میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کی خبر دی گئی ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اُسے اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑے گی اور اپنے مخالفوں سے جنگ بھی کرنی پڑے گی جس میں وہ کامیاب ہوگا اور اس کے دشمن ذلیل ہوں گے۔

[3] یعنی ظالموں کے لیے راستہ کھل جائیگا کہ وہ اپنے ظلموں سے کسی قدر ہٹ جائیں اور محسنوں کو نیکی کرنے کی اور زیادہ رغبت پیدا ہوگی۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۴﴾

(یعنی) وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا ربّ ہے پھر وہ اس دعویٰ پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں سو ایسے لوگوں کو نہ تو کسی آئندہ بات کا ڈر ہو گا اور نہ پچھلے زمانہ کی کسی کوتاہی کا غم ہو گا۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾

یہ لوگ جنّت میں جانے والے ہیں وہ اس میں اپنے گذشتہ اعمال کے بدلہ کے طور پر رہتے چلے جائیں گے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اُٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اٹھانے اور اس کے دُودھ چھڑانے پر تیس[1] مہینے لگے تھے پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا تو اس نے کہا۔ اے میرے ربّ! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ مَیں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس بات کی بھی توفیق دے) کہ مَیں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور مَیں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿۱۷﴾

(جو لوگ ایسا کریں گے) وہی لوگ ایسے ہونگے جن کے اچھے اعمال ہم قبول کرینگے اور ان کی بدیوں سے ہم درگذر کریں گے۔ یہ لوگ جنّت میں جائیں گے۔ یہ ایک سچّا وعدہ ہے۔ جو شروع (پیدائش آدم) سے مومنوں سے کیا جا رہا ہے۔

وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۸﴾

اور (ایک) ایسا شخص (بھی ہوتا ہے) جو اپنے والدین سے کہتا ہے تم پر افسوس کیا تم مجھے یہ خبر پختہ طور پر دیتے ہو کہ مجھے زندہ کر کے زمین سے نکالا جائے گا، اور صدی پر صدی پہلے گذر چکی ہے (لیکن ان میں سے کوئی شخص زندہ ہو کر نہیں آیا) اور اس کے دونوں (ماں باپ) اللہ سے فریاد کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اے بچّے! تجھ پر افسوس! خدا پر ایمان لا۔ اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اس پر وہ انھیں جواب دیتا ہے یہ تو صرف پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ

ایسے ہی لوگ ہیں جن پر ان امتوں میں سے جو اُن سے پہلے گذر چکی ہیں خواہ

[1] دیکھو نوٹ سورۃ لقمان آیت ۱۵۔

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ⑲

جنّوں[1] میں سے تھیں یا انسانوں میں سے عذاب کی پیشگوئی پوری ہوگئی - وہ لوگ گھاٹا پانے والے تھے -

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ⑳

اور اُن سب کو اُن کے اعمال کے مطابق درجات ملیں گے اور یہ اس لیے ہوگا کہ اللہ اُن کو اُن کے اعمال کا پورا بدلہ دے اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے -

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۖ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ㉑ ع ٢

اور جس دن کافروں کو دوزخ کے سامنے پیش کیا جائے گا (اور کہا جائے گا) تم دنیا کی زندگی میں اپنے سب انعامات ختم کر چکے ہو اور دنیا کی زندگی سے جتنا فائدہ اٹھانا تھا اُٹھا چکے ہو - پس آج تم کو زمین میں بغیر حق کے تکبّر کرنے اور نافرمانی کرنے کی وجہ سے رسوائی کا عذاب دیا جائے گا -

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۖ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۖ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ㉒

اور (اے نبی!) عاد کے بھائی (ہُود) کو بھی یاد کر جب اس نے اپنی قوم کو احقاف[2] میں ڈرایا تھا اور اس (ہود) سے پہلے بھی کئی نبی گذر چکے تھے اور اس کے بعد بھی ظاہر ہوئے اور اُن میں سے ہر ایک یہ تعلیم دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو - مَیں تم پر ایک بڑے[3] دن کے عذاب کے آنے سے ڈرتا ہوں -

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ㉓

ان لوگوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دے اگر اسی طرح ہے تو اپنے سچا ہونے کی صورت میں جس چیز کا تُو ہم سے وعدہ کرتا ہے اسے ہمارے پاس لے آ -

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ㉔

(ہود نے) کہا کہ حقیقی علم تو اللہ کے پاس ہے، اور میں تو صرف وہ تعلیم تم تک پہنچاتا ہوں جس کے پہنچانے کی ذمہ واری خدا نے مجھ پر ڈالی ہے لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ تم ایک جاہل قوم ہو -

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ

پس جب اس کی قوم نے اس عذاب کو ایک بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا یہ ایک بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا (ہم نے

---

[1] دیکھو نوٹ سورۃ سبا آیت ۱۵۔

[2] احقاف حِقف کی جمع ہے جس کے معنے ریت کے اونچے ٹیلے کے ہوتے ہیں - یہ نام اس قوم کے انجام کی وجہ سے رکھا گیا ہے - ورنہ پہلے تو وہ سرسبز زمین میں رہتے تھے - مگر جیسا کہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے، ان پر ایک سخت آندھی آئی جو سات رات دن تک چلتی رہی اور وہ تباہ ہو گئے (سورۃ الحاقۃ ع۱) اور اس آندھی کی وجہ سے ان کے ملک میں کثرت سے ریت کے ٹیلے پیدا ہو گئے جن کے نیچے وہ قوم دب گئی -

[3] عذاب کی چھوٹی گھڑی بھی لمبی معلوم ہوتی ہے - اس لیے قرآن کریم میں عذاب کے دن کو اکثر یوم عظیم کہا جاتا ہے کیونکہ عذاب کا دن ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔

مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۚ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

کہا، نہیں، یہ وہ (عذاب) ہے جس کو تم جلدی مانگتے تھے (یہ) ایک ہَوا ہے، جس میں دردناک عذاب پوشیدہ ہے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۶﴾

یہ ہَوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی جائیگی پس نتیجہ یہ ہُوا کہ اُن پر صبح ایسے وقت میں آئی کہ صرف اُن کے گھر ہی نظر آتے تھے (سب قوم ریت میں دب گئی) اسی طرح ہم مجرم قوم کو جزا دیا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۷﴾ ع

اور ہم نے اُن کو وہ طاقت بخشی تھی۔ جو طاقت تم کو نہیں بخشی اور ہم نے ان کو تمھاری طرح کان اور آنکھیں اور دل بھی دیئے تھے (مگر انھوں نے بھی تمھاری طرح ان چیزوں سے کام نہ لیا) سو اُن کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے اُن کو کوئی نفع نہ دیا کیونکہ وہ اللہ کی آیتوں کے انکار پر اصرار کرتے تھے اور جس عذاب سے وہ ٹھٹھا کرتے تھے، اسی نے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور ہم اُن بستیوں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جو تمھارے اردگرد ہیں۔ اور ہم نے نشانات کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے تاکہ (ان آیات کے مخاطب) اپنی ضد سے باز آئیں۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۗ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

پھر کیوں اُن لوگوں نے جن کو انھوں نے اللہ کے سوا اس لیے معبود بنا رکھا تھا کہ وہ اُن کو خدا کے قریب کر دیں اُن کی مدد کی، بلکہ وہ موقع پر (ان کی آنکھوں) سے غائب ہو گئے اور یہ اُن کے جھوٹ اور افترا کا نتیجہ ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

اور جب ہم جنّوں میں سے کچھ لوگوں کو تیری طرف پھیر کر لے آئے[1] جو قرآن سُننے کی خواہش رکھتے تھے پس جب وہ (مجلسِ قرآن خوانی میں) حاضر ہوئے تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا چُپ ہو جاؤ۔ پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہو گئی تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے اور ان میں جا کر اسلام کی اشاعت شروع کر دی۔

قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۱﴾

(اور) اپنی قوم سے کہا، اے ہماری قوم! ہم نے ایک ایسی کتاب کو سنا ہے جو موسیٰ کے بعد اُتاری گئی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے اتری ہیں اُن کی تصدیق کرتی ہے اور سچ کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

---

[1] اس آیت میں جِنّ کا لفظ استعارۃً ایک یہودی وفد کے لیے بولا گیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سُن کر پوشیدہ طور پر آپ سے ملنے آیا تھا اور نصیبین واقعہ عراق کا رہنے والا تھا۔ وہ لوگ چونکہ دور سے آئے تھے چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تاکہ ان کی قوم اور عرب کے لوگ دشمن نہ ہو جائیں (فتح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۵۵)

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف سے نئی کتاب کے لانے والے شخص کی پکار کو قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تمھارے گناہوں کو معاف کر دیگا اور تم کو ایک آنے والے دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔

وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٢﴾

اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات کو قبول نہیں کرتا وہ اسے دنیا میں ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا اس کو پناہ دینے والے وجود کہیں نہیں، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٣﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ خدا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور ان کی پیدائش سے تھکا نہیں وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کرے وہ اپنے ہر ارادہ کو پورا کرنے پر قادر ہے۔

وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾

اور جس دن کافروں کو آگ کے سامنے پیش کیا جائیگا اور کہا جائے گا کیا یہ حق نہیں؟ وہ کہیں گے ہاں ہاں! ہمیں اپنے رب کی قسم! یہ بالکل سچ ہے، تب (اللہ) فرمائیگا، اچھا تم اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کو چکھو۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع

پس (اے نبی!) تو بھی (اسی طرح) صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسول (تجھ سے پہلے) صبر کر چکے ہیں اور ان کے لیے یہ دُعا نہ کر کہ اُن پر جلدی عذاب آجائے جس دن وہ اپنے موعود عذاب کو دیکھیں گے اُن کی حالت ایسی ہو گی کہ گویا وہ اس دُنیا میں بہت تھوڑا سا وقت رہے ہیں یہ بات (اُن کفار کے لیے) محض ایک نصیحت کے طور پر کہی گئی ہے۔ اور فاسق قوم کے سوا کسی کو ہلاک نہیں کیا جا سکتا۔

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ محمّد - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اِس کی انتالیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ②

وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا، اللہ نے اُن کے اعمال کو تباہ کر دیا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ③

اور جو ایمان لائے اور انھوں نے ایمان کے مطابق عمل کیے اور جو محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوا، اس پر ایمان لائے اور وہی اُن کے ربّ کی طرف سے حق ہے۔ اللہ اُن کی بدیوں کو ڈھانپ دے گا اور اُن کے حالات کو درست کر دے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ④

یہ اس لیے کیا گیا کہ جنھوں نے کفر کیا تھا انھوں نے جھوٹ کی پیروی کی تھی۔ اور جو ایمان لائے تھے وہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے حق کے پیچھے چلے تھے اللہ اسی طرح لوگوں کے سامنے اُن کا (اصل) حال بیان کرتا ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ۬ ذٰلِكَ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ⑤

(معانقہ ۱۳ عند المتقدمین)

پس (چاہیئے کہ) جب تم کافروں سے میدانِ جنگ میں ملو، تو گردنیں کاٹو[1]۔ یہاں تک کہ جب تم اُن کا خون بہالو، تو خوب زور سے مشکیں کسو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کرکے (ان کو چھوڑ دو) یا تاوانِ جنگ لیکر (چھوڑ دو) یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے (یعنی ختم ہو جائے) یہ سب کچھ حالات کے ماتحت ہوا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی اُن سے بدلہ لے لیتا۔ لیکن اس نے چاہا کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے آزمائے جو لوگ اللہ کے راستہ میں مارے گئے۔ اللہ ان کے اعمال کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۚ ⑥

وہ ان کو ضرور کامیابی کی طرف لے جائیگا اور ان کی حالت کو درست کرے گا۔

---

[1] بعض لوگ ان آیات پر اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ آج بھی دنیا میں جنگیں ہو رہی ہیں اور ہر جنگ میں بالمقابل سپاہی دشمن کی گردن ہی کاٹتا ہے۔ اگر کہو کہ پھر ذکر کیوں کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام نے نرمی کی اس قدر تعلیم دی ہے کہ خوف تھا کہ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی، تو مسلمان جنگ میں دشمن کو قتل کرنا ناجائز سمجھتے۔

وَ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶

اور اُن کو اُن جنّتوں میں داخل کرے گا جو اس نے اُن کو پہلے سے بتا چھوڑی ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷

اے مومنو! اگر تم اللہ کی[1] مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸

اور جنھوں نے کفر کیا ہے اُن پر افسوس ہے! اور خدا اُن کے اعمال کو ضائع کر دے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹

کیونکہ انھوں نے اللہ کے اتارے ہوئے کلام کو ناپسند کیا ہے سو خدا نے بھی اُن کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؗ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰

کیا وہ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کہ جو اُن سے پہلے گذر چکے ہیں ان کا انجام کیا ہُوا۔ اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا تھا اور (آج کل کے) کافروں کا بھی انہی جیسا حال ہوگا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱ ع

یہ (اس لیے ہوگا) کہ اللہ مومنوں کا مددگار رہے۔ اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝۱۲

اللہ مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں کو ایسے باغات میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور جنھوں نے کفر کیا ہے وہ کچھ دنیوی فائدہ اُٹھائیں گے اور اس طرح کھائیں پئیں گے جس طرح چارپائے کھاتے پیتے ہیں۔ اور دوزخ ان کا ٹھکانا ہوگا۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۱۳

اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو تیری اس بستی سے جس نے تجھ کو نکال دیا زیادہ طاقتور تھیں پھر بھی ہم نے (ان کی طاقت کے باوجود) ان کو ہلاک کر دیا اور کوئی اُن کا مددگار نہ بن سکا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ۝۱۴

کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے ایک (مضبوط) دلیل پر قائم ہوتا ہے ان کی طرح ہو سکتا ہے جن کے بُرے اعمال انھیں خوبصورت کر کے دکھائے گئے ہوں اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہوں۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ

متقیوں سے جن جنّتوں کا وعدہ کیا گیا ہے اُن میں ایسے پانی کی نہریں ہونگی جس میں سڑنے کا مادہ نہیں ہوگا اور ایسی نہریں ہونگی جن میں ایسا دودھ چلتا ہوگا جس کا مزا کبھی نہیں بدلے گا (یعنی وہ کبھی نہیں سڑیگا) اور ایسی شراب کی نہریں ہوں گی جو

[1] مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کسی مدد کا محتاج نہیں۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے کہ میں غنی اور صمد ہوں۔

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۚ وَ لَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾

پینے والوں کو مزیدار لگیں گی اور پاک صاف شہد کی نہریں بھی ہونگی اور اُن کو اُن جنتوں میں ہر قسم کے پھل بھی ملیں گے اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت بھی ملے گی (کیا یہ جنتی) ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو کہ دیر تک آگ میں رہنے کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں اور جن کو ایسا گرم پانی پلایا جائیگا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۷﴾

اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو بظاہر تیری طرف کان رکھتے ہیں مگر جب[1] وہ تیرے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں تو اُن لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے کہتے ہیں۔ اس رسول نے ابھی کیا کہا تھا۔ وہ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر کر دی اور وہ اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑے ہیں۔

وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

اور وہ لوگ جو کہ ہدایت پاتے ہیں، اللہ ان کو ہدایت میں زیادہ کرتا جاتا ہے اور اُن کو اُن کے مناسب حال تقویٰ بخشتا ہے۔

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۹﴾

پس وہ صرف آخری فیصلہ کی گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کے پاس اچانک آ جائے۔ سو اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں اور جب اس کی اصل حقیقت اُن کے پاس آ پہنچے گی تو (بتائیں کہ) اس وقت ان کو کیا چیز نفع دے گی؟

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ﴿۲۰﴾ ع

اور جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے حق میں جو تیری منکر قوم نے[2] گناہ کیے ہیں ان کے لیے خدا سے معافی مانگتا رہ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے بارے میں بھی معافی مانگتا رہ کہ اللہ ان کی کوتاہیوں کو معاف کر دے اور اللہ تمہارا اِدھر اُدھر پھرنا اور کسی جگہ ٹھہرنے کو خوب جانتا ہے۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ

اور مومن کہتے ہیں کہ کیوں (اس بارہ) کوئی ایسی سورۃ[3] نازل نہیں ہوتی (جس میں جنگ کا حکم ہو) پس جب کوئی ایسی پختہ (احکام والی) سورۃ نازل ہوتی ہے اور اس میں لڑائی کا ذکر ہوتا ہے تو تُو اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف ایسے آدمی کی طرح دیکھتے ہیں جس پر موت[4] کی غشی طاری ہو۔

---

[1] قرآن مجید میں حتّٰی کا لفظ ہے جو ابتدائیہ بھی ہوتا ہے اور اس کے معنے واؤ کے بھی ہوتے ہیں۔ اسی کے مطابق ہم نے "مگر" کا ترجمہ کیا ہے (اقرب)

[2] دیکھو نوٹ سورۃ فتح آیت ۳۔ نیز دیکھو تفسیر کبیر جلد ششم جزو آخر تفسیر سورۃ نصر۔

[3] یعنی مومنوں کو عملِ شریعت کا اس قدر شوق ہوتا ہے کہ وہ تو انتظار کرتے رہتے ہیں کہ خدا کا کوئی حکم نازل ہو اور ہم اس پر عمل کریں۔ مگر منافق کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی قربانی والا حکم نازل ہو تو اس پر موت اپنے آنے سے پہلے وارد ہو جاتی ہے۔

[4] یعنی ایسی غشی جو موت کے قریب آتی ہے جس وقت آنکھیں بالکل پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۱﴾

پس اُن کے لیے (خدا کی طرف سے) ہلاکت مقدر ہے۔

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۲﴾

(اُن کا اصل طریق یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ کہتے کہ ہمیں کسی جلد بازی کی ضرورت نہیں ہمارا کام تو) اطاعت کرنا اور (لوگوں کو) نیک باتیں سنانا ہے پھر جب بات پختہ ہو جاتی (یعنی لڑائی چھڑ جاتی) تو اگر وہ اللہ کے حضور سچے بنتے (یعنی جو اطاعت کا وعدہ کیا تھا اُسے پُورا کر دیتے) تو یہ اُن کے لیے بہتر ہوتا۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۳﴾

پس کیا یہ امر قریب[1] نہیں کہ اگر تم پیٹھ پھیر لو تو (پھر بھی) زمین میں فساد کرنے کا موجب ہو جاؤ۔ اور رشتوں کو کاٹ دو۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۴﴾

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرہ کر دیا ہے، اور ان کی آنکھوں کی بینائی ضائع کر دی ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۵﴾

کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، کیا اُن کے دلوں پر ایسے قفل ہیں جو اُن کے دِلوں[2] ہی کی پیداوار ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۶﴾

وہ لوگ جو ہدایت ظاہر ہونے پر پھر گئے۔ شیطان نے ان کو اُن کا عمل اچھا کرکے دکھایا ہے۔ اور ان کو (جھوٹی) امیدیں دلائی ہیں۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ښ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۷﴾

یہ اس لیے (ہُوا) ہے کہ وہ ان لوگوں کو جو خدائی تعلیم کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں کہہ رہے ہیں کہ ہم تمھاری بعض باتوں[3] میں اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی راز داری کو جانتا ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۸﴾

سو اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ فرشتے اُن کی روح قبض کر رہے ہوں گے (اور) ان کے مونہوں اور ان کی پیٹھوں پر کوڑے لگا رہے ہوں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۹﴾ ع ۳

یہ اس لیے ہوگا کہ جس بات کو اللہ نے ناپسند کیا وہ اس کے پیچھے چل پڑے اور خدا کی رضا کی (جستجو) کو ناپسند کیا سو خدا نے بھی اُن کے اعمال ضائع کر دیئے۔

---

[1] یعنی کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ اسلامی جنگیں فساد پیدا نہیں کرتیں۔ بلکہ اگر یہ جنگیں نہ کی جائیں، اور مظلوموں کی حفاظت نہ کی جائے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ پس مومن ایسی اعلیٰ حکمت والی جنگوں سے گھبرا ہی نہیں سکتا۔

[2] یعنی خدا نے نہیں لگائے بلکہ ان کی بدعملی سے وہ قفل ان کے دل پر لگے ہیں۔

[3] مطلب یہ کہ اسلام کے مقابلہ میں ہم ایک حد تک تمھارا ساتھ دیں گے۔ ہاں پھنس ہی گئے تو مجبوری ہے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝۳۰

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے سمجھتے ہیں کہ اللہ اُن کے دِلی کے مخفی کینوں کو کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝۳۱

اور اگر ہم چاہیں تو اُن کا وجود تجھ پر ظاہر کر دیں[1]۔ اور تُو اُن کو اُن کے چہروں سے پہچان لے اور (اب بھی) تو اُن کو اُن کے کلام کی ادا سے پہچان لیتا ہے، اور اللہ تمھارے اعمال کو جانتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝۳۲

اور ہم تمھاری ضرور آزمائش کریں گے، اس وقت تک کہ ہم تم میں سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو جان لیں۔ اور ہم تمھارے اندرونی حالات کی ضرور آزمائش کریں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝۳۳

جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور اللہ کے راستہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور رسول سے ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد اختلاف کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے، بلکہ وہ (اللہ) اُن کے اعمال کو ضائع کر دے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝۳۴

اے ایمان دارو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝۳۵

یقیناً جنھوں نے کفر کیا ہے اور اللہ کے رستہ سے لوگوں کو روکا ہے، پھر وہ اسی حالت میں مر بھی گئے کہ وہ کافروں میں سے تھے، تو اللہ اُن کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝۳۶

پس اے مومنو! سست مت ہو جس کے نتیجہ میں صلح کی طرف[2] بلانا شروع کر دو۔ آخر تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمھارے ساتھ ہے اور کبھی تمھارے اعمال میں کمی نہیں آنے دے گا۔

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝۳۷

یہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل اور غفلت کا سامان ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو، تو اللہ تمھارے اجر تم کو دے گا۔ اور وہ تمھارے مال تم سے نہیں مانگتا۔

---

[1] یعنی ظاہر کر دیں۔ [2] اسلام صلح کی تعلیم تو دیتا ہے مگر اس سے روکتا ہے کہ بزدل بن کر صلح کی طرف جایا جائے۔ اس آیت میں اسی بات سے روکا ہے

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۸﴾

اگر وہ تمھارے مال تم سے مانگے اور (اس پر) تم سے اصرار کرے، تو تم بُخل سے کام لے سکتے ہو، اور وہ ضرور تمھارے کینے تمھارے دلوں سے نکال دے گا۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۹﴾

سُنو! تم وہ لوگ ہو جن کو اِس لیے بُلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو، اور تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بُخل سے کام لیتے ہیں اور جو بھی بُخل سے کام لے وہ اپنی جان[1] ہی کے متعلق بُخل سے کام لیتا ہے ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو۔ اور اگر تم پھر جاؤ، تو وہ تمھاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئیگا اور[2] وہ تمھاری طرح (سُستی کرنے والے) نہیں ہوں گے۔ ع ۴/۱۰ ۸

---

[1] یعنی اپنی جان ہی کو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔

[2] یہاں ثُمَّ کا لفظ ہے جس کے عام معنے "پھر" کے ہوتے ہیں۔ لیکن لغت میں ثُمَّ کے معنے "اور" بھی لکھے ہیں (مغنی اللبیب جلد اوّل ص۱۰۱ و املاء ابوالبقاء جلد ۲ ص۱۲۵) اور وہی اُردو میں چسپاں ہوتے ہیں۔ پس ہم نے ان کو اختیار کر لیا ہے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ فتح - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا (ہے، پڑھتا ہوں)

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۲﴾

ہم نے تم کو ایک کھلی کھلی فتح بخشی ہے۔[1]

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۳﴾

جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تیرے متعلق کیے گئے وہ گناہ بھی جو پہلے گذر چکے ہیں ڈھانک دیگا اور جو اب تک ہوئے نہیں (لیکن آئندہ ہونے کا امکان ہے) اُن کو بھی ڈھانک دیگا اور تجھ پر اپنی نعمت پُوری کریگا اور تجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۴﴾

اور اللہ تیری شان دار مدد کرے گا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۵﴾

وہ (خدا) ہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر سکینت اتاری تاکہ جو ایمان ان کو پہلے نصیب تھا اس کے ساتھ اور ایمان بھی اُن کو حاصل ہو جائے، اور اللہ کے آسمانوں میں بھی لشکر ہیں اور زمین میں بھی اور اللہ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۶﴾

(مومنوں کا ایمان بڑھانا) اس لیے ہوگا تاکہ وہ (اللہ) مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ اُن میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اور تاکہ وہ (اللہ) اُنکے گناہ مٹا دے[2] اور اللہ کے نزدیک یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ

اور تاکہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر بدگمانی کرنے والے ہیں عذاب دے[3]۔ مصیبت کا چکر انہی پر آئے گا اور اللہ

---

[1] یہ سورۃ صلح حدیبیہ کے متعلق ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے ایک اور فتح آنے والی ہے یعنی حدیبیہ کی صلح جس میں عرب کے بہت سے قبیلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کریں گے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیئے اس وقت عفو سے کام لیں اور جو خطائیں عرب پہلے کر چکے ہیں اُن کے لیے بھی مغفرت چاہیں اور ان کے لیے بھی جو صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے زمانہ کے درمیان میں ہونے والی ہیں۔ ورنہ یہ مراد نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی گناہ کیا تھا۔ چنانچہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جہاں بھی ذنب کا ذکر آتا ہے فتح کے موقعہ پر آتا ہے۔ پس ذنب سے مراد آپ کا کیا ہُوا گناہ نہیں۔ بلکہ آپ کے متعلق کیا ہُوا عرب قبائل یا کفار کا گناہ ہے۔

[2] یعنی ایمان کی زیادتی کے نتیجہ میں ایک تو اُخروی انعام بڑھ جائے گا۔ دوسرے وہ گناہوں سے پاک ہو جائیں گے۔

[3] یعنی مومنوں کے ایمان کی زیادتی منافق مردوں اور منافق عورتوں کے عذاب کا موجب ہو جائے گی۔ یعنی وہ تو یہ امید رکھتے تھے کہ ان حالات میں مومن متزلزل ہو جائیں گے۔ لیکن نتیجہ اُلٹا نکلا کہ وہ ایمان میں اور بھی بڑھ گئے پس منافقوں اور مشرکوں کے ہاتھ میں سوائے کڑھنے اور جلنے کے عذاب کے کچھ بھی نہ آیا۔ اسی طرح ان لوگوں کے ہاتھ بھی کچھ نہ آیا۔ جو اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ان کی تدبیریں اسلام کو نقصان پہنچائیں گی۔

السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۷﴾

نے اُن پر غضب نازل کیا اور اپنی درگاہ سے اُن کو دُور کر دیا ہے اور ان کے لیے اس نے جہنّم تیار کر رکھی ہے، جو بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۸﴾

اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے ہیں۔ اور اللہ بڑا غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۹﴾

ہم نے تجھے (اپنی صفات کے لیے) گواہ اور (مومنوں کے لیے) بشارت دینے والا اور (کافروں کے لیے) ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۚ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۱۰﴾

تاکہ تم اس کے ذریعہ سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اس کی عزّت کرو۔ اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرو[1]۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۚ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱﴾ ع

وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ صرف اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔ پس جو کوئی اس عہد کو توڑے گا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی جان پر پڑے گا۔ اور جو کوئی اس عہد کو جو اس نے خدا سے کیا تھا پُورا کرے گا اللہ اس کو اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲﴾

اعراب[2] میں سے جو پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے ضرور کہیں گے کہ ہمارے مال اور ہمارے اہل و عیال نے ہم کو مشغول رکھا (اس لیے ہم اس سفر[3] پر نہیں گئے) پس تو ہمارے لیے استغفار کر۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں۔ تو کہہ دے اگر اللہ تم کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو کوئی نفع دینا چاہے تو کون موجود ہے جو اس کے خلاف تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اللہ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

---

[1] عربی کا ایک قاعدہ انتشارِ ضمائر کا بھی ہے جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ ایک ہی فقرہ میں کئی پہلے گذرے ہوئے وجودوں کی طرف ایک ضمیر پھیری جاتی ہے اور اس ضمیر کے معنے کرتے وقت کبھی وہ ایک وجود کی طرف پھرتی ہے اور کبھی دوسرے کی طرف چنانچہ اس آیت میں تُعَزِّرُوْهُ میں ہ کی ضمیر رسول کی طرف پھرتی ہے اور تُوَقِّرُوْهُ میں ہ کی ضمیر خدا تعالیٰ اور رسول دونوں کی طرف پھرتی ہے اور تُسَبِّحُوْهُ میں خدا تعالیٰ کی طرف پھرتی ہے گویا ضمیر تو ایک ہی ہے لیکن اس کے مرجع مختلف ہیں کبھی خدا تعالیٰ ہے اور کبھی رسول۔

[2] اعراب سے مراد وہ عرب ہیں جو جنگل میں رہتے تھے۔ ان آیات میں ان لوگوں میں سے جو منافق تھے، یعنی عامر، اسد اور غطفان کے قبائل میں سے، اُن کا ذکر ہے۔

[3] یعنی جنگِ تبوک میں۔ مفسرین اسے فتح مکّہ پر لگاتے ہیں۔ ہم نے تبوک پر لگایا ہے جو بعد میں ہوئی ہے۔ چونکہ اس سورۃ میں سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ کے الفاظ ہیں جو آئندہ پر دلالت کرتے ہیں اس لیے ہمارا استدلال زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ سورۃ توبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیچھے رہنے والے لوگ تبوک کے واقعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۳﴾

حقیقت یہ ہے کہ تم نے گمان کیا تھا کہ رسول اور مومن کبھی بھی اپنے اہل و عیال کی طرف سلامت لَوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہ امر تمھاری نظر میں خوبصورت کر کے دکھایا گیا تھا (اور تم دل میں بہت خوش تھے) اور تم (مومنوں کے متعلق اور خدا کے متعلق) بُرے گمان کرتے تھے (حالانکہ مومن نہیں بلکہ تم خود ہلاک ہونے والے لوگوں میں شامل ہو گئے تھے۔

وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۴﴾

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ یاد رکھے کہ ہم نے کافروں کے لیے بھڑکنے والا عذاب مقدر کر چھوڑا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵﴾

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بہت معاف کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾

جب تم غنیمت[1] کے اموال کو جمع کرنے کے لیے چلو گے تو پیچھے چھوڑے گئے لوگ کہیں گے کہ ہم کو اجازت دو کہ ہم بھی تمھارے پیچھے چلیں، وہ چاہیں گے کہ اللہ کے فیصلہ کو بدل ڈالیں تو کہہ دے تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں آ سکتے۔ یہی تمھارے متعلق فیصلہ ہے جو اللہ اس سے پہلے دے چکا ہے۔ اس پر وہ کہیں گے۔ اصل میں تم ہم پر حسد کرتے ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ سمجھ سے بالکل کورے ہیں۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾

اعراب میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑے گئے ہیں تو اُن سے کہہ دے کہ ضرور تم ایک ایسی قوم سے جنگ کرنے کے لیے بُلائے جاؤ گے[2] جو فنون جنگ میں بڑی ماہر ہے تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو گے کہ وہ مسلمان[3] ہو جائیں پس اگر تم اس وقت خدا کی آواز مانو گے تو اللہ تم کو بڑا اچھا اجر دے گا اور اگر تم (حکم سے) روگردانی کرو گے جس طرح اس سے پہلے (روگردانی) کی تھی تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا۔

---

[1] تبوک سے لائے ہوئے اموال یا جنگ خیبر میں حاصل شدہ اموال کی طرف اشارہ ہے۔ [2] اس آیت میں کسریٰ اور قیصر کے ساتھ کی جنگوں کا ذکر ہے۔ منافقوں سے کہا گیا ہے کہ اگر ان کے ساتھ جنگوں میں ہمت دکھاؤ گے تو قصور معاف ہو جائے گا، ورنہ خدا تعالیٰ کا عذاب تمھیں ملے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کچھ عرب رؤساء کے لڑکے آپ کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کے اعمال ہمارے راستہ میں حائل نہ ہوں آپ ہمارے خاندانوں کو جانتے ہیں کوئی ایسی تدبیر بتائیں کہ یہ پچھلا داغ مٹ جائے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور بول نہ سکے۔ ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا اور اشارۃً بتایا کہ اگر وہاں چلے جاؤ تو شاید کفارہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ رئیس زادے اسی وقت گھوڑوں پر بیٹھ کر شام چلے گئے اور اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اور تاریخ کہتی ہے کہ اُن میں سے کوئی زندہ لوٹ کر نہیں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معلوم ہوتا ہے اسی آیت سے استدلال کیا تھا۔

[3] اس میں اشارہ ہے کہ وہ جنگیں بہت عرصہ تک لمبی چلی جائیں گی۔ [4] یہ حکم نہیں کہ مسلمان ہونے تک اُن سے لڑو بلکہ مستقبل کا صیغہ ہے اور واقعہ بتایا ہے (باقی بر صفحہ ۶۸۰)

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

نہ تو کسی اندھے پر سختی ہے اور نہ لنگڑے پر سختی ہے اور نہ مریض پر سختی ہے (کہ وہ باوجود معذوری کے لڑائی میں شامل ہوں) اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے وہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو (کوئی حکم سے) روگردانی کرے گا اللہ اسے دردناک عذاب دے گا۔

ع ۲

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۹﴾

اللہ مومنوں سے اس وقت بالکل خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت[1] کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے اور اس نے اس (ایمان) کو جو اُن کے دلوں میں تھا خوب جان لیا سو اس کے نتیجہ میں اس نے ان کے دلوں پر سکینت نازل کی اور ان کو ایک قریب میں آنے والی فتح بخشی۔[2]

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّأْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۲۰﴾

اور بہت سے غنیمت کے مال بھی بخشے جن کو وہ قبضہ میں لا رہے تھے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَأْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ أٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۱﴾

اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم اپنے قبضہ میں لاؤ گے اور یہ موجودہ مال غنیمت[3] تم کو اُن وعدوں میں سے جلدی سے عطا کر دیا ہے اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک[4] دیا ہے تا کہ یہ (واقعات) مومنوں کے لیے ایک نشان بن جائیں اور وہ (اللہ) تم کو اس کے ذریعہ سے سیدھا راستہ دکھائے۔

وَّأُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۲﴾

اور (اس کے علاوہ) ایک اور بھی (فتح)[5] ہے جو تم کو اب تک حاصل نہیں ہوئی۔ اللہ نے اس کا فیصلہ کر چھوڑا ہے اور اللہ اپنے ارادہ کو پورا کرنے پر پورا قادر ہے۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۳﴾

اور اگر کفار (صلح حدیبیہ کے وقت) تم سے لڑتے، تو وہ اسی وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے اور نہ کوئی پناہ دینے والا پاتے، نہ مددگار (پاتے)

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۴﴾

اللہ کی اس سُنّت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کے مقررہ طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ

اور وہ خدا ہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے

(بقیہ صفحہ ۶۷۹) کہ وہ دشمن جب تک مسلمان نہ ہوں گے تم سے لڑتے جائیں گے۔ چنانچہ روم اور فارس نے ایسا ہی کیا۔

[1] بیعت حدیبیہ کا ذکر ہے جبکہ صحابہؓ موت کی قسم کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر رہے تھے۔

[2] یعنی خیبر ؛ [3] یعنی خیبر کے اموال۔ [4] یعنی حدیبیہ کے موقعہ پر۔

[5] اس آیت میں بتایا ہے کہ خیبر کی فتوحات کے بعد اور فتوحات بھی ہوں گی ؛

عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۵﴾

مکّہ کی وادی میں روک دیا، بعد اس کے کہ تم (حالات کے مطابق) اُن پر فتح پا چکے تھے اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا تھا اور جانتا تھا کہ تم لڑنے سے نہیں ڈرتے۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۶﴾

وہ (تمہارے دشمن) ہی تھے جنھوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام (کی زیارت) سے روکا۔ اور اسی طرح قربانیوں کو جو (مکّہ کے لیے) وقف ہو چکی تھیں (اس بات) سے روک دیا کہ وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ اور اگر (مکّہ میں) کچھ مومن مرد ایسے نہ ہوتے اور کچھ مومن عورتیں ایسی نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم اُن کو نادانستہ پاؤں کے نیچے رَوند جاؤ گے اور اس کے نتیجہ میں تم پر عیب لگایا جائے گا (تو ہم تم کو لڑنے دیتے مگر خدا نے روکے رکھا) تاکہ اللہ جس کو پسند کرتا ہے اس کو اپنی رحمت میں داخل کرے اگر (پوشیدہ مومن) کہیں اِدھر اُدھر ہو گئے ہوتے تو اُن (مکّہ کے رہنے والوں) میں سے جو کافر تھے ہم اُن کو دردناک عذاب پہنچا دیتے۔

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۷﴾ ع ۱۱

اس وقت کو یاد کرو جبکہ کافروں نے اپنے دلوں میں ایسی جنبہ داری کی روح پھونکی جو جاہلیت کی جنبہ داری کی روح تھی، اس پر اللہ نے اپنی طرف سے نازل ہونے والی سکینت اپنے رسول کے دل پر اور مومنوں کے دل پر اتار دی اور تقویٰ کے طریق پر اُن کے قدم کو مضبوط کر دیا۔ اور وہی اس کے زیادہ مستحق تھے اور اس کے اہل تھے اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۸﴾

اللہ نے اپنے رسول کو اُس رؤیا[1] کا مضمون پوری طرح سچّا کر کے دکھا دیا (جس میں یہ بیان تھا کہ تم مسجد حرام میں اگر خدا نے چاہا تو امن کے ساتھ ضرور داخل ہو گے (اور) اپنے سر پوری طرح منڈوائے ہوئے یا چھوٹے بال کروائے ہوئے ہو گے کسی سے نہ ڈرتے ہو گے سو اللہ نے وہ کچھ جان لیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اس نے اس کے ورے ایک اور فتح[2] رکھ دی ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے

---

[1] رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اس خواب کو پورا کرنے کے لیے آپ مکّہ جانے کے لیے روانہ ہوئے لیکن حدیبیہ کے مقام پر روک دیئے گئے۔ آخر کفار نے درخواست کی کہ اس سال طواف نہ کریں۔ مگر اگلے سال ہم آپ کا راستہ کھلا چھوڑ دیں گے۔ اس وقت طواف کریں۔ اس درخواست کو آپ نے منظور کر لیا اور معاہدہ میں شامل کر لیا اسی وعدہ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

[2] یہ پھر خیبر کی فتح کا ذکر ہے۔

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۹﴾

تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۰﴾ ع ۴ / ۱۲

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں جب تو انھیں دیکھے گا انھیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں، اُن کی شناخت اُن کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔ یہ اُن کی حالت تورات[1] میں بیان ہوئی ہے اور انجیل میں[2] اُن کی حالت یوں بیان ہے کہ وہ ایک کھیتی کی طرح (ہوں گے) جس نے پہلے تو اپنی روئیدگی نکالی۔ پھر اس کو (آسمانی اور زمینی غذا کے ذریعہ سے) مضبوط کیا اور وہ روئیدگی اور مضبوط ہوگئی۔ پھر اپنی جڑ پر مضبوطی سے قائم ہوگئی یہاں تک کہ زمیندار کو پسند آنے لگ گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار اُن کو دیکھ دیکھ کر جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق عمل کرنے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

---

[1] اس آیت میں انجیل والوں کے مقابل کے اسلامی حصّہ کی مثال بیان کی گئی ہے جو مسیح محمدی کی جماعت ہے۔

[2] اس آیت میں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو متی باب ۱۳ آیت ۳ تا ۹ میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے کہ "ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے گرے اور پرندوں نے آکر انھیں چُگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گرے۔ جہاں ان کو بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب سے جلد اُگ آئے اور جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ نہ ہونے کے سبب سے سوکھ گئے اور کچھ جھاڑیوں میں گرے۔ اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُن کو دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے۔ کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا۔ کچھ تیس گنا۔" قرآن مجید کی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کی قوم بھی ایسی ہی ہوگی۔ جیسے اچھی زمین میں بویا ہوا دانہ اور اللہ تعالیٰ اس میں ایسی برکت پیدا کرے گا کہ ایک ایک دانہ سے ساٹھ ساٹھ ستّر ستّر بلکہ سو سو گنا پیدا ہوگا۔ مگر یہ فوراً نہیں ہوگا بلکہ تدریج کے ساتھ ہوگا۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ حجرات۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اُنیس ۱۹ آیتیں ہیں اور دو ۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ②

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ بڑھ کر باتیں نہ کیا کرو، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ③

اے مومنو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کیا کرو۔ اور نہ بلند آواز سے اُس کے سامنے اس طرح بولا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کے سامنے اونچا بولتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اور تم جانتے بھی نہ ہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ④

وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے دبا کر رکھتے ہیں، وہی ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے تقوٰے کے لیے پوری طرح جائزہ لے لیا ہے اور اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مقدّر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ⑤

وہ لوگ جو کمروں کی دیواروں کے پیچھے سے تجھے آوازیں دیتے ہیں اُن میں سے اکثر بیوقوف ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑥

اگر وہ اس وقت تک انتظار کرتے کہ تو اُن کی طرف نکل کر باہر آ جاتا تو یہ اُن کے لیے اچھا ہوتا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑦

اے مومنو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی اہم خبر لائے، تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم ناواقفی سے کسی قوم پر حملہ کر دو، اور پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہو جاؤ۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ

اور جان لو کہ اس وقت اللہ کا رسول تم میں موجود ہے، اگر اکثر امور میں وہ تمھاری بات مان لیا کرے تو تم تکلیف میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمھاری نگاہ میں ایمان کو پیارا بنایا ہے اور تمھارے دلوں میں اس کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور تمھاری نگاہ میں کفر اور اطاعت

وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۸

سے نکل جانے (اور نافرمانی کرنے کو ناپسندیدہ کر کے دکھایا ہے (جو لوگ اس آیت کے مصداق ہیں) وہی لوگ سیدھے راستہ پر ہیں۔

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۹

(یہ محض) اللہ کے فضل اور نعمت سے ہے اور اللہ خوب جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۱۰

اور اگر مومنوں کے دو گروہ[1] آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں[2] میں صلح کرا دو پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد اُن میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے، تو سب مل کر اس چڑھائی کرنے والے کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے تو عدل[3] کے ساتھ ان (دونوں لڑنے والوں میں) صلح کرا دو اور انصاف[4] کو مدنظر رکھو اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۱ ع

مومنوں[5] کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے، کہ وہ ان سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک

---

[1] اِس آیت میں یُو۔ این۔ او کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ افسوس لیگ آف نیشنز نے اِس پر پورا عمل نہ کیا اور ناکام رہی۔

یو۔ این۔ او بھی بزدلی دکھا رہی ہے اور ناکامی کے آثار ہیں جب تک پوری طرح اس آیت میں بتائی ہوئی شرائط پر یُو، این، او عمل نہ کرے گی۔ کامیاب نہ ہوگی۔

[2] لفظ مومن سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے۔ مومن کا لفظ اس لیے رکھا ہے کہ مسلمان قومیں مسلمانوں کے درمیان ہی فیصلہ کرا سکتی ہیں ورنہ اصولی طور پر یہ آیت ساری قوموں کے لیے اپنے اندر راہنمائی رکھتی ہیں۔

[3] یعنی صلح کرتے وقت اپنے فوائد سامنے نہ رکھا کرو۔ اصل مسئلہ کا فیصلہ کروایا کرو۔ اس بارہ میں صرف ایک مثال ملتی ہے اور وہ امریکہ کی ہے جس نے کوریا اور سویز کے جھگڑوں میں یہ نیک نمونہ دکھایا ہے۔

[4] اس سے مراد یہ ہے کہ ان لڑنے والی قوموں میں صلح کراتے وقت اپنا کوئی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کیا کرو۔

[5] یعنی اگر کبھی اختلاف ہو بھی جائے، تو ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اُن کا آپس میں غالب تعلق اخوتِ اسلامی کا ہے چھوٹے چھوٹے جھگڑے اخوتِ اسلامی کو توڑنے کا باعث نہیں بننے چاہئیں۔

تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۲﴾

دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے، وہ ظالم ہوگا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۳﴾

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسّس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا (اگر تمھاری طرف یہ بات منسوب کی جائے تو تم اس کو ناپسند کرو گے[1]) اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۴﴾

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم[2] کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ اللہ یقیناً بہت علم رکھنے والا (اور) بہت خبر رکھنے والا ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵﴾

اعراب[3] کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے تو اُن سے کہہ دے کہ تم حقیقتاً ایمان نہیں لائے لیکن تم یہ کہا کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر فرمانبرداری قبول کر لی ہے۔ کیونکہ (اے اعراب) ابھی ایمان تمھارے دلوں میں حقیقتاً داخل نہیں ہوا۔ اور اے مومنو! اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی سچی اطاعت کرو گے، تو وہ تمھارے اعمال میں سے کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

مومن وہی ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر شبہ میں مبتلا نہیں ہوتے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی

تو کہہ دے، کیا تم اللہ کو اپنے دین سے واقف کرتے ہو اور اللہ تو اس کو بھی

---

[1] پھر غیبت کیوں کرتے ہو جو ایسی ہی بُری شے ہے۔

[2] یعنی قومیں اور نسلیں صرف امتیاز کے لیے ہیں جو اُن کو تفاخر اور تکبّر کا ذریعہ بناتا ہے وہ اسلام کے خلاف عمل کرتا ہے۔

[3] اعراب ایک اصطلاح ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ جنگلوں میں رہنے والے ایسے عرب جو تعلیم ظاہری اور تمدن سے محروم تھے۔

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑯

جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور اللہ (اس کے سوا بھی) ہر ایک چیز جانتا ہے۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑰

یہ (اعراب) اپنے اسلام لانے کا تجھ پر احسان جتاتے ہیں تو کہہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم کو ایمان کی طرف ہدایت دینے کا تم پر احسان رکھتا ہے اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو (کہ ایمان لائے ہو۔ تو اس حقیقت کو قبول کرو)

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱

اللہ آسمانوں کا غیب بھی جانتا ہے اور زمین کا بھی۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

ع ۲ ۱۴

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ قٓ ۔ یہ سورۃ مکی ہے ۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چھیالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ②

قادر خدا اس سورۃ کو اتارنے والا ہے۔ ہم اس بزرگی والے قرآن کو (اس سورۃ کی سچائی کی) شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ③

مگر یہ لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے (اور ہوشیار کرنے) والا ایک شخص آیا ہے اور کافر کہتے ہیں یہ عجیب سی چیز لگتی ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ④

کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے؟ یہ لوٹنا تو (عقل سے) دور ہے۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ⑤

ہم کو خوب معلوم ہے وہ بھی جو زمین ان میں سے کم کرتی ہے (اور وہ بھی جو زیادہ کرتی ہے)[1] اور ہمارے پاس ایسی کتاب ہے جو ہر چیز کو محفوظ رکھتی ہے۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑥

بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے حق کا انکار کر دیا جب وہ ان کے پاس آیا اس لیے وہ ایک ایسے خیال میں پڑے ہوئے ہیں جو کہ ملا جلا ہے (یعنی سچ اور جھوٹ ان کے خیالات میں مل گئے ہیں)

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ⑦

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور اُسے زینت دی ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں ہے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ⑧

اور زمین کو ہم نے بچھایا ہے اور اس میں پہاڑ بنائے ہیں نیز ہم نے اس میں ہر قسم کے خوبصورت جوڑے بنائے ہیں۔

تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨

ہماری طرف ہر جھکنے والے بندے کے لیے اس بات میں بصیرت اور نصیحت ہے۔

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ⑩

اور ہم نے بادل سے برکت والا پانی اتارا ہے۔ پھر اس کے ذریعہ سے ہم باغ اگاتے ہیں اور کاٹی جانے والی کھیتی کے دانے بھی۔

---

[1] پہلے لکھا جا چکا ہے کہ متقابل الفاظ میں سے ایک بیان کیا جائے تو عربی قاعدہ کے مطابق دوسرا بھی حسب ضرورت محذوف سمجھ لیا جاتا ہے اس قاعدہ کے مطابق "کم کرتی ہے" کے مقابل میں ہم نے "زیادہ کرتی ہے" کے الفاظ محذوف نکالے ہیں۔ اس آیت میں کم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد مٹی ان کو کھا جاتی ہے اور زیادہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ مٹی جو غذا نکالتی ہے اس کو کھا کھا کر انسانی جسم بڑھتا ہے۔

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۱

اور لمبے لمبے کھجوروں کے درخت بھی اُگاتے ہیں جن میں پھلوں کے خوشے لگتے ہیں جو خوب ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے[1] ہوتے ہیں۔

رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۲

(ہم نے) بندوں کو رزق دینے کے لیے (ایسا کیا ہے) اور ہم اس (پانی) کے ذریعہ سے مُردہ ملک کو زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مرنے کے بعد نکلنا بھی ہوگا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۙ ۝۱۳

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور کنوئیں والوں نے اور ثمود نے،

وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۙ ۝۱۴

اور عاد نے اور فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے،

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۵

اور جنگل کے رہنے والوں[2] اور قوم تبّع (یعنی یمن کے لوگوں) نے ہمارے رسولوں کو جھٹلا دیا تھا۔ آخر میرے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۶

کیا ہم پہلی پیدائش سے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دوسری پیدائش کے بارے میں شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۷

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو وسوسے اس کا نفس پیدا کرتا ہے اس سے خوب واقف ہیں اور ہم اس (انسان) سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝۱۸

جب کہ دائیں اور بائیں[3] بیٹھے ہوئے دو گواہ اس کی تمام حرکات کو محفوظ کرتے جاتے ہیں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝۱۹

اور (انسان) کوئی بات نہیں کریگا کہ اس کے پاس اس کا کوئی نگران یا محافظ نہ ہو۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝۲۰

اور موت کی بیہوشی یقیناً آئیگی اور اس وقت ہم اس (یعنی غافل انسان) سے کہیں گے کہ یہ وہ حالت ہے جس سے تو بچنا چاہتا تھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝۲۱

اور بگل میں پھونکا جائے گا، یہ عذاب کے وعدے کا دن ہے۔

وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝۲۲

اور ہر جان (اس حالت میں) آئیگی کہ اس کے ساتھ ایک ہنکنے والا بھی لگا ہُوا ہوگا اور ایک گواہ بھی ہوگا

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝۲۳

(اور ہم کہیں گے) تو اس (دن) سے غفلت میں پڑا ہُوا تھا سو آخر ہم نے تیرا پردہ اُٹھا دیا۔ اور آج کے دن تیری نظر بڑی تیز ہے[4] (اور تُو سب کچھ دیکھ رہا ہے)

---

[1] یعنی بہت کثرت سے اور گھنے ہوتے ہیں۔

[2] لفظی معنے "بن والے" کے ہیں۔ لیکن مراد مدین سے فلسطین جاتے ہوئے وہ جنگل ہے جو مدین کے پاس واقعہ ہے۔

[3] انسان کے ساتھ ایسے فرشتے یا انسانی جسم کے حصے مقرر ہیں جو اس کے اعمال کو محفوظ رکھتے جاتے ہیں۔ اس جگہ انہی کا ذکر ہے۔

[4] یعنی آج تو اپنے سب عیب صواب کو اچھی طرح سمجھ رہا ہے اور وہ دنیوی حالت بھول گیا ہے جبکہ اپنے ہر قول و فعل کے اچھے ہونے پر اصرار کرتا تھا۔

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٤﴾

اور اُس کا ساتھی[1] کہیگا کہ ذرا اسے بھی دیکھیئے جو میرے پاس تیار ہے[2] (یعنی اس کا اعمال نامہ)

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٥﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿٢٦﴾ اِلَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٧﴾

پھر ہم اُن دونوں (یعنی ہانکنے والے اور گواہ) سے کہیں گے، ہر انکار کرنے والے حق کے دشمن، نیکی سے روکنے والے، حد سے بڑھنے والے اور شبہات کرنیوالے کو تم دونوں دوزخ میں ڈال دو۔ جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بناتا تھا۔ سو تم آج اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٨﴾

(اور) اس کا ساتھی[3] کہے گا۔ اے ہمارے ربّ! میں نے اس سے سرکشی نہیں کروائی بلکہ وہ خود ہی ایک پرلے درجہ کی گمراہی میں مبتلا تھا۔

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٩﴾

(اس پر خدا) فرمائے گا، میرے پاس جھگڑو نہیں؛ اور یاد رکھو کہ میں تمھاری طرف پہلے ہی عذاب کی خبر بھیج چکا ہوں۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٣٠﴾ ع

اور میرے حضور میں کوئی بات بدل کر نہیں پیش کی جا سکتی[4] اور نہ میں اپنے بندوں پر کسی قسم کا ظلم کرنے والا ہوں[5]

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣١﴾

اس دن ہم جہنّم سے کہیں گے، کیا تُو بھر گئی؟ اور وہ کہے گی، کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣٢﴾

اور اس دن جنّت متقیوں کے ایسی قریب کر دی جائے گی کہ وہ اسے محسوس کرنے لگیں گے[6]

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٣﴾

اور کہا جائے گا کہ تم میں سے ہر جھکنے والے اور شریعت کی حفاظت کرنے والے سے اسی انعام کا وعدہ کیا گیا تھا۔

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ

(یعنی اس سے) جو رحمٰن (خدا) سے پوشیدگی میں ڈرتا تھا اور جھکنے والے دل کے

---

[1] یعنی اس کے ساتھ لگا ہوا گواہ۔

[2] یعنی انسانی اعضا یا فرشتے کہیں گے کہ اس کے اعمال و اقوال کا سب ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے اس لیے یہ کسی رنگ کا انکار نہیں کر سکتا۔ ہمارے ریکارڈ کو دیکھ لیجیے۔ ساری بات آپ پر ثابت ہو جائے گی

[3] یعنی انسان اب تو یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے گمراہ کیا۔ لیکن قیامت کے دن اس کے نگران فرشتے یا اس کے جسم کے نگران حصّے کہیں گے کہ ہم اس کی گمراہی کے موجب نہیں۔ یہ آپ گمراہ ہُوا تھا اور اپنی گمراہی کا آپ ذمہ دار ہے۔

[4] یعنی جو گواہ میں نے انسانوں پر فرشتوں میں سے یا اس کے اعضا میں سے مقرر کیے ہیں وہ جرأت ہی نہیں کر سکتے کہ میرے سامنے بات کو بدل کر پیش کریں کیونکہ وہ صرف گواہ نہیں بلکہ ان کے پاس ریکارڈ بھی ہوگا اور ریکارڈ کو کوئی غلط قرار نہیں دے سکتا۔

[5] یعنی میں نے گواہی کا ایسا انتظام کر دیا ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور میری سزا کو ظالمانہ سزا نہیں قرار دیا جا سکتا۔

[6] یعنی مومن اس دن جنت کو خوب دیکھ سکیں گے تاکہ دل مطمئن ہوں یا یہ مراد ہے کہ آخری زمانہ میں دین کی اتنی تفسیر ہوگی کہ ہر مومن اپنے دل میں جنت کو قریب پائے گا۔

بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۝۳۴

ساتھ اس کے پاس آیا تھا۔

اِدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝۳۵

(ہم کہیں گے کہ) تم سب سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ وہ برکت والا دن ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ۝۳۶

وہ جو کچھ اس میں چاہیں گے سب اُن کو ملے گا اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ اُن کو دینے کے لیے موجود ہے۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۳۷

اور ہم اُن سے پہلے بہت سی قومیں ہلاک کر چکے ہیں وہ اُن سے زیادہ گرفت کا مادہ رکھتی تھیں لیکن (جب عذاب آیا تو) انھوں نے ملک کے ہر گوشے میں اپنے بچاؤ کے لیے سرنگیں بچھا دیں[1] مگر (ظاہر ہے کہ) خدا کے عذاب سے بچنے کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝۳۸

اس میں ہر شخص کے لیے جس کا سوچنے والا دل موجود ہے یا جو سُننے کے لیے کان دھرتا اور غور بھی کرتا ہے نصیحت ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝۳۹

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ ان سب کو چھ اوقات میں پیدا کیا اور ہم بالکل نہیں تھکے۔[2]

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝۴۰

پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کیا کر۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝۴۱

اور رات کے وقت بھی اس کی تسبیح کیا کر اور ہر عبادت کے آخر میں بھی (ایسا ہی کیا کر)

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۴۲

اور (اے نبی!) سُن رکھ کہ ایک دن پکارنے والا قریب کی جگہ[3] سے پکارے گا۔

يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝۴۳

جس دن کہ سب لوگ ایک پورا ہو کر رہنے والے عذاب کی آواز سُنیں گے۔ یہ دن زندہ ہو کر نکلنے کا دن ہوگا۔[4]

---

[1] یعنی ملک میں ایسے سامان پیدا کرنے شروع کیے کہ وہ اس عذاب سے بچ جائیں لیکن خدائی سزا سے بچنے کے لیے انسانی تدبیریں کہاں کام دے سکتی ہیں۔

[2] بائیبل میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا پیدا کی اور تھک گیا اور ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ قرآنی تعلیم کتنی شاندار اور خدا تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے جبکہ بائیبل کی تعلیم خدا تعالیٰ کی شان کو مدّنظر رکھتے ہوئے گھناؤنی اور قابلِ ترک نظر آتی ہے۔

[3] مراد یہ ہے کہ مکّہ والوں کو ہوشیار کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اُتباع میں سے بھی بعض لوگ کھڑے کرتا رہے گا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ مکّہ والوں میں سے کھڑے ہوتے رہے اور ان کو ہوشیار کرتے رہے۔ [4] چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں بھی مدینہ کے قریب کی اقوام مرتد ہو گئی تھیں لیکن حضرت ابوبکرؓ انھیں پھر اسلام کی طرف لائے اسی طرح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قیصر و کسریٰ کی شوکت کی وجہ سے مسلمان قبائل لرز گئے تھے مگر حضرت عمرؓ نے وعظ اور نصیحت سے ان میں نئے سرے سے جوش پیدا کیا اور ان کو لے کر قیصر و کسریٰ کو شکست دی۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾	ہم ہی زندہ بھی کرتے ہیں اور مارتے بھی ہیں اور ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔
يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾	وہ دن کہ زمین اُن کی شرارتوں کی وجہ سے پھٹ جائے گی (اسے یاد کرو) وہ اس سے جلدی جلدی نکلیں گے۔ [1] یہ مُردوں کا زندہ کر دینا ہم پر آسان ہے۔
نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾	ہم ان کی باتوں سے خوب واقف ہیں، اور تُو اُن پر ایک جابر (بادشاہ) کے طور پر مقرر نہیں کیا گیا۔ سو تُو قرآن کے ساتھ صرف اس کو نصیحت کر جو میرے عذاب کی پیشگوئیوں سے ڈرتا ہے ۳ع ۱۷

[1] یعنی عذاب آنے پر اپنا علاقہ چھوڑ کر ادھر اُدھر بھاگیں گے، مگر راہِ نجات نہ ملے گی۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ذاریات - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ②	ہم ان (ہواؤں) کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں جو (بادلوں کو) اڑائے پھرتی ہیں۔[1]
فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ③	پھر (بارش کا) بوجھ اُٹھا لیتی ہیں۔
فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ④	پھر آہستگی کے ساتھ چلتی ہیں۔
فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ⑤	اور آخر ہمارے حکم (یعنی بارش) کو (زمین میں) تقسیم کر دیتی ہیں۔
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ⑥	تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔[1]
وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ⑦	اور جزا سزا ضرور واقع ہو کر رہے گی۔
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ⑧	اس کے ثبوت میں ہم اُس آسمان کو پیش کرتے ہیں جس میں ستاروں کے راستے ہیں۔[2]
اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ⑨	تم سب ایک اختلافی بات میں مبتلا ہو۔
يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ⑩	جس کی وجہ سے وہی شخص حق سے پھیرا جاتا ہے جس کے حق سے پھرائے جانے کا حکم صادر ہو جاتا ہے۔
قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ⑪	اٹکل پچّو باتیں کرنے والے ہلاک ہو گئے،
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ⑫	جو گمراہی کی گہرائیوں میں پڑے ہوئے حق کو بھلا رہے ہیں۔
يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ⑬	وہ پوچھتے ہیں کہ جزا سزا کا وقت کب آئے گا؟
يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ⑭	(تو کہدے) اس وقت (آئے گا) جب انھیں آگ کے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔
ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ⑮	(اور کہا جائے گا کہ) اپنا عذاب چکھو یہ ہی (عذاب) ہے جس کو تم جلدی سے مانگا کرتے تھے۔
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ⑯	متقی باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔

[1] ان آیات میں صحابہؓ کو یا اُن کی تبلیغی جدوجہد کو ہواؤں سے مشابہت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صحابہؓ یا ان کی تبلیغی جدوجہد قرآن مجید کے پانی کو چاروں طرف اڑا کرلے جائیگی اور ان کی تبلیغی جدوجہد روز بروز مضبوط ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اُن کا اُٹھایا ہُوا تبلیغی بادل پانی سے بھر جائیگا اور پھر وہ لوگوں کے دل پر اسلام کا اس طرح سکّہ جمالیں گے کہ ان کی تبلیغی جدوجہد آسانی سے پھیلنی شروع ہو جائے گی اور کفر اپنے مقابلہ میں کمزور پڑ جائے گا چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اسلام کو دنیا کے مختلف ملکوں میں پھیلا دیں گے اور آخر اسلام غالب آجائیگا اور جس کامیابی کی خبر تم کو دی جا رہی ہے وہ پوری ہو جائے گی۔

[2] اس سے مراد یہ ہے کہ اوپر کے جوّ میں ستاروں کے چلنے کے راستے ہیں۔

اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ⑰

(اور) اُن کا ربّ انھیں جو کچھ دے گا وہ لیتے جائیں گے۔ وہ اس وقت سے پہلے پُوری طرح احکام بجالانے والے تھے۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ⑱

راتوں کو کم ہی سوتے تھے۔

وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ⑲

اور صبح کے وقت بھی وہ استغفار کیا کرتے تھے۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ⑳

اور اُن کے مالوں میں مانگنے والوں کا بھی حق تھا اور جو مانگ نہیں سکتے تھے[1] اُن کا بھی (حق تھا)

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ㉑

اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ㉒

اور تمھاری اپنی جانوں میں بھی، کیا تم دیکھتے نہیں؟

وَفِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ㉓

اور آسمان میں تمھارا رزق بھی ہے اور جو کچھ (اس کے علاوہ) وعدہ کیا جاتا ہے، وہ بھی (ہے)

فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ㉔

سو آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم (کہ جب یہ باتیں پُوری ہوں گی تو تب پتہ لگ جائے گا کہ) یہ (قرآن) اسی طرح ایک حقیقت ہے جس طرح تمھارا باتیں کرنا۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ㉕

کیا تیرے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ㉖

جب وہ اس کے پاس آئے تو انھوں نے کہا ہم تجھے (سلام کہتے ہیں) اس نے کہا (میں بھی کہتا ہوں کہ) تمھارے لیے (خدا کی طرف سے) دائمی سلامتی مقدر ہے[2] (اور دل میں کہا کہ) یہ لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہیں

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ㉗

پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کی طرف چلا گیا اور ایک بُھنا ہُوا بچھڑا لے آیا۔

فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ㉘

اور اُسے ان کے سامنے رکھ دیا (پھر کہا، کیا آپ کچھ نوش نہیں فرمائیں گے؟

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ㉙

اور (دل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ اس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔ اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ㉚

اتنے میں اس کی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے[3] پس اس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی، میں تو ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ㉛

انھوں نے کہا یہ سچ ہے کہ تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے رب نے (وہی) کہا ہے (جو ہم کہتے ہیں) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

---

[1] یعنی جانور وغیرہ جو بول نہیں سکتے یا ایسے شریف لوگ جو مانگنے میں ذلت سمجھتے ہیں۔ [2] یہ وہ بات ہے جو صرف خدا تعالیٰ کہہ سکتا ہے مگر یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ لگ گیا تھا کہ وہ لوگ کس اعلیٰ روحانی مقام پر فائز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آگئے ہیں۔ اس لیے یقین سے کہہ دیا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ تمھارے لیے دائمی سلامتی مقدر ہے۔

[3] قرآن مجید کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی فِيْ صَرَّةٍ آئی اور لغت میں صَرَّةٌ کے ایک معنے منہ کی سیاہی کے لکھے ہیں پس مطلب یہ ہے کہ شرم و حیا سے اس کا چہرہ متغیر تھا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۲﴾
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۳﴾
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۴﴾
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۵﴾
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۶﴾
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۷﴾
وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۸﴾
وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۹﴾
فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۴۰﴾
فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۱﴾
وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۲﴾
مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۳﴾
وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾

(اس پر ابراہیم نے کہا، اے رسولو! تمھارے ذمّہ کیا بڑا کام لگایا گیا ہے۔
انھوں نے کہا، ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔
تاکہ اُن پر گیلی مٹی سے بنے ہوئے کنکر (پے درپے) برسائیں[۱]۔
جن پر تیرے ربّ کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کو سزا دینے کے لیے نشان لگایا گیا ہے۔
اور ہم نے اس بستی میں جتنے مومن تھے اُن کو نکال لیا۔
اور ہم نے اس بستی میں اپنے فرمانبرداروں کا صرف ایک گھر پایا۔
اور ہم نے اس (بستی) میں ایک ایسا نشان چھوڑا جو ہمیشہ اُن لوگوں کے کام آئے گا جو کہ دردناک عذاب سے ڈرنے والے ہوں گے۔
اور موسیٰ کے واقعہ میں بھی (بہت سی نشانیاں تھیں) جب ہم نے اُس کو فرعون کی طرف ایک کھُلی کھُلی دلیل دے کر بھیجا۔
اور وہ (فرعون) اپنے بتخانہ[۲] کی طرف پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ (موسیٰ) بڑی ملمع سازی کی باتیں کرنے والا اور مجنون ہے۔
اس پر ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو (اپنے قہر سے) پکڑ لیا اور ان سب کو سمندر میں پھینک دیا اور (آج تک) اس پر ملامت ہو رہی ہے۔
اور عاد کے واقعہ میں بھی (ہم نے بہت سے نشان چھوڑے ہیں۔ اس وقت) جبکہ ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی چلائی تھی۔
وہ جس چیز پر چلتی تھی اس کو تباہ کر دیتی تھی اور (اُسے) گلی ہوئی ہڈیوں کی طرح کر دیتی تھی۔
اور ثمود میں بھی (ہم نے نشان چھوڑا) جب اُن سے کہا گیا کہ ایک عرصہ تک فائدہ اٹھاؤ[۳]۔

---

[۱] دیکھیں سورۃ عنکبوت آیت ۳۲ نوٹ ۲۔
[۲] قرآن کریم میں رُکن کا لفظ ہے۔ جس کے معنے طاقت پانے کی جگہ کے ہیں اور لفظی معنے اس آیت کے یہ بنتے ہیں کہ فرعون اپنی طاقت پانے کی جگہ کی طرف لوٹ گیا۔ مگر چونکہ فرعون کے عقیدہ کے مطابق اس کو سب طاقت بیل کے مندر سے ملتی تھی۔ اس لیے ہم نے ترجمہ میں بُت خانہ لکھ دیا ہے کیونکہ بیل کا مندر لکھتے تو کچھ معنے نہ بنتے۔
[۳] اس کا یہ مطلب ہے کہ تھوڑی مدّت کے بعد تم پر عذاب آجائے گا جس کے بعد تم دنیا کے اسباب سے فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں رہو گے۔

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور انھوں نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی اور اُن کو ایک عذاب نے آپکڑا اور وہ دیکھتے کے دیکھتے رہے۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور نہ تو بچنے کے لیے کھڑے[1] ہو سکے اور نہ وہ کسی کی مدد حاصل کر سکے۔

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۷﴾ ع ۲

اور اُن سے پہلے نوح کی قوم کو بھی (ہم ہلاک کر چکے تھے) وہ اطاعت سے نکلنے والی قوم تھی۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور آسمانوں کو بھی ہم نے کئی صفات[2] سے بنایا ہے اور ہم بڑی وسیع طاقت رکھتے ہیں۔

وَ الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور زمین کو ہم نے ایک بچھونے کی طرح بنایا ہے اور ہم بہت اچھا بچھونا بنانے والے ہیں۔

وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور ہر ایک چیز کے ہم نے نر و مادہ بنائے ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾

پس رجا ہیئے کہ تم اللہ کی طرف دوڑو۔ مَیں[3] اس کی طرف سے تمھیں بآنگِ بلند ہوشیار کرنے والا بن کر آیا ہوں۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۲﴾

اور تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بناؤ۔ مَیں اس کی طرف سے تمھاری طرف ایک کُھلا کُھلا ہوشیار کرنے والا ہوں۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۳﴾

اِسی[4] طرح ان سے پہلے جو رسول آتے رہے، اُن کو لوگوں نے یہی کہا کہ وہ دلفریب باتیں بنانے والے یا مجنون ہیں۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۴﴾

کیا وہ اس (بات) کے کہنے کی ایک دوسرے کو وصیت[5] کر گئے تھے (ہرگز نہیں بلکہ وہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں (اسی لیے ایک ہی قسم کے گندے خیال ان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں)

---

[1] یعنی اتنی توفیق نہ ملی کہ کھڑے ہو کر بچنے کا کوئی انتظام کرتے۔

[2] قرآن کریم میں بِاَیْدٍ کا لفظ ہے یعنی کئی ہاتھوں سے بنایا۔ لیکن یَدٌ جس کی جمع اَیْدٍ ہے اس کے لغت میں طاقت اور قدرت کے معنے لکھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کے لیے مذہبی اصطلاح میں صفت کا لفظ بولا جاتا ہے پس ہم نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ "آسمان کو ہم نے کئی صفات کے ذریعہ بنایا ہے" یعنی ان کے بنانے میں قدرت کا ہاتھ بھی تھا اور پاکیزگی اور تقدیس کا ہاتھ بھی پس کئی صفات آسمان سے ظاہر ہوتی ہیں۔

[3] یعنی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

[4] "اسی طرح" کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت صالحؑ کا لوگوں نے انکار کیا، اُن سے پہلے نبیوں کا بھی انکار کیا اور ان کو جھوٹا قرار دیتے رہے۔

[5] یعنی سب مخالف انکار کی ایک ہی قسم کی دلیلیں دیتے تھے گویا کہ وہ ایک دوسرے کو سکھا گئے تھے کہ اس طرح نبیوں کا انکار کرنا۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾

پس (اے نبی!) تُو اُن سے مُنہ پھیر لے اور تجھ کو (ان کے کاموں کی وجہ سے) کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔

وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾

اور یاد دلاتا رہ۔ کیونکہ یاد دلانا مومنوں کو نفع بخشا کرتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

اور مَیں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۸﴾

نہ مَیں اُن سے کوئی رزق مانگتا ہوں اور نہ مَیں اُن سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۹﴾

اللہ ہی سب کو کھانا کھلانے والا ہے اور بڑی زبردست طاقت والا ہے۔

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۶۰﴾

پس جنھوں نے ظلم کیا ہے اُن کے لیے بھی ویسے ہی ڈول[1] ہیں جیسا کہ ان کے ساتھیوں کے لیے ڈول تھے پس چاہیئے کہ وہ عذاب طلب کرنے کی مجھ سے جلدی نہ کریں۔

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور جنھوں نے کفر کیا ہے اُن کے لیے اس دن جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے ہلاکت نازل ہونے والی ہے۔ ع۳

---

[1] یعنی جزا و سزا۔ عربی میں جزا سزا یا حالات کے لیے ڈول کا لفظ استعمال ہوتا ہے (مفردات صفحہ ۱۸۰)

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سُورۃ طُور۔ یہ سُورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پچاس آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالطُّوْرِ ②	مَیں طُور[1] کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہُوں۔
وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ③	اور (اس) لکھی ہوئی[2] کتاب کو بھی۔
فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ④	(جو) کھلے ہوئے[3] کاغذوں پر (لکھی گئی ہے)
وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ⑤	اور خانہ کعبہ[4] کو جو ہمیشہ آباد رہے گا۔
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ⑥	اور اس چھت[5] کو جو ہمیشہ بلند رہے گی۔
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ⑦	اور جوش مارنے والے سمندر[6] کو۔
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ⑧	تیرے ربّ کی طرف سے عذاب ضرور نازل ہو کر رہے گا۔
مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ⑨	اُسے کوئی دُور کرنے والا نہیں۔
يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ⑩	جس دن بادل[7] لہریں مارنے لگے گا۔
وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ⑪	اور پہاڑ[8] اپنی پوری رفتار کے ساتھ چلیں گے۔

---

[1] طُور پر موسیٰؑ کی کتاب نازل ہوئی تھی جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت پر شاہد ہے۔

[2] اس لکھی ہوئی کتاب سے مراد خود قرآن کریم ہے جس سے صداقتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

[3] کھلے ہوئے کاغذوں سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے عمل کے مطابق جزدانوں میں رکھنے کے لیے نہیں۔ بلکہ سچّا مسلمان اسے اس لیے گھر میں رکھتا ہے کہ ہر وقت پڑھتا رہے اور وہ ہر وقت کھلی رہے۔

[4] یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حج فرض کیا ہے اور اب مسلمان ہمیشہ حج کرتے رہیں گے اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت ثابت ہوتی رہے گی۔

[5] ہمیشہ بلند رہنے والی چھت سے بھی خانہ کعبہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کی عزّت خدا تعالےٰ ہمیشہ قائم رکھے گا۔

[6] قرآن کریم سمندر کو علومِ روحانیہ کا نشان قرار دیتا ہے۔ پس جوش مارنے والے سمندر سے مراد علومِ قرآنی ہیں۔ جو ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے اور اسلام کی صداقت ثابت کرتے رہیں گے۔ [7] قرآن کریم میں سَمَآءٌ کا لفظ ہے مگر لغت میں سماء آسمان کے علاوہ بادل کو بھی کہتے ہیں اور وہی معنے اس جگہ لگتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے رحمت کے بادل دنیا پر چھا جائیں گے۔

[8] پہاڑ سے مراد بڑے انسان یا بڑے نظام ہوتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ جب قرآنی علوم پھیلیں گے تو حکومتِ عرب اور قیصر و کسریٰ کا نظام تتر بتر ہو جائے گا اور دنیا کے پردہ سے غائب ہو جائے گا۔

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑪

پس اس دن جھٹلانے والوں پر عذاب نازل ہوگا۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ⑫

(یعنی ان لوگوں پر) جو گند اچھال اچھال کر کھیل رہے تھے۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ⑬

جس دن ان سب کو جہنم کی آگ کی طرف دھکّے دے کر لے جایا جائے گا۔

هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭

(اور کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔

اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮

کیا یہ صرف ملمع سازی کی بات تھی یا درحقیقت تم اب بھی دیکھ نہیں رہے۔

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑯

(اگر یہ محض ایک خیال ہے تو بے دھڑک) اس میں داخل ہو جاؤ اور (خواہ) صبر کرو یا نہ صبر کرو تمھارے لیے برابر ہے (جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا) تم کو صرف تمھارے اعمال ہی کی جزا دی جا رہی ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ⑰

متقی جنتوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑱

(اور) جو کچھ اُن کا رب اُن کو دے گا اس پر خوش ہوں گے اور اُن کا رب اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْۗئًاۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑲

(اور کہے گا کہ) کھاؤ اور پیو (جو تمھیں دیا جاتا ہے) وہ تمھارے اعمال کی وجہ سے تمھارے لیے برکت والا ہوگا۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ⑳

وہ اس دن صف بہ صف بچھے ہوئے چھپر کھٹوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی عورتیں جوڑے کے طور پر عطا کریں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِی ٔ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ㉑

اور جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور ان کی اولاد بھی ایمان کے معاملہ میں اُن کے پیچھے چلی ہے ہم اُن کے ساتھ اعلیٰ جنتوں میں اُن کی اولاد کو بھی جمع کر دیں گے اور اُن (باپ دادوں) کے عملوں میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ ہر ایک شخص اپنے اعمال کے بدلہ میں گرو ہے[1]۔

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ㉒

اور ہم اُن کو اُن کی خواہش کے مطابق قسم قسم کے پھل اور قسم قسم کا گوشت مہیا کریں گے

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ㉓

وہ اس میں ایسے پیالوں[2] کے متعلق جھگڑیں گے جن کا نتیجہ نہ لغو بکنا ہوگا، اور نہ گناہ (کرنا ہوگا)

---

[1] یعنی اپنے اعمال کی جزا سزا سے اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا۔ [2] یعنی بعد از موت جس چیز کا نام شراب آتا ہے، وہ شراب محبّت الٰہی ہے۔ اس سے دماغ خراب نہیں ہوتا اور نہ انسان بے ہودہ بکواس کرتا ہے اور نہ گالی گلوچ دیتا ہے۔

وَ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾	اور جوان خادم ہر وقت اُن کی خدمت میں حاضر رہیں گے۔ گویا کہ وہ پردوں[1] میں لپٹے ہوئے موتی ہیں۔
وَ أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾	اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر باہمی سوال و جواب کریں گے۔
قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾	اور کہیں گے کہ ہم لوگ پہلے[2] اپنے رشتہ داروں میں اپنے انجام سے ڈرا کرتے تھے۔
فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾	مگر اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ اور ہم کو گرم لُو کے عذاب سے بچا لیا۔
إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ ع	ہم پہلے سے اس (خدا) کو پکارا کرتے تھے، وہ بڑا نیک سلوک کرنے والا (اور) بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔
فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾	پس (اے رسول) تو (لوگوں کو) نصیحت کیے جا، کیونکہ تو اپنے ربّ کے احسان سے نہ تو کاہن ہے اور نہ مجنون۔
أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾	کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے (اور) ہم زمانہ کی تباہی کا اس کے لیے انتظار کر رہے ہیں۔
قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾	تو کہہ دے انتظار کرتے جاؤ، کیونکہ میں بھی تمھارے لیے انتظار کر رہا ہوں۔
أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾	کیا اُن کو اُن کی عقلیں یہی بات سکھاتی ہیں، یا وہ سرکش قوم ہیں۔
أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾	یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے بات بنا لی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ (نزولِ وحی پر) ایمان ہی نہیں لاتے۔
فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾	اگر وہ سچے ہیں تو اسی قسم کا کوئی اور کلام لے آئیں (تا کہ دنیا فیصلہ کر سکے کہ دونوں کلام برابر ہیں)
أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾	کیا ان کو بغیر کسی غرض کے پیدا کیا گیا ہے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں؟
أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾	کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں!) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ (خالقِ ارض و سماء پر) یقین ہی نہیں رکھتے۔
أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾	کیا اُن کے پاس تیرے ربّ کے خزانے ہیں؟ یا وہ داروغے ہیں؟

---

[1] یعنی پاکباز۔ [2] یعنی دنیا میں کفار کی دھمکیوں سے ہم بعض دفعہ گھبرا جاتے تھے مگر آج ہر قسم کی فتح اور امن ہمیں نصیب ہے۔

اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ؕ﴿۳۹﴾

کیا اُن کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر وہ (خدا کی باتیں) سنتے ہیں پس چاہیئے کہ اُن کا سننے والا (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح) کوئی کھلی دلیل پیش کرے۔

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ لَكُمُ الْبَنُوْنَ ؕ﴿۴۰﴾

کیا خدا کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور تمھارے لیے بیٹے ؟

اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ؕ﴿۴۱﴾

کیا تو اُن سے کوئی اجر مانگتا ہے، پس وہ اس چٹی کی وجہ سے دبے جا رہے ہیں؟

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ؕ﴿۴۲﴾

کیا اُن کو غیب کا علم ہے جس کو وہ لکھ لیتے ہیں ؟

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ؕ﴿۴۳﴾

کیا وہ تیرے خلاف کوئی تدبیر کرنا چاہتے ہیں؟ پس یاد رکھو کہ ان کافروں ہی کے خلاف (خدائی) تدبیریں کی جائیں گی۔

اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۴﴾

کیا اللہ کے سوا اُن کا کوئی اور معبود ہے؟ (یاد رکھو) ان کے شرک سے اللہ پاک ہے

وَ اِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۵﴾

اور اگر وہ بادل کا کوئی ٹکڑا جوّ میں برستا ہوا دیکھیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو (محض) ایک گھنا بادل ہے۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۙ﴿۴۶﴾

پس تو اُن کو (اُن کی بیوقوفی میں) چھوڑ دے، یہاں تک کہ وہ اپنے اس مقررہ دن کو دیکھ لیں جس میں (ان پر عذاب نازل کیا جائے گا اور) وہ مارے خوف کے بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ﴿۴۷﴾

جس دن اُن کی تدبیران کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائیگی۔

وَ اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور ظالم لوگوں کو اس کے علاوہ اور بھی عذاب پہنچیں گے۔ لیکن اُن میں سے اکثر نہیں جانتے۔

وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ﴿۴۹﴾

اور تو اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہ کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری حفاظت میں) ہے اور چاہیئے کہ جب تو (عبادت کے لیے) کھڑا ہو، تو ہماری حمد کے ساتھ تسبیح بھی کرتا رہ

وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۠﴿۴۹﴾ ع ۲

اور اسی طرح (جب تو) رات کے وقت (کھڑا ہو تو) اس (خدا) کی تسبیح کرتا رہ اور جب ستارے پیٹھ پھیر لیں (یعنی رات ختم ہونے والی ہو) تب بھی۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ
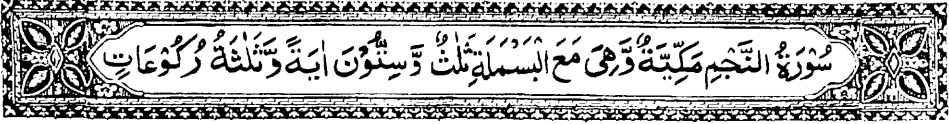
سورۃ نجم۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تریسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝٢
میں ثریّا ستارہ کو جب وہ معنوی طور پر نیچے آجائیگا اس امر کی شہادت کے لیے پیش کرتا ہوں۔[1]

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝٣
کہ تمھارا ساتھی نہ رستہ بھُولا ہے نہ گمراہ ہُوا ہے۔[2]

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٤
اور وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام نہیں کرتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٥
بلکہ وہ (یعنی اس کا پیش کردہ کلام قرآن مجید) صرف خدا کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝٦
اس کو (یہ کلام) بڑی قوتوں والے (خدا) نے سکھایا ہے۔

ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝٧
جس کی قوتیں بار بار ظاہر ہونے والی ہیں اور جو اس وقت اپنی طاقتوں کے اظہار کے لیے اپنے عرش پر مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔

وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝٨
اور ہر بالغ نظر والے کو آسمان کے کناروں پر اس کے ظہور کی علامتیں نظر آرہی ہیں۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝٩
اور وہ (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بندوں کی اس اضطراب کو دیکھ کر اور ان پر رحم کر کے خدا سے ملنے کے لیے) اس کے قریب ہوئے[3][4][5] اور وہ (خدا بھی محمد رسول اللہ صلعم کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آگیا۔[6]

---

[1] یہ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم نے ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان اُڑ کر ثریّا پر بھی چلا جائے گا تو بھی اسے ایک فارسی شخص وہاں سے واپس لے آئے گا۔

[2] یعنی جب وہ شخص ظاہر ہوگا تو ہر ایک پر کھل جائیگا کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کامل تھی۔ نہ وہ رستہ بھولے تھے نہ گمراہ تھے اور نہ خواہشات نفسانی کے تابع تھے۔

[3] یعنی اس حالت کو دیکھ کر اور دنیا پر رحم کھا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ملنے کے لیے روحانی طور پر اوپر چڑھنا شروع کیا جس پر خدا تعالیٰ کی محبت میں جوش آیا اور اللہ تعالیٰ بھی نیچے اُترنے لگا تا کہ محمدیت کے نقطہ سے مل جائے اور دونوں آپس میں اس طرح سے متحد ہو گئے جس طرح دو کمانوں کو جوڑ کر تیر چلایا جائے یعنی اس طرح کہ جس پر ایک کمان کا تیر پڑے دوسری کا بھی پڑے۔ دو کمان اس لیے کہا کہ دو کمان کا چلّہ سخت ہوتا ہے اور تیر زور سے پڑتا ہے۔

[4] اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معراج روحانی دو دفعہ ہُوا تھا نہ کہ ایک بار جیسے مسلمانوں کا خیال ہے اس آیت سے دھوکا کھا کر مفسرین نے اسراء کی آیات کو معراج کی آیات قرار دیا ہے حالانکہ اسراء بالکل اور شے تھی اور صرف دنیا پر تھی اور معراج میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی روح آسمان پر گئی تھی اور اسی کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ دو دفعہ ہُوا تھا۔ ایک دفعہ دَنٰی کی صورت میں اور ایک دفعہ تَدَلّٰی کی صورت میں۔

[5] یہ مثال بھی انتشارِ ضمائر کی ہے یعنی اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیریں جاتی تھیں مگر اب یہاں سے محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف جانے لگی ہیں۔

[6] دَنٰی کے معنے عرش کے قریب ہونے کے ہوتے ہیں اور تَدَلّٰی کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ کسی شخص کے قریب ہونے کی خواہش میں دوسرا فریق اپنی طرف سے بھی اس کے قریب ہونے کی کوشش کرے۔

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ⑩

اور وہ دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہوگئے! اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قرب کی صورت اختیار کر لی۔

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ⑪

پس اس نے اپنے بندے کی طرف وہی وحی نازل کی جس کا وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ⑫

(محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) دل نے جو کچھ دیکھا تھا وہی بیان کیا۔

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ⑬

کیا تم اُس سے اس (نظارہ) کے بارہ میں جھگڑتے ہو جو اُس (یعنی محمد رسول اللہ) نے (آسمان پر) دیکھا تھا۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ⑭

حالانکہ اس نے یہ (نظارہ) ایک دفعہ نہیں دیکھا بلکہ دو دفعہ دیکھا ہے (یعنی ایک اس وقت جب آپ خدا کے قریب ہونے کی کوشش کر رہے تھے اور دوسرے اس وقت جب خدا نے آپ کی طرف نزول فرمایا)

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ⑮

(یعنی) ایک ایسی بیری[1] کے پاس جو انتہائی مقام پر ہے۔

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ⑯

اُسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ⑰

اور یہ نظارہ دیکھا بھی اس وقت تھا، جب بیری کو اس چیز نے ڈھانک لیا تھا جو ایسے وقت میں ڈھانکا کرتی ہے (یعنی تجلی الٰہی نے)

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ⑱

نہ تو اس کی آنکھ اس وقت کج ہوئی[2] نہ آگے نکل گئی۔

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ⑲

اس وقت اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی دیکھی۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ⑳

تم بھی ذرا لات اور عزّیٰ کا حال سناؤ (کیا اُن کی بھی یہی شان ہے ؟)

وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ㉑

اور تیسرے منات کا بھی جو اُن کے علاوہ ہے۔

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ㉒

کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور خدا کے لیے لڑکیاں ؟

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ㉓

یہ تو نہایت ہی ناقص تقسیم ہے۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

یہ تو کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں (ورنہ

---

[1] بیری کی نسبت سمجھا جاتا ہے کہ اس میں تریاقیت کی خاصیت ہے اسی لیے مُردوں کے جسم کو بیری کے پتّے اُبال کر نہلاتے ہیں تاکہ وہ سڑیں نہیں۔ اس جگہ بھی سدرۃ کے لفظ سے اسی طرف اشارہ ہے اور بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ سدرہ کے ذریعہ نازل ہوا، یعنی آپ کو ایسی تعلیم دی جو سڑنے والی نہ تھی۔ بلکہ دوسروں کو سڑنے سے محفوظ رکھنے والی تھی۔ جیسے فرمایا ہے فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ یعنی تمام پہلی کتب قرآن کے ذریعہ سے محفوظ کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کا خلاصہ قرآن مجید میں آگیا ہے اور قرآن کریم کبھی نہیں مٹے گا۔ پس اس کے ساتھ اور اس کے ذریعہ سے وہ بھی زندہ رہیں گی۔

[2] یعنی معراج کے دیکھنے میں غلطی کا کوئی امکان نہ تھا وہ ایک بلند شان کشف تھا صرف عام رؤیا یا عام کشف نہ تھا۔

مَّآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهۡوَى الۡاَنۡفُسُ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ الۡهُدٰى ؕ ﴿۲۴﴾

اِن میں حقیقت کچھ بھی نہیں) اللہ نے اِن رتبوں کے لیے کوئی دلیل نہیں اُتاری وہ صرف ایک وہم کی اور خواہش نفسانی کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے (مگر پھر بھی نہیں سمجھتے)

اَمۡ لِلۡاِنۡسَانِ مَا تَمَنّٰى ۖ ﴿۲۵﴾

کیا انسان جو خواہش کرے اُسے مِل جاتی ہے ؟

فَلِلّٰهِ الۡاٰخِرَةُ وَالۡاُوۡلٰى ۚ ﴿۲۶﴾

سو یاد رہے کہ آخرت اور دنیا کی سب نعمتیں اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں۔

وَكَمۡ مِّنۡ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغۡنِىۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـئًا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ يَّاۡذَنَ اللّٰهُ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَرۡضٰى ﴿۲۷﴾

اور آسمان میں بہت سے فرشتے ہیں کہ اُن کی شفاعت (کسی کو) کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ سوائے اس کے کہ اللہ ایسا کرنے کی اُس شخص کے متعلق اجازت دے جس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق پاتا ہو اور پسند کرتا ہو۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓـئِكَةَ تَسۡمِيَةَ الۡاُنۡثٰى ﴿۲۸﴾

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے، وہ فرشتوں کے عورتوں جیسے نام رکھتے ہیں۔

وَمَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ ؕ اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا ۚ ﴿۲۹﴾

اور اُن کو اس بارہ میں کوئی بھی علم نہیں، وہ صرف ایک وہم میں مبتلا ہیں اور وہم حق کے مقابلہ میں کچھ بھی فائدہ نہیں دیتا۔

فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰى ۙ عَنۡ ذِكۡرِنَا وَلَمۡ يُرِدۡ اِلَّا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا ؕ ﴿۳۰﴾

اور جو شخص ہمارے ذکر[1] سے منہ پھیر لیتا ہے اور سوائے دنیا کی زندگی کے اور کچھ نہیں چاہتا تو بھی اُس کی طرف سے منہ پھیر لے اور اس کی پیروی نہ کر۔

ذٰلِكَ مَبۡلَغُهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اهۡتَدٰى ﴿۳۱﴾

یہ ان لوگوں کے علم کی انتہا ہے۔ تیرا ربّ یقیناً اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے۔ جو سیدھے راستے کو اختیار کر لیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ۙ لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا وَيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰى ۚ ﴿۳۲﴾

اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کے قبضہ میں ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جنھوں نے بدی کی وہ اس کے عمل کے مطابق ان کو بدلہ دیتا ہے اور جنھوں نے نیکی کی اُن کو نیک بدلے دیتا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يَجۡتَنِبُوۡنَ كَبٰٓـئِرَ الۡاِثۡمِ وَالۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَةِ ؕ هُوَ اَعۡلَمُ بِكُمۡ

(یعنی) ایسے لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بدکاریوں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کہ ذرا سا گناہ کو چھو جائیں (پھر پچھتانے لگیں) تیرا ربّ بڑی وسیع

---

[1] قرآن کریم میں ذکر کا لفظ رسول کے معنے میں بھی استعمال ہوا ہے اور قرآن مجید کے معنے میں بھی استعمال ہوا ہے۔ پس اس جگہ ذکر سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مراد ہو سکتے ہیں اور قرآن کریم بھی۔ نیز دیکھو سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۶۹ نوٹ ۵۲۔

إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۳﴾ ع

مغفرت والا ہے۔ وہ اس وقت سے تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں پوشیدہ تھے۔ پس اپنی جانوں کو پاک مت قرار دو۔ متقیوں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

أَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلّٰى ﴿۳۴﴾

کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے (تیری وحی سے) منہ پھیر لیا۔

وَأَعْطٰى قَلِيلًا وَّأَكْدٰى ﴿۳۵﴾

اور (خدا کے رستہ میں) تھوڑا سا دیا اور پھر بخل سے کام لینے لگ گیا۔

أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۶﴾

کیا اس کے پاس علم غیب ہے؟ اور وہ (اپنا انجام) دیکھ رہا ہے۔

أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسٰى ﴿۳۷﴾ وَإِبْرٰهِيمَ الَّذِي وَفّٰى ﴿۳۸﴾

کیا اسے موسیٰ اور وفادار ابراہیم کی کتابوں میں جو کچھ ہے، اس کا علم نہیں دیا گیا؟

أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ﴿۳۹﴾

(جو یہ ہے کہ) کوئی بوجھ[1] اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى ﴿۴۰﴾

اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔

وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۱﴾

(نیز ان صحف میں لکھا ہے کہ) وہ (انسان) اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لیگا۔

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفٰى ﴿۴۲﴾

اور اس کو پوری جزا مل جائے گی۔

وَأَنَّ إِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۳﴾

اور یہ بھی کہ (گذشتہ اور موجودہ تمام قوموں کا) آخری فیصلہ تیرے رب کے ہاتھ میں ہی ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا ﴿۴۵﴾

اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے۔

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ﴿۴۶﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ إِذَا تُمْنٰى ﴿۴۷﴾

اور اسی نے نطفہ سے جبکہ وہ (ماں کے پیٹ میں) گرایا جاتا ہے (تمام جانداروں کو) نر اور مادہ کی صورت میں پیدا کیا ہے۔

وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرٰى ﴿۴۸﴾

اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا بھی اسی کے ذمہ ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنٰى وَأَقْنٰى ﴿۴۹﴾

اور یہ کہ وہی غنی بناتا ہے اور وہی غریب بناتا ہے۔

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۵۰﴾

اور وہی شعریٰ (ستارے) کا مالک ہے۔

---

[1] مسیحی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کفارہ صرف بے گناہ انسان دے سکتا ہے اور وہ مسیح تھا۔ حالانکہ قرآن مجید اور بائبل کی رو سے بے گناہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ اس آیت کا تو صرف یہ مطلب ہے کہ جو شخص بوجھ اٹھانے کی حالت میں پیدا کیا گیا۔ وہ کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ تو خدا تعالیٰ کے احکام کا تابع ہے پس بوجھ صرف خدا تعالیٰ اٹھا سکتا ہے جس کے اوپر کوئی حکم دینے والا خدا نہیں۔

وَ اَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ﰳالْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾
اور اُسی نے سب سے پہلی عاد قوم کو ہلاک کیا تھا۔

وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۲﴾
اور ان کے بعد ثمود کو بھی (جو عاد ہی کی قوم کا ایک حصّہ تھے) (اور عذاب نے) ان کا کچھ نہیں چھوڑا تھا۔

وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۳﴾
اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو بھی ۔ وہ بڑا ظلم کرتے تھے اور بڑے سرکش تھے

وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۴﴾
اور الٹائی ہوئی بستیوں کو بھی اس نے اوپر سے نیچے گرایا تھا۔

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۵﴾
پھر اُن کو اس چیز نے[1] ڈھانک لیا تھا جو ایسے موقعوں پر ڈھانک لیا کرتی ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۶﴾
پس تو اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس نعمت پر شک کرے گا۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۷﴾
یہ ہمارا رسول بھی پہلے رسولوں کی طرز کا ایک رسول ہے۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۸﴾
(اس قوم کے فیصلہ کی) ساعت قریب آگئی ہے۔

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۹﴾
اللہ کے سوا کوئی (ہستی بھی) اس کو ٹلا نہیں سکتی۔[2]

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۶۰﴾
کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو؟

وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۱﴾
اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۲﴾
اور تم حیران کھڑے ہو (کوئی صحیح فیصلہ کرنے پر قادر نہیں)

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۳﴾ السجدة
(سو اُٹھو) اور اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو۔ ع ۳ رکوع

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کا عذاب۔

[2] اس جگہ بریکٹ کو نہ پڑھیں تو ترجمہ صحیح نہیں رہتا۔ چونکہ مونث و مذکر کے فرق کے ظاہر کیے بغیر ترجمہ ٹھیک نہ ہوتا تھا۔ ہم نے اس نقص کی پروا نہیں کی۔

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ
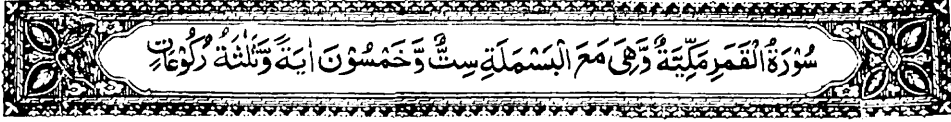
سورۃ قمر۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چھپن آیات ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۲﴾
(عرب کی) تباہی کی گھڑی آگئی ہے اور چاند[1] پھٹ گیا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۳﴾
اور اگر وہ کوئی نشان دیکھیں گے تو ضرور اعراض کر جائیں گے اور کہہ دیں گے کہ یہ محض ایک دھوکا ہے جو ہمیشہ سے[2] چلا آتا ہے۔

وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۴﴾
اور انھوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑے اور ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۵﴾
اور ان کے پاس ایسے حالات پہنچ چکے ہیں جن میں تنبیہ کا سامان موجود تھا۔

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۶﴾
نیز ایسی حکمت کی باتیں بھی تھیں جو اثر کرنے والی تھیں۔ مگر افسوس کہ ڈرانے[3] والے نے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیا۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۷﴾
پس تو اُن سے منہ پھیر لے اور اس وقت کا انتظار کر کہ ایک پکارنے والا ناپسندیدہ چیز (یعنی عذاب) کی طرف اُن کو پکارے گا۔

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ
اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ وہ قبروں سے نکلیں گے اس طرح کہ

---

[1] عربوں کے نزدیک چاند عرب حکومت کا نشان تھا۔ چنانچہ یہود بھی یہی یقین رکھتے تھے حضرت صفیہؓ جو ایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور بعد میں رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔ انھوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ان کی گود میں چاند آ گرا ہے۔ ان کی والدہ نے اس خواب سے یہی استدلال کیا کہ تو بادشاہِ وقت سے شادی کرنا چاہتی ہے (اصابہ) پس چاند پھٹنے اور عرب کی تباہی آجانے کے ایک معنے یہ ہیں کہ ساعۃ یعنی عرب کی تباہی کی ساعت آگئی ہے اور چاند یعنی عرب کی حکومت کا عروج پاش پاش ہو گیا ہے۔ مفسرین نے غلطی سے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دفعہ معجزہ دکھایا تھا۔ کہ چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ حقیقتہً جسمانی طور پر پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا (فتح البیان) حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو عرب کے سب حصّوں میں اور دنیا کے سب حصّوں میں ایسا نظر آتا بلکہ نظامِ شمسی کے لیے مہلک ثابت ہوتا۔ کیونکہ وہ اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے جبکہ اس کے سب سیارے اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہوں۔ پھر کسی صحابیؓ نے بھی جو اس وقت اس مجلس میں ہو یا مکّہ یا عرب کے کسی اور مقام پر ہو اس کی شہادت نہیں دی کہ چاند جسمانی طور پر پھٹ گیا تھا۔ علاوہ ازیں چاند کے جسمانی طور پر پھٹنے کا قیامت سے کوئی تعلق نہیں۔ [2] مطلب یہ ہے کہ یہ فریب کی بات ہمیشہ ہی نبوت کے مدعی کہتے چلے آئے ہیں۔ [3] قرآن مجید نے "ڈرانے والوں" کہا ہے۔ حالانکہ صرف ایک ڈرانے والا ہی تھا۔ یہ جمع یا تو محبّت کے لیے ہے یا اس لیے کہ آپ کی ذات میں سب رسول جمع ہیں۔

جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝۷	گویا پراگندہ ٹڈیاں ہیں۔
مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝۸	پکارنے والے کی طرف بھاگے جارہے ہونگے اور کافر یہ بھی کہتے جائیں گے کہ یہ تو بڑی تکلیف کا دن ہے۔
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝۹	ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا، اور ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہے اور (ہمارے بتوں کی طرف سے) اس پر پھٹکار ڈالی گئی ہے۔
فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝۱۰	آخر اُس نے اپنے رب سے دُعا کی اور کہا، مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے، پس تو میرا بدلہ لے۔
فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَاۗءِ بِمَاۗءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝۱۱	جس پر ہم نے بادل کے دروازے ایک جوش سے بہنے والے پانی کے ذریعہ سے کھول دیئے۔
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَاۗءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝۱۲	اور زمین میں بھی ہم نے چشمے پھوڑ دیئے پس (آسمان کا) پانی (زمین کے پانی کے ساتھ) ایک ایسی بات کے لیے اکٹھا ہو گیا جس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔
وَحَمَلْنٰهُ عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝۱۳	اور ہم نے اُس (نوح) کو ایک تختوں اور کیلوں والی چیز (یعنی کشتی) پر اُٹھا لیا۔
تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَاۗءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝۱۴	وہ ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری نگرانی میں) چلتی تھی۔ یہ اس شخص کی جزا تھی جس کا انکار کیا گیا تھا۔
وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۵	اور ہم نے اس واقعہ کو ایک نشان کے طور پر (پچھلی اقوام کے لیے) چھوڑا[1]۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۶	اور دیکھو! میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (سخت اور درست) تھا۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۱۷	ہم نے قرآن کو عمل کے لیے آسان بنایا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟
كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝۱۸	عاد نے بھی (اپنے رسول کا) انکار کیا تھا، پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا؟ (یعنی عذاب کیسا سخت تھا اور ڈرانا کیسا سچا تھا۔)
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝۱۹	ہم نے اُن پر ایک ایسی ہوا بھیجی، جو تیز چلنے والی تھی اور ایک دیر تک رہنے والے منحوس[2] وقت میں چلائی گئی تھی۔
تَنْزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝۲۰	وہ لوگوں کو اس طرح اکھیڑ پھینکتی تھی گویا وہ کھجور کے ایسے تنے ہیں جن کو اندر کا گودا کھایا ہوا تھا۔

[1] قریباً دنیا کی سب اقوام کی تاریخ میں ایک ایسے سیلاب کا ذکر آتا ہے جو دنیا کے بڑے حصہ پر آیا۔ اور نوحؑ کے طوفان کے مشابہ تھا۔

[2] منحوس سے یہ مراد نہیں کہ کوئی وقت منحوس ہوتا ہے اور کوئی مبارک۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ وقت اس قوم کے لیے منحوس ہو گیا تھا۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ﴿٢٢﴾	پس دیکھو کہ میرا عذاب (کیسا سخت) اور میرا ڈرانا کیسا (سچا) تھا۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٢٣﴾ ع	اور ہم نے قرآن کو عمل کرنے کے لیے آسان بنایا ہے پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٤﴾	ثمود نے بھی نبیوں[1] کا انکار کیا تھا۔
فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِىْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿٢٥﴾	اور کہا تھا کہ کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک آدمی کی (جو ہماری طرف بھیجا گیا ہے) اتباع کریں؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو بڑی گمراہی اور جلنے والے عذاب میں پڑ جائیں گے۔
ءَاُلْقِىَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿٢٦﴾	کیا خدا کی وحی ہم میں سے (صرف) اس پر نازل کی گئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ سخت جھوٹا اور متکبّر ہے۔
سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿٢٧﴾	(ہم نے کہا) وہ کل (یعنی آنے والے زمانہ میں) جان لیں گے کہ کون جھوٹا اور متکبّر ہے۔
اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٨﴾	(ہم نے اُن سے کہا کہ) ہم ایک اُونٹنی اُن کی آزمائش کے لیے بھیجنے والے ہیں پس اے صالح! ان کے انجام کا انتظار کر اور صبر سے کام لے۔
وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿٢٩﴾	اور انھیں کہہ دے کہ پانی اُن کے اور تیرے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر گروہ اپنے پینے کے وقت پر حاضر ہوا کرے۔
فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٣٠﴾	اس پر انھوں نے اپنے سردار کو بلایا جس پر وہ آیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ﴿٣١﴾	پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا تھا؟ (یعنی میرا عذاب کیسا سخت تھا اور میرا ڈرانا کیسا سچا تھا)
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣٢﴾	ہم نے ان پر ایک ہی عذاب نازل کیا۔ اور وہ ایک باڑ بنانے والے کے (درختوں سے) گرائے ہوئے چُورے کی طرح ہو گئے۔
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٣٣﴾	اور ہم نے قرآن کو عمل کرنے کے لیے آسان بنایا ہے۔ پھر کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟
كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿٣٤﴾	لوط کی قوم نے بھی نبیوں[2] کو جھٹلا دیا تھا۔

[1] اس جگہ صرف صالحؑ کا ذکر ہے مگر اُن کے انکار کو نبیوں کا انکار کہا گیا ہے۔ کیونکہ بوجہ اس کے کہ سب نبیوں کی صداقت کے دلائل ایک سے ہوتے ہیں۔ ایک کا انکار سب نبیوں کا انکار سمجھا جاتا ہے۔

[2] اس جگہ نبیوں کا لفظ ہے جو جمع ہے حالانکہ لوطؑ صرف ایک آدمی تھے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ قرآن مجید کا ایک محاورہ ہے چونکہ ہر نبی سے وہی سلوک کیا جاتا ہے جو سارے نبیوں سے کیا گیا تھا اور اس کا طریق بھی اپنے مخالفوں سے وہی ہوتا ہے جو پہلے نبیوں کا تھا۔ اس لیے ایک نبی کو جمع کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ﴿۳۵﴾

ہم نے اُن کے تباہ کرنے کے لیے بھی کنکروں سے بھری ہُوئی ہُوا چلائی (جس نے) سب کو تباہ کردیا) ہاں صبح کے وقت (جب وہ عذاب آیا تو) ہم نے لوط کے خاندان کو بچا لیا

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۶﴾

یہ ہماری طرف سے ایک نعمت تھی، جو شکر کرتا ہے ہم اسے اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔

وَ لَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۷﴾

اور اس (لوط) نے اُن کو ہمارے عذاب کی پہلے سے خبر دیدی تھی۔ لیکن وہ نبیوں سے بحث کرنے لگ گئے۔

وَ لَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۳۸﴾

اور انھوں نے اُسے اپنے مہمانوں کے خلاف بہکانا چاہا[1] اور ہم نے اُن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور کہا، میرے عذاب و میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔

وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ﴿۳۹﴾

اور صبح صبح ہی اُن پر ایک ایسا عذاب آگیا جو آکر ہی رہنے والا تھا۔

فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ﴿۴۰﴾

(اور ہم نے اُن سے کہا کہ) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔

وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۱﴾

ہم نے قرآن کو عمل کرنے کے لیے آسان بنایا ہے۔ سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۚ﴿۴۲﴾

اور آلِ فرعون کے پاس بھی نبی آئے تھے۔

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۳﴾

مگر آلِ فرعون نے ہماری سب آیتوں کو جھٹلایا، جس پر ہم نے اُن کو ایک غالب طاقتور کی طرح عذاب سے پکڑ لیا۔

اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ۚ﴿۴۴﴾

(اے مکہ والو!) کیا تم میں سے کفر کرنے والے اُن پہلے لوگوں سے اچھے ہیں یا پہلی کتابوں میں تمھارے لیے عذاب سے حفاظت لکھی ہوئی ہے؟

اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۵﴾

کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک جماعت ہیں جو غالب آکر رہیں گے۔

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۶﴾

اُن کی جماعت کو عنقریب شکست دی جائے گی[2] اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۷﴾

بلکہ اُن کی تباہی کی گھڑی کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ وعدہ کی گھڑی بہت زیادہ ہلاک کرنے والی اور سخت ہوگی۔

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۸﴾

مجرم لوگ گمراہی اور جلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

---

[1] یعنی اسے کہا کہ انھیں شہر سے نکال دو۔

[2] اس میں جنگِ احزاب کی پیشگوئی ہے۔ جو ایک زبردست نشان صداقتِ اسلام کا ہے۔

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝۴۹

جس دن کہ وہ اپنے سرداروں[1] سمیت آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور اُن سے کہا جائے گا) کہ دوزخ کا عذاب چکھو۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۵۰

ہم نے ہر چیز کو اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ ۝۵۱

اور ہمارا حکم آنکھ کے جھپکنے کی طرح یک دم پُورا ہو جاتا ہے۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝۵۲

اور ہم تمھارے جیسے لوگوں کو پہلے بھی ہلاک کر چکے ہیں اور کیا اس بات کو جان کر کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝۵۳

اور ہر کام جو انھوں نے کیا ہے۔ وہ کتابوں میں موجود ہے۔

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝۵۴

—— اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی[2] ہوئی ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝۵۵

(اور) مومن جنّتوں میں اور قسم قسم کی فراخیوں میں ہونگے۔

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝۵۶

ایک ایسے مقام میں جو دائمی رہنے والا ہوگا (اور وہ) قدرت رکھنے والے بادشاہ کے پاس (ہونگے) (یعنی وہ کبھی ذلّت اور تنزل کا منہ نہیں دیکھیں گے) ع ۳ ۱۵

---

[1] یہاں وُجُوْہٌ کا لفظ ہے جس کے معنے لغت میں مُنہ کے بھی ہیں اور سردار کے بھی۔

[2] یہ مراد نہیں کہ قلم کے ساتھ لکھی ہوئی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ محفوظ ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ آتا ہے کہ قیامت کے دن گنہگاروں کے خلاف اُن کے چمڑے اور ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ
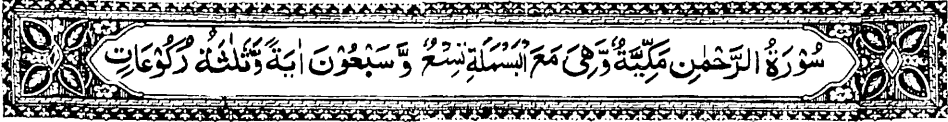
سورۃ رحمٰن - یہ سورۃ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی اناسی آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے (پڑھتا ہوں)
اَلرَّحْمٰنُ ②	(وہ) رحمٰن (خدا) ہی ہے۔
عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ③	جس نے قرآن سکھایا ہے۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ ④	اُس نے انسان کو بنایا۔
عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ⑤	اور اسے فصاحت و بیان بخشا۔
اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑥	سورج اور چاند ایک مقررہ قاعدہ کے مطابق چل رہے ہیں۔
وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑦	اور جڑی بوٹیاں اور درخت بھی خدا کے آگے سرنگوں ہیں۔
وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑧	اور آسمان کو اس نے اونچا کیا ہے اور (بنی نوع انسان کے لیے) توازن کا اصول مقرر کر دیا ہے (یہ کہتے ہوئے) کہ عدل کے ترازو کو کبھی نہ جھکاؤ۔
اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ⑨	
وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ⑩	اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو، اور تول کو کم نہ کرو۔
وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑪	اور اس (خدا) نے زمین کو تمام مخلوق کے فائدہ کے لیے بنایا ہے۔
فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑫	اس میں پھل بھی ہیں اور غلاف دار پھل والی کھجوروں کے درخت بھی (ہیں)
وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ⑬	اور اس (زمین) میں دانے بھی ہیں جن پر خول بھی ہوتا ہے اور خوشبودار پھول بھی ہیں۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑭	سو بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں (یعنی جنّ و انس) اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ⑮	انسان کو اس نے بجتی ہوئی خشک مٹی سے پیدا کیا ہے۔
وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ⑯	اور جنّوں کو[1] آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ہے۔
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑰	پس بولو، کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

[1] دیکھو نوٹ سورۃ سبا آیت ۱۵

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۸﴾
وہ دونوں مشرقوں کا بھی ربّ ہے اور دونوں مغربوں[1] کا بھی رب ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۹﴾
اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ﴿۲۰﴾
اس نے دو سمندروں کو اس طرح چلایا ہے کہ وہ ایک وقت میں مل جائیں گے[2]

بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ﴿۲۱﴾
(سردست) ان کے درمیان ایک پردہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے میں داخل نہیں ہوسکتے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۲﴾
اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۳﴾
ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۴﴾
پھر بولو کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ ﴿۲۵﴾
اور اس کی بنائی ہوئی کشتیاں (بھی ہیں) اور (اس کے بنائے ہوئے) جہاز بھی ہیں جو سمندروں میں پہاڑوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔[3]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۶﴾
سو بتاؤ کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴿۲۷﴾
اس (یعنی زمین) پر جو کوئی بھی ہے آخر ہلاک ہونے والا ہے۔

وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ﴿۲۸﴾
اور صرف وہ بچتا ہے جس کی طرف تیرے جلال اور عزت والے خدا کی توجہ ہو[4]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۲۹﴾
اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۳۰﴾
آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے، وہ اسی سے اپنی ضرورتیں طلب کرتا ہے۔ وہ ہر وقت ایک نئی حالت[5] میں ہوتا ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۳۱﴾
سو بولو کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

---

[1] یہ زمین کے گول ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کی وجہ سے دو مشرق اور دو مغرب بن جاتے ہیں۔

[2] اس میں نہر سویز اور نہر پانامہ کی پیشگوئی ہے۔ فرمایا دو سمندر قریب قریب ہیں لیکن ان کے درمیان خشکی ہے۔ ایک دن وہ مل جائیں گے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں سویز اور پانامہ سے بکثرت نکلتی ہیں۔ اور دونوں نہروں سے بحیرۂ قلزم اور روم کو ایک طرف ملا دیا اور دوسری طرف بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو ملا دیا ہے۔

[3] ان بلند پہاڑوں جیسے جہازوں سے مراد وہ دخانی جہاز ہیں جو ہمارے زمانہ میں نکلے ہیں۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جو پوری ہوگئی۔ آج کل سمندری سفر کرنے والے اس پیشگوئی کی سچائی کے گواہ ہیں۔

[4] یہاں وَجْهُ کا لفظ ہے جو مصدر کے معنے میں بھی آتا ہے اور مصدر بمعنے اسم فاعل بھی ہوتا ہے اور اسم مفعول بھی۔ یہاں ہم نے اسے اسم مفعول کے معنے میں استعمال کیا ہے جس کی رو سے آیت کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ صرف وہی چیز بچتی ہے جس کی طرف تیرے ربّ کی توجہ ہو۔

[5] مطلب یہ ہے کہ اس کی صفات اتنی غیر محدود ہیں کہ ہر لحظہ وہ نئی صفات کا ظہور کرتا رہتا ہے اور انسان کی طرح اس کی صفات صرف چند صفات میں محدود نہیں

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۚ﴿۳۲﴾

اے دونوں زبردست طاقتو![1] ہم تم دونوں کے لیے فارغ[2] ہو رہے ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۳﴾

پھر بولو[3] کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ﴿۳۴﴾

اے جنّ[4] و انس کے گروہ! اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ آسمانوں[5] اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو، تو نکل کر دکھاؤ۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے[6]۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۵﴾

سو بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۚ﴿۳۶﴾

تم پر آگ[7] کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا[8] بھی گرایا جائے گا پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آسکتے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۷﴾

اب بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۗءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ﴿۳۸﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا اور سُرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا (وہ آخری فیصلہ کی گھڑی ہوگی)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۹﴾

اب تم بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَاۗنٌّ ۚ﴿۴۰﴾

اس فیصلہ کے دن نہ انسان سے اس کے گناہ[9] کے متعلق پوچھا جائیگا نہ جنّ سے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۱﴾

اب تم دونوں بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ

مجرم اپنے چہروں کی علامتوں سے پہچان لیے جائیں گے۔ اور اپنے ماتھے

---

[1] یعنی روس اور امریکہ کی طاقتوں کا مجموعہ۔

[2] یعنی کچھ دن ڈھیل دے کر دونوں کو تباہ کر دیں گے۔

[3] یعنی تباہی کے وقت پوچھیں گے کہ کیا بے انتہا نعمتیں تم پر نازل نہ ہوئی تھیں اور تم دین سے تمسخر نہ کرتے تھے۔

[4] جنّ امراء اور انس عوام۔ سو آج کل ایک طرف امراء کا گروہ ہے یعنی کیپیٹیلزم اور دوسری طرف پرولتاریت یعنی عوام کا۔ یا یوں کہو کہ روس کا۔

[5] دونوں پارٹیاں ایسے راکٹ تیار کر رہی ہیں جن سے بلند آسمانی سیاروں تک پہنچ سکیں۔ مگر فرماتا ہے وہ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ ان سیاروں تک پہنچ سکیں گے جو اس زمین سے کھلی آنکھ سے نظر آتے ہیں۔

[6] یعنی آسمانی تعلیم کا مقابلہ تم زور سے نہیں کر سکتے اور اپنی طاقت کے بل پر اس سے آزاد نہیں ہو سکتے صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ دلیل کے ساتھ آسمانی تعلیم کو باطل کرو۔

[7] کاسمک ریز کی طرف اشارہ ہے۔

[8] بموں کی طرف اشارہ ہے۔

[9] یہ نہیں کہ آزاد ہوں گے، بلکہ یہ مراد ہے کہ ان کے گناہوں کی سزا انھیں خود بخود گھیر لے گی، پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ — کے بالوں اور قدموں سے پکڑ لیے جائیں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ — اب تم بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ — یہ وہ جہنّم ہے جس کا مجرم انکار کرتے ہیں۔

یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ — (جب اس میں داخل ہونے کا دن آئے گا) وہ اس (دوزخ) کے درمیان اور اُبلتے ہوئے پانی کے درمیان گھوم رہے ہوں گے۔[1]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾ — اب بولو تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے!

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ — اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو جنّتیں مقرر ہیں (دنیوی بھی اور اخروی بھی)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ — پھر بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ — دونوں جنّتیں بہت سی ٹہنیوں والی ہونگی (یعنی اُن کے درخت بڑے گھنے ہوں گے)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ — پھر بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے

فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ — ان دونوں میں دو چشمے (پانی کی کثرت سے) بہہ رہے ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ — پھر بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ — ان دونوں میں ہر قسم کے میوے دو دو قسم کے ہوں گے۔[2]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ — پھر بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

مُتَّکِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ — (جنتی لوگ) فرش پر (ایسے) تکیے لگائے ہوئے ہونگے جن کے استر نافتے کے ہونگے اور دونوں باغوں کے پھل (بوجھ سے) جھکے ہوئے ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ — سو بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کرو گے۔

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ — ان جنّتوں میں نیچی نگاہوں والی عورتیں ہونگی[3] جن سے نہ تو ان (جنتیوں)

---

[1] یعنی ان کو دونوں طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آئے گی۔ یعنی جنگ کی پُر زور تیاری کریں گے تو اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہوں گے اور اگر تیاری چھوڑیں گے تو جنگ میں دشمن کا شکار ہو جائیں گے۔

[2] یعنی روحانی انعام کی طرح انھیں دو اقسام کا بنایا جائے گا۔ ایک خالص اندرونی لذت والے اور ایک ظاہری شکل والے مگر روحانی۔

[3] اول تو روحانی انعام مراد ہے۔ پھر یہ بات بھی مدّنظر رکھنی چاہیئے کہ یہاں صرف عورت کہا ہے اور اس سے مراد انسان کی دنیوی بیوی بھی ہو سکتی ہے جسے اگلے جہان میں حُسن عطا ہو گا۔

وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۷﴾
سے پہلے انسانوں نے تعلّق رکھا ہوگا[1] نہ جنّوں نے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۵۸﴾
پس بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۹﴾
گویا کہ وہ عورتیں یاقوت[2] اور مرجان ہوں گی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۰﴾
سو تم بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۱﴾
کیا احسان کی جزا احسان کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتی ہے؟

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۲﴾
پس بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۳﴾
اور ان دونوں جنّتوں کے سوا دو اور جنّتیں بھی ہوں گی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۴﴾
پس بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے

مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۵﴾
(یہ دونوں جنّتیں) گہری سبز ہونگی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۶﴾
پس بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۷﴾
ان دونوں (جنّتوں) میں دو چشمے بڑے جوش سے پھوٹ رہے ہوں گے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۶۸﴾
سو بتاؤ تو سہی کہ تم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۹﴾
ان میں میوے بھی ہوں گے اور کھجوریں اور انار بھی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۰﴾
پھر بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۱﴾
ان باغوں میں نیک اور خوبصورت عورتیں ہوں گی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۷۲﴾
سو بتاؤ کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۳﴾
وہ عورتیں[3] کالی آنکھوں والی ہوں گی (اور خیموں کے اندر رکھی گئی ہوں گی۔

---

[1] کسی سے تعلّق نہ رکھا ہوگا کے یہ معنے ہیں کہ کسی غیر مرد سے تعلّق نہ رکھا ہوگا اور وہ نیک اور پاکباز ہونگی

[2] یعنی اُن کے رنگ میں سفیدی اور سُرخی ملی ہوئی ہوگی اور نہایت نازک ہونگی۔ یاقوت اپنے سُرخ رنگ کے لحاظ سے مشہور ہے اور مرجان اپنے قد اور اپنی نزاکت اور سُرخی و سفیدی کے اشتراک کی وجہ سے مشہور ہے پس ان دونوں لفظوں کو بیان کرکے اُن عورتوں کی تمام صفات بیان کردیں۔

[3] یعنی حور کا آیت ۱۷ میں ذکر ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۴﴾ پس تبا ؤتم دونوں اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۶۵﴾ نہ تو (اُن کو جنّت میں داخل ہونے والے جنّ و انس[1] سے) پہلے کسی انسان نے چھُوا ہوگا، نہ جنّ نے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۶﴾ پس بتاؤ توسہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۶۷﴾ وہ (جنّتی) خیمہ کے بڑھے ہوئے سبز فرشوں پر جو نہایت اعلیٰ ہوں گے، اور خوبصورت ہونگے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۸﴾ پس بتاؤ توسہی کہ تم دونوں اپنے ربّ کی نعمتوں میں سے کس کس کا انکار کروگے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۶۹﴾ تیرے جلال اور عزّت والے ربّ کا نام بڑی برکت والا ہے۔

---

[1] یعنی وہ اپنے ہی خاوندوں کے پاس ہوں گی۔

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ
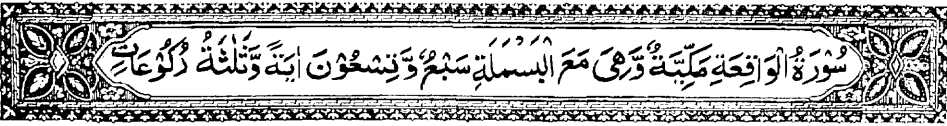
سورۃ واقعہ۔ یہ سورۃ مکّی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی ستانوے آیات ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿٢﴾
جب وہ (بات) جس کے اٹل ہونے کا فیصلہ ہے عملاً ہو جائے گی۔[1]

لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٣﴾
اس کے واقع ہونے کو اپنے وقت سے ٹلانے والی کوئی (چیز) نہیں۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٤﴾
وہ بعض کو نیچا کرنے والی اور بعض کو اونچا کرنے والی ہے۔[2]

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٥﴾
جس دن ملک کو ہلا دیا جائے گا۔

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٦﴾
اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٧﴾
سو وہ ایسے ہو جائینگے جیسے ہوا میں چاروں طرف اُڑنے والے باریک ذرّے۔

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٨﴾
اور تم تین گروہوں میں تقسیم ہو جاؤ گے۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٩﴾
ایک تو داہنے ہاتھ والے ہونگے اور تجھ کو کیا معلوم کہ داہنے ہاتھ والے کیسے ہونگے؟

وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿١٠﴾
اور ایک بائیں ہاتھ والے، اور تجھے کیا معلوم کہ بائیں ہاتھ والے کیسے ہونگے؟

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿١١﴾
اور ایک گروہ (ایمان اور عمل میں) آگے نکل جانے والوں کا ہوگا، سو وہ تو بہرحال دوسروں سے آگے ہی رہیں گے۔

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١٢﴾
اور وہ لوگ (خدا کے) مقرب ہوں گے۔

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿١٣﴾
نعمت والی جنّتوں میں (رہیں گے)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٤﴾
پہلے ایمان لانے والوں میں ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔[3]

---

[1] یعنی قیامت آجائے گی۔

[2] یعنی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ کرنے والی گھڑی ضرور آئے گی۔ کافر کتنی ہی تدبیریں کریں۔ اس کو اپنے وقت سے ٹلا نہیں سکتے اور جب وہ آئے گی تو بعض کو نیچا کردے گی اور بعض کو اونچا کردے گی یعنی کافر آج غالب ہیں اس دن مغلوب ہو جائیں گے اور مسلمان آج مغلوب ہیں اس دن غالب ہو جائیں گے۔

[3] بعض نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ ابتدا میں ایمان لائے تھے ان میں سے سابقون لوگ بہت ہونگے مگر آپ کے بعد جو مسلمان ہونگے اُن میں سے ایسے لوگ تھوڑے ہونگے۔ مگر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے بتایا ہے کہ اس کے یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں کہ ہر زمانہ میں جب کوئی سچائی کا پیغام آتا ہے تو جو شروع میں مانتے ہیں ان میں سے اکثر بڑا درجہ پانے والے ہوتے ہیں۔ اور جو ترقی کے وقت مانتے ہیں۔ ان میں بڑا درجہ پانے والے تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور یہی معنے انصاف پر مبنی ہیں۔

وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۵﴾

اور بعد میں ایمان لانے والوں میں سے ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۶﴾

وہ جڑاؤ چھپر کھٹوں پر

مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

تکیہ لگا کر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۸﴾

ان کے پاس خدمت کے لیے کثرت سے نوجوان خادم آئیں گے جو کہ ہمیشہ اپنی نیکی[1] پر قائم رکھے جائیں گے۔

بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۹﴾

(وہ) گلاس اور آفتابے اور چشموں سے بھرے ہوئے پیالے لے کر آئیں گے)

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۲۰﴾

اُن پیالوں اور آبخوروں کو پی کر، نہ تو جنتیوں کو خمار ہوگا اور نہ وہ لغو کلام کریں گے

وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(اور اسی طرح نوجوان خادم) اُن (جنتیوں) کے پاس ایسے پھلوں کے طشت لیکر آئیں گے، جن کو وہ پسند کریں گے۔

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور پرندوں میں سے اُن پرندوں کے گوشت جن کو وہ (جنتی) پسند کریں گے۔

وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۳﴾

اور کالی پتلیوں والی اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔

كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۴﴾

جو محفوظ موتیوں کی طرح ہونگی (جو اپنے قیمتی ہونے کی وجہ سے چھپا کر رکھے جاتے ہیں)

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

یہ سب کچھ مومنوں کے اعمال کی وجہ سے جزا کے طور پر ملے گا۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۶﴾

وہ (مومن) جنتوں میں نہ تو کوئی لغو بات سُنیں گے اور نہ گناہ کا کلمہ۔

اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۷﴾

ہاں مگر ایسا قول سنیں گے جو سلام (یعنی سلامتی کی دُعا) پر مشتمل ہوگا۔

وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾

اور (تو) دائیں طرف کے آدمیوں کا بھی حال سن اور تجھے کیا معلوم ہے کہ دائیں طرف کے آدمی کیا ہیں؟

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾

وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں کے باغوں میں رہیں گے۔

وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۳۰﴾

اور کیلوں (کے باغوں) میں جن کے پھل ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ہونگے

وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۱﴾

اور (ایسی چھاؤں میں جو بہت لمبی ہوگی۔

وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۲﴾

اور (ایسے پانیوں[2] میں جو گرائے جا رہے ہونگے۔

وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿۳۳﴾

اور بہت سے پھلوں میں۔

---

[1] یعنی نیک اور پاک باز۔

[2] یعنی آبشاروں کے پاس۔

لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾
نہ تو وہ کاٹے جائیں گے[1] اور نہ اُن سے اُن (جنتیوں) کو روکا جائے گا[2] (یعنی وہ انہی کی ملکیت قرار دیئے جائیں گے)

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۵﴾
اور شاندار بیویوں کے ساتھ رہیں گے۔

اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۶﴾
ہم نے ہی اُن کو بنا رکھا ہے۔

فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۷﴾
اور کنواریاں پیدا کیا ہے۔

عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۸﴾
نہایت خوبصورت اور جنتیوں کی ہم عمر (جن کو) دائیں طرف والے گروہ کے

لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ ع
لیے (پیدا کیا گیا ہے۔)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۴۰﴾
یہ گروہ شروع میں ایمان لانے والے لوگوں میں سے بھی کثرت سے ہوگا۔

وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۱﴾
اور آخر میں ایمان لانے والے لوگوں میں سے بھی کثرت سے ہوگا۔

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۲﴾
اور بائیں طرف والے (لوگوں کا بھی حال سُن) اور تجھے کیا معلوم ہے کہ بائیں طرف کے لوگ کیسے ہونگے؟۔

فِيْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِيْمٍ ﴿۴۳﴾
وہ گرم ہواؤں اور گرم پانیوں میں رہیں گے۔

وَّ ظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿۴۴﴾
اور ایسے سایہ میں رہیں گے جو سیاہ دھوئیں کی طرح ہوگا۔

لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِيْمٍ ﴿۴۵﴾
نہ وہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ اس کے نیچے رہنا عزّت بخشے گا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿۴۶﴾
وہ اس سے پہلے دنیا میں بڑے آرام سے رہتے تھے۔

وَ كَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۷﴾
اور بڑے گناہ (یعنی شرک) پر اصرار کرتے تھے۔

وَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۸﴾
وہ کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے کیا ہم کو پھر زندہ کر کے کھڑا کر دیا جائے گا۔

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۹﴾
یا ہمارے باپ دادوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔

قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۰﴾
تو کہہ دے کہ پہلے بھی اور پچھلے بھی،

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۱﴾
سب کے سب ایک معلوم دن کے وعدہ کی طرف اکٹھے کر کے لیجائے جائیں گے۔

---

[1] نہ کاٹے جانے سے یہ مراد ہے کہ وہ ختم نہ ہوں گے۔

[2] نہ ان سے روکا جائے گا سے یہ مراد ہے کہ مومنوں کو اُن کا استعمال کلّی طور پر جائز ہوگا۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۲﴾	پھر تم اے جھٹلانے والے گمراہو!
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۳﴾	تھوہر[1] کے درخت میں سے کھاؤ گے۔
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۴﴾	اور اس سے پیٹ بھرو گے۔
فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۵﴾	اور پھر اس پر گرم پانی پیو گے۔
فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۶﴾	اور پیاسے اونٹ کی طرح پیتے جاؤ گے۔
هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۷﴾	یہ اُن کی جزا سزا کے دن مہمان نوازی ہو گی۔
نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۸﴾	ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ پھر کیوں تم ہماری بات کو سچا قرار نہیں دیتے۔
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۹﴾	اور اس چیز کی کیفیت تو بتاؤ، جو تم عورت کے پیٹ میں گراتے ہو۔
ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۶۰﴾	کیا تم اُسے پیدا کرتے ہو یا ہم اُسے پیدا کرتے ہیں؟
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۱﴾	ہم نے تمھارے درمیان موت کا سلسلہ جاری کیا ہے اور ہم سے کوئی آگے[2] نہیں نکل سکتا۔
عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور کوئی شخص اس بارہ میں کہ ہم تم کو بدل کر اور تمھارے جیسی قومیں لے آئیں ہمیں عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اس بات سے عاجز کر سکتا ہے کہ ہم تم کو کسی ایسی صورت میں پیدا کر دیں[3] کہ جس کو تم نہیں جانتے۔
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۳﴾	اور تم پہلی پیدائش کو تو جانتے ہی ہو پھر تمھیں کیا ہُوا ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۴﴾	کیا تم کو معلوم ہے جو تم بوتے ہو۔
ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۵﴾	کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم اس کو اُگاتے ہیں؟
لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۶﴾	اگر ہم چاہتے تو اس کو بالکل جلا ہُوا چُورا بنا دیتے پھر تم باتیں بناتے رہ جاتے۔
اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۷﴾	اور کہتے کہ ہم پر تو چٹی پڑ گئی ہے۔
بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۸﴾	بلکہ حق یہ ہے کہ ہم اپنی محنت کے پھل سے بالکل محروم ہو گئے ہیں۔
اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۹﴾	ذرا اس پانی کو تو دیکھو جس کو تم پیتے ہو۔
ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۷۰﴾	کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ہے یا ہم اسے اتارتے ہیں؟

---

[1] یعنی سخت تکلیف دہ عذاب پاؤ گے ۔ [2] یعنی ہمارے اس قاعدہ کو کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔

[3] بیوقوف آریہ کہتے ہیں یہ تناسخ کی تعلیم ہے حالانکہ اس جگہ تو مرنے کے بعد کی زندگی کا ذکر ہے اور تناسخ میں اسی دنیا کی دوسری پیدائش کا ذکر ہوتا ہے یہاں بتایا گیا ہے کہ اب تو تم معزز ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے تم کو ایک اَور حالت ملے گی اور وہ ذلت کی ہو گی۔

لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۱﴾	اگر ہم چاہتے تو اس کو کڑوا کر دیتے، پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔
اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۲﴾	ذرا اس آگ کا حال تو بتاؤ جو تم جلاتے ہو۔
ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۳﴾	کیا تم نے اس (آگ) کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم اس کو پیدا کرتے ہیں؟
نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۴﴾	اور ہم نے اس کو نصیحت[1] اور مسافروں کے فائدہ کے لیے بنایا ہے۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۵﴾	پس تُو اپنے عظمت والے ربّ کے نام کے ذریعہ سے تسبیح کر۔
فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۶﴾	پس میں ستاروں کے ٹوٹنے کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۷﴾	اگر تم جانتے ہو تو یہ شہادت بہت بڑی (شہادت) ہے۔
اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۸﴾	یقیناً یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے۔
فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۹﴾	اور ایک چھپی[2] ہوئی کتاب میں موجود ہے۔
لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾	اس (قرآن) کی حقیقت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو مطہر[3] ہوتے ہیں۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۱﴾	اس کا اُترنا ربّ العالمین خدا کی طرف سے ہے۔
اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۲﴾	کیا اس کلام کے بارہ میں تم مداہنت سے کام لے رہے ہو؟
وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۳﴾	اور اپنا حصّہ تم نے صرف یہ بنا رکھا ہے کہ تم جھٹلاتے ہو۔
فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۴﴾	پس کیوں نہ ہوا کہ جب جان گلے تک آ پہنچی۔

[1] یعنی گیلی لکڑی آسانی سے نہیں جل سکتی۔ خدا تعالیٰ اس گیلی لکڑی کو سکھا دیتا ہے اور پھر وہ خوب جلنے لگ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک وقت میں تو میں زندہ ہوتی ہیں اور اُن پر تباہی نہیں آسکتی، مگر دوسرے وقت میں وہ اپنی طاقت کھو بیٹھتی ہیں اور سوکھی لکڑی کی طرح بھڑ بھڑ کر کے جل پڑتی ہیں۔

[2] چھپی ہوئی کتاب سے مراد فطرت ہے کیونکہ قرآن کریم کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے اسی لیے ہر انسان جو ضد نہ کرے اسے ماننے پر مجبور ہے قرآن کریم میں صاف لکھا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (روم ع۴) یعنی تم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت کو اختیار کرو جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ یعنی انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے بعض سچائیاں رکھی ہیں اور قوتِ فیصلہ رکھی ہے جب انسان اس سے کام لیتا ہے تو قرآن مجید کی سچائیاں اس پر ظاہر ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ ایک چھپی ہوئی کتاب یعنی فطرتِ انسانی میں موجود ہیں۔

[3] اس جگہ مَسّ کا لفظ ہے جس کے معنے چھونے کے ہیں لیکن محاورہ میں چھونے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی مضمون کی طرف انسان کا اتنا میلان ہو کہ اس کی باریکیاں اس پر ظاہر ہونے لگ جائیں جیسے اُردو میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو تاریخ سے مسّ نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تاریخ کا کوئی ایک مسئلہ بھی اُسے معلوم نہیں، بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا دل تاریخ کی طرف اتنا راغب نہیں کہ تاریخ کے تمام باریک مسائل اس پر روشن ہو جائیں۔ اسی طرح آیت کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم کے علوم ایسے لوگوں پر ہی کھلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک قرار دیئے جاتے ہیں نہ کہ انسانوں کے نزدیک۔ ورنہ خدا تو جن کو بزرگ بنا کر بھیجتا ہے انسان اُن پر اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسائی آج تک اعتراض کر رہے ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بزرگ ہوئے اُن پر بھی بعض لوگ آج تک اعتراض کرتے چلے آ رہے ہیں۔

وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۙ﴿۸۵﴾

اور تم اس وقت (مایوس ہو کر چاروں طرف) دیکھنے لگے (کہ تم اپنے بچنے کا کوئی سامان کر سکتے)

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۶﴾

اور (اس وقت تم پر اور تمہارے رشتہ داروں پر کھل گیا کہ) ہم اس مرنے والے کی جان سے خود تمہاری ذات کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم پر یہ حقیقت پہلے روشن نہیں تھی۔

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۙ﴿۸۷﴾

تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۸﴾

پس اگر تم کو کوئی جزا نہ ملنی تھی اور تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو یہ کیوں نہ ہوا کہ تم اس حالت کو (جو موت کے وقت آتی ہے) واپس لوٹا سکے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ﴿۸۹﴾

پس جو کوئی خدا کا مقرب ہے۔

فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۵ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۹۰﴾

اس کے لیے تو آرام اور آسائش مقدر ہے اور اسی طرح نعمت پر مشتمل جنت۔

وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۙ﴿۹۱﴾

اور اگر وہ شخص دائیں طرف کے لوگوں میں سے ہے۔

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۹۲﴾

تو اسے کہا جاتا ہے کہ اے دائیں طرف کے گروہ والے! تجھ پر ہمیشہ سلامتی ہوتی رہے۔

وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۙ﴿۹۳﴾

اور اگر وہ مرنے والا صداقت کا انکار کرنے والوں اور گمراہوں میں سے ہو گا۔

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۙ﴿۹۴﴾

تو ایسے شخص کی گرم پانی کے ساتھ دعوت کی جائے گی۔

وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۵﴾

اور ٹھکانا کے طور پر اسے جہنم دی جائے گی۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۚ﴿۹۶﴾

یہ بات حق الیقین[1] کے مطابق ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۷﴾ ع

پس تو اپنے عظمت والے رب کے نام کے ذریعہ[2] سے تسبیح کر۔

---

[1] اس کے لیے دیکھو "اسلامی اصول کی فلاسفی" طبع چہارم ص ۹۴-۹۵

[2] یعنی اپنے رب کی صفات حقہ کے ساتھ تسبیح کر۔

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حدید۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں اور چار رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا کی تسبیح کر رہا ہے، اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ③

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، وہ زندہ کرتا ہے، اور مارتا بھی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ④

وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ⑤

اُسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ وہ اُسے بھی جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے۔ اور اسے بھی جو اس سے نکلتا ہے اور اُسے بھی جو آسمان سے اُترتا ہے اور اسے بھی جو اس کی طرف چڑھتا ہے اور تم جہاں بھی جاؤ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑥

(اور) آسمانوں کی بادشاہت بھی اُسی کی ہے اور زمین کی بھی (اسی کی) اور اسی کی طرف تمام امور (فیصلہ کے لیے) لوٹائے جائیں گے۔

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑧

اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور جن (جائیدادوں)[1] کا (پہلی قوموں کے بعد) تم کو مالک بنایا ہے اُن میں سے خرچ کرو۔ اور تم میں سے جو مومن ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کو بہت بڑا اجر ملے گا۔

---

[1] دیکھو سورۃ سبا آیت ۳ نوٹ ۳

وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑨

اور تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ (اور رسول) پر ایمان نہیں لاتے اور (اللہ کا) رسول تم کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ (اور) اگر تم مومن ہو تو خدا تم سے ایک وعدہ[1] لے چکا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩

وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر کھلے کھلے نشان نازل کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان نشانات کے ذریعے سے تم کو اندھیروں میں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے اور اللہ یقیناً بہت شفقت سے کام لینے والا (اور) بار بار کرم کرنے والا ہے۔

وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ۭ اُولٰٓىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ۭ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪ ع ۱۷

اور تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمان اور زمین کی میراث[2] اللہ ہی کی ہے اے مومنو! فتح سے پہلے جس نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اس کی راہ میں جنگ کی وہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا جس نے فتح کے بعد خرچ کیا اور فتح کے بعد جنگ کی۔ فتح سے پہلے خرچ کرنے والے اور جنگ کرنے والے درجہ میں بہت زیادہ ہیں اور اللہ نے دونوں قسم کے لوگوں سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ تمھارے اعمال سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑫

کیا کوئی ہے جو اللہ کو (اپنے مال کا) اچھا ٹکڑہ کاٹ کر دے تاکہ وہ اُسے اس کے لیے بڑھائے۔ اور اس کے لیے ایک معزز بدلہ مقرر ہے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑬

جس دن تو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھے گا کہ ان کا نور ان کے سامنے بھی اور اُن کی دائیں طرف بھی بھاگتا جائے گا (اور خدا اور اس کے فرشتے کہیں گے) آج تمھیں قسم قسم کے باغوں کی خوشخبری دی جاتی ہے (ایسے باغ) جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ (بشارت پانے والے) لوگ اُن جنتوں میں رہتے چلے جائیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا

جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم تمھارے نُور سے روشنی حاصل کرلیں، اس وقت اُن سے کہا جائیگا

---

[1] یعنی فطرت صحیحہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی طرف جانا مخفی رکھا گیا ہے۔

[2] یعنی اس مادی دنیا میں سے جو کچھ انسان کے ہاتھ میں ہے۔ آخر انسان اُسے چھوڑ کر مر جائے گا اور وہ خدا ہی کے قبضہ میں آئے گی۔

وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۴﴾

اپنے پیچھے کی طرف لَوٹ جاؤ اور وہاں جاکر نُور تلاش کرو[1]۔ پھر (اللہ کی طرف سے) ان (اور مومنوں کے درمیان) ایک دیوار حائل کر دی جائے گی، جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر رحمت کا نظارہ ہوگا اور اس کے باہر کی طرف سامنے عذاب نظر آ رہا ہوگا[2]۔

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۵﴾

وہ (منافق مومنوں سے) پکار کر کہیں گے، کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے؟ وہ (یعنی مومن) جواب دینگے، ہاں ہاں لیکن تم نے اپنی جانوں کو خود عذاب میں ڈالا۔ اور تم (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شکوک و شبہات سے کام لیتے رہے اور تمھاری آرزوئیں تمھیں اس وقت تک دھوکا دیتی رہیں کہ اللہ کا فیصلہ آگیا اور اللہ کے (تمام کاموں کے) متعلق شیطان تمھیں دھوکا دیتا رہا۔

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

پس آج کے دن (اے منافقو!) نہ تم سے اور نہ کافروں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہی تمھاری دائمی تعلق والی چیز ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۷﴾

اب ہم مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا اب تک ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے اور اس کلام کے لیے جو حق (و حکمت) کے ساتھ اُترا ہے جھکتے نہیں؟ اور (مومنوں کو) چاہیئے کہ وہ اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی لیکن (خدا کے فضل کے نزول کا) زمانہ ان کے لیے لمبا ہوگیا۔ جس کے نتیجہ میں اُن کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہوگئے تھے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۸﴾

یاد رکھو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے تمھارے لیے اپنے نشانات کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۹﴾

یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے لیے اپنے مال میں سے ایک اچھّا حِصّہ کاٹ کر الگ کر دیا ہے، اُن کے مالوں کو اُن کی خاطر بڑھایا جائیگا اور ان کو معزز بدلہ دیا جائے گا۔

---

[1] یعنی اگلے جہان میں نُور دنیوی اعمال کے مطابق ملتا ہے اگر طاقت ہے تو دنیا میں واپس چلے جاؤ۔

[2] یعنی مومنوں نے جدھر جانا ہے ادھر رحمت ہوگی اور کفار کے پیچھے عذاب ہوگا جس سے وہ بھاگ کر آئیں گے مگر اسے پیچھے نہ چھوڑ سکیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۲۰﴾

اور جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک صدّیق اور شہداء کا درجہ پانے والے[1] ہیں اُن کو ان کا پُورا پُورا اجر ملے گا اور اسی طرح اُن کا نُور اُن کو ملے گا۔ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا۔ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ دوزخی ہونگے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۖ وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۱﴾

اے لوگو! جان لو کہ دُنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اُگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے مگر آخر تو اُس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر (اس کے بعد) وہ گلا ہُوا چُورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (ایسے دُنیا داروں کے لیے) سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضاء الٰہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۗ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۲﴾

(اے لوگو!) تم اپنے رب کی طرف سے آنیوالی مغفرت اور ایسی جنّت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی قیمت تمام آسمان اور زمین کی قیمت کے برابر ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانیوالوں کے لیے تجویز کی گئی ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو پسند کرتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۗ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

زمین میں کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ تمھاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ لیکن اس کے ظہور سے بھی پہلے ہم نے اسے مقرر کر دیا[2]

---

[1] بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے نتیجہ میں انسان صرف صدیق اور شہداء کے مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے نہ کہ نبوت کے مقام تک۔ ان کے سمجھانے کے لیے ہم سورۃ النسآء کی یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نسآء ع۹) اِن دونوں آیات پر غور کر کے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ سورۃ الحدید میں تو یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی صدّیق اور شہداء کا درجہ پانے والے ہیں لیکن سورۃ نساء میں اَلرَّسُوْل کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کہا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرینگے وہ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کا درجہ پائیں گے پس معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبیوں کی اطاعت کے نتیجہ میں انسان صرف صدیق اور شہداء کے مقام تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی وجہ سے انسان نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء کا مرتبہ پا سکتا ہے۔

[2] یہ مطلب نہیں کہ ہر بُرا اچھا بدلہ مقدر ہے اور قسمت میں لکھا ہُوا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ ہر کام کا انجام ہم نے مقرر کیا ہوا ہے (باقی دیکھیں ص۷۲۷ پر)

اللّٰہِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾
ہوتا ہے یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔

لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىکُمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۣ ﴿۲۳﴾
تاکہ اپنی کوتاہی پر تم کو کوئی افسوس نہ ہو اور نہ اس پر تم خوش ہو جو اللہ تم کو دے اور اللہ ہر شیخی خورے اکڑباز کو پسند نہیں کرتا۔

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۴﴾
ایسے لوگ جو آپ بھی بخل سے کام لیتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور جو شخص اس نصیحت سے منہ پھیرلے تو یاد رکھے کہ اللہ ہی حقیقی بے نیاز اور حقیقی تعریف کا مستحق ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَہُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ ع ۳ ۱۹
ہم نے اپنے رسولوں کو کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان بھی اتاری ہے تاکہ لوگ انصاف کیا کریں اور ہم نے لوہا بھی اُتارا ہے جس میں سخت جنگ کا سامان ہے اور لوگوں کے لیے اور بھی کئی قسم کے نفعے ہیں اور یہ سب اس لیے پیدا کیا ہے کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب کی حالت میں کون مدد کرتا ہے اور اللہ بڑی قوت والا (اور) غالب ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰہِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِہِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْہُمْ مُّہْتَدٍ ۚ وَکَثِیْرٌ مِّنْہُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾
اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھی رسول بنا کر بھیجا تھا۔ اور ان کی ذریت سے نبوت اور کتاب کو مخصوص کر دیا تھا پس بعض اُن میں سے ہدایت پانے والے تھے اور بہت لوگ اُن میں سے فاسق تھے۔

ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِہِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ ۬ۙ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً ؕ وَرَہْبَانِیَّۃَۨ ابْتَدَعُوْہَا مَا کَتَبْنٰہَا عَلَیْہِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا ۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْہُمْ اَجْرَہُمْ ۚ وَکَثِیْرٌ مِّنْہُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
پھر ہم نے ان کے (یعنی اولاد نوح و ابراہیم کے) بعد اپنے رسول اُن کے نقش قدم پر چلا کر بھیجے اور عیسٰی ابن مریم کو بھی اُن کے نقش قدم پر چلایا اور اس کو انجیل بخشی۔ اور جو اس کے متبع ہوئے ہم نے اُن کے دل میں رأفت اور رحمت پیدا کی اور انھوں نے کنوارا رہنے کا طریق اختیار کیا، جسے انھوں نے خود اختیار کیا تھا۔ ہم نے یہ حکم اُن پر فرض نہیں کیا تھا (گو) انھوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ طریق اختیار کیا تھا مگر اس کا پورا لحاظ نہ رکھا پس ان میں سے جو مومن تھے ان کو ہم نے مناسب حال اجر بخشا اور ان میں سے بہت سے فاسق تھے۔

(بقیہ صفحہ ۷۲۶) اس لیے جیسا کام کوئی کرتا ہے، اس کا مقرر بدلہ اسے مل جاتا ہے پس بدلہ کا پیدا کرنے والا انسان خود ہے نہ کہ خدا۔ خدا تعالےٰ تو محض اصول کا پیدا کرنے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۲۹

اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ تب تم کو اللہ اپنی رحمت سے دوہرا حصّہ دیگا اور تمھارے لیے نُور مقرر کردے گا جس کی مدد سے تم چلو گے اور تمھارے گناہ معاف کرے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۳۰

اور یہ ہم اس لیے کہتے ہیں تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں کو اللہ کے فضل سے کچھ ملا ہی نہیں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضلوں والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مجادلہ۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیئیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لیکر (جو) بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ ۢ بَصِيْرٌ ﴿۲﴾

اللہ نے اس عورت کی دعا سن لی جو اپنے خاوند کے متعلق تجھ سے بحث کرتی تھی اور اللہ سے فریاد کرتی تھی، اور اللہ تم دونوں کی بحث سن رہا تھا۔ اللہ یقیناً بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۳﴾

(سو یاد رکھو کہ) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں تو اس کہنے سے وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں ان کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے اور (جو کچھ وہ غلطی سے کہہ بیٹھتے ہیں ان کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ) وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹ بات کہتے ہیں اور اللہ یقیناً بہت معاف کرنیوالا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔[1]

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۴﴾

اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیتے ہیں پھر اس کے بعد (باوجود خدا تعالیٰ کے منع کرنے کے) جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس کی طرف لوٹ کے آتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ قبل اس کے کہ وہ دونوں (یعنی میاں بیوی) ایک دوسرے کو چھوئیں ایک غلام آزاد کریں (یہ وہ بات) ہے جس کی تمھیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمھارے اعمال سے خوب آگاہ ہے۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾

اور جو شخص (غلام) نہ پائے وہ متواتر دو مہینے کے روزے رکھے پیشتر اس کے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوئیں اور جس میں یہ طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اس لیے (دیا گیا) ہے تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی بات کو مانا کرو۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب (مقرر) ہے۔

[1] سورۂ احزاب میں کہا گیا تھا کہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔ اب یہ کہا گیا ہے کہ کوئی اپنی بیوی کو ماں کہہ بیٹھے تو وہ ماں نہیں ہو جاتی۔ اس میں اختلاف نہیں کیونکہ کسی انسان کے کہنے سے کوئی عورت ماں نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کسی عورت کو ماں قرار دے تو چونکہ حقوق کا قائم کرنے والا وہی ہے اس کے حکم کے ماتحت ایک عورت ماں بن سکتی ہے پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ منفی حکم ہے کسی کے حقوق کو اس میں تلف نہیں کیا گیا۔ نہ کسی جان پر کوئی زائد حق ڈالے گئے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ ع

جو لوگ اللہ اور اس رسول کے حکم کے خلاف جاتے ہیں وہ ذلیل کیے جائیں گے جس طرح اُن سے پہلے لوگ ذلیل کیے گئے۔ اور ہم اپنے واضح احکام اتار چکے ہیں۔ اور جو لوگ (ان واضح احکام کا) انکار کریں گے اُن کو رسوا کرنے والا عذاب پہنچے گا۔ جس دن اللہ ان سب کو جمع کرکے اُٹھائے گا اور اُن کے ان اعمال کی خبر دے گا جو اللہ نے تو گن رکھے ہیں مگر وہ اُن کو بھول گئے ہیں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، اللہ اس کو جانتا ہے۔ دنیا میں کوئی تین آدمی علیحدہ مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے جبکہ وہ اُن کا چوتھا نہ ہو، اور نہ پانچ مشورہ کرنے والے ہوتے ہیں جبکہ وہ اُن کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں نہ زیادہ کہ وہ (ہر صورت میں) اُن کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی (مشورہ کر رہے) ہوں۔ پھر وہ ان کے اعمال کی قیامت کے دن اُن کو خبر دیگا، اللہ ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

کیا تُو نے اُن (لوگوں) کو نہیں دیکھا جن کو خفیہ سازشوں سے منع کیا گیا ہے پھر بھی وہ اس ممنوع چیز کی طرف لوٹتے ہی رہتے ہیں اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی باتوں کے متعلق مشورہ کرتے ہیں اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ایسے لفظوں میں دعا دیتے ہیں جن (لفظوں) میں خدا نے دعا نہیں دی[1] اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں کہ کیوں اللہ ہمارے (منافقانہ) قول کی وجہ سے ہمیں عذاب نہیں دیتا۔ جہنم اُن لوگوں کے لیے کافی ہے۔ وہ اس میں داخل ہونگے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا

اے مومنو! جب کبھی خفیہ مشورہ[2] کرو تو گناہ کی بات اور زیادتی کی بات پر خفیہ مشورے نہ کیا کرو اور نہ رسول کی نافرمانی کی باتوں پر۔ بلکہ نیکی کی باتوں پر

---

[1] یعنی دعا میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ تاکہ ان کی نسبت اچھی رائے قائم ہو حقیقتاً اس دعا کے قائل نہیں ہوتے پس یہ کہتے ہیں کہ ہمارے اتنے بڑے جھوٹ پر اگر یہ شخص سچا ہے تو سزا کیوں نہیں ملتی۔

[2] یہاں خفیہ مشورہ سے مراد وہ مشورہ ہے جو نیکی کے متعلق ہو۔ اور آیت ۱۱ میں جس مشورہ سے منع کیا گیا ہے وہ ایسا مشورہ ہے جو بدی کے متعلق ہو اور وہ جائز نہیں جیسا کہ اسی آیت میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ پس دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔

بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑩

اور تقویٰ کی باتوں پر مشورہ کیا کرو، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کیا کرو، جس کی طرف تم سب کو (زندہ کرکے) لوٹایا جائے گا۔

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪

خفیہ مشورہ کرنے کا طریق[1] شیطان کی طرف سے آیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ مومنوں کو فکر میں ڈالے اور وہ ان کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور چاہیئے کہ مومن صرف اللہ پر توکل کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑫

اے مومنو! جب تم سے یہ کہا جائے کہ مجالس میں کُھل کر بیٹھ جاؤ، تو کُھل کر بیٹھ جایا کرو۔ اللہ بھی تمھارے لیے کشادگی کے سامان پیدا کرے گا۔ اور جب تمھیں کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ اُن کو جو کہ مومن ہیں اور علم حقیقی رکھنے والے ہیں درجات میں بڑھا دیگا اور اللہ تمھارے اعمال سے خوب خبردار ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑬

اے ایمان دارو! جب تم رسول سے الگ مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے کچھ صدقہ دیا کرو۔ یہ تمھارے لیے اچھا ہوگا اور دل کو پاک کرنے کا موجب ہوگا (مگر یہ حکم انہی کے لیے ہے جن کو توفیق ہو) اگر تم (کوئی چیز بھی صدقہ کے لیے) نہ پاؤ تو (ڈرو نہیں) اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑭ ع

کیا تم مشورہ کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے ڈر گئے[2]؟ سو چونکہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تم پر فضل فرما دیا ہے پس تم نمازیں قائم کرو، اور زکوٰتیں دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

کیا تو نے اُن لوگوں کی طرف بھی دیکھا جنھوں نے ایسی قوم سے دوستی کی

---

[1] یعنی ایسے مشوروں کا جو کہ بد کاموں کے متعلق ہوں۔

[2] یہ ڈر صدقہ دینے سے نہ تھا بلکہ صدقہ کا لفظ جو غیر محدود تھا۔ اس کے متعلق مسلمانوں کو یہ ڈر ہو سکتا تھا کہ اتنا صدقہ دیا ہے کہ نہیں جتنا خدا تعالیٰ کے حکم سے مراد تھا۔ پس اس کا جواب دیا ہے کہ جب تم صدقہ دینے پر تیار ہو صرف یہ وہم ہے کہ اتنا صدقہ ہوا کہ نہیں جس کا حکم تھا تو اس کے معنے یہ ہیں کہ تم نے صرف وہ صدقہ نہیں دیا جس کی تم کو طاقت نہ تھی اور طاقت سے بڑھ کر صدقہ پہلے ہی معاف کیا گیا ہے کیونکہ پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اگر تم نہ پاؤ تو معاف ہے اور نہ پانے سے مراد یہی ہے کہ حسب خواہش نہ پاؤ۔ پس دونوں آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ آیت ان پانچ آیات میں سے ہے جن کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ سے حل نہیں ہوئیں (الفوز الکبیر) اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھ پر یہ آیت بھی حل ہو گئی ہے جیسا کہ نوٹ سے ہر ایک پر ظاہر ہو جائے گا۔

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵﴾

جن پر خدا نے غضب نازل کیا تھا۔ ایسے لوگ نہ تم میں سے ہیں نہ اُن میں سے اور وہ جھوٹی بات پر جان بُوجھ کر قسمیں کھاتے ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اللہ نے اُن کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اُن کے اعمال نہایت بُرے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷﴾

اُنھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہُوا ہے[1] اور وہ اللہ کے رستہ سے (ان قسموں کے ذریعہ سے) روکتے ہیں۔ پس اُن کو رُسوا کُن عذاب ملے گا۔

لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۸﴾

نہ اُن کے مال اور نہ اُن کی اولاد اللہ کے مقابلہ میں کوئی نفع دے سکیں گے۔ یہ لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں رہتے چلے جائیں گے۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۹﴾

جس دن اللہ ان سب کو جمع کر کے اُٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی اُسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمھارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ بڑے پختہ (اور معقول) اصول پر ہیں۔ سنو! یہ لوگ (باوجود اپنی قسموں کے) جھوٹے ہیں۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

شیطان اُن پر غالب آگیا ہے اور اس نے اللہ کا ذکر اُن کو بُھلا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں اور سُن رکھو کہ شیطان کا گروہ آخر گھاٹا پانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۱﴾

یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ سخت ذلیل لوگوں میں شمار ہونگے۔

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۲﴾

اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ اللہ یقیناً طاقتور (اور) غالب ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا، جو اللہ اور یوم آخر پر بھی ایمان لاتی ہو اور اللہ اور اس کے رسول کی شدید مخالفت کرنے والے سے بھی محبت رکھتی ہو خواہ ایسے لوگ اُن کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں

[1] یعنی قسم کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب ہماری بات پر ایمان لے آنا چاہیئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قسم اور گواہی الگ الگ امور کے لیے مقرر کی ہوئی ہے۔

كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٣﴾ ع

یا اُن کے خاندان میں سے ہوں۔ یہی (مومن) ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے کلام بھیج کر اُن کی مدد کی ہے اور وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ اُن میں رہتے چلے جائیں گے اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ وہ اللہ کا گروہ ہیں (اور) سُن رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
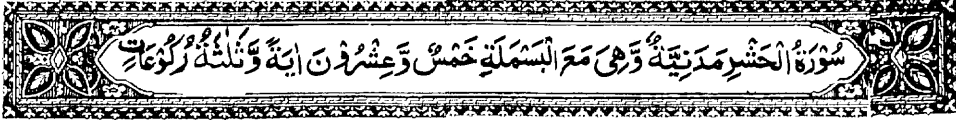
سورۃ حشر۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پچیس آتییں ہیں اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے اور وہ (اللہ) غالب (اور) حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ③

وہ (خدا) ہی ہے جس نے اہل کتاب کافروں کو پہلی[1] جنگ کے موقعہ پر اُن کے گھروں سے نکالا اور تم خیال نہیں کرتے تھے کہ وہ نکلیں گے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اُن کے قلعے اللہ کے مقابلہ میں اُن کو بچا لیں گے اور اللہ اُن کے پاس اُدھر سے[2] آیا جدھر سے ان کو گمان تک نہ تھا۔ اور ان کے دلوں میں اُس نے رُعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو (کچھ تو) اپنے ہاتھوں سے اور (کچھ) مومنوں کے ہاتھوں سے خراب کر رہے تھے پس اے سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگو! عبرت حاصل کرو۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ④

اور اگر اللہ نے اُن پر جلاوطنی[3] فرض نہ کر رکھی ہوتی تو ان کو اس دنیا میں بھی عذاب دیتا اور آخرت میں ان کے لیے دوزخ کا عذاب مقرر ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑤

یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے اختلاف کیا اور جو اللہ سے اختلاف کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ کا عذاب یقیناً سخت ہے۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي

تم نے کوئی جڑ[4] کھجور کے درخت کی نہیں کاٹی یا اس کو اپنی جڑوں پر کھڑا نہیں

---

[1] اس سے مراد وہ جنگ ہے جو یہودی قبیلہ بنو نضیر سے مسلمانوں کی ہوئی (فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۶۳)۔

[2] قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتوں کے آنے سے بعض جگہ عذاب مراد ہوتا ہے۔ یہاں بھی وہی محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔

[3] بائیبل میں ذکر ہے کہ یہود ایک موقعہ پر جلاوطن بھی کیے جائیں گے۔ (یسعیاہ باب ۲۲ آیت ۱۷۔۱۸)۔

[4] اس آیت میں بھی بنو نضیر کی جنگ کا ذکر ہے۔ جن کی کھجوریں کاٹنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا (بخاری و مسلم بروایت حضرت عبد اللہ بن عمرؓ)۔

اُصُولِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

چھوڑا۔ مگر یہ اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے تھا کہ نافرمانوں کو رسوا کیا جائے۔ اور جو کچھ اللہ نے اُن (برگشتہ لوگوں) کا مال اپنے رسول کو دیا (تم کو معلوم ہی ہے کہ) تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ اس مال کے حصول کے لیے نہیں دوڑائے تھے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس کا چاہتا ہے مالک بنا دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

بستیوں[2] کے لوگوں کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا (وہ اللہ کا ہے) اور رسول کا (ہے) اور قرابت داروں کا (ہے) اور یتیموں کا (ہے) اور مسکینوں کا (ہے) اور مسافروں کا ہے۔ تا وہ مال تم میں سے مالداروں[3] کے اندر چکر نہ کھاتا پھرے اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کا عذاب یقیناً بہت سخت ہوتا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝۸

یہ (مال علاوہ اوپر کے لوگوں کے) مہاجر غریبوں کا حق ہے جن کو اُن کے گھروں اور مالوں سے (بے دخل کر کے) نکال دیا گیا تھا۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور (ہمیشہ) اللہ (کے دین) کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ وہی لوگ (ایمان میں) سچے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ

اور (اسی طرح وہ مال اُن لوگوں کے لیے بھی ہے) جو مدینہ میں پہلے سے رہتے تھے اور (مہاجرین کے آنے سے پہلے) ایمان قبول کر چکے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آئے اور (اپنے دلوں میں

---

[1] یہ واقعہ بھی بنو نضیر کا ہے جنھوں نے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غدّاری کی مگر جب جنگ ہوئی تو ڈر گئے اور اس شرط پر صلح کی کہ مدینہ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے (فتح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۶۴)

[2] یعنی خیبر کا جو چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تقسیم تھا۔

[3] یعنی وہ مال رسول کو اس لیے دیا ہے کہ غرباء میں تقسیم ہو۔ نہ اس لیے کہ مالداروں کے پاس جائے اور ان کے مال کو بڑھائے۔ اس حکم سے ظاہر ہے کہ خیبر کی زمینیں اور باغات گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کو ملے مگر اصل غرض یہ تھی کہ مستحق مسلمانوں میں تقسیم ہوں۔ اور شیعوں کا اس سے ردّ کیا گیا ہے۔ جو باغ فدک کا جھگڑا آج تک اُٹھاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر کے باغات عارضی طور پر تھے کہ تا آپ کا خاندان اس سے گذارہ کرے نہ کہ دائمی وراثت کے طور پر۔ پس حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ درست تھا اور شیعوں کا اعتراض غلط ہے۔

كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

اس (مال) کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے جو اُن کو دیا گیا تھا اور وہ باوجود اس کے کہ خود غریب تھے مہاجرین کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے، اور جن لوگوں کو اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے تمام لوگ بامراد ہونے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱

اور جو لوگ اُن کے زمانہ کے بعد آئے[1] وہ کہتے ہیں۔ کہ اے ہمارے ربّ! ہم کو اور ہمارے اُن بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں مومنوں کا کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے ربّ! تو بہت مہربان (اور) بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲

کیا تُو نے اُن منافقوں کو نہیں دیکھا، جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں کو کہتے ہیں کہ اگر تم کو (مدینہ سے) نکالا گیا۔ تو ہم تمہارے ساتھ ہی نکل جائیں گے۔ اور تمہارے خلاف کبھی کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۳

اگر ان (اہل کتاب) کو نکال دیا گیا۔ تو یہ (منافق) ان کے ساتھ کبھی نہیں نکلیں گے اور اگر ان (اہل کتاب) سے جنگ کی گئی تو یہ (منافق) ان کی کبھی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر مدد کی بھی تو (ایسے جھوٹے دل سے کریں گے کہ) جنگ ہوتے ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ اور (انھوں نے ان کی مدد تو کیا کرنی ہے خطرہ کے موقعہ پر) ان کی اپنی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ

(اے مومنو!) تمہارا ڈر ان (منافقوں) کے دل میں اللہ سے بھی زیادہ ہے،

---

[1] یہ آیت بھی اُن لوگوں کا جو صحابہ رضؓ کو بُرا کہتے ہیں ردّ کرتی ہے، کیونکہ یہ آیت بتاتی ہے کہ مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلے ایمان لانے والوں کا نام عزّت سے لے اور ان کے لیے دُعائیں کرے۔ لیکن بعض لوگ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں بلکہ ان پر لعنتیں ڈالتے ہیں حالانکہ قرآن مجید سکھاتا ہے کہ مومنوں کو اپنے پہلے بھائیوں کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ مومنوں کے دلوں میں پہلے گذرے ہوئے لوگوں کی نسبت کسی قسم کا بغض اور کینہ پیدا نہ ہو۔ اور پھر آگے اسی آیت میں فرماتا ہے کہ اے ہمارے رب! تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ یعنی جس کو یہ حالت نصیب ہو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ اس پر بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ لیکن جسے صحابہؓ کے متعلق یہ حالت نصیب نہ ہو، اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور رأفت سے محروم ہے اور اس کے غضب کے نیچے ہے۔

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ⑭

یہ بات اس لیے ہے کہ وہ ایک ایسا گروہ ہے جو سمجھ سے عاری ہے۔

لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِىْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ⑮

وہ کبھی تم سے جنگ نہیں کریں گے سوائے اس کے کہ مضبوط فصیلوں والے گاؤں میں دیواروں کے پیچھے بیٹھے ہوں، اُن کی لڑائی آپس میں بڑی سخت ہوتی ہے تو اُن کو ایک قوم خیال کرتا ہے لیکن ان کے دل پھٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو عقل نہیں رکھتی۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑯

اُن کا حال اُن (قوموں) کی طرح ہے جو ان سے پہلے قریب زمانہ میں گذر چکی ہیں انھوں نے اپنے کاموں کا انجام دیکھ لیا اور اُن کو دردناک عذاب پہنچا۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ⑰ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ⑱ ع

(نیز) اُن (منافقوں) کی حالت شیطان کے ساتھ ملتی ہے جبکہ وہ انسان سے تو یہ کہہ دیتا ہے کہ کفر کر لیکن جب وہ کفر کر بیٹھتا ہے تو (شیطان) اس سے کہتا ہے مَیں تجھ سے بَری ہوں مَیں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سب جہانوں کا ربّ ہے۔ سو اُن دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں ہی جہنم میں جا پڑتے ہیں اور اسی میں رہتے چلے جائیں گے اور ظالموں کا بدلہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑲

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور چاہیئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اللہ تمھارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑳

اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو، جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اللہ نے بھی اُن کو اپنی جانوں کا فائدہ بھلا دیا[1] یہ لوگ طاعت سے باہر نکلنے والے ہیں۔

لَا يَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ㉑

دوزخی اور جنّتی برابر نہیں ہو سکتے۔ جنّتی لوگ ہی کامیاب ہیں۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ

اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ[2] پر نازل کرتے تو تُو اُسے دیکھتا کہ وہ (ادب سے) جھک جاتا اور اللہ کے ڈر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اور یہ باتیں جو ہم

---

[1] یعنی خدا تعالیٰ کو بھولنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان ایسے کاموں میں مبتلا ہو جاتا ہے جو خود اس کی جان کے لیے بھی وبال بن جاتے ہیں۔

[2] اس آیت میں جو پہاڑ کا لفظ آتا ہے، اس سے مراد درحقیقت ایسے لوگ ہیں جو اپنی قوم میں پہاڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پس پہاڑ سے مراد پتھروں کے پہاڑ نہیں۔ بلکہ فرماتا ہے کہ قرآن کریم کے اندر جو خشیۃ اللہ کی تعلیم ہے اگر یہ ایک بڑی سے بڑی وجاہت والے آدمی پر بھی نازل ہوتی تو وہ شخص بھی خدا تعالیٰ کے سامنے ٹکڑے ہو کر گر جاتا۔

نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾
هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ‌ۚ
هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ﴿۲۲﴾
هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ
اَلۡمَلِكُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ
الۡمُهَيۡمِنُ الۡعَزِيۡزُ الۡجَـبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ‌ؕ سُبۡحٰنَ
اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۳﴾

هُوَ اللّٰهُ الۡخَـالِـقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ‌ لَـهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى‌ؕ
يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ
الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۴﴾ ع

(تجھ سے) کہتے ہیں یہ سب انسانوں کے لیے ہیں تاکہ وہ سوچیں۔
اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ غائب اور حاضر کو جاننا ہے وہی
بے انتہا کرم کرنے والا (خدا) ہے (اور وہی) بار بار رحم کرنے والا (خدا) ہے۔
(حق یہ ہے کہ) اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے
(خود) پاک ہے (اور دوسروں کو پاک کرتا ہے، خود) ہر عیب سے سلامت ہے (اور
دوسروں کو سلامت رکھتا ہے) سب کو امن دینے والا ہے اور سب کا نگران ہے
غالب ہے اور سب ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتا ہے۔ بڑی شان والا ہے۔ جن
چیزوں کو یہ لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں ان سے اللہ پاک ہے۔
(حق یہی ہے کہ) اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا موجد بھی ہے۔ اور
ہر چیز کو اس کی مناسبِ حال صورت دینے والا ہے اس کی بہت سی
اچھی صفات ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کی تسبیح کر رہا ہے
اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّہِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ اٰیَۃً وَّرُکُوْعَانِ

سورۃ ممتحنہ۔ یہ سورۃ مدنی ہے۔ اور بسم اللہ سمیت اس کی چودہ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنیوالا اور بار بار رحم کرنیوالا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ②

اے مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو گہرا دوست نہ بنایا کرو۔ تم تو اُن کی طرف محبّت کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ وہ اُس حق کے منکر ہیں جو تمھاری طرف آیا ہے وہ تم کو بھی اور رسول کو بھی صرف اس لیے کہ تم سب اللہ پر جو تمھارا رب ہے، ایمان لائے ہو لڑنے کے لیے (گھروں) سے[1] نکالتے ہیں۔ اگر تم میرے رستہ میں کوشش کرنے، اور میری رضاجوئی کے لئے نکلو تو (تم میں سے بعض چوری چوری ان کی طرف محبّت کا پیغام بھیجتے ہیں[2] اور مَیں خوب جانتا ہوں اس کو جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ اور جو کوئی تم میں سے ایسا کام کرے وہ سمجھ لے کہ وہ سیدھے رستہ سے بھٹک گیا۔

اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ③

اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تم جان لوگے کہ وہ تمھارے دشمن ہیں اور تمھاری تباہی کے لیے اپنے ہاتھ اور زبانیں چلا چلا کر کوشش کر رہے ہیں اور ان کی خواہش یہ رہتی ہے کہ تم کافر ہو جاؤ۔

معانقہ ۱۶ عند المتاخرین

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④

تم کو نہ تو تمھارے رحمی رشتے اور نہ اولادیں قیامت کے دن نفع پہنچا سکتی ہیں۔ اس دن خدا ہی فیصلہ کریگا اور اللہ تمھارے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا

ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں تمھارے لیے ایک اچھا نمونہ موجود ہے جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور اللہ کے سوا تمھارے معبودوں سے کلّی طور پر بیزار ہیں۔ ہم تمھاری باتوں کا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمھارے درمیان عداوت اور بُغض اُس وقت تک کے لیے ظاہر ہو گیا ہے کہ تم خدا

---

[1] یعنی حملہ میں پہل کرتے ہیں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو بھی گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے۔

[2] بعض مسلمانوں کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے اس یقین سے کہ بہر حال فتح مسلمانوں کی ہو گی، اپنے مکّہ میں چھوڑے ہوئے رشتہ داروں کو بچانے کے لیے مکّہ پر حملہ آور مسلمان لشکر کی خبر پہلے سے کفارِ مکّہ کو بھجوا دی تھی مگر خدا تعالیٰ نے وحی سے اس کی خبر رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیدی اور مخبر پکڑا گیا (صحیح بخاری کتاب المغازی)

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۵

پر ایمان لاؤ۔ ہاں ہم ابراہیم کے وعدہ کو جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا مستثنیٰ کرتے ہیں، وہ یہ تھا کہ میں تیرے لیے استغفار[1] کروں گا لیکن اللہ کے مقابلہ میں تیری کسی قسم کی مدد پر میں قادر نہیں (اور ابراہیم نے یہ بھی کہا کہ) اے ہمارے رب! ہم تجھ پر توکّل کرتے ہیں اور تیری طرف جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم کو لوٹ کر جانا ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶

اے ہمارے رب! ہمیں کافروں کے لیے ٹھوکر کا موجب نہ بنا، اور ہمارا قصور معاف کر۔ اے ہمارے رب! تو بہت غالب (اور) حکمت والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۷ ؑ

ان لوگوں میں تمھارے لیے ایک بڑا اچھا نمونہ ہے یعنی ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کو دیکھنے کی امید رکھتا ہے اور جو کوئی پیٹھ پھیر لے وہ یاد رکھے کہ اللہ بالکل بے نیاز ہے (اور) بڑی تعریفوں کا مستحق ہے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸

قریب ہے کہ اللہ تمھارے اور اُن لوگوں کے درمیان جو کافروں میں سے تمھارے دشمن ہیں محبت پیدا کر دے اور اللہ اس پر قادر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۹

اللہ تم کو اُن لوگوں سے نیکی کرنے اور عدل کا معاملہ کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے نہیں لڑے اور جنھوں نے تم کو تمھارے گھروں سے نہیں نکالا۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۰

اللہ تم کو صرف اُن لوگوں سے (دوستی کرنے سے) روکتا ہے جنھوں نے تم سے دینی اختلاف کی وجہ سے جنگ کی اور جنھوں نے تم کو گھروں سے نکالا یا تمھارے نکالنے پر تمھارے دوسرے دشمنوں کی مدد کی اور جو لوگ بھی ایسے لوگوں سے دوستی کریں وہ ظالم ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ

اے مومنو! جب تمھارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں، تو اُن کو اچھی طرح آزما لیا کرو۔ اللہ اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے لیکن اگر تم بھی جان لو

[1] قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے کہ منافقوں کے لیے بھی استغفار نہ کرو۔ یہ اس کے اُلٹ نہیں، کیونکہ اس آیت سے صرف یہ نکلتا ہے کہ ابراہیمؑ کے چچا جن کا یہاں ذکر ہے منافق نہ تھے۔ بلکہ مذہب کے بارہ میں فریب خوردہ تھے۔ پس چونکہ نیک نیتی سے شرک کرتے تھے ان کے لیے استغفار جائز تھا۔ لیکن سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۴ سے پتہ لگتا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ لگ گیا کہ ان کا چچا دبدھا میں نہیں بلکہ سچے مذہب کا واقعی دشمن ہے تب انھوں نے اس سے براءت ظاہر کر دی۔

مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱﴾

کہ وہ مومن عورتیں ہیں تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ۔ نہ وہ اُن (کافروں) کے لیے جائز ہیں اور نہ وہ (کافر اُن (عورتوں) کے لیے جائز ہیں اور چاہیئے کہ کفار نے جو اُن (عورتوں کے نکاح) پر خرچ کیا ہو وہ ان کو واپس کردو۔ اور جب تم اُن عورتوں کو کفار سے فارغ کروا لو تو (ان کے معاوضے (یعنی مہر) ادا کرنے کی صورت میں اگر تم اُن سے شادی کرلو تو تم پر کوئی اعتراض نہیں۔ اور کافر عورتوں کے ننگ و ناموس کو قبضہ میں نہ رکھو اور جو کچھ تم نے اُن پر خرچ کیا ہے (اگر وہ بھاگ کر کفار کی طرف چلی جائیں تو) کفار سے مانگو۔[1] اور (اگر کفار کی بیویاں مسلمان ہو کر مسلمانوں سے آملیں تو) جو کچھ انھوں نے (اپنے نکاحوں پر) خرچ کیا ہے مسلمانوں سے مانگیں۔[2] یہ تمھیں اللہ کا ارشاد ہے۔ وہ تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر تمھاری بیویوں میں سے کوئی بھاگ کر کافروں کے پاس چلی جائے اور اس کے بعد تمھارے ہاتھ میں بھی کوئی کافر عورت جنگی قیدی کے طور پر آئے تو تم اُن لوگوں کو جن کی بیویاں بھاگ کر کافروں سے جا ملی ہیں اُن کے اصل خرچ کے برابر جو انھوں نے اپنے نکاحوں پر کیا تھا ادا کرو۔[3] اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اے نبی! جب تیرے پاس عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اور بیعت کرنے کی خواہش کریں، اس شرط پر کہ وہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں قرار دیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ ہی زنا کریں گی۔ اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی کوئی جھوٹا بہتان کسی پر باندھیں گی۔ اور نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو اُن کی بیعت لے لیا کر، اور اُن کے

---

[1] یعنی حکومتی لیول پر کفار سے اس خرچ کا مطالبہ کرو۔

[2] یعنی کفار بھی ایسی عورتوں کا خرچ حکومتی لیول پر مسلمانوں سے طلب کریں گویا دونوں آیتوں میں اس قسم کے حقوق کو حکومتی حقوق تسلیم کرلیا ہے۔

[3] یعنی جو مسلمان اپنی بیویوں کے فرار یا جنگی قیدی بن جانے کی وجہ سے نقصان اُٹھائیں حکومت اس کا بدلہ کافر جنگی قیدی کی صورت میں ادا نہ کرے بلکہ اپنی طرف سے مالی نقصان کا معاوضہ ادا کرے تا عورت کی جو عزّت اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اس کو ٹھیس نہ لگے۔

رَّحِيْمٌ ﴿١٣﴾

لیے استغفار کیا کر۔ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بے حد رحم کرنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿١٤﴾

اے مومنو! کسی ایسی قوم سے دوستی نہ کرو، جس پر خدا ناراض[1] ہے۔ وہ لوگ اخروی زندگی سے ایسے مایوس ہو گئے ہیں جس طرح کافر قبروں میں پڑے ہوئے لوگوں سے مایوس ہو گئے ہیں۔ ع ۲

---

[1] مراد یہ ہے کہ جن لوگوں پر خدا تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا وہ اپنی دشمنی میں حد سے نہیں بڑھتے۔ لیکن جن پر خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے وہ اپنی دشمنی میں حد سے بڑھ جاتے ہیں اور اس وجہ سے اُن سے تعلق رکھنا ناجائز ہو جاتا ہے۔

سُورَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّ رُكُوْعَانِ
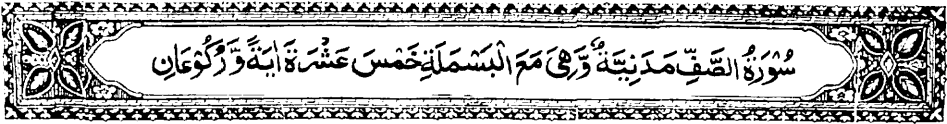
سورۃ صف - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پندرہ آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے، اللہ کی تسبیح کر رہا ہے، اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③

اے مومنو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو، جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ④

خدا کے نزدیک اس بات کا دعویٰ کرنا جو تم کرتے نہیں، بہت ناپسند ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ⑤

اللہ تو اُن لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے رستہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک دیوار ہیں جس کی مضبوطی کے لیے اس پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا، اے میری قوم! تم مجھے کیوں دُکھ دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں مگر جب اس کے باوجود وہ لوگ سیدھے راستہ سے بھٹک گئے تو اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ اطاعت سے نکل جانے والوں کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦

اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں اللہ کی طرف سے تمھاری طرف رسول ہو کر آیا ہوں، جو کلام (میرے) آنے سے پہلے نازل ہو چکا ہے یعنی تورات، اس کی پیشگوئیوں کو میں پورا کرتا ہوں اور ایک ایسے رسول کی بھی خبر دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمدؐ ہو گا۔[1] پھر جب وہ رسول دلائل لیکر آ گیا، تو انھوں نے کہا یہ تو کھلا کھلا فریب ہے۔

---

[1] اس آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔ جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے عیسائی اس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروجہ اناجیل میں "فارقلیط" کی خبر دی گئی ہے جس کے معنے "احمد" ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بلا واسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سورۃ میں ہے بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤی اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے، جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ وہ اسلام[1] کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اور اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں، اور اللہ اپنے نور کو پورا کرکے چھوڑے گا خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۹﴾ ع

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾

اے مومنو! کیا میں تمھیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں، جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾

(وہ تجارت یہ ہے کہ) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمھارے لیے بہت بہتر ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾

(تمھارے ایسا کرنے پر) وہ تمھارے گناہوں کو معاف کریگا اور تم کو اُن جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں (تم کو رکھے گا) یہ بڑی کامیابی ہے (جو وہ تم کو دے گا)

وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

(اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کو تم بہت چاہتے ہو وہ اللہ کی تائید ہے اور ایک جلدی حاصل ہونے والی فتح ہے) اور مومنوں کو بشارت دیدے (کہ اُن کو ایک اور جلد حاصل ہونے والی فتح بھی ملے گی)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع

اے مومنو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے (قریب لے جانے والے) کاموں میں میرا کون مددگار ہے۔ تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا، اور ایک گروہ نے انکار کردیا۔ جس پر ہم نے مومنوں کی اُن کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور مومن غالب آگئے۔

---

[1] اس آیت میں اس بات کو ظاہر کیا گیا ہے کہ آپ کے بروز کی بابت خاص توجہ چاہیئے جو ہے تو پیشگوئی کا بالواسطہ مورد، لیکن اسلام کی طرف اس کو بلایا جائیگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خود دنیا کو اسلام کی طرف بلاتے تھے۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۃ جمعہ۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اس (اللہ) کی جو بادشاہ بھی ہے اور پاک بھی ہے اور سب خوبیوں کا جامع ہے اور غالب (اور) حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ③

وہی خدا ہے جس نے ایک اَن پڑھ قوم کی طرف اُسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جو باوجود اَن پڑھ ہونے کے، اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور اُن کو پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ④

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا[1] جو ابھی تک اُن سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ⑤

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑥

جن لوگوں پر تورات کی اطاعت واجب کی گئی ہے مگر باوجود اس کے انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا، اُن کی مثال گدھے کی ہے، جس نے بہت سی کتابیں اُٹھائی ہوئی ہیں (مگر جانتا کچھ نہیں) اللہ کے احکام کا انکار کرنے والی قوم کی حالت بہت بُری ہوتی ہے اور اللہ ظالم قوم کو کبھی کامیابی کا منہ نہیں دکھاتا۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ

تو کہہ دے اے یہودیو! اگر تمھارا یہ دعوٰی ہے کہ تم باقی دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے دوست ہو اور اس کی پناہ میں ہو تو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو تو

---

[1] اس آیت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں؟ تو آپ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسَ (بخاری) یعنی اگر ایک وقت ایمان ثریا تک بھی اُڑ گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اُسے واپس لے آئیں گے۔ اس میں مہدی معہود کی خبر ہے۔

صٰدِقِیْنَ ⑦

موت کی تمنّا کرو۔ (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرو)

وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ⑧

مگر وہ اپنے گذشتہ اعمال کی وجہ سے کبھی بھی مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوں گے اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑨

تُو کہہ دے کہ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو، ایک دن یقیناً تم کو آپکڑے گی۔ پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے خدا کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور وہ تم کو تمھارے اعمال کی خبر دیگا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑩

اے مومنو! جب تم کو جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے (یعنی نماز جمعہ کے لیے) تو اللہ کے ذکر کے لیے جلدی جلدی جایا کرو۔ اور (خرید اور) فروخت کو چھوڑ دیا کرو، اگر تم کچھ بھی علم رکھتے ہو تو یہ تمھارے لیے اچھی بات ہے۔

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⑪

اور جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو، اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو، اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو، تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ⑫

اور جب یہ لوگ تجارت یا کھیل کی بات دیکھتے ہیں تو تجھ سے الگ ہو کر اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو اُن سے کہہ دے جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل کی بات بلکہ تجارت سے بھی اچھا ہے[1] اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

---

[1] اس آیت کے شروع میں بتایا گیا ہے کہ کئی دفعہ منافق تجارت اور لَہو کے سبب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ لیکن آخر میں فرمایا ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لَہو بلکہ تجارت سے بھی اچھا ہے۔ گویا پہلے حصّہ آیت میں تو تجارت کو پہلے رکھا اور لَہو کو پیچھے۔ لیکن دوسرے حصّہ آیت میں لَہو کو پہلے رکھا اور تجارت کو بعد میں۔ اس کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ پہلی جگہ تجارت کو اس لیے پہلے رکھا گیا ہے کہ تجارت میں کچھ نہ کچھ فائدہ ہوتا ہے اور لَہو میں کوئی جسمانی یا مالی فائدہ نہیں ہوتا پس تجارت کو پہلے اور لَہو کو پیچھے رکھ کر بتایا کہ یہ لوگ تجارت کی وجہ سے بھی تجھے چھوڑ جاتے ہیں اور لَہو کی وجہ سے بھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ان کے دل میں تیری کوئی قدر نہیں لیکن آخر میں فرماتا ہے کہ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ۔ تو ان سے کہہ دے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لَہو بلکہ تجارت سے بھی اچھا ہے" اس جگہ لَہو کو پہلے رکھا گیا ہے اور تجارت کو بعد میں۔ کیونکہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ تجارت بیشک لَہو سے اچھی ہے لیکن جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاس ہے وہ لَہو سے بھی اچھا ہے بلکہ تجارت سے بھی اچھا ہے۔ پس دونوں مقامات پر قرآنی ترتیب اپنے اندر حکمت کا پہلو لیے ہوئے ہے۔
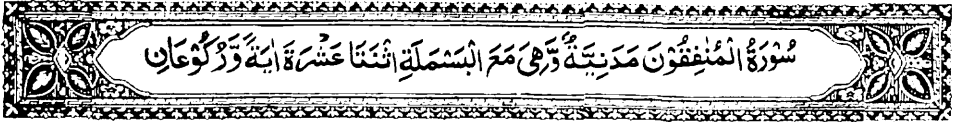
سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ منافقون - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے، (پڑھتا ہوں)

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲

جب تیرے پاس منافق آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم قسم کھا کر گواہی دیتے ہیں کہ تُو اللہ کا رسُول ہے - اور اللہ جانتا ہے کہ تُو اس کا رسول ہے - مگر (ساتھ ہی) اللہ قسم کھا کر گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں -

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۳

اُنھوں نے اپنی قسموں کو (زیری گرفت سے بچنے کے لیے) ڈھال بنالیا ہے اور وہ اللہ کے رستے سے لوگوں کو روکتے ہیں، جو کچھ وہ کرتے ہیں بہت بُرا ہے -

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۴

یہ کام وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ پہلے ایمان لائے پھر انھوں نے انکار کر دیا - جس کے نتیجہ میں اُن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی[1] اور اب وہ سمجھتے نہیں -

وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝۵

جب تُو اُن کو دیکھتا ہے تو اُن کے مضبوط جسم تجھے خوب بھاتے ہیں اور اگر وہ کوئی بات کرتے ہیں تو ایسے شاندار طریقے سے کہ تُو اُن کی بات کو (باوجود اُن کے حالات جاننے کے) سُن لیتا ہے (وہ مجلس میں اس طرح بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں گویا کہ وہ) بڑے بڑے شہتیر ہیں جو (دیوار سے) لگائے ہوئے ہیں - جب کسی عذاب کی خبر (قرآن میں) نازل ہو تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے ہی متعلق ہے - وہ پکّے دشمن ہیں پس تو اُن سے ہوشیار رہ - اللہ اُن کو ہلاک کرے، وہ کہاں سے پھرا کر (راہِ حق سے دُور) لے جائے جاتے ہیں -

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۶

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ! اللہ کا رسول تمھارے لیے استغفار کرے تو وہ اپنے سر (تکبّر اور انکار سے) پھیر لیتے ہیں اور تو اُن کو دیکھتا ہے کہ وہ راہِ حق سے لوگوں کو پھرا رہے ہیں اور وہ تکبّر کی مرض میں مبتلا ہیں -

---

[1] مجہول کا صیغہ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ مُہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا وجہ نہیں لگی بلکہ اس کا باعث ان لوگوں کے اپنے اعمال تھے، جن کے مخفی ہونے کی وجہ سے مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے تاکہ مہر لگانے کا فاعل اللہ تعالیٰ قرار نہ پائے بلکہ مہر لگائے جانے کا باعث اُن کے مخفی اعمال قرار پائیں -

سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝۷

تو اُن کے لیے استغفار کرے یا استغفار نہ کرے ان کے حق میں سب برابر ہے کیونکہ اللہ اُن کو کبھی معاف نہیں کریگا (جب تک وہ خود توبہ نہ کریں) اللہ اطاعت سے نکل جانے والی قوم کو کامیابی کا مُنہ نہیں دکھاتا۔

هُمُ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰى مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنۡفَضُّوۡا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ۝۸

یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول کے پاس جو لوگ رہتے ہیں اُن پر خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ وہ (رفاقت سے تنگ آکر) بھاگ جائیں۔ حالانکہ آسمان اور زمین کے خزانے اللہ کے پاس ہیں، لیکن منافق سمجھتے نہیں۔

يَقُوۡلُوۡنَ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَى الۡمَدِيۡنَةِ لَيُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَلِرَسُوۡلِهٖ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَلٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۹ ع

وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو جو مدینہ کا سب سے معزز آدمی ہے وہ مدینہ کے سب سے ذلیل آدمی[1] کو اس سے نکال دیگا! اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو ہی حاصل ہے لیکن منافق جانتے نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝۱۰

اے مومنو! تم کو تمھارے مال اور تمھاری اولادیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو لوگ ایسا کریں گے، وہی گھاٹا پانے والے ہوں گے۔

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝۱۱

اور (اے مومنو!) جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے موت آنے سے پہلے خرچ کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ (جب موت آئے تو خرچ نہ کرنے والے کو) کہنا پڑے کہ اے میرے رب! تُو نے مجھے کیوں تھوڑی سی ڈھیل نہیں دی تا کہ میں اس (ڈھیل) میں کچھ صدقہ کرلیتا اور نیک بن جاتا۔

وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۝۱۲ ع

لیکن جب کسی نفس کی موت آجاتی ہے تو اللہ اسے ڈھیل نہیں دیا کرتا، اور اللہ تمھارے اعمال سے واقف ہے۔

---

[1] عبداللہ ابن ابی ابن سلول نے جو منافقوں کا سردار تھا غزوۂ مصطلق کے موقعہ پر مسلمانوں کو لڑوانے کے لیے یہ کہا تھا مگر اس کے بیٹے کو جو مخلص مومن تھا اس واقعہ کا علم ہوگیا۔ جب لشکر واپس مدینہ لوٹا۔ تو وہ دوڑ کر مدینہ کے دروازہ کے آگے کھڑا ہوگیا۔ اور اس نے تلوار نکال لی۔ اور باپ سے کہا کہ اُونٹ سے اُتر آ۔ اور سب مدینہ والوں کے سامنے بلند آواز سے کہہ کہ مدینہ کے سب سے معزز آدمی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سب سے ذلیل میں ہوں۔ جب تک یہ نہ کہو گے۔ مدینہ میں داخل نہ ہو سکو گے اور اگر کوشش کرو گے تو تمھارا سر کاٹ دونگا۔ عبداللہ ڈر گیا۔ اور سب کے سامنے اس نے یہ بات کہی۔ تب بیٹے نے اُسے مدینہ میں داخل ہونے دیا۔ (السیرۃ الحلبیہ)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ
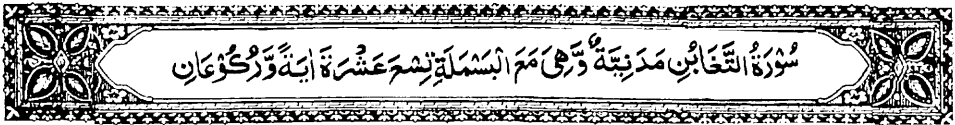
سورۂ تغابن - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی انیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ بادشاہت بھی اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳﴾

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ پس تم میں سے کوئی تو کافر بن جاتا ہے اور کوئی مومن بن جاتا ہے۔ اور اللہ تمھارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴﴾

آسمانوں اور زمین کو اس نے ایک خاص غرض کے ماتحت پیدا کیا ہے اور اسی نے تمھاری صورتیں بنائی ہیں اور تمھاری صورتوں کو بہت اچھا بنایا ہے اور اسی کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسے جانتا ہے۔ اور اس عمل کو بھی جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶﴾

کیا تم کو اپنے سے پہلے کافروں کی خبریں نہیں پہنچیں! انھوں نے اپنے اعمال کی سزا بھگتی اور ان کے لیے دردناک عذاب (مقدر) ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۷﴾

یہ اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول دلائل لیکر آتے رہے مگر وہ یہی جواب دیتے رہے کہ کیا انسانی شکل میں آنیوالے لوگ ہی ہم کو ہدایت دینگے (اگر ہدایت دینی ہوتی تو فرشتے آسمان سے اترتے) سو انھوں نے کفر کیا اور پیٹھ پھیر لی۔ اور اللہ نے بھی ان کے ایمان سے بے نیازی ظاہر کی اور اللہ ہر ایک سے بے احتیاج (اور) بڑی تعریفوں کا مستحق ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلَى

کافر خیال کرتے ہیں کہ کبھی بھی وہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے جائیں گے تو کہہ دے جس طرح تم خیال کرتے ہو۔ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ مجھ کو اپنے رب کی

اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۸﴾

قسم تم کو زندہ کرکے اُٹھایا جائیگا، پھر تم کو تمھارے اعمال سے واقف کیا جائے گا اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۹﴾

پس اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور (یعنی قرآن) پر بھی جو ہم نے اتارا ہے اور اللہ تمھارے اعمال سے خبردار ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰﴾

جس دن تم سب کو اکٹھا کرنے کے دن (یعنی قیامت کے دن زندہ کرکے) جمع کرے گا، یہ ہار جیت کے فیصلہ کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ بھی اس کی بدیوں کو ڈھانپ دیتا ہے اور اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرتا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ کے لیے اُن میں رہتے چلے جائیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۱﴾

اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ دوزخی ہیں (اور) وہ دوزخ میں رہتے چلے جائیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

کوئی مصیبت نہیں آتی، مگر اللہ کے حکم سے۔ اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے، وہ اس کے دل کو کامیابی کے طریقوں کی طرف پھیر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۳﴾

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تم پھر جاؤ، تو ہمارے رسول پر صرف کھول کر بات پہنچا دینا ہی فرض ہے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۴﴾

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵﴾

اے مومنو! تمھاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض ایسے ہیں جو تمھارے دشمن ہیں۔ پس اُن سے ہوشیار رہو اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگذر کرو، اور معاف کرو[1]۔ تو اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ

تمھارے مال اور تمھاری اولادیں صرف ایک آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

---

[1] عَفو ۔ صَفح اور مَغفرۃ بظاہر ہم معنے لفظ ہیں۔ لیکن درحقیقت ان کے معنوں میں فرق ہے۔ عَفو ایسے معاف کرنے کو کہتے ہیں جس میں دل سے معاف کیا جائے اور صَفح اس معاف کرنے کو کہتے ہیں جس میں سزا دینے سے گریز کیا جائے اور غُفران ایسی معافی کو کہتے ہیں جس میں گنہگار کے گناہ کا کبھی لوگوں سے ذکر نہ کیا جائے اور اس طرح گناہ کی بالکل پردہ پوشی کر دی جائے۔

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ⑮	اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔
فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯	پس جتنا ہو سکے اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور اُس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو، اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو۔ یہ تمھاری جانوں کے لیے بہتر ہوگا اور جو لوگ اپنے دل کے بُخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۙ⑰	اگر تم اللہ کے لیے اپنے مالوں میں سے ایک اچھا حصّہ کاٹ کر الگ کر دو، تو وہ اس حصّہ کو تمھارے لیے بڑھائے گا اور تمھارے لیے بخشش کے سامان پیدا کریگا اور اللہ بہت قدر دان (اور ہر بات کو سمجھنے والا) ہے۔
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑱ ع۲	وہ حاضر اور غائب کو جانتا ہے اور غالب (اور حکمت والا) ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ طلاق۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیرہ آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ②

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ڛ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ ③

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ④

وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اے نبی! (اور اس کے ماننے والو) جب تم بیویوں کو طلاق دو تو ان کو مقررہ وقت[1][2] کے مطابق طلاق دو اور (طلاق کے بعد) وقت کا اندازہ رکھو اور اللہ کا جو تمھارا رب ہے، تقویٰ اختیار کرو، ان کو اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اس کے کہ وہ ایک کھلے گناہ کی مرتکب ہوں[3]۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدوں کو توڑ دیتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے (اے طلاق دینے والے!) تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ اس واقعہ کے بعد کچھ اور ظاہر کرے۔

پھر جب عورتیں عدت کی آخری حد کو پہنچ جائیں تو انھیں مناسب طریق پر روک لو یا انھیں مناسب طریق پر فارغ کر دو۔ اور اپنے میں سے دو منصف گواہ مقرر کرو۔ اور خدا کے لیے سچّی گواہی دو۔ تم میں سے جو کوئی اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتا ہے اس کو یہ نصیحت کی جاتی ہے اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اُس کے لیے کوئی نہ کوئی رستہ نکال دے گا۔

اور اس کو وہاں سے رزق دیگا جہاں سے رزق آنے کا اُسے خیال بھی نہیں ہوگا اور جو کوئی اللہ پر توکّل کرتا ہے وہ (اللہ) اس کے لیے کافی ہے اللہ یقیناً اپنے مقصد کو پُورا کر کے چھوڑتا ہے اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر چھوڑا ہے۔

اور (تمھاری بیویوں میں سے) وہ (عورتیں) جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر

---

[1] خطاب میں لفظ نبی ہے، مگر مراد اُن کے ماننے والے ہیں۔ کیونکہ اتباع نبی کے ماتحت ہوتے ہیں۔

[2] یعنی غصّہ کی حالت میں طلاق نہ دو۔ بلکہ ایسے طہر میں طلاق دو جس سے پہلے صحبت نہ کی ہو۔ تا کہ سبب غصّہ دور ہو چکا ہو اور شہوت نے بھڑک کر محبت پیدا کر دی ہو۔ اور طلاق کی نوبت ہی نہ آئے۔

[3] مطلب یہ کہ اگر وہ نکلیں گی تو وہ ایک کھلے گناہ کی مرتکب ہوں گی۔

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۗ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۗ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۵

(اُن کی عدت کے متعلق تمھیں شبہ ہو تو اُن کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح اُن کی بھی جن کو حیض نہیں آرہا[1]۔ اور جن عورتوں کو حمل ہو ان کی عدت وضعِ حمل تک ہے اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اللہ ضرور اس کے معاملہ میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۗ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝۶

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمھاری طرف اُتارا ہے اور جو کوئی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے وہ (خدا) اس کی بدیاں مٹا دیتا ہے اور اس کے اجر کو بڑھا دیتا ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۤرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۗ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝۷

(اے مسلمانو! مطلقہ عورتوں کے حق کو نہ بھولو) اُن کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی طاقت کے مطابق رہتے ہو۔ اور ان کو کسی قسم کا ضرر نہ دو اس لیے کہ اُن کو تنگ کرکے گھر سے نکال دو۔ اور اگر وہ حمل والی ہوں، تو اس وقت تک ان پر خرچ کرو جب تک وضعِ حمل ہو جائے اور اگر وہ تمھارے لیے بچّوں کو دودھ پلائیں، تو اُن کو معقول اُجرت دو اور اس کا فیصلہ حسبِ دستور باہمی مشورہ سے کرو۔ اور اگر آپس میں کسی فیصلہ پر اکٹھے نہ ہو سکو تو کوئی اور عورت اس بچّے کو دودھ پلائے۔

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۗ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۗ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۗ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۸ ع

چاہیئے کہ مالدار مرد (دودھ پلانے والی عورت پر) اپنی طاقت کے مطابق خرچ کرے۔ اور جو مالدار نہیں ہے، وہ اللہ کے دیئے کے مطابق خرچ کرے اللہ کسی نفس کو ایسے احکام نہیں دیتا جو اس کی طاقت سے بڑھ کر ہوں بلکہ ایسے ہی احکام دیتا ہے جن کے پورا کرنے کی توفیق بھی اُن کو بخشی ہو چنانچہ اگر کوئی شخص خدا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے دودھ پلانے والی عورت کی مزدوری صحیح طور پر دیگا تو اگر وہ تنگی کی حالت میں بھی ہے تو اللہ اس کے بعد اس کے لیے فراخی کی حالت پیدا کردے گا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۹

اور بہت سی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے ربّ کے حکم کا اور رسولوں کا انکار کیا اس پر ہم نے انھیں بڑی سختی سے حساب لیا اور اُن پر بڑا عذاب نازل کیا۔

فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۱۰

اور انھوں نے اپنے کیے کی سزا بھگت لی ۔ اور اُن کا انجام گھاٹا ہی نکلا۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي

ایسے لوگوں کے لیے اللہ نے سخت عذاب مقرر کیا ہے پس اے مومنوں میں سے

[1] یعنی اس وقت حیض رُک چکا ہے یا آیا ہی نہیں، جیسا کہ بعض عورتوں کو بیماری ہوتی ہے۔

الْاَلْبَابِ ۚۖ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ⑪

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑫

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۗ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑬ ع ۱۸

عقلمندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ نے تمھارے لیے شرف کا سامان یعنی رسول اُتارا ہے جو تم کو اللہ کی ایسی آیات سُناتا ہے جو (ہر نیکی اور بدی کو) کھول دیتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے[1] کہ مومن لوگ جو اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں، وہ اندھیروں سے نکل کر نُور میں آجاتے ہیں اور جو بھی اللہ پر ایمان لائے، اور اس کے مطابق عمل کرے وہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اللہ نے ایسے شخص کو بڑی پسندیدہ روزی عطا فرمائی ہے۔

اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے ہیں اور زمینیں[2] بھی آسمانوں کے عدد کے مطابق (پیدا کی ہیں ان آسمانوں اور ان زمینوں) کے درمیان اس کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے[3]۔

اور اسی طرح اللہ ہر چیز کا علم سے احاطہ کیے ہوئے ہے[4]۔

[1] یہاں لام عاقبت ہے۔

[2] اس جگہ اَرض اسم جنس کے طور پر استعمال ہُوا ہے جو مفرد اور جمع دونوں معنے دیتا ہے۔ اس لیے ہم نے زمینیں ترجمہ کیا ہے "زمین" ترجمہ نہیں کیا۔

[3] خواہ تم گمراہی میں کتنا بھی بڑھ جاؤ۔ پھر بھی وہ اپنی ہدایت بھیج کر تم کو واپس لا سکتا ہے۔

[4] یعنی جب خدائی تعلیم آتی ہے تو ہر انسان کی اندرونی "قابلیت" کے مطابق آتی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تمام قوتوں کا اپنے علم کے ذریعہ سے احاطہ کیا ہُوا ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۃ تحریم، یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیرہ آیتیں ہیں اور دُو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ②

اے نبی! تو اس (چیز) کو کیوں حرام[1] کرتا ہے جس کو اللہ نے تیرے لیے حلال کیا ہے تو اپنی بیویوں کی خوشی چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بے انتہا کرم کرنے والا ہے۔

قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ③

اللہ نے تم پر ایسی قسموں کے کھولنے کو واجب کیا ہے (جن سے فتنہ پیدا ہو) اور اللہ تمھارا آقا ہے اور وہ بہت جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ④

اور یاد کرو جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک سے ایک مخفی بات کہی۔ پھر جب اس نے وہ بات کسی کو بتا دی اور اللہ نے اس (کمزوری) کی خبر اس (یعنی نبی) کو دے دی، تو اُس نے (بات کا) کچھ حصّہ بیوی کو بتا دیا اور کچھ حصّہ سے پردہ پوشی کی۔ پھر جب اس نے امر واقعہ کی خبر اس (بیوی) کو دی تو اس نے کہا کہ آپ کو یہ خبر کس نے دی ہے اِس پر اُس (یعنی نبی) نے کہا کہ مجھے بڑے علم والے (اور) واقف کار خدا نے خبر دی ہے۔

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَ

پھر اس نے کہا کہ اے دونوں بیویو! اگر تم اپنی غلطی پر اللہ سے توبہ کرو تو تم دونوں کے دل تو پہلے ہی اس بات کی طرف جھکے[2] ہوئے ہیں (اور توبہ کے لیے تیار ہیں) اور اگر تم

---

[1] رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ ایک بیوی نے جس کے گھر باری تھی شہد کا شربت پلایا جو آپ کو پسند تھا۔ اس وجہ سے آپ دیر تک اس کے ہاں ٹھہرے۔ دوسری بیویوں کو یہ بُرا لگا۔ ایک بیوی نے جسے شاید شہد پسند نہ تھا، آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ کے مُنہ سے بُو آتی ہے۔ آپ بہت نازک طبع تھے۔ آپ نے دل میں عہد کیا کہ آئندہ شہد نہ پئیں گے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور کہا گیا کہ شہد کو خدا تعالیٰ نے اچھا قرار دیا ہے۔ کسی بیوی کی خاطر اُس کا ترک بُری بات ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی بہت گندی تفسیر کی ہے یعنی یہ کہ آپ نے حضرت ماریہؓ سے جو آپ کی لونڈی تھی صحبت کی اور پھر یہ بات ایک بیوی سے عہد لیکر بتا دی۔ اس نے دوسری بیویوں کو بتا دیا اور یہ بات پھیل گئی۔ یہ سب قصّہ غلط ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کرنے کے لیے گھڑا گیا ہے۔ صحیح واقعہ وہی ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ آپ نے ایک بیوی کے ہاں شہد پیا اور دوسری بیوی کو دیر کی وجہ بتائی۔ اس پر اس نے اور اس کی کسی سہیلی نے سمجھا کہ شہد تو بعض دفعہ بُودار بوٹیوں کا بھی ہوتا ہے آپ سے کہنا چاہیئے کہ شہد سے بعض دفعہ بُو آتی ہے اس سے آپ اس بیوی کے ہاں زیادہ جانا چھوڑ دیں گے اسی واقعہ کا اس جگہ ذکر ہے (فتح البیان جلد ۹)

[2] مفسرین نے پھر یہاں غلطی کی ہے اور معنے یہ کیے ہیں کہ تمھارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تمھارے دل پہلے ہی توبہ کی طرف مائل ہیں لغت میں لکھا ہے کہ صَغٰی اِلَیْهِ کے معنے ہیں مَالَ (مفردات) پس فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کے معنے یہی ہو سکتے ہیں کہ تمھارے دل تو (باقی اگلے صفحہ پر)

صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۵﴾

دونوں ایک دوسرے کی پشت پناہی کے لیے کھڑی ہو جاؤ تو یاد رکھو کہ اللہ اس رسول کا دوست ہے، اسی طرح جبریل اور سب مومن اور علاوہ اس کے فرشتے بھی نبی کی پشت پر ہیں۔

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۶﴾

اس کے رب کے لیے بالکل ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدے تو وہ تم سے زیادہ اچھی بیویاں بدل کر اس کو دیدے جو مسلمان بھی ہوں مومن بھی ہوں فرمانبردار بھی ہوں توبہ کرنے والی، عبادت کرنے والی، روزہ رکھنے والی بیوہ بھی ہوں اور کنواریاں بھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۷﴾

اے مومنو! اپنے اہل کو بھی اور اپنی جانوں کو بھی دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن خاص لوگ (یعنی کافر) ہونگے اور اسی طرح پتھر [1] (جن سے بت بنے) اس (دوزخ) پر ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو کسی کی منّت سماجت سننے والے نہیں بلکہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں بڑے سخت ہیں اور اللہ نے ان کو جو حکم دیا ہے اس کی وہ نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ کہا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸﴾ ع ۱۹

اے کافرو! آج عذر نہ کرو۔ تم کو تمھارے اعمال کے مطابق جزا ملے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ

اے مومنو! اللہ کی طرف خالص طور پر رجوع کرو (منافقت کی کوئی ملاوٹ نہ ہو) کوئی تعجب نہیں کہ تمھارا رب تمھاری بدیوں کو مٹا دے اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اس دن جس دن اللہ اپنے نبی کو رسوا نہیں کریگا اور نہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں ان کا نور ان کے آگے آگے بھی بھاگتا جائے گا اور دائیں پہلو کے ساتھ ساتھ بھی، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارا نور ہمارے فائدہ کے لیے [2] پورا کردے اور ہمیں

(بقیہ صفحہ ۷۵۵) توبہ کی طرف پہلے ہی مائل ہیں۔ نہ معلوم مفسرین کو یہ کیوں شوق ہوا کہ ازواج مطہرات کو جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرما چکا ہے کہ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب) گندہ قرار دیں۔ شاید کسی شیعہ نے تفسیروں میں یہ بات لکھ دی ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت صرف حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی رض اور آپ کے بچے ہیں۔ بیویاں اہل بیت نہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ کی بیوی کو اہل بیت قرار دیا ہے۔

[1] سوال ہو سکتا ہے کہ بتوں کو آگ میں ڈالنے کی کیا غرض ہے وہ تو بے جان ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گو وہ بے جان ہیں مگر کفار تو ان کو خدائی صفات دیتے تھے۔ ان کو جہنم میں ڈالنے سے کفار پر ان کے عقیدہ کی غلطی ثابت ہوتی تھی۔ اور بتوں پر کوئی ظلم نہ تھا۔ کیونکہ وہ بے جان ہیں۔

[2] لام عربی میں فائدہ کے معنے ادا کرنے کے لیے آتا ہے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اے ہمارے رب ہمارا نور ہمارے فائدہ کے لیے پورا کردے۔

لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾

معاف فرما، تو ہر چیز پر قادر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾

اے نبی! کافروں اور منافقوں کے خلاف خوب تبلیغ کر اور اُن کا کوئی اثر قبول نہ کر[1]، اور (سمجھ لے کہ) اُن کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ کافروں کی حالت نوح اور لُوط کی بیویوں کی مانند بیان کرتا ہے - وہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں[2]۔ مگر اُن دونوں نے ان دونوں (بندوں) کی خیانت کی تھی اور وہ دونوں الٰہی عذاب کے وقت ان (بیویوں) کے کسی کام نہ آسکے[3]۔ اور ان دونوں عورتوں سے کہا گیا تھا کہ جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾

اور مومنوں کی حالت اللہ فرعون کی بیوی کی مانند بیان کرتا ہے جبکہ اس نے اپنے ربّ سے کہا، کہ اے خدا! تو اپنے پاس ایک گھر جنت میں میرے لیے بھی بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کی بداعمالیوں سے بچا اور اسی طرح (اُس کی) ظالم قوم سے نجات دے۔

---

[1] غِلْظَةٌ کے معنے ایسی سختی کے ہوتے ہیں جس میں کوئی چیز گھُس نہ سکے۔ پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کفار کا کوئی اثر قبول نہ کر۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ ان کے کفر کی باتیں قبول نہ کر۔ کیونکہ ان کا قبول کرنا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ناممکن تھا۔ اثر قبول کرنے سے یہی مراد ہو سکتا ہے کہ اگر کسی وقت وہ حملہ کریں تو دل میں یہ خیال نہ کر کہ ایسا نہ ہو کہ اسلامی ملک کو یہ نقصان پہنچائیں یا اسلام کی ترقی میں روک بن جائیں۔ کیونکہ ان کو ہم نے اپنے قابو میں کیا ہوا ہے اور تیرے قابو میں بھی کر دیا ہے اور ان کے لیے تباہی مقدر ہے۔ پس یہ ممکن ہی نہیں کہ اگر عارضی طور پر ان کو کوئی ترقی ملے بھی تو اس کے نتیجہ میں یہ مسلمانوں کو کوئی نقصان پہنچا سکیں۔

[2] قرآن مجید میں تَحْتَ کا لفظ آتا ہے جس کے معنے نیچے کے ہیں۔ مگر عربی محاورہ کے مطابق عورت کے مرد کے ماتحت ہونے کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ اس کی بیوی تھی۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ کَانَتَا تَحْتَهُمَا وہ ان دونوں کے ماتحت تھیں بلکہ یہ کہا ہے کہ وہ ہمارے دو بندوں کے ماتحت تھیں اور جو خدا کا بندہ ہو وہ کسی قسم کا ظلم نہیں کر سکتا۔ پس ان الفاظ سے بتا دیا ہے کہ گو وہ عورتیں نوحؑ اور لوطؑ کے ماتحت تھیں مگر پھر بھی وہ ماتحتی مجبوری کی نہیں تھی بلکہ ارادت اور عقیدت کی تھی۔

[3] یعنی خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر انسان سے انفرادی ہوتا ہے۔ اگر کوئی نیک بندہ ہو تو وہ اپنا ہی بوجھ اُٹھا سکتا ہے دوسرے کا نہیں اٹھا سکتا۔ بلکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں کوئی بدی کریں گی تو اُن کو دُگنا عذاب ملیگا (احزاب ع ۴) پس نیک آدمی کی بیوی بننے سے عورت کسی رعایت کی مستحق نہیں ہوتی بلکہ اس کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۳﴾ ع۲

اور پھر اللہ مومنوں کی حالت مریم کی طرح بیان کرتا ہے جو عمران[۱] کی بیٹی تھی جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا[۲] اور اُس نے اس کلام کی جو اس کے ربّ نے اس پر نازل کیا تھا تصدیق کر دی تھی[۳] اور اس (خدا) کی کتابوں پر بھی ایمان لائی تھی[۴] اور (ہوتے ہوتے ایسی حالت پکڑ لی تھی کہ) اس نے فرمانبرداروں کا مقام حاصل کر لیا تھا[۵]۔

---

[۱] لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ عمرانؑ تو موسیٰؑ کے والد تھے، اور حضرت مریمؑ اُن سے ڈیڑھ ہزار سال بعد پیدا ہوئی تھیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے بھیجنے والے کو تاریخ کا بھی علم نہیں تھا، مگر یہ اعتراض بے عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خود اسی قسم کا اعتراض کیا گیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ ہر قوم میں یہ رواج ہے کہ اپنے بڑے آدمیوں کا نام تبرک کے طور پر رکھتے ہیں پس مریم کے باپ کا بھی اگر اس کے باپ نے تبرک کے طور پر عمران نام رکھ دیا ہو تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

[۲] لوگ کہتے ہیں کہ مسیحؑ روح ہے کیونکہ وہ مریمؑ کے پیٹ میں ڈالا گیا تھا۔ لیکن یہ ناسمجھی کی بات ہے روح کے معنے جیسا کہ ہم پہلے سے لکھ چکے ہیں کلام کے بھی ہوتے ہیں۔ پس اس کے محض یہ معنے ہیں کہ ہم نے مریمؑ پر اپنا کلام نازل کیا تھا اور اس کو الہام کے ذریعہ سے مسیحؑ کی پیدائش کی خبر دی تھی۔

[۳] یعنی اس بات پر ایمان لائی تھی کہ واقعہ میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بیٹا دیا جانے والا ہے۔

[۴] یعنی مسیحؑ کے متعلق جو پیشگوئیاں پُرانی کتابوں میں پائی جاتی تھیں، مریمؑ صرف اپنی وحی کے ذریعہ سے اُن پر ایمان نہیں لائی، بلکہ ان کتابوں کی پیشگوئیوں کے ذریعہ بھی ایمان لائی۔

[۵] کَانَتْ کا صیغہ مؤنث کا ہے مگر مِنَ الْقٰنِتِیْنَ میں قَانِتٌ مذکر آیا ہے جس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ وہ عورت ذات فرمانبرداروں میں شامل ہو گئی۔ یعنی اس کو ترقی دیتے دیتے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام دے دیا، جو کامل مردوں کو حاصل ہوتا ہے یہ ایک پیشگوئی تھی کہ آئندہ زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا آدمی ظاہر ہو گا جس کو پہلے مریم کا نام دیا جائے گا اور پھر ترقی کرتے کرتے اس کو عیسیٰ کا نام دیا جائے گا۔ جو مردِ کامل تھا۔

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ
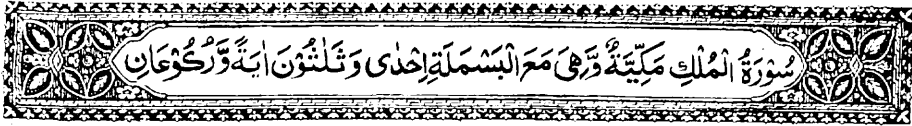
سورۃ ملک - یہ سورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ②

بہت برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضہ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر ایک ارادہ کے پُورا کرنے پر قادر ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ③

اس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا عمل کرنے والا ہے۔ اور وہ غالب (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ④

وہی ہے جس نے سات آسمان درجہ بدرجہ بنائے ہیں (اور) تُو رحمٰن (خدا) کی پیدائش میں کوئی رخنہ نہیں دیکھتا۔ اور تو اپنی آنکھ کو (ادھر اُدھر) پھیر کر اچھی طرح سے دیکھ لے کیا تجھے (خدا کی مخلوق میں کسی جگہ بھی) کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ⑤

پھر بار بار نظر کو چکر دے، وہ آخر تیری طرف ناکام ہو کر لوٹ آئے گی، اور وہ تھکی ہوئی ہوگی (اور کوئی رخنہ نظر نہ آئے گا)۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑥

اور ہم نے نچلے آسمان کو چراغوں کے ساتھ زینت دی ہے اور ان (چراغوں) کو شیطانوں کے لیے پتھراؤ کا باعث بنایا ہے اور ہم نے ان (شیطانوں) کے لیے ایک بھڑکنے والا عذاب مقرر کیا ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑦

اور جنھوں نے اپنے ربّ کا انکار کیا ہے انھیں جہنّم کا عذاب پہنچے گا اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ⑧

جب وہ اس (جہنم) میں ڈالے جائیں گے تو وہ اس میں اس کی ایک بڑی چیخ[1] سنیں گے (جیسے گدھے کے رینگنے کی آواز) اور وہ (جہنّم بڑے) جوش میں ہوگی۔

---

[1] یہاں سَمِعُوْا لَهَا کے الفاظ ہیں اور لام ملکیّت کے لیے بھی آتا ہے اور یہی معنے ہم نے کیے ہیں، یعنی وہ چیخ جہنم کی ہوگی جس میں سے شدّت گرمی کی وجہ سے آوازیں نکلتی ہوں گی۔ جیسا کہ تیز گرمی ہو جائے تو تنور میں سے آواز نکلنے لگ جاتی ہے۔

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۹﴾

قریب ہوگا کہ وہ غصّہ کے مارے پھٹ پڑے جب بھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی، اس (جہنّم) کے دربان ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا۔

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ﴿۱۰﴾

وہ کہیں گے، ہاں ہمارے پاس نبی ضرور آیا تھا پر ہم نے اُسے جھٹلا دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اللہ نے کچھ بھی نہیں اتارا (سب تمہارا جھوٹ ہے) تم ایک کھلی گمراہی میں مبتلا ہو (اور اپنے خیالات کو الہام سمجھتے ہو)

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾

اور اُن لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم سُننے کی طاقت رکھتے یا عقل رکھتے تو کبھی دوزخی نہ بنتے۔

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

پس انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا، سو (اے فرشتو!) دوزخیوں کے لیے لعنت مقدر[1] کردو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

یقیناً وہ لوگ جو کہ اپنے ربّ سے علیٰحدگی میں ڈرتے ہیں، ان کو مغفرت اور بڑا اجر ملے گا۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۴﴾

اور (اے لوگو) تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو، وہ (خدا) دلوں کی بات کو بھی خوب جانتا ہے۔

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۵﴾ ع

کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہو وہی اندر کے حال نہ جانے، حالانکہ وہ مخفی سے مخفی رازوں کا واقف اور بہت خبردار ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۶﴾

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو رہنے کے قابل بنایا ہے پس اسکی وادیوں میں جدھر چاہو جاؤ اور اس (خدا) کے رزق سے کھاؤ اور اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔

ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿۱۷﴾

کیا تم آسمان میں رہنے والی ہستی سے اس بات سے امن میں آگئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کردے اور تم دیکھ لو کہ وہ (زمین) چکر کھا رہی ہے (اور تم تباہی کے قریب ہو)

اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿۱۸﴾

کیا آسمان میں رہنے والی ہستی سے تم اس بات سے امن میں آگئے، کہ وہ تم پر پتھروں کا مینہ برسادے، سو (جس شکل میں بھی میرا غضب نازل ہوگا) تم جان لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا سخت تھا۔

---

[1] لعنت سُحْقًا کا ترجمہ ہے اور سُحْقًا مفعولِ مطلق ہے جس سے پہلے ایک فعل محذوف نکالنا نحو کے لحاظ سے ضروری ہے۔ اس کی وجہ سے ہم نے "مقدر کردو" کے الفاظ ترجمہ درست کرنے کے لیے محذوف نکالے ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۹﴾

اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ پھر (انہوں نے دیکھا یا نہ دیکھا کہ) میرا عذاب کیسا سخت تھا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۰﴾

کیا انھوں نے اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ وہ صفوں کی صورت میں اُڑ رہے ہیں اور کبھی اپنے پر سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمٰن (خدا) ہی اُن کو روکتا ہے[له] وہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۱﴾

کیا وہ لوگ جو تمھارا لشکر کہلاتے ہیں، رحمٰن (خدا) کے مقابلہ میں تمھاری مدد کر سکیں گے؟ کافر تو صرف دھوکے میں مبتلا ہیں۔

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿۲۲﴾

کیا وہ ہستی جو تمہیں رزق دیتی ہے اگر اپنے رزق کو روک لے (تو کوئی ہے جو تم کو رزق دے؟) حقیقت یہ ہے کہ وہ سرکشی اور حق سے دور بھاگنے (کی عادت) میں بڑھ گئے ہیں۔

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۳﴾

کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے ہدایت میں اس کے برابر ہو سکتا ہے جو سیدھا چلتا ہے؟ (اور ہے بھی سیدھے راستہ پر۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴﴾

تو کہہ دے کہ وہ خدا ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں مگر تم بالکل شکر نہیں کرتے۔

قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

تو کہہ دے کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف تم زندہ کر کے پھر لے جائے جاؤ گے۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہو گا۔

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۷﴾

تو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے اور میں تو صرف ایک کھول کھول کر ہوشیار کر دینے والا (شخص) ہوں۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور جب وہ اس (موعود عذاب) کو قریب آتا دیکھیں گے تو کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جسکو تم بار بار بلا رہے تھے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ

تو کہہ دے، مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک

له یعنی زلزلوں سے اور بیماریوں سے اس نے تم کو محفوظ کیا ہوا ہے۔ ورنہ پرندے آسمان پر اڑتے ہوئے انتظار کر رہے ہیں کہ تم پر عذاب آئے اور وہ جھپٹ کر تمھاری لاشیں کھائیں۔

رَحِمَنَا ۙ فَمَنۡ یُّجِیۡرُ الۡکٰفِرِیۡنَ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۹﴾ کردے یا ہم پر رحم کردے تو بھی کافروں[1] کو دردناک عذاب[2] سے کون پناہ دے گا۔

قُلۡ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِہٖ وَ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡنَا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ تو کہہ دے کہ رحمٰن (خدا) کے سوا کوئی نہیں۔ ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اسی پر توکل کیا ہے پس تم جلدی جان لوگے کہ کون کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ ﴿۳۱﴾ ع ۲ تو یہ بھی کہہ دے کہ مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر تمہارا پانی زمین کی گہرائی میں غائب ہو جائے تو بہنے والا پانی تمہارے لیے خدا کے سوا کون لائے گا۔
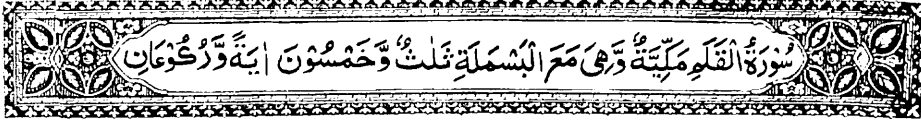
سُوۡرَۃُ الۡقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ مَعَ الۡبَسۡمَلَۃِ ثَلٰثٌ وَّ خَمۡسُوۡنَ اٰیَۃً وَّ رُکُوۡعَانِ

سورۃ قلم۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ترپن آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ ﴿۲﴾ (ہم) قلم اور دوات کو اور اس کو جو اُن (کے ذریعہ) سے لکھا جاتا ہے شہادت کے طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں[3]

مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۳﴾ کہ تو اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔

وَ اِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۴﴾ اور تجھے خدا کی طرف[4] سے ایک ایسا بدلہ ملے گا جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۵﴾ (اس کے علاوہ ہم یہ بھی قسم کھاتے ہیں کہ) تو (اپنی تعلیم اور عمل میں) نہایت اعلیٰ[5] درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔

---

[1] یعنی ہمارے مرنے کے بعد بھی کافروں پر عذاب آیا، تو ہمارے مرنے سے ان کو کیا فائدہ ہوگا۔

[2] ایک روسی پروفیسر جو اٹیمک تجربوں پر مقرر تھا مجھے ملنے آیا تو میں نے اس سے یہی سوال کیا کہ امریکہ نے بھی بم بنائے اور تم نے بھی بنائے اس سے دونوں قوموں کو کیا فائدہ پہنچا۔ اگر امریکہ نے روس تباہ کر دیا یا روس نے امریکہ تو اس سے دونوں قوموں کو کیا خوشی ہوگی؟ اس نے یہی جواب دیا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بم استعمال نہ ہوں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ [3] قرآن مجید میں جس قدر قسمیں ہیں درحقیقت ان چیزوں کی گواہی پیش کرنے کے لیے ہیں۔ یہاں بھی یہی مراد ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قلم اور دوات اور سب علوم جو اُن سے لکھے جاتے ہیں اس پر گواہ ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون نہیں ہیں۔

[4] یہ دوسری شہادت دی ہے کہ مجنون کے کام تو بغیر بدلہ کے رہتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو وہ بدلہ ملے گا جو قیامت تک قائم رہیگا اور کبھی نہ گھٹے گا۔ یعنی اگر کبھی مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے اس میں ضعف پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے نائب کھڑے کر دیگا جو پھر اسلام کو اپنی اصلی شان کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔

[5] یہ تیسری شہادت آپ کے مجنون نہ ہونے کی بیان کی اور فرمایا کہ مجنون تو لغو کام کرتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین اخلاق دکھاتے ہیں پھر ان کو پاگل کس طرح کہا جاتا ہے۔

فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ ۝۵

پس جلد تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے (کہ[1] الٰہی مدد سے تو محروم رہتا ہے کہ وہ) ۔

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶

اور (ان کو پتہ لگ جائے گا کہ تم دونوں میں سے کون گمراہ ہے ۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷

تیرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے ، جو اس کے رستہ سے بھٹک گیا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہے ۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸

(اور جب تُو خدا کی ہدایت پر قائم ہے اور تیرے منکر تباہ ہونے والے ہیں تو) تو اُن منکروں کی بات نہ مان ۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹

یہ (کفار) خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی (اپنے طریق میں کچھ) نرمی کریں ۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰

اور تو اس کی بات کبھی نہ مان جو قسمیں کھاتا ہے (لیکن خدا کی طرف سے مدد نہ ملنے کے باعث) وہ ذلیل[2] (کا ذلیل ہی) رہتا ہے ۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱

جس کو (نیکوں پر) طعنہ کرنے اور (ان کی) چغلیاں کرنے کی عادت ہے ۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲

جو لوگوں کو نیکیوں سے روکنے والا ، حد سے تجاوز کرنے والا اور گناہ گار ہے ۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝۱۳

وہ بدلگام[3] بھی ہے اور خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھنے والا بھی[4] ۔

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ۝۱۴

صرف اس وجہ سے کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کی اولاد اور ساتھی بہت ہیں

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵

جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں ۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶

ہم جلدی اس کی ناک پر داغ لگائیں گے (اور اس کو اپنی مدد سے محروم کر دیں گے)

---

[1] یہ چوتھی شہادت دی کہ آپ پاگل نہیں اور فرمایا کہ کیا پاگل کو بھی خدا کی مدد ملتی ہے ؟ پس اگر محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انجام ایسا ہوا کہ دشمن اور دوست نے اس کو غیر معمولی قرار دیا تو اُسے پاگل کہنے والا پاگل ہوگا یا وہ ؟

[2] یعنی گواہی کا طریق عقل اور شریعت نے مقرر کر دیا ہے ۔ جو شخص خلافِ عقل طور پر اپنی بات کو سچا بنانے کے لیے قسمیں کھاتا ہے لیکن خدا کا فعل اسے ذلیل ہی کرتا جاتا ہے وہ لاکھ قسمیں کھائے اس کی بات کو نہیں ماننا چاہیئے ۔

[3] عُتُلٍّ کے معنے لُغت میں سخت کلامی کرنے والے کے لکھے ہیں (اقرب) ہم نے اس جگہ بدلگام کا لفظ استعمال کیا ہے جو چھوٹا لفظ ہے اور وہی معنے دیتا ہے ۔

[4] قرآن مجید میں زَنِيْمٍ کا لفظ ہے جس کے معنے ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے (مفردات) ہم نے اس کا ترجمہ "خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھتا ہے" کیا ہے ۔ یعنی ہے تو وہ خدا کا مگر اپنے آپ کو منسوب بتوں کی طرف کرتا ہے ۔

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾

ہم نے ان دشمنوں کو ایسے ہی ابتلا میں ڈالا ہے جس ابتلا میں ان باغوں والے[1] لوگوں کو ڈالا تھا جنھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قسمیں کھا کر کہا تھا کہ ہم صبح جا کر اپنے باغ کے پھل توڑیں گے۔

وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾

اور خدا کا نام نہ لیا تھا۔

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾

نتیجہ یہ ہوا کہ رات کو اُنکے باغ پر تیرے رب کا عذاب نازل ہوگیا جبکہ وہ سو رہے تھے۔

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾

جب صبح کے وقت دیکھا گیا تو وہ باغ ایسا ہی ہوگیا جیسے کٹا ہوا تھا۔

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾

چنانچہ صبح ہی صبح انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو بلایا اور کہا کہ

اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾

اگر تمھاری نیت باغ کا پھل کاٹنے کی ہے تو اسی وقت اپنے باغ کی طرف چلو۔

فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾

چنانچہ وہ چلے گئے اور وہ آہستہ آہستہ یہ کہتے جاتے تھے۔

اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾

کہ آج تمھاری موجودگی میں کوئی مسکین باغ میں داخل نہ ہو۔

وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾

اور صبح آنے سے پہلے وہ بُخل کا فیصلہ کر چکے تھے[3]۔

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾

پھر جب انھوں نے اس باغ کو دیکھا تو کہا ہم تو راستہ بھول آئے ہیں۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم (اپنے پھل سے) بالکل محروم ہوگئے ہیں۔

قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾

جو اُن میں سے اچھا آدمی تھا، اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے؟

قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

انھوں نے کہا ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے ہم ہی ظلم کرنے والے تھے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

پھر وہ ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتے ہوئے متوجہ ہوئے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾

اور کہنے لگے، ہم پر افسوس! ہم سرکش بن گئے۔

---

[1] اس جگہ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃ یعنی باغ والوں سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مکہ والے رشتہ دار ہیں جن کے لیے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی جنت اتاری تھی لیکن انھوں نے بجائے اس جنت سے فائدہ اُٹھانے کے لوگوں کو اس جنت سے محروم کرنے کی کوشش کرنی شروع کر دی اور آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ایسے وقت میں اس جنت میں چلو جب کوئی اور آنے والا نہ ہو۔ یہی مکہ والے کرتے تھے یعنی جو شخص آپ کی باتیں سننے آتا تھا اس کے کانوں میں رُوئی ڈال دیتے تھے۔ یا جب آپ باتیں کرتے تھے تو اس میں شور مچا دیتے تھے تاکہ کوئی سُنے نہیں اور اُن سے فائدہ نہ اُٹھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (حٰمٓ السجدۃ ع۴) یعنی جب کبھی وہ اس قرآن کو سنتے ہیں کافر ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم شور مچا دو تاکہ کوئی ان باتوں کو سُن نہ سکے۔ [2] یعنی ان کفار کا انجام اس باغ کی تمثیل کے مطابق ہوگا اور اپنے اعمال کے نتیجہ سے یہ محروم رہیں گے۔

[3] یعنی انھوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنا مال اپنے لیے روک کے رکھنے اور اس میں کسی کو شریک نہ بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

قریب ہے کہ (اگر ہم توبہ کریں تو) ہمارا رب اس سے بہتر (باغ) ہم کو دیدے ہم ضرور اپنے رب کی طرف جُھکیں گے۔[1]

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اسی طرح عذاب اُترا کرتا ہے اور اگر وہ جانیں تو آخرت کا عذاب دُنیا کے عذاب سے بہت بڑا ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾

متقیوں کے لیے اپنے ربّ کے پاس نعمت سے پُر باغات ہوں گے۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کے برابر سمجھ لیں گے؟

مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾

تمھیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾

کیا تمھارے پاس کوئی (الہامی) کتاب ہے جس میں یہ بات پڑھتے ہو۔

اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾

کہ تم جو کچھ پسند کرو گے تم کو ملے گا۔

اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾

یا کیا تم نے ہم سے کوئی قسمیہ وعدے لیے ہوئے ہیں جو قیامت تک جاری رہیں گے اور یہ کہ جو تم کہدو گے وہی تم کو مل جائے گا۔

سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾

ان سے ذرا پُوچھو تو کہ اس بات کا ان میں سے کون ذمہ دار ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾

کیا ان لوگوں کے حق میں خدا کے کوئی مزعومہ شریک ہیں؟ سو اگر وہ سچے ہیں تو اُن شریکوں کو پیش کریں۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾

جس دن مصیبت کا وقت آجائے گا اور اُن کو سجدہ کرنے کے لیے بُلایا جائے گا تو وہ سجدہ کی طاقت نہیں رکھیں گے۔

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

ان کی نظریں شرم سے جُھکی ہوں گی اور ذلّت ان کے چہروں پر برس رہی ہوگی اور ایک وہ وقت تھا کہ ان کو سجدوں کے لیے بلایا جاتا تھا اور ان کو کوئی بیماری نہیں تھی (مگر انھوں نے سجدہ سے انکار کیا پھر اب جبکہ شرک کا زنگ دیر تک اُن کے دل پر لگا رہا ہے یہ سجدہ کس طرح کر سکتے ہیں)

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾

پس تو مجھ کو اور ان کو جو اس کتاب کو جھٹلاتے ہیں، چھوڑ دے (خود سزا دینے کی فکر نہ کر) ہم اُن کو درجہ بدرجہ تباہی کی طرف ان طرفوں سے کھینچ لائیں گے جن کو وہ جانتے بھی نہیں۔

[1] یعنی انجام دیکھ کر مکّہ کے کچھ لوگ تائب ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کو انعام بھی ملے۔

وَ اُمۡلِیۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ﴿۴۵﴾ — اور میں اُن کو ڈھیل دؤنگا (یعنی تو اُن کی تباہی کی دُعا نہ کر) میری تدبیر بڑی مضبوط ہے (وہ آخر اُن کو تباہ کر کے رکھ دے گی)

اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ﴿ۚ۴۶﴾ — کیا تو اُن سے کوئی اجر مانگتا ہے اور وہ اِس چٹی کی وجہ سے بوجھ میں دبے ہوئے ہیں۔

اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَیۡبُ فَهُمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۴۷﴾ — کیا اُن کے پاس غیب کا علم ہے اور وہ اُسے لکھتے جاتے ہیں۔

فَاصۡبِرۡ لِحُکۡمِ رَبِّكَ وَ لَا تَکُنۡ کَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ ۘ اِذۡ نَادٰی وَ هُوَ مَکۡظُوۡمٌ ﴿ؕ۴۸﴾ — پس تو اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہ اور مچھلی والے کی طرح نہ بن[1] جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا اور وہ غم سے بھرا ہُوا تھا۔

لَوۡ لَاۤ اَنۡ تَدٰرَکَهٗ نِعۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالۡعَرَآءِ وَ هُوَ مَذۡمُوۡمٌ ﴿۴۹﴾ — اگر اُس کے ربّ کی نعمت اُس کی تکلیف کا تدارک نہ کرتی تو اُس کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں پھینک دیا جاتا اور اس کی دُنیا میں مذمّت کی جاتی۔

فَاجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۵۰﴾ — مگر اس کے ربّ نے اُس کو چُن لیا اور اس کو نیکو کار بندوں میں شامل کر لیا۔

وَ اِنۡ یَّکَادُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَیُزۡلِقُوۡنَكَ بِاَبۡصَارِهِمۡ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکۡرَ وَ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّهٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ﴿ۘ۵۱﴾ — کافر لوگ قریب تھا کہ جب اُنھوں نے قرآن تجھ سے سُنا تھا تو اپنی غصّہ سے بھری ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر تجھے اپنے مقام سے پھسلا دیتے اور وہ کہتے جاتے ہیں کہ یہ شخص تو مجنون ہے۔[2]

وَ مَا هُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۵۲﴾ — حالانکہ یہ (قرآن) تو ساری دنیا کے لیے شرف لے کر آیا ہے۔

سُوۡرَةُ الۡحَآقَّةِ مَکِّیَّةٌ وَّ هِیَ مَعَ الۡبَسۡمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّ خَمۡسُوۡنَ اٰیَةً وَّ رُکُوۡعَانِ
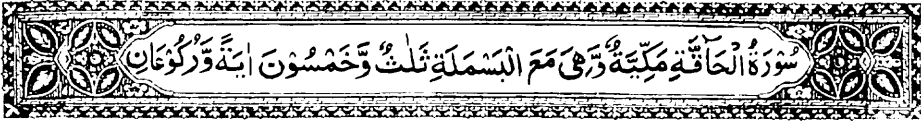
سورۃ حاقہ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ترپن آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾ — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلۡحَآقَّةُ ﴿ۙ۲﴾ — (وہ) پُوری ہو کر رہنے والی خبر (جو قرآن نے بتائی ہے۔)

مَا الۡحَآقَّةُ ﴿ۚ۳﴾ — کیا تمھیں معلوم ہے کہ وہ کیا ہے؟

وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحَآقَّةُ ﴿ؕ۴﴾ — اور تجھے کس چیز نے بتایا ہے کہ وہ پوری ہو کر رہنے والی خبر کیا ہے؟

کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَ عَادٌۢ بِالۡقَارِعَةِ ﴿۵﴾ — ثمود اور عاد نے بھی قارعہ کو جھٹلایا تھا (جو اس زمانہ کے عذاب کی خبر تھی)

---

[1] مراد یہ ہے کہ حضرت یونسؑ کی طرح مت بن۔ یعنی قوم کا فیصلہ جلد نہ طلب کر۔ اللہ تعالیٰ وقت آنے پر خود فیصلہ کرے گا۔

[2] بھلا ایسی کتاب کا لانے والا مجنون کس طرح ہو سکتا ہے۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝٦

(چنانچہ اس خبر کے مطابق) ثمود ایک ایسے عذاب سے ہلاک کیے گئے جو شدت میں انتہا کو پہنچ گیا تھا۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٧

اور عاد ایک ایسے عذاب سے ہلاک کیے گئے جو ہوا کی صورت میں آیا تھا جو یکساں چلتی جاتی تھی اور سخت تیز تھی۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٨

اس (اللہ) نے ہوا کو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن ان کی تباہی کے لیے مقرر کر چھوڑا تھا، سو اس کا نتیجہ تمھیں معلوم ہے کہ وہ قوم بالکل گر گئی گویا کہ وہ کھجور کے ایک کھوکھلے درخت کی جڑیں ہیں[1] جن کو تیز آندھی نے گرا کر رکھ دیا۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝٩

(اے مخاطب!) اب بتا کہ کیا ان کا کوئی نشان تجھے نظر آتا ہے۔

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝١٠

اور فرعون اور جو لوگ اس سے پہلے تھے (اس دنیا میں) خطا کار ہو کر آئے اور (قوم لوط کی) وہ بستیاں بھی جو گناہ کی وجہ سے اُلٹائی گئی تھیں۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١١

(اور) انھوں نے (بھی) قصور کیے تھے اور (اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ پس ان کو بھی اللہ نے ایک ایسے عذاب سے[2] پکڑا جو بڑھتا چلا جاتا تھا، (اور بہت سخت تھا)

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝١٢

ہم نے (نوح کے وقت میں) جب پانی بلند ہونا شروع ہوا تو تم لوگوں کو ایک کشتی میں سوار کر دیا تھا۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝١٣

تاکہ اس (واقعہ) کو تمھارے لیے ایک نشان قرار دیں اور سننے والے کان سنیں (اور دل اُسے یاد رکھیں)

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ ۝١٤

پس جب صور میں زور سے ایک ہی دفعہ ہوا پھونکی جائے گی۔

وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝١٥

اور زمین اور پہاڑوں کو اُن کے مقام سے اُٹھا لیا جائے گا، اور وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

---

[1] اَعْجَازُ النَّخْلِ کے معنے ہیں اُصُوْلُھَا۔ کھجور کے درخت کی جڑیں (اقرب)

[2] یعنی ایسا ہی اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے ساتھ ہوگا اور وہ بھی مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا کی جائے گی۔

فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۶﴾

اس دن مقررہ[1] واقعہ ظاہر ہو جائے گا۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۷﴾

اور آسمان پھٹ جائے گا[2] اور وہ اس دن بالکل بودا نظر آئے گا۔

وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۸﴾

اور فرشتے اس کے کناروں[3] پر ہوں گے اور اس دن تیرے ربّ کے عرش کو آٹھ فرشتے[4] اُٹھا رہے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۹﴾

اُس دن تم خدا کے سامنے پیش کیے جاؤ گے اور کوئی بات تم سے چھپی نہیں رہے گی (یعنی تمہارا سارا حساب تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا)

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۲۰﴾

پس جس کے داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائیگا وہ باقی ساتھیوں سے کہیگا کہ آؤ آؤ! میرا اعمال نامہ دیکھو[5]

اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۱﴾

مجھے یقین تھا کہ میں ایک دن اپنے حساب کو دیکھوں گا[6]۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۲﴾

پس ایسا شخص بڑی پسندیدہ زندگی کے دن دیکھے گا۔

فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۳﴾

اور بلند باغات میں رہے گا۔

قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۴﴾

اس کے پھل جھکے ہوئے ہوں گے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۵﴾

(اور ان سے کہا جائے گا کہ) گذشتہ زمانہ میں جو اعمال تم نے کیے تھے، اُن کے نتیجہ میں خوب (پھل) کھاؤ اور (چشموں کے) پانی پیئو، کہ ان میں سے ہر ایک چیز تمہیں خوب پچے گی۔

---

[1] یعنی اَلْحَآقَّة کی پیشگوئی اس دن پوری ہوگی جب مکّہ کے سردار اور عوام تباہ ہونے لگیں گے اور شکست پر شکست کھائیں گے۔

[2] یعنی مکّہ والوں کا آسمان یعنی ان کا مذہب بالکل کھوکھلا ہو جائے گا اور لوگوں کے دلوں میں سے اس کی سچائی پر یقین جاتا رہے گا۔

[3] فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہی مسلمان جن کو کفار دشمن سمجھتے ہیں۔ آخری عذاب کے وقت کفار کو بچانے کے لیے دعائیں کر رہے ہوں گے۔

[4] یہ جو کہا کہ اس دن تیرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوئے ہونگے اس سے اس طرف اشارہ کیا کہ سورۃ فاتحہ میں تو خدا تعالیٰ کی چار صفات کا ذکر ہے یعنی ربّ، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین کا۔ مگر فتح مکّہ کے وقت خدا تعالیٰ کی صفات اس زور سے جلوہ گر ہوں گی کہ گویا وہ چار کی جگہ آٹھ ہو جائیں گی اور زمین کے چپّہ چپّہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جلال الٰہی ظاہر ہو رہا ہوگا۔

[5] دایاں ہاتھ برکت پر دلالت کرتا ہے۔ پس جس کے دائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائیگا وہ سمجھ لیگا کہ میرے لیے اچھا فیصلہ ہوا ہے اور میرے اعمال کو نیک قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے وہ اپنے ساتھیوں کو بلائے گا اور کہیگا کہ آؤ اور میرا نتیجہ اور میرا اعمالنامہ دیکھو۔

[6] مطلب یہ کہ قیامت پر یقین کی وجہ سے میں قیامت کے دن کے لیے تیاری کر رہا تھا سو اس کا فائدہ مجھے پہنچ گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق فیصلہ کر دیا کہ یہ بندہ نہایت ہی پسندیدہ زندگی کے دن دیکھے گا۔

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ (۲۶)

اور جس شخص کے بائیں ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ وہ کہیگا کاش! مجھے میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا!

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ (۲۷)

اور مجھے پتہ نہ لگتا کہ میرا حساب کیا ہے۔

یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ (۲۸)

کاش! میری موت مجھے بالکل ختم کر دیتی۔

مَاۤ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ (۲۹)

میرے مال نے آج مجھے کوئی فائدہ نہیں دیا۔

هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ (۳۰)

اور میرا غلبہ جاتا رہا۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ (۳۱)

(اس وقت خدا فرشتوں سے کہے گا) اس کو پکڑ لو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو۔

ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ (۳۲)

اور جہنم میں اس کو جھونک دو۔

ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ؕ (۳۳)

پھر ایک زنجیر میں جو لمبائی میں بے انتہا[1] ہے اس کو جکڑ[2] دو۔

اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۙ (۳۴)

یہ وسیع حکومت والے اللہ پر ایمان نہیں لاتا تھا۔

وَلَا یَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ؕ (۳۵)

اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی رغبت (لوگوں کو) نہیں دلاتا تھا۔

فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ ۙ (۳۶)

سو اس دن اس کا کوئی دوست نہیں ہوگا (کیونکہ اپنے ظلموں کی وجہ سے یہ لوگوں کی ہمدردی کھو چکا ہے)

وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ ۙ (۳۷)

اور اس کو کوئی کھانا نہیں ملے گا سوائے زخموں کے دھوون کے، (یعنی جو ظلم یہ لوگوں پر کر چکا ہے اُن کی یاد اُسے ستاتی رہے گی)

لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۠ (۳۸)

ع ۸ ۵ یہ کھانا صرف خطا کار لوگ کھاتے ہیں۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ (۳۹)

(پس کسی دھوکہ میں نہ پڑو) ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں اس کو بھی جس کو تم دیکھتے ہو۔

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ (۴۰)

اور جسے تم نہیں دیکھتے (یعنی ظاہری حالات اور باطنی جذبات اس بات پر شاہد ہیں کہ)

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۚ ۙ (۴۱)

یہ (قرآن) ایک عزت والے رسول کا کلام ہے۔

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ (۴۲)

اور کسی شاعر کا کلام نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے۔

---

[1] قرآن کریم میں ہے، اس کے ستر حلقے ہیں۔ مگر عربی زبان میں ستر کا لفظ بے انتہا کے لیے بولا جاتا ہے (لسان العرب) اور وہی ترجمہ ہم نے کیا ہے۔

[2] یعنی اس کی پچھلی بداعمالیاں آئندہ بھی اس کو کفر اور اباء پر آمادہ کرتی چلی جائیں گی۔ اور یہ ایمان کی طرف لوٹ نہیں سکے گا۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۴۳﴾	اور نہ یہ کسی پادری پنڈت کی باتیں ہیں مگر تم بالکل نصیحت حاصل نہیں کرتے۔
تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۴﴾	یہ ربّ العالمین خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿۴۵﴾	اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام[1] منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿۴۶﴾	تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔
ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿۴۷﴾	اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے۔
فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿۴۸﴾	سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اُسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔
وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۴۹﴾	اور یہ (قرآن) تو خدا سے ڈرنے والوں کے لیے نصیحت (اور بڑائی) کا موجب ہے۔
وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكَذِّبِينَ ﴿۵۰﴾	اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں اس (قرآن) کو جھٹلانے والے بھی ہیں۔
وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۵۱﴾	اور (یہ بھی جانتے ہیں کہ) کافروں کے دل میں یہ قرآن حسرت[2] پیدا کرتا ہے۔
وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿۵۲﴾	اور اس کی سچائی حق الیقین کی طرح ظاہر ہے۔
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۵۳﴾ ع	پس تو اپنے بڑے ربّ کے نام کے ذریعہ سے اس کی پاکیزگی بیان کر۔

سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ رُكُوْعَانِ
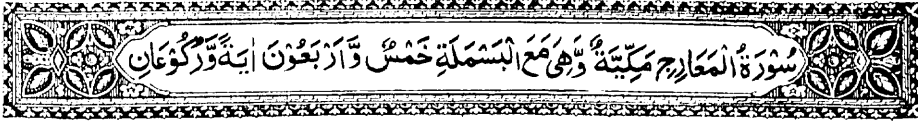
سورۃ معارج۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پینتالیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ﴿۲﴾	پوچھنے والا پوچھتا ہے منکروں پر اٹل عذاب کب آئے گا؟
لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ﴿۳﴾	(یاد رکھو کہ) کافروں کو اس سے بچانے والا کوئی نہیں (پس وقت کے متعلق سوال غیر متعلق اور بے فائدہ ہے)
مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ﴿۴﴾	یہ (عذاب) ذوالمعارج[3] خدا کی طرف سے آئے گا۔

---

[1] بہائی کہتے ہیں، بہاء اللہ اس لیے سچا ہے کہ اسے دعوے کے بعد ایک مدت تک رہنے کا موقعہ ملا۔ مگر یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ بہاء اللہ نے خدا سے الہام پانے کا کبھی دعوے نہیں کیا۔ وہ خود اپنے آپ کو خدا کہتا تھا اور خدائی کا دعویٰ اتنا کمزور ہے کہ اس کی حقیقت کو ہر انسان سمجھ سکتا ہے۔ صرف الہام کے دعوے سے دھوکا لگتا ہے اس لیے خدا نے جھوٹے الہام کی تو فوری سزا بتائی مگر خدائی کا دعویٰ کرنے والے کی وہ سزا نہیں بتائی۔ کیونکہ اسے ہر عقلمند انسان خود رد کر سکتا ہے۔ [2] یعنی اس کی تعلیم کو دیکھ کر بسا اوقات ان کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش! ایسی تعلیم ہمارے پاس بھی ہوتی، اور ہم بحث مباحثہ میں اس طرح ذلیل نہ ہوتے۔ [3] یعنی درجہ بدرجہ ترقی دینے والے خدا کی طرف سے۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ﴿۵﴾

عام فرشتے اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے اُس (خدا) کی طرف اتنے وقت میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس[1] ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۶﴾

پس تو اچھی طرح صبر کر۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۷﴾

یہ لوگ اس (دن) کو بہت دُور سمجھتے ہیں۔

وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۸﴾

مگر ہم اس کو بہت قریب دیکھتے ہیں۔

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۹﴾

اس دن (شدت حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۱۰﴾

اور پہاڑ دھنی ہوئی اُون[2] کی طرح ہو جائیں گے۔

وَلَا يَسْئَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۱﴾

اور اس دن کوئی دوست کسی دوست کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا۔

يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ ﴿۱۲﴾

کیونکہ اس دن ہر شخص کی حالت اس کے دوست کو دکھا دی جائے گی۔ اس دن مجرم خواہش کریگا کہ کاش وہ آج کے دن اپنے بیٹوں،

وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ﴿۱۳﴾

اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی،

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۴﴾

اور اپنے اس قبیلہ کے ذریعہ سے جس کی طرف وہ پناہ لیا کرتا تھا۔

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ﴿۱۵﴾

اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے اس کی قربانی سے اپنے آپ کو عذاب سے بچالے۔

كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۶﴾

سنو! یہ عذاب جس کی خبر دی گئی ہے شعلہ والا عذاب ہے۔

نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۷﴾

سر تک کے چمڑے کو اکھیڑ دینے والا عذاب ہے۔

تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۸﴾

جو شخص اس سے بھاگنا چاہے گا اور پیٹھ پھیر لیگا اس کو بھی وہ اپنی طرف بلائیگا۔

وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۹﴾

اور اس کو بھی جو ساری عمر دنیا میں مال جمع کرتا رہا اور ایک بڑی رقم جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۲۰﴾

انسان کی فطرت میں تلوّن ہے۔

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۱﴾

جب اس کو کوئی تکلیف پہنچے تو گھبرا جاتا ہے۔

---

[1] بعض حساب دان جنھوں نے حساب کے ذریعہ سے دنیا کی عمر کا اندازہ لگایا ہے۔ انھوں نے قریباً پچاس ہزار سال ہی دنیا کی ساری عمر قرار دی ہے پس اگر ان کا قیاس صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس آیت میں دنیا کی ساری عمر کی طرف اشارہ ہے۔ صلحاء اور اولیاء نے حضرت آدمؑ سے لیکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پانچ ہزار سال کی عمر قرار دی ہے مگر اندازے الگ الگ حساب سے ہوتے ہیں۔ پس یہ اختلاف کوئی نہیں۔ آدم کی نسل سے سلسلۂ انبیاء کی عمر ممکن ہے سات ہزار سال ہو اور طبقات الارض کے اندازے کے لحاظ سے دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہو پس کوئی اختلاف نہیں

[2] یعنی ایسی ایجادیں نکل آئیں گی جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کہ جن کے گرنے سے پہاڑ وں جیسی مضبوط چیز بھی روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائے گی۔

وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾
اور جب اس کو کوئی فائدہ پہنچے تو بخل کرنے لگ جاتا ہے (اور نہیں چاہتا کہ کوئی اس کا شریک ہو)

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾
سوائے نماز پڑھنے والوں کے۔

الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾
جو اپنی نمازوں پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾
اور جن کے مالوں میں ایک مقررہ حصہ غریب سوالیوں کا بھی ہوتا ہے۔

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾
اور اُن کا بھی ہوتا ہے جو سوال کرنے سے محروم[1] ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾
اور جو لوگ جزا سزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
اور جو لوگ اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾
(اور واقعہ یہی ہے کہ اُن کے رب کے عذاب سے کوئی اپنے زور سے بچ نہیں سکتا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾
اور وہ لوگ بھی جو اپنے سوراخوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۰﴾
سوائے اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے۔ اُن پر کوئی ملامت نہیں۔

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾
مگر جو لوگ اس سے آگے بڑھنے کی خواہش کرتے ہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾
(اور اسی طرح وہ لوگ بھی عذاب سے محفوظ ہیں) جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں اور اپنے عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾
اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (کسی سے ڈر کر جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے)

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾
اور وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع
وہ جنتوں میں اعزاز کے ساتھ رکھے جائیں گے۔

فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾
پس کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ تیری طرف غصّہ سے سر اُٹھا کر دوڑے آ رہے ہیں۔

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾
دائیں طرف سے بھی اور بائیں طرف سے بھی، گروہ در گروہ کی صورت میں۔

---

[1] جیسے جانور وغیرہ یا باوضع غریب۔

اَیَطۡمَعُ کُلُّ امۡرِیًٔ مِّنۡهُمۡ اَنۡ یُّدۡخَلَ جَنَّةَ نَعِیۡمٍ ﴿۳۹﴾

کیا اُن میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کو نعمت والی جنت میں داخل کر دیا جائے (خواہ دنیوی ہو یا اُخروی)

کَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰهُمۡ مِّمَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾

ایسا ہرگز نہیں ہوگا، ہم نے اُن کو اس چیز سے پیدا کیا ہے، جس کو وہ جانتے ہیں۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۴۱﴾

پس میں (اس قرآن کو نازل کرنے والے) مشرق و مغرب کے ربّ کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں، کہ ہم اس بات پر قادر ہیں۔

عَلٰۤی اَنۡ نُّبَدِّلَ خَیۡرًا مِّنۡهُمۡ ۙ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿۴۲﴾

کہ اس قوم کو تباہ کر کے ایک اور اچھی قوم پیدا کر دیں اور کوئی ہم کو اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔

فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَیَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۳﴾

پس تو اُن کو چھوڑ دے کہ یہ سچائی کو گدلا کرتے رہیں اور ہنسی کھیل میں مبتلا رہیں اس وقت تک کہ وہ اس دن کو دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

یَوۡمَ یَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ سِرَاعًا کَاَنَّهُمۡ اِلٰی نُصُبٍ یُّوۡفِضُوۡنَ ﴿۴۴﴾

جس دن وہ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اور جلدی جلدی بھاگ رہے ہوں گے گویا کہ وہ خاص ستونوں کی طرف[1] دوڑتے جا رہے ہیں۔

خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الۡیَوۡمُ الَّذِیۡ کَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۵﴾

اُن کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی ہونگی اور اُن کے چہروں پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی، یہ وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ ع ۲/۹

---

[1] یہاں اگر دنیوی قیامت مراد لی جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ جب دنیوی عذاب آجائے گا اور کفار میں ڈر کے مارے ایک نئی بیداری پیدا ہو جائے گی تو وہ اپنی قبروں میں سے تیزی سے باہر آجائیں گے یعنی زندگی کے شدید آثار ان میں پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ فتح مکہ کے بعد مکّہ والوں میں پیدا ہوئے اور اتنے تیز آثار زندگی کے پیدا ہوں گے کہ یوں معلوم ہوگا کہ گویا وہ عالی شان ستونوں کی طرف دوڑتے جا رہے ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس دن وہ عذاب سے پناہ لینے کی خاطر اپنے لیڈروں کی طرف دوڑ کر آئیں گے۔ چنانچہ فتح مکّہ پر یہی حال ہُوا۔ کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اعلان کیا کہ جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھ جائے گا اس کو پناہ دی جائے گی۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں گھس جائے گا، اس کو پناہ دی جائے گی اور جو شخص بلالؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو جائے گا اس کو پناہ دی جائے گی۔ تو لوگ دیوانہ وار اپنے گھروں کی طرف دوڑے تاکہ ان کے دروازے بند کر لیں اور ابوسفیان کے گھر کی طرف دوڑے تاکہ اس میں پناہ لے لیں اور بلالؓ کے جھنڈے کی طرف دوڑے تاکہ اس کے نیچے کھڑے ہو کر امن پا سکیں اور چونکہ خانہ کعبہ کو بھی پناہ کی جگہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس لیے وہ پاگلوں کی طرح خانہ کعبہ کی طرف بھی دوڑتے تھے تاکہ بچ جائیں۔
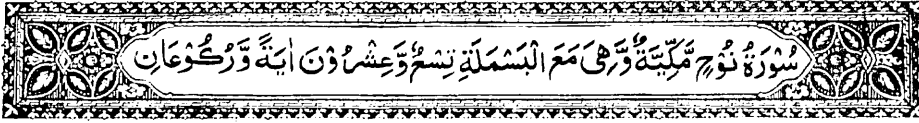
سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۂ نوح - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی انتیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ②

ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس وقت سے پہلے ہوشیار کر جب کہ اُن پر دردناک عذاب نازل ہو۔

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ③

اس نے (اپنی قوم سے مخاطب ہو کر) کہا تھا۔ اے میری قوم! میں تمھاری طرف ایک کھلا کھلا ڈرانے والا (نبی) ہو کر آیا ہوں۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ④

(اور تم سے کہتا ہوں کہ) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اسی کا تقوٰی اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑤

وہ تمھارے گناہوں کو معاف کر یگا اور تم کو ایک وقت مقررہ تک مہلت دیگا اور اگر تم جانتے ہو، تو سمجھ لو کہ اللہ جو مدّت کسی قوم کی تباہی کے لیے مقرر کرتا ہے جب وہ آجاتی ہے تو آگے پیچھے نہیں کی جا سکتی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ ⑥

پھر اس نے (خدا سے) کہا، اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو رات کے وقت بھی پکارا اور دن کے وقت بھی پکارا۔

فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا فِرَارًا ⑦

مگر میری تبلیغ کی وجہ سے وہ اور بھی دُور بھاگنے لگے۔

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ ⑧

اور میں نے جب کبھی اُن کو تبلیغ کی تاکہ وہ مان لیں اور تو اُن کو معاف کر دے تو اُنھوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے (اپنے سر کے گرد) لپیٹ لیے اور (انکار پر) اصرار کیا اور شدید تکبّر سے کام لیا۔

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ ⑨

پھر میں نے اُن کو بلند آواز سے (یعنی تقریروں کے ذریعہ سے) تبلیغ کی۔

ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ ⑩

پھر میں نے اُن کو ظاہر میں سمجھانے کے بعد اُن کو پوشیدہ تبلیغ کی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ ⑪

اور میں نے اُن سے کہا اپنے رب سے استغفار کرو، وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ ⑫

اگر تم توبہ کروگے تو وہ برسنے والے بادل کو تمھاری طرف بھیجے گا۔

وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّكُمۡ اَنۡهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾

اور مالوں اور اولاد سے تمھاری امداد کرے گا۔ اور تمھارے لیے باغات اُگائے گا اور تمھارے لیے دریا چلائے گا۔

مَا لَكُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ﴿۱۳﴾

تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ سے حکمت کی امید نہیں رکھتے۔

وَقَدۡ خَلَقَكُمۡ اَطۡوَارًا ﴿۱۴﴾

حالانکہ اس نے تم کو بہت ترقیات حاصل کرنے کی طاقت دیکر بھیجا ہے۔

اَلَمۡ تَرَوۡا كَيۡفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ﴿۱۵﴾

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان پیدا کیے ہیں، جو (قانون کے لحاظ سے) ایک دوسرے کے مطابق ہیں[1]۔

وَّجَعَلَ الۡقَمَرَ فِيۡهِنَّ نُوۡرًا وَّجَعَلَ الشَّمۡسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾

اور اس نے چاند کو اُن (آسمانوں) میں نُور کا ذریعہ[2] بنایا ہے۔

اور سورج کو آسمانوں میں ایک دیئے کی حیثیت میں بنایا ہے۔

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ۙ﴿۱۷﴾

اور اللہ نے زمین سے تم کو پیدا کیا اور نشو و نما بخشی۔

ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا ﴿۱۸﴾

پھر وہ تم کو لوٹا کر اسی میں لے جائیگا اور تم کو اسی سے نکالے گا۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ بِسَاطًا ۙ﴿۱۹﴾

اور اللہ نے زمین کو ہموار بنایا ہے۔

لِّتَسۡلُكُوۡا مِنۡهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ ع

تاکہ تم اُس کے کُھلے کُھلے راستوں پر چلو۔

قَالَ نُوۡحٌ رَّبِّ اِنَّهُمۡ عَصَوۡنِىۡ وَاتَّبَعُوۡا مَنۡ لَّمۡ يَزِدۡهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ﴿۲۱﴾

پھر نوحؑ نے کہا اے میرے رب! انھوں نے میری نافرمانی کی ہے اور (میری بجائے) اس کے پیچھے چل پڑے ہیں جس کا مال اور اولاد اس کو روحانی گھاٹے میں بڑھاتا گیا۔

وَمَكَرُوۡا مَكۡرًا كُبَّارًا ۚ﴿۲۲﴾

اور (میرے خلاف) انھوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں۔

وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَنَسۡرًا ۚ﴿۲۳﴾

اور (اپنی قوم سے) کہتے رہے ہیں کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا۔ نہ ودّ کو چھوڑنا، نہ سواع کو چھوڑنا اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو[3]۔

وَقَدۡ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا

اور انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا اور (اے خدا!)

---

[1] یعنی تمام نظام شمسی ایک خدا کے وجود پر شاہد ہے۔

[2] عربی زبان کے لحاظ سے مضاف حذف بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں وہ حذف ہے اور اصل لفظ یہ ہیں کہ ہم نے چاند کو ذُوا لنُّوۡر بنایا ہے۔ یعنی نورواﷲ

[3] انہی ناموں پر مکّہ اور طائف والوں نے بھی بُت بنائے ہوئے تھے۔ اصل میں یہ نام ستاروں اور ان کی منزلوں کے لحاظ سے ہیں۔ مسیحی مصنّف اپنی بیوقوفی سے کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے بتوں کو نوحؑ کی قوم کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ وہمی باتیں ایک دوسرے سے نقل ہوتی جاتی ہیں۔ بت بھی وہمی ہیں۔ مکّہ والوں نے اپنے باپ دادوں سے سن کر اپنے بتوں کے یہ نام رکھے تھے۔

ضَلٰلًا ﴿۲۵﴾

ظالموں کو صرف ناکامی میں ہی بڑھائیو۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۶﴾

وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے۔ اور آگ میں داخل کیے گئے اور اللہ کے سوا انھوں نے اپنے لیے کوئی مددگار نہ پایا۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۷﴾

اور نوح نے یہ بھی دُعا کی کہ اے میرے ربّ! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ رہنے[1]۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۸﴾

اگر تُو ان کو اسی طرح[2] چھوڑ دیگا تو یہ تیرے دوسرے بندوں کو بھی گمراہ کریں گے اور وہ فاجر[3] اور کفر کرنے والے کے سوا کوئی بچّہ نہیں جنیں گے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۹﴾

اے میرے ربّ! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر[4] میں مومن ہو کر داخل ہوتا ہے اس کو بخش دے اور تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں کو بھی۔ اور یوں ہو کہ ظالم صرف تباہی میں ہی ترقی کریں (ان کو کامیابی نصیب نہ ہو)
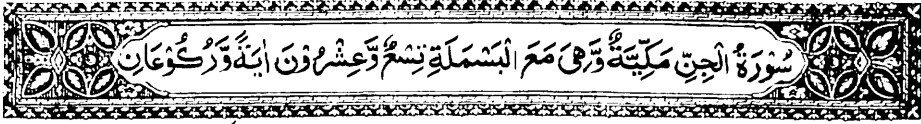
ع ۲

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۃ جنّ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی انتیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۲﴾

تُو کہدے مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنّوں میں سے[5] کچھ افراد نے تجھ سے قرآن سُنا، سو (جب وہ اپنی قوم کی طرف لَوٹ کر گئے تو) انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سُنا ہے۔

---

[1] یہ بد دُعا نہیں کہ سب کافر مارے جائیں، بلکہ دعا ہے کہ سب قوم ایمان لے آئے اور کافر کوئی نہ رہے۔

[2][3] یعنی اگر یہ لوگ کفر کی حالت پر رہے تو دوسروں کو بھی کافر بنائیں گے اور جو بچّہ پیدا ہوگا اسے اپنا مشرکانہ دین سکھائیں گے یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ کے ہاں سے بچّہ کفر لے کر آئے گا۔ [4] یعنی روحانی گھر اور طریقہ۔

[5] پہلے بھی جنّوں کے آنے کا ذکر ہے مگر وہاں یہ ذکر ہے کہ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جنّ آئے۔ یہاں یہ ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے وحی سے بتایا کہ کچھ جنّوں نے آپ کا قرآن سنا ہے پس یہ واقعہ اور ہے اور وہ اور۔ اس واقعہ اور جنّوں کو سمجھنے کے لیے دیکھو سورۃ احقاف آیت ۳۰ و سبا آیت ۱۳۔ سورۃ احقاف میں جن جنّوں کا ذکر ہے ہم تاریخ اور حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ کچھ یہودی تھے پس یہاں بھی جنّوں سے مراد مکّہ سے باہر کے کچھ یہودی ہیں جن کو قرآن کا علم ہُوا اور وہ سننے آئے مگر قوم سے ڈر کر پوشیدہ ہی سن کر چلے گئے۔

يَهۡدِيۡٓ اِلَى الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۳﴾

وہ ہدایت کی طرف لے جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم آئندہ کبھی اپنے ربّ کا کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔

وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ﴿۴﴾

اور حق یہ ہے کہ ہمارا ربّ بہت بلند شان والا ہے اور نہ اس نے کبھی کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ بیٹا بنایا[1] ہے۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوۡلُ سَفِيۡهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ﴿۵﴾

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم میں سے بیوقوف لوگ اللہ کے متعلق ناواجب باتیں کہا کرتے تھے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۶﴾

اور ہم اس خیال پر تھے کہ انسان اور جنّ اللہ کے متعلق تو جھوٹ نہیں بول سکتے۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ يَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴿۷﴾

اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو جنّوں میں سے کچھ افراد کی پناہ مانگا کرتے تھے سو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانوں کے جنوں کی پناہ مانگنے نے (جنّوں کو تکبّر میں اور بھی بڑھا دیا۔

وَّاَنَّهُمۡ ظَنُّوۡا كَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ لَّنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۸﴾

اور یقیناً وہ (یہودی) جنّ بھی یقین رکھتے تھے جس طرح تم یقین رکھتے ہو کہ اللہ کسی کو نبی بنا کر[2] مبعوث نہیں کریگا۔

وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا ۙ﴿۹﴾

اور ہم نے آسمان کو چھوا (یعنی آسمانی علوم حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ہم نے اس کو مضبوط پہرہ داروں اور شہاب ثاقب سے بھرا ہوا پایا۔

وَّاَنَّا كُنَّا نَقۡعُدُ مِنۡهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمۡعِ ؕ فَمَنۡ يَّسۡتَمِعِ الۡاٰنَ يَجِدۡ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۱۰﴾

اور ہم اس میں (آسمانی باتیں) سننے کے لیے (پہلے) بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جو کوئی (آسمانی باتیں) سننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ایک (مہلک) شعلہ زن ستارے کو اپنی گھات میں پاتا[3] ہے۔

---

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیسائی اثر میں تھے۔ کیونکہ یہ عقیدہ جو انھوں نے بنایا ہے عیسائیوں کا ہے نہ کہ یہود کا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ عیسائی ترقی کے زمانہ میں بعض یہودی بھی عیسائی اثر کے نیچے آگئے تھے۔

[2] ہم نے کہا ہے کہ وہ یہود تھے۔ اس کی سند قرآن مجید سے ملتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلۡتُمۡ لَنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا (سورۃ مومن آیت ۳۵) کہ جب یوسفؑ فوت ہو گیا تو تم نے کہا آئندہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔ اس جگہ بھی ان جنّوں کے منہ سے اسی عقیدہ کو دوہرایا گیا ہے کہ تم یقین رکھتے تھے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ کسی کو نبی نہیں بنائیگا۔ کیونکہ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آچکا ہے۔ مسلمان اس آیت پر غور کریں اور اپنے انجام کو سوچیں۔

[3] یعنی جو شخص اسلام میں غلط باتیں ملانا چاہتا ہے جیسا کہ اوپر کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کی تباہی کے سامان کردیتا ہے۔

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۱﴾

اور ہم نہیں جانتے کہ اس آنے والے کے ذریعہ سے زمین میں بسنے والے لوگوں کے لیے کسی عذاب کا فیصلہ کیا گیا ہے یا اُن کے لیے اُن کے رب نے ہدایت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ كُنَّا طَرَاۗىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۲﴾

اور ہم میں سے کچھ نیک لوگ بھی ہیں اور کچھ اس کے خلاف بھی ہیں ہم مختلف راستوں پر جا رہے تھے۔

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۳﴾

اور ہم یقین رکھتے تھے کہ ہم دنیا میں اللہ کو ناکام نہیں بنا سکتے اور نہ ہم اسے بھاگ دوڑ کر ناکام بنا سکتے ہیں۔

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۴﴾

اور ہم نے تو جب ہدایت کا کلمہ سنا اس پر ایمان لے آئے اور جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے تو نہ کسی نقصان سے ڈرتا ہے اور نہ کسی ظلم سے ڈرتا ہے۔

وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۵﴾

اور ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور کچھ ظالم بھی ہیں اور جو کوئی فرمانبردار بنتا ہے، وہی ہدایت کا طالب ہوتا ہے۔

وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۶﴾

اور جو ظلم کرتے ہیں وہی جہنّم کا ایندھن بنتے ہیں۔

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاۗءً غَدَقًا ﴿۱۷﴾

اور (اے پیغمبر! میں نے فیصلہ کر چھوڑا تھا کہ) اگر یہ (کفارِ مکّہ) ہمارے بتائے ہوئے طریق پر قائم ہو جاتے تو ہم اُن کو با فراغت پانی پلاتے۔

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۸﴾

تاکہ اس کے ذریعہ سے ان کی آزمائش کریں اور جو شخص بھی اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے وہ (خدا) اس کو ایسے عذاب کے رستہ پر چلاتا ہے جو بڑھتا ہی جاتا ہے (اور انھوں نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے)

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۹﴾

اور ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ مساجد ہمیشہ اللہ ہی کی ملکیت قرار دی جائیں پس اے لوگو! تم اُن میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۲۰﴾ ع

اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ جب اللہ کا بندہ (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) اُسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (مکّہ والے) اس کے اوپر جھپٹ کر آ گرتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۱﴾

تو کہہ دے کہ میں تو صرف اپنے رب کو بلاتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک مقرر نہیں کرتا۔

قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۲﴾

اور یہ بھی کہہ دے کہ تم کو کسی قسم کا ضرر پہنچانے یا ہدایت دینے کی مجھ میں طاقت نہیں

قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ وَّلَنْ اَجِدَ

(بلکہ یہ بھی) کہہ دے (کہ اگر اللہ مجھ پر عذاب نازل کرے تو) مجھے اللہ کے عذاب سے

مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾

بچانے والا کوئی نہیں اور اس کو چھوڑ کر میں کوئی ٹھکانا نہیں پاتا۔

اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۚ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾

میرا کام تو صرف یہ ہے کہ اللہ کی بات اور اس کا پیغام پہنچا دوں اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی بات نہیں مانتے ان کو دوزخ ملتی ہے، وہ اس میں دیر تک رہتے چلے جائیں گے۔

حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾

ہاں[1]! جب وہ موعود عذاب کو دیکھ لیں گے تو جان لیں گے (کہ ان کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ مدّ نظر رکھتے ہوئے) مددگار کے لحاظ سے کون کمزور ہے اور تعداد کے لحاظ سے کون تھوڑا[2] ہے۔

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾

تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہاری موعودہ گھڑی قریب ہے، یا اللہ اس کے لیے کوئی لمبی مدت مقرر کرے گا۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾

سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لیے پسند کر[3] لیتا ہے اور اس رسول کی یہ شان ہے کہ اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی محافظ فرشتوں کی گارد چلتی ہے۔

لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع ۲

تاکہ اللہ جان لے کہ ان رسولوں[4] نے اپنے ربّ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دیا ہے اور وہ جو کچھ اُن کے پاس ہے اس کو احاطہ میں رکھتا ہے اور ہر چیز کو گن رکھتا ہے۔

---

[1] یہاں حتّٰی ہے، جو نحو کے لحاظ سے کبھی ابتدائیہ بھی ہوتا ہے یعنی اس کے معنے کوئی نہیں ہوتے صرف حسن کلام کے لیے آتا ہے (مغنی اللبیب)

[2] یعنی فیصلہ کے وقت کے آتے ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور کافروں کی گھٹ جائے گی۔ جیسا کہ فی الواقعہ ہوا۔ یہ ایک بہت بڑی پیشگوئی تھی۔ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ خصوصاً جب یہ دیکھا جائے کہ یہ سورۃ مکّی ہے۔ جب مسلمان کمزور اور تھوڑے تھے۔

[3] یعنی وہ اس کو کثرت سے علوم غیبیہ بخشتا ہے۔

[4] یہاں جمع کا صیغہ ہے مگر مراد محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو سب نبیوں کے جامع ہیں۔ چنانچہ پہلی آیت میں رسول کا لفظ مفرد ہی ہے۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ

سورۃ مزّمل۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکیس[۲۱] آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۲
اے چادر میں لپٹے ہوئے (خدا کی رحمت کا انتظار کرنے والے)

قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۳
راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے عبادت کر جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارا کر

نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝۴
یعنی اُس کا نصف[۱] یا نصف سے کچھ کم کر دے۔

اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۵
یا اس پر کچھ اور بڑھا دے۔ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کر۔

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝۶
ہم تجھ پر ایک ایسا کلام اتارنے والے ہیں (جو ذمہ داری کے لحاظ سے) بڑا بوجھل ہے

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝۷
رات کا اُٹھنا نفس کو پیروں کے نیچے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور رات کے جاگنے والوں کو سچ کی بھی عادت پڑ جاتی ہے[۲]۔

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۸
تجھے دن کے وقت بہت سا کام ہوتا[۳] ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۹
اور چاہیئے کہ تُو اپنے ربّ کی صفات کو یاد کیا کر اور اُسی سے دل لگایا کر۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۱۰
وہ مشرق کا بھی ربّ ہے اور مغرب کا بھی ربّ ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس اسی کو اپنا کارساز بنا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
اور جو کچھ وہ (تیرے مخالف) کہتے ہیں اس پر صبر کر اور شریفانہ طور پر

---

[۱] بعض راتیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں اُن میں رات کا تھوڑا سا حصہ صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے جاگا جاتا ہے لیکن فرماتا ہے جب دن کے برابر راتیں ہوں تو نصف رات جاگا کرو اور نصف سویا کرو۔ اور جب لمبی راتیں ہوں تو زیادہ حصہ رات کا جاگا کرو اور تھوڑا حصہ سویا کرو۔ اور جب جاگو تو اس میں قرآن کی تلاوت کیا کرو۔

[۲] یعنی عبادت کی وجہ سے اس کی روحانیت کامل ہو جاتی ہے اور وہ جھوٹ سے پرہیز کرنے لگ جاتا ہے۔

[۳] یعنی رات کی عبادت کا ہم نے اس لیے حکم دیا ہے کہ دن میں لوگ ملتے رہتے ہیں اور اپنی دنیوی حاجات پیش کرتے رہتے ہیں یا دینی مسائل پوچھتے رہتے ہیں۔ یہاں سَبْحًا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنے تیرنے کے ہوتے ہیں۔ پس دُور تک تیرنے کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اس جگہ علم دین پھیلانے کا ذکر ہے کیونکہ علم دین خاص طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا تھا۔ اور اس کی اشاعت کے لیے آپ رات دن لگے رہتے تھے اور قرآن کریم آپ کے دل میں داخل ہو گیا تھا کہ ہر مسئلہ کو آپ آسانی کے ساتھ بیان کر سکتے تھے۔

جَمِيۡلًا ﴿۱۱﴾

اُن سے الگ ہو جا۔

وَ ذَرۡنِیۡ وَ الۡمُکَذِّبِیۡنَ اُولِی النَّعۡمَۃِ وَ مَهِّلۡهُمۡ قَلِیۡلًا ﴿۱۲﴾

اور نعمت والے (مالدار) منکروں کو اور مجھ کو اکیلا چھوڑ دے اور تو اُن کو کچھ ڈھیل دے (اور ان کی جلد تباہی کی دعا نہ کیا کر میں خود ہی ان کو تباہ کر دوں گا)

اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا ﴿۱۳﴾

ہمارے پاس قسم قسم کی بیڑیاں اور جہنم ہے۔

وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۴﴾

اور ایسا کھانا بھی ہے جو گلے میں پھنستا ہے اور دردناک عذاب بھی ہے۔

یَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَ الۡجِبَالُ وَ کَانَتِ الۡجِبَالُ کَثِیۡبًا مَّهِیۡلًا ﴿۱۵﴾

جس دن زمین اور پہاڑ کانپیں گے اور پہاڑ ایسے ٹیلوں کی طرح ہو جائیں گے جو خود بخود پھسلے جاتے ہیں (اس دن وہ عذاب آئے گا)

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاهِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ﴿۱۶﴾

اے لوگو! ہم نے تمھاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

فَعَصٰی فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِیۡلًا ﴿۱۷﴾

پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تھی۔ اور ہم نے اس کو ایک وبال والے عذاب سے پکڑ لیا تھا۔

فَکَیۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ کَفَرۡتُمۡ یَوۡمًا یَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِیۡبَا ﴿۱۸﴾

اور بتاؤ تو اگر تم نے اس دن کا انکار کیا۔ جو جوانوں کو بڈھا بنا دیتا ہے تو تم کس طرح (عذاب سے) محفوظ رہو گے۔

السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ کَانَ وَعۡدُهٗ مَفۡعُوۡلًا ﴿۱۹﴾

آسمان خود ہی اس عذاب سے پھٹ جانے والا ہے۔ یہ اس (خدا) کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡکِرَۃٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیۡلًا ﴿۲۰﴾ ع

یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے والا راستہ اختیار کر لے۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ ؕ وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنۡ سَیَکُوۡنُ مِنۡکُمۡ مَّرۡضٰی ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ یَضۡرِبُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ یَبۡتَغُوۡنَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوۡنَ

تیرا رب جانتا ہے کہ تُو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لیے کھڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر اور کبھی ایک تہائی کے برابر۔ اور اسی طرح کچھ تیرے ساتھی بھی۔ اور اللہ رات اور دن کو چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ تم پوری طرح نماز کے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ پس اس نے تم پر رحم کیا ہے پس چاہیئے کہ قرآن میں سے جتنا میسّر ہو تم رات کے وقت پڑھ لیا کرو۔ اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار بھی ہوں گے۔ اور کچھ تجارت کی غرض سے سفر پر بھی نکلیں گے اور کچھ

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾ ع

لوگ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے بھی نکلیں گے پس ہم بغیر حد بندی کے کہتے ہیں کہ قرآن میں سے جتنا میسر آئے پڑھ لیا کرو اور نمازیں شرائط کے مطابق ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو خوش کرنے کے لیے اپنے مال کا ایک اچھا ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا کرو اور جو بھلائی بھی تم اپنی جانوں کے لیے آگے بھیجو گے تم اس کو اللہ کے پاس اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ بہتر اور اجر میں بڑھ کر ہوگی۔ اور اللہ سے استغفار کرو۔ اللہ بہت معاف کرنے والا (اور) بے حد رحم کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ
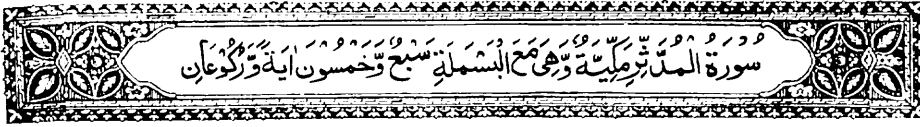
سورۃ مدثر۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ستاون آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾ — (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿٢﴾ — اے بارانی کوٹ پہن کر کھڑے ہونے والے[1]۔

قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٣﴾ — کھڑا ہو جا اور دُور دُور جا کے لوگوں کو ہوشیار کر۔

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٤﴾ — اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٥﴾ — اور اپنے پاس رہنے والے لوگوں کو پاک کر۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٦﴾ — اور شرک[2] کو مٹا ڈال۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿٧﴾ — اور اس نیت سے احسان نہ کر کہ اس کے بدلہ میں تجھے زیادہ ملے گا۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٨﴾ — اور (بزدلی سے نہیں بلکہ) اپنے ربّ کو خوش کرنے کے لیے صبر سے کام لے۔

---

[1] مُدَّثِّر کے معنے عام طور پر کمبل اوڑھنے والے کے کئے جاتے ہیں لیکن اس کے علاوہ لغت میں مُدَّثِّر کے مندرجہ ذیل معنے لکھے ہیں۔ (۱) گھوڑے کے پاس کھڑا ہونے والا کہ حکم ملتے ہی فوراً چھلانگ مار کر اس پر سوار ہو جائے (اقرب) (۲) کپڑے پہن کر تیار ہو جانے والا لیکن دثار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کُرتے وغیرہ کے اوپر پہنا جائے (اقرب) جب انسان نے باہر جانا ہوتا ہے تو وہ خالی کرتا نہیں پہنتا بلکہ کوٹ پہنتا ہے۔ یا فوج والے لڑنے کے لیے جاتے ہیں تو وردی پہن لیتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق یہی معنے ہیں کہ (۱) اے وردی پہن کر کھڑے ہونے والے (۲) اے گھوڑے کے پاس کھڑے ہونے والے کہ حکم ملتے ہی اس پر سوار ہو جائے۔ ہم نے ترجمہ میں کوٹ پہن کر کھڑے ہونے والے کے معنے کیے ہیں۔ یعنی اوورکوٹ یا بارانی کوٹ جو کپڑوں کے اوپر پہنے جاتے ہیں۔

[2] رُجز کے معنے شرک کے ہوتے ہیں۔ اور ھجر کے معنے کاٹ ڈالنے اور مٹا دینے کے (اقرب) پس ہم نے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کے معنے لغت کے مطابق "شرک کو مٹا ڈال" کے کیے ہیں۔

فَاِذَا نُقِرَ فِى النَّاقُوْرِ ﴿۹﴾ — اور جب بگل[1] میں پھونکا جائے گا۔

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۱۰﴾ — تو یہ دن ایک سخت دن ہوگا۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۱﴾ — کافروں کے لیے ہرگز آسان نہیں ہوگا۔

ذَرْنِىْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۲﴾ — (اے رسول!) مجھے اور اس کو جسے مَیں نے بے یار و مددگار پیدا کیا تھا اکیلا چھوڑ دے۔

وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۳﴾ — اور مَیں نے اس کے لیے بہت مال پیدا کیا تھا۔

وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۴﴾ — اور ایسی اولاد بھی جو ہر وقت اس کے آگے پیچھے پھرتی تھی۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۵﴾ — اور مَیں نے اس کے لیے بہت سے ترقیات کے سامان پیدا کیے تھے۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۶﴾ — پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ مَیں اس سے زیادہ اسے دوں۔

كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۷﴾ — سُنو! وہ میری آیتوں کا دشمن تھا۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۸﴾ — سو مَیں بھی[2] اس کو ایک ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جو ہر وقت بڑھتا چلا جائے گا۔

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۹﴾ — اس نے (میری آیتوں کو) سُنا اور اُن پر غور کیا اور اندازہ کیا۔

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ — اور وہ ہلاک ہو جائے اس نے کیسا غلط اندازہ کیا۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۱﴾ — ہم پھر کہتے ہیں وہ ہلاک ہو جائے اس نے کیسا غلط اندازہ کیا۔

ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۲﴾ — پھر اس نے دوبارہ فکر کیا۔

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۳﴾ — پھر اُس نے تیوری چڑھائی اور مُنہ بسورا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ — پھر پیٹھ پھیر لی اور تکبّر سے کام لیا۔

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۵﴾ — اور کہا کہ یہ تو ایک جھوٹ ہے جو پہلوں سے نقل کیا گیا ہے۔

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۶﴾ — یہ ایک انسانی کلام ہے۔

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۷﴾ — ہم اس (شخص) کو سقر[3] میں ڈالیں گے۔

---

[1] بگل چونکہ فوج کو جمع کرنے کے لیے بجایا جاتا ہے اس لیے یہاں تمثیلی طور پر بگل کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک دن کفار کو اکٹھا کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور گو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو معاف کر دیں گے۔ مگر یہ دن کفار کے لیے بڑا سخت ہوگا۔ کیونکہ وہ ساری عمر دعوے کرتے رہے تھے کہ ہم جیتیں گے اور رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو ایک ناتجربہ کار بچّہ کہتے تھے جس وقت اس ناتجربہ کار بچّہ نے مکّہ فتح کیا اور کفّار اس کے سامنے آئے اور اس کی معافی کا اعلان سُننے پر مجبور ہوئے تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ وقت ان کے لیے کیسا سخت ہوگا؟

[2] یہاں سَاُرْهِقُهٗ کا لفظ ہے اور س عربی زبان میں جلدی کے معنے بھی دیتا ہے اور تاکید کے معنے بھی دیتا ہے اور سو سے یہ معنے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

[3] یعنی دوزخ۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾	اور تجھے کیا معلوم ہے کہ سقر کیا چیز ہے۔
لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾	وہ (دوزخ) کچھ باقی نہیں رہنے دیتی اور کوئی عذاب کا طریق چھوڑتی نہیں۔
لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾	وہ کھال کو جلا دیتی ہے۔
عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾	اُس پر اُنیس[19] داروغے مقرر ہیں۔
وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾	اور دوزخ کے داروغے ہم نے صرف فرشتوں[1] میں سے مقرر کیے ہیں اور ان کی گنتی صرف کافروں کی آزمائش کے طور پر بتائی ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ اہل کتاب کو یقین آجائے گا اور مومن ایمان میں زیادہ ہو جائیں گے اور نہ اہل کتاب شبہ کریں گے اور نہ مومن نتیجہ یہ ہوگا کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے، وہ اور دوسرے کافر کہیں گے کہ اس بات کے کہنے سے اللہ کا کیا منشا ہے۔ اسی طرح اللہ اسے گمراہ قرار دیتا ہے جس کے متعلق ارادہ کرلیتا ہے اور جس کے متعلق ارادہ کرلیتا ہے اسے ہدایت دے دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ (قرآن) انسان کے لیے صرف ایک نصیحت ہے۔ ع ۱۵
كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾	سنو! ہم چاند کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔
وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾	اور تاریکی کو جب وہ پیٹھ پھیر لیتی ہے۔
وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾	اور صبح کو جب وہ روشن ہو جاتی ہے۔
اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾	کہ یہ (ساعت جس کا ذکر کیا گیا ہے) بہت بڑی بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔
نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾	انسان کو ڈرانے والی ہے۔
لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾	اُس (انسان) کو جو چاہتا ہے کہ کوئی ایسی نیکی کرے جو اگلے جہان میں اس کے کام آئے یا کسی بدی سے جس کی اسے عادت پڑ گئی ہو پیچھے ہٹ جائے اور اس کے کرنے سے بچا یا جائے)
كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾	ہر جان نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کے بدلہ میں رہن[2] ہے۔

[1] اس کا یہ مطلب ہے کہ دوزخ میں رکھنے کا اصل موجب تو فرشتے ہونگے کیونکہ اتنے لوگوں کو روکنے کی طاقت فرشتوں کو ہی ہے۔ ہاں کبھی کبھی ملائکہ سے اپنی مشابہت بنا کر انسان بھی ان کا کام کرنے لگ جائیں گے۔

[2] رہن وہ چیز ہوتی ہے کہ جب تک اس کا فدیہ نہ دیا جائے، وہ آزاد نہیں ہوتی لیکن مومن ہمیشہ آزاد ہوتا ہے اس لیے فرما دیا کہ پہلی آیت کا حکم مومنوں پر نہیں لگتا۔ کیونکہ وہ تو آزاد ہی ہیں کسی کے رہن نہیں۔

اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ ۝۳۹	سوائے دائیں طرف والے لوگوں کے۔
فِیۡ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۝۴۰	کہ وہ جنتوں میں ہوں گے ۔ اور مجرموں سے
عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۝۴۱	سوال کریں گے ۔
مَا سَلَكَكُمۡ فِیۡ سَقَرَ ۝۴۲	کہ تم کو کیا چیز دوزخ کی طرف لے گئی ؟
قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَ ۝۴۳	وہ جواب دیں گے، ہم نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے ۔
وَلَمۡ نَكُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَ ۝۴۴	اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے ۔
وَكُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَ ۝۴۵	اور بے حکمت باتیں کرنے والوں کے ساتھ مل کر بے حکمت باتیں کرتے تھے ۔
وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝۴۶	اور ہم جزا سزا کے دن کا انکار کیا کرتے تھے ۔
حَتّٰٓى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُ ۝۴۷	یہاں تک کہ ہم پر موت آگئی ۔
فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَ ۝۴۸	پس ایسے لوگوں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دیگی ۔
فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡكِرَةِ مُعۡرِضِيۡنَ ۝۴۹	ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے اس طرح منہ موڑتے ہیں، کہ
كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ۝۵۰	گویا وہ ڈرے ہوئے گدھے ہیں ۔
فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ۝۵۱	جو شیر کو دیکھ کر بھاگے ہیں ۔
بَلۡ يُرِيۡدُ كُلُّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّؤۡتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝۵۲	حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں کھلی کتاب دی جائے ۔
كَلَّا ؕ بَلۡ لَّا يَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ۝۵۳	یہ امید پوری ہونے والی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے ۔
كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذۡكِرَةٌ ۝۵۴	سنو ! یہ کلام ایک نصیحت ہے ۔
فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝۵۵	پس جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ۔
وَمَا يَذۡكُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهۡلُ التَّقۡوٰى وَاَهۡلُ الۡمَغۡفِرَةِ ۝۵۶	اور منکر لوگ اللہ کے ارادہ کے بغیر کبھی نصیحت حاصل نہیں کریں گے (اور یہ کوئی بعید بات بھی نہیں کیونکہ) وہ (اللہ) تقویٰ بھی دیتا ہے ۔ اور بخشش بھی دیتا ہے ۔

معانقہ ۱ عند المتقدمین

سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ مَعَ الْبَسْمَلَۃِ اِحْدٰی وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّرُکُوْعَانِ
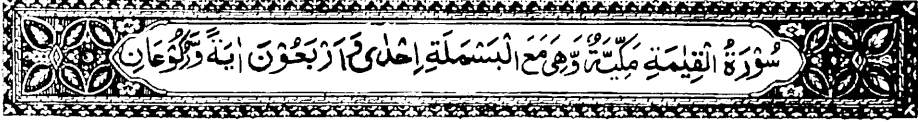
سورۃ قیامت۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتالیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۲
میں قیامت کے وقت کی قسم کھاتا ہوں (یعنی اسے شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۳
اور میں نفسِ لوّامہ کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۴
کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہیں جمع کریں گے۔

بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۵
نہیں نہیں! ہم تو اس پر قادر ہیں کہ اس کے جوڑ جوڑ کو پھر سے بنادیں۔

بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۶
حقیقت یہ ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ وہ آئندہ بھی فسق وفجور میں مبتلا رہے۔

يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۷
وہ پوچھتا (رہتا) ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۸
سو جب نظر پتھرا جائے گی۔

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۹
اور چاند کو خسوف لگے گا۔

وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۱۰
اور سورج اور چاند دونوں کو (خسوف کی حالت میں) جمع کردیا جائے گا[1]

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۱
اس وقت انسان کہے گا، اب میں بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں۔

كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۲
سنو! آج عذاب سے بچنے کی کوئی جگہ نہیں۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝۱۳
مگر اُس دن تیرے ربّ کے پاس ہی ٹھکانا ہوگا۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۴
اس دن انسان کو خبر دی جائے گی ان کاموں کی بھی جو اُسے نہیں کرنے چاہئیں تھے مگر اُس نے کر لیے اور اُن کاموں کی بھی جو اسے کرنے چاہئیں تھے مگر اس نے نہیں کیے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝۱۵
حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو خوب دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝۱۶
خواہ وہ زبان سے کتنی ہی صفائی پیش کرے۔

[1] یہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والی ایک اہم پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے یعنی رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگنے کی طرف۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾	(اے نبی) تو اپنی زبان کو حرکت نہ دے[1] تاکہ یہ قرآن جلدی نازل ہو جائے۔
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿١٧﴾	اس کا جمع کرنا بھی ہمارے ذمّہ ہے اور اس کا دنیا کے سامنے سنانا بھی (ہمارا ذمہ ہے)
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿١٨﴾	پس جب ہم اسے پڑھ لیا کریں تو ہمارے پڑھنے کے بعد تو بھی پڑھ لیا کر۔
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿١٩﴾	اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو تیری زبان سے لوگوں کو کھول کر سُنا دیں۔
كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾	سُنو! تم جلدی سے ملنے والی نعمت کو پسند کرتے ہو۔
وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿٢١﴾	اور بعد میں آنے والی نعمت کو نظر انداز کر دیتے ہو۔
وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾	اس دن بعض لوگ ہشّاش بشّاش ہوں گے۔
اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾	اپنے خدا کی طرف نظر لگائے بیٹھے ہوں گے۔
وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۢ بَاسِرَةٌ ﴿٢٤﴾	اور کچھ لوگ اس دن مُنہ بسورے بیٹھے ہوں گے۔
تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿٢٥﴾	کیونکہ وہ خیال کریں گے کہ اُن کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے گا جس سے کمر کے منکے تک ٹوٹ جائیں گے۔
كَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿٢٦﴾	سُنو! جب رُوح حلق تک پہنچ جائے۔
وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿٢٧﴾	اور کہا جائے کہ آج کوئی ہے جو دم دُعا سے اس کو اچھّا کر دے۔
وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿٢٨﴾	اور ہر ایک یقین کرلے کہ اب جدائی کی گھڑی آگئی ہے۔
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾	اور جان کندنی کی گھڑی آ جائے۔
اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ ࣙالْمَسَاقُ ﴿٣٠﴾ ع	اس دن تیرے ربّ ہی کی طرف جانا ہوگا۔
فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿٣١﴾	پس کیا ہوا کہ ایسے شخص نے نہ صدقہ دیا نہ نماز پڑھی۔
وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٣٢﴾	بلکہ (حق کو) جھٹلاتا رہا اور (اس سے) پیٹھ پھیر لی۔
ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿٣٣﴾	(اور اس کے بعد شرمندہ ہونے کی بجائے) اپنے گھر والوں کی طرف فخر سے اکڑتا ہوا چلا گیا۔
اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾	(اے شخص) تجھ پر ہلاکت ہو۔
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾	ہم پھر کہتے ہیں کہ تجھ پر ہلاکت ہو۔
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿٣٦﴾	کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اس کو بے لگام چھوڑ دیا جائے گا۔

[1] مطلب یہ ہے کہ اس کے جلد نازل ہونے کے لیے دعا نہ کر کیونکہ یہ تو ایک ازلی تقدیر ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وقت آجائے اور خدا تعالیٰ نازل نہ کرے۔

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾
کیا وہ کسی وقت پانی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو اپنی مناسب حال جگہ میں ڈالا گیا۔

ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾
پھر وہ ایک چمٹنے والا لوتھڑا بن گیا۔ پھر اس (خدا) نے اس کو اور شکل میں بنا دیا اور آخر اسے مکمّل کر دیا۔

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾
اور اسے جوڑا جوڑا کر کے بنایا یعنی نر اور مادہ کی شکل میں۔

اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع
کیا یہ (خدا) اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو پھر زندہ کر دے۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اثْنَتَانِ وَثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعَانِ
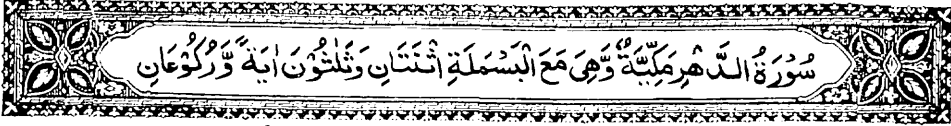
سورۃ دہر۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تینتیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ﴿۲﴾
کیا انسان پر وہ گھڑی نہیں آئی جب وہ بالکل بے حقیقت تھا، اور اس کے کاموں کو کوئی یاد نہیں کرتا تھا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۳﴾
ہم نے انسان کو ایک ایسے نطفہ سے پیدا کیا ہے جس میں مختلف قوتیں ملی ہوئی تھیں تاکہ ہم اس کی آزمائش کریں پھر ہم نے اس کو بہت سننے والا (اور) دیکھنے والا بنا دیا۔

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۴﴾
ہم نے اسے اس کے مطابق حال رستہ بتا دیا یعنی خواہ وہ شکر کرے یا نافرمان ہو جائے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۵﴾
ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں اور طوق اور جہنم تیار کر چھوڑے ہیں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۶﴾
خدا کے نیک بندے ایسے پیالے پئیں گے، جن میں کافور کی خاصیت ملائی گئی ہو گی۔

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۷﴾
یہ (کافور) ایک چشمہ ہو گا[1] جس میں سے اللہ کے بندے پئیں گے وہ کوشش کر کے[2] اُس (چشمہ) کو زمین پھاڑ کر نکالتے ہیں۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ
وہ اپنی نذریں ادا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن کی بُرائی

---

[1] یعنی وہ چشمہ جس میں کافوری خاصیت ہو گی اس کا نام بھی کافور ہو گا۔ یعنی وہ بُرے جذبات کو ٹھنڈا کر دیگا۔
[2] یعنی ان کے اعمال کی وجہ سے وہ چشمہ پھوٹا جائے گا۔

مُسْتَطِيْرًا ۝۸

تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہوگی۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۹

اور اُس (خدا) کی محبّت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۱۰

اور کہتے جاتے ہیں کہ اے لوگو! ہم تم کو صرف اللہ کی رضا کے لیے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی جزا طلب کرتے ہیں نہ تمھارا شکر چاہتے ہیں۔

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۱

ہم اپنے ربّ سے اُس دن کا خوف رکھتے ہیں جب لوگوں کا ڈر کے مارے مُنہ بگڑا ہُوا ہوگا اور تیوریاں چڑھی ہوئی ہوں گی۔

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۲

سو اللہ اُن کو اُس دن کے ضرر سے بچائے گا اور اُن کو تر و تازگی اور خوشی بخشے گا۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۳

اور اُن کے نیکیوں پر قائم رہنے کی وجہ سے اُن کو (رہنے کے لیے) باغ اور (پہننے کے لیے) ریشم عطا کرے گا۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۴

وہ اس باغ میں چھپر کھٹوں پر تکیے لگا کر بیٹھے ہوں گے۔ نہ تو اس باغ میں شدید گرمی دیکھیں گے اور نہ شدید سردی۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۵

اور اس باغ کے سائے اُن پر جُھکے ہوئے ہوں گے اور اس کے پھل ان کے قریب کر دیئے جائیں گے۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ۝۱۶

اور چاندی کے برتن اور آفتابے[1] اور ایسی صراحیاں لیکر جو شیشے کی ہونگی[2] اُن کے پاس بار بار آئیں گے۔

قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝۱۷

(یہ بظاہر شیشے کے نظر آنے والے برتن اصل میں چاندی کے ہونگے جن کو خدا کے فرشتے اپنی کامل صناعی سے بنائیں گے حتیٰ کہ وہ شیشے کی مانند چمکنے لگ جائیں گے۔)

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝۱۸

اور مومنوں کو ان جنتوں میں ایسے گلاسوں سے[3] پانی پلایا جائیگا جن میں سونٹھ ملی ہوئی ہوگی

عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝۱۹

(اور اس (جنت) میں سلسبیل[4] نام کا بھی ایک چشمہ ہوگا (جس سے مومن پئیں گے)

[Margin note:] ۱ قرء حفص لفظ قواریرا الاوّل بغیر الالف فی الوصل فیھما و وقفا علی الاوّل بالالف و علی الثانی بغیر الالف

---

[1] کُوب اس برتن کو کہتے ہیں جس کی نہ ہتھی ہو نہ ٹونٹی اور یہ معنے اس صراحی پر صادق آتے ہیں جس کی گردن تپلی ہوتی ہے اور جسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے۔

[2] قواریر سے یہ مراد نہیں کہ وہ شیشے کی ہونگی بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ بہت نازک ہونگی اور شیشے کی طرح شفاف ہونگی جن میں منہ نظر آتا ہوگا۔

[3-4] یہ بھی تمثیلی کلام ہے اور مراد یہ ہے کہ مومنوں کو پہلے کافوری پیالے ملیں گے جن کی وجہ سے تمام بدخیالات مٹ جائیں گے۔ پھر سونٹھ کے چشمہ کا پانی ملیگا۔ جس سے نیک کاموں کی رغبت پیدا ہوگی۔ مگر ابھی تک نیکی کا جوش اتنا نہ ہوگا کہ وہ ایک طبعی تقاضے کے طور پر چلے۔ اس کے بعد سلسبیل نام کے چشمے سے (باقی اگلے صفحہ پر)

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۚ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿۲۰﴾

اور ان کے پاس ہمیشہ خدمت کرنے والے نوجوان بار بار حاضر ہوتے رہیں گے جب تو اُن خادموں کو دیکھیگا تو ان کی نسبت گمان کریگا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿۲۱﴾

اور جب تو اُن کو دیکھے گا تو اُن کی جگہ پر ایک بہت بڑی نعمت اور بڑی بھاری بادشاہت نظر آئے گی

عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿۲۲﴾

اُن کے اوپر باریک سبز ریشم کے کپڑے ہونگے اور اسی طرح تافتے کے[1] اور ان کو چاندی کے کڑے پہنائے جائیں گے اور اُن کا ربّ اُن کو پاک کرنے والی شراب پلائے گا۔

إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿۲۳﴾ ع

(اور کہا جائے گا کہ اے جنتیو!) یہ بدلہ تمھارے لیے مقرر ہے اور تمھاری کوشش کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿۲۴﴾

ہم نے تجھ پر قرآن ٹکڑے ٹکڑے کرکے اُتارا ہے۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿۲۵﴾

پس اپنے ربّ کے حکم پر قائم رہ۔ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گذار کی اطاعت نہ کر۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۲۶﴾

اور اپنے رب کا صبح اور شام ذکر کیا کر۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۷﴾

اور رات کے وقت بھی اسکے سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو دیر تک اس کی تسبیح کیا کر۔

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ﴿۲۸﴾

یہ لوگ دنیا کا انعام پسند کرتے ہیں اور اپنے پیچھے ایک بڑے سخت دن کو چھوڑ جاتے ہیں۔

نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ﴿۲۹﴾

ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ مضبوط بنائے ہیں اور جب ہم چاہیں گے ان جیسی اور مخلوق پیدا کرکے ان کی جگہ کھڑی کردیں گے۔

إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿۳۰﴾

یہ ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے ربّ کی طرف پہنچانے والا راستہ اختیار کرلے۔

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۳۱﴾

اور تم خدا کی مشیّت کے بغیر ایسا نہیں چاہ سکتے کیونکہ اللہ بہت علم والا اور بڑی حکمت والا[2] ہے۔

يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۳۲﴾ ع

وہ جس کو پسند کرلیتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب مقرر کر ہی چھوڑا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ان کو پلایا جائیگا۔ سَلْسَبِيل مرکب نام ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ اپنے مقررہ راستے پر طبعی طور پر چلتا جا۔ کسی کوشش کی ضرورت تجھے پیش نہ آئے گی۔ گویا سب روحانی مقام ان چشموں کے ناموں سے ظاہر کر دئے ہیں۔

[1] تافتہ ایک قسم کے ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں۔

[2] اور یہ ممکن نہیں کہ اس کا علم ایک شخص کو مستحق ہدایت قرار دے لیکن وہ اس کو گمراہ ہونے دے۔
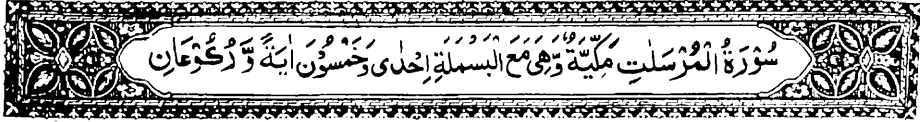
سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّ رُكُوْعَانِ

سورۃ مُرسلات۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکاون آیات ہیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ②	مَیں شہادت کے[1] طور پر اُن ہستیوں کو پیش کرتا ہوں جو پہلے آہستگی سے چلائی جاتی ہیں
فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ③	پھر[2] وہ تیزی سے چلنے لگ جاتی ہیں۔
وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ④	اور مَیں دنیا میں پھیلا[3] دینے والی ہستیوں کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔
فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ⑤	اور حق و باطل[4] میں فرق کر دینے والی ہستیوں کو۔
فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ⑥	اور خدا کا کلام سُنانے والی ہستیوں کو۔
عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ⑦	اِس غرض سے بھی کہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے۔ اور اس غرض سے بھی کہ لوگوں کو ہوشیار کر دیا جائے۔
اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ⑧	تم سے جس بات کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ پوری ہو کر رہے گی۔
فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ⑨	اور جب ستارے[5] ماند پڑ جائیں گے۔
وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ⑩	اور آسمان میں[6] شگاف ہو جائیں گے۔
وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ⑪	اور جب، پہاڑ[7] اڑائے جائیں گے۔
وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ⑫	اور جب سب رسول[8] اپنے وقتِ مقررہ پر لائے جائیں گے۔

---

[1] اس آیت میں ان گھوڑوں یا صحابہؓ کو جو ان پر چڑھنے تھے شہادت کے طور پر پیش کیا ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ ان کو نیکی کی اشاعت کے لیے آہستگی سے دنیا میں پھیلائے گا اور یہی معنے مرسلات کے ہیں۔ [2] اس کے بعد بتایا کہ پھر وہ تیزی سے چلنے لگ جاتی ہیں۔ یعنی پہلے صحابہؓ آہستگی سے دنیا میں پھیلیں گے۔ مگر پھر طاقت پکڑتے جائیں گے اور ان کی ترقی کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ [3] اس آیت میں پھر صحابہؓ کا ذکر ہے۔ جو آخر اسلام کو دنیا میں پھیلا دیں گے۔

[4] اس آیت میں بھی صحابہؓ کا ذکر ہے کہ وہ آخر حق و باطل میں فرق کر کے دکھلا دیں گے۔

[5] یعنی علماء خراب ہو جائیں گے۔ [6] یعنی الہام کا سلسلہ پھر شروع ہو جائے گا۔

[7] یعنی دنیا کے بادشاہ بھی تباہ کر دیئے جائیں گے۔

[8] یعنی ایک ایسا مامور کھڑا ہو گا جسے سب نبیوں کے نام دیئے جائیں گے۔ یعنی اس کے متعلق موسیٰؑ، عیسیٰؑ، کرشنؑ، رامچندرؑ اور بدھؑ سب کی پیشگوئیاں ہوں گی۔ اسی طرح بعد کے ولیوں کی۔ جیسے امام احمد سرہندیؒ۔ اور نعمت اللہ ولیؒ وغیرہ کی پیشگوئیاں بھی ہوں گی۔

لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾
(اور لوگوں سے کہا جائے گا کہ) یہ بات کس دن کے لیے اُٹھا رکھی گئی تھی ؟

لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ﴿۱۳﴾
(ایک) فیصلہ کرنے والے دن کے لیے۔

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾
اور تجھے کیا معلوم ہے کہ فیصلہ کرنے والا دن کیا ہے ؟

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾
اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)

اَلَمۡ نُہۡلِکِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶﴾
کیا ہم نے پہلی قوموں کو ہلاک نہیں کیا۔

ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾
پھر کیا ہم ان کے بعد آنے والی قوموں کو اُن کے[1] پیچھے نہیں چلائیں گے ؟
(آخر یہ مختلف سلوک کیوں ہوگا)

کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾
ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرتے ہیں[2]۔

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۹﴾
اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)

اَلَمۡ نَخۡلُقۡکُّمۡ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ﴿۲۰﴾
اور ہم اُن سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی (یعنی نطفہ) سے پیدا نہیں کیا۔

فَجَعَلۡنٰہُ فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ﴿۲۱﴾
اور پھر اس کو ایک ایسی جگہ (یعنی ماں کے رحم میں) رکھ دیا جو اس کو صحیح طور پر محفوظ

اِلٰی قَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۲۲﴾
رکھنے کے قابل تھی۔ اور جتنی مدّت اس نطفہ کا رحم میں رکھنا مناسب تھا
اتنی مدّت ہم نے اس کو رحم میں رکھا۔

فَقَدَرۡنَا[3] ٭ۖ فَنِعۡمَ الۡقٰدِرُوۡنَ ﴿۲۳﴾
اور ہم نے ایک اندازہ مقرر کیا[3]، اور ہم کیا ہی اچھا اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔

وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۲۴﴾
اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ کِفَاتًا ﴿۲۵﴾
کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کو سمیٹنے والا

اَحۡیَآءً وَّ اَمۡوَاتًا ﴿۲۶﴾
نہیں بنایا[4]؟

وَّ جَعَلۡنَا فِیۡہَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسۡقَیۡنٰکُمۡ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾
اور ہم نے اس میں اونچے پہاڑ بنائے ہیں اور اس کے نتیجہ میں تمہیں میٹھا پانی[5] پلایا ہے۔

---

[1] یعنی ہلاک نہیں کریں گے۔

[2] یعنی پچھلی تاریخ بتاتی ہے کہ مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا چلا آیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے مجرموں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوگا۔

[3] اس سے مراد یہ ہے کہ ہر بچّہ کے لیے کوئی الگ قانون مقرر نہیں ہوتا بلکہ ہم نے اس کے لیے سنّت اللہ میں ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اسی اندازہ کے مطابق کام ہوتا چلا جا رہا ہے یعنی مختلف جانور پیدائش کاملہ کے لیے مختلف مہینوں تک ماؤں کے پیٹوں میں رہتے ہیں۔

[4] یعنی زندہ اس کی سطح پر بستے ہیں اور مُردے یا اس میں گاڑ دیئے جاتے ہیں یا ان کی خاک اس کے دریاؤں میں بہائی جاتی ہے۔

[5] یعنی زمین میں دینی اور دنیوی بڑی بڑی قابلیتوں کے آدمی پیدا کیے جاتے ہیں اور مادی اور روحانی پانی جو نہایت میٹھا ہوتا ہے ان روحانی اور جسمانی سرداروں کے ذریعہ سے لوگوں کو پلایا جاتا ہے یعنی روحانی لوگ الہام سنا سنا کر ان کی رُوحانی پیاس کو بجھاتے ہیں اور جسمانی لوگ نہریں اور ٹیوب ویل لگا لگا کر اُن تک میٹھا پانی پہنچاتے ہیں۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞۲۹	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞۳۰	(ہم اُن سے کہیں گے کہ) جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے اسی کی طرف جاؤ۔
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۞۳۱	یعنی اُس سائے کی طرف جاؤ جس کے تین پہلو ہیں۔[۱]
لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ۞۳۲	نہ تو وہ سایہ دیتا ہے اور نہ تپش سے محفوظ رکھتا ہے۔
اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۞۳۳	بلکہ وہ اتنے اونچے شعلے پھینکتا ہے جو قلعے کے برابر ہوتے ہیں۔
كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۞۳۴	اتنے اونچے کہ گویا وہ بڑے جہازوں کے باندھنے والے زرد رسّے معلوم ہوتے ہیں۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞۳۵	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ۞۳۶	یہ ایسا دن ہوگا (جس دن مجرم اپنی مرضی سے) بول نہیں سکیں گے۔
وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۞۳۷	اور اُن کو (خدا کی طرف سے بھی بولنے کی) اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ کوئی عذر کر سکیں۔[۲]
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞۳۸	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئے گی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۞۳۹	یہ فیصلہ کا دن ہوگا جس میں ہم تم کو بھی اور پہلی قوموں کو بھی جمع کرینگے۔
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۞۴۰	پس اگر تمھارے پاس کوئی تدبیر ہے تو اس تدبیر کو میرے خلاف چلاؤ۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞۴۱ ع	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئے گی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۞۴۲	اس دن متّقی یقیناً سایوں اور چشموں والی جگہوں میں ہوں گے۔
وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۞۴۳	اور اپنے پسندیدہ پھلوں میں (گھرے ہوئے) ہونگے (جو اُن کی مرضی کے مطابق اُن کو ملیں گے)
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞۴۴	اور اُن سے کہا جائیگا کہ دل کو لبھانے والے میوے کھاؤ اور اچھا پانی پیو، یہ تمھارے عملوں کی جزا ہوگی۔
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۞۴۵	ہم محسنوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۞۴۶	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئے گی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)

---

[۱] یعنی آخری زمانہ میں منکرینِ اسلام کی پناہ ایسی ہوگی جو پناہ نہیں کہلا سکتی بلکہ تکلیف کا موجب ہوگی۔

[۲] کیونکہ اس دن خود ان کے اعضا ان پر شہادت دے رہے ہونگے اور کسی زبانی شہادت کی ضرورت نہیں ہوگی۔

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٤٦﴾	(ہم اُن سے کہتے ہیں کہ) کھاؤ اور اس دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل کرلو، تم مجرم ہو۔
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٧﴾	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿٤٨﴾	ان لوگوں پر جن سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ توحید پر قائم ہو جاؤ، تو وہ توحید پر قائم نہیں ہوتے (بلکہ شرک کی طرف لوٹ جاتے ہیں)
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾	اس دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئیگی (اس میں کوئی بھی شبہ نہیں)
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٠﴾ ع	سو وہ بتائیں تو سہی کہ اس (قرآن) کے بعد وہ کس کتاب پر ایمان لائیں گے۔

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ رُكُوْعَانِ

سورۃ نبا۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتالیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ②
یہ (لوگ) کس (چیز) کے بارے میں ایک دوسرے سے (بطور تعجب) سوال کر رہے ہیں۔

عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ③
کیا اس (مذکورہ بالا یَوْمُ الْفَصْل والی) عظیم (الشان) خبر کے بارہ میں۔

الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ④
جس کے بارے میں یہ لوگ (قرآن کی بتائی ہوئی حقیقت سے) اختلاف رکھتے ہیں۔

كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤
خوب یاد رکھیں کہ اصل حقیقت ان کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ایک دن وہ اسے معلوم کر لیں گے۔

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑥
پھر ہم کہتے ہیں کہ بات ان کے عقیدوں کے خلاف ہے اور یہ لوگ اس پیشگوئی کو جو اس سورت میں بیان کی گئی ہے ضرور جان لیں گے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑦
(سوچیں تو سہی کہ) کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا۔

وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑧
اور پہاڑوں کو میخوں کے طور پر نہیں گاڑا۔

وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑨
اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) ہم نے تم (سب لوگوں) کو جوڑا (جوڑا) بنایا ہے۔

وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑩
اور ہم نے تمہاری نیند کو موجب راحت بنایا ہے۔

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑪
اور ہم نے رات کو پردہ پوش بنایا ہے۔

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑫
اور ہم نے دن کو زندگی (کے اظہار) کا موقعہ بنایا ہے۔

وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑬
اور ہم نے تمہارے اوپر سات (بلند اور) مضبوط (آسمان) بنائے ہیں۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑭
اور ہم نے ایک چمکتا ہُوا سورج (بھی) بنایا ہے۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑮
اور ہم نے گھنے بادلوں سے کثرت سے بہنے والا پانی (بھی) اتارا ہے۔

لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑯
تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم دانے اور سبزیاں نکالیں۔

وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑰
اور گھنے باغ (اُگائیں)

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ⑱
یقیناً یہ فیصلے کا دن ایک مقرر وقت (پر آنے والا) ہے

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ⑲
جس دن کہ صور میں پھونکا جائے گا پھر تم گروہ در گروہ ہو کر (ہمارے حضور میں) آؤ گے۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۲۰﴾	اور آسمان کھول دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ دروازے[1] (دروازے) ہو جائے گا۔
وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۱﴾	اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) چلائے[2] جائیں گے، یہاں تک کہ وہ سراب[3] (کی مانند) ہو جائیں گے۔
اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۲﴾	یقیناً جہنم (ان لوگوں کی) گھات میں (لگی ہوئی) ہے۔
لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۳﴾	(اور) وہ سرکشوں[4] کے لیے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔
لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۴﴾	وہ اس میں برسوں رہتے چلے جائیں گے۔
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۵﴾	(وہاں اُن لوگوں کی یہ حالت ہوگی) کہ نہ تو وہ اس میں کسی قسم کی ٹھنڈک (محسوس کریں گے) اور نہ کوئی پینے کی چیز اُن کو ملے گی (جو پیاس بُجھا سکے)
اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۶﴾	ہاں مگر اللہ ان کو (تیز) گرم پانی اور (ناقابلِ برداشت) ٹھنڈا پانی دے گا۔
جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۷﴾	(اس طرح انھیں ان کے اعمال کے) مطابق بدلہ[5] (دیا جائے گا)
اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۸﴾	وہ یقیناً (کسی) محاسبہ کا ڈر (اپنے دلوں میں) نہیں رکھتے تھے۔
وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۹﴾	اور ہمارے نشانات کو سختی کے ساتھ جھٹلاتے تھے۔
وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۳۰﴾	اور ہم نے (تو) ہر ایک چیز کو پوری طرح گن رکھا ہے۔

---

[1] یعنی آسمان سے کثرت سے نشان ظاہر ہونگے گویا آسمان میں دروازے لگ گئے ہیں۔ مومنوں کے لیے بکثرت رحمت نازل ہوگی اور کافروں کے لیے بکثرت عذاب ظاہر ہوگا۔

[2] یعنی کفار کی حکومتیں اور تنظیمیں توڑ دی جائیں گی۔

[3] یعنی آخری زمانہ میں دُور دُور سے لوگ بادشاہوں کا ذکر پڑھیں گے مگر جب قریب جائیں گے تو بادشاہت ایک سراب معلوم ہوگی یعنی کھل جائیگا کہ بادشاہ صرف نام کے ہیں ورنہ عوام ان پر بھی حکومت کر رہے ہیں اور قانون نے ان کو پابند کر رکھا ہے اور اگر اس آیت کو دینی انتظام کے متعلق سمجھا جائے تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ تو روحانی علماء کو پہاڑ بنائے گا لیکن جب کبھی بھی عوام دین کی ترقی کے لیے کوئی کوشش کرینگے علماءِ سُوء اُن کے رستہ میں آجائیں گے اور ان کی تدبیروں کو ناکام کر دیں گے اور مومن لوگ حیران ہو جائیں گے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ ان کے آنے سے دین ترقی کر جائے گا مگر دین تو پھر بھی کمزور ہی رہا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ (الحج ع آیت ۵۳)

[4] یعنی ایک دن جہنم ان کو پکڑ کر اپنے اندر داخل کرلے گی۔

[5] یعنی دین پر عمل کرنے میں وہ ٹھنڈک یعنی سستی دکھاتے تھے۔ اور دین کے خلاف عمل کرنے میں وہ گرمی یعنی تیزی دکھاتے تھے۔

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ ع	پس (اپنے اپنے اعمال کے مطابق) عذاب چکھو اور ہم تم کو (عذاب کے بعد) عذاب ہی دیتے چلے جائیں گے۔[1]
اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾	یقیناً متقیوں کے لیے کامیابی (مقدر) ہے۔
حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾	(یعنی) باغات اور انگور۔
وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾	اور ہم عمر نوجوان عورتیں۔
وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾	اور چھلکتے ہوئے پیالے۔
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾	نہ تو وہ اُن (جنتوں) میں لغو باتیں سُنیں گے اور نہ (اُن کی باتوں کو) کبھی کوئی جھٹلائے گا۔[2]
جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾	اُنھیں تیرے ربّ کی طرف سے ایسا بدلہ دیا جائے گا، جو مناسب حال انعام ہوگا۔
رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾	(تیرے اس ربّ کی طرف سے جو آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اُن سب کا ربّ ہے (اور) بے حد کرم کرنے والا ہے۔ وہ اس کے حضور میں (بلا اجازت) بات کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾	(یہ اس دن ہوگا) جس دن کہ رُوح کامل اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے (اور) وہ بات نہ کرسکیں گے سوائے اس کے جسے رحمٰن (خدا) نے اجازت دی ہوگی اور (ایسا شخص صرف مناسب موقعہ اور) ٹھیک ٹھیک بات کہے گا۔
ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾	یہ دن ہو کر رہنے والا ہے پس (تم میں سے) جو شخص چاہے اپنے ربّ کے پاس (اپنا) ٹھکانا بنالے۔

---

[1] قرآن کریم کے الفاظ ہیں لَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۔ ہم تم کو عذاب کے سوا کسی چیز میں زیادہ نہیں کریں گے۔ اس کو بامحاورہ اُردو میں لکھا جائے تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم تم کو عذاب کے بعد عذاب دیتے جائیں گے۔ کیونکہ اس صورت میں عذاب زیادہ ہوجاتا ہے۔

[2] صاحبِ املاء لکھتے ہیں کہ كِذَّابًا میں تکرار کے معنے پائے جاتے ہیں۔ اس لیے ہم نے کبھی کا لفظ بڑھا دیا ہے۔ دوسرے كِذَّابًا مصدر ہے جو مصدرِ معروف بھی ہوسکتا ہے اور مجہول بھی۔ اس کے لحاظ سے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ "نہ ان کی باتوں کو کبھی کوئی جھٹلائے گا۔"

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۖۚ يَّوْمَ	ہم نے تم کو ایک قریب زمانہ میں آنے والے عذاب سے خوب ہوشیار کر دیا ہے۔
يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ	جس دن انسان اس چیز کو دیکھ لیگا جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجی ہے[1] اور
الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ ع	کافر (اس دن) کہے گا، اے کاش! میں مٹی ہوتا[2]۔

---

[1] یعنی جو عمل وہ کر چکا ہے۔

[2] بعض مسلمان فرقے صحابہؓ کے بغض میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ موت کے وقت یہی فقرہ کہتے تھے پس اُن کا کفر ثابت ہے۔ حالانکہ اگر یہ روایت ثابت ہو اور یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے متعلق ہو، تو ابوبکرؓ کے ایمان کے لحاظ سے اس کے یہ معنے ہوں گے کہ کفار کی باتوں کا منکر یعنی ابوبکرؓ یہ کہیگا کہ کاش! میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ ایسا ہی ہوتا کہ نہ وہ میرے نیک اعمال کا بدلہ دنیا اور نہ میری غلطیوں کی سزا دیتا۔ اور یہ فقرہ ایک مومن کامل کا فقرہ ہے۔ حدیثوں میں تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے اعمال کی وجہ سے بخشا نہیں جاؤں گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخشا جاؤں گا۔ کافر کا لفظ اس جگہ طنزاً استعمال ہوا ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ لوگ اسے کافر کہتے ہیں جو جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا تھا اور جس نے اپنا سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا تھا۔ اور گیارہ سال کی بیٹی آپ سے بیاہ دی تھی۔ جبکہ آپ کی عمر چوّن پچپن سال کی تھی، اور ہجرت میں آپ کے ساتھ تھا، جبکہ سارے مکّہ کے مقابلہ میں آپ صرف ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔ قرآن کریم طنزاً کہتا ہے کہ یہ قربانیاں دینے والا شخص تو کافر ہے مگر وہ لوگ جنھوں نے اس کے اعمال کے مقابلہ میں کوئی نسبت بھی عمل کی نہیں دکھائی۔ وہ مومن بنتے ہیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے دن حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر کیوں لٹایا تھا؟ یہ بتاتا ہے کہ حضرت علیؓ سب سے زیادہ مخلص تھے۔ لیکن اگر ایسے خطرہ کے موقعہ پر کسی شخص کو اپنے بستر پر لٹانا اس کی کسی بڑائی پر دلالت کرتا ہے تو غارِ ثور میں اکیلے ایک شخص کے ساتھ بنتے چھپ جانا جبکہ اکیلا آدمی اس کو مار بھی سکتا تھا یہ اس شخص کی بڑائی پر بہت زیادہ دلالت کرتا ہے۔ پھر اس شخص کو لے کر دو سو میل مدینہ کا سفر کرنا جبکہ اور کوئی ساتھ نہ تھا اور ارد گرد کے علاقہ میں سب آپ کے جانی دشمن تھے اور مکّہ والوں نے آپ کا سر کاٹ کر لانے والے کے لیے انعام بھی مقرر کر دیا تھا دلالت کرتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ابوبکرؓ کا اخلاص بہت بڑھا ہوا تھا۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ بدر کی جنگ میں تمام صحابہؓ کا متفقہ فیصلہ تھا کہ عرشہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ رہیں۔ اور صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے کہ ہمیشہ جنگ میں یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہتے تھے۔ اور اس وجہ سے ہم آپ کو سب سے بڑا بہادر سمجھتے تھے۔ پھر تاریخ میں لکھا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ میں نہایت گڑگڑا کر دعا کرنے لگے تو حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کہا وہ بھی آپ کے ایمان کی علامت ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خدا! اگر یہ مسلمان آج مارے گئے تو تیری عبادت دنیا میں پر کوئی نہیں کرے گا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ گھبراتے کیوں ہیں، جب خدا کی مدد کے وعدے آپ کو آ چکے ہیں تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ مسلمان مارے جائیں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ نے کہا کہ میری جگہ پر ابوبکرؓ نماز پڑھائے۔ اور جب آپ کے دل میں خیال آیا کہ میرے بعد کون خلیفہ ہوگا تو آپ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں ابوبکرؓ کو خلیفہ مقرر کر دوں۔ لیکن میں نے سوچا کہ خدا اور مومن ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کو خلیفہ بنانے سے انکار کر دیں گے۔ اس لیے میں نے اس ارادہ کو چھپا لیا۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّ رُكُوْعَانِ
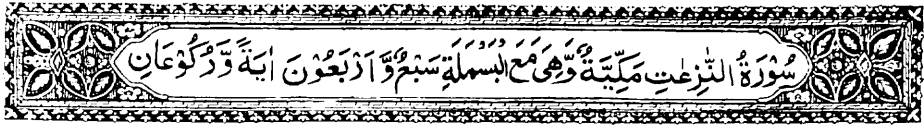
سورۃ نازعات ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سینتالیس آیات ہیں اور دو رکوع ہیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ②	میں ان ہستیوں کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جو پوری توجہ سے[1] علوم دینیہ کو کھینچتی ہیں ۔
وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ③	اور ان (ہستیوں) کو جو خوب اچھی طرح گرہ باندھتی[2] ہیں ۔
وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ④	اور اُن (ہستیوں) کو جو دُور دُور نکل[3] جاتی ہیں ۔
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ⑤	پھر (مقابلہ کرکے اپنے مدّمقابل سے) خوب آگے نکل[4] جاتی ہیں ۔
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ⑥	پھر (دنیا کا) کام (چلانے) کی تدبیروں[5] میں لگ جاتی ہیں ۔
يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ⑦	(ان صفات والی قوم کے ظہور کا وہ دن ہوگا) جس دن جنگ (کی تیاری) کرنے والی (قوم) جنگ کی تیاری کرے[6] گی ۔
تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ⑧	اس (جنگ کی تیاری) کے بعد (اسی قسم کی) پیچھے آنے والی[7] (ایک) گھڑی آئے گی ۔
قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ⑨	اس دن کچھ (لوگوں کے) دل دھڑک رہے ہونگے[8] ۔

[1] ان آیات میں مؤنث کا صیغہ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ یہاں صحابہؓ کی جماعتوں کا ذکر ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ اخلاق فاضلہ کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے زور لگا تے تھے مفسرین کہتے ہیں کہ ان آیات میں فرشتوں کا ذکر ہے مگر میں نے فرشتوں کی جگہ صحابہؓ مراد لیے ہیں ۔ کیونکہ واؤ قسم کے لیے آتی ہے اور قسم گواہی کے لیے ہوتی ہے اور فرشتوں کی گواہی کو نہ مومن سمجھ سکتے ہیں نہ کفار ۔ ہاں صحابہؓ کی گواہی کو مومن اور کافر دونوں سمجھ سکتے ہیں ۔ پس اس جگہ صحابہؓ ہی کا ذکر ہے اور ترجمہ میں میں نے انہی کا ذکر کیا ہے ۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرتے ہیں ۔

[3] یعنی صحابہؓ کی جماعتیں جو تبلیغ اسلام کے لیے ملک در ملک پھرتی تھیں ۔

[4] یعنی صحابہؓ میں نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا مادہ پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش میں کوئی دقّت محسوس نہیں کرتے تھے اور ان کی تمام کوششیں ایسی ہی تھیں جیسے تیرنے والے کو تیرنے میں پانی کی وجہ سے سہولت ملتی ہے ۔

[5] یعنی دنیا کی اصلاح اور ترقی ان کا مقصدِ زندگی ہوتا ہے ۔

[6] یعنی اوپر کی آیات وہ زمانہ بتاتی ہیں جب مسلمان کفار کی جنگوں کا جواب جنگ سے دینے پر مجبور ہو جائیں گے ۔

[7] یعنی مسلمان جب جنگ پر مجبور ہونگے تو تلوار کو ہاتھ سے نہ رکھیں گے بلکہ حملہ پر حملہ کرتے چلے جائیں گے ۔ یہاں تک کہ فاتح ہو جائیں گے ۔

[8] یعنی کفار اس وقت بزدلی دکھانے لگ جائیں گے ۔

اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۱۰﴾
اور اُن کی نظریں خوف سے جھکی ہوئی ہوں گی۔

يَقُوۡلُوۡنَ ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِى الۡحَافِرَةِ ﴿۱۱﴾
(اور) وہ کہیں گے کیا ہمیں اپنے رستے پر اُلٹے پاؤں[1] لوٹایا جائے گا۔

ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۲﴾
کیا (اس حالت میں بھی کہ) جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے[2] (ایسا ہو گا)؟

قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۳﴾
وہ کہتے ہیں (اگر ایسا ہُوا) تب تو یہ بڑی گھاٹے والی واپسی ہو گی۔

فَاِنَّمَا هِىَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۴﴾
(اور یہ بھی یاد رکھو کہ) یہ جنگ کی خبر تو صرف ایک ڈانٹ[3] تھی۔

فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۵﴾
چنانچہ (اس ڈانٹ کے بعد) وہ یکدم پھر (جنگ کے) میدان میں آموجود ہونگے[4]۔

هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ﴿۱۶﴾
کیا تجھے موسیٰ کی بات (بھی) پہنچی ہے؟

اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۷﴾
جبکہ اسے اس کے ربّ نے وادی مقدس[5] یعنی طُویٰ میں پکارا تھا۔

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۸﴾
(اور فرمایا تھا کہ) فرعون کی طرف جا کیونکہ وہ باغی ہو رہا ہے۔

فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ تَزَكّٰى ﴿۱۹﴾
اور (اُسے) کہہ کہ کیا تجھے (اس بات کی بھی) کچھ خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے۔

وَاَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى ﴿۲۰﴾
اور (اس کے نتیجہ میں) میں تجھے تیرے ربّ کی طرف راستہ دکھاؤں اور تُو (خدا سے) ڈرنے لگے[6]۔

فَاَرٰٮهُ الۡاٰيَةَ الۡكُبۡرٰى ﴿۲۱﴾
چنانچہ (موسیٰ گئے اور انھوں نے) اسے ایک بڑا نشان دکھلایا۔

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۲﴾
جس پر اس نے (موسیٰ کو) جھٹلایا اور نافرمانی کی۔

ثُمَّ اَدۡبَرَ يَسۡعٰى ﴿۲۳﴾
مزید برآں اُس نے فساد کی تدبیریں کرتے ہوئے حق سے پیٹھ پھیر لی۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۴﴾
چنانچہ (اس نے اپنے درباریوں کو جمع کیا اور (ملک میں عام منادی (بھی) کرائی۔

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ﴿۲۵﴾
اور (لوگوں کو جمع کر کے) کہا کہ میں تمھارا سب سے بڑا ربّ ہوں۔

---

[1] یعنی کیا جس طرح مسلمان یہاں غالب آگئے ہیں۔ اسی طرح اُن کے دعویٰ کے مطابق ہم اگلے جہان میں بھی ایک نئی زندگی پائیں گے اور عذابِ الٰہی پھر دیکھیں گے۔

[2] یعنی غلبۂ اسلام والی بات جب پوری ہو گی تو کفار کہیں گے کہ اب کیا دوسری بات کہ ہم کو مرنے کے بعد زندہ کر کے اُٹھایا جائیگا وہ بھی پوری ہو گی۔

[3] یعنی کفار کی سزا صرف بدر کی شکست نہیں بلکہ ایسی بہت سی شکستیں انھیں ملیں گی۔

[4] یعنی جب جنگوں کا اصلی وقت آئے گا۔ کفار بھی بار بار حملوں کی طرف متوجہ ہو جائیں گے مگر آخر شکست کھائیں گے۔

[5] طُویٰ کے معنے عربی زبان میں چکّر کھانے کے ہوتے ہیں۔ پس اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ایسی وادی تھی جہاں سے خدا تعالیٰ کی طرف انسان پھرتا ہے۔ یعنی روحانی طور پر اس کی ترقی کے سامان کیے جاتے تھے۔

[6] یعنی موسیٰ علیہ السلام نے تمام گذشتہ اور آئندہ نبیوں کے طریق کے مطابق یہی کیا کہ فرعون سے کہا کہ بہتر ہے مجھے مان کر نصیحت حاصل کرو۔ اور میری آمد کو اپنے لیے عذاب کا موجب مت بناؤ۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٦﴾	اِس پر اللہ نے اُسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں مبتلا کرنے کے لیے پکڑ لیا۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٢٧﴾	یقیناً اُس (واقعہ) میں اس کے لیے جو خدا سے ڈرتا ہے ایک بڑی عبرت (کا سامان) ہے۔
ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ﴿٢٨﴾	(سوچو تو سہی) کیا تمھیں (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کو (پیدا کرنا) جسے اُس (خدا) نے بنایا ہے۔
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿٢٩﴾	(اور) اُس کی بلندی کو اُونچا کیا ہے، پھر اُسے بے عیب بنایا ہے۔
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿٣٠﴾	اور اس کی رات کو (تو) تاریک بنایا ہے لیکن اس کی دوپہر کو (روشن بنا کر) ظاہر کیا ہے۔
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣١﴾	اور اس کے ساتھ[1] (اُسی زمانہ میں) زمین کو بھی بچھایا ہے۔
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣٢﴾	پھر (اس میں سے) اُس کا پانی اور اس کا چارہ نکالا ہے۔
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٣﴾	اور پہاڑوں کو بھی اُس نے اس میں گاڑا ہے۔
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٤﴾	(یہ سب کچھ) تمھارے اور تمھارے جانوروں کے فائدہ کے لیے (اس نے کیا ہے)
فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٥﴾	پس جب وہ بڑی آفت آئے گی۔
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٦﴾	جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کرے گا۔
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٧﴾	اور جہنّم اس کے لیے جو اسے (عقل کی آنکھ سے) دیکھے گا ظاہر کر دی جائیگی۔
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٨﴾	پس جس نے سرکشی اختیار کی۔
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٩﴾	اور ورلی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دی۔
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤٠﴾	یقیناً جہنّم (ہی) اس کا ٹھکانا ہے۔
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤١﴾	اور جس نے اپنے ربّ کی شان سے خوف کیا اور (اپنے) نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا۔

[1] عربی زبان میں کبھی بعد "ساتھ" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے (دیکھو اقرب) اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ نظامِ شمسی جیسا کہ علم ہیئت سے ثابت ہے ایک وقت میں بنا ہے۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ؕ﴿۴۱﴾	یقیناً جنّت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ﴿۴۲﴾	وہ تجھ سے اس گھڑی کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ) اُس کا آنا کب ہوگا؟
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ؕ﴿۴۳﴾	تجھے اُس کے (آنے کے) ذکر سے کیا تعلق؟
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ؕ﴿۴۴﴾	اس (کے وقت) کی انتہا (کی تعیین) تو تیرے رب سے تعلق رکھتی ہے۔
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ؕ﴿۴۵﴾	تُو تو صرف اس کو جو اس (آفت) سے ڈرتا ہے ہوشیار کرنے والا ہے۔
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾	وہ جس دن اُسے دیکھیں گے (ان کی حالت ایسی ہوگی کہ) گویا وہ صرف ایک شام یا اس کی صبح (اس دنیا میں) رہے ہیں۔

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّرُكُوْعٌ وَّكَذَا اِلَخ

سورۃ عبس۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تینتالیس آیات ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے، (پڑھتا ہوں)
عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ﴿۲﴾	(کیا) چیں بجبیں ہوگیا اور مُنہ موڑ لیا؟
اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۳﴾	(صرف) اس بات پر کہ اس کے پاس (ایک) نابینا (جسے واقف لوگ جانتے ہیں) آیا۔
وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ﴿۴﴾	اور (اے رسول!) کونسی بات تجھے (اس پر) آگاہ کر سکتی تھی کہ وہ ضرور پاک ہو جائے گا۔
اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۵﴾	یا موجباتِ عبرت کو یاد کریگا تو (یہ) یاد کرنا اُسے نفع بخشے گا۔
اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۶﴾	کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص (حق سے) بے پرواہی کرے۔
فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۷﴾	(اس کی طرف) تو تُو خوب توجہ کرے (حالانکہ یہ سارے قرآن کے خلاف ہے)
وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ﴿۸﴾	اور تو ایسا کر بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ اس کے ہدایت نہ پانے کی تجھ پر کوئی ذمہ واری نہیں۔
وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۹﴾	اور جو کوئی تیری طرف دَوڑتا ہُوا آئے۔
وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۱۰﴾	اور وہ (ساتھ ہی خدا سے بھی) ڈرتا ہو۔
فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۱﴾	(تو بقول معترض) تُو اس سے بے اعتنائی کرتا ہے۔

ے تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد ششم جزء چہارم نصف اوّل۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١٢﴾	(ایسا) ہرگز نہیں (یہ سب الزامات غلط ہیں) یقیناً یہ (قرآن) تو ایک نصیحت ہے (اس کے ساتھ تلوار نہیں اتاری گئی کہ تو لوگوں کو مسلمان بنانے پر مجبور ہو)
فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿١٣﴾	پس جو چاہے اُسے اپنے ذہن میں مستحضر کرلے۔
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٤﴾	(یہ قرآن ایسے) صحیفوں میں ہے' (جو) عزت والے' بلند
مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ﴿١٥﴾	شان اور پاک ہیں۔
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿١٦﴾	وہ (صحیفے لکھنے والوں اور دُور دُور) سفر[1] کرنے والوں کے ہاتھوں میں (ہیں)
كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿١٧﴾	(ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں) جو معزز ہیں اور اعلیٰ درجہ کے نیکوکار[2] ہیں۔
قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿١٨﴾	انسان ہلاک ہو[3]، وہ کیسا ناشکر گذار ہے۔
مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿١٩﴾	(وہ غور تو کرے کہ) خدا نے اُسے کس چیز سے پیدا کیا ہے۔
مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿٢٠﴾	(اسے معلوم ہوگا کہ یقیناً) ایک نطفہ سے (پیدا کیا ہے پہلے تو) اسے پیدا کیا پھر اُس کے لیے (ترقی کا ایک) اندازہ مقرر کیا۔
ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿٢١﴾	پھر (اس کے) راستہ کو آسان[4] بنایا (اور اسے) خوب ہی آسان بنایا۔
ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿٢٢﴾	پھر (عمر طبعی[5] کے بعد) اسے مار دیا۔ پھر اُسے (موعود) قبر[6] میں رکھا۔
ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿٢٣﴾	پھر جب چاہے گا اُسے دوبارہ اُٹھا کر کھڑا کر دے[7] گا۔

[1] یعنی صحابہؓ قرآن مجید کو لے کر دُور دُور پھیل جائیں گے۔
[2] یعنی قرآن مجید کی برکت سے صحابہؓ بڑی بڑی عزتیں پائیں گے اور نیکیوں میں ترقی کریں گے۔
[3] یعنی کافر انسان ہلاکت کا مستحق ہے۔ کیونکہ اس نے بڑی ناشکر گذاری سے کام لیا ہے۔
[4] یعنی اس کی ترقی کے راستہ کو جو قرآن مجید ہے عمل کے لیے آسان بنایا ہے۔
[5] چونکہ یہاں ثُمَّ ہے، جو بعض دفعہ ترتیب مع التراخی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے ہم نے بریکٹ میں "عمر طبعی" کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں تا کہ عربی کا صحیح ترجمہ ہو جائے۔
[6] اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں تو انسان کو اس کے رشتہ دار قبر میں رکھتے ہیں۔ لیکن اصل قبر انسان کی وہ ہے جہاں اللہ تعالےٰ انسان کی روح کو رکھتا ہے۔ اس لیے ہم نے "موعود" کا لفظ اس جگہ بڑھا دیا ہے۔
[7] یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ یہاں قبر سے مراد اس دنیا کی قبر نہیں بلکہ اُخروی قبر ہے اور معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اگلے جہان میں ایک دوسری زندگی بخشے گا۔

كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾
(ایسا) ہرگز نہیں[1] (جو تم سمجھتے ہو، دیکھتے نہیں کہ) اسے (یعنی انسان کو) جو حکم ملا تھا، ابھی تک اُس نے اُسے پُورا نہیں کیا۔[2]

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾
پس چاہیئے کہ انسان اپنے کھانے کی طرف دیکھے۔

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾
(اور دیکھے کہ) ہم نے بادلوں سے پانی کو خوب برسایا ہے۔

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾
پھر زمین کو خوب پھاڑا ہے[3]۔

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾
چنانچہ اس پھاڑنے کے نتیجہ میں ہم نے اس میں قسم قسم کے دانے اگائے ہیں۔

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾
اسی طرح انگور اور سبزیاں۔

وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾
نیز زیتون اور کھجوریں۔

وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾
اور اس کے ساتھ ہی گھنے باغات[4] بھی۔

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾
اور میوے بھی اور خشک گھاس (اور جھاڑیاں بھی)[5][6]

مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾
(یہ سب) تمھارے اور تمھارے جانوروں کے فائدہ کے لیے (پیدا کیا گیا ہے[7])

---

[1] یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی انسان کو نہیں ملے گی۔

[2] مطلب یہ ہے کہ جب انسان نے خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت پر عمل نہیں کیا تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کا محاسبہ نہ کیا جائے۔ اور محاسبہ کی صورت میں ضروری ہے کہ اس کو مرنے کے بعد زندہ کیا جائے۔

[3] یعنی دانہ اگانے کے قابل بنایا ہے۔

[4] پہلے الگ الگ قسم کے پھل گنے تھے، پھر بتایا کہ انسانی دستکاری کا کمال الگ الگ درختوں سے نہیں کھلتا بلکہ باغات سے کھلتا ہے۔ سو ہم نے باغات بنانے کی عقل بھی انسان کو بخشی اور چونکہ وہ عقل ہم نے بخشی ہے اس لیے باغات کا بنانا ہماری طرف منسوب ہے۔

[5] اَبّ کا لفظ یہاں ہے جس کے معنے لُغت میں ان تمام خودرَو بُوٹیوں کے ہوتے ہیں جن کو انسان نہیں کھاتا (فتح البیان) اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ "خشک گھاس اور جھاڑیاں" کر دیا ہے۔

[6] یہ سارے الفاظ چونکہ حَدَآئِقَ غُلْبًا کے ماتحت ہیں اس لیے فَاكِهَةً کے معنے ہونگے قسم قسم کے پھل، جو باغ کا ہی حصّہ ہوتے ہیں اور اَبًّا کے معنے ہونگے قسم قسم کی خودرو جھاڑیاں، اور یہ بھی حَدَآئِقَ غُلْبًا کے تابع ہے کیونکہ بعض جنگلی پودے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو بڑے بڑے خوشنما پھول لگتے ہیں اور اُن سے بڑی اعلیٰ درجہ کی خوشبو آتی ہے جیسے ہائیمو سائیس کا پودا ہے کہ اس پر ہزاروں ہزار پھول لگے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ بڑی خوشبو دیتے ہیں۔ خوشبو دار ویزلین جو بازاروں میں بکتی ہے اس میں اسی کی خوشبو ملائی جاتی ہے۔

[7] یعنی انسانی لگائے ہوئے درختوں کے پھل یا خودرو پودوں کے پھل یا اُن پر لگنے والے پھولوں کو تو انسان استعمال کرتا ہے لیکن ان کے پتّے اور گرے ہوئے پھل جانور بھی کھاتے ہیں پس یہ سب کچھ انسانوں اور جانوروں کے فائدہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾	پھر (یہ بھی تو سوچو کہ) جب کان پھاڑنے والی (مصیبت) آئے گی۔
یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ ﴿۳۴﴾	جس دن کہ انسان اپنے بھائی سے (دُور) بھاگے گا۔
وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیۡهِ ﴿۳۵﴾	اور (اسی طرح) اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔
وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیۡهِ ﴿۳۶﴾	اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے (بھی)
لِکُلِّ امۡرِیًٔ مِّنۡهُمۡ یَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ یُّغۡنِیۡهِ ﴿۳۷﴾	اس دن ہر ایک آدمی کی حالت ایسی ہو گی کہ وہ اُسے اپنی (ہی) طرف اُلجھائے رکھے گی۔
وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ مُّسۡفِرَةٌ ﴿۳۸﴾	کچھ (لوگوں کے) چہرے اُس دن روشن ہوں گے۔
ضَاحِکَةٌ مُّسۡتَبۡشِرَةٌ ﴿۳۹﴾	ہنستے ہوئے خوش بہ خوش۔
وَ وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ عَلَیۡهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾	اور کچھ (لوگوں کے) چہرے اُس دن ایسے ہوں گے کہ یُوں معلوم ہو گا کہ اُن پر غبار چھائی ہوئی ہے۔
تَرۡهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾	اور (اندرونی حالت بتانے کے لیے) ان کے چہروں پر ایک (ایسی) سیاہی بھی چھائی ہوئی ہو گی (جو ایسے وقت میں چھایا کرتی ہے)
اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡکَفَرَةُ الۡفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾ ع	یہی لوگ کافر اور بدکار قرار دئے جائیں گے۔ (رکوع ۱/۵)
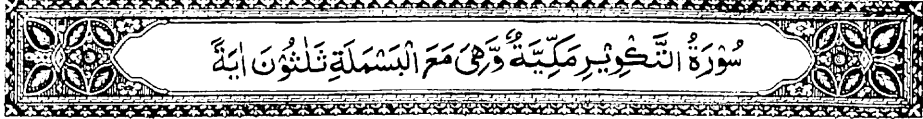
سُوۡرَةُ التَّکۡوِیۡرِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مَعَ الۡبَسۡمَلَةِ ثَلٰثُوۡنَ اٰیَةً

سورۃ تکویر۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنیوالا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ﴿۲﴾	جب (نُور) آفتاب کو لپیٹ دیا جائے گا۔[1]
وَ اِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ﴿۳﴾	اور جب ستارے دُھندلے ہو جائیں گے۔
وَ اِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ﴿۴﴾	اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

[1] یہ اس عارضی ضعف کی طرف اشارہ ہے جو مسلمانوں پر آنے والا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں سورج کہا گیا ہے اور اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ ایک زمانہ میں سورج پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت لوگوں کے دلوں میں اتنی نہیں رہے گی جس کے آپ مستحق ہیں۔

وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۵
اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں[1] آوارہ چھوڑ دی جائیں گی۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۶
اور جب وحشی اکٹھے کیے[2] جائیں گے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۷
اور جب دریاؤں (کے پانیوں) کو نکال کر دوسرے دریاؤں یا نہروں میں[3] ملا دیا جائے[4] گا۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۸
اور جب (مختلف) نفوس جمع[5] کیے جائیں گے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۹
اور جب زندہ گاڑی جانے والی (لڑکی) کے بارہ میں[6] سوال کیا جائے گا۔

بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۱۰
(کہ آخر) کس گناہ کے بدلہ میں اس کو قتل کیا گیا تھا۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۱
اور جب کتابیں پھیلا[7] دی جائیں گی۔

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۲
اور جب آسمان کی کھال[8] اتاری جائے گی۔

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۳
اور جب جہنم کو بھڑ[9]کایا جائے گا۔

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۴
اور جب جنت کو قریب[10] کر دیا جائے گا۔

---

[1] یعنی ریل اور موٹر ایجاد ہو جائیں گے تو حجاز میں اونٹوں پر سفر کرنے کی ضرورت بہت کم ہو جائے گی۔ دس مہینے کی گابھن اونٹنی اس لیے کہا کہ جب اونٹنی دس مہینے کی گابھن ہو تو اس کے بچّہ کے انتظار میں اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور تبھی اُسے چھوڑا جا سکتا ہے جب اونٹ کی ضرورت باقی نہ رہے۔ چنانچہ ریل، ہوائی جہاز اور موٹر کی ایجاد نے اس پیشگوئی کو پورا کر دیا ہے۔

[2] یعنی چڑیا گھر بنائے جائیں گے یا یہ کہ وحشی انسان متمدن ہو جائیں گے یا یہ کہ وحشی قوموں کو اُن کے ملکوں سے نکال دیا جائے گا۔ جیسے امریکہ اور آسٹریلیا میں ہوا۔ حُشِرَتْ کے معنے جلاوطن کرنے کے بھی ہوتے ہیں (اقرب)

[3] یہ موجودہ زمانہ کی خبر ہے اور آخری زمانہ میں انجینئرنگ کی ترقی پر دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ اس وقت پاکستان میں بھی کئی دریا ملائے جا رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی اور روس اور امریکہ میں بھی اور جرمن میں تو ربع صدی سے ملائے جا چکے ہیں۔

[4] سَجَّرَ کے معنے خشک کر دینے کے بھی ہوتے ہیں اور اسی لیے مفسرین نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ دریا خشک کر دیئے جائیں گے لیکن سَجَّرَ کے یہ بھی معنے ہوتے کہ اس کا پانی نکال کر اپنی مرضی کے مطابق کہیں لے جائیں جو نہروں کا اصول ہے (اقرب) پس دونوں لحاظ سے یہی معنے بنتے ہیں کہ نہریں نکال کر دریاؤں کو خشک کیا جائے گا نہ کہ ان کا پانی آسمان کی طرف اُڑا کر خشک کیا جائے گا۔

[5] یعنی سفر آسان ہو جائیں گے اور مختلف ملکوں کے لوگ ریلوں اور جہازوں کے ذریعہ سے آپس میں ملنے کے قابل ہو جائیں گے۔

[6] یعنی لڑکیوں کا زندہ گاڑا جانا قانونی جرم بن جائے گا۔

[7] یعنی پریس کثرت سے ہوں گے۔

[8] یعنی علم ہیئت میں بہت ترقی ہو گی۔

[9] یعنی اس آخری زمانہ میں گناہ بہت بڑھ جائے گا۔ اور گناہوں کے بڑھنے کی وجہ سے دوزخ انسان کے قریب آ جائے گا۔

[10] یعنی مذہب کی حکمتیں اس طرح کھول کر بیان کی جائیں گی کہ لوگوں کے لیے ان کا ماننا اور ان پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۵﴾	(اس دن) ہر جان جو کچھ اس نے حاضر کیا ہے جان لے گی۔
فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۶﴾	پس ایسا نہیں (جو تم خیال کرتے ہو) میں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں' چلتے چلتے پیچھے ہٹ جانے والوں کو۔
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۷﴾	(جو ساتھ ہی) ناک کی سیدھ چلنے والے (بھی) ہیں اور پھر گھروں میں بیٹھے رہنے والے بھی۔[1]
وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۸﴾	اور رات کو (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں) جب وہ خاتمہ کو پہنچ جاتی ہے۔
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۹﴾	اور صبح کو جب وہ سانس لینے لگتی ہے۔[2]
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۰﴾	یقیناً وہ (قرآن) ایک بزرگ رسول[3] کا کلام ہے۔
ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۱﴾	(جو رسول) قوت والا اور صاحب عرش کے حضور بڑا درجہ رکھنے والا ہے۔
مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۲﴾	(اور) مطاع (بھی) ہے (اور) اس کے ساتھ امین[4] بھی ہے۔
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۳﴾	اور تمھارا ساتھی ہرگز مجنون نہیں۔
وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۴﴾	اور اس نے اس (غیب) کو یقیناً کھلے افق میں دیکھا ہے۔
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۵﴾	اور وہ غیب کی خبریں بتانے میں ہرگز بخیل نہیں۔
وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۶﴾	اور نہ وہ (یعنی اس پر نازل ہونے والا کلام) دھتکارے ہوئے شیطان کی (کہی ہوئی) بات ہے۔
فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۷﴾	پھر (باوجود اس کے) تم کہاں جاتے ہو۔

[1] یہاں تباہ ہونے والی قوموں کی علامت بتائی ہے (مسلمان اس پر غور کریں) ایک علامت یہ کہ خطرہ کے وقت پیچھے ہٹ جانا اور دوسری علامت یہ کہ انجام سوچے بغیر جرأت کر لینا اور تیسری علامت یہ کہ سب کام چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جانا۔

[2] یعنی مسلمانوں پر تباہی کا دور ابدی نہیں ہوگا، رات کے بعد صبح آئے گی۔

[3] یہ مطلب نہیں کہ قرآن مجید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے بلکہ اس آیت نے یہ بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے مقرب ہیں اور فرشتے یہ کلام لیکر آتے ہیں۔ اس لیے یہ کلام' کلام اللہ بھی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی۔ کیونکہ اُن کے منہ سے دنیا نے سُنا۔ لیکن قرآن مجید نے اس کے کلام اللہ ہونے پر زیادہ زور دیا ہے جیسے کہ فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (شعراء ع ۱۱)

[4] یعنی چونکہ یہ رسول ہے اس پر کلام اُترنا چاہیئے تھا اور پھر اس کے غیر معمولی دعویٰ کے بعد ایک بڑی فرمانبردار جماعت اسے ملی ہے۔ پس یہ سچا ہے اور دشمنوں کے اقرار کے مطابق یہ امین بھی ہے۔ پس جب یہ کہتا ہے کہ یہ کلام خدا کا ہے تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾	یہ تو صرف تمام جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۹﴾	(خصوصاً) تم میں سے اس کے لیے جو سیدھے راستہ پر چلنا چاہے۔
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾	اور تم یہ نہیں چاہ سکتے مگر خدا کی مشیئت[1] کی مطابقت میں، جو سب جہانوں کا ربّ ہے۔ ع
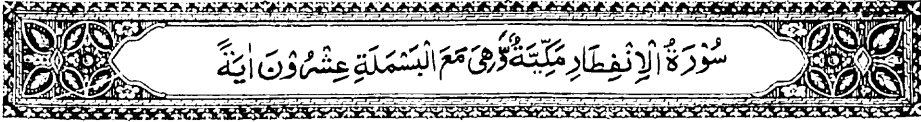
سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ انفطار۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۲﴾	جب[2] آسمان پھٹ جائے گا۔[3]
وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۳﴾	اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔[4]
وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۴﴾	اور جب سمندر پھاڑ کر ملا دئے جائیں گے۔[5]
وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۵﴾	اور جب قبریں اکھیڑ کر اِدھر اُدھر بکھیر دی جائیں گی۔[6]

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے کوئی تقدیر مقرر کر دی ہے کہ فلاں شخص نیک ہو اور فلاں بد۔ قرآن مجید اس عقیدہ کو غلط قرار دیتا ہے۔ اس آیت میں قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جو یہ ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ذاریات ع۳) یعنی میں نے جنّ وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اسی طرح اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا (سورۃ شمس) یعنی ہر انسانی جان کو ہم نے اعلیٰ درجہ کی طاقتوں کے ساتھ بھیجا ہے۔ پس سورۃ تکویر کی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ مشیئت نازل ہو چکی ہے کہ تمھاری اصلاح کی جائے اور تم کو کامل بندہ یا مومن بنایا جائے۔ اس لیے تم اس کے خلاف نہیں جا سکتے۔ پس اس جگہ پر بنی نوع انسان کا بحیثیت جنس ذکر ہے نہ کہ کسی خاص انسان کا۔ اور مراد یہ ہے کہ جب تم خدا تعالیٰ کی شریعت کے مطابق اپنے ارادے بنا لو تبھی تمھارا ایمان سیدھے راستہ پر چلنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

[2] اس سورۃ میں بیان کردہ سب علامات بھی آخری زمانہ کے متعلق ہیں۔ مگر تفصیل لمبی تفسیر سے تعلق رکھتی ہے۔ بہر حال مختصر نوٹ یہاں ترجمہ کے ساتھ دئے جاتے ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں تفسیر کبیر جلد ۶)

[3] یعنی دنیا میں شرک اور کفر اتنا پھیل جائے گا کہ خدا تعالیٰ زمین پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کر دے گا۔

[4] یعنی علماء دنیا سے نابود ہو جائیں گے یا ہدایت دینے والے لوگ کم ہو جائیں گے۔

[5] یعنی بڑی بڑی آبنائیں بنا دی جائیں گی جیسے آبنائے پانامہ اور آبنائے سویز۔

[6] یعنی پرانے فراعنہ کی قبریں کھود کر اُن کی ممیاں فرانس، روس اور انگلستان پہنچا دی جائیں گی۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ۝٦

تب وہ بڑی (خطا کار) جان[1] (جس کا یہاں ذکر ہے) جان لیگی کہ کیا (کچھ) اس نے آگے بھیجا ہے اور کیا (کچھ) پیچھے[2] چھوڑا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٧

اے انسان! تجھے کس نے تیرے ربِّ کریم کے بارے میں مغرور (اور دھوکہ خوردہ) بنا دیا ہے[3]۔

الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۝٨

(اس ربّ کے بارے میں) جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے (یعنی تیری اندرونی قوتوں کو) درست کیا۔ پھر تجھے مناسب قوتیں بخشیں۔

فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٩

پھر جو صورت اُس نے پسند کی، اس میں تجھے ڈھالا۔

كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۝١٠

ایسا ہرگز نہیں (جو تم خیال کرتے ہو) بلکہ تم تو جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو۔

وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١١

اور یقیناً تم پر (تمہارے خدا کی طرف سے) نگران مقرر ہیں۔

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١٢

(جو) شریف (اور) ہر بات کو لکھنے والے ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٣

تم جو کچھ بھی کرتے ہو وہ اُسے جانتے ہیں۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٤

یقیناً نیکیوں میں بڑھ جانے والے لوگ (ہمیشہ) نعمت میں (رہتے) ہیں۔

وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٥

اور بدکار لوگ یقیناً جہنّم میں (رہتے) ہیں۔

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٦

وہ (خصوصیت کے ساتھ) اس میں جزا سزا کے دن داخل ہونگے۔

وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٧

اور وہ کسی طرح بھی اس سے بچ کر غائب نہیں ہو سکتے۔

وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨

اور (اے مخاطب!) تجھے کس نے اس بات کا علم دیا ہے کہ جزا سزا کا وقت کیا ہے۔

ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٩

پھر (ہم تجھے کہتے ہیں کہ) تجھے کس نے علم دیا ہے کہ جزا سزا کا وقت کیا ہے۔

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝٢٠

(یہ وقت) اس دن (ہوگا) جس میں کوئی جان کسی جان کو فائدہ پہنچانے کے لیے[4] کوئی اختیار نہ رکھے گی اور سب فیصلہ اس دن اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ ع ۱

---

[1] اس جگہ نفس سے مراد عیسائیت ہے کیونکہ شرک اور الحاد اسی کے ذریعہ سے دنیا میں پھیل رہا ہے۔

[2] یعنی خدا تعالیٰ ایسی علامتیں پیدا کر دے گا جن سے عیسائیت کی تباہی کے آثار ظاہر ہو جائیں گے اور عیسائی قوم معلوم کر لے گی کہ ہم نے بڑے گندے عمل کیے ہیں اور اپنے پیچھے ایسے نشان چھوڑے جا رہے ہیں۔ جو لوگوں کے دلوں میں ہمارے متعلق نفرت پیدا کرتے رہیں گے۔

[3] اس میں بھی یوروپین فلسفہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کے پڑھنے والے اپنے آپ کو شریعت اور خدا سے بالا سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ ان کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے بلکہ اپنے گندے فلسفہ کی بنا پر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم آپ ہی پیدا ہو گئے ہیں۔

[4] یعنی یہ جزا سزا اگلے جہان میں ہو گی جب کوئی دوست کسی دوست کو نفع نہیں پہنچا سکے گا۔
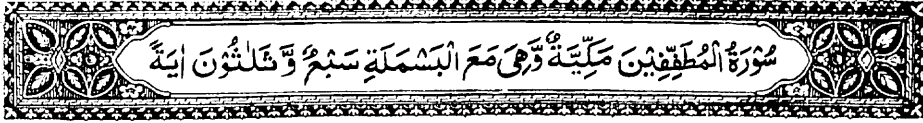
سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۂ مطففین - یہ سورۂ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سینتیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے، (پڑھتا ہوں)

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۲
سو دا سلف میں وزن کم کر کے دینے والوں کے لیے عذاب (ہی عذاب) ہے۔

الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۳
(ان کے لیے) جو تول کر لیتے ہیں تو خوب پورا کر کے لیتے ہیں۔

وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۴
اور جب (کوئی چیز) دُوسروں کو تول کر دیتے ہیں تو پھر وزن میں کمی کر دیتے ہیں۔[1]

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۵
کیا یہ لوگ یقین نہیں کرتے کہ وہ (زندہ کر کے) اُٹھائے جائیں گے۔

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۶
اس عظیم الشان وقت (کا فیصلہ دیکھنے) کے لیے۔

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۷
جس وقت (تمام) لوگ سب جہانوں کے ربّ (کا فیصلہ سُننے) کے لیے کھڑے ہوں گے۔

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۸
ایسا نہیں (جو یہ سمجھتے ہیں) بدکاروں (کی جزا) کا حکم یقیناً ایک دائمی کتاب میں[2] ہے۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۹
اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ سجّین کیا ہے؟

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۱۰
وہ ایسا حکم ہے جو (ازل سے) لکھا ہُوا ہے۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱
اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے عذاب (ہی عذاب) ہوگا۔

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝۱۲
اُن (ایسے جھٹلانے والوں) کے لیے جو جزا سزا کے دن کا انکار کرتے ہیں۔

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۳
اور اس کا انکار نہیں کر سکتا مگر وہی جو حد سے نکلا ہُوا (اور) سخت گنہگار ہے۔

---

[1] آیت میں كَالُوْهُمْ کے الفاظ ہیں جس کے معنے ہیں اُن کو تول کر دیتے ہیں۔ مگر چونکہ پہلی آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جن سے تول کر لیا جاتا ہے اور دوسری آیت میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جن کو تول کر دیا جاتا ہے اور سلوک بھی مختلف قسم کے بیان کیے ہیں۔ یعنی ایک پر زیادہ لے کر ظلم کیا گیا ہے اور ایک کو کم دیکر ظلم کیا گیا ہے اس لیے صاف ثابت ہو گیا کہ یہاں ایک قوم نہیں بلکہ دو الگ الگ قوموں کا ذکر ہے اسی لیے ہم نے ترجمہ میں دوسروں کا لفظ بڑھا دیا ہے۔

[2] سِجِّیْن کے معنے عربی میں دائم اور سخت کے ہیں پس سجّین میں نام لکھنے کے معنے یہ ہوئے کہ کفار کا عذاب سخت اور دائمی ہوگا (فتح البیان جلد ۱۰)

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۴﴾	جب ایسے لوگوں کے سامنے ہمارے نشانات پڑھے جائیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی نقل کردہ باتیں ہیں۔
كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۵﴾	ہرگز (ایسا) نہیں (جیسے وہ کہتے ہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر اس نے جو وہ کما چکے ہیں زنگ لگا دیا ہے۔
كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۶﴾	بلکہ یوں کہو کہ اس دن وہ اپنے ربّ کے سامنے آنے سے یقیناً روکے جائیں گے۔
ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿۱۷﴾	پھر وہ ضرور جہنّم میں داخل ہوں گے۔
ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۸﴾	پھر اُن سے کہا جائیگا یہی تو وہ (انجام) ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔
كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۹﴾	تمھارے خیالات کے خلاف ابرار (کی جزا) کا حکم یقیناً علّیّین[1] میں ہے۔
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۲۰﴾	اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ علّیّون کیا ہے؟
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۱﴾	وہ ایک لکھا ہُوا حکم[2] ہے۔
يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۲﴾	جسے مقرب لوگ (خود اپنی آنکھوں سے) دیکھیں گے۔
اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۳﴾	نیکی میں بڑھے ہوئے لوگ یقیناً نعمت (کے مقام) میں رکھے جائیں گے۔
عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۴﴾	چھپر کھٹوں پر بیٹھے سب حال دیکھ رہے ہوں گے۔
تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ﴿۲۵﴾	تُو (اگر اُنھیں دیکھے تو) اُن کے چہروں میں نعمت کی شادابی محسوس کریگا۔
يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۶﴾	اُنھیں خالص سربمہر شراب پلائی جائے گی۔
خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۷﴾	اُس کے آخر میں مشک ہوگا۔ اور چاہیئے کہ خواہش رکھنے والے (انسان) ایسی (ہی) چیز کی خواہش کریں۔
وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۸﴾	اور اس میں تسنیم[3] کی آمیزش ہوگی۔
عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۹﴾	(ہماری مراد اس) چشمہ (سے) ہے جس سے مقرب لوگ پئیں گے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وہ لوگ جو مجرم ہوئے، یقیناً مومنوں سے ہنسی (ٹھٹھا) کیا

[1] مفردات میں لکھا ہے اس کے معنے ایسے اعلیٰ مدارج والے لوگوں کے ہیں جو دُوسروں سے افضل ہونگے۔

[2] یعنی علّیّون وہ لوگ ہیں جن کے بارہ میں خاص احکام جاری ہوتے ہیں اور صاحب قرب لوگ اپنی آنکھوں سے اُسے پڑھیں گے اور خوش ہونگے۔

[3] تسنیم کے معنے لغت میں بلند شان ہونے کے ہوتے ہیں پس تسنیم کی آمیزش سے مراد یہ ہے کہ تسنیم کا پانی ان جنّتیوں کے پینے والے پانی میں ملا ہُوا ہوگا جس کی وجہ سے ان کے درجے بلند ہوتے چلے جائیں گے۔

يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ — کرتے تھے۔[1]

وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۱﴾ — اور جب ان کے پاس سے گذرتے تھے تو ایک دوسرے کو آنکھ سے اشارے کیا کرتے تھے۔

وَ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۲﴾ — اور جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تھے تو (مسلمانوں کے خلاف) خوب باتیں بناتے ہوئے لوٹتے تھے۔

وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۳﴾ — اور جب (کبھی) اُنھیں دیکھتے تھے کہتے تھے کہ یہ لوگ تو بالکل گمراہ ہیں۔

وَ مَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۴﴾ — اور حق یہ ہے کہ وہ اُن پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔[2]

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۵﴾ — پس جو ایمان لائے (وہ) اس (جزا سزا کے) دن کفار پر ہنسیں گے۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ — چھپر کھٹوں پر بیٹھے ہوئے (ان کا سب حال) دیکھ رہے ہوں گے۔

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع — (اور آپس میں کہیں گے کہ) کیا کافروں کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے (اس کا) پورا بدلہ مل گیا ریا نہیں؟)
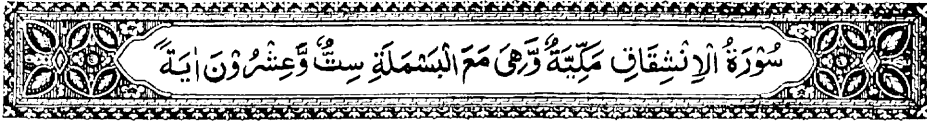
سورۃ انشقاق۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھبیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾ — (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۲﴾ — جب آسمان پھٹ جائے گا۔[3]

وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ﴿۳﴾ — اور اپنے ربّ کی بات سننے کے لیے کان دھریگا۔[4] اور یہی (اس پر) فرض ہے۔[5]

---

[1] اوپر جو مومنوں کا حال بیان کیا گیا ہے وہ تو دنیوی فتوحات اور اُخروی نعماء کا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کفار کا حال دنیا میں اس طرح گذرا ہے کہ وہ مومنوں سے ہنسی ٹھٹھا کرنے میں ہی اپنا وقت گذارتے تھے۔ [2] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کسی کے دلی عقیدہ کے متعلق فتویٰ لگانا جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے دل کی بات فتویٰ لگانے والے پر ظاہر نہ ہو اور وہ جھوٹا فتویٰ لگا دے۔

[3] یعنی جب آسمان سے متواتر نشان ظاہر ہونے لگ جائیں گے۔

[4] یعنی نشانات کی کثرت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ اور عالم بھی خدا تعالیٰ کی باتوں پر غور کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

[5] یعنی بندے کا اصل فرض تو یہ ہے کہ آسمانی نشان آئیں نہ آئیں اپنی عقل سے کام لے کر ہی خدا کی طرف چلا جائے اور اس بات کا انتظار نہ کرے کہ انذاری یا تبشیری نشانات ظاہر ہوں لیکن وہ ایسا کرتا نہیں۔

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۴	اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔[1]
وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۵	اور جو کچھ اس میں ہے[2] وہ اس کو نکال پھینکے گی، اور خالی ہو جائے گی۔[3]
وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۶	اور اپنے ربّ (کی بات سننے) کے لیے کان دھرے گی[4] اور یہی (اس پر) فرض ہے۔[5]
يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۷	اے انسان! تو اپنے ربّ کی طرف پورا زور لگا کر جانے والا ہے (اور) پھر اس سے ملنے والا ہے۔[6]
فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۸	پس جس کے داہنے[7] ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۹	تو اس سے جلد ہی آسان[8] حساب لے لیا جائے گا۔
وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۰	اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش (خوش)[9] لوٹے گا۔
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۱	اور جس کو اس کی پیٹھ[10] کے پیچھے سے اس کا اعمالنامہ دیا جائے گا۔

---

[1] یعنی اس زمانہ میں یہ ثابت ہو جائے گا کہ بہت سے کُرے جو بظاہر آسمان کے ساتھ وابستہ نظر آتے ہیں وہ زمین کا حصّہ ہیں جیسے چاند اور مریخ وغیرہ۔ یہ سائنس کا انکشاف اس زمانہ میں ہُوا ہے پہلے نہیں ہُوا تھا بلکہ مزید بات یہ ہے کہ اِن کُروں کو زمین کا حِصّہ سمجھ کر بعض لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ راکٹ کے ذریعہ سے ان تک پہنچ جائیں یا ان کو بھی رہائش کے لحاظ سے زمین کا ہی ایک حِصّہ ثابت کر دیں اگر یہ ہو جائے یا بعض لحاظ سے چاند اور دوسرے کُروں سے ایسے فائدے اٹھائے جاسکیں جس سے زمین متمتع ہو تو اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ زمین پھیل گئی ہے۔ [2] مطلب یہ ہے کہ علمِ طبقات الارض بڑا وسیع ہو جائے گا اور باریک در باریک راز زمین کے معلوم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آج کل زمین کے مختلف طبقات کا علم ہو رہا ہے اور اس سے زمین اور آسمان کی عمروں کا اندازہ لگایا جا رہا ہے اور ان طبقات کے لحاظ سے بہت سے ایسے فائدے حاصل کیے جاتے ہیں جن سے انسان متمتع ہو رہا ہے۔ [3] خالی ہو جائیگی سے مراد یہ نہیں کہ کوئی فائدہ بھی اس کے اندر نہیں رہے گا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی کثرت سے اس کے راز ظاہر ہونگے کہ یوں معلوم ہوگا کہ گویا کوئی راز باقی ہی نہیں رہا۔ [4] اس جگہ زمین سے مراد زمین کے رہنے والے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ جب وقت یہ امور ظاہر ہونگے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی اشاعت کے ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ زمین کے باشندے اس پر تعجب کرنے لگ جائیں گے۔

[5] اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس آخری زمانہ کے آنے سے پہلے بھی اس کا یہی فرض تھا۔ مگر افسوس کہ اس نے آخری زمانہ کا انتظار کیا۔ اور اس دن کا انتظار کیا جب زمین بھی نشان ظاہر کرنے لگی اور آسمان بھی۔ [6] یعنی اللہ کی زیارت عمر بھر محنت کر کے حاصل ہوتی ہے۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ۔

[7] داہنے سے مراد نیکی ہے پس داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دینے کے معنے یہ ہیں کہ اس کی نیکیاں غالب ہونگی اور اس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ آتے ہی اُسے پتہ لگ جائے گا کہ وہ جنتی ہے۔ [8] مطلب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں اس کا اعمال نامہ دینے سے اُسے پتہ لگ جائے گا کہ خدا نے اس کا حساب لے لیا ہے اور اس کو جنتی قرار دیدیا ہے اور اس سے زیادہ آسان حساب اور کیا ہو سکتا ہے۔

[9] یعنی چونکہ اس کو پتہ لگ جائے گا کہ وہ جنتی ہے وہ اپنے اہل کو خوشخبری دینے کے لیے ان کی طرف جائے گا اور ان کو یہ خوش خبری سُنائے گا۔

[10] قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ منافق اور کافر شریعت حقّہ کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیتے ہیں۔ اسی محاورہ کو اس جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح وہ قرآن کریم کو پیٹھ کے پیچھے پھینکتے تھے۔ اسی طرح بدکاروں کو ان کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے کی طرف سے دیا جائے گا۔ یہ اشارہ کرنے کے لیے کہ تم بھی دنیا میں ہماری کتاب کو پیٹھ کے پیچھے پھینکتے تھے۔

فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ⑫
وہ جلد ہی (اپنے مُنہ سے اپنی) ہلاکت کو بلائے گا۔[1]

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ⑬
اور بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔[2]

اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ⑭
وہ اپنے اہل وعیال میں خوب خوش رہا کرتا تھا۔[3]

اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ⑮
(اور) یقین رکھتا تھا کہ فراخی کے بعد کبھی اُسے تنگی نہ آئے گی۔[4]

بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ⑯
مگر ایسا تو (ضرور) ہونا تھا، کیونکہ اس کا ربّ اُسے یقیناً دیکھ رہا تھا۔[5]

معانقۃ ۶ اعنا لشافعی

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ⑰
اور اُن کے خیال کی غلطی کے ثبوت میں ہم شفق[6] کو پیش کرتے ہیں۔

وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ⑱
اور رات کو بھی اور اُسے بھی جسے وہ سمیٹ لیتی ہے۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ⑲
اور چاند کو (بھی) جب وہ تیرھویں کا ہو جائے[7] (شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں)

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ⑳
تم ضرور درجہ بدرجہ اِن حالتوں کو پہنچو گے۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ㉑
اور ان کفار کو کیا ہُوا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔

وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ㉒ السجدة
اور جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جائے، تو سجدہ نہیں کرتے۔

السجدۃ ۱۴

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ㉓
بلکہ کافر (اپنے کفر میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ وہ قرآن کی سچائی کو) جھٹلانے لگ گئے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ㉔
اور اللہ اُسے جسے وہ (اپنے دلوں میں) چھپائے ہوئے ہیں خوب جانتا ہے۔

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ㉕
پس (اُن کے مخفی خیالات اور ظاہر اعمال کی وجہ سے) انھیں دردناک عذاب کی خبر دیدے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ㉖ ع
مگر وہ (لوگ) جو ایمان لائے اور انھوں نے مناسب حال عمل کیے۔ انھیں ایک نہ ختم ہونے والا (نیک) اجر ملنے والا ہے۔ ع

---

[1] یعنی اس وقت ایسے کافر پر یہ حقیقت کھُل جائے گی کہ وہ بہت بڑا عذاب پانے والا ہے اور وہ سمجھے گا کہ اس عذاب سے نجات پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس کو بالکل مٹا دیا جائے اور خدا سے دعائیں مانگے گا کہ مجھے عذاب نہ دو، مجھے مٹا دو۔

[2] یعنی اس کی دُعا سُنی نہیں جائے گی اور اسے بہرحال دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

[3] یعنی وہ دنیا میں بڑا متکبّر تھا اور اپنے اہل وعیال میں ایسی خوش بخوش زندگی بسر کرتا تھا گویا وہ بڑا کامیاب انسان ہے۔

[4] یعنی اُسے یقین ہوتا تھا کہ اس کی فراخی کا زمانہ کبھی نہیں بدلے گا۔

[5] فرماتا ہے اس کا یہ خیال غلط نکلا کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے اعمال کو دیکھ رہا تھا اور اس کے اعمال کے مطابق اس کو جزا دینے کے لیے گھات میں بیٹھا ہُوا تھا۔

[6] یعنی جس طرح شفق کا زمانہ چھوٹا ہوتا ہے اسی طرح اسلام کا سورج جب ڈوبے گا تو وہ زمانہ بھی چھوٹا ہوگا۔ اور دوبارہ سورج نکلنے کا زمانہ قریب ہوگا۔

[7] یعنی جس طرح تیرھویں[13]، چودھویں[14]، پندرھویں[15] اور سولھویں[16] کا چاند قریباً مکمل ہوتا ہے اسی طرح تیرھویں[13]، چودھویں[14]، پندرھویں[15] اور سولھویں[16] صدی میں اسلام کی ترقی مکمل ہوتی چلی جائے گی۔ اِتَّسَقَ کے یہی معنے علّامہ شوکانی نے فتح القدیر میں کیے ہیں۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً
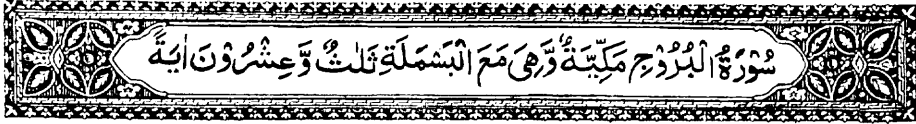
سورۃ بروج۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تئیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① (میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ② میں بُرجوں[1] والے آسمان کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ③ اور اُس دن کو بھی جس کا وعدہ[2] ہے۔

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ④ اور (موعود) گواہ کو[3] اور اس شخص کو جس کی پیشگوئی پہلی کتب میں موجود ہے۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ⑤ خندقوں[4] والے ہلاک ہوگئے۔

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ⑥ یعنی (خندقوں میں) آگ (بھڑکانے والے) جس میں (خوب) ایندھن (جھونکا گیا)[5] تھا[6]۔

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ⑦ جب وہ اس آگ پر دھرنا مار کر بیٹھے ہوئے تھے[7]۔

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ⑧ اور وہ مومنوں سے جو کچھ (معاملہ) کر رہے تھے، اُن کا دل اس کی حقیقت کو سمجھتا[8] تھا۔

---

[1] بُرج آسمان کے اُن فرضی مقامات کو کہتے ہیں جن میں فرض کیا جاتا ہے کہ سورج گذرتا ہے۔ پس اس جگہ یہ کہا گیا ہے کہ میں بُرجوں والے آسمان کی شہادت پیش کرتا ہوں یعنی آسمان روحانی کے جو سورج ہیں ان کی ترقیات روحانی کو میں گواہی کے طور پر پیش کرتا ہوں یعنی جوں جوں وہ اپنی سیر روحانی میں ترقی کرینگے قرآن کریم کی سچائی کی گواہی دیتے چلے جائیں گے۔

[2] یعنی وہ دن جبکہ انسان خدا کے فضل سے پھر اپنے ربّ کو پالیگا۔

[3] یعنی اس دن ایک ایسا انسان ظاہر ہوگا جو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی گواہی دیگا اور دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں اس کی سچائی پر گواہی ہوگی۔ اس لیے وہ گواہ بھی ہوگا اور مشہود بھی ہوگا۔ یعنی جس پر گواہی دی گئی ہے۔

[4] یعنی سچے مذہبوں کے دشمن ہمیشہ مومنوں کو ہلاک کرنے کے لیے آگ بھڑکاتے رہتے ہیں لیکن ان کو ہلاک کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور خود ہلاک ہوجاتے ہیں۔

[5] یعنی یہ آگ جو سچے مذہبوں کے خلاف یا ان کے لیڈروں کے خلاف بھڑکائی جاتی ہے معمولی آگ نہیں ہوتی بلکہ باربار دشمنی کے ایندھن سے اس کو بھڑکایا جاتا ہے۔

[6] یہ لفظ دو طرح آتا ہے، ایک وُقُوْدٌ (واؤ کی پیش کے ساتھ) جس کے معنے ہیں آگ بھڑکانا اور ایک وَقُوْدٌ (واؤ کی زبر کے ساتھ) جس کے معنے ایندھن کے ہیں اسی لیے ہم نے اس کے معنے یہ کئے ہیں کہ اس میں بار بار ایندھن ڈالا جائے گا۔ ورنہ جلنے والی تو ہر آگ ہوتی ہے۔ یہ کہنا کہ ایندھن والی آگ ہوگی اس کے معنے یہی ہیں کہ اس میں بار بار ایندھن ڈالا جائے گا۔

[7] یعنی سچائی کے دشمن اس آگ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں تاکہ ذرا وہ کم ہو تو اس میں اور ایندھن ڈال دیں۔

[8] یعنی گو مجدّدوں اور کامل مومنوں کی مخالفت کرنے والے لوگ ان کو دُکھ دیتے ہیں۔ مگر ان کا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ ظلم کرتے ہیں۔ اور کئی دفعہ ان کے منہ سے نکل جاتا ہے کہ یہ تو بہت بری بات ہے۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۹

اور وہ ان سے صرف اس لیے دشمنی کرتے تھے کہ وہ غالب (اور) سب تعریفوں کے مالک اللہ پر ایمان کیوں لائے[1]۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۰

وہ اللہ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور (یہ نہیں سوچتے کہ) اللہ ہر چیز (کے حالات) سے واقف ہے[2]۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۱

وہ لوگ جنھوں[3] نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو عذاب میں مبتلا کیا پھر (اپنے فعل سے) توبہ بھی نہ کی، انھیں یقیناً جہنم کا عذاب ملیگا۔ اور (اس دنیا میں بھی) اُنھیں (دل کو) جلا دینے والا عذاب ملے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۲

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور ساتھ ہی اس (ایمان) کے مناسبِ حال عمل بھی انھوں نے کیے انھیں باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں[4] بہتی ہونگی (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۳

یقیناً تیرے ربّ کی گرفت سخت ہُوا کرتی ہے[5]۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۴

(کیونکہ) وہی دنیا کے عذاب کو شروع کرتا ہے اور (اگر کوئی قوم باز نہ آئے تو) بار بار عذاب[6] لاتا ہے۔

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۵

اور (اس کے ساتھ ہی) وہ بے انتہا بخشنے والا (اور) بے انتہا محبت کرنے والا بھی ہے[7]۔

---

[1] یہ آیت اس دعوٰی کی دلیل ہے جو پہلی آیت میں بیان ہُوا ہے یعنی ان کی مخالفت کسی بنیاد پر نہیں ہوتی بلکہ صرف حسد کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[2] یعنی ان کی مخالفت جتنے جتنے بغض اور کینہ کے نتیجہ میں ہوگی اس کے مطابق ان کو سزا ملے گی۔

[3] مومنوں میں مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ ان کے ساتھ جو کچھ سلوک کفار کیا کرتے ہیں اس کی تفصیل پہلے آچکی ہے اس لیے اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

[4] قرآن کریم میں بار بار جنتوں کے متعلق آتا ہے کہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں حالانکہ جو نہریں باغوں میں بہتی ہیں وہ ان کے نیچے نہیں بہتیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا کے باغات کے اندر جو نہریں بہتی ہیں وہ گورنمنٹ یا کسی بڑے زمیندار کے ماتحت ہوتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنتوں میں بہنے والی نہریں ان جنتوں میں رہنے والوں کے قبضہ میں ہونگی اور وہ درختوں کے بھی اور پانیوں کے بھی کامل مالک ہونگے۔

[5] اس لیے اس سے بچتے رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

[6] یعنی گناہ پر مُصر رہے تو عذاب بھی بار بار آتا ہے۔

[7] یعنی خدا تعالیٰ کے عذاب دینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ رحم سے خالی ہے کیونکہ تمام قرآن مجید اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار پر بھی کبھی اس دنیا میں اور کبھی اگلے جہان میں رحم کرتا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴿۱۶﴾	(وہ) عرش کا مالک[1] (اور) بزرگ شان والا ہے۔
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۷﴾	جس بات کا ارادہ کرے اُسے کرکے رہنے والا ہے۔
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۸﴾	کیا تمھیں (دشمنانِ صداقت کے) لشکروں کی خبر نہیں ملی۔
فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ﴿۱۹﴾	یعنی فرعون اور ثمود کے لشکروں کی۔
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۲۰﴾	حقیقت تو یہ ہے کہ کافر (شدید) انکار (کی مرض) میں (مبتلا) ہیں۔
وَّ اللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۱﴾	حالانکہ اللہ (اُنھیں) اُن کے پیچھے سے (آکر) گھیرنے والا ہے۔
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۲﴾	(اس کے علاوہ) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ (کلام جو ان امور کی خبر دے رہا ہے) ایک بزرگ کلام ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں پڑھا[2] جانے والا کلام ہے۔
فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۳﴾ ع	(اور مزید کمال یہ ہے کہ) وہ لوحِ محفوظ[3] میں ہے۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ اٰيَةً
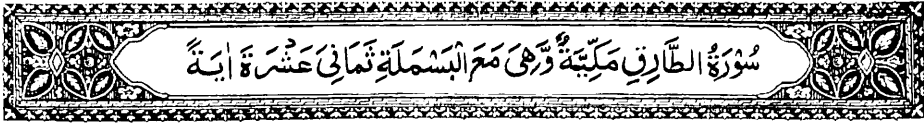
سورۃ طارق ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اٹھارہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ﴿۲﴾	مَیں آسمان کو اور صبح کے ستارے کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔
وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۳﴾	اور کس چیز نے تجھے علم دیا ہے کہ صبح کا ستارہ کیا ہے۔
النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۴﴾	وہ ستارہ (وہ ہے) جو بہت چمکتا ہے۔
اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۵﴾	(ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اس قسم کی) کوئی جان نہیں جس پر ایک نگران (خدا کی طرف سے) مقرر نہ ہو۔
فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۶﴾	پس انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

[1] عرش سے مراد خدا تعالیٰ کا تختِ حکومت ہے اور عرش کا مالک ہونے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے قانونوں کے ساتھ دنیا میں حکومت کرتا ہے کہ جن سے اس کی اعلیٰ شان ظاہر ہوتی ہے ظلم اور جبر ثابت نہیں ہوتا۔

[2] یہ معنے ہم نے لفظ قُرْاٰنٌ کے کیے ہیں جس کے معنے ہیں وہ چیز جو ہمیشہ پڑھی جائے۔

[3] یعنی قیامت تک قائم رہے گا۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍۙ﴿۷﴾
وہ ایک اُچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآٮِٕبِؕ﴿۸﴾
وہ (پانی یا انسان) پیٹھ اور سینہ (کی ہڈیوں) کے درمیان[۱] سے نکلتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌؕ﴿۹﴾
وہ (یعنی خدا) اس کے دوبارہ لوٹانے پر بھی یقیناً قادر ہے۔

يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآٮِٕرُۙ﴿۱۰﴾
اُس دن جب پوشیدہ بھید ظاہر کیے جائیں گے۔

فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍؕ﴿۱۱﴾
جس کے نتیجہ میں نہ تو (اپنے اوپر سے مصیبت ٹلانے کی) کوئی طاقت اس (انسان) کے پاس رہے گی اور نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِۙ﴿۱۲﴾
مَیں شہادت کے طور پر اُس بادل کو پیش کرتا ہوں جو بارش سے بھرا ہوا[۲] بار بار برستا ہے۔

وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِۙ﴿۱۳﴾
اور اس زمین کو بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جو بارش کے نازل ہونے کے بعد پھٹ کر روئیدگی نکالتی ہے[۳]۔

اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌۙ﴿۱۴﴾
یہ شہادت اس امر پر ہے کہ وہ (قرآن) یقیناً قطعی[۴] اور آخری بات ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِؕ﴿۱۵﴾
اور وہ کوئی (بے فائدہ[۵] اور) کمزور[۶] کلام نہیں۔

---

[۱] یعنی آلاتِ تناسل سے جو پیٹھ اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ یہ قرآنی کمال ہے کہ ننگی سے ننگی بات کو لطیف اشارہ میں بیان کر دیتا ہے۔

[۲] اس جگہ سَمَآء کا لفظ ہے جو عام طور پر آسمان کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ مگر لغت میں اس کے معنے بادل کے بھی لکھے ہیں۔ چونکہ اس کے بعد ذَاتِ الرَّجۡعِ کے الفاظ آتے ہیں جس کے معنے بار بار لوٹنے والے کے ہیں اور بار بار آنا برسنے والے بادل کی صفت ہے اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ بادل کر دیا ہے۔

[۳] اصل الفاظ ذَاتِ الصَّدۡعِ کے ہیں جس کے عام معنے پھٹنے کے ہوتے ہیں۔ لیکن لغت میں اس کے معنے روئیدگی نکالنے والی شے کے بھی ہوتے ہیں جو زمین کا کام ہے اور یہی معنے اس جگہ ہم نے کیے ہیں خصوصاً اس لیے کہ پہلے بادلوں کا ذکر ہے اور بادل کے نتیجہ میں روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ زمین پھٹ جائے۔

[۴] یعنی جب خدا تعالےٰ نے مادی دنیا کی سیرابی کے لیے بارش نازل کی ہے اور ایک ہی دفعہ نہیں کی بلکہ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر وہ بارش نازل کرتا رہتا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ضرورت کے موقعہ پر روحانی بارش نازل نہ ہو۔ جو قرآن یا قرآن کی تائیدی دحیاں ہیں۔

[۵] اوپر کی دلیلوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن ایک فیصلہ کرنے والی کتاب ہے کیونکہ وہ ہر ایک بات کو دلیل سے بیان کرتی ہے اگر اس کی دلیلیں غلط نکلیں گی تو جھوٹی ثابت ہو جائے گی اور دلیلیں ٹھیک نکلیں گی تو سچی ثابت ہو جائے گی۔ اس کے خلاف دوسری کتابیں بغیر دلیل کے بات کرتی ہیں اس لیے اُن کے سچے اور جھوٹے ہونے کا فرق نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

[۶] اس جگہ بادلوں اور زمین کو قرآن کریم کی سچائی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح بارش نازل ہوتی ہے اور زمین روئیدگی اگاتی ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کے نازل ہونے پر نہایت پاکیزہ اور نیک نسل پیدا ہوگی اور ایسی اعلیٰ نسل پیدا ہوگی جو ثابت کر دے گی کہ قرآن مجید آخری کتاب ہے اور اس کے بعد کسی اور کتاب کی امید فضول ہے۔ نہ اس میں کوئی کمزوری ہے اور نہ کوئی بے فائدہ بات ہے۔ جو بات بھی بیان ہوئی ہے بڑی فائدہ والی اور بڑی مضبوط ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ — وہ لوگ یقیناً (اس قرآن کے خلاف) خوب داؤ پیچ کریں گے۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۷﴾ — اور میں (خدا اُن کے خلاف) خوب تدبیریں کروں گا (اور حق کھل جائے گا)

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۸﴾ — پس (اے رسول!) کفار کو مہلت[1] دو (ہاں) انھیں کچھ دن کی اور مہلت دو (تاکہ جو زور لگانا چاہیں لگالیں)۔
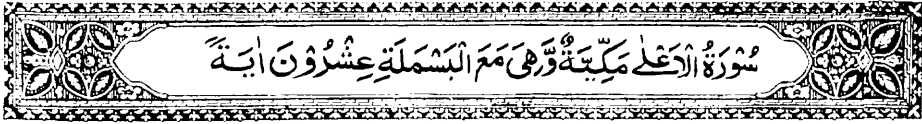
سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۃ اعلےٰ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾ — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۲﴾ — (اے رسول!) اپنے بزرگ (و) برتر رب کے نام کا بے عیب ہونا بیان کر۔

الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳﴾ — (وہ) جس نے (انسان کو) پیدا کیا اور (اُسے) بے عیب[2] بنایا۔

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۴﴾ — اور جس نے (اس کی طاقتوں کا) اندازہ کیا اور (ان کے مطابق) اسے ہدایت دی۔

وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۵﴾ — اور جس نے زمین سے چارہ نکالا۔

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۶﴾ — پھر اسے سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿۷﴾ — (اے مسلمان) ہم تجھے (اس طرح) پڑھائیں گے کہ اس کے نتیجہ میں تو بھولے گا نہیں[3]۔

---

[1] اِس آیت میں بتایا ہے کہ کفار قرآن مجید کے خلاف ہر قسم کی تدبیریں کریں گے۔ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو کامیاب نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ وہ خدا کی طرف سے ہے جب وہ خدا تعالےٰ کے کلام کو مٹانے کی کوشش کریں گے تو وہ بھی ان کو مٹانے کی تدبیریں کرے گا۔ اور نتیجہ یہی نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ جیت جائیگا اور وہ ہار جائیں گے۔ ہاں جیسا کہ الٰہی سنت ہے عذاب ذرا دیر سے آتا ہے۔ اور اسی کی طرف اس اٹھارھویں آیت میں اشارہ کیا ہے جس میں کہا ہے کہ اے رسول کفار کو مہلت دے یعنی مہلت دینے کے نتیجہ میں وہ اپنا سارا زور اسلام کے مٹانے میں لگا دیں گے اور یہ کہنے کا موقعہ ان کو نہیں ملے گا کہ ہم کو مسلمانوں کے تباہ کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ جب مہلت مل جائے گی تو پھر ان کا منہ بند ہو جائے گا۔

[2] یعنی انسان کے وجود میں روحانی ترقی کا بے انتہا مادہ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح علمی ترقی کا بھی بے انتہا مادہ رکھا گیا ہے۔ فرماتا ہے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس انسان کو پیدا کرنے والا بے عیب ہے اگر وہ خود بے عیب نہ ہوتا اور ساری خوبیوں کا جامع نہ ہوتا تو ایسا انسان کس طرح پیدا کرتا۔

[3] یعنی قرآن کریم مسلمانوں کے دلوں میں اس طرح رچا دیا جائیگا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی حصّہ قیامت تک اس کی محبّت میں سرشار رہیگا۔ اور بار بار ایسے کامل انسان مسلمانوں میں پیدا ہوتے رہیں گے جو قرآن مجید کا جھنڈا اونچا رکھیں گے۔

إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ إِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ﴿٨﴾

سوائے اس کے جو اللہ بھلانا چاہے[1]، وہ یقیناً ظاہر کو بھی جانتا ہے، اور اُسے بھی جو مخفی ہے۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ﴿٩﴾

اور ہم (اے مسلمان) تیرے لیے (کامیابیوں اور) آسانیوں کا حصول آسان کر دیں گے[2]۔

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ ٱلذِّكْرَىٰ ﴿١٠﴾

پس تم بھی نصیحت[3] کرو، (نصیحت کرنا ہمیشہ دنیا میں) مفید ہوتا رہا ہے۔

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ﴿١١﴾

جو (خدا سے) ڈرتا ہے وہ یقیناً نصیحت حاصل کرے گا۔

وَيَتَجَنَّبُهَا ٱلْأَشْقَى ﴿١٢﴾

اور (اس کے برخلاف) جو نہایت بدبخت ہوگا وہ اس سے[4] گریز ہی کرتا رہے گا۔

ٱلَّذِى يَصْلَى ٱلنَّارَ ٱلْكُبْرَىٰ ﴿١٣﴾

(وہی) جو بڑی آگ میں داخل ہونے والا ہے[5]۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿١٤﴾

پھر اس میں داخل ہونے کے بعد) نہ تو وہ اس میں مریگا[6] اور نہ زندہ رہے گا۔

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ﴿١٥﴾

جو پاک بنے گا، وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔

وَذَكَرَ ٱسْمَ رَبِّهِۦ فَصَلَّىٰ ﴿١٦﴾

بشرطیکہ (پاک بننے کے ساتھ ساتھ) اس نے اپنے رب کا نام بھی لیا، اور نماز پڑھتا رہا۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا ﴿١٧﴾

مگر (اے مخالفو!) تم (لوگ) تو ورلی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دیتے ہو۔

وَٱلْءَاخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٨﴾

حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور دیرپا ہے۔

---

[1] اس سے پتہ لگتا ہے کہ صداقت سے دُور اللہ تعالیٰ نہیں کرتا، بلکہ انسان آپ ہوتا ہے۔ اسی لیے فرماتا ہے کہ ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم قرآن مسلمانوں کو سکھائیں گے۔ لیکن اگر مسلمانوں میں سے بعض بدبخت اسے بھلانا چاہیں۔ تو چونکہ خدا تعالیٰ ان کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ وہ ان کے ارادہ میں روک نہیں بنے گا۔ اور کہے گا کہ جب یہ آپ تباہ ہونا چاہتے ہیں تو ہونے دو۔

[2] اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید جو فطرت کے مطابق ہے۔ اس پر عمل مشکل نہیں۔ اور اگر کوئی شخص اس پر عمل کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے اور اس پر عمل کرنا بندے کے لیے اور بھی آسان کر دیتا ہے۔

[3] یعنی جبکہ خدا تعالیٰ انسان کو ہدایت کی طرف لے جاتا ہے تو انسان کا بھی فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نقل کرتے ہوئے باقی انسانوں کو بھی نصیحت کرتا رہے اور یہ کبھی نہ سمجھے کہ گمراہ انسان ہدایت نہیں پا سکتے۔ بلکہ امید رکھے کہ جس شخص کے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف ہوگا وہ ضرور نصیحت حاصل کرے گا۔

[4] یعنی صرف وہی شخص قرآن کریم سے گریز کریگا جس کی بداعمالی نے اس کے دل پر مُہر لگا دی ہوگی۔

[5] یعنی جس کی بداعمالیوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہوگا کہ اس کو آگ میں داخل کیا جائے۔

[6] یعنی وہ عذاب بہت شدید ہوگا اور وہ اس کو چکھے گا بھی گو یا بوجہ عذاب کی شدت کے اس عذاب کو موت بھی کہہ سکتے ہیں اور حیات بھی کیونکہ تیز جلانے والی آگ کی وجہ سے اس کا چمڑا سخت ہو جائے گا اور اس کے محسوس کرنے کی طاقت کم ہو جائے گی پس انسان کی حالت دوزخ میں ایسی ہوگی کہ نہ وہ مُردہ کہلا سکے گا اور نہ زندہ۔

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ⑲	یقیناً یہی (بات) پہلے صحیفوں میں بھی (درج) ہے۔
صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی ⑳	(یعنی) ابراہیم اور موسٰی کے صحیفوں[1] میں۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً
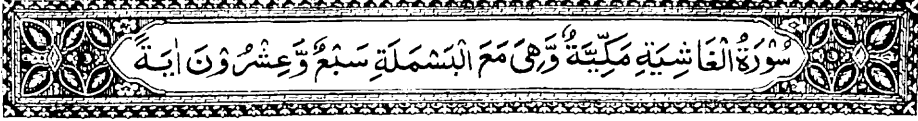
سورۃ غاشیہ۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ستائیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ ②	کیا تجھے (دنیا پر) چھا جانے والی (مصیبت) کی بھی خبر پہنچی ہے؟
وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ خَاشِعَةٌ ③	اس دن (جب وہ مصیبت چھا جائیگی[2]) کچھ چہرے اُترے ہوئے ہونگے۔
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ④	(وہ) محنت کر رہے ہوں گے (اور) تھک کر چُور ہو رہے ہوں گے۔
تَصْلٰی نَارًا حَامِیَةً ⑤	(لیکن اس محنت سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور) وہ جماعت (بہر حال) ایک بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگی[3]۔
تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ ⑥	اور اس (ساری جماعت) کو اُبلتے ہوئے چشمہ سے (پانی) پلایا جائے گا۔
لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ ⑦	اس کو سوکھے شبرق گھاس[4] کے سوا اور کوئی کھانا نہیں ملے گا۔
لَّا یُسْمِنُ وَ لَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ⑧	جو نہ تو انہیں موٹا کریگا اور نہ بھوک (کی تکلیف) سے بچائے گا۔

[1] یعنی یہ مذکورہ بالا تعلیم ایسی عام ہے کہ تمام نبیوں کی تعلیم کا جو بھی حصّہ محفوظ ہے اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ پُرانے نبیوں کی تعلیم کو محفوظ رکھنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ صرف یہود نے اپنی کتاب طالمود میں اکثر انبیاء اور صلحاء کی تعلیمات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے پڑھنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ درحقیقت قرآن کریم کی کئی سچائیاں پہلے نبیوں کے منہ سے بھی بیان ہوتی رہی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی۔ یعنی قرآنی تعلیم کے خاص خاص اجزا پہلی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

[2] اس جگہ انسانوں پر جو آخری زمانہ میں عذاب آنے والا ہے اس کی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب وہ عذاب آئے گا تو مجرم انسان کا چہرہ اُترا ہُوا ہوگا۔ اور وہ بڑا زور لگائیگا کہ کسی طرح وہ اس عذاب کو ٹلا دے۔

[3] تَصْلٰی کی ضمیر وُجُوْهٌ کی طرف جاتی ہے اس لیے اس کا ترجمہ جماعت کیا گیا ہے۔

[4] عربی میں ضریع اور شبرق دو لفظ ہیں جن سے مراد ایسا گھاس ہوتا ہے جس کی جڑیں نہیں ہوتیں جب وہ خشک ہو تو اس کو ضریع کہتے ہیں اور جب تازہ ہو تو اسے شبرق کہتے ہیں اور اس کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے کھانے سے کوئی نفع نہیں ہوتا یعنی نہ تو انسان کی صحت کو کوئی طاقت حاصل ہوتی ہے اور نہ وہ موٹا ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم نے بھی یہی معنے کیے ہیں کہ لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں جائینگے اور ایسے کھانے اُن کو نہیں ملیں گے جو طاقت بخشنے والے ہوں بلکہ وہ کھانے ملیں گے جو نہ طاقت بخشیں گے اور نہ ان سے سیری ہوگی۔ اس تفصیل سے مراد دوزخ ہے چنانچہ اگلی آیات میں پھر جنت کا ذکر کیا ہے اور نویں آیت میں فرمایا ہے کہ کچھ چہرے خوش بخوش ہونگے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۹	کچھ (اور) چہرے اُس دن خوش بخوش ہوں گے۔
لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۱۰	اپنی (سابقہ) کوششوں پر مطمئن ہوں گے۔
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۱	بلند و بالا (جنّت میں (رہ رہے) ہوں گے۔
لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۲	وہ اس میں کوئی لغو بات نہ سُنیں گے۔
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۳	اس میں ایک بہتا ہُوا چشمہ ہو گا۔
فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۴	(اور) اس (جنّت) میں اونچے تخت (بھی) رکھے ہوں گے۔
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۵	اور آب خورے دھرے ہوئے ہونگے۔
وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۶	اور سہارا لینے والے چھوٹے سائز کے تکیئے قطاروں میں (ٹیک لگانے کے لیے) رکھے ہوں گے۔
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۷	اور قالینیں بچھی ہوئی ہوں گی۔
اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۸	کیا وہ بادلوں[1] کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح پیدا کیے گئے ہیں۔
وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۹	اور آسمان[2] کو (نہیں دیکھتے کہ) کس طرح اونچا کیا گیا ہے۔
وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۲۰	اور پہاڑوں[3] کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح گاڑے ہوئے ہیں۔
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۱	اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح[4] ہموار کی ہوئی ہے۔
فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۲	پس نصیحت کر کہ تُو تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔

[1] یہاں اِبل کا لفظ ہے، مگر اِبل جو اونٹ کا عام نام ہے اس کے معنے لغت میں بادل کے بھی لکھے ہیں (مفردات) اور یہی معنے ہم نے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ بادل ایک جگہ سے اُٹھتے ہیں اور ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ کیا قرآن کے منکر یہ بھی نہیں سمجھتے کہ بادلوں کو پیدا کرنے والا خدا جس نے مادی پانی ان کے ذریعہ سے ساری دنیا میں پھیلا دیا ہے کیا قرآن کریم کے روحانی پانی کو ساری دنیا میں نہیں پھیلا سکتا۔

[2] یعنی جس طرح مادی آسمان اُونچا کیا گیا ہے اسی طرح روحانی آسمان یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا کیا جائے گا۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے گھروں کے متعلق آتا ہے کہ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ (نور ع ۵) یعنی اللہ کا نور ایسے گھروں میں ہے جن کے اونچا کرنے کا فیصلہ خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کے صحابیؓ اونچے کیے جائیں گے اس کا اپنا گھر تو اُن سے بھی اونچا کیا جائیگا اور آسمانوں سے بھی اونچا چلا جائے گا۔

[3] پہاڑ کے معنے بڑے آدمی کے بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ پہلے صحابہؓ کا ذکر ہے اس لیے اس جگہ بھی پہاڑ سے مراد مسلمانوں کے بڑے آدمی لیے جائیں گے اور اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ کیا وہ صحابہؓ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح گاڑے ہوئے ہیں یعنی باوجود دشمنوں کی خطرناک کوششوں کے اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔

[4] اس سے بھی وہ زمین مراد ہے جس پر صحابہؓ اپنے گھوڑے دوڑاتے تھے اور بتایا گیا ہے کہ کیا کفار زمین کو نہیں دیکھتے کہ وہ مسلمانوں کے لیے کس طرح ہموار کی گئی ہے جدھر چاہتے ہیں یلغار مارتے چلے جاتے ہیں اور کوئی ان کے سامنے کھڑا نہیں ہوتا۔

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۳﴾ تو اُن (لوگوں) پر داروغہ (کے طور پر) مقرر نہیں ہے۔
اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۴﴾ مگر جس نے پیٹھ پھیر لی اور کفر کا مرتکب ہوا۔
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۵﴾ اس کے نتیجہ میں اللہ اُسے سب سے بڑا عذاب دیگا۔
اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ یقیناً انھیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے۔
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۷﴾ پھر اُن سے حساب لینا بھی یقیناً ہمارا ہی کام ہے۔ ع

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً
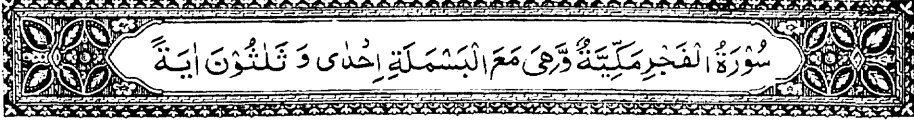
سورۃ فجر۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکتیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾ (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالْفَجْرِ ﴿۲﴾ میں شہادت کے طور پر ایک آنے والی فجر کو پیش کرتا ہوں[1]۔
وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۳﴾ اور دس[2] راتوں کو بھی۔
وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۴﴾ اور ایک جفت کو اور ایک وتر کو۔
وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ﴿۵﴾ اور (مذکورہ بالا دس راتوں کے بعد آنیوالی) رات کو جب وہ چل پڑے[3]۔
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۶﴾ کیا اس میں عقلمند کے لیے کوئی قسم (یعنی شہادت) ہے (یا نہیں؟)
اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۷﴾ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے رب نے عاد سے کیا (معاملہ) کیا۔
اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۸﴾ یعنی (عاد) ارم سے جو بڑی بڑی عمارتوں والے تھے۔
الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۹﴾ وہ لوگ جن کی مانند کوئی قوم ان ملکوں میں پیدا ہی نہیں کی گئی تھی۔
وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۱۰﴾ اور (کیا) ثمود کے متعلق بھی تجھے معلوم ہے) جو وادیوں میں کھود کر (اپنے مکان) بناتے تھے۔

---

[1] یعنی مدینہ کی ہجرت کی۔

[2] اس سورۃ کے نزول کے بعد دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے جو تکلیف کے سال تھے اور رات کہلانے کے مستحق۔ اس کے بعد ہجرت ہوئی جس میں جفت یعنی شفع کا نظارہ بھی تھا اور وتر کا بھی۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہجرت میں شامل تھے اور خدا تعالیٰ جو ایک ہے، آسمان سے اُن کے ساتھ تھا۔ جیسے فرمایا فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (توبۃ ع) اس میں شفع کی طرف اشارہ تھا اور پھر فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبۃ ع) اس میں وتر کی طرف اشارہ فرمایا۔

[3] اس میں بتایا ہے کہ جب مدینہ میں تکلیفوں والی رات آئے گی تو وہ جلد ختم ہو جائے گی جس کی طرف "چل پڑے" کے الفاظ سے اشارہ ہے۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿١١﴾

اور فرعون (کے متعلق بھی تجھے کچھ پتہ ہے) جو پہاڑوں[1] کا مالک تھا۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٢﴾

وہ (پہاڑ) جنھوں نے شہروں میں سخت[2] فساد کر رکھا تھا۔

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ﴿١٣﴾

اور فساد میں بڑھتے ہی جاتے تھے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿١٤﴾

جس پر تیرے ربّ نے اُن پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٥﴾

تیرا ربّ یقیناً گھات میں (لگا ہوا) ہے۔

فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٦﴾

پس (ذرا دیکھو تو) انسان کی حالت کو کہ جب اس کا ربّ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے، اور اس کی عزّت کرتا ہے اور اس پر نعمت نازل کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ (میں ایسا ذیشان ہوں کہ) میرے ربّ نے (بھی) میری عزّت کی۔

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٧﴾

اور جب (خدا) اسے آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے ربّ نے (بلا وجہ) میری بے عزّتی کی۔

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٨﴾

(خدا بلا وجہ سزا نہیں دیتا) بلکہ (قصور تمھارا اپنا ہے کہ) تم یتیم کی عزّت نہیں کرتے تھے۔

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٩﴾

اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ایک دوسرے کو رغبت دلاتے تھے۔

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿٢٠﴾

اور ورثہ کا مال سب کا سب (عیش میں) اڑا جاتے تھے۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢١﴾

اور تم مال سے بے انتہا محبّت کرتے تھے۔

كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢٢﴾

سنو! جب زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔[3]

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٣﴾

اور تیرا ربّ اس شان[4] میں آئیگا کہ فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔

---

[1] یعنی ایسے انسانوں کا جو پہاڑ کہلانے کے مستحق تھے اور مصر کے نظام کو اپنے زور اور طاقت سے قائم رکھے ہوئے تھے۔

[2] یہ مفہوم اَلْ سے نکالا گیا ہے کیونکہ اَلْ کا لفظ خاص چیز کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

[3] یعنی کفار میں نفاق پیدا ہو جائیگا اور وہ الگ الگ ہو جائیں گے۔ یا مسلمان جن علاقوں کو فتح کریں گے ان کی قوموں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ اکٹھے ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔

[4] یعنی جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جب کفار کی طرف آتے ہیں تو عذاب لیکر نازل ہوتے ہیں (دیکھو سورۃ حشر آیت ۳۔ وسورۃ بقرہ آیت ۲۱۱) یہی اس وقت ہوگا خدا کا آنا اور فرشتوں کا آنا بتائیگا کہ ان لوگوں پر تباہی آنے والی ہے جیسا کہ بدر کے موقعہ پر تاریخوں میں آتا ہے کہ بدر کی جنگ کے موقعہ پر کفار نے فرشتے دیکھے تھے جو اُن پر تلواریں مارتے تھے اور پتھر پھینکتے تھے اور ان کو ان فرشتوں کے دیکھنے کا اس قدر یقین تھا کہ جب بعد میں مسلمان اُن سے ملے تو انھوں نے ان سے کہا کہ جنگ کے وقت تمھارے پہلو میں اس قسم کی وردی پہنے ہوئے سوار لڑ رہا تھا اور اس صحابی نے بھی تصدیق کی کہ ہاں! میں نے بھی دیکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے موقعہ پر یہ کشف عام کر دیا گیا تھا جو کافروں نے بھی دیکھا تھا اور مومنوں نے بھی۔

وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ۬ یَوْمَئِذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ۲۴
اور اس دن جہنّم (قریب) لائی جائیگی، اس عذاب کے وقت انسان چاہیگا کہ نصیحت حاصل کرے مگر وہ وقت نصیحت سے پُورا پُورا فائدہ اُٹھانیکا نہیں ہوگا۔[1][2]

یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ۚ۲۵
وہ کہے گا، کاش مَیں نے اپنی (اس) زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔[3]

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ۙ۲۶
پس اُس دن خدا کے عذاب جیسا اُسے کوئی عذاب نہ دے گا۔[4]

وَّ لَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ؕ۲۷
اور نہ اس کی گرفت جیسی کوئی اور گرفت کرے گا۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۗۖ۲۸
اے نفسِ مطمئنّہ!

ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۚ۲۹
اپنے ربّ کی طرف لوٹ[5] آ اس حال میں کہ تُو اسے پسند کرنے والا بھی ہے اور اس کا پسندیدہ بھی۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۙ۳۰
پھر تیرا ربّ تجھے کہتا ہے کہ آ میرے (خاص) بندوں میں داخل ہو جا۔[6]

وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۠۳۱
ع ۱ / ۱۴ اور (آ) میری جنّت میں بھی داخل ہو جا۔

---

[1] یعنی وہ سزا کا دن ہوگا، اور جہنم کافروں کو نظر آنے لگ جائے گی۔

[2] الٰہی کتب میں ہمیشہ رحم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ فرعون آخری وقت میں ایمان لایا تو اس کے متعلق بھی یہی حکم ہُوا کہ ہم تمھاری ساری دُعا تو قبول نہیں کر سکتے مگر بہرحال تمھارے جسم کو محفوظ رکھیں گے (یونس ع ۹) یہی حال اہل مکّہ کا ہُوا۔ جب مکّہ فتح ہُوا تو رسول کریم صلّے اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ جس کے معنے یہی تھے کہ وہ قتل اور موت کے عذاب سے بچا لیے گئے۔ لیکن ان کو وہ مقام حاصل نہیں ہُوا، جو ابتدائی صحابہؓ کو حاصل ہُوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ فتح کے بعد ایمان لائے، وہ اُن لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اس سے پہلے ایمان لائے تھے (حدید ع ۱)

[3] یعنی نتیجہ نکلنے کے وقت خواہ وہ دنیا میں نکلے یا آخرت میں وہی اعمال کام آتے ہیں جو انسان پہلے کر چکا ہے۔

[4] یعنی جب خدا تعالیٰ کا عذاب آجائے تو پھر اور کوئی عذاب اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔

[5] اس میں بتایا ہے کہ اطمینان کامل اللہ تعالیٰ کے وصال سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وصال اس کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تقدیر آئے انسان اس کو پسند کرے اور انسان جو کام کرے وہ خدا کو پیارا لگے۔

[6] جب انسان اس مذکورہ بالا مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو گیا ہے۔ جو لازمی طور پر جنت میں جائیں گے اور گویا زبان حال سے جنت اسے اپنی طرف پکار رہی ہوتی ہے۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً
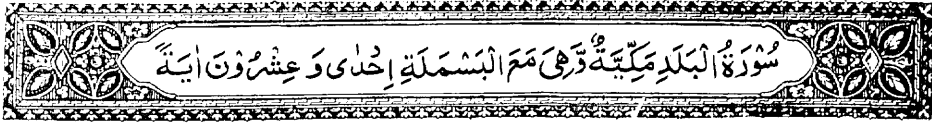
سورۃ بلد۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی اکیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ②	سُن لو! تمھاری بات غلط ہے میں اس شہر (مکّہ) کو تیری سچائی کے طور پر پیش کرتا ہوں۔
وَاَنْتَ حِلٌّ ۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ③	اور (کہتا ہوں کہ اے محمدؐ) تو (ایک دن) پھر اس شہر (مکّہ) میں واپس آنیوالا ہے۔
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ④	اور باپ کو بھی اور بیٹے کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ⑤	ہم نے یقیناً انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے۔
اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ⑥	کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہیں چلے گا۔
يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ⑦	وہ کہتا ہے کہ میں نے تو ڈھیروں ڈھیر مال لُٹا دیا ہے۔
اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ⑧	کیا وہ سمجھتا ہے کہ اسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ⑨	کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں پیدا کیں؟

ا؎ یعنی اسے شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

۲؎ اس جگہ باپ اور بیٹے سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام ہیں جنھوں نے مکّہ بنایا تھا۔ وہ دونوں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے گواہ ہیں۔ کیونکہ دونوں نے مکہ کی بنیاد رکھتے وقت یہ کہا تھا کہ اس میں پاک کرنے والے لوگ آکر بسیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس میں مشرک بس رہے تھے پس لازمی تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح پائیں اور ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی پیشگوئی بھی پوری ہو جائے اور مکہ بھی پاک ہو جائے۔

۳؎ یعنی مکّہ آسانی سے فتح نہیں ہوگا بلکہ اس کے لیے بڑی محنتیں کرنی پڑیں گی جنگی یلغاریں بھی اور تبلیغ بھی۔

۴؎ اس سے مراد مکّہ والے ہیں اور اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ لیکن یہ جھوٹ ہے۔

۵؎ یعنی خواہ دنیا کی ڈھیروں ڈھیر دولت بھی اسلام کے مقابلہ کے لیے لٹا دیں۔ پھر بھی اسلام ہی غالب آئے گا اور وہ ناکام رہیں گے۔

۶؎ یعنی نتائج تو خدا تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ دنیوی سامانوں سے نتائج نہیں نکلتے۔ اس لیے جب خدا دیکھ رہا ہے کہ ان کے دلوں میں شرک اور کفر ہے اور وہ سب نیک نظر آنے والے اعمال نمائش کے طور پر کرتے ہیں تو یقیناً وہ ان کے نیک نظر آنے والے اعمال کے نتیجہ میں اُن کو سکھ نہیں دیگا بلکہ ان کو عذاب ہی دیگا۔

۷؎ یعنی دل کی آنکھیں۔ جن سے وہ سچائی کو سمجھ سکتا ہے۔

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۱۰﴾	اور زبان بھی اور دو ہونٹ بھی (پیدا نہیں کیے؟)[1]
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۱﴾	پھر ہم نے اُسے (ہدایت اور گمراہی کے) دونوں راستے بھی بتا دیئے ہیں۔[2]
فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۲﴾	(مگر) وہ پھر بھی چوٹی پر نہ چڑھا۔[3]
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۳﴾	اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ چوٹی کیا (ہے اور کس چیز کا نام) ہے؟
فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۴﴾	(چوٹی پر چڑھنا غلام کی) گردن چھڑانا ہے۔
اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۵﴾	یا بھوک کے دن کھانا کھلانا ہے۔
يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾	یتیم کو، جو قریبی ہو[4]
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۷﴾	یا مسکین کو جو زمین پر گرا ہوا ہو۔[5]
ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۸﴾	پھر (چوٹی پر چڑھنا یہ تھا کہ ان کاموں کے علاوہ) یہ اُن میں سے بن جاتا جو ایمان لائے اور (جنھوں نے) ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی۔[6]
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۹﴾	یہی لوگ تو برکت والے ہونگے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۲۰﴾	اور جنھوں نے ہماری آیتوں کا کفر کیا وہ نحوست والے ہونگے۔
عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۱﴾ ع	اُن پر بھٹی کی آگ (کی سزا) نازل ہو گی۔

[1] یعنی زبان اور ہونٹوں سے وہ اپنے شکوک کا اظہار کرے اور اس طرح اپنے دل کو پاک کرے۔

[2] یعنی قرآن کریم نے واضح کر دیا ہے کہ ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے اس کے بعد بھی اگر وہ گمراہی کی طرف جائے تو اس کا اپنا قصور ہے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ نے اندرونی آنکھیں بھی دی ہوئی ہیں۔ اور اگر آنکھ سے کوئی چیز نظر نہ آئے تو زبان اور ہونٹوں سے پُوچھ کر وہ اپنے شبہات کو دُور کر سکتا ہے اور اس طرح ان کے تمام عذر توڑ دیئے ہیں اور کلام الٰہی نازل کر کے ان پر واضح کر دیا ہے کہ ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے۔ روحانی آنکھیں دیکر اُن کو اس بات کی توفیق دے دی ہے کہ وہ کلام الٰہی کی خوبیوں کو پہچان سکیں اور زبان اور ہدایت دیکر اس قابل بنا دیا ہے کہ اگر کلام الٰہی کا کوئی حصّہ سمجھ نہ آئے، تو دوسروں سے پُوچھ کر اس کا مطلب سمجھ لیں۔

[3] یعنی باوجود اتنے نیک سامانوں کے کافر انسان پھر بھی ترقی کی چوٹی پر نہ چڑھا۔ بلکہ گمراہی کے گڑھے میں گرا رہا۔

[4] یعنی ترقیات روحانی تبھی ملتی ہیں جب انسان دنیا سے غلامی کو مٹائے یا دنیا سے غربت کو دُور کرے اور اسی طرح یتیموں اور مسکینوں کا انتظام کرے۔

[5] یعنی ایسا مسکین جس کا کوئی مددگار نہیں۔ کیونکہ جس کے دوست ہوتے ہیں وہ اگر زمین پر گر جائے تو اس کے دوست اُسے پکڑ کر اُٹھا لیتے ہیں۔ یہ مسکین جس کو اُٹھانا مسلمانوں کا فرض ہے وہ مسکین ہے جس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ وہ اگر گر جاتا ہے تو اس کو کوئی اُٹھانے والا نہیں ہوتا۔

[6] چوٹی پر چڑھنے کی کچھ تشریحات اوپر کی گئی ہیں اب ان میں زیادتی فرماتا ہے اور بتاتا ہے کہ صرف اعمال نیک فائدہ نہیں دیتے جب تک انسان ایمان نہ لائے اور صرف اپنے ایمان لانے پر کفایت نہ کرے بلکہ دوسروں کو ایمان لانے اور عمل صالح کرنے کی بھی تلقین کرتا رہے۔

سُوْرَۃُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتَّ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ شمس۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سولہ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ②	میں سورج[1] کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں، اور ضحٰی کے وقت کو، جب وہ طلوع ہونے کے بعد اونچا ہو جاتا ہے۔
وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ③	اور چاند کو جب وہ سورج کے پیچھے آتا ہے[2]۔
وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ④	اور دن[3] کو (بھی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں) جب وہ اُس (سورج) کو ظاہر کر دیتا ہے۔
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ⑤	اور رات[4] کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں) جب وہ اس (سورج) کی روشنی کو آنکھوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔
وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ⑥	اور آسمان[5] کو اور اس کے بنائے جانے کو بھی۔
وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ⑦	اور زمین کو بھی اور اس کے بچھائے جانے کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)

[1] یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی سچائی کا گواہ پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ اپنے طلوع کے بعد ادنیٰ حالت سے بہت اعلیٰ حالت تک پہنچ جائیں گے اور ایک مستقل کتاب دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنے آپ کو سورج ثابت کریں گے۔

[2] یعنی میں اُن مجددین اور مامورین کو بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں جو آپ کے بعد آئیں گے کیونکہ وہ جو کچھ حاصل کریں گے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آنے یعنی آپ کی اتباع کی وجہ سے حاصل کریں گے۔

[3] اس جگہ دن کو شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جب وہ سورج کو ظاہر کر دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب اسلام کی ترقی کا زمانہ آئے گا جو دن کے مشابہ ہوگا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود درجہ بدرجہ ظاہر ہوتا چلا جائے گا۔

[4] یعنی اس وقت کو جب کفر اور الحاد دنیا میں پھیل جائے گا۔ اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔

[5] اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ بے شک اسلام کی ظاہری ترقی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرے گی اور اسلام کا تنزّل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو لوگوں کی نظروں سے چھپا دیگا۔ لیکن آسمان کا وجود اور اس کے بنائے جانے کی حکمت بتا رہی ہے کہ صداقت ہمیشہ غالب ہوتی رہے گی۔ خواہ اس دنیا میں یا اگلے جہان میں پس عارضی فتوحات سے خوش نہیں ہونا چاہیئے اور عارضی روکوں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۸	اور انسانی نفس کو بھی اور اس کے بے عیب بنائے جانے کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)
فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۹	کہ اس (اللہ) نے نفس پر اس کی بدکاری (کی راہوں کو بھی) اور اس کے تقویٰ (کے راستوں) کو بھی اچھی طرح کھول دیا ہے۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۱۰	پس جس نے اس (نفس) کو پاک کیا وہ تو (سمجھو کہ) اپنے مقصود کو پا گیا۔
وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۱	اور جس نے اسے (مٹی میں) گاڑ دیا (سمجھ لو کہ) وہ نامراد ہو گیا۔
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۲	ثمود نے اپنی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی کی وجہ سے (زمانہ کے نبی کو) جھٹلایا۔
اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۳	اس وقت جبکہ اس کی قوم میں سے سب سے بڑا بدبخت اس (زمانہ کے نبی) کی مخالفت کے لیے کھڑا ہوا۔
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۴	اس پر اُن (یعنی ثمود کی قوم) کو اللہ کے رسول (صالح) نے کہا کہ اللہ کے لیے وقف شدہ اونٹنی سے بچتے رہو اور اسی طرح اس کے پانی پلانے کے معاملہ میں بھی ہر قسم کی سرکشی سے باز آؤ۔
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۵	لیکن انھوں نے اس (نبی) کی بات نہ مانی بلکہ اس کو جھٹلایا اور (وہ اونٹنی جس سے بچتے رہنے کا انھیں حکم دیا گیا تھا اس) کی کونچیں کاٹ دیں جس کی وجہ سے اللہ نے ان کو خاک میں ملانے کا فیصلہ کر دیا اور (ایسی تدبیریں کیں کہ اسی طرح ہو بھی گیا۔
وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۶ ع	اور وہ (اسی طرح) ان (مکہ والوں) کے انجام کی بھی پروا نہیں کرے گا۔

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً
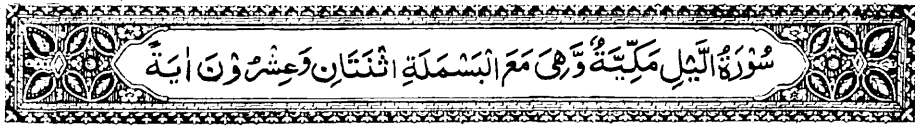
سورۃ لیل۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بائیس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱	(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۲	میں رات کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں جب وہ ڈھانک لے۔

لہ اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ فطرت انسانی کو اللہ تعالیٰ نے پاک بنایا ہے اس لیے ناممکن ہے کہ ساری دنیا یا کچھ حصہ دنیا کا دائمی طور پر ہدایت سے محروم ہو جائے۔ کچھ عرصہ کے لیے ساری دنیا ہدایت پائے گی۔ اور کچھ حصہ انسانوں کا ہمیشہ کے لیے ہدایت پائے گا۔ جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خاص اتباع۔

لہ یعنی جب بھی دنیا میں مذہبی تاریکی چھا جاتی ہے اگر کوئی غور سے دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے کہ وہی دن ہوتے ہیں جبکہ دنیا مجددوں اور ماموروں سے خالی ہو جاتی ہے۔

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝۳	اور دن کو بھی (میں شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں) جب وہ خوب روشن ہو جائے۔[1]
وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى ۝۴	اور نر اور مادہ کی پیدائش کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)[2]
إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۵	کہ تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔[3]
فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۶	پس جس نے (خدا کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۷	اور نیک بات کی تصدیق کی۔
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرٰى ۝۸	اُسے تو ہم ضرور آسانی (کے مواقع) ہم پہنچائیں گے۔
وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۹	اور ایسا شخص جس نے بخل سے کام لیا اور بے پروائی کا اظہار کیا۔
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۱۰	اور نیک بات کو جھٹلایا۔
فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرٰى ۝۱۱	اُسے ہم تکلیف (کا سامان) ہم پہنچائیں گے۔
وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗ إِذَا تَرَدّٰى ۝۱۲	اور جب وہ ہلاک ہو گا تو اس کا مال اُسے کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔
إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۳	ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمے ہے۔
وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولٰى ۝۱۴	اور ہر بات کی انتہا اور ابتدا بھی یقیناً ہمارے ہی اختیار میں ہے۔
فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۵	پس یاد رکھو کہ (میں نے) تو تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ہوشیار کر دیا ہے۔
لَا يَصْلٰهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝۱۶	اس میں سوائے کسی بڑے بدبخت کے کوئی داخل نہ ہو گا۔
الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۷	(ایسا بدبخت) جس نے (حق کو) جھٹلایا اور (سچ سے) منہ پھیر لیا۔
وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝۱۸	اور جو بڑا متقی ہو گا وہ ضرور اس سے دُور رکھا جائے گا۔
الَّذِي يُؤْتِي مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۹	(ایسا متقی[4]) جو اپنا مال (اس لیے خدا کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اس سے) تزکیہ حاصل کرے۔

---

[1] یعنی جب کبھی دنیا پر نیکی اور پاکیزگی کا دورہ آئے تو غور کرنے سے صاف پتہ لگ جائے گا کہ اس زمانہ میں مجددین اور مامورین نے کوشش کر کے اسلام کا نور لوگوں کے دلوں میں داخل کر دیا ہے۔ [2] یعنی انسانوں میں سے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ان کی تبلیغ سے ہدایت حاصل کرتے ہیں یعنی مادہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

[3] یعنی مسلمانوں اور کافروں کی۔ کہ ایک ہدایت کے لیے کوشش کر رہا ہے اور دوسرا گمراہی کے لیے۔

[4] یعنی جس کا ذکر اٹھارھویں آیت میں کیا گیا ہے اور جو اپنا مال اس لیے خدا کی راہ میں دیتا ہے کہ اس سے تزکیہ حاصل کرے اور کسی کا اس پر کوئی پرانا احسان نہیں ہوتا جس کا بدلہ اُتارنے کا اُسے خیال ہو۔

وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۝۲۰
اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں ہوتا جس کا بدلہ اُتارنے کا اس کو خیال ہو۔

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝۲۱
ہاں مگر اپنے عالیشان ربّ کی خوشنودی حاصل کرنا اس کا مقصود ہوتا ہے۔

وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ۝۲۲
اور وہ (خدا) ضرور اس سے راضی ہو جائے گا۔
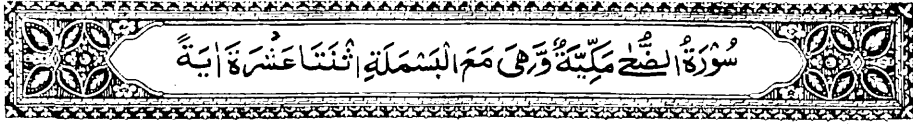
سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ ضحٰی۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۱
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَ الضُّحٰى ۝۲
مَیں دن کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں، جب وہ روشن ہو جائے۔[1]

وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰى ۝۳
اور رات کو (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں) جب اس کی تاریکی چاروں طرف پھیل جائے۔[2]

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ۝۴
کہ نہ تیرے ربّ نے تجھے ترک کیا ہے[3] اور نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے۔

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۵
اور (دیکھ تو سہی کہ) تیری ہر پیچھے آنے والی گھڑی پہلی سے بہتر ہوتی ہے۔[4]

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۶
اور ضرور تیرا ربّ تجھے (وہ کچھ) دے کر رہیگا جس پر تو خوش ہو جائے گا۔[5]

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰى ۝۷
کیا (اس زندگی میں اس کا سلوک تیرے ساتھ غیر معمولی نہیں رہا اور) اس نے تجھے یتیم پاکر (اپنے زیرِ سایہ) جگہ نہیں دی۔

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۸
اور (جب) اس نے تجھے (اپنی قوم کی محبت میں) سرشار دیکھا[6] تو (اُن کی اصلاح کا) صحیح راستہ تجھے بتا دیا۔

---

[1] یعنی جب بھی اسلام کو ترقی حاصل ہوگی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ظاہر ہو جائے گی۔

[2] یعنی جب بھی دین میں ایک لمبی کمزوری پیدا ہوگی۔ یہ ثابت ہو جائے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور میں کچھ روکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں اور اس لیے دنیا ان کے نور سے متمتع نہیں ہو رہی۔ [3] اس میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں تاریکی کا آنا اس بات کا ثبوت نہیں ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہیں بلکہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ انسان خراب ہو گیا ہے اور اس کی اصلاح کے لیے نیا سورج طلوع ہونے والا ہے جو پھر سے اسلام کو غالب کر دے گا۔

[4] یعنی جب بھی دنیا میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ تیری تائید کرنے والے آدمی کھڑے کر دیتا ہے اور قیامت تک کھڑے کرتا رہیگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ تو سچا ہے۔ [5] مطلب یہ ہے کہ جب آخر تک تجھے کامیابی ہی ملتی جائے گی تو تیری خوشی میں کیا شبہ ہے۔

[6] یہاں ضَآلًّا کا لفظ ہے۔ مفسروں نے لکھا ہے کہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تو گمراہ تھا ہم نے تجھے ہدایت دی۔ مگر لغت میں ضَلَّ کے معنے محبت میں سرشار ہونے کے بھی ہیں (دیکھو مفرداتِ راغب) اور یہی معنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق ہیں۔ یعنی اے رسول! تو اپنی قوم کی ہدایت کی خواہش میں سرشار تھا سو ہم نے تجھے وہ راستہ بتا دیا جس سے تو قوم کی اصلاح کر سکے۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٩﴾ — اور جب تجھے کثیر العیال پایا تو (اپنے فضل سے) غنی کر دیا۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴿١٠﴾ — پس (ان احسانوں کے نتیجہ میں) تو بھی یتیموں کو ابھارنے میں لگا رہ۔[1]

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١١﴾ — اور سوالی کو تُو جھڑک مت۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١٢﴾ ع — اور تو اپنے رب کی نعمت کا ضرور اظہار کرتا رہ۔[2]

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُ اٰيٰتٍ

سورۃ الم نشرح۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نو آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾ — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿٢﴾ — کیا ہم نے تیرے لیئے تیرے سینہ کو کھول نہیں دیا۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٣﴾ — اور تیرے اس بوجھ کو تجھ پر سے اُتار کر پھینک نہیں دیا۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٤﴾ — ایسا بوجھ[3] جس نے تیری کمر توڑ رکھی تھی۔[4]

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٥﴾ — اور تیرے ذکر کو بھی ہم نے بلند کر دیا ہے۔

---

[1] یعنی ان کی حالت ایسی نہ ہو کہ وہ سمجھیں کہ ہم لوگوں کے صدقوں سے پل رہے ہیں جس سے اُن کی ہمتیں مرجائیں۔ بلکہ لوگ ان کو اپنے عزیزوں کی طرح پالیں جس سے ان کی ہمتیں بلند رہیں۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کہ گو آپ بھی یتیم تھے مگر آپ کو آپ کے دادا اور آپ کے چچا نے بیٹوں سے بھی اچھا رکھا۔ پس فرماتا ہے کہ ایسی کوشش کر کہ لوگ یتیموں کو عزیزوں اور قریبیوں کی طرح سمجھیں اور یتیموں کے احساسات کو کبھی صدمہ نہ پہنچے، بلکہ وہ ہمیشہ بلند ہوتے رہیں۔

[2] دنیوی نعمت تو بے شک آپ کو بادشاہ ہونے کے بعد بہت مل گئی تھی جس کا اظہار آپ مسلمان رعایا کی امداد کے ذریعہ سے کرتے تھے۔ مگر اس جگہ خصوصاً یہ ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو نعمتِ قرآن تجھ پر نازل کی ہے وہ ساری دنیا کو پہنچا تا رہ جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ الخ (سورۃ توبۃ ع)

[3] یعنی شریعتِ کامل تجھ پر اُتار دی ہے تاکہ خدا کی ہدایت کی روشنی میں چلے اور حیران نہ ہو۔

[4] آپ اسی گھبراہٹ میں غارِ حرا میں جاتے تھے کہ میں اپنی عقل سے خدا تعالیٰ کو پانے اور قوم کی اصلاح میں کس طرح کامیاب ہوسکوں گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی خاص ہدایت یعنی قرآن مجید کے ذریعہ گھبراہٹ کو دور کر دیا جیسے کہ سورۃ علق میں تفصیل آتی ہے۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦ | پس (یاد رکھ کہ) اس تنگی کے ساتھ ایک بڑی کامیابی مقدر ہے۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٧ | (ہاں) یقیناً اس تنگی کے ساتھ ایک (اور بھی) بڑی کامیابی (مقدر) ہے۔

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝٨ | پس جب (بھی) تو فارغ ہو تو (خدا تعالیٰ سے ملنے کے لیے پھر) کوشش میں لگ جا۔

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝٩ | اور تو اپنے ربّ کی طرف متوجہ ہو۔
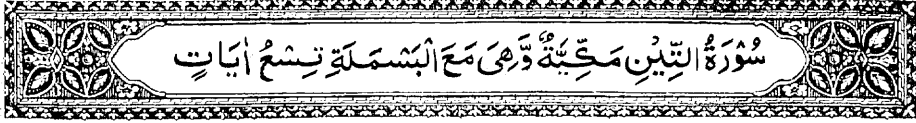
سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورۂ تین - یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نو آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١ | (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝٢ | میں انجیر کو اور زیتون کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔

۱؎ یُسر یعنی کامیابی کا لفظ نکرہ بیان کیا ہے اور اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ بار بار آئے گی مگر عُسر یعنی تنگی کو معرفہ بیان کیا ہے یعنی وہ ایک مقررہ وقت تک رہ کر ہٹ جائے گی۔ اس آیت میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی تکلیف ایسی نہیں آئے گی جو دائمی کہلا سکے۔ لیکن آرام کی گھڑیاں ایسی آئیں گی جو دائمی کہلا سکیں گی۔ چنانچہ مکہ اور عرب کے لوگ آٹھ سال کے عرصہ میں تباہ ہو گئے، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا اور اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی اور مسلمانوں کے لیے آسانی کا راستہ کھلا، تو یہ حکومت مختلف شکلوں میں بدلتی ہوئی چودھویں صدی ہجری تک آ گئی بلکہ اب پاکستان کی شکل میں بدل گئی ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ کتنی صدیاں اور چلے گی۔

۲؎ یعنی جب بھی امور مملکت اور تعلیم مسلمانان سے فارغ ہو تو سیر روحانی میں لگ جا کیونکہ تیرا وہ غیر متناہی سفر ہے اور اس سے فارغ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

۳؎ انجیر کے لفظ سے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے۔ جو یہ ہے کہ انسانی فطرت کو اعلیٰ درجہ کا پیدا کیا گیا ہے۔ کیونکہ آدمؑ کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے کہ خدا نے اس کو اپنی صورت پر پیدا کیا (پیدائش باب ۱) اور قرآن مجید میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا (البقرہ ع۴) پس دونوں کتابوں کے اتفاق سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمؑ کی اولاد آدم کی صفات کو لے کر نیک پیدا ہو گی اور اس کی پیدائش میں بدی کی جڑ نہیں آئے گی بلکہ نیکی کی جڑ آئے گی۔ اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اس جگہ انجیر کو شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ بائیبل میں لکھا ہے کہ جب آدمؑ اور حوّا کو یہ احساس ہوا کہ ہم سے کوئی خدا کی نافرمانی والا فعل سرزد ہوا ہے تو حوّا میں اور آدمؑ میں احساسِ ندامت پیدا ہوا اور انجیر کے پتوں سے انھوں نے اپنے جسم کو ڈھانکنا شروع کیا (پیدائش باب ۳) لیکن قرآن کہتا ہے کہ یہ بات غلط ہے آدمؑ اور حوّا سے کوئی حقیقی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ بلکہ محض ایک بھول ہوئی تھی جو گناہ نہیں ہوتی اور ان کے دل میں اس کے بار بار کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

۴؎ زیتون کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ زیتون کی شاخ حضرت نوحؑ کے واقعہ کو یاد دلاتی ہے اور وہ بھی رحم اور امن کے واقعہ کو۔ چنانچہ بائیبل میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی جب جودی یعنی اراراط پر پہنچی تو حضرت نوحؑ نے مختلف پرندوں کو چھوڑا تاکہ وہ پتہ لے کر آئیں کہ کہیں زمین بھی نظر آتی ہے یا نہیں۔ آخر میں انھوں نے کبوتری چھوڑی جب وہ واپس آئی تو زیتون کی ایک تازہ پتّی اس کے منہ میں تھی جس سے حضرت نوحؑ نے سمجھ لیا کہ اب خدا کی طرف سے فضل نازل ہو گیا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۳	اور اسی طرح سینین[1] کے پہاڑ کو۔
وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۴	اور اس امن[2] والے شہر (مکّہ) کو بھی۔
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۵	(یہ ساری شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ) یقیناً ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۶	پھر ہم نے اس کو ادنیٰ درجوں سے (بھی) بدتر درجہ کی طرف لوٹا دیا۔
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۷	باستثناان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے مناسب حال عمل کیے سو اُن کے لیے ایک نہ ختم ہونے والا نیک بدلہ ہوگا۔
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۸	پس اس (حقیقت کے کھل جانے) کے بعد کونسی چیز تجھ کو جزا سزا کے معاملے میں جھٹلاتی ہے۔
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۹ ع	کیا اب بھی کوئی خیال کرسکتا ہے کہ اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور زمین نظر آنے لگ گئی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قافلہ سمیت وہاں اُتر گئے۔ قرآن مجید میں جہاں کشتی ٹھہری تھی اس کا نام جُودی رکھا گیا ہے لیکن بائبل میں اس کا نام ارارا ط رکھا گیا ہے۔ جو حقیقۃً عربی لفظ ہے۔ حضرت نوحؑ چونکہ عراق میں رہتے تھے اس لیے ان کے لیے اس لفظ کا استعمال آسان تھا۔ قرآن مجید میں اس کا نام جودی رکھنا ایک لسانی نکتہ ہے۔ جُود کے معنے عربی زبان میں رحمت اور احسان کے ہوتے ہیں۔ پس اس جگہ کا نام جُودی رکھ کر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ میرے احسان اور رحمت کے اظہار کا مقام تھا۔ لغت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ارارا ط کے معنے بھی وہی ہیں جو جُودی کے ہیں۔ چنانچہ عربی لغت میں لکھا ہے کہ رَاطَ کے معنے ہوتے ہیں پناہ چاہی (اقرب) اور ارارا ط کے معنے ہوئے "میں پناہ کی جگہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں" پس اس میں بھی وہی جُودی والے معنے آگئے۔

[1] سَیْنَاءُ تو مفرد ہے مگر اس جگہ جمع استعمال ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سینا پہاڑوں کے ایک لمبے سلسلہ کا نام ہے اور یہودی تاریخ سب پہاڑوں کو سینا قرار دیتی ہے۔ قرآن مجید نے ان کے متعدد ہونے کی وجہ سے سینا کو سینین کہا ہے اور موجودہ تاریخ اور جغرافیہ میں کثرت سے اس کی تائید میں شواہد پائے جاتے ہیں۔

[2] یعنی مکّہ کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے امن والا قرار دیا تھا جس پر ہزاروں سال گذر گئے تھے لیکن باوجود اس کے عرب لوگ اب تک اس کی حرمت کا خیال رکھتے تھے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ مکّہ سے تعلق رکھنے والا مذہب سچّا ہے۔ چنانچہ آخر مکّہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور اسلام ہی مکّہ کا مذہب کہلایا۔ اور پھر مسلمانوں کے تعلق کی وجہ سے مکّہ کو ایک اور نیا امن ملا۔ جو آج تک چلا جاتا ہے۔ بلکہ وہ امن ایسا ہے کہ اس سے پہلے بھی اسے نصیب نہ تھا کیونکہ پہلے زمانہ میں نسیٔ وغیرہ کے ذریعہ سے اس کے امن کو آگے پیچھے کر لیا جاتا تھا۔ مگر اب اسلام نے ایسے بارہ مہینے مقرر کردئے ہیں۔ جن کو آگے پیچھے کرنے کی کسی کو جرأت نہیں۔ اس لیے حرم کے علاقہ کی حفاظت سارا سال علم کے ماتحت ہوتی ہے اور اس سے پہلے صرف مکہ والوں کے اپنے خیالات کے ماتحت ہوتی تھی۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ عِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورہ علق - یہ سورۃ مکّی ہے، اور بسم اللہ سمیت اس کی بیس آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ②	اپنے رب کا نام لے کر پڑھ[1]، جس نے (سب اشیا کو) پیدا کیا۔
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ③	(اور جس نے) انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ④	(پھر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو) پڑھ کر سناتا رہ، کیونکہ تیرا ربّ بڑا کریم[2] ہے۔
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ⑤	وہ ربّ جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا (ہے اور آئندہ بھی سکھائے گا)
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ⑥	اُس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔
كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ⑦	(جیسا وہ خیال کرتے ہیں اس طرح) نہیں بلکہ انسان یقیناً حد سے گذر رہا ہے۔
اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ⑧	اس طرح کہ وہ اپنے آپ کو (خدا کے فضل سے) مستغنی سمجھتا ہے۔
اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ⑨	حقیقت یہ ہے کہ تیرے ربّ ہی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔
اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ⑩	(اے مخاطب!) تو (مجھے) اس (شخص) کی (حالت کی) خبر دے، جو ایک[3]
عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ⑪	(عبادت گذار) بندے کو جب وہ نماز میں مشغول ہوتا ہے (نماز سے) روکتا ہے
اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ⑫	(اے مخاطب) تو (مجھے) بتا تو سہی کہ اگر وہ (نماز پڑھنے والا بندہ) ہدایت پر ہو۔
اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ⑬	یا تقوٰی کا حکم دیتا ہو۔
اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ⑭	اور اس کو روکنے والا (ہدایت کا) منکر ہو اور (اس سے) منہ پھیرتا ہو (تو پھر اس روکنے والے کا کیا انجام ہوگا)

---

[1] مفسرین اور مسیحیوں نے اس جگہ ایک غلطی کی ہے اور لکھا ہے کہ فرشتہ نے غارِ حرا میں ریشم پر لکھی ہوئی ایک تحریر دکھا کر کہا تھا کہ "پڑھو"۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اِقْرَاْ کے معنے عربی زبان میں صرف پڑھنے کے نہیں بلکہ دوسرے کی بات کے دہرانے کے بھی ہیں۔ پس اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ جب فرشتہ پہلی دفعہ خدا کی وحی لایا تو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو کچھ میں کہتا جاؤں اُسے دہراتے جاؤ۔ اس معنے سے غفلت کی وجہ سے ایک بیہودہ قصہ بن گیا۔

[2] یعنی جتنا تو قرآن پڑھ کر لوگوں کو سُنائیگا، اُتنا ہی تیرے رب کا شرف اور انسان کا شرف ظاہر ہوگا۔

[3] ظاہری طور پر تو عبد کے لفظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ جب آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تھے تو کافر آکر آپ کے سر اور جسم مبارک پر مٹی ڈال دیتے تھے اور ایک دفعہ تو انھوں نے اونٹ کی اوجھری آپ کے سر پر رکھ دی تھی جس کی وجہ سے آپ سجدہ سے سر نہ اُٹھا سکتے تھے۔

أَلَمۡ يَعۡلَمۡ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿۱۵﴾

کیا وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے (اس لیے وہ کان کھول کر سُن لے کہ وہ غلطی کر رہا ہے۔)

كَلَّا لَئِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ ۙ۬ لَنَسۡفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۶﴾

جس طرح وہ چاہتا ہے اس طرح نہیں ہوگا بلکہ اگر وہ (اپنے اس کام سے) باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر زور سے[1] گھسیٹیں گے۔

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۷﴾

ایسی پیشانی کی چوٹی جو جھوٹی ہے اور وہ خطا کار بھی ہے۔[2]

فَلۡيَدۡعُ نَادِيَهٗ ﴿۱۸﴾

پس (کافر کو) چاہیئے کہ وہ اپنی مجلس کو بُلائے۔

سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۹﴾

ہم بھی اپنی پولیس[3] کو بلائیں گے۔

كَلَّا ؕ لَا تُطِعۡهُ وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ۩ ﴿۲۰﴾

دشمن کی مرضی کے مطابق معاملہ نہیں ہوگا (پس اے نبی!) تُو اِس (قسم کے کافر) کی اطاعت نہ کر اور (صرف اپنے ربّ کے حضور میں) سجدہ کر اور (اس سجدہ کے نتیجہ میں اپنے ربّ کے) قریب تر ہوتا جا۔

سُوۡرَۃُ الۡقَدۡرِ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ مَعَ الۡبَسۡمَلَۃِ سِتُّ اٰیَاتٍ

سورۃ قدر۔ یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ﴿۱﴾

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ ﴿۲﴾

ہم نے یقیناً اس (قرآن) کو ایک (عظیم الشان) تقدیر والی[4] رات میں اُتارا ہے

وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ؕ ﴿۳﴾

اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ (یہ عظیم الشان) رات جس میں تقدیریں اُترتی ہیں کیا شے ہے۔

---

[1] سَفَعَ کے معنے عربی لغت میں پیشانی کے بالوں کو پکڑ کر زور سے گھسیٹنے کے ہوتے ہیں (اقرب)

[2] یعنی حقیقتاً تو وہ آدمی ذلیل ہے لیکن وہ چوٹی اس کی بڑائی اور عزت کی علامت ہوتی ہے اس لیے وہ جھوٹی ہے اور پھر وہ خطا کار بھی ہے یعنی گناہ کی تائید کر رہی ہوتی ہے اور (ایک گناہ گار کو بڑا آدمی ظاہر کرتی ہے۔

[3] اس جگہ پولیس سے عذاب کے فرشتے مراد ہیں جو اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی منکرین صداقت کو سزا دیتے رہتے ہیں۔

[4] اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا زمانہ رات کی طرح ہوتا ہے۔ مگر رات بھی ایسی جس میں آئندہ زمانہ کے متعلق خدا تعالیٰ کے فیصلے اُترتے ہیں چنانچہ اس سورۃ میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم کو ہم نے تقدیریں نازل کرنے والی رات میں اُتارا ہے یعنی آئندہ زمانہ میں جو کچھ اس دنیا کو پیش آنے والا ہے، وہ اس قرآن میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اَنۡزَلۡنٰهُ میں ہٗ کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی پھر سکتی ہے اس صورت میں یہ معنے ہونگے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عظیم الشان تقدیر والی رات میں اتارا ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ④
یہ (عظیم الشان تقدیروں والی) رات تو ہزار مہینے[1] سے بھی بہتر ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ⑤
(ہر قسم کے) فرشتے اور (کامل) رُوح اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے تمام (دینی و دنیوی) امور لے کر اُترتے ہیں۔

سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑥
(پھر فرشتوں کے اُترنے کے بعد تو) سلامتی (ہی سلامتی ہوتی) ہے[2] (اور) یہ (حال) صبح کے طلوع ہونے تک (رہتا) ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُ اٰيَاتٍ
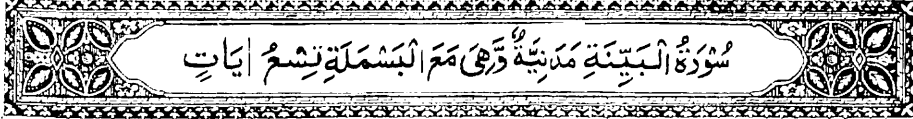
سورۃ بیّنہ۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نو آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ ②
وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے یعنی اہل کتاب[3] اور مشرک (دونوں ہی کبھی اپنے کفر سے) باز رہنے والے نہ تھے، جب تک کہ اُن کے پاس واضح دلیل[4] نہ آجاتی۔

رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ ③
یعنی اللہ کی (طرف) سے آنے والا ایک رسول جو اُنھیں (ایسے) پاکیزہ صحیفے پڑھ کر سُناتا۔

---

[1] حدیثوں سے پتہ لگتا ہے کہ ہزار سال فَیجِ اَعْوَج کے ہونگے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ (بخاری) یعنی سب سے بہتر صدی وہ ہے جس میں میں ہوں۔ اس کے بعد وہ صدی بہتر ہوگی جو اس کے بعد آئے گی اور پھر اس کے بعد آنے والی صدی اور پھر فَيْجٌ اَعْوَج ہوگا (مشکوٰۃ) پس ہزار مہینہ سے ہزار سال مراد ہیں اور سال بھی وہ مراد ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سُکڑ گیا تھا اور بدی پھیل گئی تھی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اس آیت میں کہا گیا ہے کہ یہ روحانی رات کا زمانہ جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن نازل ہوئے ہیں باوجود رات ہونے کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے فَیجِ اَعْوَج کے ہزار سالوں سے بہتر ہوگا۔

[2] یعنی نبی کی فتح تک خدا کے فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں اور تب تک ساتھ نہیں چھوڑتے جب تک کامیابی کی صبح نہیں آجاتی۔ اور یہ جو فرمایا کہ فرشتوں کے اُترنے کے بعد تو سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ زمانہ تاریکی کا ہوتا ہے پھر بھی نبی کے طفیل اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں بڑی برکتیں نازل کرتا ہے اور وہ برکتیں اس وقت تک نازل ہوتی چلی جاتی ہیں جب تک مطلع فجر کا زمانہ پھر نہ آجائے یعنی وہ زمانہ جس میں فیج اعوج کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی ظہور پھر ہوگا۔ [3] اس آیت میں صاف طور پر اہل کتاب کا نام بھی کافر رکھا ہے۔ [4] مطلب یہ کہ اہل کتاب چونکہ غلط یا صحیح طور پر ایک آسمانی صحیفہ سے وابستہ ہیں اس لیے جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن لے کر نہ آتے اُن کی اصلاح کا کوئی امکان نہ تھا۔

فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۴

جن میں قائم رہنے والے احکام[1] ہوں۔

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۵

اور عجیب بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو (قرآن مجید جیسی مکمل) کتاب دی گئی ہے وہ اس واضح دلیل (یعنی رسول) کے آنے کے بعد ہی (مختلف گروہوں[2] میں) تقسیم ہوئے ہیں۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۥ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۝۶

حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور عبادت کو صرف اس کے لیے مخصوص کر دیں (اس حالت میں کہ) وہ اپنے نیک میلانوں میں ثابت قدم رہنے والے ہوں اور (پھر صرف اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ) نماز باجماعت ادا کرتے رہیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی (ہمیشہ صداقت پر) قائم رہنے والا[3] دین ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۷

اہل کتاب اور مشرکوں میں سے کفر پر قائم رہنے والے لوگ یقیناً جہنم کی آگ میں (داخل) ہوں گے (اور وہ) اس میں رہتے چلے جائیں گے وہی لوگ بدترین خلائق ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۸

(اس کے مقابل پر) وہ لوگ جو (اہل کتاب اور مشرکوں میں سے) ایمان لائے اور انھوں نے (ایمان کے) مناسب حال عمل بھی کیے، وہی لوگ بہترین خلائق ہیں۔

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝۹ ع

ان کا بدلہ ان کے رب کے حضور میں قائم رہنے والے باغات ہونگے جن کے تلے نہریں بہتی ہونگی وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے۔ اللہ اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اُس (اللہ) سے راضی ہو گئے۔ یہی (جزا) اس کی شان کے مطابق ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

---

[1] یعنی وہ بَيِّنَة کتاب بھی ایسی لائے جس میں دائمی صداقتیں ہوں۔ تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں پر ثابت ہو جائے کہ ہماری کتابیں تو ناقص اور مٹنے والی ہیں۔ مگر قائم رہنے والی کتاب وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ پس اس کے ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

[2] یعنی جن اہل کتاب کے زمانہ میں قرآن اُترا ہے۔ پہلے تو وہ اپنے جھوٹے قصوں پر خوش تھے لیکن اب وہی لوگ قرآن کے بیان کردہ سچے واقعات کے مقابلہ میں بائیبل کے جھوٹے واقعات پیش کرکے اختلاف کرتے ہیں۔

[3] عربی میں کبھی ضمیر بالمعنٰی پھیری جاتی ہے۔ اس جگہ دِيْنٌ کا لفظ ہے جس کے ایک معنے طَرِيْقَةٌ کے ہیں پس طَرِيْقَة کے معنوں کو مدنظر رکھ کر قرآن مجید نے اس کی صفت قَيِّمَة بیان کر دی ہے جو مونث ہے اور جس کے مقام کے لحاظ سے ہم نے معنے کر دیئے ہیں۔ جو نہایت صاف اور سیدھے معنی ہیں۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ زلزال۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نو آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ② — جب زمین کو پوری طرح ہلا [1] دیا جائے گا۔

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ③ — اور زمین اپنے بوجھ کو نکال (کر پھینک) [2] دے گی۔

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ④ — اور انسان کہہ اُٹھیگا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ [3]

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ⑤ — اس دن وہ اپنی (ساری ہی پوشیدہ) [4] خبریں بیان کر دے گی۔

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ⑥ — اس لیے کہ تیرے ربّ نے اس (زمین) کے حق میں وحی کر چھوڑی [5] ہے۔

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ⑦ — اس دن لوگ مختلف گروہوں [6] کی صورت میں جمع ہونگے۔ تاکہ اپنی اپنی کوششوں کے نتائج کو دیکھیں۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ⑧ — پھر جس نے ایک ذرّہ کے برابر بھی نیکی [7] کی ہو گی وہ اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ⑨ — اور جس نے ایک ذرّہ کے برابر بھی بدی [8] کی ہو گی وہ اس (کے نتیجہ) کو دیکھ لے گا۔

ع ۲۴

---

[1] یعنی اندرونی اور بیرونی قسم کے زلازل آجائیں گے۔ جیسا کہ آجکل زمین کے اندر کے لاوے کی وجہ سے بھی اس پر زلزلے آرہے ہیں اور اٹیم بموں اور ہائیڈروجن بموں کی وجہ سے بھی اس پر زلزلے آرہے ہیں اور ایسی روحانی تحریکیں جاری ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے اہل زمین کے دل ہل گئے ہیں۔

[2] اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے علوم اس دنیا میں مخفی تھے وہ ظاہر ہونے لگ جائیں گے خواہ دینی ہوں یا دنیوی۔ جیسا کہ اس وقت سائنس بھی ترقی کر رہی ہے، اور قرآنی علوم بھی نئے نئے کھل رہے ہیں۔

[3] یعنی اس زمانہ میں انسان حیران ہو جائے گا اور کہیگا کہ کیا بات ہے کہ آج زمین کے اندر سے بھی زلزلہ کا مادہ پھوٹ رہا ہے اور باہر سے بھی زلزلہ کے سامان پیدا کیے جا رہے ہیں اور روحانی طور پر بھی ایسی تحریکیں جاری کر دی گئی ہیں جن سے زمین کے رہنے والوں کے دل ہل گئے ہیں۔

[4] اس دن یعنی آخری زمانہ کے متعلق جتنی پیشگوئیاں تھیں وہ سب پوری ہو جائیں گی۔ گویا زمین اپنے پوشیدہ خزانے ظاہر کر دیگی۔

[5] اس آیت سے پتہ لگتا ہے کہ جو معنے ہم نے اوپر کیے ہیں وہی درست ہیں کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ زمین کا یہ زلزلہ طبعی حالات کے ماتحت نہیں آرہا، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے زمین کو حکم دیدیا گیا تھا کہ وہ آخری زمانہ میں ان حالات کو ظاہر کر دے۔

[6] مطلب یہ کہ وہ زمانہ آزادی کا ہوگا اور مختلف جماعتیں اس امر کا اظہار کر دیں گی کہ ہماری جماعت کا یہ نام ہے اور یہ یہ کام ہے اور اس سے ان کی یہ غرض ہو گی کہ لوگ ان کے نام اور کام کو دیکھ کر ان کی جماعت میں شامل ہو جائیں اور دنیا ان کے متعلق اعلیٰ جماعت ہونے کا فیصلہ کر دے۔

[7] اس میں بتایا گیا ہے کہ اس آخری زمانہ میں انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہی معاملہ کرے گا جیسے اس کے اعمال ہونگے اور کوئی قوم تبھی نیک پھل پائے گی جب وہ نیک ہو گی۔

[8] یعنی کوئی قوم بھی بد ہوتے ہوئے لوگوں کو دھوکہ نہیں دے سکے گی۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۃ عادیات۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ②	مَیں شہادت کے طور پر اُن جماعتوں کو پیش کرتا ہوں جو گھوڑوں پر چڑھ کر اس طرح بے تحاشا دوڑتی ہیں کہ اُن کے گھوڑوں کے منہ سے آوازیں نکلنے لگ جاتی ہیں۔[1]
فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ③	نیز ان گھوڑسواروں کو جن کے مرکب[2] چوٹ مار کر چنگاریاں نکالتے ہیں۔
فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ④	پھر صبح ہی صبح[3] حملہ کرنے والوں کو۔
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ⑤	جس کے نتیجہ میں اس (صبح کے وقت) میں غبار اُڑاتے ہیں۔[4]
فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑥	اور لشکر میں گھس جاتے ہیں۔[5]
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑦	انسان یقیناً اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گذار ہے۔[6]
وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ⑧	اور وہ یقیناً اس پر (اپنے قول اور فعل سے) گواہی دے رہا ہے۔
وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ⑨	اور وہ (باوجود اس کے) یقیناً مال کی محبت میں بہت بڑھا ہوا ہے۔[7]

[1] اس آیت میں اسلام کی صداقت کے ثبوت میں صحابہ رضؓ کو پیش کیا ہے گو الفاظ گھوڑوں کے مناسب حال رکھے ہیں مگر چونکہ گھوڑا خود نہیں چلتا بلکہ اس کو سوار چلاتا ہے اس لیے اس سے مراد گھوڑوں پر چڑھنے والی جماعتیں ہیں یعنی صحابہؓ جو جہاد کرتے تھے۔

[2] اس آیت کی تشریح بھی وہی ہے جو آیت ۲ کے نوٹ میں بیان کی گئی ہے۔ عہ مرکب:۔ سواریاں۔

[3] اس آیت نے سارا راز ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اس جگہ پر صبح کے وقت حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ اور ایسی احتیاط سے حملہ کرنا گھوڑے کا کام نہیں بلکہ سوار کا کام ہے پس ثابت ہو گیا کہ اس جگہ پر صحابہؓ کا ذکر ہے نہ کہ خالی سواریوں کا۔

[4] یعنی جب وہ حملہ کرتے ہیں تو صرف سڑکوں پر سے ہی چنگاریاں نہیں نکلتیں بلکہ ایک ایسا شور پڑ جاتا ہے کہ جس گاؤں پر انھوں نے حملہ کیا ہوتا ہے اس کے لوگ گھبرا کر نکل آتے ہیں اور تمام جوّ میں غبار اُڑنے لگتا ہے۔

[5] یعنی یہ سواروں کی جماعت جو حملہ کرتی ہے اس قبیلہ کے لوگوں کو دیکھ کر جن پر حملہ کیا گیا ہے ڈر نہیں جاتی بلکہ دلیری کے ساتھ ان کے اندر گھس جاتی ہے جس کے نتیجہ میں لڑائی دست بدست ہونے لگ جاتی ہے۔

[6] اس آیت میں صحابہؓ سے لڑنے والوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نہایت ناشکر گذار ہیں یعنی صحابہؓ جو خدا کا کلام ان کے آگے پیش کرتے ہیں وہ بجائے ان کا اعزاز کرنے کے ان سے جنگ کرتے ہیں اور اپنے قول اور فعل سے اپنی ناشکری کی گواہی دیتے ہیں۔

[7] یعنی یہ کفار اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ مسلمان جن کے لیے فتح مقدر ہے ان کے ساتھ لڑائی کا نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ مال ضائع ہو جائیں گے۔ مگر اپنی حرص کے باوجود وہ اپنی نابینائی کی وجہ سے ان سے لڑتے چلے جاتے ہیں محض اس خیال سے کہ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ ہم فاتح ہو جائیں اور مال ہمیں مل جائیں۔

اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿۱۰﴾	کیا ایسا انسان نہیں جانتا کہ جب وہ (لوگ) جو قبروں میں ہیں اٹھائے جائیں گے۔
وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿۱۱﴾	اور جو کچھ سینوں میں (چھپا پڑا) ہے نکال لیا جائے گا[1]
اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾	اُس دن اُن کا ربّ یقیناً ان کی نگرانی کرنے والا ہوگا۔
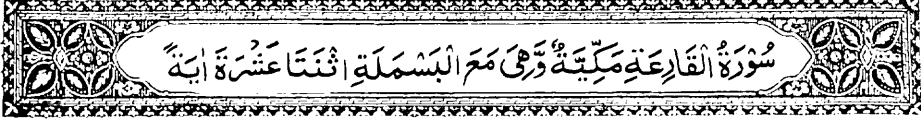
سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اِثْنَتَا عَشَرَةَ اٰيَةً

سورۃ قارعہ - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی بارہ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
اَلْقَارِعَةُ ﴿۲﴾	(دنیا پر) ایک شدید مصیبت (آنے والی ہے)
مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾	اور تجھے کیا معلوم کہ وہ مصیبت کیسی ہے۔
وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۴﴾	اور (پھر ہم کہتے ہیں کہ اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ عظیم الشان مصیبت کیا چیز ہے
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۵﴾	(یہ مصیبت جب آئے گی) اُس وقت لوگ پراگندہ پروانوں کی طرح (حیران پھر رہے) ہوں گے۔

[1] اگر ان آیات کو دنیا پر محمول کیا جائے تو اس کے معنے یوں ہونگے کہ وہ کفار جو بظاہر زندہ ہیں۔ لیکن دین کے لحاظ سے قبروں میں دفن ہیں جب ان کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا جائیگا تو ان کے دلوں میں جو راز چھپے پڑے ہیں وہ ظاہر کر دئے جائیں گے یعنی دلوں میں تو وہ اسلام کی بہت سی صداقتیں مان چکے ہیں صرف ظاہر میں اسلام کا مقابلہ کر رہے ہیں اس مضمون کو ایک تاریخی واقعہ نہایت اچھی طرح واضح کرتا ہے جب مکہ فتح ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ جن لوگوں نے مسلمانوں کو جنگ میں نہیں بلکہ جنگ کے بغیر قتل کیا یا کروایا تھا ان کی سزا یہی ہے کہ ان کو معاف نہ کیا جائے بلکہ ان کو قتل کیا جائے چنانچہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی انہی لوگوں میں شامل تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ میں اگر مسلمانوں کے ہاتھ آگئی تو میں ماری جاؤں گی کیونکہ میں نے کئی دفعہ امن کے زمانہ میں مکہ والوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا ہے اور جنگ اُحد میں باوجود اس کے کہ میں عورت تھی اور میرے خلاف لڑائی کرنے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو روکا تھا اور فرما دیا تھا کہ عورت پر حملہ نہ کیا جائے پھر بھی میں نے ایک حبشی غلام وحشی نامی کو انعام دیکر اس بات کے لیے کھڑا کیا کہ وہ حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے اس میں سے اس کا کلیجہ نکال لائے اور اسی طرح ان کے کان کاٹ دے جب عورتیں بیعت کرنے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ہندہ بھی ایک بڑی چادر اوڑھ کر انہی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئی جب آپ نے بیعت لینی شروع کی اور فرمایا کہ کہو ہم شرک نہیں کرینگی تو ہندہ بے اختیار بول اُٹھی اور کہا یا رسول اللہ! کیا اب بھی جب کہ آپ کا اکیلا خدا جیت گیا ہے اور ہمارے ہزاروں بُت ہار گئے ہیں ہم شرک کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا یہ ہندہ بول رہی ہے۔ اس پر اُس نے کہا یا رسول اللہ! اب آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیونکہ مسلمان کا خدا تعالٰے حافظ ہوتا ہے اور اس کے سب پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک کہتی ہے اور اس کو چھوڑ دیا۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑥ — اور پہاڑ اس پشم کی مانند ہو جائیں گے جو دھنکی ہوئی ہوتی ہے[1]۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑦ — اس وقت جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑧ — وہ تو (بہترین اور) پسندیدہ حالت میں ہوگا۔

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑨ — اور جس کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوں گے۔

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑩ — اُس کا ٹھکانا ہاویہ[2] (یعنی جہنم) ہوگا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑪ — اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (ہاویہ) کیا ہے۔

نَارٌ حَامِيَةٌ ⑫ — یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔
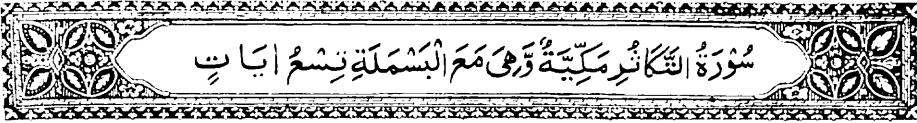
سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ تِسْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ تکاثر۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نو آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① — (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ② — تم کو ایک دُوسرے سے بڑھنے کی خواہش نے غفلت میں ڈال دیا[3] (اور تم اسی طرح غافل رہو گے)

حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ③ — یہاں تک کہ تم مقبروں میں جا پہنچو گے[4]۔

---

[1] جیسا کہ ہم پہلے کئی بار بتا چکے ہیں، پہاڑ کے معنے عربی لغت میں بڑے آدمی کے بھی ہیں اور اس جگہ وہی مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب وہ عظیم مصیبت آئے گی یعنی کفار کی شکست کی، تو اس وقت بڑے بڑے آدمی بجائے اکٹھے ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے اِدھر اُدھر بھاگتے پھریں گے۔ کوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے لیے دوڑ پڑیگا جیسے عمرو بن العاص اور ابوسفیان وغیرہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ اور کوئی مکہ سے باہر بھاگ جائے گا جیسے عکرمہ بن ابی جہل جو جان بچانے کے لیے حبشہ بھاگ گیا پس اس طرح سارے رؤساء عرب دھنکی ہوئی اُون کی طرح ہو گئے۔

[2] قرآن کریم میں اُمٌّ کا لفظ ہے جس کے معنے ماں کے ہوتے ہیں۔ مگر ہم نے اس کا ترجمہ ٹھکانا کیا ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم نے ماں کو بھی انسان کے ٹھہرنے کی جگہ قرار دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (مومنون ع۱) پس ہم نے ٹھکانا کا لفظ استعمال کر دیا ہے۔ ماں کا نہیں جس کو اُردو جاننے والے سمجھ نہیں سکتے تھے۔

[3] اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ کفار میں نیکیاں تو نہیں تھیں مگر وہ کسی نہ کسی فریب کے ذریعہ سے مسلمانوں سے بڑھنا چاہتے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے تصنّع والے اعمال کو اصلی اعمال سمجھ لیتے تھے اور دین کی روح سے غافل ہو جاتے تھے۔

[4] یعنی موت تک ان کا یہی حال چلا جاتا تھا سوائے چند ایسے لوگوں کے جن کو خدا تعالیٰ ہدایت دے دیتا تھا۔ اور آپ ہدایت پانے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت سے فائدہ اُٹھانے میں بڑا فرق ہے۔ آپ پائی ہوئی ہدایت خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾
(خوب یاد رکھو کہ) تم لوگ عنقریب (قرآن کریم کی بیان کردہ حقیقت کو) جان لوگے۔

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾
پھر (ہم کہتے ہیں کہ تمھاری حالت اس طرح نہیں جس طرح تم سمجھتے ہو) (عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ تمھاری اندرونی حالت حقیقۃً وہی ہے جو قرآن کریم نے بیان کی ہے)

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ﴿۶﴾
(اصل حقیقت تمھارے خیالات کے مطابق) ہرگز نہیں (ہے) کاش تم اصل حقیقت علم یقین کی مدد سے جان سکتے۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ﴿۷﴾
(تب تم کو معلوم ہو جاتا کہ) تم ضرور جہنّم کو (اسی دنیا میں) دیکھوگے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ﴿۸﴾
اور اس کے بعد تم اسے یقین کی آنکھ سے (آخرت میں) بھی دیکھ لوگے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ ع
پھر (یہ بھی یاد رکھو کہ) تم سے اُس دن (ہر بڑی) نعمت کے متعلق سوال کیا جائے گا (کہ تم نے اس کا شکر ادا کیا ہے یا نہیں کیا)
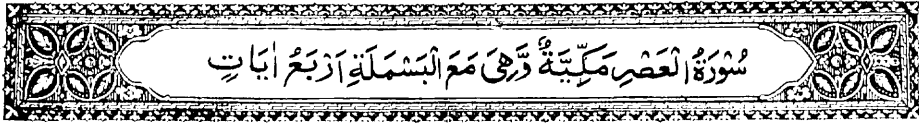
سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورۃ عصر۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چار آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَالْعَصْرِ ﴿۲﴾
میں (محمدؐ کے) زمانہ کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔[1]

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۳﴾
(کہ) یقیناً (نبیوں[2] کا مخالف) انسان (ہمیشہ ہی) گھاٹے میں (رہتا) ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۴﴾ ع
مگر وہ لوگ جو (انبیاء پر) ایمان لے آئے اور (پھر) انھوں نے (موقعہ کے) مناسب حال عمل کیے اور صداقت کے اصول پر قائم رہنے کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کی اور (پیش آمدہ مشکلات پر صبر سے کام لینے کی ایک دوسرے کو ہدایت کرتے رہے (ایسے لوگ کبھی بھی گھاٹے میں نہیں پڑ سکتے)

---

[1] قرآن مجید میں اَلْعَصْرِ ہے چونکہ وہ معرفہ ہے ہم نے اَلْعَصْرِ کے معنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کیے ہیں۔

[2] قرآن مجید میں اَلْاِنْسَان ہے جس کے معنے ہیں ایسا انسان جسکو قرآن پڑھنے والے جانتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "نبیوں کا مخالف انسان"۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ عَشْرُ اٰيَاتٍ

سورۃ ہُمَزہ - یہ سورۃ مکّی ہے - اور بسم اللہ سمیت اس کی دس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ② — ہر غیبت کرنے والے (اور) عیب چینی کرنے والے کے لیے عذاب (ہی عذاب) ہے۔

الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ③ — جو مال کو جمع کرتا ہے اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے۔

يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ④ — وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس (کے نام) کو باقی رکھے گا۔

كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ⑤ — ہرگز ایسا نہیں (جیسا اس کا خیال ہے بلکہ) وہ یقیناً (اپنے مال سمیت) حطمہ[1] میں پھینکا جائے گا۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ⑥ — اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ حطمہ کیا شے ہے؟

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ⑦ — یہ (حطمہ) اللہ کی خوب[2] بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ⑧ — جو دلوں کے اندر تک[3] جا پہنچے گی۔

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ⑨ — پھر وہ (آگ) سب طرف سے بند کر دی جائیگی تاکہ اس کی گرمی اُن کو اور بھی زیادہ تکلیف دہ محسوس[4] ہو۔

فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ⑩ — اور (وہ لوگ اس وقت) لمبے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے[5] ہونگے۔ ع ۱ / ۲۹

---

[1] حُطَمَہ سے مراد دوزخ ہے کیونکہ حُطَمَہ کے معنے ہوتے ہیں جس کو توڑا جائے۔ اور قرآن کریم اور احادیث سے ظاہر ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرکے دوزخ کو مٹا دیگا۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی آیا ہے کہ اُمُّهٗ هَاوِيَةٌ (سورۃ قارعہ) یعنی انسان ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ بلکہ جس طرح ماں کے پیٹ میں کچھ عرصہ کے لیے رہتا ہے۔ اس طرح کچھ عرصہ کے لیے وہ دوزخ میں رہے گا۔ پھر باہر کی کھلی ہوا یعنی جنت میں آجائے گا۔ اسی طرح حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں يَاْتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ وَنَسِيْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَهَا (تفسیر معالم التنزیل زیر آیت فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا سورۃ ہود ع۹) یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی شخص نہیں ہوگا اور ہوا اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائیگی اس حدیث سے بھی اس قرآنی آیت کی تصدیق ہوتی ہے۔ [2] خوب بھڑکائی ہوئی کے صرف اتنے معنے ہیں کہ جہنم کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ یہ مراد نہیں کہ غیر محدود ہوگا۔ [3] اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ آگ سارے جسم کو گھلا کر دل تک پہنچ جائیگی۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ انسان کے دل میں جو گند ہونگے وہ ان کو بھی جلا دیگی۔ [4] کیونکہ بند انگیٹھی کی آگ بہت تیز ہو جاتی ہے۔

[5] یعنی جب عذاب الٰہی آئے گا تو اللہ تعالیٰ کا رحم چاہیگا کہ ان کو دوزخ سے باہر نکالے لیکن ان کے باپ دادوں کی روایات جس پر وہ چلتے تھے اور ان کی رسوم و عادات ان کو دوزخ میں رکھنے پر مصر ہونگی۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے انھوں نے ایسے عمل کیے جن کے باعث وہ دوزخ کے سخت عذاب کے مستحق بن گئے۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۃ فیل - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ⓵
(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ⓶
(اے محمدؐ!) کیا تمھیں معلوم نہیں کہ تمھارے ربّ نے ہاتھی (استعمال کرنے) والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا[1]

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ⓷
کیا (ان کو حملہ سے قبل ہلاک کرکے) اُن کے منصوبہ کو باطل نہیں کر دیا۔[2]

وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ⓸
اور (اس کے بعد) اُن (کی لاشوں) پر جُھنڈ کے جُھنڈ پرندے بھیجے،

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ⓹
(جو) اُن (کے گوشت) کو سخت قسم کے پتھروں پر مارتے (اور نوچتے)[3] تھے۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⓺
سو اس کے نتیجہ میں اس نے انھیں ایسے بُھوسا کی طرح کر دیا جسے جانوروں نے کھا لیا ہو۔[4]

ع ۱ ۳

---

[1] اس آیت میں اَلَمْ تَرَ کے الفاظ ہیں اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واقعہ فیل سے ایک ماہ بعد پیدا ہوئے تھے پس معلوم ہوا کہ قرآنی زبان میں جب اَلَمْ تَرَ کا لفظ آئے تو اس کے معنے دیکھنے کے ضروری نہیں ہوتے، بلکہ کبھی اس کے معنے معلوم کرنے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ واقعہ فیل کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ پس لازماً اس کے یہ معنے کرنے پڑیں گے "کیا تمھیں معلوم نہیں" یعنی کیا تم نے لوگوں سے یہ روائتیں نہیں سُنیں۔

[2] ابرہہ جو حکومت ایبے سینیا کی طرف سے یمن کا گورنر تھا اور جس نے خانہ کعبہ کو گرانے کی اس لیے قسم کھائی تھی کہ کسی عرب نے عیسائی گرجا میں پاخانہ پھر دیا تھا۔ یہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے حملہ کے وقت اس کو کیا کیا سزا ملی۔

[3] یہ فقرہ تقلیب نسبت کے طور پر استعمال ہُوا ہے جیسے کہتے ہیں "پرنالہ چلتا ہے" یا "نہر چلتی ہے"۔ حالانکہ نہ نہر چلتی ہے، نہ پرنالہ چلتا ہے۔ بلکہ پانی چل رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ یہ نہیں کیا کہ پرندے اصحاب فیل پر پتھر مارتے تھے بلکہ یہ کیا ہے کہ ان کے گوشت کو وہ سخت قسم کے پتھروں پر مارتے تھے اور نوچتے تھے کیونکہ یہاں تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ آتا ہے اور عربی زبان میں باء کے معنے عَلٰی کے بھی ہوتے ہیں۔ پس لفظی طور پر عربی کے لحاظ سے یہ ترجمہ ہو جائے گا کہ وہ ان کو پتھروں پر مارتے تھے اور یہی ترجمہ ہم نے کیا ہے چیلیں وغیرہ جب مُردوں کے گوشت کھاتی ہیں تو اسی طرح کھاتی ہیں پہلے مُردے کی ایک بوٹی اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ پھر پتھر پر بیٹھ جاتی ہیں۔ پھر چونچ سے اس بوٹی کو پکڑ کر بار بار پتھر پر مارتی ہیں اور پھر کھاتی ہیں غالباً اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اگر بوٹی کو مٹی یا ریت وغیرہ لگ گئی ہو تو اس کو دُور کر دیں۔

[4] یعنی جیسے کھایا ہُوا بھوسہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اصحاب الفیل بالکل ناکارہ ہو گئے۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۃ قریش - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پانچ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ② — (دوسری اغراض کے علاوہ) قریش کے دلوں کو مانوس کرنے کے لیے۔[1]

اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ③ — یعنی اُن کے دلوں کو گرمائی اور سرمائی سفروں سے مانوس کرنے کے لیے (ہم نے ابرہہ کو تباہ کیا)

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ④ — پس انھیں لازم ہے کہ وہ (قریش) اس گھر (یعنی کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں، جس نے انھیں (ہر قسم کی) بھوک (کی حالت) میں

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ⑤ — کھانا کھلایا اور (ہر قسم کی) خوف کی حالت میں امن بخشا۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ ماعون - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی آٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① — (میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ② — (اے مخاطب!) کیا تُو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے۔

فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ③ — وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارا کرتا تھا۔

وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ④ — اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کے لیے (لوگوں کو کبھی) ترغیب نہیں دیتا تھا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ⑤ — اور اُن نمازیوں کے لیے بھی ہلاکت ہے

الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ⑥ — جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ⑦ — (اور) جو لوگ صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں۔[2]

---

[1] اس آیت میں جو لام کا لفظ ہے وہ یہ بتانے کے لیے ہے کہ اس سورۃ کا تعلق پہلی سورۃ سے ہے یعنی ابرہہ کی تباہی کا واقعہ اس لیے ہُوا کہ مکّہ کے لوگ آسانی سے اِدھر اُدھر پھر سکیں۔ [2] مطلب یہ ہے کہ وہ شخص بھی تباہ ہوگا جو دین کو جھٹلاتا تھا اور یتیم کو دھتکارتا تھا اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دلاتا تھا اور وہ بھی جو نمازیں دل لگا کر نہیں پڑھتا تھا اور صرف دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھتا تھا۔

وَيَمۡنَعُونَ الۡمَاعُوۡنَ ۝۸ ع ۳۲ اور وہ اپنے گھر کے معمولی سامان تک دینے سے (اپنے نفسوں کو اور دوسروں کو) روکتے رہتے ہیں۔[1]

سُوۡرَةُ الۡكَوۡثَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الۡبَسۡمَلَةِ اَرۡبَعُ اٰيَاتٍ

سورۃ کوثر۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چار آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝۱ (میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝۲ (اے نبی!) یقیناً ہم نے تجھے کوثر[2] عطا کیا ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ۝۳ سو تو (اس کے شکریہ میں) اپنے ربّ کی (کثرت سے) عبادت کر اور اسی کی خاطر قربانیاں کر۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۝۴ ع ۳۳ اور یقین رکھ کہ تیرا مخالف ہی نرینہ اولاد سے محروم ثابت ہوگا۔[3]

---

[1] یعنی اس کا دل ایسا سخت ہو جاتا تھا کہ غریبوں کو عاریۃً چیز دینے سے بھی گریز کرنے لگ جاتا تھا۔ اور لوگوں کو بھی کہتا تھا کہ غریبوں کو کوئی چیز عاریۃً نہ دیا کرو۔

[2] کوثر کے معنے ہر چیز کی کثرت کے ہیں نیز ایسے شخص کے جو بہت خیرات کرنے والا اور سخی ہو۔ جیسا کہ حدیثوں میں مسیح کی نسبت آتا ہے کہ وہ آئیگا اور مال لٹائے گا لیکن لوگ اسے قبول نہیں کریں گے۔ پس اس جگہ ایک آنے والے اُمتی کا ذکر ہے جو روحانی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوگا۔ چنانچہ اس سورۃ میں بتایا ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتر ہیں۔ وہ کس طرح ابتر ہو سکتے ہیں جبکہ ان کی روحانی اولاد میں تو ایک ایسا شخص کھڑا ہونے والا ہے جو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کے خزانے لٹائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس کے دئے ہوئے مال کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ایسا مال جس کے لینے سے لوگ انکار کرتے ہیں علمی خزانے ہی ہوتے ہیں ورنہ ظاہری مال کے لحاظ سے تو اگر کسی کے پاس کروڑ پونڈ ہو تو اُسے اگر ایک پونڈ بھی دیا جائے تو وہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

[3] یعنی روحانی نرینہ اولاد سے محروم ہے جو قرآن کریم کی رو سے ملہم من اللہ گروہ میں شامل ثابت ہوتی ہے ایسی اولاد صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گی۔ ان کے دشمنوں کو نہیں ملے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (احزاب ع ۵) اس آیت میں اشارہ ہے کہ کفار کی اولاد خدا کے فضلوں سے محروم رہے گی اور نرینہ نہیں کہلا سکے گی۔ سوائے اس صورت کے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں جیسے عکرمہ بن ابوجہل اور معاویہ بن ابوسفیان۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ کافرون - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سات آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱ (مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۲ (ہم ہر زمانہ کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ) تُو (اپنے زمانہ کے کفار سے) کہتا چلا جا (کہ) سُنو! اے کافرو!

لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۳ مَیں تمھارے طریق کے مطابق عبادت نہیں کرتا۔

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۴ اور نہ تم میرے طریق کے مطابق عبادت کرتے ہو۔

وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝۵ اور نہ میں (ان کی) عبادت کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے چلے آئے ہو۔

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝۶ اور نہ تم (اس کی) عبادت کرتے ہو جس کی مَیں عبادت کر رہا ہوں۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۷ ع ۲۲ (اوپر کا اعلان نتیجہ ہے اس کا کہ) تمھارا[1] دین تمھارے لیے (ایک طریق کار مقرر کرتا) ہے اور میرا دین میرے لیے (دوسرا طریق کار مقرر کرتا) ہے۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورۃ نصر - یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چار آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱ (مَیں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۲ جب اللہ کی مدد اور کامل غلبہ آ جائے گا۔

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۳ اور تُو اس بات کے آثار دیکھ[2] لے گا کہ اللہ کے دین میں لوگ فوج در فوج داخل ہوں گے۔

---

[1] عربی زبان میں دین کے کئی معنے ہیں جن میں سے ایک معنے طریق کار کے بھی ہیں۔

[2] اس آیت کا جوڑ سورۃ کوثر سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ سورۃ کوثر میں بھی یہی وعدہ تھا کہ روحانی لوگ کثرت سے تیری امت میں پیدا ہوں گے اور اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ تو دیکھے گا کہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے۔ پس اس آیت نے واضح کر دیا کہ یہ سورۃ کوثر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۴

اس وقت تو اپنے ربّ کی تعریف کے ساتھ (ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرنے میں بھی مشغول ہو جائیو اور (مسلمانوں کی تربیت میں جو کوتاہیاں ہوئی ہوں اُن پر) اس (خدا) سے پردہ ڈالنے کی دعا کیجیو۔ وہ یقیناً اپنے بندے کی طرف رحمت کے ساتھ لوٹ لوٹ کر آنے والا ہے[1]

سُوۡرَۃُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الۡبَسۡمَلَةِ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۃ اللھب - یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝۱

(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ ۝۲

شعلہ[2] کے باپ کے دونوں ہاتھ ہی شل ہو گئے ہیں اور وہ (خود) بھی شل ہو کر رہ گیا ہے۔

مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ ۝۳

اس کے مال نے اسے کوئی فائدہ نہیں[3] دیا اور نہ اس کی کوششوں نے (کوئی فائدہ) دیا ہے۔

سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۴

وہ ضرور آگ میں پڑے گا[4] جو (اسی کی طرح) شعلے مارنے والی ہوگی۔

وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۝۵

اور اس کی بیوی[5] بھی جو ایندھن اُٹھا اُٹھا کر لاتی ہے (آگ میں پڑے گی)

فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ۝۶

اس کی (بیوی کی) گردن میں کھجور کا سخت[6] بٹا ہوا رسّا باندھا جائے گا۔

---

[1] تَوَّاب کے معنے علاوہ تَوبَہ قبول کرنے کے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر چسپاں نہیں ہو سکتے بار بار رحمت کرنے کے بھی ہیں اور وہی معنے ہم نے کیے ہیں (دیکھو تاج العروس)

[2] یا تو اَبُو لَھَب کے رنگ کی طرف اشارہ ہے جو بہت سفید تھا یا اس کی طبیعت کی طرف اشارہ ہے جو بہت غصیلی تھی۔ یا ہر دشمن اسلام کی طرف اس کی باطنی حالت کی وجہ سے اشارہ ہے۔ یا امریکہ اور روس کی طرف اشارہ ہے، جن دونوں نے اپنے دو دو حلیف بنا چھوڑے ہیں تاکہ بوقت جنگ کام آئیں۔ اور حلیف ہاتھ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ہاتھ سے بھی مدد یا دفاع کا کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چونکہ یہ دونوں فریق غلطی پر ہونگے۔ ایک فریق تثلیث پر قائم ہوگا اور دوسرا فریق دہریت پر، اس لیے ہم نے ان دونوں فریق کے دونوں ہاتھوں کو شل کر دیا ہے۔ یعنی ان کے جو دو بڑے بڑے ساتھی ہیں ان کی تباہی کے سامان پیدا کر دئیے ہیں اور اسی طرح ان دونوں فریق کی اپنی تباہی کے بھی سامان کر دئیے ہیں۔

[3] یعنی وہ بڑے مالدار ہونگے لیکن ان کا مال اُن کو کوئی فائدہ نہیں دیگا۔ بڑے بڑے سائنٹفک سامان ان کو حاصل ہونگے لیکن وہ بھی ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔

[4] یعنی وہ آخر میں ضرور دنیوی یا اُخروی عذاب میں پڑ کر رہیں گے جو ویسی ہی شعلہ مارنے والی آگ ہوگی جیسا کہ ان کا دل اسلام کے خلاف بغض سے شعلے مارتا ہے۔

[5] بیوی سے اس جگہ تابع لوگ مراد ہیں یعنی ملکی رعیت اور مطلب یہ ہے کہ جو بیرونی دوست وہ بنائیں گے۔ وہ بھی تباہ ہو جائیں گے اور ان کے اموال بھی تباہ ہو جائیں گے (اور سامان بھی تباہ ہو جائیں گے اور رعایا بھی تباہ ہو جائے گی اس وجہ سے کہ رعایا بھی ان کی بھڑکائی ہوئی آگ میں مزید ایندھن ڈالتی جاتی تھی اور ان کو جوش دلاتی جاتی تھی۔

[6] چونکہ یہ جمہوری حکومتیں ہونگی۔ اس لیے ان کی رعایا اپنے سیاسی سرداروں سے بڑا گہرا جوڑ رکھتی ہوگی۔ ایسا جوڑ جس کو توڑا نہیں جاتا۔ اس لیے یہاں کھجور کے رسّے کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وہ ٹوٹا نہیں کرتا اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی رعایا ہمیشہ ان کو اکساتی رہیگی۔ کہ لڑائی کے لیے اور سامان پیدا کرو جس کی طرف حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ میں اشارہ ہے۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِیَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ خَمْسُ اٰیَاتٍ

سورۃ اخلاص۔ یہ سورۃ مکّی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پانچ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ②	(ہم ہر زمانہ کے مسلمان کو حکم دیتے ہیں کہ تو دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا[1]، کہ (اصل) بات یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے[2]۔
اَللّٰهُ الصَّمَدُ ③	اللہ وہ (ہستی) ہے جس کے سب محتاج ہیں[3] (اور وہ کسی کا محتاج نہیں)
لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ④	نہ اُس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے[4]۔
وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ⑤ ع	اور (اس کی صفات میں) اس کا کوئی بھی شریک کار نہیں[5]۔

[1] قُلْ کا لفظ جو آخری تینوں سورتوں سے پہلے رکھا گیا ہے اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ ہمارا یہ پیغام آگے دوسرے لوگوں تک پہنچا دو۔ اب یہ لازمی بات ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیں گے تو چونکہ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی قُلْ کا لفظ پڑھیں گے اس لیے ان پر بھی فرض ہو جائے گا کہ وہ اس کلام کو اور لوگوں تک پہنچائیں پس قُلْ کہہ کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ تم ہماری اس تعلیم کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھو، بلکہ اُسے دوسروں تک پہنچاؤ۔ اور پھر تم سے سننے والے اور لوگوں کے سامنے اسے بیان کریں اور پھر وہ آگے اور لوگوں تک پہنچائیں یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ساری دنیا تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچ جائے۔ اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "(ہم ہر زمانہ کے مسلمان کو حکم دیتے ہیں کہ) تو دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا"۔

[2] مفرد کے لیے عربی زبان میں دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ وَاحِدٌ اور اَحَدٌ۔ واحد کے معنے ہوتے ہیں ایک لیکن اس کے بولنے سے دوسرے کی طرف ذہن جاتا ہے اور گننے والا سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دو ہے اور دو کے بعد تین ہے اور تین کے بعد چار ہے۔ پس گو یہ لفظ ایک ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر تعدد کے امکان کو رد نہیں کرتا۔ اس کے خلاف اَحَدٌ کے معنے ہوتے ہیں اکیلا۔ اور اکیلے کے بعد کوئی دوکیلا نہیں کہتا پس اس لفظ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس وجود کے ساتھ کسی دوسرے ایسے ہی وجود کا کوئی امکان نہیں۔ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کو اَحَد کہا گیا ہے یعنی اس کی توحید کامل کا ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا ہے۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس قسم کی کوئی دوسری ذات ہوگی۔ پس اس سورۃ میں اس لفظ کے لانے سے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کامل کا اعلان کر دیا ہے۔

[3] عربی لفظ اس جگہ صَمَد ہے اور صَمَد کے معنے ہوتے ہیں جو غنی ہو یعنی کسی کا محتاج نہ ہو مگر کوئی اس سے غنی نہ ہو یعنی کوئی ایسا وجود نہ ہو جو اس کی مدد کے بغیر قائم رہ سکے۔ پس اس لفظ نے بھی توحید کامل کو ظاہر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ تمام موجودات اس کی مدد کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتیں۔ اور اس کو موجودات کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ صَمَد کے معنے ہمیشہ قائم رہنے والے کے بھی ہیں اور نہایت بلند شان والے کے بھی ہیں۔ یہ دونوں معنے بھی توحید کامل پر دلالت کرتے ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہیگا موجودات میں سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو بلندی میں بہت بڑھ جائے گا کوئی دوسری چیز اس تک پہنچ نہیں سکتی۔ اس کا بھی یہی مفہوم ہے کہ وہ اکیلا ہے۔

[4] یہ آیت بھی توحید کامل پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جس نے کسی کو جنا نہ ہو وہ یا تو بانجھ ہوتا ہے اور یا پھر ایسی ہستیوں میں سے ہوتا ہے جو کہ تغیر پذیر نہیں ہوتیں جیسے پہاڑیاں اور دریا وغیرہ۔ لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ رَفِیْعٌ ہے یعنی اپنی شان میں بہت بلند ہے پس پہاڑیوں اور

(باقی اگلے صفحہ پر) (نیز حاشیہ نمبر ۵ بھی)

سورۃ فلق۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ②	(ہم ہر زمانہ کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ تو (دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا کہ میں مخلوقات کے ربّ سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ③	اس کی ہر مخلوق کی (ظاہری و باطنی) بُرائی سے (بچنے کے لیے)
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ④	اور اندھیرا کرنے والے[1] کی ہر شرارت سے (بچنے کے لیے) جب وہ اندھیرا کر دیتا ہے۔
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ⑤	اور تمام ایسے نفوس کی شرارت[2] سے (بچنے کے لیے بھی) جو (باہمی تعلقات کی) گرہ میں (تعلق تڑوانے کی نیت سے) پھونکیں مارتے ہیں۔
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑥ ع	اور ہر حاسد[3] کی شرارت سے (بھی) جب وہ حسد پر تُل جاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) دریاؤں کو اس سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ جنا گیا ہے کے الفاظ بھی توحید کامل پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا وجود دنیا میں نظر نہیں آتا جس کو کسی نے نہیں جنا، خواہ وہ معبود کہلاتا ہو یا نہ کہلاتا ہو۔

۵ پہلے توحید ذاتی کا ذکر کیا تھا، اب توحید صفاتی کو بیان کیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ صفات میں شریک ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اس کے مشابہ کوئی حرکت انسان سے نہیں ہوتی۔ انسان بھی بصیر اور سمیع ہے اور خدا تعالیٰ بھی بصیر اور سمیع ہے۔ پس بظاہر تو یہ ایک اشتراک نظر آتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ بصیر ہے مگر آنکھوں سے نہیں دیکھتا اور خدا سمیع ہے مگر کانوں سے نہیں سنتا۔ وہ اپنی ذات میں بغیر آلات کے دیکھنے والا اور بغیر آلات کے سننے والا ہے۔ پس گو انسان بصیر اور سمیع ہے مگر اس کی صفات میں شریک قرار نہیں پا سکتا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا):۔

[1] غَاسِق کے معنے عربی زبان میں چاند کے بھی ہوتے ہیں اور غَسَقَ کے معنے ہوتے ہیں جب وہ اندھیرا کر دے۔ اور چاند تبھی اندھیرا کرتا ہے جب اس کو گرہن لگے۔ پس اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اے خدا تو ہم کو اس زمانہ کی خرابیوں سے بچا جس میں چاند کو گرہن لگیگا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں آتا ہے کہ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ الخ یعنی ہمارے مہدی کے لیے دو نشان ضرور مقرر ہیں کہ اس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا (دار قطنی) پس اس آیت میں مہدی کے زمانہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ہے کہ ہمیں اس بات سے بچائیو کہ ہم مہدی کا انکار کر دیں۔

[2] یعنی ایسا کر کہ جو لوگ ہمیں مہدی سے دُور رکھیں ہم ان کے فریب میں نہ آئیں۔

[3] اس میں یہ اشارہ ہے کہ مہدئ معہود کے ذریعہ سے اسلام کو جلد جلد ترقی حاصل ہو گی اور مخالفینِ مہدی اس پر بڑا حسد کریں گے پس اُس زمانہ کے مسلمان کو دعا سکھائی گئی ہے کہ ہر ایسے حاسد کی شرارت سے مجھے بچائیو۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مَعَ الْبَسْمَلَةِ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورۃ ناس ۔ یہ سورۃ مدنی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی سات آیات ہیں۔

آیت	ترجمہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①	(میں) اللہ کا نام لیکر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (پڑھتا ہوں)
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ②	(ہم ہر زمانہ کے مسلمان سے کہتے ہیں کہ تو دوسرے لوگوں سے) کہتا چلا جا ، کہ مَیں تمام انسانوں کے ربّ سے (اس کی) پناہ طلب کرتا ہوں۔
مَلِكِ النَّاسِ ③	(وہ ربّ) جو تمام انسانوں کا بادشاہ[1] (بھی) ہے۔
اِلٰهِ النَّاسِ ④	اور تمام انسانوں کا معبود[2] (بھی) ہے۔
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۥ الْخَنَّاسِ ⑤	(مَیں اس کی پناہ طلب کرتا ہوں) ہر وسوسہ ڈالنے والے کی شرارت[3] سے۔ جو (ہر قسم کے وسوسے ڈال کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔
الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑥	(اور) جو انسانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر دیتا ہے۔
مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ⑦	خواہ وہ (فتنہ پرداز) مخفی رہنے والی ہستیوں میں سے ہو، خواہ عام انسانوں میں سے ہو[4]۔ ع ۱

---

[1] اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں کئی بادشاہ اسلام کی مخالفت کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آج کل انگلینڈ کا بادشاہ عیسائیت کا محافظ کہلاتا ہے۔ امریکہ میں گو بادشاہ نہیں مگر پریذیڈنٹ بھی بادشاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پس مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے کہ دُعا کرو کہ ہمارا اصلی بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ ہمیں انسانی بادشاہوں کی شرارت سے بچائے۔

[2] اس آیت میں بتایا کہ ہمارا اصل بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ دنیا کا حقیقی معبود بھی ہے۔ گو بنی نوع انسان اس کے مقابلہ میں جھوٹے معبود پیش کرتے ہیں۔ مگر میں اپنے اصل معبود سے یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے جھوٹے معبودوں کے شر سے بچائے۔

[3] ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں جب کہ جھوٹے بادشاہوں اور جھوٹے معبودوں کا زور ہوگا، ایسے لوگ بھی پیدا ہو جائینگے، جو دلوں میں وسوسے ڈالنے والے ہوں گے جیسے پروفیسر وغیرہ۔ پس خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتے رہو کہ ایسے فلسفیوں کے شر سے بھی وہ مسلمانوں کو بچاتا رہے۔ اس سے آگے ایسے فلسفیوں کا طریق کار بتایا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کر کے آپ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ یعنی ایسی کتابیں لکھتے ہیں جن سے مذہب کے خلاف وسوسے تو پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن بظاہر وہ کتابیں مذہب کے خلاف نظر نہیں آتیں۔

[4] اس جگہ جِنّة کا لفظ مخفی رہنے والی ہستیوں کے متعلق استعمال ہُوا ہے اور اَلنّاس کا لفظ عام انسانوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ وسوسے پیدا کرنے والے لوگ کبھی تو غیر ممالک کے ہونگے جو نظر نہیں آتے ہوں گے اور کبھی ملکی عامۃ الناس ہونگے جو اپنے نعروں سے مومنوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کریں گے۔

دُعَاءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ
اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا
وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً اَللّٰهُمَّ
ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَ
عَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ
وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ
اٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ
حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

اے اللہ ! میری قبر میں میری وحشت کو دُور فرما۔
اے میرے خدا ! مجھ پر قرآنِ عظیم کی برکت سے رحم فرما۔
اور اُسے میرے لیے امام ، نُور ،
ہدایت اور رحمت بنا۔ اے خُدا !
جو کچھ مَیں قرآن مجید میں سے بُھول چکا ہوں
وہ مجھے یاد دلا دے ، اور جو مجھے نہیں آتا
وہ مجھے سکھا دے اور دن رات مجھے
اس کی تلاوت کی توفیق عطا فرما اور اے ربّ العالمین !
اسے میرے فائدہ کے لیے حجّت کے طور پر بنا دے۔

نام کتاب .. .. تفسیرِ صغیر

مؤلفہ .. .. حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ

طبعِ اول .. .. دسمبر ۱۹۵۷ء .. .. دو ہزار

بار دوم .. .. ۱۹۵۸ء .. .. ایک ہزار

بار سوم .. .. ۱۹۵۸ء .. .. ایک ہزار

بار چہارم .. .. ۱۹۵۸ء .. .. ایک ہزار

بار پنجم (عکسی) .. .. .. ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء .. .. .. دو ہزار

بار ششم .. .. .. ۱۹۶۶ء .. .. تین ہزار

بار ہفتم .. .. .. ۱۹۶۷ء .. .. پانچ ہزار

بار ہشتم .. .. .. ۱۹۷۱ء .. .. ایک ہزار

بار نہم .. .. .. اگست ۱۹۷۷ء .. .. .. تین ہزار

بار دہم .. .. .. اکتوبر ۱۹۷۹ء .. .. .. تین ہزار

باہتمام ابو المنیر نور الحق مینیجنگ ڈائرکٹر ادارۃ المصنفین ۔ ربوہ ۔ ضلع جھنگ

لاہور آرٹ پریس ۱۵ نیو انارکلی لاہور

محکمہء اوقاف حکومت پنجاب - لاہور

رجسٹریشن سرٹیفکیٹ

رجسٹریشن نمبر ۴۲

تاریخ اجراء ۱۹۷۵ء

ترتیب نمبر ڈی ۔ یو ۔ لے ۲ (۱۲) / الف / ۴۲ /

ر ۰ ن ۰ ق - ۱۷۲

تصدیق کی جاتی ہے کہ فرد / کمپنی / پریس ادارۃ المصنفین ۔ ربوہ ۔

کو اشاعت قرآن پاک (طباعتی اغلاط سے مبرا) ایکٹ ایل، آئی، وی 1973ء کے تحت بطور

" ناشر قرآن " رجسٹر کر لیا گیا ہے۔

4/9.75

دستخط

ناظم اعلیٰ محکمہ اوقاف، پنجاب

سرٹیفیکیٹ

مَیں نے قرآن مجید کے اس نسخہ کو مصدّقہ قرآن مجید کے مطابق اوّل تا آخر حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے، اور مَیں تصدیق کرتا ہوں کہ اس میں کوئی لفظی یا اعرابی غلطی نہیں ہے۔ وَاللہ اَعلم بالصّواب۔

سلطان احمد شاہد

فاضل عربی، رجسٹرڈ پروف ریڈر

—